طحاوی شریف
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

احادیث مبارکہ کا مستند مجموعہ

فقہ حنفی احادیث مبارکہ کی روشنی میں

شرح معانی الآثار

المعروف

طحاوی شریف (عربی، اردو)

مع خلاصۂ مضامین

تصنیف: محدث جلیل امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ

۲۳۹ھ ــــ ۳۲۱ھ

۸۵۳ء ــــ ۹۳۳ء

ترجمہ و تلخیص: علامہ محمد صدیق ہزاروی مترجم ترمذی شریف و ریاض الصالحین

تقدیم: علامہ غلام رسول سعیدی شارح مسلم شریف

حامد اینڈ کمپنی ○ ۳۸۔ اردو بازار لاہور

فہرست مضامین طحاوی شریف جلد سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ النِّکَاحِ

نکاح کے بیان میں

بَابُ مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنْ سَوْمِ الرَّجُلِ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ وَخِطْبَتِهِ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ

کسی مسلمان بھائی کے سودے پر سودا کرنے اور اس کے پیغامِ نکاح پر پیغام دینے کی ممانعت

۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ۔

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ ہی اپنے (مسلمان) بھائی کے پیغامِ نکاح پر نکاح کا پیغام دے۔

۲۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

حضرت مالک، حضرت نافع سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۳۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ

حضرت عبد الرحمن بن شماسہ مہری فرماتے ہیں انہوں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن، مومن کا بھائی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے یہاں تک کہ وہ (پہلا) اسے چھوڑ دے اور اپنے بھائی

أَخُو الْمُؤْمِنِ لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَبْتَاعَ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ حَتَّى يَذَرَهُ وَلَا يَخْطُبَ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَذَرَهُ.

کے پیغام نکاح کی موجودگی میں پیغام نکاح بھی نہ دے حتیٰ کہ وہ اسے چھوڑ دے۔

۴۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

حضرت ابن لہیعہ نے حضرت یزید بن ابو حبیب سے روایت کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ أَخْبَرَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ فَيَخْطُبَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بعض بعض کے سودے پر سودا نہ کریں اور نہ ہی تم میں سے کوئی اپنے (مسلمان) بھائی کے پیغام نکاح کی موجودگی میں نکاح کا پیغام دے یہاں تک کہ منگنی کا پیغام دینے والا (پہلا) شخص اسے چھوڑ دے یا اسے اجازت دے تو اب وہ پیغام نکاح دے سکتا ہے۔

۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسُومُ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ.

حضرت داؤد بن صالح بن دینار اپنے والد سے اور وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے

۷۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ يَعْنِي أَنَّهُ قَالَ لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكَ.

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں یعنی تم میں سے کوئی اپنے (مسلمان) بھائی کے پیغام نکاح پر منگنی کا پیغام نہ دے حتیٰ کہ وہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔

۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ دے اور نہ ہی اپنے (مسلمان)

أَنَّهُ قَالَ لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيْهِ وَلَا يَسُوْمُ عَلَى سَوْمِ أَخِيْهِ.

بھائی کے سودے پر سودا کرے۔

٩- حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت علاء بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٠- حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

حضرت سہیل بن ابو صالح اپنے والد سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے اس کی مثل ذکر کرتے ہیں۔

١١- حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی اپنے (مسلمان) بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ دے۔ یہاں تک کہ وہ نکاح کرلے یا چھوڑ دے۔

١٢- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيْهِ.

حضرت اعرج، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے (مسلمان) بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ دے۔

١٣- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت یحییٰ بن حبان حضرت اعرج سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٤- حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ ثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْتَامُ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيْهِ

حضرت اوزاعی فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ ہی اس

حَتَّى يَشْتَرِيَ أَوْ يَتْرُكَ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكَ.

١٥- **حَدَّثَنَا** يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا يَخْطُبْ بَعْضُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ بَعْضٍ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذَا وَقَالُوا لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَسْتَامَ عَلَى شَيْءٍ قَدْ سَاوَمَ بِهِ غَيْرُهُ حَتَّى يَتْرُكَهُ الَّذِي قَدْ سَاوَمَ بِهِ فَكَذَلِكَ لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَخْطُبَ امْرَأَةً قَدْ خَطَبَهَا غَيْرُهُ حَتَّى يَتْرُكَهَا خَاطِبُهَا وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِهَذِهِ الْآثَارِ.

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا إِنْ كَانَ الْمُسَاوِمُ أَوِ الْخَاطِبُ قَدْ رَكَنَ إِلَيْهِ فَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَدْخُلَ عَلَى سَوْمِهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَتِهِ حَتَّى يَتْرُكَهُ فَهَذَا السَّوْمُ وَالْخِطْبَةُ الْمَذْكُورَانِ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ الْمَنْهِيُّ عَنْهُمَا إِنَّمَا النَّهْيُ عَنْهُمَا عَمَّا ذَكَرْنَاهُ فَأَمَّا مَنْ [illegible] إِلَيْهِ امْرَأَةٌ هُوَ [illegible] لِغَيْرِهِ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَسُومَ بِمَا سَاوَمَ بِهِ وَيَخْطُبَ بِمَا خَطَبَ.

١٦- **وَاحْتَجُّوا** فِي ذَلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ قَالَ سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِذَا

کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام دے حتیٰ کہ وہ نکاح کر لے یا چھوڑ دے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ ہی تم میں سے کوئی کسی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام دے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت کا یہی موقف ہے وہ فرماتے ہیں جس چیز کی کسی نے بولی لگا دی ہو تو دوسرے شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ اسکی قیمت لگائے یہاں تک کہ پہلے لگانے والا اسے چھوڑ دے اسی طرح جب کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح کا پیغام دیا ہو تو دوسرے شخص کیلئے پیغام نکاح دینا جائز نہیں حتیٰ کہ منگنی کرنیوالا پہلا شخص اسکو چھوڑ دے۔ ان حضرات نے ان (مندرجہ بالا)

لیکن دوسرے حضرات نے انکی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر بولی لگانے والا یا منگنی کا پیغام دینے والا اس کی طرف مائل ہو گیا ہے تو کسی اور دوسرے کیلئے جائز نہیں کہ اسکی بولی پر اپنی بولی لگائے یا اسکی منگنی پر اپنی منگنی کا پیغام دے یہاں تک کہ وہ (پہلا) اسے چھوڑ دے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا روایات میں جس بولی اور پیغام نکاح سے منع کیا گیا ہے اس سے وہی مراد ہے جس کا ہم نے ذکر کیا اور اگر کوئی شخص کسی چیز کی بولی دے یا کسی ایسی عورت کے نکاح کا پیغام دیتے ہیں کا وہ شخص (بولی دینے والا یا وہ شخص جس کو بولی دی گئی یا منگنی کا پیغام دیا گیا) اس کی طرف مائل نہ ہوا تو دوسرے آدمی کے لیے اس چیز کی بولی لگانا یا اس عورت کیلئے منگنی کا پیغام دینا جائز ہے۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت ابوبکر بن ابوجہم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب تمہاری عدت ختم ہو جائے تو مجھے مطلع کر دینا فرماتی ہیں (اس دوران) مجھے کچھ حضرات نے نکاح کا

انْقَضَتْ عِدَّتُهَا ثَلَاثَ خَاطِبِيْنَ قَالَتْ فَخَطَبَنِيْ خُطَّابٌ فَمِنْهُمْ مُعَاوِيَةُ وَاَبُو الْجَهْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مُعَاوِيَةَ خَفِيْفُ الْحَالِ وَاَبُو الْجَهْمِ يَضْرِبُ النِّسَآءَ اَوْ فِيْهِ شِدَّةٌ عَلَى النِّسَآءِ وَلٰكِنْ عَلَيْكِ بِاُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ۔

پیغام بھیجا ان میں حضرت امیر معاویہ اور حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مالی حالت اچھی نہیں اور حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ عورتوں کو مارتے ہیں یا فرمایا وہ عورتوں پر زیادہ سختی کرتے ہیں تم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اختیار کرو۔

۱۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِي الْجَهْمِ عَنْ فَاطِمَةَ نَحْوَهُ۔

حضرت شعبہ، حضرت ابوبکر بن ابوجہم رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۸۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

حضرت محمد بن عمرو، حضرت ابوسلمہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۹۔ حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا اَسَدٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَخَطَبَهَا اَبُو الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةُ كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيْنَ اَنْتِ مِنْ اُسَامَةَ۔

حضرت ابوسلمہ، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان کی عدت ختم ہوگئی تو حضرت ابوجہم اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما نے ان کو پیغام نکاح بھیجا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ہر ایک سے فرماتے کہ تمہارا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے کیا مقابلہ؟

۲۰۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا اَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ مَوْلَى الْاَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ لَمَّا حَلَلْتُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهٗ اَنَّ مُعٰوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ وَاَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب (میری عدت ختم ہونے پر) مجھ سے نکاح جائز ہوگیا تو میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت معاویہ اور حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہما کے بارے میں بتایا کہ ان دونوں نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابوجہم اپنے کاندھے سے لاٹھی نہیں اتارتے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نادار ہیں ان کے پاس

مِنْ سَوْمِ الرَّجُلِ عَلٰی سَوْمِ اَخِیْهِ بِخِلَافِ ذٰلِكَ فَبَانَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ مَعْنٰی مَا نَهٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ مِنْ سَوْمِ الرَّجُلِ عَلٰی سَوْمِ اَخِیْهِ وَبِحَدِیْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَیْسٍ مَا نَهٰی عَنْهُ مِنْ خِطْبَةِ الرَّجُلِ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ وَهٰذَا الْمَعْنَی الَّذِیْ صَحَّحْنَا عَلَیْهِ هٰذِهِ الْاٰثَارَ فِیْمَا اَبَحْنَا فِیْهِ مِنَ السَّوْمِ وَالْخِطْبَةِ وَفِیْمَا مَنَعْنَا فِیْهِ مِنَ السَّوْمِ وَالْخِطْبَةِ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ۔

نے جس بھاؤ پر بھاؤ لگانے سے منع فرمایا اس حدیث سے اس کا مفہوم واضح ہو گیا اور حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا والی روایت سے پیغام نکاح پر پیغام دینے کی ممانعت کا مفہوم بھی ظاہر ہو گیا۔

بھاؤ پر بھاؤ لگانے یا پیغام نکاح پر پیغام دینے کے جواز اور مخالفت کے بارے میں (مروی) روایات کی تصحیح کے سلسلے میں ہم نے جو معنیٰ بیان کیا ہے یہ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وَقَدْ رُوِیَ فِیْ اِجَازَةِ بَیْعِ مَنْ یَّزِیْدُ عَمَّنْ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیْضًا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد والے حضرات سے بھی زیادہ قیمت دینے والے کیلئے بیع کے جواز پر احادیث مروی ہیں۔

۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَیْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ عَدِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ اللَّیْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ اَدْرَکْتُ النَّاسَ یَبِیْعُوْنَ الْغَنَائِمَ فِیْمَنْ یَزِیْدُ۔

حضرت لیث بن سعد، حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم نے لوگوں کو مال غنیمت نیلام کرتے ہوئے پایا۔

۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَیْمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْسُفُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ لَا بَاْسَ اَنْ یَّسُوْمَ عَلٰی سَوْمِ الرَّجُلِ اِذَا کَانَ فِیْ صَحْنِ السُّوْقِ یَسُوْمُ هٰذَا وَهٰذَا فَاَمَّا اِذَا خَلَا بِهٖ رَجُلٌ فَلَا یَسُمْ عَلَیْهِ۔

حضرت ابن ابو نجیح، حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کسی شخص کی بولی دینے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ بازار کے درمیان ہو یہ بھی بھاؤ لگائے اور وہ بھی لیکن جب تنہا ایک شخص سودا کر رہا ہو تو بولی لگانا جائز نہیں۔

بَابُ النِّکَاحِ بِغَیْرِ وَلِیٍّ عَصَبَةٍ

عصبہ ولی کے بغیر نکاح کرنا

۲۶۔ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِی ابْنُ جُرَیْجٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ مُوْسٰی عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَیُّمَا امْرَاَةٍ نُکِحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّهَا فَنِکَاحُهَا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے، پھر اگر اس شخص نے اس (عورت) سے جماع کیا تو اس

فَلَمْ يَعْرِفْهُ.

٣١- حَدَّثَنَا بِذَلِكَ ابْنُ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِذَلِكَ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وَهُمْ يُسْقِطُونَ الْحَدِيثَ بِأَقَلَّ مِنْ هَذَا، وَحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ فَلَا يُثْبِتُونَ لَهُ سَمَاعًا مِنَ الزُّهْرِيِّ وَحَدِيثُهُ عَنْهُ عِنْدَهُمْ مُرْسَلٌ وَهُمْ لَا يَحْتَجُّونَ بِالْمُرْسَلِ، وَابْنُ لَهِيعَةَ فَهُمْ يُنْكِرُونَ عَلَى خَصْمِهِمُ الِاحْتِجَاجَ عَلَيْهِمْ بِحَدِيثِهِ، فَكَيْفَ يَحْتَجُّونَ بِهِ عَلَيْهِ فِي مِثْلِ هَذَا. ثُمَّ لَوْ ثَبَتَ مَا رَوَوْا مِنْ ذَلِكَ عَنِ الزُّهْرِيِّ لَكَانَ قَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا يُخَالِفُ ذَلِكَ.

٣٢- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ، فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: أَمِثْلِي يُصْنَعُ بِهِ هَذَا وَيُفْتَاتُ عَلَيْهِ؟ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ الْمُنْذِرُ: فَإِنَّ ذَلِكَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: مَا كُنْتُ لِأَرُدَّ أَمْرًا قَضَيْتِيهِ، فَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَهُ وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ طَلَاقًا.

٣٣- وَحَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

٣٤- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ

پوچھا تو (یہ روایت) ان کے علم میں نہیں تھی۔

حضرت ابن ابو عمران فرماتے ہیں ہمیں یحییٰ بن معین نے ابن علیہ سے نقل کرتے ہوئے ابن جریج سے اس بات کی خبر دی ہے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ (محدثین) اس سے کم بات پر حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں اور حجاج بن ارطاۃ کے لیے زہری سے سماع ثابت نہیں کرتے ان کے نزدیک حجاج کی روایت مرسل ہے اور وہ (محدثین) مرسل روایت سے استدلال نہیں کرتے اسی طرح وہ ابن لہیعہ کی روایت سے استدلال کو دوسروں سے قبول نہیں کرتے تو خود اس قسم کے مسئلہ میں اس سے کیسے استدلال کرتے ہیں اور اگر حضرت زہری سے مروی روایت ثابت بھی ہو جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اس کے خلاف ہوگی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بھتیجی (حضرت حفصہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا) کا نکاح حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا اس وقت حضرت عبدالرحمن موجود نہ تھے بلکہ وہ شام میں تھے حضرت عبدالرحمن تشریف لائے تو فرمایا کیا میرے جیسے کسی کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جاتا ہے کہ میری بیٹی کے بغیر یہ کام کیا جائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت منذر کی طرف سے گفتگو کی حضرت منذر نے فرمایا حضرت عبدالرحمن کو اختیار ہے انہوں (حضرت عبدالرحمن) نے فرمایا میں ایسے کام کو رد نہیں کروں گا جس کا آپ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے فیصلہ فرمایا چنانچہ حضرت حفصہ ان (حضرت منذر) کے پاس رہیں اور حضرت عبدالرحمن کا (یہ قول طلاق نہ ہوا یعنی نکاح برقرار رہا)

حضرت لیث، حضرت عبدالرحمن بن قاسم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت ابن وھب فرماتے ہیں مجھے حضرت حنظلہ اور

وَهْبٌ قَالَ أَخْبَرَنِي حَنْظَلَةُ وَأَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ فِي حَفْصَةَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

فَلَمَّا كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَدْ رَأَتْ أَنَّ تَزْوِيجَهَا بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِغَيْرِهِ جَائِزٌ وَرَأَتْ ذٰلِكَ الْعَقْدَ مُسْتَقِيمًا حَتّٰى أَجَازَتْ فِيهِ التَّمْلِيكَ الَّذِي لَا يَكُونُ إِلَّا عَنْ صِحَّةِ النِّكَاحِ وَثُبُوتِهِ اسْتَحَالَ عِنْدَنَا أَنْ يَكُونَ تَرْوِي ذٰلِكَ وَقَدْ عَلِمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ فَسَادُ مَا رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي ذٰلِكَ.

۳۵۔ وَاحْتَجَّ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولٰى أَيْضًا لِقَوْلِهِمْ بِمَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ فِي ذٰلِكَ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَلٰى أَصْلِهِمْ أَيْضًا لَا يَقُومُ حُجَّةً وَذٰلِكَ أَنَّ مَنْ هُوَ أَثْبَتُ مِنْ إِسْرَائِيلَ وَأَحْفَظُ مِنْهُ مِثْلُ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَدْ رَوَاهُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ مُنْقَطِعًا.

۳۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ.

۳۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو

افلح نے حضرت قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہوئے حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں اس کی مثل خبر دی۔

پس جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی عدم موجودگی میں ان کی صاحبزادی کا نکاح جائز سمجھا اور اس عقد کو صحیح خیال کیا یہاں تک کہ اس تملیک کو جائز قرار دیا جو ہمارے نزدیک صحت نکاح اور اس کے ثبوت کے بغیر نہیں ہو سکتی تو محال ہے کہ انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات جانتے ہوئے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا اس کو جائز قرار دیا ہو لہٰذا اس سے حضرت زہری کی روایت کا فساد ثابت ہو گیا۔

پہلے قول والوں نے بواسطہ اسرائیل حضرت اسحٰق کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے وہ حضرت ابوبردہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

تو اس سلسلے میں ان کے خلاف دلیل یہ ہے کہ ان کے ضابطے کے مطابق اس حدیث سے بھی استدلال صحیح نہیں کیونکہ جو لوگ اسرائیل سے زیادہ مضبوط اور زیادہ یاد رکھنے والے ہیں مثلاً حضرت سفیان اور حضرت شعبہ وہ اس حدیث کو ابواسحٰق سے منقطع روایت کرتے ہیں۔

حضرت شعبہ، حضرت ابواسحٰق سے وہ حضرت ابوبردہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

حضرت سفیان ثوری، حضرت ابواسحٰق سے

عامر قال ثنا سفيان الثوري عن أبي إسحق عن أبي بردة عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله.

فصار أصل هذا الحديث عن أبي بردة عن النبي صلى الله عليه وسلم بروايه شعبة وسفيان وكل واحد منهما عندهم حجة على إسرائيل فكيف إذا اجتمعا جميعا

۳۸ - **فإن قالوا** فإن أبا عوانة قد رواه مرفوعا كما رواه إسرائيل و **ذكروا** في ذلك ما حدثنا فهد قال ثنا أبو غسان قال ثنا إسرائيل وأبو عوانة ح وحدثنا صالح ابن عبد الرحمن قال ثنا سعيد بن منصور قال ثنا أبو عوانة ح وحدثنا أحمد بن داود قال ثنا أبو الوليد قال ثنا أبو عوانة عن أبي إسحق عن أبي بردة عن أبي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا نكاح إلا بولي **قيل** لهم قد روي عن أبي عوانة هذا كما ذكرتم ولكنا نظرنا في أصل ذلك فإذا هو عن أبي عوانة عن إسرائيل عن أبي إسحق فرجع حديث أبي عوانة أيضا على حديث إسرائيل.

۳۹ - **حدثنا** بذلك أبو أمية قال ثنا المعلى بن منصور الرازي قال ثنا أبو عوانة عن إسرائيل عن أبي إسحق فذكر بإسناده مثله. **فانتفى** بذلك أن يكون عند أبي عوانة في هذا عن أبي إسحق شيء.

۴۰ - **فإن قالوا** فإن قد رواه

وہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

تو اصلاً یہ حدیث بواسطہ حضرت ابو بردہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور یہ (روایت) حضرت شعبہ اور حضرت سفیان کی روایت سے مروی ہے اور ان میں سے ہر ایک (مخالفین) کے نزدیک اسرائیل پر حجت ہے تو دونوں کے جمع ہونے کی صورت میں کیسا ہوگا (یعنی بدرجہ اولی حجت ہوں گے)

اگر وہ کہیں کہ حضرت ابو عوانہ نے اس حدیث کو اسرائیل کی طرح مرفوع روایت کیا

حضرت ابو عوانہ، حضرت اسحٰق سے وہ حضرت ابو بردہ سے وہ حضرت ابو موسیٰ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا

تو ان کو کہا جائے گا کہ یہ حدیث ابو عوانہ سے اسی طرح مروی ہے جس طرح تم نے کہا لیکن ہم نے اس کی اصل کو دیکھا تو وہ بواسطہ ابو عوانہ، اسرائیل سے اور وہ حضرت ابو اسحٰق سے روایت کرتے ہیں تو ابو عوانہ کی روایت بھی اسرائیل کی طرف لوٹ گئی۔

حضرت معلی بن منصور رازی فرماتے ہیں ہم سے حضرت ابو عوانہ نے بیان کیا انہوں نے بواسطہ اسرائیل، حضرت ابو اسحٰق سے روایت کرتے ہوئے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

تو اس سے اس بات کی نفی ہو گئی کہ اس سلسلے میں ابو عوانہ کے پاس ابو اسحٰق سے مروی کوئی بات ہو۔

اگر وہ کہیں کہ اس حدیث کو حضرت قیس بن ربیع نے

قيس بن الربيع عن ابي اسحٰق ايضا كما رواه اسرائيل وذكروا في ذلك ما حدثنا فهد قال ثنا محمد بن الصلت الكوفي ح وحدثنا احمد بن داود قال ثنا ابو الوليد قالا ثنا قيس بن الربيع عن ابي اسحٰق عن ابي بردة عن ابي موسى ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لا نكاح الا بولي قيل لهم صدقتم قد رواه قيس كما ذكرتم وقيس عندهم دون اسرائيل فاذا انتفى ان يكون اسرائيل مضادا لسفيان وشعبة كان قيس احرى ان لا يكون مضادا لهما۔

فان قالوا فان بعض اصحاب سفيان قد رواه عن سفيان مرفوعا كما رواه اسرائيل وقيس وذكروا في ذلك ما حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا ابو عامر قال ثنا بشر بن منصور عن سفيان عن ابي اسحاق عن ابي بردة عن ابي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لا نكاح الا بولي قيل لهم قد صدقتم قد روى هذا بشر بن منصور عن سفيان كما ذكرتم ولكنكم لا ترضون من خصمكم بمثل هذا ان احتججتم عليه بما رواه اصحاب سفيان اذا اكثرهم عنه على معنى ويحتج هو عليكم بما رواه بشر بن منصور عن سفيان بما يخالف ذلك المعنى وتعدون المحتج عليكم بمثل هذا جاهلا بالحديث فكيف تسوغون انفسكم على مخالفكم ما لا يسوغونه عليكم ان هذا لجور بين۔

حضرت ابواسحٰق نے اسی طرح روایت کیا جس طرح اسے اسرائیل نے روایت کیا اور وہ اس سلسلے میں یوں ذکر کریں۔

حضرت قیس بن ربیع حضرت ابواسحٰق سے وہ حضرت ابوبردہ سے اور وہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا" تو انہیں (جواباً) کہا جائے گا کہ تم نے سچ کہا اس حدیث کو حضرت قیس نے اسی طرح روایت کیا جس طرح تم نے ذکر کیا لیکن قیس ان (محدثین) کے نزدیک اسرائیل سے بھی کم درجہ میں ہیں پس جب سفیان اور شعبہ کے مقابل، اسرائیل نہیں ہو سکتے تو قیس بدرجہ اولیٰ ان کے مقابل نہیں ہو سکتے۔

اگر وہ کہیں کہ ابوسفیان کے بعض شاگردوں نے سفیان سے اسی طرح مرفوعاً روایت کیا جس طرح اسرائیل اور قیس نے روایت کیا اور وہ اس سلسلے میں یوں ذکر کریں

بشر بن منصور سفیان سے وہ ابواسحٰق سے وہ ابوبردہ سے وہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا "ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا"

تو انہیں (جواباً) کہا جائے گا تم نے صحیح کہا یقیناً اسے بشر بن منصور نے حضرت سفیان سے اسی طرح روایت کیا جیسے تم نے ذکر کیا لیکن تم اپنے مخالف سے اس قسم کی روایت قبول نہیں کرتے اگر وہ کسی معنی پر ابوسفیان کے بعض یا اکثر شاگردوں کی ان (ابوسفیان) سے روایت سے استدلال کریں اور وہ (تمہاری مخالف) بشر بن منصور کے واسطے ابوسفیان کی اس معنی کے خلاف روایت سے تمہارے خلاف استدلال کرے (تو تم اسے قبول نہیں کرتے) اور اپنے خلاف اس قسم کی (سند سے مروی) روایت سے استدلال کرنے والے کو حدیث سے جاہل شمار کرتے ہو تو تم اپنے مخالف پر وہ حکم کیوں جاری کرتے ہو جو اپنے اوپر جاری نہیں کرتے یہ تو واضح زیادتی ہے۔

وما كلامي في هذا ارادة مني الازراء على احد ممن ذكرت ولا اعد مثل هذا طعنا ولكني اردت بيان ظلم هذا المحتج والزامه من حجته مثل ما ذكرت ولكني اقول انه لو ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لا نكاح الا بولي لم يكن فيه حجة لما قال الذين يحتجون به لقولهم في هذا الباب لانه قد يحتمل معاني فيحتمل ان يكون لهذا المخالف تأويل ذلك الولي هو اقرب العصبة الى المرأة ويحتمل ان يكون ذلك الولي من تولية المرأة من الرجال قريبا كان منها او بعيدا وهذا المذهب تصحيحه قول من يقول لا يجوز للمرأة ان تتولى عقد نكاح نفسها وان امرها وليها بذلك ولا عقد نكاح غيرها ولا يجوز ان يتولى ذلك الا الرجال۔

میرے اس کلام کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ جن لوگوں کا میں نے ذکر کیا ہے ان پر عیب لگاؤں اور نہ ہی میں اس قسم کی بات کو طعن شمار کرتا ہوں بلکہ میرا ارادہ اس مستدل کی زیادتی کو بیان کرنا اور یہ بتانا ہے کہ جو کچھ میں نے بیان کیا وہ خود اس کے اپنے بیان سے اس پر لازم آتا ہے۔

اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت بھی ہو جائے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا تو جن لوگوں نے اس باب میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے ان کے لیے اس میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ اس میں کئی معانی کا احتمال ہے جو کچھ ہمارے اس مخالف نے کہا اس کا بھی احتمال ہے کہ ولی سے قریب ترین عصبہ مراد ہو اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ عورت کا ولی صرف مرد ہو سکتا ہے چاہے وہ قریبی رشتہ دار ہو یا دور کا اس احتمال کی بنیاد پر اس شخص کا قول صحیح ہو سکتا ہے جس کے نزدیک عورت خود اپنا نکاح نہیں کر سکتی اگرچہ ولی اسے اس بات کی اجازت بھی دے اور نہ ہی وہ کسی دوسرے کا نکاح کر سکتی ہے کیونکہ ولایتِ نکاح تو صرف مردوں کو حاصل ہے۔

۴۲- وقد روي عن عائشة رضي الله تعالى عنها مثل ذلك حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا يوسف بن عدي قال ثنا عبد الله بن ادريس عن ابن جريج عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابيه عن عائشة انها انكحت رجلا من بني اخيها جارية من بني اخيها فضربت بينهما بستر ثم تكلمت حتى اذا لم يبق الا النكاح امرت رجلا فانكح ثم قالت ليس الى النساء النكاح۔

حضرت عبدالرحمن بن قاسم اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے کسی بھتیجے اور بھتیجی کا باہم نکاح کیا تو انہوں نے ان دونوں کے درمیان پردہ ڈال کر گفتگو کی یہاں تک کہ جب نکاح کے سوا کوئی بات نہ رہی تو ایک مرد کو حکم دیا چنانچہ اس نے نکاح کر دیا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عورتوں کو نکاح کر کے دینے کا کوئی اختیار نہیں۔

ويحتمل ايضا قوله لا نكاح الا بولي ان يكون الولي هو الذي اليه الولاية

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی "ولی کے بغیر نکاح نہیں" میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ (نکاح کا)

الْمُصَغَّرَةِ مِنْ وَالِدِ الصَّغِيرَةِ أَوْ مَوْلَى الْأَمَةِ أَوْ بَالِغَةٍ حُرَّةٍ لِنَفْسِهَا فَيَكُونُ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّهُ لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَعْقِدَ نِكَاحًا عَلٰى بُضْعٍ إِلَّا وَلِيُّ ذٰلِكَ الْبُضْعِ وَهٰذَا جَائِزٌ فِي اللُّغَةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ فَقَالَ قَوْمٌ وَلِيُّ الْحَقِّ هُوَ الْمَوْلٰى لَهُ الْحَقُّ فَإِذَا كَانَ مَنْ لَهُ الْحَقُّ يُسَمّٰى وَلِيًّا كَانَ مَنْ لَهُ الْبُضْعُ أَيْضًا يُسَمّٰى وَلِيًّا لَهُ فَقُلْنَا احْتَمَلَ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهِ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ هٰذِهِ التَّأْوِيلَاتِ انْتَفٰى أَنْ يُصْرَفَ إِلٰى بَعْضِهَا دُوْنَ بَعْضٍ إِلَّا بِدَلَالَةٍ تَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ إِمَّا مِنْ كِتَابٍ وَإِمَّا مِنْ سُنَّةٍ وَإِمَّا مِنْ إِجْمَاعٍ۔

۴۳۔ وَاحْتَجَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ لِقَوْلِهِمْ أَيْضًا بِمَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ ح وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا الْحِمَّانِيُّ قَالَ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ ابْنِ أَخِيْ مَعْقِلٍ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ أُخْتَهُ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُرَاجِعَهَا فَأَبٰى عَلَيْهِ مَعْقِلٌ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ قَالُوْا فَفِيْ هٰذَا أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلِيَّهَا بِتَزْوِيجِهَا عَشِيرَهَا دَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ إِلَيْهِ عَقْدَ نِكَاحِهَا۔ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَنَا قَدْ يَحْتَمِلُ مَا قَالُوْا وَيَحْتَمِلُ غَيْرَ ذٰلِكَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ عَضْلُ مَعْقِلٍ كَانَ تَزْهِيْدَهُ لِأُخْتِهِ فِي الْمُرَاجَعَةِ فَتَكُفُّ عِنْدَ ذٰلِكَ فَأَمَرَ اللّٰهُ بِتَرْكِ ذٰلِكَ۔

اختیار اسی کو ہے جسے ولایت بضع حاصل ہو (یا لڑکا کا باپ ہو یا لونڈی کا مالک ہو یا آزاد بالغہ عورت خود ہو) تو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ کسی بضع کا نکاح وہی کر سکتا ہے جسے اس کی ولایت حاصل ہو اور لغوی اعتبار سے یہ معنی جائز ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "پس چاہیے کہ اس کا ولی انصاف سے لکھائے" تو ایک جماعت کہتی ہے ولی حق وہ ہے جس کا حق ہے تو اگر صاحب حق کو ولی کہا جا سکتا ہے تو جس کو بضع کی ملکیت حاصل ہو اسے ولی کیوں نہیں کہا جا سکتا؟ لہٰذا جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی "ولی کے بغیر نکاح نہیں" میں ان تمام معانی کا احتمال ہے تو کسی ایک معنی کو چھوڑ کر دوسرا معنی اس وقت تک نہیں لے سکتے جب تک قرآن پاک، سنت یا اجماع سے اس پر دلیل نہ ہو۔

جو لوگ ولی کے بغیر نکاح کو جائز نہیں سمجھتے انہوں نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی بہن ایک شخص کے نکاح میں تھیں اس نے ان کو طلاق دے دی پھر رجوع کا ارادہ کیا تو حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی "پس ان کو ان کے (پہلے) خاوندوں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ معروف طریقے سے باہم رضامند ہوں" یہ حضرات فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اس کے ولی کو روکنے سے منع فرمایا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ عقد نکاح بھی وہی کرے گا ہمارے نزدیک اس (آیت) میں اس بات کا بھی احتمال ہے جو انہوں نے کہی اور اس کے علاوہ (مفہوم) کا بھی ہو سکتا ہے حضرت معقل رضی اللہ عنہ کے روکنے کا مطلب یہ ہو کہ انہوں نے اپنی بہن کو (رجوع کی) ترغیب دی اور وہ اس طرح ٹھہری رہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس بات (ترغیب نہ دینے) کو چھوڑنے کا حکم دیا۔

فَلَمَّا لَمْ يَكُنْ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ دَلِيلٌ عَلَى مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى نَظَرْنَا فِيمَا سِوَاهَا هَلْ نَجِدُ فِيهِ شَيْئًا يَدُلُّ عَلَى الْحُكْمِ فِي هٰذَا الْبَابِ كَيْفَ هُوَ؟ فَإِذَا يُونُسُ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا.

تو جب ان روایات میں پہلے قول والوں کے موقف پر کوئی دلیل نہیں تو ہم نے ان کے علاوہ روایات کو دیکھا کہ کیا ہم اس سلسلے میں کوئی بات پاتے ہیں جو اس حکم پر دلالت کرے کہ وہ کیا ہے؟ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ عورت اپنے ولی کی نسبت اپنے نفس کا زیادہ حق رکھتی ہے اور باکرہ عورت سے اس بارے میں اجازت لی جائے اور اس کی خاموشی اجازت ہے۔

۴۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ ثَنَا مَالِكٌ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

حضرت قعنبی فرماتے ہیں ہم سے حضرت مالک نے بیان کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۴۵۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ فَبَيَّنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ بِقَوْلِهِ الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا أَنَّ أَمْرَهَا فِي تَزْوِيجِ نَفْسِهَا إِلَيْهَا لَا إِلَى وَلِيِّهَا وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْبَابِ مَا يَدُلُّ عَلَى هٰذَا الْمَعْنَى أَيْضًا.

حضرت موہب، حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا تو سرکار دو عالم نے اس حدیث میں بیان کیے گئے الفاظ کے ذریعے بیوہ عورت کو اس کے نفس کا ولی کی نسبت زیادہ حقدار قرار دیا اور بتایا کہ اسے اپنا نکاح کرنے کا خود اختیار ہے (اس کے) ولی کو نہیں اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دیگر روایات بھی مروی ہیں جو اسی معنیٰ پر دلالت کرتی ہیں۔

۴۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ أَيْضًا قَالَ ثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضرت ابوسلمہ کی وفات کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو آپ نے مجھے اپنے ساتھ نکاح کی دعوت دی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (اس وقت)

اللّٰہ علیہ وسلم علی حق ھو لھم قبل إباحتھم ذلک۔ فإن قال قائل إن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان أولی بکل مؤمن من نفسہ قیل لہ صدقت ھو أولی بہ من نفسہ یطیعہ فی أکثر مما یطیعہ فیہ نفسہ فأما أن یکون ھو أولی من نفسہ فی أن یعقد علیہ عقدا بغیر أمرہ من بیع أو نکاح أو غیر ذلک فلا وإنما کان سبیلہ فی ذلک صلی اللّٰہ علیہ وسلم کسبیل الحکام من بعدہ ولو کان ذلک کذلک لکانت وکالۃ عمر إنما تکون من قبل النبی صلی اللّٰہ علیہ وعلی آلہ وسلم لا من قبل أم سلمۃ لأنہ ھو ولیھا فلما لم یکن ذلک کذلک وکانت الوکالۃ إنما کانت من قبل أم سلمۃ فعقد بھا النکاح فقبلہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وعلی آلہ وسلم دل ذلک أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وعلی آلہ وسلم إنما کان ملک ذلک البضع بتملیک أم سلمۃ إیاہ لا بحق ولایۃ کانت لہ فی بضعھا أولا تری أنھا حین قالت لہ إنہ لیس أحد من أولیائی شاھدا فقال لھا النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم إنہ لیس أحد منھم شاھد ولا غائب یکرہ ذلک ولو کان ھو أولی بھا منھم لم یقل لھا ذلک ولقال لھا أنا ولیک دونھم ولکنہ لم ینکر ما قالت وقال لھا إنھم لا یکرھون ذلک فھذا وجہ ھذا الباب من طریق تصحیح معانی الآثار۔

ولما ثبت أن عقد أم سلمۃ رضی اللّٰہ عنھا النکاح علی بضعھا کان جائزا

اختیار ہوتا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اجازت سے پہلے ان کے حق کی طرف نہ بڑھتے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر مومن پر اس کے نفس سے زیادہ ولایت حق رکھتے ہیں تو اسے کہا جائے گا آپ نے صحیح کہا واقعی آپ اس کے نفس سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور مومن اپنی بات کی نسبت آپ کی بات کو زیادہ مانتا ہے لیکن آپ کے اولیٰ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح یا خرید و فروخت کر سکتے ہیں اس سلسلے میں آپ کا معاملہ وہی ہے جو آپ کے بعد والے حکام کا ہے۔ اور اگر یہ بات اس طرح ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وکالت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے نہ ہوتی کیونکہ آپ ہی ان (ام سلمہ) کے ولی ہوتے تو جب بات اس طرح نہیں اور یہ وکالت حضرت ام سلمہ کی طرف سے تھی تو انہوں نے ان کا نکاح کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمایا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ السلام کو ان کی ملکیت بُضع ان کے مالک بنانے سے حاصل ہوئی اس وجہ سے نہیں کہ آپ کو حق ولایت حاصل تھا کیا تم نہیں دیکھتے کہ انہوں نے عرض کیا میرا کوئی ولی موجود نہیں تو آپ نے ان سے فرمایا کہ ان میں سے کوئی بھی حاضر و غائب اس (نکاح) کو ناپسند نہیں کرے گا تو اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان (اولیاء) سے زیادہ ولایت رکھتے تو یہ بات نہ فرماتے بلکہ یوں فرماتے کہ تمہارا ولی میں ہوں وہ نہیں ہیں لیکن آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بات کا انکار نہیں فرمایا اور ان سے صرف یہ فرمایا کہ وہ اس کو ناپسند نہیں کریں گے معانی روایات کی تصحیح کے اعتبار سے اس بات کا بیان یہ ہے۔

تو جب ثابت ہوا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اولیاء کے بغیر جائز تھا تو واجب ہے کہ جن روایات

دون أوليائها وجب أن يحمل معاني الآثار التي قد ذكرناها في هذا الباب على هذا المعنى أيضا حتى لا يتضاد شيء منها ولا يتنافى ولا يختلف وأما النظر في ذلك فإنا قد رأينا المرأة قبل بلوغها يجوز أمر والدها عليها في بضعها وفي مالها فيكون العقد في ذلك كله إليه لا إليها وحكمه في ذلك كله حكم واحد غير مختلف فإذا بلغت فكل قد أجمع أن ولايته على مالها قد ارتفعت وأن ما كان إليه من العقد عليها في مالها بغير أمرها قد عاد إليها فالنظر على ذلك أن يكون كذلك العقد على بضعها يخرج ذلك من يد أبيها ببلوغها فيكون ما كان إليه من ذلك قبل بلوغها قد عاد إليها ويستوي حكمها في مالها وفي بضعها بعد بلوغها فيكون ذلك إليها دون أبيها ويكون حكمها مستويا بعد بلوغها كما كان مستويا قبل بلوغها.

فهذا حكم النظر في هذا الباب وهذا قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى إلا أنه كان يقول إن زوجت المرأة نفسها من غير كفء فلوليها فسخ ذلك عليها وكذلك إن قصرت في مهرها فتزوجت بدون مهر مثلها فلوليها أن يخاصم في ذلك حتى يلحق بمهر مثل نسائها وقد كان أبو يوسف رحمة الله عليه يقول إن بضع المرأة إليها الولاية في عقد النكاح عليه لنفسها

کو ہم نے پہلے ذکر کیا ان کے معانی کو بھی اسی پہ محمول کیا جائے تاکہ ان روایات کے درمیان تضاد اور اختلاف و منافات نہ ہو۔ جہاں تک اس مسئلے میں غور و فکر (اور قیاس) کا تعلق ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ عورت کے بالغ ہونے سے پہلے اس کی بُضع اور مال میں اس کے والد کو ولایت حاصل ہوتی ہے اور اس وقت عقد کا اختیار مکمل طور پر باپ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں نہیں اس سلسلے میں ان تمام امور کا حکم ایک ہی ہوتا ہے اس میں اختلاف نہیں ہوتا پھر جب وہ بالغ ہو جاتی ہے تو اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس کے مال سے باپ کی ولایت اٹھ جاتی ہے اور اس کے مال کا عقد جو بچپن کی وجہ سے باپ کے اختیار میں تھا اب اس کی طرف لوٹ آتا ہے تو قیاس کا تقاضا ہے کہ عقد بُضع بھی اسی طرح ہو کہ اس کے بالغ ہونے سے باپ کے ہاتھ سے نکل جائے اور بلوغت سے پہلے جو اختیار باپ کو حاصل تھا اب اس (لڑکی) کی طرف لوٹ جائے اور بالغ ہونے کے بعد اس کے مال اور بُضع کے سلسلے میں اس کا حکم ایک جیسا ہو یعنی یہ اختیار خود اسے حاصل ہوگا باپ کو نہیں جس طرح بالغ ہونے سے پہلے اس کا حکم (مال و بُضع میں) ایک جیسا تھا۔ بالغ ہونے کے بعد بھی برابر ہو۔

اس باب میں قیاس کا یہی حکم ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے البتہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر عورت غیر کفو میں نکاح کرے تو ولی کو اسے فسخ کرنے کا حق ہے اسی طرح اگر مہر کم رکھے اور مہر مثل سے کم پر نکاح کرے تو ولی اس سلسلے میں جھگڑا کر سکتا ہے حتیٰ کہ وہ اس جیسی دوسری لڑکیوں کے مہر جتنا (پورا) کر دے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ عورت کے نکاح کے سلسلے میں بُضع کی ولایت خود اسے حاصل ہوگی ولی کو نہیں اور اگر وہ مہر مثل سے کم پر نکاح کرے تو ولی کو اعتراض کا حق نہیں اس کے بعد انہوں نے

دون وليها يقول إنه ليس للولي أن يعترض عليها في نقصان ما تزوجت عليه عن مهر مثلها ثم رجع عن قوله هذا كله إلى قول من قال لا نكاح إلا بولي وقوله الثاني هذا قول محمد بن الحسن رحمة الله تعالى عليه والله أعلم بالصواب

ان لوگوں کے قول کی طرف رجوع کیا جو کہتے ہیں کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا حضرت محمد بن حسن رحمہ اللہ کا قول بھی (امام ابو یوسف) کے اس دوسرے قول کی طرح ہے۔

باب ۳ الرجل يريد تزوج المرأة هل يحل له النظر إليها أم لا

جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اسے دیکھنا جائز ہے یا نہ؟

۴۷ - حدثنا سليمان بن شعيب الكيساني قال ثنا يحيى بن حسان قال ثنا أبو شهاب الحناط عن الحجاج بن أرطاة عن محمد بن سليمان بن أبي حثمة عن عمه سليمان بن أبي حثمة قال رأيت محمد بن مسلمة يطارد ثبيتة بنت الضحاك فوق إجار لها ببصره طردا شديدا فقلت أتفعل هذا وأنت من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إذا ألقي في قلب امرئ خطبة امرأة فلا بأس أن ينظر إليها

حضرت سلیمان بن ابو ختمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ بصرہ میں ایک کھلی چھت پر سے ثبتیہ بنت ضحاک کو بہت زیادہ تاک جھانک کر رہے تھے میں نے کہا آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو کر ایسا کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کسی شخص کے دل میں کسی عورت سے منگنی کا خیال ڈال دیا جائے تو اسے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

۴۸ - حدثنا ابن أبي داود قال ثنا سعيد بن سليمان الواسطي عن زهير بن معاوية قال ثنا عبد الله بن عيسى عن موسى بن عبد الله بن يزيد عن أبي حميد وكان قد رأى النبي صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خطب أحدكم امرأة فلا جناح عليه أن ينظر إليها إذا كان إنما ينظر إليها للخطبة وإن كانت

حضرت موسیٰ بن عبد اللہ بن یزید، حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو اس کی طرف دیکھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ تو اس کی طرف منگنی کے لیے دیکھ رہا ہے اگرچہ اس عورت کو

لا تعلمه

۴۹۔ حدثنا ابن ابی داود قال ثنا الوهبی قال ثنا ابن اسحاق عن داود بن الحصین عن واقد ابن عمرو بن سعد بن معاذ عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا خطب احدکم المرأة فقدر علی ان یری منها ما یعجبه فلیفعل قال جابر فلقد خطبت امرأة من بنی سلمة فکنت اتخبأ فی اصول النخل حتی رأیت منها بعض ما یعجبنی فخطبتها فتزوجتها۔

(اس بات کا) علم نہ ہو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو پیغام نکاح دے اور اس سے وہ بات دیکھنے پر قادر ہو جسے وہ پسند کرتا ہے تو ایسا کرے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے بنو سلمہ کی ایک عورت کو پیغام نکاح دیا تو میں کھجور کی جڑوں میں چھپ جاتا حتی کہ میں نے اس سے بعض پسندیدہ چیزیں دیکھیں پھر منگنی کی اور اس کے بعد شادی کرلی۔

۵۰۔ حدثنا محمد بن النعمان السقطی قال ثنا الحمیدی قال ثنا سفیان قال ثنا یزید بن کیسان الیشکری عن ابی حازم عن ابی هریرة ان رجلا اراد ان یتزوج امرأة من نساء الانصار فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم انظر الیها فان فی اعین نساء الانصار شیئا یعنی الصغر۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ایک انصاری عورت سے نکاح کا ارادہ کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اسے دیکھ لو کیونکہ انصاری عورتوں کی آنکھوں میں کچھ (نقص) ہوتا ہے یعنی چھوٹی ہوتی ہیں۔

۵۱۔ حدثنا یزید بن سنان قال ثنا عبد الرحمن بن مهدی قال ثنا سفیان عن عاصم الاحول عن بکر بن عبد الله المزنی ان المغیرة بن شعبة اراد ان یتزوج امرأة فقال له النبی صلی الله علیه وسلم انظر الیها فانه احری ان یؤدم بینکما۔

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی سے مروی ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کا ارادہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اسے دیکھ لو یہ (دیکھنا) تمہارے درمیان دائمی تعلقات کے لیے زیادہ مناسب ہے۔

۵۲۔ حدثنا محمد بن عمرو بن یونس قال ثنا ابو معاویة عن عاصم عن بکر ابن عبد الله عن المغیرة بن شعبة قال

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے ایک عورت کو منگنی کا پیغام دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ

فَخَطَبْتُ امْرَأَةً فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَظَرْتَ إِلَيْهَا فَقُلْتُ لَا فَقَالَ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا

وسلم نے فرمایا کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا اسے دیکھ لو کیونکہ یہ تمہارے دائمی تعلقات کے لیے زیادہ مناسب ہے۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَفِي هٰذِهِ الْآثَارِ إِبَاحَةُ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِ الْمَرْأَةِ لِمَنْ أَرَادَ نِكَاحَهَا فَذَهَبَ إِلَى ذٰلِكَ قَوْمٌ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا لَا يَجُوزُ ذٰلِكَ لِمَنْ أَرَادَ نِكَاحَ الْمَرْأَةِ وَلَا لِغَيْرِهِ مِمَّنْ أَرَادَ نِكَاحَهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ زَوْجًا لَهَا أَوْ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهَا

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کی طرف دیکھنا جائز ہے ایک جماعت اسی بات کی طرف گئی ہے لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بات کسی کے لیے جائز نہیں اس سے نکاح کا ارادہ کرنے والا ہو یا کوئی دوسرا، البتہ خاوند یا ذو رحم محرم کے لیے دیکھنا جائز ہے۔

٥٣- وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا عَلِيُّ إِنَّ لَكَ كَنْزًا فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّكَ ذُو قَرْنَيْهَا فَلَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ فَإِنَّمَا لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے علی! تمہارے لیے جنت میں خزانہ ہے اور تم اس کے دو کناروں کے مالک ہو، پس ایک نظر کے بعد نہ دیکھو بے شک پہلی نظر تمہارے لیے ہے (یعنی پہلی بار اچانک دیکھنا جائز ہے) اور دوسری تمہارے لیے (جائز) نہیں ہے

٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْمُرَادِيُّ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ ثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ وَأَبُو شِهَابٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظْرَةِ الْفُجَاءَةِ قَالَ اصْرِفْ بَصَرَكَ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک (کسی پر) نظر پڑنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اپنی نظر پھیر لو (یعنی دوبارہ نہ دیکھو)

٥٥- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ يُونُسَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ

حضرت وھب، حضرت یونس سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۵۶۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ يُونُسَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ.

حضرت اسماعیل بن علیہ حضرت یونس سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۵۷۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي رَبِيعَةَ الْإِيَادِيِّ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَفَعَهُ مِثْلَهُ يَعْنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّمَا لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الثَّانِيَةُ.

حضرت ابن بریدہ اپنے والد سے مرفوع روایت نقل کرتے ہیں یعنی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا (اچانک) ایک بار نظر پڑنے کے بعد دوبارہ نہ دیکھو کیونکہ پہلی تمہارے لیے (جائز) ہے اور دوسری تمہارے لیے (جائز) نہیں ہے۔

۵۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّظْرَةُ الْأُولَى لَكَ وَالْآخِرَةُ عَلَيْكَ.

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا پہلی نظر تمہارے لیے (جائز) ہے اور دوسری نظر تمہارے لیے (جائز) نہیں۔

قَالُوا فَلَمَّا حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّظْرَةَ الثَّانِيَةَ لِأَنَّهَا تَكُونُ بِاخْتِيَارِ النَّاظِرِ وَخَالَفَ بَيْنَ حُكْمِهَا وَبَيْنَ حُكْمِ مَا قَبْلَهَا إِذَا كَانَتْ بِغَيْرِ اخْتِيَارٍ مِنَ النَّاظِرِ دَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى وَجْهِ الْمَرْأَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مِنَ النِّكَاحِ أَوِ الْحُرْمَةِ مَا لَا يَحْرُمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مِنْهَا فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ فِي ذٰلِكَ لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُولَى أَنَّ الَّذِي أَبَاحَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ هُوَ النَّظَرُ لِلْخِطْبَةِ لَا لِغَيْرِ ذٰلِكَ فَذٰلِكَ نَظَرٌ بِسَبَبٍ هُوَ حَلَالٌ أَلَا تَرَى أَنَّ رَجُلًا لَوْ نَظَرَ إِلَى وَجْهِ امْرَأَةٍ لَا نِكَاحَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا لِيَشْهَدَ عَلَيْهَا وَلِيَشْهَدَ لَهَا أَنَّ ذٰلِكَ جَائِزٌ فَكَذٰلِكَ إِذَا نَظَرَ إِلَى

یہ (دوسرے قول کے قائلین) حضرات فرماتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری نظر کو حرام قرار دیا کیونکہ وہ دیکھنے والے کے اختیار سے ہوتی ہے اور اس کے اور پہلی نظر کے حکم میں فرق کیا جب کہ پہلی نظر دیکھنے والے کے اختیار سے نہ ہو تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جب تک کسی مرد اور عورت کے درمیان نکاح یا ایسی حرمت کا رشتہ نہ ہو جس کی وجہ سے دیکھنا حرام نہیں تو اس کی طرف دیکھنا جائز نہیں ان کے خلاف پہلے قول کے قائلین کی دلیل یہ ہے کہ پہلے ذکر کی گئی روایات میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بات کو جائز قرار دیا وہ منگنی کے سلسلے میں دیکھنا ہے اس کے علاوہ نہیں پس یہ حلال سبب سے دیکھنا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت کو جو اس کے نکاح میں نہیں اس کے خلاف یا اس کے حق میں گواہی دینے کے لیے دیکھے تو یہ جائز

وجهها ليخطبها كان ذلك جائزا له أيضا فأما ما نهي عنه في حديث علي وجرير وبريدة رضي الله تعالى عنهم فذلك لغير الخطبة ولغير ما هو حلال فذلك مكروه محرم

وقد رأيناهم لا يختلفون في نظر الرجل إلى صدر المرأة الأمة إذا أراد أن يبتاعها أن ذلك له جائز حلال لأنه إنما ينظر إلى ذلك منها ليبتاعها لا لغير ذلك ولو نظر إلى ذلك منها لا ليبتاعها ولكن لغير ذلك كان ذلك عليه حراما فكذلك نظره إلى وجه المرأة إن كان فعل ذلك لمعنى هو حلال فذلك غير مكروه له وإن كان فعله لمعنى هو عليه حرام فذلك مكروه له فإذا ثبت أن النظر إلى وجه المرأة ليخطبها حلال خرج بذلك حكمه من حكم العورة ولأنا رأينا ما هو عورة لا يباح لمن أراد نكاحها النظر إليها ألا ترى أن من أراد نكاح امرأة فحرام عليه النظر إلى شعرها وإلى صدرها وإلى ما هو أسفل من ذلك في بدنها كما يحرم ذلك منها على من لم يرد نكاحها

فلما ثبت أن النظر إلى وجهها حلال لمن أراد نكاحها ثبت أنه حلال أيضا لمن لم يرد نكاحها إذا كان لا يقصد بنظره ذلك لمعنى هو عليه حرام وقد قيل في قول الله عز وجل ولا يبدين زينتهن إلا ما ظهر منها أن ذلك المستثنى هو الوجه والكفان فقد وافق ما ذكرنا

ہے تو اسی طرح اگر وہ اسے منگنی کرنے کی نیت سے دیکھے تو یہ بھی جائز ہوگا حضرت علی المرتضیٰ حضرت جریر اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہم کی روایات میں جس دیکھنے سے منع کیا گیا ہے وہ منگنی اور کسی (دوسرے) حلال کام کے علاوہ دیکھنا ہے یہ مکروہ اور حرام ہے۔

اور ہم نے دیکھا کہ فقہاء کرام مرد کے لیے ایسی لونڈی کے سینے کو دیکھنا جائز قرار دیتے ہیں جس کو وہ خریدنا چاہتا ہے کیونکہ وہ اسے صرف خریدنے کی خاطر دیکھتا ہے کسی اور مقصد کے لیے نہیں اور اگر وہ اسے خریدنے کے علاوہ دیکھے تو یہ دیکھنا حرام ہے۔ اسی طرح اگر کسی جائز کام کے لیے کسی عورت کے چہرے کو دیکھے تو یہ اس کے لیے مکروہ نہیں ہوگا اور اگر حرام مقصد کے تحت دیکھے تو یہ مکروہ (حرام) ہوگا تو جب ثابت ہوا کہ عورت سے منگنی کی خاطر اس کی طرف دیکھنا جائز ہے تو اس سے وہ اس کا چہرہ حکم ستر سے نکل گیا نیز ہم دیکھتے ہیں کہ جو شخص نکاح کا ارادہ کرے وہ بھی عورت کے ستر کی طرف نہیں دیکھ سکتا کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو آدمی کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس پر اس عورت کے بالوں اس کے سینے اور اس سے نیچے بدن کی طرف دیکھنا حرام ہے جیسا کہ یہ اس شخص کے لیے حرام ہے جو نکاح کا ارادہ نہیں رکھتا۔

پس جب ثابت ہو گیا کہ نکاح کا ارادہ کرنے والے کے لیے عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا حلال ہے تو ثابت ہوا کہ اس شخص کے لیے بھی (دیکھنا) حلال ہے جو نکاح کا ارادہ نہیں رکھتا البتہ اس کا مقصد کوئی حرام کام بھی نہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی میں فرمایا گیا اور وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں البتہ جو (پہلے سے) ظاہر ہو تو یہاں چہرہ اور ہتھیلیاں مستثنیٰ ہیں تو جو کچھ ہم نے حدیث سے ذکر کیا

من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا التاويل ومِمَّن ذهب الى هذا التاويل محمد بن الحسن رحمة الله عليه كما حدثنا سليمن بن شعيب بذلك عن ابيه عن محمد وهذا كله قول ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم اجمعين.

باب التزويج على سورة من القرآن

۵۹- حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب ان مالكا حدثه عن ابي حازم عن سهل بن سعد الساعدي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم جاءته امرأة فقالت يا رسول الله اني قد وهبت نفسي لك فقامت قياما طويلا فقام رجل فقال يا رسول الله زوجنيها ان لم يكن لك بها حاجة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هل عندك من شيء تصدقها اياه فقال ما عندي الا ازاري هذا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اعطيتها اياه جلست لا ازار لك فالتمس شيئا فقال لا اجد شيئا قال فالتمس ولو خاتما من حديد قال فالتمس فلم يجد شيئا فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم هل معك من القرآن شيء فقال نعم سورة كذا وسورة كذا لسور سماها فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم قد زوجتك بما معك من القرآن.

۶۰- حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا سفيان بن عيينة عن ابي حازم

ہے وہ اس تاویل کے موافق ہو گیا حضرت امام محمد بن حسن رحمہ اللہ بھی اسی تاویل کے قائل ہیں جیسا کہ ہم نے حضرت سلیمان بن شعیب سے روایت کیا انہوں نے بواسطہ اپنے والد حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے نقل کیا یہی حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ کا مسلک ہے۔

قرآن پاک کی کسی سورت کے بدلے نکاح کرنا

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنا نفس آپ کو ہبہ کیا وہ کافی دیر کھڑی رہی تو ایک شخص نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں تو اسے میرے نکاح میں دیجئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اسے مہر میں دینے کے لیے تیرے پاس کچھ ہے اس نے عرض کیا میرے پاس صرف یہ تہبند ہے آپ نے فرمایا اگر تو یہ (ازار) اسے دے دے گا تو تہبند کے بغیر بیٹھ جائے گا (لہٰذا) کچھ تلاش کرو اس نے عرض کیا مجھے کچھ نہیں ملا آپ نے فرمایا تلاش کرو اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی ہو راوی فرماتے ہیں اس نے تلاش کیا لیکن کچھ بھی نہ ملا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تجھے قرآن پاک سے کچھ یاد ہے اس نے عرض کیا جی ہاں فلاں فلاں سورت یاد ہے اس نے نام بتائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ قرآن پاک سے تجھے یاد ہے میں نے اس کے بدلے اس کے ساتھ تیرا نکاح کر دیا۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ (اس روایت کے مطابق)

عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَدْ أَنْكَحْتُكَهَا عَلَى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

٦١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ هِشَامٍ الرُّعَيْنِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنِي اللَّيْثُ قَالَ ثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ قَالَ اللَّيْثُ لَا يَجُوزُ هٰذَا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَوَّجَ بِالْقُرْآنِ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ التَّزْوِيجَ عَلَى سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ مُسَمَّاةٍ جَائِزٌ وَقَالُوا مَعْنَى ذٰلِكَ عَلَى أَنْ يُعَلِّمَهَا تِلْكَ السُّورَةَ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا مَنْ تَزَوَّجَ عَلَى ذٰلِكَ فَالنِّكَاحُ جَائِزٌ وَهُوَ فِي حُكْمِ مَنْ لَمْ يُسَمِّ مَهْرًا فَلَهَا مَهْرُ مِثْلِهَا إِنْ دَخَلَ بِهَا أَوْ مَاتَا أَوْ مَاتَ أَحَدُهُمَا وَإِنْ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَلَهَا الْمُتْعَةُ وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلَى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُولَى أَنَّ الَّذِي فِي حَدِيثِ سَهْلٍ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ زَوَّجْتُكَهَا عَلَى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ إِنْ حُمِلَ ذٰلِكَ عَلَى ظَاهِرِهِ وَكَذٰلِكَ مَذْهَبُ أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُولَى فِي غَيْرِهِ فَذٰلِكَ عَلَى السُّورَةِ لَا عَلَى تَعْلِيمِهَا وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى السُّورَةِ فَهُوَ عَلَى حُرْمَتِهَا وَلَيْسَتْ مِنَ الْمَهْرِ فِي شَيْءٍ كَمَا تَزَوَّجَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ عَلَى إِسْلَامِهِ.

٦٢ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الْخَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَوْفِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ

آپ نے فرمایا قرآن پاک سے جو کچھ تیرے پاس ہے میں نے اس کے بدلے اس کے ساتھ تیرا نکاح کیا۔

حضرت ابو حازم، حضرت سہل سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں حضرت لیث فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن پاک کے بدلے نکاح کرنا جائز نہیں۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ قرآن پاک کی کسی مقررہ سورت کے بدلے نکاح کرنا جائز ہے وہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس (عورت) کو وہ سورت سکھائے ان حضرات نے اس سلسلے میں اس حدیث (مذکورہ بالا) سے استدلال کیا ہے لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں انکی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص اس (قرآن پاک) کے بدلے نکاح کرے تو نکاح جائز ہو جائے گا لیکن وہ اس کے حکم میں ہوگا جس نے مہر مقرر نہیں کیا پس اس عورت کیلئے مہر مثل ہوگا اگر اس (مرد) نے جماع کیا یا وہ دونوں مر گئے یا ان میں سے ایک انتقال ہو گیا اور اگر وہ اسے جماع سے پہلے طلاق دے تو اس عورت کیلئے متعہ (کپڑوں کا جوڑا) ہوگا۔

پہلے قول کے قائلین کے خلاف انکی حجت یہ ہے کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی روایت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کہ میں نے اس کے ساتھ تیرا نکاح قرآن پاک کے بدلے کیا جو تجھے یاد ہے کو اگر ظاہر پر محمول کیا جائے جیسا کہ غیر قرآن کے بارے میں پہلے قول والوں کا مذہب ہے تو وہ سورت پر محمول ہے تعلیم پر نہیں۔ اور اگر اس سے سورت مراد لی جائے تو اسکی تعظیم مقصود ہے اس کا مہر ہونا مراد نہیں جیسا کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے انکے مسلمان ہونے کی وجہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے انکے اسلام کی وجہ سے نکاح کیا اور میں (حضرت انس رضی اللہ عنہ) نے یہ بات نبی اکرم

أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ تَزَوَّجَ أُمَّ سُلَيْمٍ عَلَى إِسْلَامِهِ
وَذُكِرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَحَسَّنَهُ فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ الْإِسْلَامُ مَهْرًا فِي الْحَقِيقَةِ
وَإِنَّمَا مَعْنَى تَزَوُّجِهَا عَلَى إِسْلَامِهِ أَيْ تَزَوَّجَهَا
لِإِسْلَامِهِ وَقَدْ زَادَ بَعْضُهُمْ فِي حَدِيثِ أَنَسٍ
هٰذَا قَالَ أَنَسٌ وَاللّٰهِ مَا كَانَ لَهَا مَهْرٌ غَيْرُهُ
فَمَعْنَى ذٰلِكَ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَيْ مَا أَرَادَتْ
مِنْهُ مَهْرًا غَيْرَهُ فَكَذٰلِكَ مَعْنَى حَدِيثِ سَهْلٍ
فِي الْمَرْأَةِ الَّتِي ذَكَرْنَا وَمِنَ الْحُجَّةِ لِأَهْلِ هٰذِهِ
الْمَقَالَةِ عَلَى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلَى أَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهٰى أَنْ يُؤْكَلَ
بِالْقُرْآنِ وَيُتَعَوَّضَ بِهِ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِ
الدُّنْيَا

۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ
عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ
أَخْبَرَنِيْ عُبَادَةُ بْنُ نُسَيٍّ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ
ثَعْلَبَةَ عَنْ عُبَادَةَ قَالَ كُنْتُ أُعَلِّمُ نَاسًا
مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْقُرْآنَ فَأَهْدٰى إِلَيَّ رَجُلٌ
مِنْهُمْ قَوْسًا عَلٰى أَنْ أَقْبَلَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ
يُطَوِّقَكَ اللّٰهُ بِهَا طَوْقًا مِنَ النَّارِ فَاقْبَلْهَا

۶۴ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ
ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ
الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ زَيْدِ
ابْنِ سَلَّامٍ عَنْ أَبِيْ سَلَّامٍ عَنْ أَبِيْ رَاشِدٍ الْحُبْرَانِيِّ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے اس کی تحسین فرمائی
یہ اسلام حقیقت میں مہر نہیں تھا اور اسلام پر نکاح کرنے کا مطلب
یہ ہے کہ ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ان سے نکاح کیا بعض حضرات
نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں یہ اضافہ کیا کہ
حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! ان (حضرت ام سلیم)
کے لیے اس کے علاوہ کوئی مہر نہ تھا ہمارے نزدیک
اس کا مطلب یہ ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، کہ انہوں
(ام سلیم) نے اس کے علاوہ مہر کا ارادہ ہی نہیں کیا تو جس
عورت کا ہم نے ذکر کیا اس کے بارے میں حضرت سہل
رضی اللہ عنہ کی روایت کا مطلب بھی یہی ہے۔ پہلے قول والوں
کے خلاف ان دوسرے قول والوں کی دلیل یہ بھی ہے کہ سرکار
دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کے بدلے کھانے
اور اس کے عوض کوئی دنیوی مفاد حاصل کرنے سے
منع فرمایا۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے
ہیں کچھ اصحاب صفہ کو قرآن پاک سکھایا کرتا تھا تو
ان میں سے ایک شخص نے مجھے ایک قوس (کمان)
تحفہ دیا کہ میں اسے اللہ کے راستے میں قبول کروں
میں نے یہ بات سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں عرض کی تو آپ نے فرمایا اگر تم چاہتے
ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کا طوق ڈالے تو اسے
قبول کر لو۔

حضرت عبدالرحمن بن شبل انصاری رضی اللہ
عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ
قرآن پاک پڑھو لیکن نہ تو اس میں
زیادتی کرو، نہ اس سے دور رہو
نہ اسے کھانے کا ذریعہ بناؤ اور نہ

يَقُوْلُ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَغْلُوْا فِيْهِ وَلَا تَجْفُوْا عَنْهُ وَلَا تَأْكُلُوْا بِهِ وَلَا تَسْتَكْثِرُوْا بِهِ.

٦٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثَنَا اَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا اَبَانُ قَالَ ثَنَا يَحْيَى قَالَ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ حَدِيْثِهِ عَنْ زَيْدٍ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا زَيْدٌ ثُمَّ اجْتَمَعَا جَمِيْعًا فَقَالَا عَنْ اَبِيْ سَلَّامٍ عَنْ اَبِيْ رَاشِدٍ الْحُبْرَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَغْلُوْا فِيْهِ وَلَا تَأْكُلُوْا بِهِ فَحَظَرَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَتَعَوَّضُوْا بِالْقُرْآنِ شَيْئًا مِنْ عَرَضِ الدُّنْيَا.

فَعَارَضَ ذٰلِكَ مَا احْتَجَّ عَلَيْهِ الْمُخَالِفُ مَعْنَى الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ لَوْ ثَبَتَ اَنَّ مَعْنَاهُ كَذٰلِكَ وَلَمْ يَثْبُتْ ذٰلِكَ اِذْ كَانَ يَحْتَمِلُ تَاْوِيْلُهُ مَا وَصَفْنَا وَقَدْ يَحْتَمِلُ اَيْضًا مَعْنًى اٰخَرَ وَهُوَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَبَاحَ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِلْكَ الْبُضْعِ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَلَمْ يَجْعَلْ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ غَيْرِهِ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ كَانَ مِمَّا خَصَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ مِنْ ذٰلِكَ اَنْ يُّمَلِّكَ غَيْرَهُ مَا كَانَ لَهُ تَمْلِيْكُهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ خَاصًّا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

اس کے ذریعے مال بڑھاؤ۔

حضرت ابن خزیمہ اپنی روایت میں حضرت زید سے روایت کرتے ہیں اور حضرت ابن ابو داؤد فرماتے ہیں ہم سے حضرت زید نے بیان کیا پھر وہ دونوں بواسطہ ابوراشد حبرانی، حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے قرآن پاک پڑھو لیکن نہ تو اس میں زیادتی کرو اور نہ اسے کھانے کا ذریعہ بناؤ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات سے منع فرمادیا کہ وہ قرآن پاک کے بدلے دنیا کی کوئی چیز حاصل کریں۔

پس یہ حدیث اس بات کے خلاف ہے جس پر مخالف نے پہلی حدیث کو محمول کیا اگر وہ معنی ثابت ہو جائے لیکن وہ ثابت نہیں کیونکہ اس میں اس بات کا بھی احتمال ہے جو ہم نے بیان کی اور دوسرے معنی کا احتمال بھی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ملک بضع کو مہر کے بغیر جائز قرار دیا اور آپ کے علاوہ کسی کے لیے ایسا نہیں کیا ارشاد خداوندی ہے: "اگر کوئی عورت اپنا نفس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کرے اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نکاح کا ارادہ کریں تو یہ حکم خاص آپ کیلئے ہے عام مومنوں کے لیے نہیں ہے۔" لہٰذا اس بات کا احتمال ہے کہ اس کا تعلق اس چیز سے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ خاص کیا لیکن کوئی دوسرا شخص مہر کے بغیر مالک نہیں ہو سکتا تو یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَالَ اللَّيْثُ.

وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى ذٰلِكَ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ فَقَامَ إِلَيْهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَكَانَ هٰذَا مَا ذُكِرَ فِي ذٰلِكَ الْحَدِيثِ وَلَمْ يُذْكَرْ فِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَرَهَا فِي نَفْسِهَا وَلَا أَنَّهَا قَالَتْ لَهُ زَوِّجْنِي مِنْهُ فَدَلَّ ذٰلِكَ إِذَا كَانَ تَزْوِيجُهُ إِيَّاهَا مِنْهُ لَا بِقَوْلٍ تَأْتِي بِهِ بَعْدَ قَوْلِهَا قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ وَإِنَّمَا هُوَ بِقَوْلِهَا الْأَوَّلِ ذٰلِكَ قَالَتْ لَهُ قَدْ جَعَلْتُ لَكَ أَنْ تَهَبَنِي لِمَنْ شِئْتَ بِالْهِبَةِ الَّتِي لَا تُوجِبُ مَهْرًا جَازَ النِّكَاحُ وَقَدْ أَجْمَعُوْا أَنَّ الْهِبَةَ خَالِصَةٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا ذَكَرْنَا مِنْ إِخْلَاصِ اللّٰهِ تَعَالَى إِيَّاهُ بِهَا دُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرَ أَنَّ قَوْمًا قَالُوْا خَالِصَةً لَكَ أَيْ بِلَا مَهْرٍ وَجَعَلُوا الْهِبَةَ نِكَاحًا لِغَيْرِهِ يُوجِبُ الْمَهْرَ وَقَالَ آخَرُوْنَ خَالِصَةً لَكَ أَيْ أَنَّ الْهِبَةَ تَكُوْنُ لَكَ نِكَاحًا وَلَا تَكُوْنُ نِكَاحًا لِغَيْرِكَ.

فَلَمَّا كَانَتِ الْمَرْأَةُ الْمَذْكُوْرُ أَمْرُهَا فِي حَدِيْثِ سَهْلٍ مَنْكُوْحَةً بِهِبَتِهَا نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذَكَرْنَا ثَبَتَ أَنَّ ذٰلِكَ النِّكَاحَ خَاصٌّ كَمَا قَالَ الَّذِيْنَ ذَهَبُوْا إِلَى ذٰلِكَ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ مَعَ مَا ذَكَرْنَا فِي الْحَدِيْثِ سُؤَالٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَهَا أَنْ يُزَوِّجَهَا مِنْهُ وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ لَمْ يُنْقَلْ

کے ساتھ خاص ہوگا جیسا کہ حضرت لیث نے فرمایا۔

اور اس بات پر دلالت کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اپنا نفس آپ کو ہبہ کر دیا تو وہ شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو اس کے ساتھ میرا نکاح کر دیں اس حدیث میں یہ بات مذکور ہے اور یہ بات مذکور نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے نفس کے بارے میں مشورہ کیا اور نہ یہ کہ اس نے خود عرض کیا کہ اس سے میرا نکاح کر دیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب آپ نے اس عورت کا اس شخص سے نکاح کیا تو اس کی پہلی بات جس میں اس نے اپنے نفس کو آپ کے لیے ہبہ کیا کی بنیاد پر کیا اس کے بعد اس نے کوئی نئی بات نہیں کی کہ میں نے آپ کو اختیار دیا آپ جس کے لیے چاہیں مجھے وہ ہبہ کہ بغیر مہر کر دیں تو اس سے وہ نکاح جائز ہو گیا۔ اور اس بات پر اتفاق ہے کہ ہبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ خاص کیا کسی دوسرے مومن کے لیے نہیں ہے البتہ بعض حضرات نے فرمایا کہ "آپ کے لیے خالص ہے" کا مطلب یہ ہے کہ مہر کے بغیر ہے اور دوسروں کے لیے ہبہ کو نکاح قرار دیا جس سے مہر واجب ہوگا اور کچھ دیگر حضرات نے "خالص آپ کے لیے ہے" کا معنی یہ کیا ہے کہ ہبہ آپ کے لیے نکاح ہے اور دوسروں کے لیے نکاح نہیں۔

پس جب وہ عورت جس کا حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ذکر ہے حضور علیہ السلام کی خدمت میں اپنے نفس کو ہبہ کرنے سے منکوحہ ہو گئی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تو ثابت ہوا کہ یہ نکاح خاص ہے جیسا کہ اس بات کے قائلین نے فرمایا اگر کوئی شخص کہے کہ ہماری اس مذکورہ گفتگو کے باوجود ہو سکتا ہے اس شخص نے حضور علیہ السلام سے سوال کیا ہو کہ آپ اس عورت کا اس سے نکاح کر دیں اگرچہ یہ بات اس حدیث میں منقول ہو کر ہم تک نہیں پہنچی تو اس

إلينا في ذلك الحديث قيل له وكذلك يحتمل أيضا أن يكون النبي صلى الله عليه وسلم قد جعل لها مهرا غير السورة وإن كان ذلك لم ينقل إلينا في الحديث فإن حملت الحديث على ظاهره على ما ذهب إليه أنت لزمك ما ذكرنا من أن ذلك النكاح كان بالهبة التي وصفنا وإن حملت ذلك على التأويل على ما وصفت فلغيرك أن يحمله أيضا من التأويل على ما ذكرنا ثم لا تكون أنت بتأويلك أولى منه بتأويله فهذا وجه هذا الباب من طريق تصحيح معاني الآثار.

وأما وجهه من طريق النظر

فإنا قد رأينا النكاح إذا وقع على مهر مجهول لم يثبت المهر ورد حكم المرأة إلى حكم من لم يسم لها مهرا فاحتيج إلى أن يكون المهر معلوما كما تكون الأثمان في البياعات معلومة وكما تكون الأجرة في الإجارات معلومة وكان الأصل المجتمع عليه أن رجلا لو استأجر رجلا على أن يعلمه سورة من القرآن سماها بدراهم لا يجوز وكذلك لو استأجره على أن يعلمه شعرا بعينه بدراهم كان ذلك غير جائز أيضا لأن الإجارات لا تجوز إلا على أحد معنيين إما على عمل بعينه مثل غسل ثوب بعينه أو خياطته أو على وقت معلوم لا بد فيها من أن يكون الوقت معلوما أو

شخص کو (جواباً) کہا جائے گا کہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے سورت کے علاوہ مہر مقرر کیا ہو اگرچہ یہ بات حدیث میں منقول ہو کر ہم تک نہیں پہنچی اور اگر تم اس حدیث کو ظاہر پر محمول کرو جیسا کہ تمہارا مذہب ہے تو تم پر وہ بات لازم آئے گی جس کا ہم نے ذکر کیا کہ یہ نکاح ہبہ کی صورت میں تھا جسے ہم نے بیان کیا اور اگر تم اسے اس تاویل پر محمول کرو جو تم نے بیان کی تو تمہارا غیر اس تاویل پر محمول کر سکتا ہے جو ہم نے بیان کی ہے پھر اس کی تاویل کے مقابلے میں تمہاری بیان کردہ تاویل اولیٰ نہ ہو گی (معانی روایات کی تصحیح کے طور پر اس باب کا یہ (مندرجہ بالا) بیان ہے۔

اور غور و فکر کے طریقے پر اس کا بیان یوں ہے کہ ہم دیکھتے ہیں جب نکاح مہر مجہول کے ساتھ واقع ہو تو مہر ثابت نہیں ہوتا اور اس عورت کا حکم اس کے حکم کی طرف لوٹایا جاتا ہے جس کے لیے مہر مقرر نہیں ہوتا لہٰذا ضروری ہے کہ مہر معلوم ہو جیسے خرید و فروخت میں قیمت معلوم ہوتی ہے اور جیسے اجارات میں اجرت معلوم ہوتی ہے اور متفق علیہ ضابطہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ یوں اجارہ کرے کہ وہ اسے چند مقررہ درہموں کے بدلے قرآن پاک سکھا دے تو یہ جائز نہیں اور اسی طرح اگر چند مقررہ درہموں کے بدلے شعر سکھانے کا اجارہ کرے تو یہ بھی جائز نہیں کیونکہ اجارے دو صورتوں میں سے ایک کے ساتھ جائز ہوتے ہیں یا تو کام مقرر (وقت) ہو جیسے چند متعین کپڑے دھونا یا انکی سلائی کرنا یا معلوم وقت کے لیے ہو یعنی وقت کا معلوم ہونا ضروری ہے یا کام معلوم ہو اور جب وہ سورت قرآن سکھانے پر اجارہ کرے گا تو یہ معلوم وقت کے لیے نہیں یہ اجارہ تو محض اس (سورت) کے سکھانے کے لیے ہے اور انسان کبھی کم تعلیم حاصل

العمل معلوما وكان إذا استأجره على تعليم سورة لتكون إجارة لا على وقت معلوم ولا عمل معلوم لأنما استأجره على أن يعلمه ذلك وقد يتعلم بقليل التعليم وبكثيره في قليل الأوقات وكثيرها وكذلك لو باعه دارا على أن يعلمه سورة من القرآن لم يجز ذلك للمعاني التي ذكرناها في الإجارات

فلما كان ذلك كذلك في الإجارات والبياعات وكان قد ثبت أن المهر لا يجوز على أموال ولا على منافع إلا على ما يجوز عليه البيع والإجارة وغير ذلك وكان التعليم لا تملك به المنافع ولا أعيان الأموال ثبت بالنظر على ذلك أن لا يملك به الأبضاع فهذا هو النظر وهو قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين.

باب ۱۷۵ الرجل تعتق أمته على أن عتقها صداقها

۶۶ - حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا مسلم بن إبراهيم قال ثنا أبان وحماد بن زيد قالا ثنا شعيب بن الحبحاب عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم أعتق صفية وجعل عتقها صداقها قال أبو جعفر فذهب قوم إلى أن الرجل إذا أعتق أمته على أن عتقها صداقها جاز ذلك فإن تزوجها فلا مهر لها غير العتاق وممن قال بهذا القول سفيان الثوري وأبو يوسف رحمة الله عليهما.

کرتا ہے اور کبھی زیادہ اسی طرح کبھی تھوڑے وقت میں سیکھ لیتا ہے اور کبھی زیادہ وقت میں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنا مکان بیچ کر وہ (خریدنے والا) اسے قرآن پاک کی ایک سورت سکھا دے تو ان شرائط کی بنیاد پر جو ہم نے اجاروں کے سلسلے میں ذکر کی ہیں، یہ اجارہ بھی جائز نہیں۔

تو جب یہ (عقد نکاح) اجاروں اور سودے کی طرح ہے اور ہم نے بیان کیا کہ مہر صرف اسی مال یا منافع کی صورت میں جائز ہے جو خرید و فروخت اور اجارے کی صورت میں جائز ہوتا ہے اور تعلیم کے ذریعے نہ تو منافع کی ملکیت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی کسی چیز کی تو اس پر قیاس کرنے سے ثابت ہوا کہ اس (تعلیم قرآن) سے بضع (عورت کی شرمگاہ) کی ملکیت بھی ثابت نہیں ہوتی، یہی قیاس ہے اور یہی حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

مہر کے بدلے میں لونڈی کو آزاد کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اسی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔ حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جب کوئی شخص اپنی لونڈی کو اس شرط پر آزاد کرے کہ اس کی آزادی ہی اس کا مہر ہوگی تو یہ جائز ہے پھر اگر وہ اس سے نکاح کرے تو اس آزادی کے علاوہ مہر نہیں ہوگا اس بات کے قائلین میں حضرت سفیان ثوری اور حضرت امام ابویوسف رحمہما اللہ بھی شامل ہیں۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا لَيْسَ لِأَحَدٍ غَيْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَنْ يَفْعَلَ هٰذَا فَيَتِمُّ لَهُ النِّكَاحُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ سِوَى الْعَتَاقِ وَإِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ خَاصًّا لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَلَمْ يَجْعَلْ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرِهٖ قَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا أَبَاحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهٖ أَنْ يَّتَزَوَّجَ بِغَيْرِ صَدَاقٍ كَانَ لَهُ أَنْ يَّتَزَوَّجَ عَلَى الْعَتَاقِ الَّذِيْ لَيْسَ بِصَدَاقٍ وَمَنْ لَّمْ يُبِحِ اللّٰهُ لَهُ أَنْ يَّتَزَوَّجَ عَلٰى غَيْرِ صَدَاقٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ أَنْ يَّتَزَوَّجَ عَلَى الْعَتَاقِ الَّذِيْ لَيْسَ بِصَدَاقٍ وَمِمَّنْ قَالَ بِهٰذَا الْقَوْلِ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَزُفَرُ وَمُحَمَّدٌ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ۔

۴- وَمِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ رَوٰى عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ فَعَلَ فِيْ جُوَيْرِيَةَ ذٰلِكَ مِثْلَ مَا رُوِيَ عَنْهُ أَنَسٌ أَنَّهُ فَعَلَهُ فِيْ صَفِيَّةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ نَافِعٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ جُوَيْرِيَةَ فِيْ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا أَخْبَرَنِيْ بِذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ وَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ الْجَيْشِ فَقَدْ رَوٰى هٰذَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنْ

لیکن دوسرے حضرات ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں تو (اس صورت میں) اس کا نکاح مہر کے بغیر مکمل ہو جائے گا اور آزادی مہر نہیں ہوگی یہ بات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مہر کے بغیر بھی نکاح کرنا جائز قرار دیا اور آپ کے علاوہ کسی مومن کے لیے اسے جائز قرار نہیں دیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "اگر کوئی مومن عورت اپنے نفس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کردے اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نکاح کا ارادہ کریں تو یہ آپ کیلئے خاص ہے عام مومنوں کیلئے نہیں ہے تو (جب) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ وہ مہر کے بغیر نکاح کریں تو آپ کیلئے یہ بھی جائز ہے کہ آزادی کے سبب نکاح کریں جو مہر نہیں ہے اور جس شخص کیلئے اللہ تعالیٰ نے مہر کے بغیر نکاح جائز قرار نہیں دیا تو اس کے لیے آزادی کے بدلے نکاح کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ مہر نہیں ہے اس قول کے قائلین میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور امام زفر امام محمد رحمہم اللہ بھی شامل ہیں۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے سلسلے میں وہی عمل کیا جو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آپ کا فعل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت ابن عون سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت نافع نے مجھے لکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ کو غزوہ بنو مصطلق میں حاصل کیا تو آپ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا مہر قرار دیا فرماتے ہیں مجھے یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتائی اور وہ اس لشکر میں تھے تو یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی جیسا کہ ہم نے

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا ذَكَرْنَا ثُمَّ قَالَ هُوَ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ مِثْلِ هٰذَا اَنْ يُجَدِّدَ لَهَا صِدَاقًا۔

٦٨ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيْبُ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَهٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ ذَهَبَ اِلٰى اَنَّ الْحُكْمَ فِيْ ذٰلِكَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى خِلَافِ مَا كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَيَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ سَمَاعًا سَمِعَهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ دَلَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَعْنَى الَّذِي اسْتَدْلَلْنَا بِهٖ نَحْنُ عَلٰى خُصُوْصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ بِمَا وَصَفْنَا دُوْنَ النَّاسِ۔

ثُمَّ نَظَرْنَا فِيْ عَتَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جُوَيْرِيَةَ الَّتِيْ تَزَوَّجَهَا عَلَيْهِ وَجَعَلَهٗ صِدَاقَهَا كَيْفَ كَانَ فَاِذَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنِ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا اَسَدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا هُوَ ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ ثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَبَايَا بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ فِيْ سَهْمٍ لِثَابِتِ ابْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ اَوْ لِابْنِ عَمٍّ لَهٗ فَكَاتَبَتْ عَلٰى نَفْسِهَا قَالَتْ وَكَانَتِ امْرَاَةً حُلْوَةً

ذکر کیا۔ پھر انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسی قسم کے معاملے میں فرمایا کہ اسے مہر جدید دیا جائے (یعنی آزادی مہر نہیں بن سکتی)

حضرت عبید اللہ، حضرت نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں تو یہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں جو اس بات کی طرف گئے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ حکم نہیں ہوگا جو آپ کے لیے تھا پس اس میں احتمال ہے کہ آپ نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس بات پر اس معنی سے راہنمائی حاصل ہوئی ہو جس سے ہم نے استدلال کیا کہ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے دوسرے لوگوں کے لیے یہ حکم نہیں۔

پھر ہم نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت جویریہ کو آزاد کرنا جسے آپ نے مہر قرار دے کر ان سے نکاح کیا کیسا تھا تو حضرت عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں جب بنو مصطلق کے قیدی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ لگے تو حضرت جویریہ بنت حارث، ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے بھتیجے کے حصے میں آگئیں انہوں نے اپنے لیے کتابت کر لی (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں وہ نہایت شیریں کلام خاتون تھیں اور انہیں جو بھی دیکھتا وہ ان کی گرفت میں آجاتا (متاثر ہوجاتا) وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوکر اپنی کتابت پر مدد مانگنے لگیں پس اللہ کی قسم! میں نے ان کو دروازے پر کھڑے دیکھا تو میں نے انہیں ناپسند کیا اور مجھے معلوم ہوگیا کہ عنقریب آپ

لا يكاد يراها أحد إلا أخذت بنفسه فأتت رسول الله صلى الله عليه وسلم تستعينه في كتابتها فوالله ما هو إلا أن رأيتها على باب الحجرة فكرهتها وعرفت أنه سيرى منها مثل ما رأيت فقالت يا رسول الله إني جويرية بنت الحارث بن أبي ضرار سيد قومه وقد أصابني من الأمر ما لم يخف عليك فوقعت في سهم ثابت بن قيس بن شماس أو لابن عم له فكاتبته فجئت رسول الله أستعينه على كتابتي قال فهل لك في خير من ذلك قالت وما هو يا رسول الله قال أقضي عنك كتابتك وأتزوجك قالت نعم قال فقد فعلت وخرج الخبر إلى الناس أن رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم تزوج جويرية بنت الحارث فقالوا أصهار رسول الله صلى الله عليه وسلم فأرسلوا ما في أيديهم قالت فلقد أعتق بتزويجه إياها مائة أهل بيت من بني المصطلق فلا نعلم امرأة كانت أعظم بركة على قومها منها

فبينت عائشة رضي الله تعالى عنها العتاق الذي ذكره عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم تزوجها عليه وجعله مهرها كيف هو وأنه إنما هو أداؤه عنها مكاتبتها إلى الذي كان كاتبها لتعتق بذلك الأداء ثم كان ذلك العتاق الذي وجب بأداء رسول الله صلى الله عليه وسلم مكاتبتها إلى الذي كان كاتبها مهرا لها

اس سے وہ کچھ دیکھیں گے جو میں نے دیکھا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں قوم کے سردار حارث بن ابو ضرار کی بیٹی جویریہ ہوں اور میں ایسی مصیبت میں پھنسی ہوں جو آپ پر پوشیدہ نہیں ہیں ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے بھتیجے کے حصہ میں دی گئی ہوں میں نے ان سے کتابت کر لی ہے تو میں اپنی کتابت پر مدد حاصل کرنے کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں اس سے بہتر میں رغبت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں تیری کتابت کی رقم ادا کر کے تجھ سے شادی کر لوں انہوں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا "میں نے ایسا کیا" جب لوگوں کو خبر پہنچی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا ہے تو انہوں نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سسرالی قرابت قائم ہو گئی چنانچہ انہوں نے اپنے قیدی چھوڑ دیئے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے ساتھ نکاح کرنے کی وجہ سے بنو مصطلق کے ایک سو گھر والے آزاد ہو گئے پس ہم ان (حضرت جویریہ) سے بڑھ کر کسی عورت کو اپنی قوم کے لیے باعث برکت نہیں جانتے۔

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آزادی کو واضح طور پر بیان کیا جس کا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بدلے نکاح کیا اور اسے مہر قرار دیا کہ اس کی کیا صورت تھی وہ آپ کی طرف سے بدل کتابت کا اس شخص کو ادا کرنا تھا جس نے ان سے کتابت کی تھی تاکہ اس ادائیگی کے بدلے وہ آزاد ہو جائیں پھر یہ آزادی جو سرکار دو عالم صلی اللہ وسلم کی طرف سے بدل کتابت ادا کرنے کی وجہ سے

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم على ما في
حديث ابن عمر رضي الله عنهما ليس هذا لأحد
غير رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يؤدي
عن مكاتبة مكاتبتها إلى مولاها على أن تعتق
بأدائه ذلك عنها يكون ذلك العتاق مهرا
لها من قبل الذي أدى عنها مكاتبتها و
تكون بذلك زوجة له.

فلما كان لرسول الله صلى الله عليه
وسلم أن يجعل هذا مهرا على أن ذلك
خاص له دون أمته كان له أن يجعل العتاق
الذي تولاه هو أيضا مهرا لمن أعتق على
أن ذلك خاص له دون أمته فهذا وجه هذا
الباب من طريق الآثار وأما وجهه من
طريق النظر فإن أبا يوسف رحمة الله
عليه قال النظر عندي في هذا أن يكون
العتاق مهر المثل عليه ليس لها معه
غيره وذلك لأنا رأيناها إذا وقع العتاق
على أن تزوجه نفسها ثم أبت التزويج أن عليها أن تسعى
في قيمتها قال فلما كان يجب عليها أن تسعى
فيه إذا أبت التزويج يكون مهرا لها إذا
أجابت إلى التزويج قال وإن طلقها بعد
ذلك قبل أن يدخل كان عليها أن تسعى
في نصف قيمتها وقد روي هذا أيضا
عن الحسن.

۶۹ - **حدثنا** محمد بن خزيمة قال ثنا
محمد بن عبد الله الأنصاري عن أشعث
عن الحسن في رجل أعتق أمته وجعل
عتقها صداقها ثم طلقها قبل أن يدخل
بها قال عليها أن تسعى في نصف قيمتها

ہوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
مہر قرار پائی جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت
میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ
کسی کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ کسی مکاتب
کا بدل کتابت مکاتب کو ادا کرے کہ وہ اسے آزاد کر دے
اور یہ آزادی بدل کتابت ادا کرنے والے کی طرف سے مہر قرار
پائے اور وہ اس کی بیوی بن جائے۔

تو جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اسے
مہر قرار دینا آپ کی خصوصیت ہے امت کے لیے جائز نہیں
تو جس آزادی کی آپ کو ولایت حاصل ہوئی اسے مہر قرار دینا بھی
آپ کے ساتھ خاص تھا امت کے لیے نہیں۔ روایات کے طریقے
پر اس بات کا بیان ہے غور و فکر کے طریقے پر اس کا بیان یوں
ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سلسلے
میں میرے نزدیک قیاس یہ ہے کہ جس عورت کو اس شرط
پر آزاد کیا گیا اس کی آزادی ہی مہر ہو اس کے ساتھ کچھ اور
نہ ہو ہم دیکھتے ہیں کہ جب آزادی اس شرط پر واقع ہو
کہ وہ (عورت) اس (آزاد کرنے والے) سے نکاح کرے
گی پھر وہ نکاح سے انکار کر دے تو اس پر لازم ہے کہ اپنی
قیمت (کی ادائیگی) کے لیے محنت مشقت کرے وہ فرماتے
ہیں کہ نکاح سے انکار کی صورت میں جس چیز کے لیے اس پر
محنت مشقت واجب ہوئی ہے وہ چیز اس کے لیے مہر قرار پائی اگر
وہ نکاح سے انکار نہ کرے وہ فرماتے ہیں اگر وہ اسے اس کے
بعد جماع سے پہلے طلاق دے تو اس پر نصف قیمت کے لیے مال
کمانا ضروری ہوگا۔ یہ بات حضرت حسن رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے۔

حضرت اشعث حضرت حسن سے اس شخص کے بارے
میں روایت کرتے ہیں جس نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور اس کی آزادی
کو اس کا مہر قرار دیا پھر جماع سے پہلے اسے طلاق دے دی تو
اس عورت پر لازم ہے کہ نصف قیمت (کی ادائیگی) کے لیے
محنت مشقت کرے اس سلسلے میں حضرت امام ابو یوسف رحمہ

وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ فِي هَذَا عَلَى أَبِي يُوسُفَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ أَنَّ مَا ذَكَرَهُ مِنْ وُجُوبِ السِّعَايَةِ عَلَيْهَا إِذَا أَبَتْ فِي قِيمَتِهَا قَدْ قَالَ هُوَ أَبُو حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحْمَةُ اللهِ فَمَا لَزِمَهُمَا مِنْ ذَلِكَ فِي قَوْلِهَا إِذَا أَجَابَتْ إِلَى التَّزْوِيجِ فَهُوَ لَازِمٌ لَهُمَا

وَأَمَّا زُفَرُ فَكَانَ يَقُولُ لَا سِعَايَةَ عَلَيْهَا إِذَا أَبَتْ لِأَنَّهُ وَإِنْ كَانَ شَرَطَ عَلَيْهَا النِّكَاحَ فِي أَصْلِ الْعَتَاقِ فَإِنَّمَا شَرَطَ ذَلِكَ عَلَيْهَا بِبَدَلٍ شَرَطَهُ لَهَا عَلَى نَفْسِهِ هُوَ الصَّدَاقُ الَّذِي يَجِبُ لَهَا فِي قَوْلِهِ إِذَا أَجَابَتْ فَكَانَ الْعَتَاقُ وَاقِعًا عَلَيْهَا لَا بِبَدَلٍ وَالنِّكَاحُ الْمَشْرُوطُ عَلَيْهَا لَهُ بَدَلٌ غَيْرُ الْعَتَاقِ فَصَارَ ذَلِكَ كَرَجُلٍ أَعْتَقَ عَبْدَهُ عَلَى أَنْ يَخْدُمَهُ سَنَةً بِأَلْفِ دِرْهَمٍ فَقَبِلَ ذَلِكَ الْعَبْدُ ثُمَّ أَبَى أَنْ يَخْدُمَهُ فَلَا شَيْءَ لَهُ عَلَيْهِ لِأَنَّهُ لَوْ خَدَمَهُ كَانَ يَسْتَحِقُّ عَلَيْهِ بِاسْتِخْدَامِهِ إِيَّاهُ أَجْرًا بَدَلًا مِنَ الْخِدْمَةِ فَكَذَلِكَ إِذَا كَانَ مِنْ قَوْلِ زُفَرَ فِي الْأَمَةِ الْمُعْتَقَةِ عَلَى التَّزْوِيجِ أَنَّهَا إِذَا أَجَابَتْ إِلَى التَّزْوِيجِ وَجَبَ لَهَا مَهْرٌ بَدَلًا مِنْ بُضْعِهَا فَإِذَا أَبَتْ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهَا بَدَلٌ مِنْ رَقَبَتِهَا لِأَنَّ رَقَبَتَهَا عَتَقَتْ لَا بِبَدَلٍ وَاشْتُرِطَ عَلَيْهَا نِكَاحٌ بِبَدَلٍ وَلَا يَثْبُتُ الْبَدَلُ مِنَ النِّكَاحِ إِلَّا بِثُبُوتِ النِّكَاحِ كَمَا لَا يَثْبُتُ الْبَدَلُ عَلَى الْخِدْمَةِ إِلَّا بِثُبُوتِ الْخِدْمَةِ فَلَيْسَ بُطْلَانُهُمَا وَلَا بُطْلَانُ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِمُوجِبٍ فِي الْعَتَاقِ الَّذِي وَقَعَ عَلَى غَيْرِ شَيْءٍ

اللہ علیہ کے خلاف حجت یہ ہے کہ انہوں نے جو ذکر فرمایا کہ عورت جب نکاح سے انکار کردے تو اپنی قیمت کی ادائیگی کے لیے محنت کرے تو یہی بات حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ نے بھی فرمائی تو نکاح کو قبول کرنے کی صورت میں جو کچھ حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ پر لازم ہوتا ہے وہی ان (امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ) پر بھی لازم ہوگا۔

لیکن حضرت امام زفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب وہ انکار کرے تو اس پر سعی (محنت مشقت) واجب نہیں کیونکہ اگرچہ آزادی کے سلسلے میں اس پر نکاح کی شرط رکھی گئی ہے لیکن یہ اس شرط کے بدلے میں ہے جو اس عورت کی طرف سے مرد پر لازم آتی ہے یعنی وہ مہر جو قبولیت نکاح کی صورت میں عورت کے لیے (مرد پر) واجب ہوتا ہے تو گویا عورت کو آزادی کسی عوض کے بغیر حاصل ہوگئی۔ اور مرد نے جس نکاح کی شرط رکھی ہے اس کے لیے آزادی کے علاوہ بدل ہے۔ اور یہ اس شخص کی طرح ہوگیا جس نے اپنے غلام کو اس شرط پر آزاد کیا کہ وہ ایک ہزار درہم کے بدلے ایک سال آپ اس کی خدمت کرے غلام نے اسے قبول کرلیا پھر خدمت کرنے سے انکار کردیا تو اس کے لیے مالک کے ذمہ کچھ نہ ہوگا کیونکہ اگر وہ اس کی خدمت کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اجرت کا مستحق ہوتا جو خدمت کا بدل قرار پاتا تو نکاح کی شرط پر آزاد کی گئی لونڈی کے بارے میں حضرت امام زفر رحمہ اللہ کا قول بھی اسی طرح ہے کہ جب وہ عورت نکاح کو قبول کرے تو اس کی بضع کے بدلے میں مہر واجب ہوگا اور اگر انکار کرے تو آزادی کی وجہ سے اس پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا کیونکہ اسے کسی عوض کے بغیر آزاد کیا گیا اور نکاح کی شرط بدل کے ساتھ رکھی گئی اور نکاح کا بدل تب ثابت ہوگا جب نکاح ثابت ہوگا جس طرح خدمت کا بدل خدمت کی صورت میں ثابت ہوتا ہے تو ان دونوں (ثبوت نکاح و ثبوت خدمت) کا بطلان یا ایک کا بطلان آزادی کے سلسلے میں کسی چیز کو واجب نہیں کرتا کیونکہ وہ بدل سے واقع ہوتی ہے۔ اس باب میں قیاس اسی طرح ہے جس طرح امام زفر رحمہ اللہ نے فرمایا

بدلا فهذا هو النظر في هذا الباب كما قال زفر كما قال ابو حنيفة وابو يوسف و محمد رحمة الله عليهم اجمعين.

وقد كان ايوب السختياني يذهب في تزويج رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم صفية على عتقها الى ما ذهب اليه ابو حنيفة وزفر ومحمد رحمة الله عليهم اجمعين. حدثنا ابن ابي داود قال ثنا سليمان بن حرب قال ثنا حماد قال اعتق هشام بن حسان ام ولد له وجعل عتقها صداقها فكرهت ذلك لايوب فقال لو كان ابت عتقها فقلت اليس النبي صلى الله عليه وسلم اعتق صفية وجعل عتقها صداقها فقال لو ان امراة وهبت نفسها للنبي صلى الله عليه وسلم كان ذلك له. فاخبرت بذلك هشاما فابت عتقها وتزوجها واصدقها اربع مائة.

فان قال قائل قد رايت الرجل يعتق امته على مال وتقبل ذلك منه فتكون حرة ويجب له عليها ذلك المال فما تنكر ان يكون اذا اعتقها على ان عتقها صداقها فقبلت ذلك منه ان تكون حرة ويجب له ذلك المال عليها قيل له اذا اعتقها على مال فقبلت ذلك منه وجب لها عليه العتاق ووجب له عليها المال فوجب لكل واحد منهما بذلك العقد الذي تعاقداه بينهما شيء اوجبه له ذلك العقد لم يكن مالكا له قبل ذلك واذا اعتقها على ان عتقها صداقها فقد ملكها

اس طرح نہیں جس طرح حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ نے فرمایا۔

حضرت ایوب سختیانی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے سلسلے میں امام ابو حنیفہ، امام زفر اور امام محمد رحمہم اللہ کا موقف اختیار کیا ہے۔ حضرت حماد فرماتے ہیں کہ حضرت ہشام بن حسان نے اپنی ام ولد کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو مہر قرار دیا (تو اسے میں) میں نے یہ بات حضرت ایوب سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا اگر وہ اپنی آزادی سے انکار کرتی (تو کیا ہوگا)؟ میں نے عرض کیا کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو آزاد کر کے ان کی آزادی کو مہر قرار نہیں دیا تھا؟ انہوں نے فرمایا اگر کوئی عورت اپنے آپ کو بارگاہ نبوی میں پیش کر دے تو کر سکتی ہے۔ میں نے یہ بات حضرت ہشام کو بتائی تو لونڈی نے آزادی سے انکار کر دیا تو انہوں نے اس کو چار سو درہم دے کر اس سے نکاح کر لیا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ ہم نے دیکھا ایک شخص اپنی لونڈی کو مال کے بدلے میں آزاد کرتا ہے اور وہ اس (شرط) کو قبول کر کے آزاد ہو جاتی ہے اور اس شخص کے لیے اس (لونڈی) کے ذمہ مال واجب ہو جاتا ہے تو جب وہ اسے یوں آزاد کرے کہ اس کی آزادی کو اس کا مہر قرار دے اور وہ اسے قبول کر لے تو وہ آزاد ہو جاتی ہے اور اس پر مالک کے لیے مال واجب ہو جاتا ہے تو اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا کہ جب وہ اسے مال کے بدلے آزاد کرتا ہے اور وہ لونڈی اس شرط کو قبول کر لیتی ہے تو مالک کا اس کو آزاد کرنا اور لونڈی پر (مالک کو) مال واجب ہو جاتا ہے تو اس عقد سے دونوں کے لیے ایک دوسرے پر وہ چیز واجب ہو جاتی ہے جس کے پہلے وہ مالک نہ تھے اور جب وہ اسے اس شرط پر آزاد کرتا ہے کہ اس کی آزادی مہر قرار پائے گی تو اس نے اسے (لونڈی) کو اس شرط پر اس کی گردن کا مالک بنایا کہ وہ اسے اپنی بضع (شرمگاہ) کا مالک بنائے پس وہ لونڈی کو اس کی

وَعِتْقَهَا عَلَى أَنْ مَلَّكَتْهُ بُضْعَهَا فَمَلَّكَهَا رَقَبَتَهَا هُوَ لَهَا مَالِكٌ وَلَمْ تَكُنْ هِيَ مَالِكَةً لَهَا قَبْلَ ذَلِكَ عَلَى أَنْ مَلَّكَتْهُ بُضْعَهَا هُوَ لَهُ مَالِكٌ قَبْلَ ذَلِكَ فَلَمْ تُمَلِّكْهُ بِذَلِكَ الْعِتَاقِ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ مَالِكًا لَهُ قَبْلَهُ إِنَّمَا مَلَّكَتْهُ بَعْضَ مَا قَدْ كَانَ لَهُ فَكَذَلِكَ لَمْ يَجِبْ لَهُ عَلَيْهَا بِذَلِكَ الْعِتَاقِ شَيْءٌ وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ الْعِتَاقُ لَهَا صَدَاقًا فَهَذِهِ حُجَّةٌ عَلَى مَنْ يَقُولُ يَكُونُ مَا وَجَبَ لَهُ بِالْعِتَاقِ الَّذِي هُوَ لَهَا صَدَاقٌ.

فَأَمَّا مَنْ يَقُولُ أَنْ تَكُونَ زَوْجَتَهُ بِالنِّكَاحِ مُسْتَأْنَفٍ بَعْدَ الْعِتَاقِ وَالصَّدَاقُ لَهُ وَاجِبٌ عَلَيْهَا بِالْعِتَاقِ وَيَتَزَوَّجُهَا عَلَيْهِ مَتَى أَحَبَّ فَإِنَّ الْحُجَّةَ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ أَنْ يُقَالَ لَهُ فَلْيَمْنَعْهَا أَنْ تَأْخُذَهَا بِغَيْرِ ذَلِكَ الصَّدَاقِ الَّذِي قَدْ وَجَبَ لَهُ عَلَيْهَا بِالْعِتَاقِ فَإِنْ قَالَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَهَا بِهِ خَرَجَ بِذَلِكَ مِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْعِلْمِ جَمِيعًا وَإِنْ قَالَ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَهَا بِهِ قِيلَ لَهُ فَمَا الصَّدَاقُ الَّذِي وَجَبَ لَهُ عَلَيْهَا الْعِتَاقُ أَمَالٌ هُوَ أَمْ غَيْرُ مَالٍ فَإِنْ كَانَ مَالًا فَلَهُ أَنْ يَأْخُذَهَا بِمَا لَهُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَالِ إِنْ أَحَبَّ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ مَالٍ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا عَلَى غَيْرِ مَالٍ فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا فَسَادُ هَذَا الْقَوْلِ أَيْضًا وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

بَابُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ

۷۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ إِسْمٰعِيلُ

گردن کا اس شرط پر مالک بناتا ہے کہ وہ اسے اپنی شرمگاہ کی مالک بنائے حالانکہ وہ پہلے اپنی گردن کی مالک نہ تھی جبکہ یہ پہلے بھی اس کی شرمگاہ کا مالک تھا لہذا لونڈی اس آزادی کے ذریعے اس کو کسی ایسی چیز کا مالک نہیں بناتی جس کا وہ پہلے مالک نہ ہو وہ اسے اس بعض چیز کا مالک بناتی ہے جس کا وہ پہلے بھی مالک تھا تو اسی طرح اس آزادی کے بدلے مرد کے لیے اس عورت پر کچھ بھی واجب نہ ہوگا اور نہ ہی یہ آزادی اس کا مہر بنے گی۔

یہ اس شخص کے خلاف حجت ہے جو کہتا ہے کہ لونڈی اس آزادی کے بدلے جو مہر قرار پائی اسکی بیوی بن جائیگی لیکن جو حضرات کہتے ہیں کہ جب تک آزاد کرنے کے بعد نیا نکاح نہ کرے وہ اسکی بیوی نہیں بنتی اور آزادی کی وجہ سے مرد کے لیے عورت پر مہر واجب ہوگیا لہذا جب چاہے اس سے نکاح کرے تو اس سلسلے میں ان لوگوں کے خلاف دلیل یہ ہے کہ اس سے کہا جائے کہ کیا آزاد کرنے والے کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ اس مہر کے بدلے جو آزادی کی وجہ سے اس پر واجب ہوا تھا اس لونڈی کو پکڑ لے پس اگر وہ کہے کہ وہ اسکو پکڑ سکتا ہے تو وہ تمام اہل علم کے قول سے باہر ہوگیا اور اگر کہے کہ وہ اس وجہ سے اسکو حلال نہیں کرسکتا تو اسے کہا جائیگا کہ وہ مہر جو آزادی کی وجہ سے مرد کیلئے عورت پر واجب ہوا وہ کیا مال ہے یا مال کے علاوہ کوئی چیز اگر وہ مال ہے تو مالک کو حق ہے کہ اپنے اس مال کی وجہ سے جو اس عورت پر واجب ہے جب چاہے پکڑ لے اور اگر مال نہیں ہے تو غیر مال پر اس سے نکاح نہیں کر سکتا تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے اس قول کا فساد بھی واضح ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

نکاح متعہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں شریک

المتعة فيها ولا يتوارثان بذلك في قولهم وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا لا يجوز هذا النكاح واحتجوا بأن الآثار التي احتج بها عليهم أهل المقالة الأولى قد كانت ثم نسخت بعد ذلك وأن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد نهى عن المتعة.

وذكروا ما قد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من نهيه عنها مما لم يذكر فيها النسخ ما حدثنا ابن أبي داود قال ثنا عبد الله بن محمد بن أسماء قال ثنا جويرية عن مالك عن الزهري أن عبد الله بن محمد بن علي بن أبي طالب ومحمد بن علي أخبراه أن أباهما أخبرهما أنه سمع علي بن أبي طالب يقول لابن عباس إنك رجل تائه إن رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم نهى عن متعة النساء

٣٧ - حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس وأسامة ومالك عن ابن شهاب فذكر بإسناده مثله غير أنه لم يقل إنك رجل تائه

حدثنا صالح بن عبد الرحمن قال ثنا سعيد بن منصور قال ثنا هشيم قال أخبرنا يحيى بن سعيد عن الزهري عن عبد الله والحسن ابني محمد بن الحنفية عن أبيهما أن عليا مر بابن عباس وهو يفتي بالمتعة متعة النساء أنه لا بأس بها فقال له علي قد نهى عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن لحوم الحمر الأهلية

کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ نکاح جائز نہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ جن روایات سے، پہلے قول والوں نے استدلال کیا ہے ان روایات پر عمل تھا لیکن اس کے بعد وہ منسوخ ہوگئیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے منع فرما دیا۔

انہوں نے اس سلسلے میں ان روایات کا ذکر کیا جن میں حضور علیہ السلام نے (متعہ سے) منع فرمایا اور ان کے منسوخ ہونے کا (کہیں) ذکر نہیں حضرت زہری فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن علی بن ابوطالب اور محمد بن علی (رضی اللہ عنہم) نے ان کو خبر دی کہ ان کے والد نے ان کو بتایا کہ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا آپ حضرت ابن عباس سے فرماتے تھے تم بھٹکے ہوئے مرد ہو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے متعہ سے منع فرمایا ہے۔

حضرت یونس، اسامہ اور مالک رحمہم اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے "تم بھٹکے ہوئے مرد ہو" کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

حضرت عبداللہ اور حضرت حسن اپنے والد حضرت محمد بن حنیفہ (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے اور وہ عورتوں سے متعہ کے بارے میں فتویٰ دے رہے تھے کہ اس میں کوئی حرج نہیں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ان سے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے دن اس (متعہ) سے اور گھریلو گدھوں

يَوْمَ خَيْبَرَ.

٧٤- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ فُلَانًا يَقُولُ فِيهَا قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَمَا كُنَّا مُسَافِحِينَ.

فَفِي هٰذِهِ الْآثَارِ النَّهْيُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُتْعَةِ فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُونَ مَا ذَكَرْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْإِذْنِ فِيهَا كَانَ ذٰلِكَ مِنْهُ قَبْلَ النَّهْيِ ثُمَّ نَهَى عَنْهَا فَكَانَ ذٰلِكَ النَّهْيُ نَاسِخًا لِمَا كَانَ مِنَ الْإِبَاحَةِ قَبْلَ ذٰلِكَ فَنَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ فَإِذَا يُونُسُ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ اللَّيْثِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي إِلَى امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ كَأَنَّهَا بَكْرَةٌ عَيْطَاءُ فَعَرَضْنَا عَلَيْهَا أَنْفُسَنَا فَقَالَتْ مَا تُعْطِينِي فَقُلْتُ رِدَائِي وَقَالَ صَاحِبِي رِدَائِي وَكَانَ رِدَاءُ صَاحِبِي أَجْوَدَ مِنْ رِدَائِي وَكُنْتُ أَشَبَّ مِنْهُ فَإِذَا نَظَرَتْ إِلَى رِدَاءِ صَاحِبِي أَعْجَبَهَا وَإِذَا نَظَرَتْ إِلَيَّ أَعْجَبْتُهَا فَقَالَتْ أَنْتَ وَرِدَاؤُكَ تَكْفِينِي فَمَكَثْتُ مَعَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ

کے گوشت سے منع فرمایا۔

حضرت ابن شہاب سے مروی ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا "حرام ہے" انہوں نے عرض کیا کہ فلاں شخص اس کے جواز کے بارے میں قول کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم اسے معلوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فتح خیبر کے دن حرام قرار دیا اور ہم زناکار نہیں ہیں۔

تو ان روایات میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے متعہ سے منع فرمایا تو اس بات کا احتمال ہے کہ ہم نے جو کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت کے بارے میں ذکر کیا ہے وہ آپ کے منع کرنے سے پہلے کا ہے پھر آپ نے منع فرمایا تو یہ نہی پہلے پائے جانے والے جواز کے لیے ناسخ ہے۔ چنانچہ جب ہم نے اس سلسلے میں غور کیا تو حضرت ربیع بن سبرہ جہنی رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی طرف نکلے تو آپ نے ہمیں متعہ کی اجازت مرحمت فرمائی چنانچہ میں اور میرا ساتھی بنو عامر کی ایک عورت کے پاس گئے گویا کہ وہ جوان موٹی ہے ہم نے اپنے آپ کو اس کے سامنے پیش کیا تو اس نے کہا مجھے کیا دو گے؟ میں نے کہا میں اپنی چادر دوں گا اور میرے دوست نے کہا دو چادریں دوں گا اور میرے ساتھی کی چادر میری چادر سے عمدہ تھی اور میں اس کے مقابلے میں زیادہ جوان تھا جب اس عورت نے میرے ساتھی کی چادروں کو دیکھا تو اسے پسند کیا اور جب مجھے دیکھا تو میں اسے پسند کرتا تھا اس نے کہا تو اور تیری چادر مجھے کافی ہے چنانچہ میں اس کے ساتھ تین دن ٹھہرا

مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ اللَّاتِي يَتَمَتَّعُ بِهِنَّ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کے پاس متعہ والی عورتیں ہوں وہ ان کا راستہ چھوڑ دے۔

۷۵ - حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا شُعَيْبُ ابْنُ اللَّيْثِ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ مِثْلَهُ.

حضرت لیث، حضرت ربیع بن سبرہ جہنی سے اور وہ اپنے والد سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۷۶ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ عَمَّنْ سَمِعْتَهُ فَقَالَ ثَنِي رَجُلٌ عَنْ أَبِيهِ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَزَعَمَ مَعْمَرٌ أَنَّهُ الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ.

حضرت ایوب حضرت زہری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ سے منع فرمایا (حضرت ایوب فرماتے ہیں) میں نے پوچھا آپ نے کس سے سنا ہے انہوں نے فرمایا مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تھا حضرت معمر کا خیال ہے کہ وہ حضرت ربیع بن سبرہ ہیں۔

۷۷ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ عَنِ الرَّبِيعِ ابْنِ سَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْمُتْعَةِ فَتَزَوَّجَ رَجُلٌ امْرَأَةً فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ إِذَا هُوَ يُحَرِّمُهَا أَشَدَّ التَّحْرِيمِ وَيَقُولُ فِيهَا أَشَدَّ الْقَوْلِ.

حضرت عبد العزیز بن عمر نے حضرت ربیع بن سبرہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی اجازت دی تو ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اس کے بعد آپ نے اسے سختی کے ساتھ حرام کر دیا اور آپ اس کے بارے میں سخت بات کرتے تھے۔

۷۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنْ إِيَاسِ ابْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَذِنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ ثُمَّ نَهَى عَنْهَا.

حضرت ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعہ کی اجازت دی پھر اس سے منع فرما دیا۔

---

۷۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَنَزَلَ ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے لیے نکلے تو آپ ثنیۃ الوداع میں اترے آپ نے کچھ چراغ دیکھے اور کچھ عورتوں کو دیکھا جو رو رہی تھیں آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو

كُرَاىَ مَصَابِيْحَ وَنِسَآءٌ يَبْكِيْنَ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقِيْلَ نِسَآءٌ تَمَتَّعَ بِهِنَّ اَزْوَاجُهُنَّ وَفَارَقُوْهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ اَوْهَدَمَ الْمُتْعَةَ بِالطَّلَاقِ وَالنِّكَاحِ وَالْعِدَّةِ وَالْمِيْرَاثِ.

بتایا گیا کہ ان عورتوں سے ان کے خاوندوں نے متعہ کیا اور پھر چھوڑ دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے متعہ کو طلاق، نکاح، عدت اور وراثت کے ساتھ حرام یا (فرمایا) باطل کر دیا ہے۔

فَفِيْ هٰذِهِ الْاٰثَارِ تَحْرِيْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتْعَةَ بَعْدَ اِذْنِهٖ فِيْهَا وَاِبَاحَتِهٖ اِيَّاهَا فَثَبَتَ بِهَا وَكَوْنُهَا نَسْخًا مَا فِى الْاٰثَارِ الْاُوَلِ الَّتِيْ ذَكَرْنَاهَا فِيْ اَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمُ النَّهْيُ عَنْهَا اَيْضًا.

تو ان روایات کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی اجازت دینے اور اسے جائز قرار دینے کے بعد حرام قرار دیا تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس کے شروع میں مذکورہ روایات کا منسوخ ہونا ثابت ہو گیا۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ممانعت ثابت ہے۔

۸۰- حَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْجِيْزِيُّ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ كَثِيْرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى ابْنُ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ اِلَّا رَحْمَةً رَحِمَ اللّٰهُ بِهَا هٰذِهِ الْاُمَّةَ وَلَوْلَا نَهْيُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهَا مَا زَنٰى اِلَّا شَقِيٌّ قَالَ عَطَآءٌ كَاَنِّيْ اَسْمَعُهَا مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِلَّا شَقِيٌّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں متعہ اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت تھی جس کے ذریعے اس نے امت پر رحم فرمایا اور اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے منع نہ فرماتے تو کوئی بدبخت ہی زنا کا مرتکب ہوتا حضرت عطاء فرماتے ہیں گویا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شقی کے الفاظ سن رہا ہوں۔

۸۱- حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا شُجَاعُ ابْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ اَبِيْ سَهْمٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّمَا كَانَتْ مُتْعَةُ النِّسَآءِ لَنَا خَاصَّةً.

حضرت عبد الرحمن، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ عورتوں سے متعہ ہمارے ساتھ خاص تھا۔

۸۲- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ مِنَ النِّسَآءِ حَتّٰى نَهَاهُمْ عُمَرُ.

حضرت عطاء، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (صحابہ کرام) عورتوں سے متعہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع فرما دیا۔

٨٣ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَقَالَ مَوْلًى لَهُ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْغَزْوِ وَالنِّسَاءُ قَلِيلٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَدَقَ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَهٰذَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ مُنْكِرٌ وَفِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلَى مُتَابَعَتِهِمْ لَهُ عَلَى مَا نَهَى عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ وَفِي إِجْمَاعِهِمْ عَلَى النَّهْيِ فِي ذٰلِكَ عَنْهَا دَلِيلٌ عَلَى نَسْخِهَا وَحُجَّةٌ ثُمَّ هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ إِنَّمَا أُبِيحَتْ وَالنِّسَاءُ قَلِيلٌ أَيْ فَلَمَّا كَثُرْنَ ارْتَفَعَ الْمَعْنَى الَّذِي مِنْ أَجْلِهِ أُبِيحَتْ وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّمَا كَانَتْ لَنَا خَاصَّةً فَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ كَانَتْ لَهُمْ لِلْمَعْنَى الَّذِي ذَكَرَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّهَا أُبِيحَتْ مِنْ أَجْلِهِ.

وَأَمَّا قَوْلُ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كُنَّا نَتَمَتَّعُ حَتَّى نَهَانَا عُمَرُ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ لَمْ يَعْلَمْ بِتَحْرِيمِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا حَتَّى عَلِمَهُ مِنْ قَوْلِ عُمَرَ وَفِي تَرْكِهِ مَا قَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ أَبَاحَهُ لَهُمْ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْحُجَّةَ قَدْ قَامَتْ عِنْدَهُ عَلَى نَسْخِ ذٰلِكَ وَتَحْرِيمِهِ فَوَجَبَ بِمَا ذَكَرْنَا نَسْخُ مَا رَوَيْنَا فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ مِنْ إِبَاحَةِ مُتْعَةِ النِّسَاءِ.

وَقَدْ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ النِّكَاحَ إِذَا عُقِدَ عَلَى مُتْعَةِ أَيَّامٍ فَهُوَ جَائِزٌ

حضرت ابوجمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عورتوں سے متعہ کے بارے میں پوچھا تو ان کے ایک آزاد کردہ غلام نے کہا یہ جہاد کے موقعہ پر ہوتا تھا جب کہ عورتیں تھوڑی ہوتی تھیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تو نے سچ کہا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں عورتوں کے متعہ سے منع فرمایا لیکن ان میں سے کسی نے بھی ان کی اس بات کی مخالفت نہیں کی پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس ممانعت کے سلسلے میں انہوں نے آپ کی اتباع کی اور اس (متعہ) سے نہی پر اتفاق کیا نیز یہ اس (متعہ) کے منسوخ ہونے کی دلیل اور حجت ہے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ (اس وقت) جائز کیا گیا جب عورتیں کم تھیں یعنی جب وہ زیادہ ہوگئیں تو وہ وجہ ختم ہو گئی جس کے باعث اسے جائز کیا گیا تھا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے (صحابہ کرام) کے ساتھ خاص تھا تو اس میں اس بات کا احتمال ہے جس کا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ اس وجہ سے یہ جائز قرار دیا گیا۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ ہم متعہ کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے منع فرمایا تو ہو سکتا ہے انہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کا علم نہ ہوا ہو حتیٰ کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول سے اسے جانا اور ان کا اس کام کو چھوڑ دینا جسے سرکار دو عالم نے ان کے لیے جائز قرار دیا، اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اس کے منسوخ اور حرام ہونے پر دلیل قائم ہو چکی تھی پس جو کچھ ہم نے باب کے شروع میں متعہ کے جواز کے سلسلے میں روایت کیا ہماری اس مذکورہ گفتگو سے اس کا نسخ واجب ہو گیا۔

بعض اہل علم نے فرمایا کہ جب چند دنوں کے متعہ پر نکاح کیا جائے تو وہ نکاح ہمیشہ کے لیے جائز ہو جائے گا اور شرط باطل

عَلَى الْأَبَدِ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ فَمِنَ الْحُجَّةِ عَلٰى هٰذَا الْقَوْلِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَهَاهُمْ عَنِ الْمُتْعَةِ قَالَ لَهُمْ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْ هٰذِهِ النِّسَآءِ اللَّاتِيْ يَتَمَتَّعُ بِهِنَّ شَيْءٌ فَلْيُفَارِقْهُنَّ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ الْعَقْدَ الْمُتَقَدِّمَ لَا يُوْجِبُ دَوَامَ الْعَقْدِ لِلْأَبَدِ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ يُوْجِبُ دَوَامَ الْعَقْدِ لِلْأَبَدِ لَكَانَ يَفْسُدُ الشَّرْطُ الَّذِيْ كَانَا تَعَاقَدَا بَيْنَهُمَا وَلَا يَفْسُدُ النِّكَاحُ وَلَوْ كَانَ قَدْ ثَبَتَ عَلٰى صِحَّةٍ وَجَوَازٍ لَمَا أَمَرَهُمُ النَّبِيُّ بِمُفَارَقَةِ إِيَّاهُمْ بِالْمُعَادَقَةِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ الْعَقْدِ لَا يَجِبُ بِهٖ مِلْكُ بُضْعٍ وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ۔

ہو جائے گی اس قول کے خلاف ہماری دلیل یہ ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے منع فرما دیا اور ان اصحاب کرام سے فرمایا کہ جس شخص کے پاس ان عورتوں میں سے جن سے متعہ کیا جاتا ہے کوئی عورت ہو تو وہ اسے جدا کر دے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ پہلے ہونے والا یہ عقد (متعہ) دائمی عقد کو واجب نہیں کرتا کیونکہ اگر وہ اس عقد کو ہمیشہ کے لیے واجب کرتا تو وہ شرط جس پر ان دونوں نے عقد کیا، باطل ہو جاتی اور نکاح فسخ نہ ہوتا اور جب نبی سے پہلے اس کی صحت اور جواز ثابت ہو گیا تو ان عورتوں کو جدا کرنے کے سلسلے میں صحابہ کرام کو آپ کا حکم اس بات کی دلیل ہے کہ اس قسم کے عقد سے ملک بضع حاصل نہیں ہوتی یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

بَابُ مِقْدَارِ مَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ عِنْدَ الثَّيِّبِ أَوِ الْبِكْرِ إِذَا تَزَوَّجَهَا

ثیبہ اور باکرہ کے پاس مرد کتنے دن رہے

۸۴۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَلِلثَّيِّبِ ثَلَاثٌ۔

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا باکرہ عورت کے لیے سات اور ثیبہ کے لیے تین دن ہیں۔

۸۵۔ حَدَّثَنَا صَالِحٌ قَالَ ثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا ثُمَّ قَسَمَ وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا قَالَ خَالِدٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَلَوْ قُلْتُ إِنَّهٗ قَدْ رَفَعَ الْحَدِيْثَ لَصَدَقْتُ وَلٰكِنَّهٗ قَالَ السُّنَّةُ كَذٰلِكَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ثیبہ کے بعد باکرہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن ٹھہرے پھر باری مقرر کرے اور جب ثیبہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن ٹھہرے حضرت خالد اپنی روایت میں فرماتے ہیں اگر میں کہوں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے مرفوعاً روایت کیا تو سچ کہوں گا لیکن انہوں نے فرمایا کہ سنت اسی طرح ہے۔

۸۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قِلَابَةَ يُحَدِّثُ

حضرت خالد حذاء سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ السُّنَّةُ اِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ اَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا۔

سنت یہ ہے کہ جب (کوئی شخص) باکرہ عورت سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن ٹھہرے اور جب ثیبہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن ٹھہرے۔

۸۷۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ مِثْلَهُ۔

حضرت ایوب، حضرت ابوقلابہ سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۸۸۔ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ الْبِكْرُ سَبْعٌ وَلِلثَّيِّبِ ثَلَاثٌ۔

حضرت حمید الطویل، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا باکرہ کے لیے سات اور ثیبہ کے لیے تین دن ہیں۔

۸۹۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا اَخْبَرَهُ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سُنَّةُ الْبِكْرِ سَبْعٌ وَالثَّيِّبِ ثَلَاثٌ۔

حضرت خالد بن عبداللہ، حضرت حمید سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا باکرہ کے لیے سات دن اور ثیبہ کے لیے تین دن، سنت ہے۔

۹۰۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ وَعِنْدَهُ غَيْرُهَا فَلَهَا سَبْعٌ ثُمَّ يَقْسِمُ وَاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ فَثَلَاثٌ ثُمَّ يَقْسِمُ۔

حضرت حمید، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا جب کوئی شخص کسی باکرہ عورت سے نکاح کرے اور اس کے پاس کوئی دوسری عورت ہو تو اس کے لیے سات دن ہیں پھر باری مقرر کرے اور جب ثیبہ سے نکاح کرے تو (اس کے لیے) تین دن ہیں پھر باری مقرر کرے۔

۹۱۔ حَدَّثَنَا صَالِحٌ قَالَ ثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَزَادَ اِنَّهُ قَالَ وَلَوْ قُلْتُ اِنَّهُ قَدْ رَفَعَ الْحَدِيْثَ لَصَدَقْتُ وَلٰكِنَّهُ قَالَ السُّنَّةُ كَذٰلِكَ۔

حضرت ہشام سے مروی ہے حضرت حمید فرماتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے اس کی مثل فرمایا انہوں (حضرت ہشام) نے یہ اضافہ کیا کہ انہوں (حضرت حمید) نے فرمایا اگر میں کہوں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو مرفوعاً بیان کیا تو میں سچ کہوں گا لیکن انہوں نے فرمایا "سنت اسی طرح ہے"۔

۹۲۔ حَدَّثَنَا صَالِحٌ قَالَ ثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ ثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ بنت حیی کو پایا اور انہیں

لَمَّا أَصَابَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ وَاتَّخَذَهَا أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا.

قَالَ أَبُوْجَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَنَّهُ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ سَبَّعَ لَهَا وَسَبَّعَ لِسَائِرِ نِسَائِهِ وَإِنْ شَاءَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا وَدَارَ عَلَى بَقِيَّةِ نِسَائِهِ يَوْمًا يَوْمًا أَوْ لَيْلَةً لَيْلَةً وَاحْتَجُّوْا فِيْمَا ذَكَرُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَبِحَدِيْثِ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَمَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ لَمَّا بَنٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُمِّ سَلَمَةَ قَالَ لَهَا لَيْسَ بِكِ عَلٰى أَهْلِكِ هَوَانٌ إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَإِلَّا فَثَلَّثْتُ ثُمَّ أَدُوْرُ.

۹۳- حَدَّثَنَا صَالِحٌ قَالَ ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ ثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ قَالَ لَيْسَ بِكِ عَلٰى أَهْلِكِ هَوَانٌ إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَسَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ وَإِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ ثُمَّ دُرْتُ قَالَتْ ثَلِّثْ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حاصل کیا تو ان کے پاس تین دن ٹھہرے

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جب کوئی شخص ثیبہ عورت سے نکاح کرے تو اسے اختیار ہے اگر چاہے تو اس کے پاس سات دن مقرر کرے اور باقی بیویوں کے لئے بھی سات دن مقرر کرے اور اگر چاہے تو اس کے پاس تین دن قیام کرے اور باقی بیویوں کے پاس ایک ایک دن اور ایک ایک رات مقرر کرے انہوں نے اس سلسلہ میں اس روایت سے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اور روایت سے استدلال کیا ہے حضرت عبدالملک بن ابوبکر بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شب زفاف حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے ان سے فرمایا تمہاری وجہ سے تمہارے خاندان کو کوئی کمی نہ ہوگی اگر چاہو تو میں تمہارے پاس سات دن رہوں ورنہ تین دن (قیام کروں) پھر دوسری ازواج کی طرف (چکر لگاؤں)۔

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن (یعنی حارث بن عبدالرحمن) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور صبح کے وقت ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا تمہاری وجہ سے تمہارے خاندان کو کوئی رسوائی نہ ہوگی اور اگر چاہو تو میں تمہارے پاس سات دن رہوں اور ان دوسری ازواج مطہرات کے پاس بھی سات دن رہوں اور اگر چاہو تو تین دن قیام کروں پھر چکر لگاؤں انہوں نے عرض کیا تین دن قیام فرمائیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کے موقعہ پر فرمایا تمہاری وجہ سے تمہارے خاندان کو کچھ تنگی نہ ہوگی اگر چاہو تو تمہارے پاس سات دن ٹھہروں اور اگر تمہارے پاس سات دن ٹھہروں گا تو پھر باقی ازواج کے

وَسَلَّمَ قَالَ لِاُمِّ سَلَمَةَ حِيْنَ تَزَوَّجَهَا مَا بِكِ عَلٰى اَهْلِكِ هَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَاِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِيْ۔

قَالُوْا فَلَمَّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَاِلَّا فَثَلَّثْتُ ثُمَّ اَدُوْرُ دَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَنَّ الثَّلَاثَ حَقٌّ لَهَا دُوْنَ سَائِرِ النِّسَاءِ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا اِنْ ثَلَّثَ لَهَا ثَلَّثَ لِسَائِرِ نِسَائِهٖ وَاِنْ سَبَّعَ لَهَا سَبَّعَ لِسَائِرِ نِسَائِهٖ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِحَدِيْثِ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا اِنْ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ سَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ۔

۹۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْمِنْقَرِيُّ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عُمَرَ ابْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا لَمَّا بَنٰى بِهَا وَاَصْبَحَتْ عِنْدَهٗ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَاِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِيْ۔

۹۵۔ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ ثَابِتٍ اَنَّ عَبْدَ الْحَمِيْدِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ

کے پاس بھی سات سات دن رہوں گا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر تم چاہو تو تمہارے لیے سات دن مقرر کردوں ورنہ تین دن پھر سب کے پاس باری لگاؤں تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ تین دن ان کا حق تھا باقی ازواج کا نہیں لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس عورت کے لیے تین دن مقرر کرے تو تمام عورتوں کے لیے تین دن مقرر کرے اور اگر اس کے لیے سات دن مقرر کرے تو باقی عورتوں کیلئے بھی سات سات دن مقرر کرے انہوں نے اس سلسلے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اگر میں تمہارے پاس سات دن رہوں گا تو ان (باقی ازواج مطہرات) کے پاس

حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں (وہ فرماتی ہیں) جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (شب زفاف) ان کے پاس تشریف لائے اور حقوق زوجیت ادا کئے اور انہوں نے آپ کے پاس صبح کی تو آپ نے فرمایا اگر چاہو تو تمہارے پاس سات دن ٹھہروں اور اگر تمہارے پاس سات دن رہوں گا تو باقی تمام ازواج کے پاس بھی سات سات دن ٹھہروں گا۔

حضرت ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے خبر دیتے ہیں کہ

عُمَرَ، وَالْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ يُخْبِرُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ فَذَكَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل نقل کیا۔

قَالُوْا فَلَمَّا قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِيْ أَيْ أَعْدِلُ بَيْنَكِ وَبَيْنَهُنَّ فَأَجْعَلُ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ سَبْعًا كَمَا أَقَمْتُ عِنْدَكِ سَبْعًا كَانَ كَذٰلِكَ أَيْضًا إِذَا جَعَلَ لَهَا ثَلَاثًا جَعَلَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ كَذٰلِكَ أَيْضًا وَقَالَ أَصْحَابُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى فَمَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ ثُمَّ أَدُوْرُ؟ قِيْلَ لَهُمْ يَحْتَمِلُ ثُمَّ أَدُوْرُ بِالثَّلَاثِ عَلَيْهِنَّ جَمِيْعًا لِأَنَّهُ لَوْ كَانَتِ الثَّلَاثُ حَقًّا لَهَا دُوْنَ سَائِرِ النِّسَاءِ لَكَانَ إِذَا أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا كَانَتْ ثَلَاثٌ مِنْهُنَّ غَيْرَ مَحْسُوْبَةٍ عَلَيْهَا وَلَوَجَبَ أَنْ يَكُوْنَ لِسَائِرِ النِّسَاءِ أَرْبَعٌ أَرْبَعٌ فَلَمَّا كَانَ الَّذِيْ لِلنِّسَاءِ إِذَا أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا سَبْعًا لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ كَانَ كَذٰلِكَ إِذَا أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ ثَلَاثٌ ثَلَاثٌ هٰذَا هُوَ النَّظَرُ الصَّحِيْحُ مَعَ اسْتِقَامَةِ تَأْوِيْلِ هٰذِهِ الْآثَارِ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ.

یہ حضرات فرماتے ہیں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اگر تمہارے لیے سات دن مقرر کروں تو باقی ازواج کے لیے بھی سات سات دن مقرر کروں گا یعنی تمہارے اور ان کے درمیان عدل قائم کروں گا پس میں ان میں سے ہر ایک کے لیے سات دن مقرر کروں گا جیسا تمہارے پاس سات دن ٹھہروں گا تو اسی طرح اگر آپ ان کے لیے تین دن مقرر فرماتے تو دیگر ازواج مطہرات کے لیے بھی تین تین دن مقرر فرماتے۔ پہلے قول والے فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "پھر چکر لگاؤں گا" کا کیا مطلب ہے؟ ان کو کہا جائے گا اس بات کا احتمال ہے کہ پھر میں ان تمام کے پاس تین تین دن کے ساتھ چکر لگاؤں گا کیونکہ اگر تین دن صرف ان (ام سلمہ) کا حق ہوتا باقی ازواج کا حق نہ ہوتا تو باقی ازواج کے پاس سات دن ٹھہرنے کی صورت میں ان کے تین دن (حضرت ام سلمہ کے) شمار نہ ہوتے اور لازم تھا کہ ہر ایک کے لیے چار چار دن ہوں تو جب حضرت ام سلمہ کے پاس سات دن ٹھہرنے کی صورت میں ہر ایک کے لیے سات سات دن ہیں تو اسی طرح ان کے ہاں تین دن ٹھہرنے سے ان تمام کے لیے بھی تین تین دن مقرر ہوتے۔

ان روایات کے معانی کو قائم رکھتے ہوئے صحیح قیاس یہی ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول بھی یہی ہے۔

بَابُ الْعَزْلِ [١٤٨]

عزل

٩٦ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْنُسَ وَصَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا ثَنَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں مجھ سے حضرت جذامہ نے بیان کیا

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَدَّثَتْنِيْ جُدَامَةُ قَالَتْ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ الْعَزْلُ فَقَالَ ذٰلِكَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ.

وہ فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عزل ؎ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ پوشیدہ طور پر بچے کو زندہ درگور کرنا ہے۔

۹۷- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ ثَنَا عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت عروہ حضرت عائشہ سے اور وہ حضرت جدامہ بنت وہب اسدیہ (رضی اللہ عنہم) سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتی ہیں۔

۹۸- حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ جُدَامَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَكَرِهَ قَوْمٌ الْعَزْلَ بِهٰذَا الْأَثَرِ وَلَمْ يَرَوْا فِيْ كَرَاهَةِ ذٰلِكَ وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَلَمْ يَرَوْا بِهٖ بَأْسًا إِذَا أَذِنَتِ الْحُرَّةُ لِزَوْجِهَا فِيْهِ فَإِنْ مَنَعَتْهُ مِنْ ذٰلِكَ لَمْ يَسَعْهُ أَنْ يَعْزِلَ عَنْهَا.

وَقَدْ خَالَفَهُمْ فِيْ هٰذَا قَوْمٌ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا لَهُ أَنْ يَعْزِلَ عَنْهَا إِنْ شَاءَتْ وَإِنْ أَبَتْ.

وَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ فِيْ هٰذَا عِنْدَنَا أَصَحُّ الْقَوْلَيْنِ وَذٰلِكَ أَنَّا رَأَيْنَا الرَّجُلَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ الْمَرْأَةَ بِأَنْ يُجَامِعَهَا وَإِنْ كَرِهَتْ ذٰلِكَ وَلَهُ أَنْ يَأْخُذَهَا بِأَنْ يُفْضِيَ إِلَيْهَا وَلَا يَعْزِلَ عَنْهَا فَكَانَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَهَا بِأَنْ يُفْضِيَ إِلَيْهَا فِيْ جِمَاعِهٖ إِيَّاهَا كَمَا يَأْخُذُهَا بِأَنْ يُجَامِعَهَا وَكَانَ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَأْخُذَ زَوْجَهَا بِأَنْ يُجَامِعَهَا

ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے حضرت جدامہ رضی اللہ عنہا سرکار دو عالم صلی اللہ سے اسی کی مثل روایت کرتی ہیں۔ حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت مذکورہ بالا روایت کی روشنی میں عزل مکروہ خیال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات ان کی مخالفت کرتے ہوئے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے جب کہ عورت اپنے خاوند کو اس کی اجازت دے اور اگر وہ اسے روکے تو اسکے لیے عزل کی کوئی گنجائش نہیں

ایک اور جماعت نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ عورت چاہے یا نہ چاہے خاوند عزل کر سکتا ہے۔ (امام طحاوی فرماتے ہیں) ہمارے نزدیک ان دونوں میں سے پہلا قول زیادہ صحیح ہے یہ اس لیے کہ ہم دیکھتے ہیں خاوند عورت کو جماع کے لیے پکڑ سکتا ہے (زبردستی کر سکتا) اگرچہ عورت اس بات کو ناپسند کرے اور اسے یہ بھی اختیار ہے کہ اسے انزال کے لیے پکڑے (جبر کرے) اور اس سے (بوقت انزال) الگ نہ ہو تو گویا خاوند کو جماع کی صورت میں انزال کے لیے جبر کا حق ہے جس طرح وہ جماع کے سلسلے میں عورت کو پکڑ سکتا ہے۔ اور

؎ مرد کا انزال کے وقت عورت سے الگ ہوجانا تاکہ حمل نہ ٹھہرے عزل کہلاتا ہے ۱۲ ہزاروی

بِأَنْ يُجَامِعَهَا فَلَمَّا كَانَ الْجِمَاعُ الْوَاجِبُ عَلَى زَوْجِهَا إِلَيْهَا أَخَذَ زَوْجُهَا بِهِ لَا إِلَى مَوْلَاهَا كَانَتْ كَذٰلِكَ الْإِفْضَاءُ فِي ذٰلِكَ الْجِمَاعِ إِلَى الْأَخْذِ بِهِ إِلَيْهَا لَا إِلَى مَوْلَاهَا فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِي هٰذَا وَأَنْكَرَ هٰؤُلَاءِ جَمِيعًا الَّذِينَ أَبَاحُوا الْعَزْلَ مَا فِي حَدِيثِ جُدَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهِ فِيهِ أَنَّهُ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ وَرَوَوْا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْكَارَهُ ذٰلِكَ الْقَوْلَ عَلَى مَنْ قَالَهُ وَذَكَرُوا فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ

۹- وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي رِفَاعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عِنْدِي جَارِيَةً وَأَنَا أَعْزِلُ عَنْهَا وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ وَأَشْتَهِي مَا يَشْتَهِي الرِّجَالُ وَإِنَّ الْيَهُودَ يَقُولُونَ هِيَ الْمَوْءُودَةُ الصُّغْرٰى فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَتْ يَهُودُ لَوْ أَنَّ اللّٰهَ أَرَادَ أَنْ يَخْلُقَهُ لَمْ تَسْتَطِعْ أَنْ تَصْرِفَهُ

۱۰- حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي مُطِيعِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

۱۱- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَيَّاشُ بْنُ عُقْبَةَ الْحَضْرَمِيُّ

(خاوند) کو عورت سے جماع پر مجبور نہیں کر سکتا تو جب جماع جو اس کے خاوند پر واجب ہے کی اجازت عورت (لونڈی) کو حاصل ہے کہ وہ خاوند کو اس سلسلے میں پکڑ سکتی ہے (مجبور کر سکتی) مالک کو یہ اختیار حاصل نہیں تو اس جماع کے سلسلے میں انزال پر مجبور کرنے کا اختیار بھی لونڈی کو حاصل ہو گا اس کے مالک کو نہیں، اس سلسلے میں قیاس یہی ہے۔ ان تمام حضرات نے جنہوں نے عزل کو جائز قرار دیا حضرت جدامہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی اس قول کا انکار کیا ہے کہ "یہ خفیہ طور پر زندہ درگور کرنا ہے"۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قول کی روایت کا انکار کیا ہے۔ وہ اس سلسلے میں یوں ذکر کرتے ہیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک لونڈی ہے اور میں اس سے عزل کرتا ہوں (کیونکہ) مجھے اس کا حاملہ ہونا پسند نہیں اور میں وہ جو کچھ چاہتا ہوں جو دوسرے مرد چاہتے ہیں اور یہودی کہتے ہیں کہ یہ چھوٹے قسم کا زندہ درگور کرنا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودیوں نے جھوٹ کہا ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی (بچے) کو پیدا کرنا چاہے تو تم اس کو روک نہیں سکتے۔

حضرت ابو مطیع بن رفاعہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ بن وردان، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے

عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَلَغَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْيَهُودَ يَقُولُونَ إِنَّ الْعَزْلَ هِيَ الْمَوْءُودَةُ الصُّغْرَى فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَتْ يَهُودُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَفْضَيْتَ لَمْ يَكُنْ إِلَّا بِقَدَرٍ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی کہ یہودی کہتے ہیں عزل چھوٹا زندہ درگور کرنا ہے تو آپ نے فرمایا یہودی جھوٹ کہتے ہیں اور آپ نے (مزید) فرمایا اگر تم (عورت تک) پہنچ بھی جاؤ تو وہی ہو گا جو تقدیر میں ہے۔

---

۱۰۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَيَّاشٌ الرَّقَّامُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَقَمْتُ جَارِيَةً فِي سُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَمَرَّ بِي يَهُودِيٌّ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الْجَارِيَةُ لِي قَالَ أَكُنْتَ تُصِيبُهَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَلَعَلَّ فِي بَطْنِهَا مِنْكَ سَخْلَةً قَالَ قُلْتُ إِنِّي كُنْتُ أَعْزِلُ عَنْهَا قَالَ تِلْكَ الْمَوْءُودَةُ الصُّغْرَى فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ كَذَبَتْ يَهُودُ كَذَبَتْ يَهُودُ۔

حضرت ابوامامہ بن سہل حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں بنو قینقاع کے بازار میں اپنی لونڈی کے ساتھ مقیم تھا تو میرے پاس سے ایک یہودی گزرا اس نے کہا یہ لونڈی کون ہے؟ میں نے کہا یہ میری لونڈی ہے اس نے کہا کیا تم نے اس سے جماع کیا میں نے کہا ہاں! اس نے کہا شاید اس کے پیٹ میں تمہارا بچہ ہو گا (وہ فرماتے ہیں) میں نے کہا میں اس سے عزل کرتا تھا اس (یہودی) نے کہا یہ تو چھوٹے قسم کا زندہ درگور کرنا ہے (فرماتے ہیں) پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں بات پیش کی آپ نے فرمایا یہودی نے جھوٹ کہا یہودی نے جھوٹ کہا۔

فَهٰذَا أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ حَكَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكْذِيبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْعَزْلَ مَوْءُودَةٌ ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذٰلِكَ وَالتَّنْبِيهُ عَلَى فَسَادِهِ بِمَعْنًى لَطِيفٍ حَسَنٍ۔

تو یہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کو جھٹلانا نقل کرتے ہیں جو عزل کو زندہ درگور کرنا خیال کرتا ہے پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اسی بات کا رد اور اس کے فساد پر لطیف و عمدہ تنبیہ مروی ہے۔

---

۱۰۳ - حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنِي اللَّيْثُ قَالَ ثَنِي مَعْمَرُ بْنُ أَبِي حُيَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ قَالَ تَذَاكَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ عُمَرَ الْعَزْلَ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ فَقَالَ عُمَرُ قَدِ اخْتَلَفْتُمْ وَأَنْتُمْ أَهْلُ بَدْرٍ الْأَخْيَارُ فَكَيْفَ بِالنَّاسِ بَعْدَكُمْ إِذْ

حضرت عبداللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں صحابہ کرام نے عزل پر باہم گفتگو کی تو ان کے درمیان اختلاف ہو گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اختلاف کرتے ہو حالانکہ تم اہل بدر اور بہترین لوگ ہو تمہارے بعد لوگوں کا کیا حال ہو گا اس دوران دو آدمی آپس میں سرگوشی کرنے لگے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سرگوشی کیا ہے؟ کسی نے کہا یہودیوں کا خیال ہے کہ یہ

تَنَاجٰی رَجُلَانِ فَقَالَ عُمَرُ مَا هٰذِهِ الْمُنَاجَاةُ قَالَ اِنَّ الْیَهُوْدَ تَزْعَمُ اَنَّهَا الْمَوْءُوْدَةُ الصُّغْرٰی فَقَالَ عَلِیٌّ اِنَّهَا لَا تَکُوْنُ مَوْءُوْدَةً حَتّٰی تَمُرَّ بِالتَّارَاتِ السَّبْعِ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ۔

چھوٹے قسم کا زندہ درگور کرنا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ زندہ درگور کرنا نہیں ہو گا حتیٰ کہ تم سات آگوں سے گزر جاؤ اور آپ نے پڑھا اور بے شک ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔

۱۰۴۔ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یَزِیْدَ الْمُقْرِیُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ لَهِیْعَةَ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُبَیْدَ بْنَ رِفَاعَةَ الْاَنْصَارِیَّ قَالَ تَذَاکَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعَزْلَ ثُمَّ ذَکَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ فَتَعَجَّبَ عُمَرُ مِنْ قَوْلِهٖ وَقَالَ جَزَاكَ اللّٰهُ خَیْرًا فَاَخْبَرَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ لَا مَوْءُوْدَةَ اِلَّا مَا قَدْ نُفِخَ فِیْهِ الرُّوْحُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَاَمَّا مَا لَمْ یُنْفَخْ فِیْهِ الرُّوْحُ فَاِنَّمَا هُوَ مَوَاتٌ غَیْرُ مَوْءُوْدَةٍ وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَیْضًا نَظِیْرُ مَا ذَکَرْنَاهُ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

حضرت معمر بن ابوحبیبہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عبید بن رفاعہ انصاری سے سنا وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے عزل کے بارے میں مذاکرہ کیا، پھر انہوں نے اس (پہلی حدیث) کی مثل ذکر کیا اور یہ اضافہ کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان (حضرت علی المرتضیٰ) کی بات پسند آئی چنانچہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا کرے۔

تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ زندہ درگور کرنا وہاں ہوتا ہے جہاں پہلے سے رُوح پھونکی جاچکی ہو اور جس میں رُوح نہ پھونکی گئی ہو وہ بے جان ہے زندہ درگور نہیں ہے جو کچھ ہم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کی مثل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

۱۰۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِی الْوَدَّاكِ اَنَّ قَوْمًا سَاَلُوا ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْعَزْلِ فَذَکَرَ مِثْلَ کَلَامِ عَلِیٍّ سَوَاءً فَهٰذَانِ عَلِیٌّ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَدِ اجْتَمَعَا فِیْ هٰذَا عَلٰی مَا ذَکَرْنَا وَتَابَعَ عَلِیًّا عَلٰی مَا قَالَ مِنْ ذٰلِكَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَمَنْ کَانَ بِحَضْرَتِهِمَا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

حضرت اعمش، حضرت ابوالوداک سے روایت کرتے ہیں کہ ایک گروہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عزل کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کلام کی مثل ذکر کیا تو یہ حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ہیں۔ جو اس مسئلے میں اس بات پر متفق ہیں جو ہم نے ذکر کی اور اس سلسلے میں جو کچھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عمر فاروق اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو وہاں موجود تھے ان کی اتباع کی۔

فَفِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْعَزْلَ غَيْرُ مَكْرُوهٍ مِنْ هٰذِهِ الْجِهَةِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَزْلِ أَيْضًا مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُونُسَ قَالَ ثَنَا أَسْبَاطٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَصَبْنَا نِسَاءً فَكُنَّا نَطَؤُهُنَّ فَنَعْزِلُ عَنْهُنَّ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ أَتَفْعَلُونَ هٰذَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنْبِكُمْ لَا تَسْأَلُونَهُ قَالَ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَيْسَ مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُونُ الْوَلَدُ إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْلُقَ شَيْئًا لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ فَلَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَعْزِلُوا۔

تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس اعتبار سے عزل مکروہ نہیں ہے عزل کے بارے میں سرکار دو عالم سے مزید روایات مروی ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کیا تو ہمیں کچھ عورتیں (قیدی) حاصل ہوئیں ہم ان سے وطی کرتے ہوئے عزل کرتے ہم نے ایک دوسرے سے کہا کہ تم ایسا کرتے ہو حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس موجود ہیں آپ سے نہیں پوچھتے ہو انہوں نے آپ سے اس سلسلے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا ہر پانی (نطفہ) سے بچہ پیدا نہیں ہوتا بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے کوئی چیز روک نہیں سکتی لہذا اگر تم عزل نہ کرو تو بھی مضائقہ نہیں۔

۱۰۶۔ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ أَنَّ ابْنَ مُحَيْرِيزٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ بَعْضَ النَّاسِ كَلَّمُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَأْنِ الْعَزْلِ وَذٰلِكَ لِشَأْنِ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَابُوا سَبَايَا كَرِهُوا أَنْ يَلِدْنَ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَعْزِلُوا فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَدَّرَ مَا هُوَ خَالِقٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

ابن محیریز فرماتے ہیں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ بعض صحابہ کرام نے عزل کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی اور غزوہ بنو مصطلق کی وجہ سے اس کی ضرورت پڑی کیونکہ ان کو قیدی عورتیں حاصل ہوئیں اور انہوں نے ان عورتوں سے اتصال رحم بستہ ہونا ناپسند کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم عزل نہ کرو تو بھی کوئی حرج نہیں بے شک اللہ تعالیٰ نے قیامت تک جسے پیدا کرنا ہے مقدر فرما دیا ہے۔

۱۰۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنِي ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ ثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ حَبَّانَ أَنَّ ابْنَ مُحَيْرِيزٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ

محمد بن یحییٰ بن حبان فرماتے ہیں کہ ابن محیریز نے ان سے بیان کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی پھر انہوں نے اس کی مثل

ثم ذکر مثله

۱۰۸ - حدثنا یونس قال انا ابن وهب ان مالکا حدثه عن ربیعة بن عبد الرحمن عن محمد بن یحیی بن حبان فذکر باسناده مثله.

ذکر کیا۔

حضرت ربیعہ بن عبد الرحمان ، محمد بن یحیی بن حبان سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۰۹ - حدثنا نصر بن مرزوق قال ثنا الخصیب قال ثنا وهیب عن موسی ابن عقبة عن محمد بن یحیی بن حبان عن ابن المحیریز عن ابی سعید الخدری انهم اصابوا سبایا یوم اوطاس فارادوا ان یستمتعوا منهن ولا یحملن فسألوا النبی صلی الله علیه وسلم عن ذلک فقال علیکم ان لا تفعلوا فان الله عز وجل قد کتب من هو خالق الی یوم القیمة.

حضرت موسیٰ بن عقبہ ، محمد بن یحییٰ بن حبان سے وہ ابن محیریز سے اور وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (جنگ) اوطاس کے دن انہیں کچھ قیدی عورتیں حاصل ہوئیں انہوں نے ارادہ کیا کہ ان سے جماع کریں لیکن حمل نہ ٹھہرے چنانچہ انہوں نے اس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو (عزل نہ کرو) تو بھی کوئی حرج نہیں اللہ تعالیٰ نے قیامت تک جسے پیدا کرنا ہے اسے لکھ دیا ہے۔

۱۱۰ - حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب بن ابی حمزة عن الزهری قال اخبرنی عبد الله بن محیریز الجمحی ان ابا سعید الخدری اخبره انه بینما هو جالس عند النبی صلی الله علیه وسلم اذ جاءه رجل من الانصار فقال یا رسول الله انا نصیب سبیا ونحب الاثمان فکیف تری فی العزل فقال النبی صلی الله علیه وسلم اوانکم لتفعلون ذلک لا علیکم ان لا تفعلوا ذلکم فانها لیست نسمة کتب الله ان تخرج الا هی خارجة.

حضرت زہری فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن محیریز جمحی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے مجھے بتایا فرماتے ہیں کہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انصار میں سے ایک شخص آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ! ہمیں قیدی حاصل ہوتے ہیں اور ہمیں (ان کی) قیمتیں پسند ہیں (یعنی بیچنا چاہتے ہیں) تو عزل کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے ؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایسا کرتے ہو اگر تم نہ بھی کرو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ جس جان کا ظاہر (پیدا) ہونا اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے وہ ظاہر ہوگی۔

۱۱۱ - حدثنا ابن مرزوق قال ثنا ابو داؤد عن شعبة عن انس بن سیرین قال سمعت معبد بن سیرین یحدث عن ابی سعید رضی الله عنه قال سألنا

حضرت معبد بن سیرین ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اگر

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ لَا عَلَيْكُمْ أَلَّا تَفْعَلُوْا فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ۔

ایسا نہ کرو تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ تو تقدیر کی بات ہے۔

۱۱۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ السَّبِيْعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْوَدَّاكِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا أَصَبْنَا سَبْيَ خَيْبَرَ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ لَيْسَ مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُوْنُ الْوَلَدُ فَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَخْلُقَ شَيْئًا لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ۔

حضرت ابوودّاک حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جب ہمیں خیبر کے قیدی حاصل ہوئے تو ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا ہر پانی (نطفہ) سے بچہ پیدا نہیں ہوتا جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔

۱۱۳ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ أَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ خَيْبَرَ نَعْزِلُ عَنْهُنَّ نُرِيْدُ الْفِدَاءَ فَقُلْنَا لَوْ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ۔

ایک دوسری روایت میں ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں خیبر کے قیدی ملے اور ہم ان (قیدی) عورتوں سے عزل کرتے تھے اور ہم فدیہ دینے کا ارادہ کرتے تھے ہم نے پیار کر کیا اچھا ہو اگر ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں اس کے بعد اس (پہلی حدیث) کی مثل ذکر کیا۔

۱۱۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ تُلَقِيْ قَالَ ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ تَذَاكَرْنَا الْعَزْلَ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا عَلَيْكُمْ أَلَّا تَفْعَلُوْا فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ۔

حضرت ابوالعالیہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم عزل کے بارے میں باہم گفتگو کر رہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپ نے فرمایا عزل نہ بھی کرو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ تقدیر کی بات ہے (یعنی وہی ہوگا جو لکھا گیا)

۱۱۵ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَا ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْفَيْضِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُرَّةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الزُّرَقِيِّ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَشْجَعَ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا يُقَدِّرُ اللّٰهُ فِي الرَّحِمِ يَكُنْ۔

حضرت عبداللہ بن مرہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اشجع قبیلے کے ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے رحم میں مقدر کیا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

۱۱۶ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَبِي الْمُغِيْرَةِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ عَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہمیں مشرکین

أتى النبي صلى الله عليه وسلم رجل فقال
ما دنست إليك من النصر لكين إلا بغنيتي
لي أو يقينتي تعزل عنها أريد بها السوق فقال
جاءها ما قدر لها.

قال أبو جعفر ففي هذه الآثار أيضا
ما يدل على أن العزل غير مكروه لأن رسول
الله صلى الله عليه وسلم لما أخبروه أنهم
يفعلونه لم ينكر ذلك عليهم ولم ينههم
عنه وقال لا عليكم أن لا تفعلوا فإنما هو
القدر أي فإن الله إن كان قد قدر أن يكون
ذلك كان ولدا لم يمنعه عزل ولا
غيره لأنه قد يكون مع العزل إفضاء بقليل
الماء الذي قد قدر الله عز وجل أن يكون
منه ولد فيكون منه ولد ويكون ما بقي من
الماء الذي قد يمتنعون من الإفضاء به
بالعزل فضلا وقد يكون الله عز وجل قد قدر
أن لا يكون من ماء ولد فيكون الإفضاء
بذلك الماء والعزل سواء في أن لا يكون منه ولد فكان
الإفضاء بالماء لا يكون منه ولد إلا بأن يكون في تقدير
الله عز وجل أن لا يكون من ذلك الماء ولد يكون
كما قدر وكان العزل لا يكون قد تقدم
في تقدير الله عز وجل أن يكون من ذلك
الماء الذي يعزل ولدا وصل الله إلى الرحم
منه الولد فأعلمهم رسول الله صلى الله
عليه وسلم أن الإفضاء لا يكون به ولد
إلا أن يكون قد سبق ذلك في تقدير الله عز
وجل وإن العزل لا يمنع أن يكون ولد
إذا كان قد سبق في علم الله أنه كائن
ولم ينههم في جملة ذلك عن العزل

سے آپ تک اس لیے پہنچا ہوں کہ میری ایک لونڈی ہے جس سے میں عزل کرتا ہوں کیونکہ میں اسے بازار لے جانا (بیچنا) چاہتا ہوں آپ نے فرمایا وہ اسے ہی لائے گی جو تقدیر میں لکھا گیا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ان روایات میں بھی اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ عزل مکروہ نہیں ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب صحابہ کرام نے بتایا کہ وہ عزل کرتے ہیں تو آپ نے اس کا رد نہیں فرمایا اور نہ ہی ان کو روکا البتہ فرمایا کہ اگر تم نہ بھی کرو تو کوئی ڈر نہیں کیونکہ یہ تو تقدیر کی بات ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر فرما دیا ہے کہ ہوگا تو وہ بچہ پیدا ہوگا اور اسے عزل وغیرہ نہیں روک سکیں گے کیونکہ بعض اوقات عزل کے باوجود تھوڑا سا مادہ منویہ اندر چلا جاتا ہے جس سے بچے کی پیدائش اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمائی ہے پس اس سے بچہ پیدا ہو جائے گا اور باقی پانی (مادہ منویہ) جسے وہ عزل کے ذریعے آگے جانے سے روکتے ہیں زائد ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھا ہوتا ہے اس پانی سے بچہ پیدا نہیں ہوگا پس اس سلسلے میں اس پانی کا اندر جانا اور عزل برابر ہیں کہ بچہ پیدا نہیں ہوگا تو پانی کے اندر جانے سے بچہ اسی صورت میں پیدا ہوگا جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقدیر میں ہوگا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں ہو کہ جس پانی کا عزل کیا گیا ہے اس سے بچہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس میں سے کچھ رحم میں پہنچا دے گا۔ اگرچہ تھوڑا ہی ہو پس اس سے بچہ پیدا ہو جائے گا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (صحابہ کرام) کو بتایا کہ محض انزال سے بچہ پیدا نہیں ہوتا جب تک پہلے سے تقدیر میں نہ لکھا ہو اور عزل بچے کی پیدائش کو نہیں روکتا جب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہو کہ وہ پیدا ہوگا تو خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے عزل سے منع نہیں فرمایا۔

۱۱۷- ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ إِبَاحَتِهِ أَيْضًا مَا قَدْ حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِيْ جَارِيَةً تَسْقِيْ عَلٰى نَاضِحِيْ وَأَنَا أُصِيْبُ مِنْهَا أَفَأَعْزِلُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَاعْزِلْ فَلَمْ يَلْبَثِ الرَّجُلُ أَنْ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَزَلْتُ عَنْهَا فَحَمَلَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدَّرَ اللّٰهُ

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے جواز کے بارے میں بھی احادیث مروی ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک انصاری نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میری ایک لونڈی ہے جو اونٹ پر پانی لانے جایا کرتی ہے میں اس سے جماع بھی کرتا ہوں تو کیا میں عزل کر دوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا "ہاں" پس اس نے عزل کیا پھر زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ اس شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اس سے عزل کیا لیکن وہ حاملہ ہو گئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نفس کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔

۱۱۸- حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَهٰذَا جَابِرٌ قَدْ حَكٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظِيْرَ مَا حَكٰى عَنْهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ وَمَنْ ذَكَرْنَا مَعَهُ فِي الْفَصْلِ الَّذِيْ قَبْلَ هٰذَا أَنَّهُ قَدْ أَذِنَ مَعَ ذٰلِكَ فِي الْعَزْلِ۔

حضرت منصور، سالم بن جعد سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔ حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل نقل کرتے ہیں جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور ان راویوں نے نقل کیا جن کا ہم نے اس سے پہلے باب کے شروع میں ذکر کیا کہ آپ نے اس کے باوجود عزل کی اجازت مرحمت فرمائی۔

۱۱۹- ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْ جَابِرٍ فِيْ إِبَاحَةِ الْعَزْلِ أَيْضًا مَا قَدْ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ فِي الْعَزْلِ۔

پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی عزل کے جواز کے بارے میں مروی ہے حضرت ابوالزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کی اجازت دی۔

۱۲۰- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ۔

حضرت عطاء، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہم دورِ رسالت میں عزل کرتے تھے اور قرآن پاک نازل ہو رہا تھا۔

١٢١- حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو داود قال اخبرنا شعبة عن عمرو بن دينار عن جابر بن عبد الله قال كنا نعزل والقرآن ينزل قال شعبة فقلت لعمرو اسمعت هذا من جابر فقال لا.

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم عزل کرتے تھے اور قرآن مجید نازل ہو رہا تھا حضرت شعبہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمرو سے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ بات حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے خود سنی ہے! انہوں نے فرمایا "نہیں"۔

١٢٢- حدثنا ابو بكرة وابن مرزوق قالا ثنا هشام عن ابي الزبير عن جابر قال كنا نعزل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا ينهانا عن ذلك فلما انتفى السبب الذي به كره العزل وما ذكر من ذلك انه الموؤدة وثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قد ذكرنا عنه من اباحته ثبت ان لا باس بالعزل على ما ادعى الشرائط التي ذكرناها ووصفناها في اول هذا الباب وهذا قول ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم اجمعين.

حضرت ابو الزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کرتے تھے تو آپ ہمیں اس سے منع نہیں فرماتے تھے۔ تو جب اس بات کی نفی ہو گئی جس کی وجہ سے عزل مکروہ ہے اور اس سلسلے میں جن لوگوں نے ذکر کیا انہوں نے اسے زندہ درگور کرنا قرار دیا (اور اس کی نفی ہو گئی) اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اباحت بھی ثابت ہو گئی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تو ثابت ہوا کہ جو شخص ہماری مذکورہ شرائط کے مطابق عزل کرنا چاہے اس کیلئے کوئی حرج نہیں اور وہ شرائط ہم نے باب کے شروع میں تفصیل سے بیان کی ہیں حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

بَابُ الْحَائِضِ مَا يَحِلُّ لِزَوْجِهَا مِنْهَا [١٤٩]

حائضہ عورت سے خاوند کیلئے کیا کچھ جائز ہے

١٢٣- حدثنا ابو بكرة قال اخبرنا ابو داود قال اخبرنا شعبة عن منصور عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يامر احدانا ان تتزر وهي حائض ثم يضاجعها قال شعبة وقال مرة يباشرها.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ایک کو (یعنی کسی بھی زوجہ مطہرہ کو) حکم فرماتے کہ وہ چادر باندھ لے اور وہ حائضہ ہوتیں پھر ان کے ساتھ لیٹ جاتے حضرت شعبہ فرماتے ہیں ایک بار انہوں نے (حضرت منصور راوی نے) فرمایا کہ حضور علیہ السلام (ازواج) سے مباشرت فرماتے (یعنی اپنے جسم کو ان کے جسم سے ملاتے)۔

١٢٤- حدثنا علي بن معبد قال ثنا يعلى بن عبيد قال ثنا حريث بن عمرو عن الشعبي عن مسروق عن عائشة قالت ربما باشرني النبي صلى الله عليه وسلم وانا حائض فوق الازار.

حضرت مسروق، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے تہبند کے اوپر مباشرت فرماتے جب کہ میں حائضہ ہوتی۔

١٢٥- حدثنا ربيع المؤذن قال اخبرنا

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سرکار دو عالم

أسد قال ثنا أسباط ح وحدثنا محمد بن عمرو بن يونس قال ثنا أسباط عن أبي إسحاق الشيباني عن عبد الله بن شداد عن ميمونة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يباشر نساءه فوق الإزار وهن حيض.

کی ازواج مطہرات حیض کی حالت میں ہوتیں تو آپ ان کے ساتھ تہبند کے اوپر مباشرت فرماتے۔

١٢٦- حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس والليث عن ابن شهاب عن حبيب مولى عروة ابن الزبير عن ندبة قال ابن وهب أن الليث يقول بدية مولاة ميمونة عن ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يباشر المرأة من نسائه وهي حائض إذا كان عليها إزار يبلغ أنصاف الفخذين أو الركبتين وفي حديث الليث محتجزة به.

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی ندبہ (یا بدیہ) ان سے روایت کرتی ہیں وہ فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کوئی حیض کی حالت میں ہوتیں تو ان سے اس صورت میں ہم بستر ہوتے کہ انہوں نے تہبند باندھا ہوتا جو رانوں کے نصف یا گھٹنوں تک پہنچتا حضرت لیث کی روایت میں ہے کہ انہوں نے ازار سے حد بنایا ہوتا۔

١٢٧- حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا أسد قال ثنا الليث فذكر مثل ما ذكر ابن وهب عن الليث سواء قال أبو جعفر فذهب قوم إلى أن الحائض لا ينبغي لزوجها أن يجامعها إلا كذلك ولا يطلع منها على عورة واحتجوا في ذلك بهذه الآثار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم التي ذكرنا وممن قال بذلك أبو حنيفة رحمة الله عليه.

حضرت اسد فرماتے ہیں ہم سے حضرت لیث نے بیان کیا پھر انہوں نے اسی طرح ذکر کیا جس طرح ابن وھب نے حضرت لیث سے روایت کیا۔ حضرت امام ابوجعفر طحاوی فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ حائضہ عورت کے خاوند کے لیے اس طریقے کے علاوہ جماع جائز نہیں اور نہ ہی وہ اس کی شرمگاہ کی طرف دیکھے انہوں نے مذکورہ بالا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے استدلال کیا جسے ہم نے ذکر کیا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی اس بات کے قائلین میں شامل ہیں۔

١٢٨- واحتجوا في ذلك أيضا بما روي من قول رسول الله صلى الله عليه وسلم بأن حدثنا إبراهيم بن أبي داود قال ثنا علي بن الجعد قال أخبرنا زهير بن معاوية عن أبي إسحاق عن عاصم بن عمرو الشامي عن أحد النفر الذين أتوا عمر بن الخطاب

انہوں نے اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے بھی استدلال کیا ہے حضرت عاصم بن عمرو شامی اس گروہ میں سے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ تین آدمی تھے انہوں نے آپ سے پوچھا اگر کسی شخص کی بیوی کو حدث ہو جائے یعنی حیض آجائے تو اس (مرد) کے لیے کیا جائز ہے حضرت عمر

وكانوا ثلاثة فسألوه عما للرجل من امرأته إذا حدثت يعنون الحيض فقال سألتموني عن شيء ما سألني عنه أحد منذ سألت عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له منها ما فوق الإزار من التقبيل والضمة ولا يطلع على ما تحته.

فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے مجھ سے ایسی بات کا سوال کیا کہ جب سے میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا کسی نے مجھ سے اس کے متعلق نہیں پوچھا آپ نے فرمایا اس مرد کے لیے تہبند سے اوپر اوپر جائز ہے یعنی بوسہ لے سکتا ہے اس کو اپنے ساتھ لٹا سکتا ہے لیکن اس کے نیچے نہیں جھانک سکتا۔

۱۲۹- حدثنا فهد قال ثنا أبو غسان قال ثنا إسرائيل عن أبي إسحق عن عاصم بن عمرو البجلي أن قوما أتوا عمر بن الخطاب فسألوه ثم ذكر مثله.

حضرت عاصم بن عمرو بجلی فرماتے ہیں ایک جماعت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور انہوں نے آپ سے پوچھا، پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۳۰- حدثنا أبو بكرة قال ثنا أبو داود قال ثنا المسعودي قال ثنا عاصم بن عمرو البجلي أن قوما أتوا عمر ثم ذكر مثله.

ایک دوسرے روایت میں بھی حضرت عاصم بن عمرو بجلی فرماتے ہیں کہ ایک جماعت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۳۱- حدثنا فهد قال أخبرنا علي بن معبد قال ثنا عبيد الله بن عمرو عن زيد بن أبي أنيسة عن أبي إسحاق عن عاصم بن عمرو عن عمير مولى لعمر عن عمر مثله.

حضرت عاصم بن عمرو، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام عمیر سے اور وہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا لا بأس بما فوق الإزار منها وما تحت الإزار إذا اجتنب مواضع الدم وقالوا أما ما ذكرتموه من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا حجة لكم في ذلك لأنا نحن لا ننكر أن لزوج الحائض منها ما فوق الإزار فيكون هذا الحديث حجة علينا بل نحن نقول له منها ما فوق الإزار وما تحت الإزار إذا اجتنب مواضع الدم وكما له أن يفعل ذلك قبل حدوث الحيض إنما ذلك الحديث حجة على من أنكر أن لزوج

دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ تہبند سے اوپر ہو یا نیچے دونوں طرح کوئی حرج نہیں بشرطیکہ خون کی جگہ سے بچے انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے بارے میں ذکر کیا ہے اس میں تمہارے لیے کوئی دلیل نہیں کیونکہ ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ حائضہ کے خاوند کو تہبند کے اوپر کا حق ہے کہ اس طرح یہ حدیث ہمارے خلاف حجت ہوتی بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اسے تہبند کے اوپر اور نیچے دونوں طرح حق ہے جب کہ خون کی جگہوں سے بچے (جماع نہ کرے) جیسا کہ اسے حیض سے پہلے یہ حق حاصل ہوتا ہے یہ حدیث تو ان لوگوں کے خلاف حجت ہے جو تہبند کے اوپر بھی خاوند کے حق کا انکار

الحائض منها ما فوق الإزار، فأما من أباح ذلك له فإن هذا الحديث ليس بحجة عليه وعليكم البرهان بعد لقولكم إنه ليس له منها إلا ذلك فقد روي عن عائشة في هذا عن النبي صلى الله عليه وسلم ما يوافق ما ذهبنا إليه نحن ويخالف ما ذهبتم إليه وهي أحد من روي عنها مما كان يفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم بنسائه إذا حضن ما ذكرتم من ذلك۔

١٣٢ - **حدثنا** فهد قال ثنا أحمد بن يونس قال ثنا زهير قال ثنا أبو إسحاق عن أبي ميسرة عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يباشرني في شعار واحد وأنا حائض ولكنه كان أملككم لإربه أو أملك لإربه۔

فهذا على أنه كان يباشرها في إزار واحد ففي ذلك إباحة ما تحت الإزار فلما جاء هذا عنها وقد جاء عنها أنه كان يأمرها أن تتزر ثم يباشرها كان هذا عندنا على أنه كان يفعل هكذا مرة وهكذا مرة وفي ذلك إباحة للمعنيين جميعا وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أيضا من غير هذا الوجه ما يوافق هذا القول الذي صححنا عليه حديثي عائشة اللذين ذكرنا۔

١٣٣ - **حدثنا** محمد بن خزيمة قال ثنا أبو الوليد الطيالسي قال ثنا حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس أن اليهود كانوا لا يأكلون ولا يشربون ولا يقعدون

کرتے ہیں لیکن جو حضرات اسے جائز سمجھتے ہیں ان کے خلاف حجت نہیں اب جب کہ تم صرف اسی بات (تہبند کے اوپر مباشرت) کو جائز سمجھتے ہو تو اس پر دلیل پیش کرو (کیونکہ) اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے جو کچھ بواسطہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے وہ ہمارے مذہب کے موافق ہے اور تمہارے موقف کے خلاف ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج مطہرات سے ان کی حالت حیض میں کیا جانے والا فعل جو تم نے روایت کیا وہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے کپڑے کے اوپر سے ہمبستر ہوتے جب میں حالت حیض میں ہوتی لیکن آپ تم سب سے زیادہ اپنی خواہش پر کنٹرول رکھنے والے تھے راوی کو شک ہے کہ "املککم" فرمایا یا صرف "املك" فرمایا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ان سے ایک تہبند میں مباشرت فرماتے پس اس سے تہبند کے نیچے کا جواز (ثابت ہوتا) ہے تو جب یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور ان ہی سے یہ روایت بھی منقول ہے کہ آپ ان کو تہبند باندھنے کا حکم دیتے پھر ان کے ساتھ لیٹتے تو ہمارے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی آپ اس طرح کرتے اور کبھی اس طرح تو اس سے دونوں باتوں کا جواز ثابت ہوا۔ ایک دوسرے طریقے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس قسم کی بات مروی ہے جو ہماری اس بات کے موافق ہے جسے ہم نے ام المومنین سے مروی دونوں حدیثوں کے ضمن میں صحیح قرار دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودی حیض والی عورتوں کے ساتھ نہ کھاتے، نہ پیتے اور نہ ہی ان کے ساتھ بیٹھتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ بات عرض کی گئی تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل

مع الحيض في بيت فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم فأنزل الله عز وجل ويسألونك عن المحيض قل هو أذى فاعتزلوا النساء في المحيض فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اصنعوا كل شيء ما خلا الجماع ففي هذا الحديث أنهم كانوا قد أبيحوا من الحائض كل شيء منها غير جماعها خاصة وذلك على الجماع في الفرج دون ما سواه.

نازل، (ترجمہ) آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے وہ ناپاکی ہے پس حیض کے دنوں میں عورتوں سے دور رہو" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماع کے علاوہ سب کچھ کر سکتے ہو۔ تو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وہ (صحابہ کرام) حیض والی عورتوں سے جماع کے علاوہ سب کچھ جائز سمجھتے تھے اور اس جماع سے مراد شرمگاہ کا جماع ہے اس کے علاوہ نہیں۔

۱۳۴۔ وقد روي هذا القول بعينه عن عائشة حدثنا ابن أبي داود قال ثنا عمرو بن خالد قال ثنا عبيد الله بن عمرو عن أيوب عن أبي قلابة أن رجلا سأل عائشة ما يحل للرجل من امرأته إذا كانت حائضا فقالت كل شيء إلا فرجها.

بعینہ یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جب کوئی عورت حائضہ ہو تو اس کے خاوند کے لیے اس سے کیا کچھ جائز ہے؟ انہوں نے فرمایا شرمگاہ کے علاوہ سب کچھ جائز ہے۔

۱۳۵۔ حدثنا ابن أبي داود قال أخبرنا عمرو بن خالد قال ثنا عبيد الله عن أيوب عن أبي معشر عن إبراهيم عن مسروق عن عائشة مثل ذلك.

حضرت ابراہیم، حضرت مسروق سے اور وہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہم) سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۳۶۔ حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا شعيب بن الليث قال ثنا الليث عن بكير عن أبي مرة مولى عقيل عن حكيم بن عقال قال سألت عائشة ما يحرم علي من امرأتي إذا حاضت قالت فرجها فهذا وجه هذا الباب من طريق تصحيح معاني الآثار.

حضرت ابو مرہ (حضرت عقیل کے آزاد کردہ غلام) حضرت حکیم بن عقال سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب میری عورت حائضہ ہو تو اس سے میرے لیے کیا حرام ہے انہوں نے فرمایا اس کی شرمگاہ۔ معانی روایات کی تصحیح کے اعتبار سے اس بات کا یہ بیان ہے۔

وأما وجهه من طريق النظر فإنا رأينا المرأة قبل أن تحيض لزوجها أن يجامعها في فرجها وله منها ما فوق الإزار وما تحت الإزار أيضا ثم إذا حاضت حرم

اور قیاس کے طور پر اس کی توجیہ یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں حیض کے علاوہ عورت کا خاوند اس سے جماع کر سکتا ہے اور وہ تہبند کے اوپر اور نیچے دونوں طرح اس کے لیے جائز ہے پھر جب اسے حیض آجائے تو اس کی شرمگاہ میں جماع ناجائز

فی موضعه فكان فی ذلك دلیل منعه من جماع الحائض تحت الإزار لأن ما فیه من كلام رسول الله ﷺ ذكره ما فوق الإزار فإنما هو جواب لسؤال عمر إیاه عما للرجل من امرأته إذا كانت حائضا فقال له ما فوق الإزار فكان ذلك جواب سؤاله لا نقصان فیه ولا تقصیر.

نے اسے اپنے مقام پر ذکر کیا اس میں حائضہ عورت سے چادر کے نیچے جماع سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام مبارک چادر سے اوپر کے بارے میں ہے اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سوال کا جواب ہے انہوں نے حضور علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی عورت حائضہ ہو تو اس کے خاوند کے لیے کیا جائز ہے؟ تو آپ نے فرمایا چادر کے اوپر، تو یہ سوال کا بلا کم وکاست جواب ہے۔

وَنَوْعٌ آخَرُ ما هو ما روی عن أنس علی ما قد ذكرناه عنه فذلك مبیح لإتیان الحائض دون الفرج وإن كان تحت الإزار فأردنا أن ننظر أی هذین الأثرین تأخر عن صاحبه فنجعله ناسخا له فنظرنا فی ذلك فإذا حدیث أنس فیه إخبار عما كانت الیهود علیه وقد كان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعجب موافقة أهل الكتاب فیما لم یؤمر فیه بخلافهم قد روینا ذلك عن ابن عباس رضی الله عنهما فی كتاب الجنائز وكذلك أمره الله تعالی فی قوله أولئك الذین هدی الله فبهداهم اقتده فكان علیه اتباع من تقدمه من الأنبیاء حتی تحدث له شریعة تنسخ شریعته.

فكان الذی نسخ ما كانت الیهود علیه من اجتناب كلام الحائض ومؤاكلتها والاجتماع معها فی بیت هو ما هو فی حدیث أنس لا واسطة بینهما ففی حدیث أنس هذا إباحة جماعها فیما دون الفرج وكان الذی فی حدیث عمر الإباحة لما فوق الإزار والمنع مما تحت الإزار.

ایک اور قسم ہے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا یہ حدیث، حائضہ عورت کے پاس شرمگاہ کے علاوہ جانے کو جائز قرار دیتی ہے اگرچہ چادر کے نیچے ہو، تو ہم نے چاہا کہ دیکھیں ان پچھلی دو روایتوں میں مؤخر کونسی ہے تاکہ اسے دوسری کے لیے ناسخ قرار دیں ہم نے اس سلسلے میں غور کیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہودیوں کے طرز عمل کا ذکر ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان امور میں اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے جن کے بارے میں انکی مخالفت کا حکم نہ دیا گیا ہو۔ یہ بات ہم نے کتاب الجنائز میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے نقل کی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں بھی اسی بات کا حکم دیا "یہ وہ لوگ ہیں (سابقہ انبیاء کرام) اللہ تعالیٰ نے جن کی راہنمائی فرمائی پس آپ ان کے طریقے کی پیروی کریں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت میں سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام"

تو یہودیوں کے عمل یعنی حائضہ عورتوں سے کلام، ان کے ساتھ کھانے پینے اور ان کے ساتھ اکٹھے رہنے سے اجتناب کو جس چیز نے منسوخ کیا وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا مضمون ہے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ان کے ساتھ شرمگاہ کے علاوہ جماع ثابت ہوتا ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت میں چادر سے اوپر کا جواز اور چادر کے نیچے کی مخالفت مذکور ہے پس اگر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کو

فاستحال ان تكون ذلك متقدما لحديث انس اذا كان حديث انس هو الناسخ لاجتناب الاجتماع مع الحائض ومواكلتها ومشاربتها فثبت انه متاخر عنه وناسخ لبعض الذي فيه فثبت بذلك ما ذهب اليه ابو حنيفة رحمة الله عليه من هذا بتصحيح الآثار وانتفى ما ذهب اليه محمد رحمة الله عليه

یہودیوں کے حائضہ عورتوں کے ساتھ اجتماع، کھانے اور پینے سے اجتناب والے عمل کے لیے ناسخ قرار دیا جائے تو حضرت عمر اور دیگر رضی اللہ عنہ کی روایت اس سے مقدم ہو گی پس ثابت ہوا کہ یہ بعد کی روایت ہے اور اس بعض کے لیے بھی ناسخ ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں جائز قرار دیا گیا لہذا روایات کی تصحیح سے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ثابت ہو گیا اور امام محمد رحمہ اللہ کے مسلک کی نفی ہو گئی۔

باب وطي النساء في ادبارهن

۱۳۷ - حدثنا احمد بن داود قال اخبرنا يعقوب بن حميد قال ثنا عبد الله بن نافع عن هشام بن سعد عن زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن ابي سعيد ان رجلا اصاب امراته في دبرها فانكر الناس ذلك عليه وقالوا اثفرها فانزل الله عز وجل نساؤكم حرث لكم فاتوا حرثكم انى شئتم قال ابو جعفر فذهب قوم الى ان وطي المراة في دبرها جائز واحتجوا في ذلك بهذا الحديث وتاولوا هذه الآية على اباحة ذلك وخالفهم في ذلك آخرون فكرهوا وطي النساء في ادبارهن ومنعوا من ذلك وتاولوا هذه الآية على غير هذا التاويل

عورتوں سے غیر فطری فعل کرنا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے اپنی بیوی سے غیر فطری فعل کیا تو لوگوں نے اسکی مذمت کی اور کہا کیا تو اسے ایسی عورت بنانا چاہتا ہے جس کا خاوند نہ ہو اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی (ترجمہ) تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں پس اپنا کھیتیوں میں جیسے چاہو آؤ (یعنی جماع کا مقام ایک ہی ہے البتہ طریقہ کوئی بھی اختیار کیا جا سکتا ہے)

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ عورتوں سے غیر فطری فعل جائز ہے انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا اور اس آیت سے اس کا جواز مراد لیا ہے لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے عورتوں کے ساتھ غیر فطری فعل کو ناپسند کیا اور اس سے منع کیا انہوں نے اس آیت کا کچھ اور مفہوم بیان کیا ہے۔

---

۱۳۸ - فحدثنا يونس قال اخبرنا سفيان عن محمد بن المنكدر عن جابر ان اليهود قالوا من اتى امراته في فرجها من دبرها خرج ولدها احول فانزل الله عز وجل نساؤكم حرث لكم فاتوا حرثكم انى شئتم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودیوں نے کہا جو شخص اپنی عورت کے ساتھ دبر کی طرف سے شرمگاہ میں جماع کرے تو اس کا بچہ بھینگا ہو گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں پس اپنی کھیتیوں میں جیسے چاہو آؤ۔"

۱۳۹ - حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب قال ثنا سفيان الثوري ان محمد بن

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں حضرت محمد بن منکدر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے

الْمُنْكَدِرِ حَدَّثَنَا عَنْ جَابِرٍ مِثْلَهُ۔

ان سے اس کی مثل بیان کیا۔

۱۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا أَبُو شُمَيْلَةَ قَالَ ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت فریابی کہتے ہیں ہم سے حضرت سفیان ثوری نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

۱۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَتِ الْيَهُودُ إِذَا أَتَى الرَّجُلُ أَهْلَهُ بَارِكَةً جَاءَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَلَمَّا كَانَ مِنْ قَوْلِ الْيَهُودِ مَا ذَكَرْنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَلِكَ دَفْعًا لِقَوْلِهِمْ وَإِبَاحَةً لِلْوَطْءِ فِي الْفَرْجِ مِنَ الدُّبُرِ وَمِنَ الْقُبُلِ جَمِيعًا وَقَدْ رَوَى آخَرُونَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَلَى مَا ذَكَرْنَا وَزَادُوا فِيهِ إِذَا كَانَ ذَلِكَ فِي الْفَرْجِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں یہودیوں نے کہا جو شخص اپنی بیوی کو اونٹ کی طرح بٹھا کر ہمبستری کرے اس کا بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی، پھر انہوں نے اس (پہلی حدیث) کی مثل ذکر کیا۔ حضرات فرماتے ہیں جو کچھ ہم نے ذکر کیا یہ یہودیوں کا قول تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کو رد کرنے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی اور دبر کی طرف سے یا اگلی جانب سے ہو کر دونوں طرح شرمگاہ میں وطی کو جائز قرار دیا۔ کچھ دوسرے حضرات نے اس حدیث کو حضرت محمد بن منکدر سے اسی طرح روایت کیا جس طرح ہم نے ذکر کیا لیکن اس میں یہ اضافہ کیا کہ جب شرمگاہ میں ہو۔

۱۴۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ ثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ رَاشِدٍ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ يَهُودِيًّا قَالَ إِذَا نَكَحَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ مُجَبِّيَةً خَرَجَ وَلَدُهُ أَحْوَلَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ مُجَبِّيَةً وَإِنْ شِئْتُمْ غَيْرَ مُجَبِّيَةٍ إِذَا كَانَ ذَلِكَ فِي صِمَامٍ وَاحِدٍ۔

حضرت محمد بن منکدر، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے کہا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اوندھا گرا کر اس سے جماع کرے تو اس کا بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی "تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں اپنی کھیتیوں میں جیسے چاہو آؤ" اگر چاہو تو اوندھا گرا کر آسکتے ہو اگر دوسری طرح چاہو تو اس طرح کرو جب کہ یہ ایک ہی سوراخ (شرمگاہ) میں ہو۔

۱۴۳۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ حَدَّثَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ الْيَهُودَ قَالُوا لِلْمُسْلِمِينَ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ وَهِيَ مُدْبِرَةٌ جَاءَ وَلَدُهَا أَحْوَلَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نِسَاؤُكُمْ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں یہودیوں نے مسلمانوں سے کہا جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ دبر کی طرف سے جائے اس کے ہاں بھینگا بچہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آیت (مذکورہ بالا) نازل فرمائی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جیسے چاہو یعنی) آگے کی طرف سے یا پیچھے کی طرف سے لیکن وہ

حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلَةً وَّمُدْبِرَةً مَا كَانَ فِي الْفَرْجِ فَفِيْ تَوْقِيْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُمْ فِيْ ذٰلِكَ عَلَى الْفَرْجِ إِعْلَامٌ مِّنْهُ إِيَّاهُمْ أَنَّ الدُّبُرَ بِخِلَافِ ذٰلِكَ وَقَدْ قِيْلَ فِيْ تَأْوِيْلِ هٰذِهِ الْآيَةِ أَيْضًا غَيْرُ هٰذَا التَّأْوِيْلِ.

۱۳۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ ثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ إِنْ شِئْتَ فَاعْزِلْ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَعْزِلْ وَكَانَ مِنْ حُجَّةِ أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى أَيْضًا لِقَوْلِهِمْ فِيْ ذٰلِكَ مَا قَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مِنْ إِبَاحَتِهِ ذٰلِكَ كَمَا حَدَّثَنَا أَبُوْ قُرَّةَ مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ الرُّعَيْنِيُّ قَالَ ثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ وَأَبُوْ زَيْدٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْغَمْرِ قَالَا قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ وَحَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ ثَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْهُ يَعْنِيْ وَطْءَ النِّسَاءِ فِيْ أَدْبَارِهِنَّ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ. قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ كَمَا ذَكَرْتُمْ وَرُوِيَ عَنْهُ خِلَافُ ذٰلِكَ

۱۳۵ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ ح وَحَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَا ثَنَا اللَّيْثُ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ فِيْ حَدِيْثِهِ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَعْقُوْبَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنِي الْحَارِثُ بْنُ يَعْقُوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ أَبِي الْحُبَابِ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ مَا تَقُوْلُ فِي الْجَوَارِي الْحَمِيْضِ بِهِنَّ قَالَ وَمَا التَّحْمِيْضُ فَذَكَرْتُ الدُّبُرَ فَقَالَ هَلْ يَفْعَلُ

جو شرمگاہ میں ہو تو جب حضور علیہ السلام نے انہیں شرمگاہ کے بارے میں بتایا تو یہ آپ کی طرف سے انہیں بتانا ہے کہ دُبر (کا حکم) اس کے خلاف ہے اس آیت کا دوسرا مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے۔

حضرت زائدہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عزل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں اگر چاہو تو عزل کرو اور اگر چاہو تو عزل نہ کرو۔ پہلے قول والوں نے اپنے موقف پر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے بھی استدلال کیا جس سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے حضرت ابو الحباب سعید بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عورتوں کے ساتھ غیر فطری فعل کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ حضرت امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح بھی مروی ہے جو کچھ تم نے ذکر کیا لیکن اس کے خلاف بھی مروی ہے۔

حضرت ابو الحباب سعید بن یسار فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ آپ لونڈیوں سے تحمیض کے بارے میں کیا کہتے ہیں انہوں نے فرمایا تحمیض کیا ہوتا ہے؟ فرماتے ہیں میں نے دُبر کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کیا کوئی مسلمان ایسا بھی کرتا ہے تو یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت کے خلاف ہے جسے پہلے قول والوں نے ان سے

ذلك احد من المسلمين فقد ضاد هذا عن ابن عمر رضي الله عنهما ما قد رويناه عنه في الفصل الاول مما قد ذكرناه وفي ذلك دليل على صحة هذا الانكار سالم بن عبد الله ان يكون ذلك كان من ابيه.

١٤٦- حدثنا ابن ابي داود قال ثنا ابن ابي مريم قال اخبرنا عطاف بن خالد عن موسى بن عبد الله بن الحسن ان اباه سال سالم بن عبد الله ان يحدثه بحديث نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما انه كان لا يرى باسا باتيان النساء في ادبارهن فقال سالم كذب العبد او اخطا انما قال لا باس ان يؤتين في فروجهن من ادبارهن ولقد قال ميمون بن مهران ان نافعا انما قال ذلك بعد ما كبر وذهب عقله حدثنا بذلك فهد قال ثنا علي بن معبد قال ثنا عبيد الله عن ميمون بن مهران فقد يضعف ما هو اكثر من هذا باقل من قول ميمون ولقد انكره نافع ايضا على من رواه عنه ايضا.

١٤٧- حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا زكريا بن يحيى كاتب العمري قال ثنا المفضل بن فضالة عن عبد الله بن عياش عن كعب بن علقمة عن ابي النضر انه اخبره انه قال لنافع مولى عبد الله بن عمر رضي الله عنه قد اكثر عليك القول انك تقول عن ابن عمر انه افتى ان تؤتى النساء في ادبارهن قال نافع كذبوا علي ولكن ساخبرك كيف الامر ان ابن عمر عرض المصحف يوما وانا عنده حتى بلغ نساؤكم حرث لكم فاتوا حرثكم انى شئتم فقال يا نافع هل تعلم من امرهن في الاية قلت

نقل کیا۔ اس حدیث کی صحت پر دلیل حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کا اس بات سے انکار کرنا ہے کہ وہ حدیث ان کے والد سے مروی ہے۔

حضرت موسیٰ بن عبد اللہ بن سالم رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے کہا کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث بیان کریں جو حضرت نافع نے ان سے روایت کی ہے کہ وہ عورتوں سے غیر فطری فعل میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے حضرت سالم نے فرمایا غلام (حضرت نافع) نے جھوٹ کہا یا اس سے غلطی ہوئی انہوں نے تو یہ فرمایا تھا کہ ان (عورتوں) سے ڈبر کی طرف سے شرمگاہ میں جماع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت میمون بن مہران فرماتے ہیں حضرت نافع نے یہ بات اس وقت فرمائی جب وہ بوڑھے ہو گئے اور انکی عقل جاتی رہی یہ بات ہم (امام طحاوی رحمہ اللہ) سے حضرت فہد نے بیان کی وہ فرماتے ہیں ہم سے علی بن معبد نے عبد اللہ اور ان سے حضرت میمون بن مہران نے بیان کی اور میمون بن مہران کے تھوڑے سے قول کے ساتھ اس حدیث کا اکثر حصہ ضعیف ہو جائے گا اور حضرت نافع نے تو خود شروع سے ہی ان لوگوں کا رد کیا جنہوں نے ان سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

حضرت کعب بن علقمہ حضرت ابو النضر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے ان کو بتایا کہ انہوں نے (ابو النضر نے) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے (آزاد کردہ) غلام حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کے بارے میں اکثر کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں کہ انہوں نے عورتوں سے غیر فطری فعل کا فتویٰ دیا ہے حضرت نافع نے فرمایا کہ ان لوگوں نے مجھ پر جھوٹ باندھا ہے میں عنقریب آپ کو بتاؤں گا کہ معاملہ کیا تھا۔ ایک دن حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے قرآن مجید کھولا جب وہ اس آیت پر پہنچے (ترجمہ) "تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں پس اپنی کھیتیوں میں جیسے چاہو آؤ" انہوں نے فرمایا اے نافع! کیا تمہیں اس آیت کا معاملہ (پس منظر) معلوم ہے؟ میں نے

لا، قال: إنا كنا معشر قريش نجبي النساء، فلما دخلنا المدينة ونكحنا نساء الأنصار أردنا منهن مثل ما كنا نريد، فإذا هن قد كرهن ذلك وأعظمنه، وكانت نساء الأنصار قد أخذن بحال اليهود، إنما يؤتين على جنوبهن، فأنزل الله عز وجل: نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم.

ففي هذا الحديث إنكار نافع لما قد روي عنه عن ابن عمر من إباحة وطء النساء في أدبارهن، وإخباره عنه عن ابن عمر أن تأويل قوله: نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم، ليس على ما تأوله أهل المقالة الأولى، ولكن على إباحة وطء النساء باركات في فروجهن. وقد روي عن أم سلمة أيضا نحو من ذلك.

۱۲۸ - حدثنا فهد قال: ثنا موسى بن إسماعيل أبو سلمة التبوذكي قال: ثنا وهيب قال: ثنا عبد الله بن عثمان بن خثيم عن عبد الرحمن بن سابط قال: أتيت حفصة بنت عبد الرحمن فقلت لها: إني أريد أن أسألك عن شيء وأنا أستحيي منك، فقالت: سل يا ابن أخي عما بدا لك، قلت: عن إتيان النساء في أدبارهن، قالت: حدثتني أم سلمة أن الأنصار كانوا لا يجبون وكان المهاجرون يجبون، وكانت اليهود تقول: من جبى خرج ولده أحول، فلما قدم المهاجرون المدينة نكحوا نساء الأنصار، فنكح رجل من المهاجرين امرأة من الأنصار فجباها فأبت، وأتت أم سلمة فذكرت لها ذلك، فلما دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكرت ذلك

عرض کیا نہیں، انہوں نے فرمایا ہم قریش لوگ (جماع کے وقت) عورتوں کو اوندھا کر دیتے تھے جب ہم مدینہ طیبہ پہنچے اور انصار کی عورتوں سے نکاح کیا تو ہم نے اس بات کا ارادہ کیا جس کا قصد کیا کرتے تھے تو انہوں نے اسے ناپسند کیا اور اسے بہت بڑی بات خیال کیا انصار کی عورتوں نے یہودیوں کا طریقہ اختیار کیا اور ان سے پہلو کے بل (لٹا کر) جماع کیا جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی

"نساءکم حرث لکم" (الآیۃ)

تو اس حدیث کے مطابق حضرت نافع نے اس بات کا انکار کیا ہے جو ان کے واسطے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عورتوں سے غیر فطری فعل جائز ہے اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس بات کی خبر دی ہے کہ آیت مذکورہ بالا کا مطلب وہ نہیں جو پہلے قول والوں نے بیان کیا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو گھٹنوں کے بل بٹھا کر شرمگاہ میں وطی کرنا جائز ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن سابط فرماتے ہیں میں حضرت حفصہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان سے عرض کیا کہ میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں لیکن مجھے آپ سے شرم آتی ہے انہوں نے فرمایا بھتیجے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھو میں نے کہا عورتوں سے دبر میں وطی کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں انہوں نے فرمایا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ انصار عورتوں کو اوندھا لٹا کر وطی نہیں کرتے تھے جب کہ مہاجرین انہیں اوندھا لٹا کر وطی کرتے تھے اور یہودی کہتے تھے کہ جو شخص الٹا لٹا کر وطی کرے گا اس کا بچہ بھینگا پیدا ہوگا جب مہاجرین مدینہ طیبہ آئے اور انہوں نے انصاری عورتوں سے نکاح کیا تو ایک مہاجر نے انصاری عورت سے نکاح کیا انہوں نے اسے الٹا لٹا کر جماع کرنا چاہا تو اس نے انکار کر دیا وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں ان سے یہ واقعہ بیان کیا جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا انصاری عورت حیا کی وجہ سے باہر چلی گئی نبی اکرم صلی اللہ

لَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَاسْتَحْيَتِ الْأَنْصَارِيَّةُ وَخَرَجَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ ادْعِيهَا فَدَعَتْهَا فَقَالَ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ صِمَامًا وَاحِدًا.

فَقَدْ أَخْبَرَتْ أُمُّ سَلَمَةَ بِتَأْوِيلِ هٰذِهِ الْآيَةِ أَيْضًا بِتَوْقِيفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا بِقَوْلِهِ صِمَامًا وَاحِدًا فَذٰلِكَ دَلِيلٌ أَنَّ حُكْمَ ذٰلِكَ الصِّمَامِ بِخِلَافِ حُكْمِ غَيْرِهِ مِنَ الصِّمَامِ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمَا كَانَ لِقَوْلِهِ صِمَامًا وَاحِدًا مَعْنًى.

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي تَأْوِيلِ هٰذِهِ الْآيَةِ مَا يَرْجِعُ مَعْنَاهُ إِلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى أَيْضًا.

۱۴۹ - حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ عَامِرَ بْنَ يَحْيَى الْمَعَافِرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ حَنَشَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ السَّبَائِيَّ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَاسًا مِنْ حِمْيَرَ أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَهُ عَنِ النِّسَاءِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتِهَا مُقْبِلَةً وَمُدْبِرَةً إِذَا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْفَرْجِ.

ثُمَّ جَاءَتِ الْآثَارُ مُتَوَاتِرَةً بِالنَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ.

۱۵۰ - فَمِنْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَا

علیہ وسلم کے پاس لایا ______

اسے بلاؤ ام المؤمنین نے اسے بلایا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نساؤکم حرث لکم (آخر تک) تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں تو اپنی کھیتیوں میں جیسے چاہو آؤ لیکن ایک ہی سوراخ سے آؤ۔

تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کے معنی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے کہ ایک ہی سوراخ میں ہو، خبر دی تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس ایک سوراخ (شرمگاہ) کے (دُبر) کا حکم اس کے حکم کے خلاف ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ کے ارشاد گرامی "ایک سوراخ" کا کوئی مطلب نہ ہوتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس آیت کا معنی مروی ہے جو اسی مفہوم کی طرف لوٹتا ہے۔

حضرت حنش بن عبد اللہ شیبانی فرماتے ہیں انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سُنا کہ حمیر کے کچھ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عورتوں کے بارے میں پوچھنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آیت "نساؤکم حرث لکم" (آخر تک) نازل فرمائی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح بھی ہو آگے کی طرف سے یا پیچھے کی طرف سے جب کہ شرمگاہ میں ہو۔

پھر متواتر روایات آئی ہیں جن میں عورتوں کے ساتھ غیر فطری فعل سے منع کیا گیا۔

ان میں سے حضرت یونس کی روایت ہے حضرت عمارہ بن خزیمہ بن ثابت اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حق بات (کے بیان) سے حیا نہیں فرماتا عورتوں

يستحيي من الحق لا تأتوا النساء في أدبارهن

کے ساتھ ان کے دبروں میں جماع نہ کرو۔

۱۵۱ - حدثنا روح بن الفرج قال ثنا يحيى بن عبد الله بن بكير قال حدثنا الليث بن سعد قال ثني عمر مولى غفرة وبنت رباح أخت بلال مؤذن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عبد الله بن علي بن السائب عن عبيد الله بن الحصين عن عبد الله بن حرمي الخطمي عن خزيمة بن ثابت أن النبي صلى الله عليه وسلم قال فذكر مثله

حضرت عبداللہ بن حرمی خطمی، حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

---

۱۵۲ - حدثنا روح قال ثنا أبو عبد الله محمد الشافعي قال ثني محمد بن علي قال كنت مع محمد بن كعب القرظي فسأله رجل فقال يا أبا حمزة ما ترى في إتيان النساء في أدبارهن فأعرض أو سكت فقال هذا شيخ قريش فسله يعني عبد الله بن علي بن السائب فقال عبد الله اللهم قذر ولو كان حلالا قال حرمي ولم يكن سمع في ذلك شيئا قال ثم أخبرني عبد الله بن علي أنه لقي عمرو بن أحيحة بن الجلاح فسأله عن ذلك فقال أشهد لسمعت خزيمة بن ثابت الذي جعل رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم شهادته شهادة رجلين يقول أتى رجل النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم فقال يا رسول الله إني آتي امرأتي من دبرها فقال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم نعم فأتينا مرتين أو ثلاثا قال ثم فطن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال في أي الخربتين أو في أي الخرزتين إما من دبرها في قبلها فنعم وأما في دبرها

حضرت محمد بن علی فرماتے ہیں میں حضرت محمد بن کعب قرظی کے پاس تھا کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا اے ابو حمزہ! عورتوں کے ساتھ ان کی دبروں میں جماع کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے تو انہوں نے منہ پھیر لیا یا خاموش ہو گئے پھر حضرت عبداللہ بن علی بن سائب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ قریش کے بزرگ ہیں ان سے پوچھو۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا اے اللہ! یہ حلال بھی ہوتا تب بھی ناپاکی ہے حرمی کہتے ہیں انہوں نے اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں سنا تھا فرماتے ہیں پھر حضرت عبداللہ بن علی نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت عمرو بن احیحہ بن جلاح سے ملاقات کی تو ان سے اس بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان کی شہادت کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا ہے وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں عورت کے پاس دبر کی طرف سے جا سکتا ہوں آپ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا "ہاں" پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے ارشاد فرمایا (دو سوراخوں) میں سے کس کی بات کرتے ہو دبر کی طرف سے شرمگاہ میں جماع مراد ہے تو ٹھیک ہے کر سکتے ہو اور اگر دبر میں جماع

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى نَهٰىكُمْ أَنْ تَأْتُوا النِّسَاءَ فِيْ أَدْبَارِهِنَّ۔

مراد ہے تو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے ساتھ دبر میں (جماع سے) منع فرمایا ہے۔

۱۵۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْجَارُوْدِ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ ثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ ثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحُصَيْنِ الْأَنْصَارِيُّ ثُمَّ الْوَائِلِيُّ عَنْ حَرَمِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَائِلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِيْ أَدْبَارِهِنَّ۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا عورتوں سے غیر فطری فعل نہ کرو۔

۱۵۴ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ إِدْرِيْسَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ قَالَ ثَنَا حَيْوَةُ بْنُ لَهِيْعَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَسَّانُ مَوْلٰى مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ حَرَمِيِّ بْنِ عَلِيٍّ الْخَطْمِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت حرمی بن علی خطمی، حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۵۵ - حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت صالح بن عبدالرحمن فرماتے ہیں ہم سے حضرت عبدالرحمن نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۵۶ - حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا حَسَّانُ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت ابوزرعہ فرماتے ہیں ہمیں حضرت حیوہ نے خبر دی وہ فرماتے ہیں ہمیں حضرت حسان نے بتایا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۵۷ - حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ أَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ حَسَّانَ مَوْلٰى سَهْلِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ سَعِيْدٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت سہل بن عبدالعزیز کے (آزاد کردہ) غلام حضرت حسان، حضرت سعید سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۵۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيْبُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هِيَ اللُّوْطِيَّةُ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ چھوٹی لواطت ہے یعنی عورتوں سے دبر میں

لے ... عورتوں کا ... عباس ... کا ذکر فرمایا ... حرام ہے ۔ ۱۲

الصُّغْرٰی یَعْنِیْ وَطْیَ النِّسَآءِ فِیْ اَدْبَارِهِنَّ.

۱۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَیْمَةَ قَالَ ثَنَا مُعَلَّی بْنُ اَسَدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُخَلَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَاْتُوا النِّسَآءَ فِیْ اَدْبَارِهِنَّ.

۱۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَیْمَةَ قَالَ ثَنَا مُعَلَّی بْنُ اَسَدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُخَلَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰی رَجُلٍ وَطِیَٔ امْرَاَةً فِیْ دُبُرِهَا.

۱۶۱ - حَدَّثَنَا رَبِیْعُ الْجِیْزِیُّ قَالَ اَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ اَنَا حَیْوَةُ بْنُ شُرَیْحٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ الْهَادِ فَذَکَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ امْرَاَتَهٗ.

۱۶۲ - حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سُهَیْلٍ فَذَکَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ.

۱۶۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ سُهَیْلٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُخَلَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَتٰی حَائِضًا اَوِ امْرَاَةً فِیْ دُبُرِهَا اَوْ کَاهِنًا فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ.

۱۶۴ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حَکِیْمٍ الْاَثْرَمِ عَنْ اَبِیْ

وطی کرنا۔

حضرت حارث بن مخلد، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں سے ان کے دُبروں میں جماع نہ کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو کسی عورت سے غیر فطری عمل کرتا ہے۔

حیوۃ بن شریح فرماتے ہیں مجھے حضرت یزید بن ہاد نے خبر دی پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے فرمایا جو اپنی بیوی سے (غیر فطری عمل کرتا ہے)

حضرت ابن الہاد حضرت سہیل سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حائضہ عورت سے یا کسی عورت سے دبر میں جماع کرے یا کاہن کے پاس جائے اس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی چیز (دین اسلام یا قرآن) کا انکار کیا[1]

حضرت ابو تمیمہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ

---

[1] کاہن جو کہتے ہیں جو غیب کی خبریں بتانے کا دعویٰ کرتے تھے اور جھوٹ بولتے تھے۔ ۱۲ ہزاروی

تَمِيمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ.

نے فرمایا جو شخص حائضہ عورت سے جماع کرے یا کسی عورت سے غیر فطری فعل کرے یا کاہن کے پاس جائے اس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترنے والے دین کا انکار کیا۔

۱۶۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي مَحَاشِّهِنَّ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا (یعنی رُکتا نہیں) عورتوں کے پاس ان کے دُبروں میں نہ جاؤ۔

۱۶۶ - حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ وَعُمَرَ مَوْلَى غُفْرَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ لَا يَحِلُّ إِتْيَانُ النِّسَاءِ فِي حُشُوشِهِنَّ.

حضرت محمد بن منکدر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بیان حق سے حیا نہیں فرماتا عورتوں کے پاس ان کے دُبروں میں نہ جاؤ۔

۱۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُونُسَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عِيسَى بْنِ حِطَّانَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَعْجَازِهِنَّ.

حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ حق بات بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا عورتوں کے پاس ان کی پچھلی طرف نہ جاؤ۔

۱۶۸ - حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

حضرت اسماعیل بن زکریا نے حضرت عاصم احول سے روایت کیا انہوں نے اپنی سند سے اسکی مثل ذکر کیا۔

وَاحْتَجَّ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى أَيْضًا لِقَوْلِهِمْ

پہلے قول والوں نے اپنے موقف پر اس طرح بھی استدلال کیا ہے۔

۱۶۹ - بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا

حضرت محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ

ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بَأْسًا بِإِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ وَيَحْتَجُّ فِي ذٰلِكَ بِقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِينَ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ أَيْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ مِثْلَ ذٰلِكَ إِنْ كُنْتُمْ تَشْتَهُونَ.

قِيلَ لَهُمْ وَمَنْ يُوَافِقُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ عَلَى هٰذَا التَّأْوِيلِ قَدْ قَالَ مُخَالِفُوهُ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ مِمَّا قَدْ أَحَلَّ لَكُمْ مِنْ جِمَاعِهِنَّ فِي فُرُوجِهِنَّ وَهٰذَا التَّأْوِيلُ عِنْدَنَا أَوْلَى مِنَ التَّأْوِيلِ الْأَوَّلِ لِمُوَافَقَتِهِ لِمَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا قَدْ ذَكَرْنَا وَلَئِنْ وَجَبَ أَنْ نُقَلِّدَ فِي هٰذَا الْقَوْلِ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ فَإِنَّ تَقْلِيدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَوْلَى.

۱۷۰- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ كَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَوْ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَكْبَرُ ظَنِّي أَنَّهُ أَبُو بَكْرٍ يَنْهَيَانِ أَنْ تُؤْتَى الْمَرْأَةُ فِي دُبُرِهَا أَشَدَّ النَّهْيِ وَكَيْفَ وَقَدْ قَالَ بِذٰلِكَ مَنْ هُوَ أَجَلُّ مِنْهُمَا.

۱۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ أَبِي الْقَعْقَاعِ الْجَرْمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَحَاشُّ النِّسَاءِ حَرَامٌ.

۱۷۲- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا

وہ عورتوں کے پاس پچھلی طرف جانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ اور وہ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی سے استدلال کرتے ہیں: "کیا تم دنیا والوں کے مردوں کے پاس جاتے ہو اور جو عورتیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے پیدا کی ہیں انہیں چھوڑتے ہو بلکہ تم حد سے بڑھنے والی قوم ہو" یعنی اگر تمہیں خواہش ہے تو تمہاری عورتوں کے پاس بھی اس کی شکل ہے۔

ان حضرات کو اور ان لوگوں کو جو اس آیت کا مفہوم لینے میں محمد بن کعب ہی کی موافقت کرتے ہیں، کہا جائے گا کہ ان کے مخالفین نے اس کا معنیٰ یوں بیان کیا ہے کہ تم اس چیز کو چھوڑتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے پیدا کی یعنی تمہاری عورتوں سے شرمگاہوں میں جماع جائز قرار دیا اور ہمارے نزدیک یہ تاویل، پہلی تاویل سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا روایات کے موافق ہے اور اگر اس قول میں محمد بن کعب کی تقلید ضروری ہے تو حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی تقلید اس سے اولیٰ ہے۔

حضرت ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت سعید بن مسیب اور ابو بکر بن عبد الرحمٰن (یا ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن اور میرا (امام طحاوی کا) زیادہ خیال یہ ہے کہ وہ ابو بکر بن عبد الرحمٰن ہیں) عورتوں کے ساتھ دبر میں جماع کرنے کو بہت منع کرتے تھے اور کس طرح منع نہ کرتے جب کہ ان دونوں سے زیادہ جلیل القدر شخصیت نے یہ بات فرمائی ہے۔

حضرت ابو القعقاع جرمی، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا عورتوں سے غیر فطری فعل حرام ہے۔

حضرت ایوب حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ فِي الَّذِي يَأْتِي امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا قَالَ اللُّوطِيَّةُ الصُّغْرَى۔

سے روایت کرتے ہیں انہوں نے عورت کے ساتھ دُبر میں جماع کرنے والے کو چھوٹی لواطت کا مرتکب قرار دیا۔

وَمَا فِي هٰذَا الْبَابِ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهُمْ وَتَابِعِيهِمْ فِي مُوَافَقَةِ هٰذَا الْمَعْنَى إِلَى هُنَا فَأَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُسْتَقْصَى وَلٰكِنَّا حَذَفْنَا ذٰلِكَ مِنْ كِتَابِنَا لِكَثْرَتِهِ وَطُولِهِ۔

اس سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحہم اللہ سے اس مفہوم کی موافقت میں جو کچھ مروی ہے وہ شمار سے باہر ہے اس سے ہم نے اس کی کثرت وطوالت کے باعث اسے اپنی کتاب سے حذف کر دیا۔

فَلَمَّا تَوَاتَرَتْ هٰذِهِ الْآثَارُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهْيِ عَنْ وَطْءِ الْمَرْأَةِ فِي دُبُرِهَا ثُمَّ جَاءَ عَنْ أَصْحَابِهِ وَعَنْ تَابِعِيهِمْ مَا يُوَافِقُ ذٰلِكَ وَجَبَ الْقَوْلُ بِهِ وَتَرْكُ مَا يُخَالِفُهُ وَهٰذَا أَيْضًا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

تو جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت کے ساتھ غیر فطری عمل کی ممانعت میں روایات تواتر کے ساتھ مروی ہیں پھر اس کی موافقت میں صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال بھی آئے تو اس بات کو اپنانا اور اس کے خلاف کو چھوڑنا واجب ہے امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

بَابُ وَطْءِ الْحَبَالَى

حاملہ عورتوں سے وطی کرنا

۱۶۳۔ **حَدَّثَنَا** فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ سِرًّا فَإِنَّ قَتْلَ الْغَيْلِ يُدْرِكُ الْفَارِسَ الْبَطَلَ فَيُدَعْثِرُهُ عَنْ ظَهْرِ فَرَسِهِ۔

حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنی اولاد کو پوشیدہ طور پر (غیر شعوری طور پر) قتل نہ کرو بے شک حالت حمل میں جماع کا قتل بہادر نوجوان کو گھوڑے کی پیٹھ سے گرا دیتا ہے[1]

۱۶۴۔ **حَدَّثَنَا** رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ

ایک دوسری طریق سے بھی حضرت اسماء سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا اپنی اولاد کو غیر شعوری طور پر قتل نہ کرو کیونکہ حالت حمل میں جماع کا

[1] مطلب یہ ہے کہ حمل کی حالت میں جماع کرنے سے بچہ کمزور ہو جاتا ہے گویا اسے غیر شعوری طور پر ہلاک کیا جا رہا ہے [illegible]

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ سِرًّا فَإِنَّ قَتْلَ الْغَيْلِ يُدْرِكُ الْفَارِسَ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ فَيُدَعْثِرُهُ.

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا فَكَرِهُوْا وَطْيَ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ أَوْ جَارِيَتَهُ إِذَا كَانَتْ حُبْلَى وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

۱۷۵ - وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُو النَّضْرِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَ وَالِدَهُ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ أَعْزِلُ عَنِ امْرَأَتِيْ قَالَ لِمَ قَالَ شَفَقًا عَلَى الْوَلَدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ كَذٰلِكَ فَلَا مَا كَانَ ذٰلِكَ يَضُرُّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ.

فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ إِبَاحَةُ وَطْيِ الْحُبْلَى وَإِخْبَارُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ ذٰلِكَ إِذْ كَانَ لَا يَضُرُّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّ غَيْرَهُمْ فَخَالَفَ هٰذَا الْحَدِيْثُ حَدِيْثَ أَسْمَاءَ.

۱۷۶ - فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ أَيُّهُمَا النَّاسِخُ لِلْآخَرِ فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ.

۱۷۷ - فَوَجَدْنَا يُوْنُسَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ.

۱۷۸ - وَوَجَدْنَا مُحَمَّدَ بْنَ خُزَيْمَةَ قَدْ

قتل نوجوان کو گھوڑے کی پیٹھ پر پاتا ہے تو اسے گرا دیتا ہے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے وہ اس بات کو مکروہ سمجھتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی حاملہ بیوی یا لونڈی سے جماع کرے انہوں نے اس (مذکورہ) حدیث سے استدلال کیا ہے۔
لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ان کے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں آپ نے فرمایا کیوں؟ اس نے کہا (پیٹ میں موجود) بچے کے بارے میں ڈرتے ہوئے آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو عزل نہ کرو۔ وہ ایرانیوں اور رومیوں کو نقصان نہیں دیتا (یعنی وہ حاملہ عورت سے جماع کرتے ہیں لیکن بچے کو نقصان نہیں پہنچتا)۔

تو اس حدیث سے حاملہ عورت کے ساتھ وطی کا جواز ثابت ہوتا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ جب یہ عمل رومیوں اور ایرانیوں کو نقصان نہیں پہنچاتا تو ان کے علاوہ کو بھی نقصان نہیں پہنچاتا تو یہ حدیث حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت کے خلاف ہے۔

تو ہم نے ارادہ کیا کہ دیکھیں ان میں سے کونسی حدیث دوسری کے لیے ناسخ ہے چنانچہ ہم نے اس میں غور کیا تو یوں پایا کہ ابن وھب، الاسمر اور ابراہیم بن وزیر سے الگ الگ سندوں سے مروی ہے وہ تینوں حضرت مالک بن انس سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت محمد بن

حدثنا قال ثنا ابو مسهر قال ثنا مالك بن انس.

۱۷۸ - وحدثنا ابو بكرة قال ثنا ابراهيم بن ابي الوزير قال ثنا مالك بن انس عن محمد بن عبد الرحمن بن نوفل عن عروة عن عائشة عن جدامة بنت وهب ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال هممت ان انهى عن الغيلة حتى ذكرت ان فارس والروم يصنعون ذلك فلا يضر اولادهم.

۱۷۹ - حدثنا ابن ابي داود قال ثنا سعيد بن ابي مريم قال اخبرني يحيى بن ايوب قال ثني ابو الاسود محمد بن عبد الرحمن بن نوفل قال ثنا عروة بن الزبير عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم عن جدامة بنت وهب الاسدية عن النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم انه هم ان ينهى عن الغيل قال فنظرت فاذا فارس والروم يغيلون فلا يضر ذلك اولادهم.

۱۸۰ - حدثنا ابراهيم بن محمد بن يونس وصالح بن عبد الرحمن قال ثنا المقرئ يعني ابا عبد الرحمن قال ثنا سعيد بن ابي ايوب عن ابي الاسود عن عروة عن عائشة انها قالت حدثتني جدامة فذكر نحوه.

۱۸۱ - حدثنا ربيع الجيزي قال ثنا ابو زرعة قال اخبرنا حيوة عن ابي الاسود انه سمع عروة يحدث عن عائشة رضي الله تعالى عنها عن جدامة رضي الله تعالى عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله.

فهذا الحديث ان النبي صلى

عبدالرحمن بن نوفل سے وہ

حضرت عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ جدامہ بنت وھب رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ حالت حمل سے منع کروں حتی کہ میرے سامنے ذکر کیا گیا کہ ایرانی اور رومی ایسا کرتے ہیں لیکن ان کی اولاد کو نقصان نہیں ہوتا۔

حضرت عروہ بن زبیر، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت جدامہ بنت وھب اسدیہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے حالت حمل میں جماع کرنے سے منع فرمانے کا ارادہ کیا آپ فرماتے ہیں پھر میں نے غور کیا تو ایرانی اور رومی حالت حمل میں جماع کرتے ہیں لیکن ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

حضرت ابوالاسود، حضرت عروہ سے وہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت جدامہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

ایک دوسری سند سے بھی حضرت عائشہ، حضرت جدامہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتی ہیں۔

تو اس حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّ بِالنَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ حَتّٰى بَلَغَهُ أَوْ حُكِيَ ذُكِرَ أَنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ يَفْعَلُوْنَهُ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ. **فَفِي ذٰلِكَ** إِبَاحَةُ مَا قَدْ حَظَرَهُ الْحَدِيْثُ الْأَوَّلُ وَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُوْنَ أَحَدُ الْأَمْرَيْنِ نَاسِخًا لِلْآخَرِ.

نے اس سے روکنے کا ارادہ فرمایا حتیٰ کہ آپ تک یہ بات پہنچی یا آپ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ ایرانی اور رومی ایسا کرتے ہیں لیکن ان کی اولاد کو نقصان نہیں ہوتا۔

تو اس میں اس بات کا جواز ہے جس سے پہلی روایت میں منع فرمایا لہٰذا اس بات کا احتمال ہے کہ دو باتوں میں سے ایک دوسری کے لیے ناسخ ہے۔

١٨٢ - **فَنَظَرْنَا** فِي ذٰلِكَ فَإِذَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْإِغْتِيَالِ ثُمَّ قَالَ لَوْ ضَرَّ أَحَدًا لَضَرَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ.

پس ہم نے اس میں غور کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حالت حمل میں جماع سے منع فرماتے تھے پھر فرمایا اگر یہ عمل کسی (بچے) کو نقصان پہنچاتا تو ایران اور روم والوں کو پہنچاتا۔

فَثَبَتَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ الْإِبَاحَةُ بَعْدَ النَّهْيِ فَهٰذَا أَوْلٰى مِنْ غَيْرِهِ وَجَاءَ نَهْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ مِنْ جِهَةِ خَوْفِ الضَّرَرِ وَمِنْ أَجْلِهِ ثُمَّ إِبَاحَتُهُ لَمَّا تَحَقَّقَ عِنْدَهُ أَنَّهُ لَا يَضُرُّ وَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مَنَعَهُ مِنْهُ فِي وَقْتِ مَا مَنَعَهُ مِنْهُ مِنْ طَرِيْقِ الْوَحْيِ وَلَا مِنْ طَرِيْقِ مَا يَحِلُّ وَيَحْرُمُ وَلٰكِنَّهُ عَلٰى طَرِيْقِ مَا وَقَعَ فِي قَلْبِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَيْءٌ فَأَمَرَ بِهِ عَلَى الشَّفَقَةِ مِنْهُ عَلٰى أُمَّتِهِ لَا غَيْرَ ذٰلِكَ كَمَا قَدْ كَانَ أَمَرَ فِي تَرْكِ تَأْبِيْرِ النَّخْلِ.

تو اس حدیث سے نہی کے بعد جواز ثابت ہوا لہٰذا یہ (حدیث) دوسری روایات سے اولیٰ ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل سے اس لیے منع فرمایا کہ اس کی وجہ سے (بچے کے کمزور رہ جانے کا) ڈر تھا پھر جب آپ کے نزدیک ثابت ہو گیا کہ اس سے نقصان نہیں ہوتا تو اسے جائز قرار دیا۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ جب آپ نے اس سے روکا تھا تو وحی کے طریقے پر یا حرام و حلال کے طریقے پر نہیں روکا تھا بلکہ اس خیال کی بنیاد پر روکا جو آپ کے دل میں پیدا ہوا لہٰذا آپ نے اپنی امت پر اس کا نقصان محسوس کرتے ہوئے ایسا کرنے کا حکم فرمایا جیسا کہ آپ نے کھجور کی پیوند کاری چھوڑنے کا حکم دیا۔

١٨٣ - **فَإِنَّهُ قَدْ** حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ ثَنَا إِسْرَائِيْلُ قَالَ ثَنَا سِمَاكٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ مَرَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَخْلِ الْمَدِيْنَةِ فَإِذَا أُنَاسٌ فِي رُؤُوْسِ النَّخْلِ يُلَقِّحُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے باغات سے گزرا تو دیکھا کہ کچھ لوگ کھجوروں کے اوپر پیوند کاری کر رہے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں عرض کیا گیا نر کو مادہ سے ملاتے ہیں آپ نے فرمایا میرے خیال میں یہ بات ان کو کچھ فائدہ نہ دے گی ان لوگوں

فَقِيلَ يَأْخُذُونَ مِنَ الذَّكَرِ فَيَجْعَلُونَهُ فِي الْأُنْثَى فَقَالَ مَا أَظُنُّ ذَلِكَ يُغْنِي شَيْئًا فَبَلَغَهُمْ فَتَرَكُوهُ وَنَزَعُوا عَنْهَا فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ ظَنٌّ ظَنَنْتُهُ إِنْ كَانَ يُغْنِي شَيْئًا فَلْيَصْنَعُوهُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَإِنَّمَا هُوَ ظَنٌّ ظَنَنْتُهُ وَالظَّنُّ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ وَلَكِنْ مَا قُلْتُ لَكُمْ قَالَ اللَّهُ فَلَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ.

۱۸۴- **حَدَّثَنَا** يَزِيدُ قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ جُمَيْعٍ قَالَ ثَنَا سِمَاكٌ أَنَّهُ سَمِعَ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۱۸۵- **حَدَّثَنَا** يَزِيدُ قَالَ ثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ وَيَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَا ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أُمِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَ مِثْلَهُ.

۱۸۶- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ فَأَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ مَا قَالَهُ مِنْ جِهَةِ الظَّنِّ فَهُوَ فِيهِ كَسَائِرِ النَّاسِ فِي ظُنُونِهِمْ وَأَنَّ الَّذِي يَقُولُهُ مِمَّا لَا يَكُونُ عَلَى خِلَافِ مَا يَقُولُهُ هُوَ مَا يَقُولُهُ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَمَّا كَانَ نَهْيُهُ عَنِ الْغِيلَةِ لِمَا كَانَ خَافَ مِنْهَا عَلَى أَوْلَادِ الْحَوَامِلِ ثُمَّ أَبَاحَهَا لِمَا عَلِمَ أَنَّهَا لَا تَضُرُّهُمْ دَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ مَا كَانَ نَهَى عَنْهُ لَمْ يَكُنْ مِنْ قِبَلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَنَّهُ لَوْ كَانَ مِنْ قِبَلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَكَانَ يَقِفُ بِهِ عَلَى حَقِيقَتِهِ ذَلِكَ وَلَكِنَّهُ مِنْ

کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے ایسا کرنا چھوڑ دیا اور اسے اتار لیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا وہ تو میرا ایک خیال تھا اگر اس کا کچھ فائدہ ہے تو انہیں کرنا چاہیے میں بھی (بظاہر) تمہاری طرح ایک انسان ہوں میں نے ایک خیال کیا اور خیال غلط بھی ہوتا ہے اور ٹھیک بھی، لیکن میں نے یہ تو نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں ہرگز اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں بولوں گا۔

حضرت سماک فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ بن طلحہ سے سنا وہ اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اس کی مثل

حضرت سماک بن حرب، حضرت موسیٰ بن طلحہ سے وہ اپنی والدہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتی ہیں۔

حضرت ابو عوانہ، حضرت سماک سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل روایت کیا۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بتایا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ ایک گمان کے طور پر تھا اور اس سلسلے میں آپ کا حکم دوسرے لوگوں کے گمان کی طرح ہے اور آپ جو بات یوں فرماتے ہیں کہ اس کے خلاف نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرماتے ہیں تو جب آپ کا حالتِ حمل میں جماع سے روکنا ان بچوں پر خوف کی وجہ سے تھا جو حاملہ عورتوں کے پیٹ میں ہیں، پھر جب آپ کو معلوم ہوا کہ اس سے نقصان نہیں ہوتا تو آپ نے اُسے جائز قرار دیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا منع کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ تھا اگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تو آپ اس کی حقیقت سے واقف ہوتے بلکہ وہ آپ کا خیال تھا جس کے بارے میں بعد میں پتہ چلا کہ درحقیقت یہ ان امور میں سے نہیں جس

قَبْلَ طَلَبِهِ الَّذِي قَدْ وَقَفَ بَعْدَهُ عَلَى أَنَّ مَا فِي الْحَقِيقَةِ مِمَّا نَهَى عَمَّا نَهَى عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ مِنْ أَجْلِهِ بِخِلَافِ مَا وَقَعَ فِي قَلْبِهِ مِنْ ذٰلِكَ فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ وَطْىَ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ أَوْ أَمَتَهُ حَامِلًا حَلَالٌ لَمْ يُحَرَّمْ عَلَيْهِ قَطُّ وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ۔

کی بنا پر آپ نے روکا تھا اور آپ کے دل میں جو خیال ہوا ہو وہ حقیقت کے خلاف ہے تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ مرد کا عورت سے اس کی حالت حمل وطی کرنا جائز ہے اس کی بیوی ہو یا لونڈی، اور یہ بالکل حرام نہیں حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

بَابُ[۱۸۲] اِنْتِهَابِ مَا يُنْثَرُ عَلَى الْقَوْمِ مِمَّا يَفْعَلُهُ النَّاسُ فِي النِّكَاحِ

نکاح کے موقعہ پر جو کچھ نچھاور کیا جاتا ہے اسے لوٹنا

۱۸۷- حَدَّثَنَا رَبِيعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْ لَا نَنْتَهِبَ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی کہ لوٹ مار نہیں کریں گے۔

۱۸۸- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ انْتَهَبَ فَلَيْسَ مِنَّا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لوٹ مار کی وہ ہم میں سے نہیں۔

۱۸۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ ثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ وَحُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّهْبَةِ وَقَالَ مَنِ انْتَهَبَ فَلَيْسَ مِنَّا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ مار سے منع فرمایا اور فرمایا جس نے لوٹ مار کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۱۹۰- حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ مَوْلًى لِجُهَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخِلْسَةِ وَالنُّهْبَةِ۔

حضرت عبدالرحمن بن زید بن خالد الجہنی نے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُچک لینے اور لوٹ مار کرنے سے منع فرمایا۔

۱۹۱- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو غَسَّانَ

حضرت سماک بن حرب فرماتے ہیں مجھے

قَالَ ثَنَا أَبُو عُمَرَ قَالَ ثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ثَعْلَبَةَ بْنَ الْحَكَمِ أَخُو بَنِي لَيْثٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقُدُوْرٍ فِيْهَا لَحْمُ غَنَمٍ انْتَهَبُوْهُ فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ وَقَالَ إِنَّ النُّهْبَةَ لَا تَحِلُّ۔

بنو لیث کے بھائی ثعلبہ بن حکم نے بتایا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کچھ ایسی ہنڈیوں کے پاس سے گزرے جن میں لوٹ مار کی بکری کا گوشت تھا تو آپ کے حکم سے ان (ہنڈیوں) کو الٹ دیا گیا آپ نے فرمایا لوٹ مار جائز نہیں۔

۱۹۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ أَصَابَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا فَانْتَهَبُوْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصْلُحُ النُّهْبَةُ ثُمَّ أَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَأُكْفِئَتْ۔

حضرت ثعلبہ بن حکم فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک بکری ملی تو اسے لوٹ لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ نے فرمایا لوٹنا اچھا نہیں پھر آپ نے حکم فرمایا تو ہنڈیوں کو الٹ دیا گیا۔

۱۹۳۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ ثَنَا إِسْرَائِيْلُ قَالَ ثَنَا سِمَاكٌ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت اسرائیل فرماتے ہیں ہم سے حضرت سماک نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۹۴۔ حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ ثَنَا أَبِي وَغَيْرُهُ عَنْ سِمَاكٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت یحییٰ بن ابو زائدہ فرماتے ہیں ہم سے میرے والد اور دوسرے حضرات نے حضرت سماک سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا نَثَرَ عَلَى قَوْمٍ شَيْئًا فَأَبَاحَهُمْ أَخْذَهُ أَنَّ أَخْذَهُ مَكْرُوْهٌ لَهُمْ وَحَرَامٌ عَلَيْهِمْ وَذَهَبُوْا فِي ذٰلِكَ إِلَى أَنَّهُ مِنَ النُّهْبَةِ الَّتِي نَهَى عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جب کوئی شخص لوگوں پر کچھ نچھاور کرے اور ان کے لیے اس کا لینا جائز قرار دے تب بھی ان کے لیے لینا مکروہ اور حرام ہے انہوں نے اس سلسلے میں یہ دلیل دی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (مندرجہ بالا) روایات میں جس لوٹ مار سے منع فرمایا یہ بھی اس میں شامل ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا النُّهْبَةُ الَّتِي نَهَى عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ هِيَ نُهْبَةُ مَا لَمْ يُؤْذَنْ فِي انْتِهَابِهِ فَأَمَّا مَا نَثَرَهُ رَجُلٌ عَلَى قَوْمٍ وَأَبَاحَهُمْ انْتِهَابَهُ وَ

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان روایات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کی لوٹ مار سے منع فرمایا اس سے مراد وہ لوٹ مار ہے جس کی اجازت دی گئی ہو لیکن اگر کوئی شخص لوگوں پر کچھ نچھاور کرے اور ان کے لیے اس کا لینا

أَخَذَهُ فَلَيْسَ كَذٰلِكَ لِأَنَّهُ مَأْذُوْنٌ فِيْهِ وَالْأَوَّلُ مَمْنُوْعٌ مِنْهُ.

وَقَدْ وَجَدْنَا مِثْلَ ذٰلِكَ قَدْ أَبَاحَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.

۱۹۵- حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ ثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ لُحَيٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْأَيَّامِ إِلَى اللّٰهِ يَوْمُ النَّحْرِ ثُمَّ يَوْمُ عَرَفَةَ فَقُرِّبَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ بَدَنَاتٌ خَمْسًا أَوْ سِتًّا فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ إِلَيْهِ بِأَيَّتِهِنَّ يَبْدَأُ فَلَمَّا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا قَالَ كَلِمَةً خَفِيْفَةً لَمْ أَفْهَمْهَا فَقُلْتُ لِلَّذِيْ كَانَ إِلٰى جَنْبِيْ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَالَ مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ.

فَلَمَّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ وَأَبَاحَ ذٰلِكَ دَلَّ هٰذَا أَنَّ مَا أَبَاحَهُ رَبُّهُ النَّاسَ مِنْ طَعَامٍ أَوْ غَيْرِهِ فَلَهُمْ أَنْ يَأْخُذُوْا مِنْ ذٰلِكَ وَهٰذَا خِلَافُ النُّهْبَةِ الَّتِيْ نُهِيَ عَنْهَا فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ النُّهْبَةَ الَّتِيْ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ هِيَ نُهْبَةُ مَا لَمْ يُؤْذَنْ فِيْهِ وَأَنَّ مَا أُبِيْحَ مِنْ ذٰلِكَ وَأُذِنَ فِيْهِ فَمَعْنَى مَا فِيْ هٰذَا الْأَثَرِ الثَّانِيْ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثٌ مُنْقَطِعٌ قَدْ فَسَّرَ حُكْمَ النُّهْبَةِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا وَالنُّهْبَةِ الْمُبَاحَةِ وَإِنَّمَا أَرَدْنَا بِذِكْرِهِ هٰهُنَا تَفْسِيْرَهُ لَا يَعْنِيْ هٰذَا الْمُتَّصِلَ.

جائز قرار دے تو اس کا حکم یہ نہیں کیونکہ اس کی اجازت ہے پہلی قسم ممنوع ہے۔

اور ہم دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسی لوٹ مار کی اجازت دی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین دن قربانی کا دن ہے پھر یوم عرفہ ہے (اس کے بعد) پانچ یا چھ اونٹ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کیے گئے تو ان میں سے ہر ایک آپ کے قریب ہونے لگا کہ آپ کس سے ابتداء کریں جب وہ پہلوؤں کے بل گر گئے (ذبح ہو گئے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہلکا سا کلمہ فرمایا جسے میں سمجھ نہ سکا میں نے اپنے قریب والے ساتھی سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ نے فرمایا جو چاہے کاٹ کر لے جائے۔

تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا جو چاہے کاٹ کر لے جائے اور اسے مباح قرار دیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جس کھانے وغیرہ کا مالک اسے لوگوں کیلئے مباح قرار دے وہ اس سے لے سکتے ہیں اور یہ اس لوٹ کے خلاف ہے جس سے پہلی روایات میں منع فرمایا تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہو گیا کہ جس لوٹ مار کا ذکر پہلی روایات میں ہے اس سے مراد وہ لوٹ مار ہے جس کی اجازت نہ دی گئی ہو اور جسے مباح قرار دیا گیا اور اس کی اجازت دی گئی تو اس کا حکم وہ ہے جو ان بعد والی روایات میں مذکور ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک منقطع[1] حدیث مروی ہے جس میں آپ نے ممنوع لوٹ مار اور جائز لوٹ کی وضاحت فرمائی ہے ہم یہاں اس حدیث کو اس مذکورہ بلا مفہوم کی وضاحت کے طور پر ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

[1] حدیث منقطع وہ حدیث ہے جس کی سند میں ایک یا زیادہ راوی چھوڑ دیئے گئے ہوں۔ ۱۲ ہزاروی

١٩٦ - حَدَّثَنَا عبد العزيز بن معاوية العتابي قال ثنا عون بن عمارة قال ثنا زياد بن المغيرة عن ثور بن يزيد عن خالد بن معدان عن معاذ بن جبل قال شهد رسول الله صلى الله عليه وسلم إملاك شاب من الأنصار فلما زوجوه قال على الألفة والطير الميمون والسعة في الرزق بارك الله لكم دففوا على رأس صاحبكم فلم يلبث أن جاءت الجواري معهن الأطباق عليها اللوز والسكر فأمسك القوم أيديهم فقال النبي صلى الله عليه وسلم ألا تنتهبون فقالوا يا رسول الله إنك كنت نهيت عن النهبة قال تلك نهبة العساكر فأما العرسات قال فلا قال فرأيت رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم يجاذبهم ويجاذبونه.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری نوجوان کے نکاح میں تشریف لے گئے جب انہوں نے اس کا نکاح کر دیا تو آپ نے فرمایا الفت، نیک فالی اور وسعت رزق کا باعث ہو اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے اپنے ساتھی (دولھا) کے سر پر دف بجاؤ تھوڑی دیر میں کچھ لڑکیاں آگئیں ان کے پاس اخروٹ اور شکر کے تھال تھے لوگوں نے اپنے ہاتھ روک لئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا لوٹتے نہیں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو لوٹنے سے منع فرماتے تھے آپ نے فرمایا وہ لشکروں کو لوٹنا ہے لیکن شادی بیاہ کی لوٹ منع نہیں ہے راوی فرماتے ہیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ ان پر جھپٹے اور وہ آپ پر جھپٹتے۔

وَقَدْ رُوِيَ عن جماعة من المتقدمين في ذلك اختلاف أيضا.

متقدمین کی ایک جماعت سے بھی اس مسئلے میں اختلاف مروی ہے۔

١٩٧ - حَدَّثَنَا ابن مرزوق قال ثنا عثمان بن عمر قال أنا إسرائيل عن أبي حصين عن عبد الله بن يسار أنه كان لابن مسعود صبيان في الكتاب فأرادوا أن ينتهبوا عليهم فأبى فهم حذارا بهم الصبيان وكره أن ينتهبوا مع الصبيان فقد يجوز أن يكون ذلك على الخوف منه عليهم من النهبة لا لغير ذلك.

حضرت عبد اللہ بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہوں نے باہم لوٹ کا ارادہ کیا حضرت ابن مسعود نے ان کے دو درجوں کے اخروٹ خریدے اور بچوں کے ساتھ لوٹ میں شریک ہونا پسند نہ کیا تو ممکن ہے انہوں ایسا اس لیے کیا ہو کہ انہیں اس لوٹ مار کی وجہ سے بچوں (کے نقصان) کا ڈر تھا کسی اور وجہ سے منع نہیں کیا۔

١٩٨ - حَدَّثَنَا ابن أبي داود قال ثنا الوهبي قال ثنا المسعودي عن الهيثم أنه كان يستحب أن يوضع السكر في الملاك ويكره أن ينثر.

حضرت مسعود، حضرت ہیثم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نکاح کے موقع پر شکر رکھنے کو پسند کرتے تھے لیکن اس کا نچھاور کرنا انہیں پسند نہ تھا۔

---

١٩٩ - حَدَّثَنَا ابن أبي داود قال ثنا علي

حضرت ابو سعید، حضرت عکرمہ سے روایت

بْنُ الْجَعْدِ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيْدٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّهُ كَرِهَهُ.

٢٠٠ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ كُنْتُ أَمْشِيْ بَيْنَ إِبْرَاهِيْمَ وَالشَّعْبِيِّ فَتَذَاكَرَا اِنْتِثَارَ الْعُرْسِ فَكَرِهَهُ إِبْرَاهِيْمُ وَلَمْ يَكْرَهْهُ الشَّعْبِيُّ فَقَدْ يَجُوْزُ أَيْضًا أَنْ يَكُوْنَ إِبْرَاهِيْمُ كَرِهَ ذٰلِكَ مِنْ أَجْلِ مَا ذَكَرْنَا مِنْ خَوْفِ الْعَطَبِ عَلَى الْمُنْتَهِبِيْنَ كَنَظَرٍ بَاوْ ذٰلِكَ.

٢٠١ - فَإِذَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ فِي انْتِهَابٍ فِي الْعُرْسِ قَالَ كَانُوْا يَأْخُذُوْنَهُ لِلصِّبْيَانِ.

فَدَلَّ مَا رُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ فِيْ هٰذَا مَعَ ذِكْرِهِ عَمَّنْ كَانَ قَبْلَهُ مِمَّنْ يُقْتَدٰى بِهِ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَأْخُذُوْنَهُ لِلصِّبْيَانِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ كَرَاهَتَهُ فِي الْبَابِ الْأَوَّلِ لَيْسَ مِنْ جِهَةِ تَحْرِيْمِهِ وَلٰكِنْ مِنْ جِهَةِ مَا ذَكَرْنَاهُ.

٢٠٢ - حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بِهِ بَأْسًا.

٢٠٣ - حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا بَأْسَ بِانْتِهَابِ الْجَوْزِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ يَضَعُوْنَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ.

وَمَا فِيْهِ الْإِبَاحَةُ مِنْ هٰذِهِ الْآثَارِ عِنْدَنَا أَوْجَهُ فِي النَّظَرِ مِمَّا فِيْهِ الْكَرَاهِيَةُ مِنْهَا وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ.

کرتے ہیں کہ وہ اسے ناپسند کرتے تھے۔

حضرت حکم فرماتے ہیں میں حضرت ابراہیم اور حضرت شعبی کے درمیان چل رہا تھا انہوں نے شادی میں (چھوہارے وغیرہ) نچھاور کرنے کے بارے میں بات چیت کی تو حضرت ابراہیم نے اسے ناپسند کیا لیکن حضرت شعبی نے مکروہ نہ جانا تو ہو سکتا ہے حضرت ابراہیم کا ناپسند کرنا بھی لوٹنے والوں کی ہلاکت کے خوف سے ہو جیسا کہ ہم نے ذکر کیا پس ہم نے اس میں غور کیا۔

حضرت مغیرہ حضرت ابراہیم سے شادی کے موقع پر لوٹ کے بارے میں روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ وہ بچوں کے لیے لیتے تھے۔

تو اس سلسلے میں جو کچھ حضرت ابراہیم سے مروی ہے وہ اور جو کچھ انہوں نے پیش رو حضرات سے جو مقتدا ہیں نقل کیا کہ وہ بچوں کے لیے تھے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ باب کے شروع میں ان کا جس ناپسندیدگی کا ذکر ہے وہ اس کے حرام ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے جو ہم نے ذکر کی۔

حضرت یونس حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اس بات میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

حضرت اشعث حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اخروٹوں کی لوٹ میں کوئی حرج نہیں حضرت محمد ابن سیرین فرماتے ہیں وہ اپنے ہاتھوں میں لیا کرتے تھے۔

اور جو کچھ اس میں جواز کا ذکر ہے ہمارے نزدیک وہ کراہت کے مقابلے میں زیادہ مناسب ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

۸ - كِتَابُ الطَّلَاقِ

طلاق کے بیان میں

بَابُ ۱۸۳ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ ثُمَّ يُرِيْدُ اَنْ يُطَلِّقَهَا لِلسُّنَّةِ مَتٰى يَكُوْنُ لَهُ ذٰلِكَ

حائضہ عورت کو طلاق دینا اور پھر سنت طلاق دینے کا ارادہ کرنا

۲۰۴ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَا ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَيْمَنَ يَسْاَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ فَعَلَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ فَسَاَلَ عُمَرُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَالَ ثُمَّ تَلَا اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ اَوْ فِيْ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ۔

حضرت ابوالزبیر فرماتے ہیں میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن ایمن سے سنا وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھتے تھے جو اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دیتا ہے۔ انہوں نے فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا کیا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا انہیں کہو کہ رجوع کریں حتیٰ کہ وہ (ان کی زوجہ حیض سے) پاک ہو جائے پھر اسے طلاق دیں فرماتے ہیں پھر آپ نے آیت کریمہ پڑھی جب تم عورتوں کو طلاق دو

۲۰۵ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ قَالَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى اٰلِ طَلْحَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَاَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت سالم رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زوجہ کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا انہیں حکم دو کہ جب ان کی

وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا وَهِيَ طَاهِرٌ أَوْ حَامِلٌ۔

٢٠٦۔ **حَدَّثَنَا** صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ ثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِيْ وَهِيَ حَائِضٌ فَرَدَّهَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى طَلَّقْتُهَا وَهِيَ طَاهِرٌ۔

٢٠٧۔ **حَدَّثَنَا** فَهْدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمِيْدٍ الْحِمَّانِيُّ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

٢٠٨۔ **حَدَّثَنَا** أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ هَلْ تَعْرِفُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهٗ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا قُلْتُ وَيُعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيْقَةِ قَالَ فَمَهْ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُوْ بَكْرَةَ فِيْ حَدِيْثِهٖ هٰذَا غَيْرَ مَا ذَكَرْنَاهُ فِيْهِ۔

٢٠٩۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

زوجہ پاک ہو جائیں یا حاملہ ہوں تو رجوع کریں۔

حضرت سعید بن جبیر، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مجھ پر رد کر دیا حتیٰ کہ جب وہ پاک ہو گئیں تو میں نے انہیں طلاق دی۔

حضرت ہشیم، حضرت ابو بشر سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

حضرت یونس بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دیتا ہے انہوں نے فرمایا کیا تم عبد اللہ بن عمر کو جانتے ہو انہوں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا انہوں نے (عبد اللہ بن عمر نے) اپنی بیوی کو طلاق دی جب کہ وہ حائضہ تھیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ معاملہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا انہیں کہو کہ وہ رجوع کریں جب پاک ہو جائیں تو انہیں طلاق دیں اور یہ طلاق بھی شمار کی جائے۔

حضرت انس بن سیرین فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا فرماتے تھے کہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دی جب کہ وہ حائضہ تھیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات بارگاہ نبوی میں ذکر کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں کہیں کہ رجوع کریں پھر جب پاک ہو جائے

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا فَقِيلَ أَيُحْتَسَبُ بِهَا قَالَ فَمَهْ.

تو طلاق دیں پوچھا گیا کیا یہ طلاق بھی شمار ہوگی تو انہوں نے فرمایا۔

٢١٠ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا الْفَضْلُ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ أَبُو سُلَيْمَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ صَنَعْتَ فِي امْرَأَتِكَ الَّتِي طَلَّقْتَ قَالَ طَلَّقْتُهَا وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعُمَرَ فَأَتَى عُمَرُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا عِنْدَ طُهْرِهَا قَالَ فَقُلْتُ حُسِبَتْ عَلَيْهِ فَيُعْتَدُّ بِالطَّلَاقِ الْأَوَّلِ قَالَ وَمَا يَمْنَعُنِي إِنْ كُنْتُ أَسَأْتُ وَاسْتَحْمَقْتُ.

حضرت ابن سیرین سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا آپ نے اپنی زوجہ کے بارے میں کیا کیا جس کو آپ نے طلاق دی تھی انہوں نے فرمایا میں نے اسے حالت حیض میں طلاق دی پھر میں نے یہ بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ذکر کی وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا انہیں کہیں کہ رجوع کریں پھر طہارت کی حالت میں طلاق دیں فرماتے ہیں میں نے

٢١١ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ ثَنِي مُغِيرَةُ بْنُ يُونُسَ هُوَ ابْنُ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قُلْتُ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ أَتَعْرِفُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُطَلِّقَهَا فِي قُبُلِ عِدَّتِهَا.

حضرت مغیرہ بن یونس (ابن جبیر) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیتا ہے (تو اس کا کیا حکم ہے) انہوں نے فرمایا تم عبد اللہ بن عمر کو جانتے ہو میں نے عرض کیا "جی ہاں" فرمایا عبد اللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سلسلے میں پوچھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ رجوع کریں اور پھر عدت (پوری ہونے) سے پہلے طلاق دیں۔

تَحْقِيقُ مَسْئَلَةٍ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذِهِ الْآثَارِ فَقَالُوا مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَدْ أَثِمَ وَيَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا فَإِنَّ طَلَاقَهُ وَقْتَ طَلَاقٍ خَطَأً وَ فَسَانْ

تحقیق مسئلہ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے ان روایات کو اپناتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے وہ گناہ گار ہوا اور اسے رجوع کرنا چاہئے کیونکہ اس کی یہ طلاق غلطی ہے اور اگر وہ چھوڑ دے

تَرَكَهَا تَمْضِي فِي الْعِدَّةِ بَانَتْ مِنْهُ بِطَلَاقٍ خَطَأٍ وَلَكِنَّهُ يُؤْمَرُ أَنْ يُرَاجِعَهَا لِيُخْرِجَهَا بِذَلِكَ مِنْ أَسْبَابِ الطَّلَاقِ الْخَطَأِ ثُمَّ يَتْرُكُهَا حَتَّى تَطْهُرَ مِنْ هَذِهِ الْحَيْضَةِ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا طَلَاقًا صَوَابًا فَتَمْضِي فِي عِدَّةٍ مِنْ طَلَاقٍ صَوَابٍ فَإِنْ شَاءَ رَاجَعَهَا وَكَانَتْ امْرَأَتَهُ وَبَطَلَتِ الْعِدَّةُ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَهَا حَتَّى تَبِينَ مِنْهُ بِطَلَاقٍ صَوَابٍ وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ مِنْهُمْ أَبُو يُوسُفَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فَقَالُوا إِذَا طَلَّقَهَا حَائِضًا لَمْ يَكُنْ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ يُطَلِّقَهَا حَتَّى تَطْهُرَ مِنْ هَذِهِ الْحَيْضَةِ ثُمَّ تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ تَطْهُرَ مِنْهَا

وَعَارَضُوا الْآثَارَ الَّتِي رَوَيْنَاهَا فِي مُوَافَقَةِ الْقَوْلِ الْأَوَّلِ

۲۱۲- بِمَا حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنِي اللَّيْثُ قَالَ ثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا أَمَرَ اللهُ.

۲۱۳- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا

اگر رجوع نہ کرے حتیٰ کہ عدت گزر جائے تو اسی غلط طلاق کے ساتھ عورت جدا ہو جائے گی لیکن اسے رجوع کا حکم دیا جائے تاکہ اسے غلط طلاق کے اسباب سے نکال دے پھر چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ اس حیض سے پاک ہو جائے پھر درست طلاق دے اور وہ درست طلاق کی عدت گزارے اس کے بعد اگر وہ چاہے تو رجوع کر لے اب وہ اس کی بیوی ہو جائے گی اور عدت باطل ہو جائے گی اور اگر چاہے تو چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ درست طلاق کے سبب جدا ہو جائے یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ان میں حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ بھی شامل ہیں ان کا خیال ہے کہ جب وہ اسے حالت حیض میں طلاق دے تو اس وقت تک (دوبارہ) طلاق نہیں دے سکتا جب تک اس حیض سے پاک ہونے کے بعد دوسرے حیض سے بھی پاک نہ ہو جائے۔

انہوں نے پہلے قول کی موافقت میں ہماری مروایت کردہ احادیث کے مقابلے میں روایات پیش کی ہیں۔

حضرت ابن شہاب سے مروی ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ انہوں نے اپنی زوجہ کو حالت حیض میں طلاق دی یہ بات بارگاہ نبوی میں عرض کی گئی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہو گئے پھر فرمایا چاہیے کہ وہ رجوع کریں پھر پاک ہونے تک اسے روکے رکھیں یہاں تک کہ پاک ہو جائے پھر حیض آئے اور اس کے بعد پاک ہو جائے اس کے بعد طلاق دینا ضروری ہو تو حالت طہارت میں جماع کرنے سے پہلے طلاق دے اب یہ طلاق اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو گی۔

حضرت یزید بن سنان فرماتے ہیں ہم سے حضرت ابو صالح

أَبُو صَالِحٍ قَدْ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

نے بیان کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

٢١٤- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لْيُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ۔

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عہد رسالت میں اپنی بیوی کو طلاق دی جب کہ وہ حائضہ تھیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا انہیں کہیں کہ رجوع کریں پھر روکے رکھیں یہاں تک کہ پاک ہو جائیں پھر حیض آ جائے پھر پاک ہوں تو یہ عدت (گنتی) ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس کے بعد عورتوں کو طلاق دی جائے۔

٢١٥- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ نَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ نَا مَالِكٌ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثُمَّ يَتْرُكُهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ طَلَّقَ۔

حضرت قعنبی فرماتے ہیں ہم سے حضرت مالک نے بیان کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے فرمایا کہ آپ نے ارشاد فرمایا پھر اسے چھوڑ دیں حتی کہ پاک ہو جائے پھر دوسرا حیض آئے اور اس سے بھی پاک ہو جائے پھر چاہیں تو طلاق دیں۔

٢١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَعُبَيْدِ اللَّهِ ....

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٢١٧- وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَعُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت ایوب اور عبید اللہ حضرت نافع سے وہ حضرت عبد اللہ بن عمر اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٢١٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكُرْدِيُّ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا۔

حضرت یحییٰ بن سعید، موسیٰ بن عقبہ اور عبید اللہ ابن عمر، حضرت نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ یہ اضافہ ہے کہ جماع سے پہلے طلاق دے۔

٢١٩- حَدَّثَنَا فَهْدٌ وَحُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَا ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ ثَنِي نَافِعٌ عَنْ

حضرت موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا پھر انہوں نے

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

فَفِيْمَا اَخْبَرَ سَالِمٌ وَنَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ هٰذِهِ الْاٰثَارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ اَنْ يُمْسِكَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ ثُمَّ تَطْهُرَ زَادَ ذٰلِكَ عَلٰى مَا فِي الْاٰثَارِ الْاُوَلِ فَهُوَ اَوْلٰى مِنْهَا فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ الْاٰثَارِ.

وَاَمَّا وَجْهُهُ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ فَاِنَّا وَجَدْنَا الْاَصْلَ فِيْ ذٰلِكَ اَنَّ الرَّجُلَ نُهِيَ اَنْ يُطَلِّقَ امْرَاَتَهُ حَائِضًا وَنُهِيَ اَنْ يُطَلِّقَهَا فِيْ طُهْرٍ قَدْ طَلَّقَهَا فِيْهِ وَقَدْ نُهِيَ عَنِ الطَّلَاقِ فِي الطُّهْرِ الَّذِيْ قَدْ طَلَّقَهَا فِيْهِ كَمَا نُهِيَ عَنِ الطَّلَاقِ فِي الْحَيْضِ ثُمَّ رَاَيْنَاهُمْ لَا يَخْتَلِفُوْنَ فِيْ رَجُلٍ جَامَعَ امْرَاَتَهُ حَائِضًا ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُطَلِّقَهَا لِلسُّنَّةِ اَنَّهُ مَمْنُوْعٌ مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰى تَطْهُرَ مِنْ هٰذِهِ الْحَيْضَةِ الَّتِيْ كَانَ الْجِمَاعُ فِيْهَا وَمِنْ حَيْضَةٍ اُخْرٰى بَعْدَهَا وَجُعِلَ جِمَاعُهُ اِيَّاهَا فِي الْحَيْضَةِ كَجِمَاعِهٖ اِيَّاهَا فِي الطُّهْرِ الَّذِيْ يَتَعَقَّبُ تِلْكَ الْحَيْضَةَ فَلَمَّا كَانَ حُكْمُ الطُّهْرِ الَّذِيْ يَتْلُوْ كُلَّ حَيْضَةٍ كَحُكْمِ نَفْسِ الْحَيْضِ فِيْ وُقُوْعِ الطَّلَاقِ فِي الْجِمَاعِ فِيْ ذٰلِكَ وَكَانَ مَنْ جَامَعَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يُطَلِّقَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ الْجِمَاعِ وَبَيْنَ الطَّلَاقِ الَّذِيْ يُوْقِعُهُ حَيْضَةٌ كَامِلَةٌ مُسْتَقْبَلَةٌ كَانَ كَذٰلِكَ فِي النَّظَرِ اَنَّهُ اِذَا طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ ثُمَّ اَرَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ يُطَلِّقَهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ ذٰلِكَ

نے اس کی مثل ذکر کیا۔

ان روایات میں حضرت سالم اور حضرت نافع رضی اللہ عنہما نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ بیوی کو اس حیض سے پاک ہونے اور دوسرا حیض آنے پھر اس سے پاک ہونے تک روکے رکھیں یہ بات پہلی روایات سے زائد ہے لہٰذا یہ ان سے اولیٰ ہے۔ روایات کے طریقے پر اس باب کا بیان یہ ہے۔

اور قیاس کے طریقے پر اس کا بیان اس طرح ہے کہ ہمیں ایک قاعدہ معلوم ہے وہ یہ کہ مرد کو منع کیا گیا کہ وہ عورت کو حالت حیض میں طلاق دے اور اس بات سے بھی منع کیا گیا کہ جس طہر میں طلاق دے چکا ہے اس میں دوسری طلاق دے تو جس طہر میں طلاق دے چکا ہے اس میں طلاق دینے سے اسی طرح منع کیا گیا جس طرح حالت حیض میں طلاق دینے سے منع کیا گیا پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اس شخص کے بارے میں اتفاق ہے جس نے حالت حیض میں بیوی سے جماع کیا پھر اسے سنت طلاق دینے کا ارادہ کرتا ہے تو جب تک اس حیض سے پاک نہ ہو جائے جس میں جماع کیا اور اسی طرح بعد والے حیض سے پاک نہ ہو جائے طلاق دینا ممنوع ہے تو حالت حیض میں جماع کو اسی طرح قرار دیا ہے جیسے اس طہر میں جماع کرنا جو اس پہلے حیض کے بعد آرہا ہے تو جب طلاق کے سلسلے میں ہر حیض کے بعد والے طہر کا حکم وہی ہے جو خود حیض کا ہے کہ اس میں طلاق دینا اور جماع کرنا برابر ہے اور جو آدمی حائضہ عورت سے جماع کرے تو وہ اس کے بعد طلاق نہیں دے سکتا حتیٰ کہ اس جماع اور طلاق کے درمیان جو وہ دینا چاہتا ہے ایک آنے والا کامل حیض پایا جائے تو قیاس اسی طرح ہے کہ جب وہ بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے اور اس کے بعد پھر طلاق دینا چاہے تو ایسا نہیں کرسکتا حتیٰ کہ پہلی طلاق جو اس نے دی ہے اور دوسری طلاق کے درمیان ایک (مستقل) آنے

حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَ الطَّلَاقِ الْاَوَّلِ الَّذِيْ كَانَ طَلَّقَهَا إِيَّاهُ وَبَيْنَ طَلَاقِهِ إِيَّاهَا الثَّانِيْ حَيْضَةٌ مُسْتَقْبِلَةٌ فَهٰذَا وَجْهُ النَّظَرِ عِنْدَنَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ مَعَ مُوَافَقَةِ الْاٰثَارِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ يُوْسُفَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَفِيْ مَنْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ عُمَرَ اَنْ يُطَلِّقَ امْرَاَتَهُ بَعْدَ الطَّلَاقِ الْاَوَّلِ حَتّٰى يَكُوْنَ بَعْدَ ذٰلِكَ حَيْضٌ مُسْتَقْبِلٌ فَيَكُوْنُ بَيْنَ التَّطْلِيْقَتَيْنِ حَيْضٌ مُسْتَقْبِلٌ دَلِيْلٌ اَنَّ سُنَّةَ طَلَاقِ السُّنَّةِ اَنْ لَا يُجْمَعَ تَطْلِيْقَتَانِ فِيْ طُهْرٍ وَاحِدٍ فَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔

والا حیض پایا جائے۔

ہمارے نزدیک اس بات میں قیاس کا تقاضا بھی ہے اور روایات بھی اس کی ہم نوا ہیں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پہلی طلاق دینے کے بعد اس وقت دوسری طلاق دینے سے منع کرتے ہیں جب تک دو طلاقوں کے درمیان ایک اور حیض نہ آجائے اس بات کی دلیل ہے کہ سنت طلاق کا حکم یہ ہے کہ ایک طہر میں دو طلاقوں کو جمع نہ کرے اسے سمجھو۔ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

بَابُ ۲۳ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا مَعًا

بیک وقت تین طلاقیں دینا

۲۳۰ - حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ طَاوٗسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَبَا الصَّهْبَاءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَتَعْلَمُ اَنَّ الثَّلَاثَ كَانَتْ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَثَلَاثًا مِنْ اِمَارَةِ عُمَرَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ۔

ابن طاؤس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو الصہباء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، حضرت صدیق اکبر کے دور میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی تین سالوں میں تین طلاقیں ایک ہی طلاق شمار ہوتی تھیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں!

تَحْقِيْقُ مَسْئَلَةٍ

تحقیق مسئلہ

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا مَعًا فَقَدْ وَقَعَتْ عَلَيْهَا وَاحِدَةٌ اِذَا كَانَتْ فِيْ وَقْتِ سُنَّةٍ وَذٰلِكَ اَنْ تَكُوْنَ طَاهِرًا فِيْ غَيْرِ جِمَاعٍ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک قوم اسی بات کی طرف گئی ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دے تو اس پر ایک طلاق واقع ہو گی جب کہ سنت وقت میں دی گئی ہو وہ یوں کہ اس طہارت میں ہو جس میں جماع نہیں کیا گیا انہوں نے اس

وَلَا يَحِلُّونَ فِي فِعْلِهِمْ ذٰلِكَ مَحَلَّ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ أَرَادَ مِنْهُمْ فِي ذٰلِكَ إِصَابَةَ مَا أَمَرَهُمْ بِهِ الَّذِينَ يَحِلُّونَ فِي فِعْلِهِمْ ذٰلِكَ مَحَلَّهُ. فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ لَزِمَهُمْ مَا فَعَلُوا وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ مِمَّا قَدْ نُهُوا عَنْهُ. وَلَمَّا قَدْ رَأَيْنَا أَشْيَاءَ مِمَّا قَدْ نَهَى اللّٰهُ تَعَالٰى الْعِبَادَ عَنْ فِعْلِهَا أَوْجَبَ عَلَيْهِمْ إِذَا فَعَلُوهَا أَحْكَامًا. مِنْ ذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ نَهَاهُمْ عَنِ الظِّهَارِ بِهِ وَوَصَفَهُ بِأَنَّهُ مُنْكَرٌ مِنَ الْقَوْلِ وَزُورٌ وَلَمْ يَمْنَعْ مَا كَانَ كَذٰلِكَ أَنْ تَحْرُمَ بِهِ الْمَرْأَةُ عَلَى زَوْجِهَا حَتّٰى يَفْعَلَ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ. فَلَمَّا رَأَيْنَا الظِّهَارَ قَوْلًا مُنْكَرًا وَزُورًا وَقَدْ لَزِمَتْ بِهِ حُرْمَةٌ كَانَ كَذٰلِكَ الطَّلَاقُ الْمَنْهِيُّ عَنْهُ هُوَ مُنْكَرٌ مِنَ الْقَوْلِ وَزُورٌ وَالْحُرْمَةُ بِهِ وَاجِبَةٌ.

وَقَدْ رَأَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ طَلَاقِ عَبْدِ اللّٰهِ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ أَمَرَهُ بِمُرَاجَعَتِهَا وَتَوَاتَرَتْ عَنْهُ بِذٰلِكَ الْآثَارُ وَقَدْ ذَكَرْنَاهَا فِي الْبَابِ الْأَوَّلِ. وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُؤْمَرَ بِالْمُرَاجَعَةِ مَنْ لَمْ يَقَعْ طَلَاقُهُ. فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَلْزَمَهُ الطَّلَاقَ فِي الْحَيْضِ وَهُوَ وَقْتٌ لَا يَحِلُّ إِيقَاعُ الطَّلَاقِ فِيهِ كَانَ كَذٰلِكَ مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَأَوْقَعَ كُلًّا فِي وَقْتِ الطَّلَاقِ لَزِمَهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَلْزَمَ نَفْسَهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ فَعَلَهُ عَلٰى خِلَافِ مَا أُمِرَ بِهِ فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِي هٰذَا الْبَابِ.

وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا لَوِ اكْتَفَيْنَا بِهِ كَانَتْ حُجَّةً قَاطِعَةً وَذٰلِكَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا كَانَ زَمَانُ عُمَرَ رَضِيَ

جن کے یہ قائم مقام ہیں تو جب بات یوں ہے تو جو کچھ انہوں نے کیا وہ لازم ہو جائے گا اگرچہ یہ ان امور میں سے ہے جن سے منع کیا گیا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو بعض کاموں سے منع فرمایا لیکن عمل کرنے کی صورت میں احکام واجب کر دیئے ان باتوں میں سے ایک ظہار ہے کہ اس سے منع کیا اور اسے بری بات اور جھوٹ قرار دیا لیکن اس کے باوجود جو ایسا کرے اس کی بیوی کے (ظہار کرنے والے پر) اس وقت تک حرام ہونے کو منع نہیں کیا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کفارہ ادا نہ کر دے تو جب ہم دیکھتے ہیں کہ ظہار بری بات اور جھوٹ ہے لیکن اس کے باوجود حرمت لازم ہو گئی اسی طرح جس طلاق سے منع کیا گیا وہ بھی بری بات اور جھوٹ ہے اس کی وجہ سے حرمت واجب ہو جاتی ہے۔

اور ہم دیکھتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس طلاق کے بارے میں پوچھا جو انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں دی تھی تو آپ نے انہیں رجوع کا حکم دیا اس سلسلے میں تواتر کے ساتھ روایات مروی ہیں۔ اور ہم (امام طحاوی) نے انہیں گزشتہ باب میں ذکر کیا ہے اور جس شخص کی طلاق واقع نہ ہو اس کو رجوع کا حکم دینا جائز نہیں تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض کی حالت میں دی ہوئی طلاق ان پر لازم کر دی اور اس وقت دینا جائز نہیں اسی طرح جو شخص (اکٹھی) تین طلاقیں دے تو طلاق واقع ہو جائے گی اور جو کچھ اس نے نفس پر لازم کیا وہ لازم ہو جائے گا اگرچہ اس نے یہ عمل مامور بہ کے خلاف کیا اس باب میں قیاس یہی ہے۔

اور جو کچھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے اگر ہم اس پر اکتفاء کریں تو وہ قطعی دلیل ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو آپ نے فرمایا

ﮯ کسی شخص کا اپنی بیوی کو اپنی ماں کی پیٹھ وغیرہ کی طرح قرار دینا ظہار کہلاتا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ فِي الطَّلَاقِ اَنَاةٌ وَاِنَّهُ مَنْ تَعَجَّلَ اَنَاةَ اللّٰهِ فِي الطَّلَاقِ اَلْزَمْنَاهُ اِيَّاهُ۔

۲۲۱۔ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ ابْنُ اَبِي عِمْرَانَ قَالَ ثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اَبِي اِسْرَائِيْلَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الرَّمَادِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ فِي اَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ غَيْرَ اَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا اَبَا الصَّهْبَاءِ وَلَا سُؤَالَهُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَاِنَّمَا ذَكَرَ مِثْلَ جَوَابِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الَّذِيْ فِي ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ وَذَكَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْ كَلَامِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَا قَدْ ذَكَرْنَاهُ قَبْلَ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَخَاطَبَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِذٰلِكَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَفِيْهِمْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهُمُ الَّذِيْنَ قَدْ عَلِمُوْا مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذٰلِكَ فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ عَلَيْهِ مِنْهُمْ مُنْكِرٌ وَلَمْ يَدْفَعْهُ دَافِعٌ فَكَانَ ذٰلِكَ اَكْبَرُ الْحُجَّةِ فِيْ نَسْخِ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذٰلِكَ لِاَنَّهُ لَمَّا كَانَ فِعْلُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ جَمِيْعًا فِعْلًا يَجِبُ بِهِ الْحُجَّةُ كَانَ كَذٰلِكَ اَيْضًا اِجْمَاعُهُمْ عَلَى الْقَوْلِ اِجْمَاعًا يَجِبُ بِهِ الْحُجَّةُ وَكَمَا كَانَ اِجْمَاعُهُمْ عَلَى النَّقْلِ بَرِيْئًا مِنَ الْوَهْمِ وَالزَّلَلِ كَانَ كَذٰلِكَ اِجْمَاعُهُمْ عَلَى الرَّاْيِ بَرِيْئًا مِنَ الْوَهْمِ وَالزَّلَلِ۔

اے لوگو! تمہارے لیے طلاق میں ٹھہراؤ تھا اور جو شخص طلاق کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی (تاخیر) میں جلدی کرے تو وہ طلاق اس پر لازم ہو جائے گی۔

اسحٰق بن اسرائیل اور احمد بن منصور رمادی، عبدالرزاق سے وہ معمر سے وہ طاؤس سے وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس پہلی حدیث کی طرح روایت کرتے ہیں جو ہم نے باب کے شروع میں ذکر کی ہے البتہ ان دونوں حضرات نے (اپنی روایتوں میں) حضرت ابوالصہباء اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے سوال کا ذکر نہیں کیا انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس جواب کی طرح ذکر کیا جو اس (پہلی) حدیث میں مذکور ہے اس کے بعد انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا جو ہم نے اس حدیث سے نقل کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کو خطاب کیا جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں جنہیں اس بارے میں دور رسالت والی بات معلوم تھی لیکن ان میں سے کسی نے بھی اس (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات) کا انکار نہیں کیا اور نہ کسی رد کرنے والے نے اس کا رد کیا۔ لہٰذا یہ حدیث گزشتہ کے منسوخ ہونے پر بہت بڑی حجت ہے کیونکہ جب تمام صحابہ کرام کا فعل ایسا فعل ہے کہ اس سے حجت قائم ہوتی ہے تو ان کا کسی بات پر اجماع بھی قابل استدلال اجماع ہے تو جس کسی بات کے نقل کرنے پر ان کا اجماع وہم اور خطا سے بری ہے اسی طرح کسی رائے پر ان کا اجماع بھی وہم اور خطا سے بری ہے۔

وَقَدْ رَأَيْنَا أَشْيَاءَ قَدْ كَانَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى مَعَانٍ فَجَعَلَهَا أَصْحَابُهُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ مِنْ بَعْدِهٖ عَلٰى خِلَافِ تِلْكَ الْمَعَانِي لَمَّا رَأَوْا فِيْهِ مِمَّا قَدْ خَفِيَ عَلٰى مَنْ بَعْدَهُمْ فَكَانَ ذٰلِكَ حُجَّةً نَاسِخًا لِمَا تَقَدَّمَهُ مِنْ ذٰلِكَ تَدْوِيْنُ الدَّوَاوِيْنِ وَالْمَنْعُ مِنْ بَيْعِ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ وَقَدْ كُنَّ يُبَعْنَ قَبْلَ ذٰلِكَ وَالتَّوْقِيْتُ فِيْ حَدِّ الْخَمْرِ وَلَمْ يَكُنْ فِيْهِ تَوْقِيْتٌ قَبْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا كَانَ مَا عَمِلُوْا بِهٖ مِنْ ذٰلِكَ قَدْ وَقَفْنَا عَلَيْهِ لَا يَجُوْزُ لَنَا خِلَافُهُ إِلٰى مَا قَدْ رَأَيْنَاهُ مِمَّا قَدْ تَقَدَّمَ مِنْ فِعْلِهِمْ لَهُ كَانَ كَذٰلِكَ مَا وَقَفْنَا عَلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ الْمَوْقِعِ مَعًا أَنَّهُ يَلْزَمُ لَا يَجُوْزُ لَنَا خِلَافُهُ إِلٰى غَيْرِهٖ مِمَّا قَدْ رُوِيَ أَنَّهُ كَانَ قَبْلَهُ عَلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ.

اور ہم بعض باتوں کو دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ان کا کچھ مفہوم تھا اور آپ کے بعد صحابہ کرام نے اس سے کچھ اور مراد لیا کیونکہ انہوں نے ان میں وہ باتیں دیکھیں جو بعد والوں پر پوشیدہ تھیں تو یہ پہلے قول کے نسخ پر دلیل ہے ان باتوں میں سے رجسٹروں کی تدوین اور ام ولد[1] لونڈیوں کی بیع سے روکنا ہے حالانکہ اس سے پہلے ان کا سودا ہوتا تھا اور شراب کی حد میں کوڑوں کی تعداد مقرر کرنا جبکہ اس سے پہلے ان کی مقدار مقرر نہ تھی تو جب انہوں نے اس پر عمل کیا اور ہمیں بھی اس سے واقفیت حاصل ہوگئی تو ہمارے لیے ان کے اس پہلے فعل کو دیکھ کر اس (دوسرے حکم) کے خلاف ورزی جائز نہیں تو اسی طرح بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے بارے میں ہمیں جو کچھ معلوم ہوا اس پر عمل کرنا ضروری ہے اور اسے چھوڑ کر اس کی طرف جانا جو پہلے مذکور ہوا جائز نہیں۔

ثُمَّ هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَدْ كَانَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ يُفْتِيْ مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا مَعًا أَنَّ طَلَاقَهُ قَدْ لَزِمَهُ وَحَرَّمَهَا عَلَيْهِ.

پھر یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے بعد فتویٰ دیتے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے تو اس کی طلاق لازم ہو جائے گی اور وہ عورت اس پر حرام ہو جائے گی۔

۲۲۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنَّ عَمِّيْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَقَالَ إِنَّ عَمَّكَ عَصَى اللّٰهَ فَأَنْدَمَهُ اللّٰهُ وَأَطَاعَ الشَّيْطَانَ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا فَقُلْتُ كَيْفَ تَرٰى فِيْ رَجُلٍ يُحِلُّهَا لَهُ فَقَالَ مَنْ يُخَادِعِ اللّٰهَ يُخَادِعْهُ.

حضرت مالک بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں آپ نے فرمایا تمہارے چچا نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس (طلاق) کو پورا کر دیا اور اس نے شیطان کی اطاعت کی تو آپ نے اس کے لیے کوئی راستہ نہ بتایا (راوی فرماتے ہیں) میں نے پوچھا آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو اس عورت کو حلال جانتا ہے تو انہوں نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے دھوکہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دے گا۔

۲۲۳- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

حضرت محمد بن ایاس بن بکیر فرماتے ہیں ایک شخص نے اپنی بیوی کو جماع سے پہلے تین طلاقیں دے دیں پھر اسے نکاح کرنے کا خیال

[1] ام الولد وہ لونڈی ہوتی ہے جس سے اس کے مالک کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ ۱۲ ہزاروی۔

مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ مُحَمَّدِ
بْنِ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ قَالَ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ
ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ
يَنْكِحَهَا فَجَاءَ يَسْتَفْتِي فَذَهَبْتُ مَعَهُ أَسْأَلُ
لَهُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ ذٰلِكَ
فَقَالَا لَا نَرَى أَنْ تَنْكِحَهَا حَتّٰى تَتَزَوَّجَ زَوْجًا
غَيْرَكَ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ طَلَاقِي إِيَّاهَا وَاحِدَةً
فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّكَ أَرْسَلْتَ مِنْ يَدِكَ مَا
كَانَ لَكَ مِنْ فَضْلٍ.

۲۲۴- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا
ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ
أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ أَخْبَرَهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي
عَيَّاشٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ فَجَاءَهُمَا مُحَمَّدُ
ابْنُ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ فَقَالَ إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ
الْبَادِيَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ
بِهَا فَمَاذَا تَرَيَانِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِنَّ هٰذَا
الْأَمْرَ مَا لَنَا فِيهِ مِنْ قَوْلٍ فَاذْهَبْ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
فَاسْأَلْهُمَا ثُمَّ ائْتِنَا فَأَخْبِرْنَا فَذَهَبَ فَسَأَلَهُمَا فَقَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَبِي هُرَيْرَةَ أَفْتِهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ
فَقَدْ جَاءَتْكَ مُعْضِلَةٌ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ الْوَاحِدَةُ
تُبِينُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ
زَوْجًا غَيْرَهُ.

۲۲۵- حَدَّثَنَا رَبِيعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا
خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي
ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ
أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنَ

ہوا چنانچہ وہ حکم پوچھنے کے لیے آیا تو میں اس کے ساتھ
گیا تاکہ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم
سے پوچھوں ان دونوں نے فرمایا کہ ہم اس کے لیے اس
عورت سے نکاح جائز نہیں سمجھتے حتی کہ وہ دوسری
عورت سے نکاح کرلے اس نے کہا میں نے تو ایک
ہی وقت میں طلاق دی ہے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو کچھ تیرے ہاتھ میں
تھا اسے تو نے چھوڑ دیا اب مزید تیرے اختیار
میں کچھ نہیں۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت بکیر
بن اشج نے ان کو معاویہ بن ابوعیاش انصاری سے خبر دی
کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر رضی اللہ عنہم
کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس حضرت محمد بن ایاس
بن بکیر آئے اور کہا کہ ایک دیہاتی شخص نے اپنی بیوی کو جماع
سے پہلے تین طلاقیں دے دی ہیں آپ کا اس کے بارے
میں کیا خیال ہے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہم اس
بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے آپ حضرت عبداللہ بن عباس اور
حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہم) کے پاس جائیں اور ان
سے پوچھیں پھر ہمیں آکر اس کی خبر دیں تو اس نے جا کر ان دونوں
سے پوچھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوہریرہ! آپ بتائیں کیونکہ
ہر ایک مشکل مسئلہ ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک
طلاق اسے جدا کر دیتی ہے اور تین طلاقیں اسے حرام کر دیتی
ہیں حتی کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرلے۔

حضرت محمد بن ایاس بن بکیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس، ابوہریرہ اور ابن عمر
رضی اللہ عنہم سے باکرہ عورت کو تین طلاقیں دینے کے
بارے میں پوچھا اور میں (حضرت محمد بن ایاس)
بھی اس شخص کے ساتھ تھا تو ان سب

عمر عن هذا في البكر ثلاثا وهو معه فكلهم قال حرمت عليك.

(صحابہ کرام) نے فرمایا کہ وہ تجھ پر حرام ہو گئی۔

۲۲۶ - حدثنا يونس قال أخبرنا سفيان عن الزهري عن محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان عن أبي سلمة عن أبي هريرة وابن عباس أنهما قالا في الرجل يطلق البكر ثلاثا لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره.

حضرت ابو سلمہ، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اس شخص کے بارے میں جو غیر مدخولہ عورت کو تین طلاقیں دیتا ہے فرمایا کہ وہ اس کے لیے حلال نہیں حتی کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔

۲۲۷ - حدثنا أبو بكرة قال ثنا مؤمل قال ثنا سفيان عن [illegible] عن سعيد بن جبير قال جاء رجل إلى ابن عباس فقال طلقت امرأتي مائة فقال ثلاث تحرمها عليه وسبعة وتسعون في رقبته إنه اتخذ آيات الله هزوا.

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک سو طلاق دی ہے آپ نے فرمایا تین طلاقوں سے وہ حرام ہو گئی اور ستانوے طلاقیں اس کی گردن پر ہیں (یعنی گناہ گار ہوا) بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کی آیات سے مذاق کیا ہے۔

۲۲۸ - حدثنا علي بن شيبة قال ثنا أبو نعيم قال ثنا إسرائيل عن عبد الأعلى عن سعيد بن جبير عن ابن عباس مثله.

حضرت عبدالاعلیٰ، حضرت سعید بن جبیر سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۲۲۹ - حدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا شعبة عن ابن أبي نجيح وحميد الأعرج عن مجاهد أن رجلا قال لابن عباس رجل طلق امرأته مائة فقال عصيت ربك وبانت منك امرأتك لم تتق الله فيجعل لك مخرجا من يتق الله يجعل له مخرجا وقال يا أيها النبي إذا طلقتم النساء فطلقوهن في قبل عدتهن.

ثم قد روي عن غيره من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم ورضي عنهم ما يوافق ذلك أيضا.

حضرت مجاہد سے روایت ہے ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک سو طلاق دی ہے آپ نے فرمایا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور وہ عورت تجھ سے جدا ہو گئی تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا کہ وہ تیرے نکلنے کی کوئی سبیل بنا تا جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کو ملحوظ رکھ کر طلاق دو (یعنی ایسے وقت میں طلاق دو کہ وہ عدت مکمل کر سکیں مطلب یہ ہے کہ حالت طہر میں طلاق دو) پھر ان کے علاوہ صحابہ کرام سے بھی اس کے موافق مروی ہے۔

۲۳۰ - حدثنا صالح بن عبد الرحمن قال ثنا سعيد بن منصور قال ثنا سفيان وأبو عوانة عن منصور عن أبي وائل عن عبد الله أنه قال فيمن طلق امرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها قال لا تحل له حتى تنكح

حضرت ابو وائل، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کو جماع سے پہلے تین طلاقیں دیتا ہے، فرمایا کہ وہ اس کے لیے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔

زَوْجًا غَيْرَهُ ۔

۲۳۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ مِائَةً قَالَ ثَلَاثٌ تُبِيْنُهَا مِنْكَ وَسَائِرُهَا عُدْوَانٌ ۔

حضرت علقمہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی بیوی کو ایک سو طلاق دیتا ہے انہوں نے فرمایا تین اسے تم سے جدا کردیں گی اور باقی طلاقیں زیادتی (گناہ) ہے۔

۲۳۲۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا اَخْبَرَهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِيْ عَيَّاشٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَسَاَلَهُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَمَسَّهَا قَالَ عَطَاءٌ فَقُلْتُ لَهُ طَلَاقُ الْبِكْرِ وَاحِدَةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّمَا اَنْتَ قَاصٌّ الْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کو جماع سے پہلے تین طلاقیں دے دیں حضرت عطا فرماتے ہیں میں نے اس کہا کہ غیر مدخولہ عورت کی طلاق ایک ہوتی ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم واعظ ہو ایک طلاق اسے جدا کردیتی ہے اور تین طلاقیں اسے حرام کر دیتی ہے یہاں تک کہ وہ کسی اور شخص سے نکاح کرلے۔

۲۳۳۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ وَيَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَا ثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ رَبِيْعَةَ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ الْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا

حضرت عطاء بن یسار، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا ایک طلاق اسے جدا کر دیتی ہے اور تین طلاقیں اسے حرام کر دیتی ہیں۔

۲۳۴۔ حَدَّثَنَا صَالِحٌ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ قَالَ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِذَا اُتِيَ بِرَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا اَوْجَعَ ظَهْرَهُ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں وہ عورت اس (پہلے خاوند) کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ وہ دوسرے خاوند (کسی دوسرے شخص) سے نکاح کرلے اور فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی ایسا شخص آتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہوتیں تو آپ اس کو سزا دیتے۔

۲۳۵۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ الْبِكْرَ ثَلَاثًا اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۔

حضرت شقیق، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اس شخص کے بارے میں جو غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاقیں دیتا ہے، فرمایا کہ وہ اس کے لیے حلال نہیں حتیٰ کہ وہ دوسرے شخص سے نکاح کرلے۔

۲۳۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُمَرَ مِثْلَهُ.

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ قَدْ نُهِيَ الْعِبَادُ أَنْ لَا يَنْكِحُوا النِّسَاءَ إِلَّا عَلَى شَرَائِطَ فَمِنْهَا أَنْ لَا يَتَزَوَّجُوهُنَّ فِي عِدَدِهِنَّ فَكَانَ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فِي عِدَّتِهَا لَمْ يَثْبُتْ نِكَاحُهُ عَلَيْهَا وَهُوَ فِي حُكْمِ مَنْ لَمْ يَعْقِدْ عَلَيْهَا نِكَاحًا فَقَدْ يَحْتَمِلُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ مَنْ أُمِرُوا أَنْ يُطَلِّقُوا عَلَيْهِنَّ حُقُوقًا فِي وَقْتٍ فَقَدْ نُهُوا عَنْ إِيقَاعِ الطَّلَاقِ فِي غَيْرِهِ لَا يَقَعُ طَلَاقُهُ ذَلِكَ وَأَنْ يَكُونَ فِي حُكْمِ مَنْ لَمْ يُوقِعْ طَلَاقًا.

فَالْجَوَابُ فِي ذَلِكَ أَنَّ مَا ذُكِرَ مِنْ عُقُودِ النِّكَاحِ كَذَلِكَ هُوَ وَلَكِنْ تِلْكَ الْعُقُودُ كُلُّهَا الَّتِي يَدْخُلُ الْعِبَادُ بِهَا فِي أَشْيَاءَ وَلَا يَدْخُلُونَ فِيهَا إِلَّا مِنْ حَيْثُ أُمِرُوا بِالدُّخُولِ فِيهَا وَأَمَّا الْخُرُوجُ مِنْهَا فَقَدْ يَخْرُجُونَ مِنْهَا بِغَيْرِ مَا أُمِرُوا بِالْخُرُوجِ بِهِ مِنْ ذَلِكَ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا الصَّلَاةَ قَدْ أُمِرَ الْعِبَادُ أَنْ يَدْخُلُوهَا بِالتَّكْبِيرِ وَالْأَسْبَابِ الَّتِي يَدْخُلُونَ فِيهَا وَأُمِرُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا بِالتَّسْلِيمِ فَكَانَ مَنْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ بِغَيْرِ طَهَارَةٍ أَوْ بِغَيْرِ تَكْبِيرٍ لَمْ يَكُنْ دَاخِلًا فِيهَا وَلَوْ خَرَجَ مِنْهَا بِكَلَامٍ أَوْ بِفِعْلٍ فِيهَا شَيْئًا مِمَّا لَا يُفْعَلُ فِيهَا مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْمَشْيِ وَمَا أَشْبَهَهُ خَرَجَ بِهِ مِنَ الصَّلَاةِ وَكَانَ مُسِيئًا فِيمَا فَعَلَ مِنْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِهِ فَكَذَلِكَ الدُّخُولُ فِي النِّكَاحِ لَا يَكُونُ إِلَّا مِنْ حَيْثُ أُمِرَ الْعِبَادُ بِالدُّخُولِ فِيهِ وَالْخُرُوجُ مِنْهُ قَدْ يَكُونُ بِمَا أُمِرُوا بِالْخُرُوجِ بِهِ مِنْهُ وَبِغَيْرِ ذَلِكَ فَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ

حضرت شفیق، حضرت انس بن مالک سے اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

اگر کوئی شخص کہے کہ ہم دیکھتے ہیں بندوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ عورتوں سے کچھ شرائط کی بنیاد پر نکاح کریں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کو عدت کے دوران نکاح سے منع کیا گیا۔ پس جو شخص کسی عورت سے اس کی عدت کے دوران نکاح کرے اس کا اس سے نکاح ثابت نہیں ہوگا اور وہ نکاح نہ کرنے والے کے حکم میں ہوگا تو اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ اگر وہ ایسے وقت میں طلاق دے جب طلاق دینا منع ہے تو طلاق واقع نہ ہو اور وہ طلاق نہ دینے والے کے حکم میں ہو۔

اس سلسلے میں جواب یہ ہے کہ عقد نکاح کے سلسلے میں جو کچھ ذکر کیا گیا ہے ان تمام عقود کا معاملہ اسی طرح ہے جن کے ذریعے بندے کسی کام میں داخل ہوتے ہیں یعنی وہ صرف اسی صورت میں ہی اس کام میں داخل ہوتے ہیں جو حکم کے مطابق ہو۔ لیکن کسی کام سے نکلنے کی صورت میں مامور بہ طریقے کے علاوہ بھی نکل سکتے ہیں۔

مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ بندوں کو حکم دیا گیا کہ وہ نماز کو تکبیر اور ان اسباب کے ذریعے شروع کر سکتے ہیں جن کے ذریعے وہ نماز میں داخل ہوتے ہیں اور انھیں حکم ہے کہ سلام کے ذریعے نماز سے نکلیں اب جو شخص طہارت اور تکبیر کے بغیر نماز شروع کرتا ہے وہ نماز میں داخل نہیں ہوتا اور جو شخص نماز میں ناجائز کلام کرے یا کوئی ایسا کام کرے جو نماز میں نہیں کیا جاتا مثلاً کھانا پینا اور چلنا وغیرہ تو نماز سے خارج ہو جاتا ہے اور جو عمل اس نے نماز کے دوران کیا اس کی وجہ سے گناہ گار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نکاح میں داخل ہونے کے لیے اس بات پر عمل ضروری ہے جس کا بندوں کو حکم دیا گیا لیکن نکاح سے نکلنا بعض اوقات ان امور کے ذریعے ہوتا ہے جن کے ساتھ نکلنے کا حکم دیا گیا اور بعض اوقات دیگر امور کے

رحمة الله عليهم اجمعين۔

ذریعے ہوتا ہے۔ یہ تمام بیان حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد

باب ۱۸۵ الاقراء

قال ابو جعفر اختلف الناس في الاقراء التي تجب على المرأة اذا طلقت فقال قوم هي الحيض وقال آخرون هي الاطهار۔

فكان من حجة من ذهب الى انها الاطهار قول رسول الله صلى الله عليه وسلم حين طلق عبد الله بن عمر امرأته وهي حائض مره ان يراجعها ثم يتركها حتى تطهر ثم ليطلقها ان شاء فتلك العدة التي امر الله عز وجل ان تطلق لها النساء وقد ذكرنا ذلك باسناده في الباب الذي قبل هذا الباب۔

قالوا فلما امره رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان يطلقها في الطهر وجعله العدة ونهاه ان يطلقها في الحيض واخرجه من ان تكون عدة ثبت بذلك ان الاقراء هي الاطهار۔

فكان من الحجة عليهم للآخرين ان هذا الحديث قد روي عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما كما ذكروا۔

وقد روي عنه ما هو اتم من ذلك فروي عنه ان رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم امر عمر ان يأمره ان يراجعها ثم يمسكها حتى تطهر ثم تحيض ثم تطهر ثم ليطلقها ان شاء وقال تلك العدة التي امر الله عز وجل ان تطلق لها النساء وقد ذكرنا ذلك ايضا باسناده في الباب الذي

لفظ "اقراء" کی تحقیق

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں لوگوں (فقہاء) کا اس اقراء کے بارے میں اختلاف ہے جو مطلقہ عورت پر واجب ہوتے ہیں ایک جماعت کے نزدیک اس سے حیض مراد ہے جبکہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں طہر مراد ہیں۔

جو لوگ اسے طہر قرار دیتے ہیں ان کی دلیل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہیں کہیں کہ رجوع کریں پھر چھوڑ دیں حتی کہ وہ پاک ہو جائے پھر اگر چاہیں تو طلاق دیں تو یہ عدت (وقت) ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس میں عورتوں کو طلاق دی جائے ہم نے اسے اس کی سند کے ساتھ گزشتہ باب میں ذکر کیا ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ انہیں حالت طہر میں طلاق دیں اور اسی کو عدت قرار دیا جبکہ انہیں حالت حیض میں طلاق دینے سے منع کیا اور اسے عدت سے خارج کیا تو اس سے ثابت ہوا کہ "اقراء" سے مراد طہر ہیں۔

دوسرے حضرات کی طرف سے ان کے خلاف حجت یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح مروی ہے جس طرح انہوں نے ذکر کیا۔

لیکن ان ہی سے اس سے زیادہ مکمل حدیث مروی ہے ان سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ان کو رجوع کے بارے میں فرمائیں پھر اسے (اپنی بیوی) کو چھوڑے رکھیں (یعنی طلاق نہ دیں) حتی کہ وہ پاک ہو جائے پھر حیض آئے پھر پاک ہو اس کے بعد اگر چاہیں تو طلاق دے دیں اور فرمایا کہ یہ وہ گنتی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اسی کے پورا ہونے پر عورتوں کو طلاق دی جائے ہم نے اس حدیث کو بھی

۱۔ جس [illegible] کو [illegible] سے طلاق دی جائے اس کی عدت "ثلاثۃ قروء" ہے [illegible] قروء [illegible] بیان کی گئی اختلاف [illegible] ایک قرء سے مراد حیض ہے۔

قيل هذا الذي ذكرتموه نهاه رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم عن إيقاع الطلاق في الطهر الذي بعد الحيضة التي طلق فيها حتى يكون طهر وحيضة أخرى بعدها ثبت بذلك أنه لو كان أراد بقوله فتلك العدة التي أمر الله عز وجل أن تطلق لها النساء الأطهار إذا لجعل له أن يطلقها بعد طهرها من هذه الحيضة ولا ينتظر ما بعدها لأن ذلك طهر فلما لم يبح له الطلاق في ذلك الطهر حتى تكون طهر آخر بينه وبين ذلك الطهر حيضة ثبت بذلك أن تلك العدة التي أمر الله عز وجل أن تطلق لها النساء إنما هي وقت ما تطلق النساء، وليس لأنها عدة تطلق لها النساء يجب بذلك أن تكون هي العدة التي تعتد بها النساء لأن العدة مختلفة.

منها عدة المتوفى عنها زوجها أربعة أشهر وعشرا.

ومنها عدة المطلقة ثلاثة قروء.

ومنها عدة الحامل أن تضع حملها فكانت العدة اسما واحدا لمعان مختلفة ولم يكن كل ما لزمه اسم عدة وجب أن يكون قروءا فكذلك لما لزم اسم الوقت الذي تطلق فيه النساء اسم عدة لم يثبت له بذلك اسم القرء وعندنا في هذا معارضة صحيحة ولو أردنا أن نكثر هاهنا احتججنا بقول رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم للمستحاضة دعي الصلاة أيام أقرائك فتقول الأقراء هي الحيض على لسان رسول الله صلى

اس کی سند سے گزشتہ باب میں ذکر کیا تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس طہر میں طلاق دینے سے روکا جو اس حیض کے بعد ہے جس میں طلاق دی حتیٰ کہ ایک طہر گزرے اور پھر حیض آجائے اس سے ثابت ہوا کہ اگر آپ کے ارشاد گرامی "یہ وہ عدت (گنتی) ہے جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا۔" سے طہر مراد ہوتا تو آپ اس حیض کے بعد والے طہر میں طلاق دینا جائز قرار دیتے اور جو کچھ اس کے بعد ہے اس کی انتظار نہ فرماتے کیونکہ یہ طہر ہے تو جب اس طہر میں طلاق دینا جائز قرار نہیں دیا حتیٰ کہ ایک اور طہر آجائے اور ان دونوں طہروں کے درمیان حیض ہو تو اس سے ثابت ہوا کہ جس گنتی کے پورا ہونے پر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کی اجازت دی ہے اس سے مراد وہ وقت ہے جس میں عورتوں کو طلاق دی جائے یہ بات نہیں کہ چونکہ اس گنتی پر عورتوں کو طلاق دی جاتی ہے تو واجب ہے کہ یہی وہ عدت ہو جسے عورتیں گزارتی ہیں کیونکہ عدت کی مختلف قسمیں ہیں۔

ان میں سے ایک بیوہ کی عدت ہے اور وہ چار مہینے دس دن ہیں۔

اور ان میں سے ایک مطلقہ عورت کی عدت ہے اور وہ تین قروء ہیں۔

ان میں سے ایک حاملہ کی عدت ہے کہ اس کا بچہ پیدا ہو جائے تو لفظ عدت ایک اسم ہے جس کے مختلف معانی ہیں ایسا نہیں کہ جہاں بھی لفظ عدت آئے تو اس سے قروء ہی مراد ہو تو اسی طرح جب اس وقت کو عدت کہا گیا جس میں عورتوں کو طلاق دی جاتی ہے تو اس کے لیے قروء کا اسم ثابت نہیں ہوگا یہ صحیح معارضہ ہے اور اگر ہم یہاں زیادہ گفتگو کرنا چاہیں تو ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے استدلال کرتے ہیں آپ نے مستحاضہ عورت سے فرمایا اپنے "اقراء" کے دنوں میں نماز چھوڑ دو تو یہاں اقراء سے مراد حیض ہے جو زبان رسالت سے بیان ہوا یہ وہی بات ہے

اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم لکان ذلک ما قد تعلق بہ بعض من تقدم ولکنا لا نفعل ذلک لان العرب قد تسمی الحیض قرءا وتسمی الطھر قرءا وتجمع الحیض والطھر وتسمیھما قرءا۔

جس سے بعض متقدمین نے استدلال کیا لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے کیونکہ اہل عرب بعض اوقات حیض کو اور بعض اوقات طہر کو "قرء" کہتے ہیں بعض اوقات حیض اور طہر جمع ہوتے ہیں تو دونوں کا نام "قرء" رکھ دیتے ہیں۔

۲۳۷- حدثنی بذلک محمود بن حسان النحوی قال ثنا عبد الملک بن ھشام عن ابی زید عن ابی عمرو بن العلاء۔

یہ بات ہم (امام طحاوی رحمہ اللہ) سے محمود بن حسان نحوی نے بیان کی وہ عبدالملک بن ہشام سے وہ ابوزید سے اور وہ ابوعمرو بن علاء سے روایت کرتے ہیں۔

وفی ذلک ایضا حجۃ اخری ان عمر رضی اللہ عنہ ھو الذی خاطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ فتلک العدۃ التی امر اللہ عز وجل ان تطلق لھا النساء ولم یکن ذلک عندہ دلیلا ان الاقراء الاطھار اذ قد جعل الاقراء الحیض فیما روی عنہ فاذا کان ھذا عند عمر رضی اللہ تعالی عنہ وقد خاطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ لا دلیل فیہ علی ان القرء الطھر کان من بعدہ فیہ ایضا کذلک وسنذکر ما روی عن عمر رضی اللہ عنہ فی موضعہ من ھذا الباب ان شاء اللہ تعالی۔

یہاں دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس عدت (کی تکمیل) پر عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے اور آپ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) اسے اقراء کے طہر ہونے پر دلیل نہیں قرار دیتے تھے کیونکہ آپ کے نزدیک اقراء سے مراد حیض ہیں یہ بات آپ سے مروی ہے تو جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنہیں اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا، کے نزدیک اس میں قرء بمعنی طہر پر دلیل نہیں تو بعد والوں کے نزدیک بھی اسی طرح ہو گا ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی قول اسی باب میں مناسب مقام پر ذکر کریں گے۔

وکان مما احتج بہ الذین جعلوا الاقراء الاطھار ایضا

اقراء سے طہر مراد لینے والوں کے دلائل میں سے یہ بھی ہے۔

۲۳۸- ما قد حدثنا یونس قال اخبرنا ابن وھب ان مالکا اخبرہ عن ابن شھاب عن عروۃ عن عائشۃ انھا نقلت حفصۃ بنت عبد الرحمن بن ابی بکر حین دخلت فی الدم من الحیضۃ الثالثۃ قال ابن شھاب فذکرت ذلک لعمرۃ فقالت صدق عروۃ وقد جادلھا فی ذلک اناس

حضرت عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت حفصہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا کو تیسرے حیض کے شروع ہونے پر (اپنے ہاں) منتقل کر لیا ابن شہاب فرماتے ہیں میں نے یہ بات حضرت عمرہ سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں اس سلسلے میں صحابہ کرام نے حضرت ام المومنین سے جھگڑا کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے "ثلثۃ قروء" فرمایا ہے حضرت

وَقَالُوا إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُولُ ثَلٰثَةَ قُرُوءٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ صَدَقْتُمْ أَتَدْرُونَ مَا الْأَقْرَاءُ؟ الْأَقْرَاءُ الْأَطْهَارُ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو لیکن کیا تم جانتے ہو کہ "اقراء" کیا ہیں اقراء سے طہر مراد ہیں۔

۲۳۹۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ مَا أَدْرَكْتُ أَحَدًا مِنْ فُقَهَائِنَا إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ هٰذَا يُرِيدُ الَّذِي قَالَتْ عَائِشَةُ۔

حضرت ابن شہاب سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے کسی فقیہ کو نہیں پایا مگر وہ یہی بات کہتا تھا یعنی جو کچھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

۲۴۰۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَدَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ وَبَرِئَ مِنْهَا وَلَا تَرِثُهُ وَلَا يَرِثُهَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے پھر اسے تیسرے حیض کا خون آنا شروع ہو جائے تو وہ اس (خاوند) سے بری ہو گئی اور وہ (خاوند) اس (بیوی) سے بری ہو گیا نہ وہ اس کی وارث ہو گی اور نہ وہ اس کا وارث ہو گا۔

۲۴۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَزْرَقُ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ إِذَا طَعَنَتِ الْمُطَلَّقَةُ فِي الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ وَبَرِئَ مِنْهَا۔

حضرت سلیمان بن یسار، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا جب مطلقہ عورت کا تیسرا حیض شروع ہو جائے تو وہ خاوند سے اور خاوند اس سے بری ہو جاتا ہے۔

۲۴۲۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت یونس فرماتے ہیں ہم سے حضرت سفیان نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۲۴۳۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ ثَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَضَى زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي بِذٰلِكَ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ۔

حضرت ابن شہاب سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں مجھے یہ بات حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے بتائی۔

۲۴۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ فَكَتَبَ أَنَّهَا إِذَا دَخَلَتْ فِي الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَانَتْ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت سے یہ بات پوچھنے کے لیے انکو خط لکھا تو انہوں نے فرمایا جب تیسرا حیض شروع ہو جائے تو عورت اس سے جدا ہو جاتی ہے حضرت نافع فرماتے

مِنْهُ قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُهُ
قَالُوا فَهٰذِهِ أَقَاوِيلُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فِي ذٰلِكَ تَدُلُّ عَلَى مَا ذَكَرْنَا.

قِيلَ لَهُمْ هٰذَا لَوْ لَمْ يَخْتَلِفْ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ فَأَمَّا إِذَا اخْتَلَفُوا فِيهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ مَا ذَكَرْتُمْ وَقَالَ آخَرُونَ مِنْهُمْ بِخِلَافِ ذٰلِكَ لَمْ يَجِبْ بِمَا ذَكَرْتُمْ لَكُمْ حُجَّةٌ.

فَمِمَّا رُوِيَ خِلَافَ مَا احْتَجُّوا بِهِ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ الْمَذْكُورَةِ عَمَّنْ رُوِيَتْ عَنْهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّالَّةُ عَلَى أَنَّ الْأَقْرَاءَ غَيْرُ الْأَطْهَارِ.

۲۲۵۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ زَوْجُهَا أَحَقُّ بِهَا مَا لَمْ تَغْتَسِلْ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ.

۲۲۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَحَاضَتْ حَيْضَتَيْنِ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ وَدَخَلَتِ الْمُغْتَسَلَ أَتَاهَا زَوْجُهَا فَقَالَ قَدْ رَاجَعْتُكِ ثَلَاثًا فَارْتَفَعَا إِلَى عُمَرَ فَاجْتَمَعَ عُمَرُ وَعَبْدُ اللّٰهِ عَلَى أَنَّهُ أَحَقُّ بِهَا مَا لَمْ تَحِلَّ لَهُ الصَّلَاةُ فَرَدَّهَا عُمَرُ عَلَيْهِ.

۲۲۷۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی یہی بات فرماتے تھے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال ہیں جو ہماری مذکورہ بالا گفتگو پر دلالت کرتے ہیں۔

ان کو (جواباً) کہا جائے گا کہ یہ بات اس وقت دلیل ہوتی جب اس سلسلے میں صحابہ کرام کے درمیان اختلاف نہ ہوتا لیکن جب ان کے درمیان اختلاف ہے اور بعض نے وہ بات فرمائی جو تم کہتے ہو اور دوسرے صحابہ کرام اس کے خلاف قول کرتے ہیں تو تمہارے واسطے اس کا دلیل بننا ضروری نہیں۔

جن مذکورہ روایات سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے ان کے خلاف صحابہ کرام سے روایات مروی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ "اقراء" سے طہر کے علاوہ معنی مراد ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا جب تک وہ تیسرے حیض سے غسل نہ کرے اس کا خاوند زیادہ حق رکھتا ہے۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی پھر اسے دو حیض آئے جب تیسرا حیض آیا اور وہ غسل خانہ میں داخل ہونے لگی تو اس کا خاوند آگیا اس نے تین بار کہا "میں نے تجھ سے رجوع کر لیا" پھر وہ دونوں اپنا مسئلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے چنانچہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما اس بات پر متفق ہو گئے کہ جب تک اس کے لیے نماز پڑھنا جائز نہیں ہو جاتا اس کا خاوند زیادہ حق رکھتا ہے (یعنی رجوع صحیح ہے) چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو (خاوند کی طرف) لوٹا دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے تھے جب کوئی شخص اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے تو

عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا طَلَّقَ الْعَبْدُ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَتَيْنِ فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ حُرَّةً كَانَتْ أَوْ أَمَةً وَعِدَّةُ الْحُرَّةِ ثَلَاثُ حِيَضٍ وَعِدَّةُ الْأَمَةِ حَيْضَتَانِ.

وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے حتیٰ کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے چاہے وہ لونڈی ہو یا آزاد۔ نیز آزاد عورت کی عدت تین حیض اور لونڈی کی عدت دو حیض ہیں۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَهَذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَهُوَ الَّذِي رَوَى عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ لِعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ لَمْ يَدُلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ الْأَقْرَاءَ الْأَطْهَارُ إِذَا كَانَ قَدْ جَعَلَهَا الْحِيَضَ.

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور یہی اس بات کے راوی ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمائی کہ یہ وہ عدت (طہر) ہے جس کے پورا ہونے پر عورتوں کو طلاق دی جائے تو یہ اس بات پر دلالت نہیں ہے کہ اقراء سے مراد طہارت ہے کیونکہ

۲۳۸- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الْوَهْبِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ مَكْحُولٍ أَنَّهُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَذَكَرَ لَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَقُولُ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَرَأَتْ أَوَّلَ قَطْرَةٍ مِنْ دَمٍ مِنْ حَيْضَتِهَا الثَّالِثَةِ فَلَا رَجْعَةَ لَهُ عَلَيْهَا قَالَ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ بِالْمَدِينَةِ فَبَلَغَنِي أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَأَبَا الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ كَانُوا يَجْعَلُونَ لَهُ عَلَيْهَا الرَّجْعَةَ حَتَّى تَغْتَسِلَ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ.

حضرت مکحول سے مروی ہے کہ وہ مدینہ طیبہ آئے تو سلیمان بن یسار نے ان کو بتایا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے پھر جب تیسرے حیض کا ایک قطرہ خون دیکھ لے تو اسے رجوع کا حق نہیں فرماتے ہیں میں نے مدینہ طیبہ میں اس سلسلے میں پوچھا تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت عمر بن خطاب، معاذ بن جبل اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہم اسے رجوع کا حق دیتے ہیں یہاں تک کہ تیسرے حیض سے غسل کرے۔

۲۳۹- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي قَبِيصَةُ بْنُ أَبِي ذُؤَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُولُ الطَّلَاقُ إِلَى الرَّجُلِ وَالْعِدَّةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فَإِنْ كَانَ الرَّجُلُ حُرًّا وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ أَمَةً فَثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ وَالْعِدَّةُ عِدَّةُ الْأَمَةِ حَيْضَتَانِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا وَامْرَأَتُهُ حُرَّةً طُلِّقَتْ طَلَاقَ الْعَبْدِ تَطْلِيقَتَيْنِ

حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں مجھے حضرت قبیصہ بن ابو ذویب نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے طلاق مرد کے اعتبار سے اور عدت عورت کے اعتبار سے ہے[1] اگر مرد آزاد ہو اور عورت لونڈی ہو تو تین طلاقیں ہوں گی اور لونڈی کی عدت دو حیض ہوں گے اگر خاوند غلام اور عورت آزاد ہو تو اسے غلام کے اعتبار سے دو طلاقیں ہوں گی اور آزاد

---

[1] حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق کا تعلق عورت سے ہے یعنی اگر وہ آزاد ہے تو اسکی تین طلاقیں ہیں چاہے اس کا خاوند آزاد ہو (بقیہ اگلے صفحہ پر)

الْمُطَلَّقَاتِ عِدَّةُ الْحُرَّةِ ثَلَاثُ حِيَضٍ۔

فَلَمَّا جَاءَ هٰذَا الِاخْتِلَافُ عَنْهُمْ ثَبَتَ أَنَّهُ لَا يُحْتَجُّ فِي ذٰلِكَ بِقَوْلِ أَحَدٍ مِنْهُمْ لِأَنَّهُ مَتَى احْتَجَّ مُحْتَجٌّ فِي ذٰلِكَ بِقَوْلِ بَعْضِهِمْ احْتَجَّ مُخَالِفُهُ عَلَيْهِ بِقَوْلِ مِثْلِهِ فَارْتَفَعَ ذٰلِكَ كُلُّهُ أَنْ يَكُوْنَ فِيْهِ حُجَّةٌ لِأَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ عَلَى الْفَرِيْقِ الْآخَرِ۔

وَكَانَ مِنْ حُجَّةِ مَنْ جَعَلَ الْأَقْرَاءَ الْحَيْضَ عَلَى مُخَالِفِهِ أَنْ قَالَ فَإِذَا كَانَتِ الْأَقْرَاءُ الْأَطْهَارَ فَإِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ طَاهِرٌ وَحَاضَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ بِسَاعَةٍ تُحْسَبُ ذٰلِكَ لَهَا قُرْءًا مَعَ قُرْأَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ كَانَتْ عِدَّتُهَا قُرْأَيْنِ وَبَعْضَ قُرْءٍ وَإِنَّمَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ۔

فَكَانَ مِنْ حُجَّةِ مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ الْأَقْرَاءَ الْأَطْهَارُ فِي ذٰلِكَ أَنْ قَالَ فَقَدْ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُوْمَاتٌ فَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى شَهْرَيْنِ وَبَعْضِ شَهْرٍ فَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا الْأَقْرَاءَ الثَّلَاثَةَ عَلَى قُرْأَيْنِ وَبَعْضِ قُرْءٍ۔

فَكَانَ مِنْ حُجَّتِنَا عَلَيْهِمْ فِي ذٰلِكَ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فِي الْأَقْرَاءِ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ وَلَمْ يَقُلْ فِي الْحَجِّ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ فَإِنْ قَالَ فِي ذٰلِكَ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ فَأَجْمَعُوْا أَنَّ ذٰلِكَ عَلَى شَهْرَيْنِ وَبَعْضِ شَهْرٍ ثَبَتَ بِذٰلِكَ مَا قَالَ الْمُخَالِفُ لَنَا وَلٰكِنَّهُ إِنَّمَا قَالَ أَشْهُرٌ وَلَمْ يَقُلْ ثَلَاثَةً فَلَمَّا حَصَرَهُ بِالْعَدَدِ فَقَدْ حَصَرَهُ بِعَدَدٍ مَعْلُوْمٍ فَلَا يَكُوْنُ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ الْعَدَدِ كَمَا أَنَّهُ لَمَّا قَالَ وَاللَّائِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ

عورت کی عدت یعنی تین حیض گزارے گی۔

تو جب ان (صحابہ کرام) سے یہ اختلاف منقول ہے تو ثابت ہوا کہ ان میں سے کسی ایک کے قول سے بھی استدلال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جب کوئی دلیل پکڑنے والا بعض کے قول سے استدلال کرے گا تو اس کا مخالف اسی قسم کے قول سے اس کے خلاف دلیل دے گا تو ان روایات کا کسی ایک فریق کے لیے دوسرے کے خلاف دلیل بننا ختم ہو گیا۔

جن لوگوں نے اقراء سے حیض مراد لیا ہے انہوں نے اپنے مخالف کے خلاف دلیل دیتے ہوئے فرمایا کہ جب اقراء سے طہر مراد لیے جائیں تو اس صورت میں جب خاوند اپنی بیوی کو حالت طہر میں طلاق دے پھر اسی وقت سے حیض آجائے تو اس طہر کو بھی بعد میں آنے والے دو طہروں کے ساتھ شمار کیا جائے گا تو اس کی عدت دو مکمل طہر اور ایک طہر کا کچھ حصہ ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تین "قروء" ارشاد فرمایا (دیکھئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۲۸)

جو حضرات "اقراء" سے طہر مراد لیتے ہیں وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "حج کے معلوم مہینے ہیں" اور اس سے مراد دو ماہ مکمل اور تیسرے مہینے کا کچھ حصہ ہے (دس دن) اسی طرح ہم بھی تین طہروں سے دو مکمل اور ایک طہر کا کچھ حصہ مراد لیتے ہیں۔

ان کے خلاف ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اقراء کے بارے میں تین قروء فرمایا ہے جب کہ حج کے بارے میں تین مہینے نہیں فرمایا اگر وہ تین مہینے فرماتا اور ہمارے حضرات دو مکمل اور ایک ناقص پر متفق ہوتے تو ہمارے مخالف کی بات درست ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ نے "اشہر" (مہینے) فرمایا تین کا لفظ نہیں فرمایا اور جن لوگوں نے اسے تین کے ساتھ مقید کیا انہوں نے معلوم عدد کی وجہ سے مقید کیا پس اس عدد سے کم نہیں ہوگا جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری وہ عورتیں جو حیض سے ناامید ہو جائیں تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور اسی طرح وہ عورتیں جنہیں حیض نہ آتا ہو ان کی عدت بھی

(بقیہ حاشیہ) یا غلام اور لونڈی ہے تو اس کی دو طلاقیں ہیں خاوند آزاد ہو یا غلام۔ ۱۳ ہزاروی۔

ثلاثة أشهر واللائي لم يحضن فحصر ذلك بالعدد فلم يكن ذلك على أقل من ذلك العدد فكذلك لما حصر الأقراء بالعدد فقال ثلاثة قروء فلم يكن ذلك على أقل من ذلك العدد.

وَكَانَ مِنْ حُجَّةِ مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ الْأَقْرَاءَ الْأَطْهَارُ أَيْضًا أَنْ قَالَ لَمَّا كَانَتِ الْهَاءُ تَثْبُتُ فِي عَدَدِ الْمُذَكَّرِ فَيُقَالُ ثَلَاثَةُ رِجَالٍ وَتَنْتَفِي مِنْ عَدَدِ الْمُؤَنَّثِ فَيُقَالُ ثَلَاثُ نِسْوَةٍ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ فَأَثْبَتَ الْهَاءَ ثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّهُ أَرَادَ بِذَلِكَ الْمُذَكَّرَ وَهُوَ الطُّهْرُ لَا الْحَيْضُ.

فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ فِي ذَلِكَ أَنَّ الشَّيْءَ إِذَا كَانَ لَهُ اسْمَانِ أَحَدُهُمَا مُذَكَّرٌ وَالْآخَرُ مُؤَنَّثٌ فَإِنْ جُمِعَ بِالْمُذَكَّرِ أُثْبِتَتِ الْهَاءُ وَإِنْ جُمِعَ بِالْمُؤَنَّثِ أُسْقِطَتِ الْهَاءُ مِنْ ذَلِكَ أَنَّكَ تَقُولُ هَذَا ثَوْبٌ وَهَذِهِ مِلْحَفَةٌ فَإِنْ جُمِعَتْ بِالثَّوْبِ قُلْتَ ثَلَاثَةُ أَثْوَابٍ وَإِنْ جُمِعَتْ بِالْمِلْحَفَةِ قُلْتَ ثَلَاثُ مَلَاحِفَ وَكَذَلِكَ هَذِهِ دَارٌ وَهَذَا مَنْزِلٌ لِشَيْءٍ وَاحِدٍ فَكَانَ الشَّيْءُ قَدْ يَكُونُ وَاحِدًا يُسَمَّى بِاسْمَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ أَحَدُهُمَا مُذَكَّرٌ وَالْآخَرُ مُؤَنَّثٌ فَإِذَا جُمِعَ بِالْمُذَكَّرِ فُعِلَ فِيهِ كَمَا يُفْعَلُ فِي جَمْعِ الْمُذَكَّرِ فَأُثْبِتَتِ الْهَاءُ وَإِنْ جُمِعَ بِالْمُؤَنَّثِ فُعِلَ فِيهِ كَمَا يُفْعَلُ فِي جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ فَأُسْقِطَتِ الْهَاءُ فَكَذَلِكَ الْحَيْضَةُ وَالْقُرْءُ اسْمَانِ بِمَعْنًى وَاحِدٍ وَهُوَ الْحَيْضَةُ فَإِنْ جُمِعَ بِالْحَيْضَةِ سَقَطَتِ الْهَاءُ فَقِيلَ ثَلَاثُ حِيَضٍ وَإِنْ جُمِعَ بِالْقُرْءِ ثَبَتَتِ الْهَاءُ فَقِيلَ ثَلَاثَةُ قُرُوءٍ وَذَلِكَ كُلُّهُ اسْمَانِ لِشَيْءٍ وَاحِدٍ فَانْتَفَى بِذَلِكَ مَا ذَكَرْنَا مِمَّا احْتَجَّ بِهِ

بھی ہے) تو یہاں عدد کی وجہ سے تین مہینے پر انحصار کیا گیا لہٰذا اس سے کم نہیں ہوگا اسی طرح جب قروء کو تین میں بند کر دیا گیا اور فرمایا تین قروء تو تین سے کم نہیں ہو سکتے۔

اقراء (قروء) سے طہر مراد لینے والوں کی ایک دلیل یہ ہے کہ جب حرف "ہا" (تائے تانیث) مذکر عدد کے لئے ثابت ہے کہا جاتا ہے "ثلاثۃ رجال" اور مونث عدد میں یہ نہیں آتا ہے کہا جاتا ہے "ثلاث نسوۃ" اور اللہ تعالیٰ نے "ثلاثۃ قروء" فرما کر حرف "ہا" کو قائم رکھا تو ثابت ہوا کہ اس سے مذکر مراد ہے اور وہ طہر ہے حیض نہیں۔

اس سلسلے میں ان کے خلاف حجت یہ ہے کہ جب کسی چیز کے دو نام ہوں ایک مذکر اور دوسرا مونث ہو تو اگر مذکر کی صورت میں جمع لائیں تو "ہا" قائم ہوتی ہے اور اگر مونث کی صورت میں جمع کو لایا جائے تو حرف "ہا" گر جاتا ہے اسی سے تم کہتے ہو "ھذا ثوب" اور "ھذہ ملحفۃ" اور اگر "ثوب" کو جمع لائیں تو کہیں گے "ثلاثۃ اثواب" اور اگر "ملحفۃ" کو جمع لائیں تو "ثلاث ملاحف" کہیں گے اسی طرح ایک ہی چیز کو "ھذہ دار" اور "ھذا منزل" کہتے ہیں تو ایک چیز کبھی دو مختلف ناموں سے موسوم ہوتی ہے ان میں سے ایک مذکر اور دوسرا مونث ہوتا ہے اگر اس کو جمع مذکر کی صورت میں لائیں تو وہی عمل کیا جائے گا جو جمع مذکر میں کیا جاتا ہے اور حرف "ہا" کو باقی رکھا جائے گا اور اگر جمع مونث کی شکل میں لائیں تو اس میں وہ عمل کیا جائے گا جو جمع مونث میں کیا جاتا ہے پس حرف "ہا" کو گرا دیں گے اسی طرح لفظ "حیضۃ" اور لفظ "قرء" دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اگر "حیضۃ" کی جمع لائیں تو "ہا" گر جائے گی اور اگر لفظ قرء کی جمع لائیں تو حرف "ہا" کے ساتھ آئے گی اس لیے "ثلاثۃ قروء" کہا گیا اور یہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ہمارے مخالف کے استدلال کی نفی ہو گئی۔

وَاَمَّا وَجْهُ الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ

فَاِنَّا قَدْ رَاَيْنَا الْاَمَةَ جُعِلَ عَلَيْهَا فِي الْعِدَّةِ نِصْفُ مَا جُعِلَ عَلَى الْحُرَّةِ فَكَانَتِ الْاَمَةُ اِذَا كَانَتْ مِمَّنْ لَا تَحِيْضُ كَانَ عَلَيْهَا نِصْفُ عِدَّةِ الْحُرَّةِ اِذَا كَانَتْ مِمَّنْ لَا تَحِيْضُ وَذٰلِكَ شَهْرٌ وَنِصْفٌ فَاِذَا كَانَ مِمَّنْ تَحِيْضُ جُعِلَ عَلَيْهَا بِاتِّفَاقِهِمْ حَيْضَتَانِ وَلَمْ يُرِدْ بِذٰلِكَ نِصْفُ مَا عَلَى الْحُرَّةِ وَلِهٰذَا قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِحَضْرَةِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَطَعْتُ لَجَعَلْتُهَا حَيْضَةً وَنِصْفًا فَلَمَّا كَانَ مَا عَلَى هٰذِهِ الْاَمَةِ هُوَ الْحَيْضُ لَا الْاَطْهَارُ وَذٰلِكَ نِصْفُ مَا عَلَى الْحُرَّةِ ثَبَتَ اَنَّ مَا عَلَى الْحُرَّةِ اَيْضًا هُوَ مِنْ جِنْسِ مَا عَلَى الْاَمَةِ وَهُوَ الْحَيْضُ لَا الْاَطْهَارُ۔

فَثَبَتَ بِذٰلِكَ قَوْلُ الَّذِيْنَ ذَهَبُوْا فِي الْاَقْرَاءِ اِلٰى اَنَّهَا الْحَيْضُ وَانْتَفٰى قَوْلُ مُخَالِفِهِمْ وَهٰذَا قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عِدَّةِ الْاَمَةِ

۲۵۰۔ مَا حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مُظَاهِرِ بْنِ اَسْلَمَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَعْتَدُّ الْاَمَةُ حَيْضَتَيْنِ وَتُطَلَّقُ تَطْلِيْقَتَيْنِ۔

فَدَلَّ ذٰلِكَ اَيْضًا عَلٰى مَا ذَكَرْنَا۔

۲۵۱۔ وَقَدْ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ

قیاس کے طریقے پر اس باب کا بیان اس طرح ہے کہ ہم دیکھتے ہیں لونڈی کی عدت آزاد عورت کی عدت کے مقابلے میں نصف مقرر کی گئی ہے جب لونڈی ان عورتوں میں سے ہو جن کو حیض نہیں آتا تو اس کی عدت اس آزاد عورت کی عدت کا نصف ہے جس کو حیض نہیں آتا اور یہ ڈیڑھ مہینہ ہے اور اگر اسے حیض آتا ہو تو بالاتفاق اس لونڈی کی عدت دو حیض ہے اور اس سے مراد آزاد عورت کی عدت کا نصف ہے۔ اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں فرمایا کہ اگر میں اسے ڈیڑھ حیض کرنے پر قادر ہوتا تو ایسا کر دیتا تو جب لونڈی کی عدت حیض ہے طہر نہیں اور یہ عدت، آزاد عورت کی عدت کا نصف ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ آزاد عورت کی عدت لونڈی کی عدت کی ہم جنس ہو گی اور وہ حیض ہے طہر نہیں۔

اس سے ان لوگوں کا قول ثابت ہو گیا جو "قرء" سے حیض مراد لیتے ہیں اور ان کے مخالف کے قول کی نفی ہو گئی حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لونڈی کی عدت کے بارے میں (یوں) مروی ہے۔

حضرت ابو القاسم، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لونڈی دو حیض عدت گزارے اور اسے دو طلاقیں دی جائیں۔

تو یہ بھی ہماری مذکورہ (بالا) گفتگو پر دلالت ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عیسیٰ، حضرت عطیہ سے

ثنا الصلت بن مسعود الجحدري قال ثنا عمر بن شبيب المسلي عن عبد الله بن عيسى عن عطية عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله فدل ذلك أيضا على ما ذكرنا وبالله التوفيق

باب ۱۸۳ المطلقة طلاقا بائنا ماذا لها على زوجها في عدتها

۲۵۲ - حدثنا صالح بن عبد الرحمن الأنصاري قال ثنا سعيد بن منصور قال ثنا هشيم قال أنا سيار وحصين وأشعث وإسمعيل بن أبي خالد وداود وسيار ومجالد عن الشعبي قال دخلت على فاطمة بنت قيس بالمدينة فسألتها عن قضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم عليها قالت طلقني زوجي البتة فخاصمته إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم في السكنى والنفقة فلم يجعل لي سكنى ولا نفقة وأمرني أن أعتد في بيت ابن أم مكتوم وقال مجالد في حديثه يا ابنة قيس إنما النفقة والسكنى على من كان له الرجعة

۲۵۳ - حدثنا محمد بن عبد الله بن ميمون قال ثنا الوليد بن مسلم عن الأوزاعي عن يحيى قال ثني أبو سلمة قال حدثتني فاطمة بنت قيس أن أبا عمرو بن حفص المخزومي طلقها ثلاثا فأمر لها بنفقة فاستقلتها وكان النبي صلى الله عليه وسلم بعثه نحو اليمن فانطلق خالد بن الوليد في نفر من بني مخزوم إلى النبي صلى الله عليه وسلم وهو في بيت ميمونة فقال

وہ حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہم) سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں تو یہ بھی ہمارے موقف کی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

مطلقہ بائنہ کی عدت کے دوران اس کے خاوند پر کیا لازم ہے

حضرت شعبی فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا انہوں نے فرمایا میرے خاوند نے مجھے طلاق بائن دی تھی میں رہائش اور نفقہ کے سلسلے میں ان کے ساتھ اپنا مقدمہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی تو آپ نے مجھے رہائش اور نفقہ کچھ بھی نہ دیا اور مجھے حکم دیا کہ میں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر عدت گزاروں، حضرت مجالد اپنی روایت میں فرماتے ہیں (آپ نے فرمایا) اے قیس کی بیٹی! رہائش اور نفقہ اس شخص پر ہوتا ہے جسے رجوع کا حق حاصل ہوگا

حضرت ابو سلمہ فرماتے ہیں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ عمرو بن حفص مخزومی نے ان کو تین طلاقیں دیں تو ان کے لیے کچھ نفقہ کا حکم دیا انہوں نے (حضرت فاطمہ نے) اسے تھوڑا سمجھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (حضرت عمرو بن حفص کو) یمن کی طرف بھیجا تھا حضرت خالد بن ولید بنو مخزوم کے کچھ افراد کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے

۲۶۱ - حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ وَزَادَ فَأَنْكَرَ النَّاسُ عَلَيْهَا مَا كَانَتْ تُحَدِّثُ بِهِ مِنْ خُرُوجِهَا قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ -

۲۶۲ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فَطَلَّقَهَا الْبَتَّةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَى أَهْلِهِ تَبْتَغِي النَّفَقَةَ فَقَالُوا لَيْسَ لَكِ عَلَيْنَا نَفَقَةٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِمُ النَّفَقَةُ وَعَلَيْكِ الْعِدَّةُ فَانْتَقِلِي إِلَى أُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أُمَّ شَرِيكٍ يَدْخُلُ عَلَيْهَا إِخْوَتُهَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ انْتَقِلِي إِلَى أُمِّ مَكْتُومٍ

۲۶۳ - حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ وَسُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَا ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّهَا اسْتَفْتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَفَقَةَ لَكِ عِنْدَهُ وَلَا سُكْنَى وَكَانَ يَأْتِيهَا أَصْحَابُهُ فَقَالَ اعْتَدِّي فِي بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ أَعْمَى ۔

۲۶۴ - حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ ثَابِتٍ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ أَخْبَرَتْهُ وَكَانَتْ عِنْدَ

حضرت یحییٰ بن عبد اللہ فرماتے ہیں انہوں نے حضرت لیث نے بیان کیا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا البتہ یہ اضافہ کیا جو کچھ وہ (نکاح) حلال ہونے سے پہلے نکلنے کے بارے میں ذکر کرتی تھیں لوگوں نے اس کا انکار کیا۔

حضرت ابو سلمہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بنو مخزوم کے ایک شخص کے نکاح میں تھیں انہوں نے ان کو طلاق بائن دے دی حضرت فاطمہ نے ان کے خاوند کے گھر والوں کے پاس نفقہ کے حصول کے لیے پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا تمہارا ہمارے اوپر کوئی حق نہیں یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے بھی فرمایا ان کے ذمہ تمہارا نفقہ نہیں ہے اور تم پر عدت لازم ہے ام شریک کے ہاں منتقل ہو جاؤ پھر فرمایا ام شریک کے ہاں ان کے مہاجر بھائی آتے جاتے ہیں تم حضرت ابن ام مکتوم کے گھر چلی جاؤ (رضی اللہ عنہم)

حضرت ابو سلمہ اور محمد بن عبد الرحمٰن ابن ثوبان رضی اللہ عنہما حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان کے خاوند نے انہیں طلاق دی تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لیے ان پر نہ نفقہ ہے اور نہ رہائش اور ان کے خاوند کے احباب آتے تھے اس لیے آپ نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں عدت گزارو وہ نابینا ہیں۔

حضرت ثابت سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا اور وہ ایک مخزومی کے نکاح میں تھیں انہوں نے بتایا کہ ان کے خاوند نے ان کو تین طلاق دے دی ہیں اور وہ کسی جنگ کے لیے چلے گئے ہیں انہوں نے اپنے وکیل کو حکم دیا کہ ان کو کچھ

رَجُلٌ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فَأَخْبَرَتْ أَنَّهُ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا
وَخَرَجَ إِلَى بَعْضِ الْمَغَازِي وَأَمَرَ وَكِيلًا لَهُ أَنْ
يُعْطِيَهَا بَعْضَ النَّفَقَةِ فَاسْتَقَلَّتْهَا فَانْطَلَقَتْ
إِلَى إِحْدَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ عِنْدَهَا
فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ
طَلَّقَهَا فُلَانٌ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بَعْضَ النَّفَقَةِ
فَرَدَّتْهَا وَزَعَمَ أَنَّهُ شَيْءٌ تَطَوَّلَ بِهِ قَالَ
صَدَقَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
انْتَقِلِي إِلَى أُمِّ شَرِيكٍ فَاعْتَدِّي عِنْدَهَا ثُمَّ
قَالَ إِنَّ أُمَّ شَرِيكٍ يَكْثُرُ عُوَّادُهَا وَلَكِنِ
انْتَقِلِي إِلَى عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ أَعْمَى
فَانْتَقَلَتْ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَاعْتَدَّتْ عِنْدَهُ حَتَّى
انْقَضَتْ عِدَّتُهَا.

۲۶۵ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ
قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ
أَبِي الْجَهْمِ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو سَلَمَةَ عَلَى
فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَحَدَّثَتْ أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا
طَلَاقًا بَائِنًا وَأَمَرَ أَبَا حَفْصِ بْنَ عَمْرٍو أَنْ
يُرْسِلَ إِلَيْهَا بِنَفَقَةٍ خَمْسَةِ آصُعٍ فَأَتَتِ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجِي
طَلَّقَنِي وَلَمْ يَجْعَلْ لِي السُّكْنَى وَلَا النَّفَقَةَ قَالَ
صَدَقَ فَاعْتَدِّي فِي بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ ثُمَّ قَالَ
إِنَّ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ رَجُلٌ يُغْشَى فَاعْتَدِّي فِي
بَيْتِ أُمِّ فُلَانٍ.

۲۶۶ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
سَعِيدٍ قَالَ أَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ صُخَيْرَةَ
قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو سَلَمَةَ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ
قَيْسٍ وَكَانَ زَوْجُهَا قَدْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَقَالَتْ

نفقہ دے دیں حضرت فاطمہ نے اسے کم سمجھا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ کے پاس چلی گئیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو وہ ان ام المومنین کے پاس تھیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ فاطمہ بنت قیس ہیں ان کو فلاں نے طلاق دے دی اور کچھ نفقہ بھیجا لیکن انہوں نے رد کر دیا ان (کے خاوند) کا خیال ہے کہ یہ بطور احسان کے طور پر ہے (یعنی ان پر کچھ لازم نہیں) آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا نیز فرمایا تم ام شریک کے گھر چلی جاؤ اور وہاں عدت گزارو پھر فرمایا ام شریک کے ہاں آنے جانے والوں کی کثرت ہے تم حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر چلی جاؤ وہ ایک نابینا شخص ہیں چنانچہ وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئیں اور وہاں مکمل عدت گزاری۔

حضرت ابوبکر بن جہم فرماتے ہیں میں اور حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ بنت قیس کے پاس گئے تو انہوں نے بیان کیا کہ ان کے خاوند نے ان کو طلاق بائن دی اور ابوحفص بن عمرو کو حکم دیا کہ ان کے پاس پانچ وسق (غلہ) بطور نفقہ بھیج دیں۔ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میرے خاوند نے مجھے طلاق دی ہے لیکن نہ تو مجھے نفقہ دیا اور نہ رہائش، آپ نے فرمایا اس نے ٹھیک کیا ہے تم حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر میں عدت گزارو پھر فرمایا بے شک ابن ام مکتوم کے پاس زیادہ ہجوم ہوتا ہے تم ام فلاں کے گھر میں عدت گزارو۔

حضرت شریک، ابوبکر بن صخیرہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں اور ابوسلمہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور انہیں ان کے خاوند نے تین طلاقیں دی تھیں انہوں نے فرمایا کہ میں نبی اکرم

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجْعَلْ لِي سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً.

۲۶۷- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

تَحْقِيقُ الْمَسْأَلَةِ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذِهِ الْآثَارِ فَقَلَّدُوهَا وَقَالُوا لَا تَجِبُ النَّفَقَةُ وَالسُّكْنَى إِلَّا لِمَنْ كَانَتْ عَلَيْهِ الرَّجْعَةُ وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا كُلُّ مُطَلَّقَةٍ فَلَهَا فِي عِدَّتِهَا السُّكْنَى إِلَّا لِمَنْ كَانَتْ حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا وَسَوَاءٌ كَانَ الطَّلَاقُ بَائِنًا أَوْ غَيْرَ بَائِنٍ فَأَمَّا النَّفَقَةُ فَإِنَّمَا تَجِبُ لَهَا أَيْضًا إِنْ كَانَ الطَّلَاقُ غَيْرَ بَائِنٍ وَإِنْ كَانَ الطَّلَاقُ بَائِنًا فَهُمْ مُخْتَلِفُونَ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَهَا النَّفَقَةُ أَيْضًا مَعَ السُّكْنَى حَامِلًا كَانَتْ أَوْ غَيْرَ حَامِلٍ وَمِمَّنْ قَالَ ذٰلِكَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نَفَقَةَ لَهَا إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا.

۲۶۸- وَاحْتَجُّوا فِي دَفْعِ حَدِيثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ بِمَا أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ فِي الْمَسْجِدِ الْأَعْظَمِ وَمَعَنَا الشَّعْبِيُّ فَذَكَرُوا الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا فَقَالَ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میرے لیے رہائش اور نفقہ مقرر نہ فرمایا۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتی ہیں۔

تحقیق مسئلہ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے ان روایات پر عمل کیا اور فرمایا کہ نفقہ اور رہائش صرف اس (مطلقہ) عورت کیلئے ہیں جس سے رجوع ہو سکتا ہو۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر طلاق یافتہ عورت کے لیے عدت کے دوران رہائش ہے مگر اس عورت کے لیے نہیں جس کا اپنا مکان ہو اور رہائش کی یہ سہولت عدت کے ختم ہونے تک ہے طلاق بائن ہو یا غیر بائن بہرحال جہاں تک نفقہ کا تعلق ہے تو طلاق غیر بائن کی صورت میں اس کا حق ہے اور اگر طلاق بائن ہو تو اس میں بھی ان (فقہاء) کا اختلاف ہے بعض حضرات فرماتے ہیں اسے رہائش کے ساتھ ساتھ نفقہ بھی ملے گا وہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ حضرت امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بھی اسی بات کے قائلین میں شامل ہیں اور بعض حضرات کے نزدیک غیر حاملہ کے لیے نفقہ نہیں ہے۔

ان حضرات نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت کا جواب دیتے ہوئے یوں استدلال کیا ہے حضرت ابو اسحاق فرماتے ہیں ہم مسجد اعظم میں حضرت اسود بن یزید کے پاس تھا اور ہمارے ساتھ امام شعبی بھی تھے ان حضرات نے تین طلاقوں والی عورت کے بارے میں باہم گفتگو کی تو حضرت شعبی نے فرمایا مجھ سے حضرت فاطمہ بنت قیس نے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

الشعبي حدثتني فاطمة بنت قيس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لها لا سكنى لك ولا نفقة قال فأخبرت الأسود بن يزيد بذلك فقال ويلك لم تحدث بمثل هذا قد رفع ذلك إلى عمر بن الخطاب فقال لسنا بتاركي كتاب ربنا وسنة نبينا صلى الله عليه وسلم بقول امرأة لا ندري لعلها كذبت قال الله تعالى لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن الآية.

۲۶۹۔ حدثنا ابن مرزوق قال أخبرنا وهب بن جرير قال أخبرنا شعبة عن سلمة عن الشعبي عن فاطمة عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه لم يجعل لها حين طلقها زوجها سكنى ولا نفقة فذكرت ذلك لإبراهيم فقال قد رفع ذلك إلى عمر بن الخطاب فقال لا ندع كتاب ربنا عز وجل وسنة نبينا صلى الله عليه وسلم لقول امرأة لها السكنى والنفقة.

۲۷۰۔ حدثنا فهد قال ثنا عمر بن حفص بن غياث قال ثنا أبي قال ثنا الأعمش عن إبراهيم عن عمر وعبد الله [illegible] المطلقة ثلاثا لها [illegible] الشعبي يذكر عن فاطمة بنت قيس عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال ليس لها نفقة ولا سكنى.

۲۷۱۔ حدثنا نصر بن مرزوق وسليمان بن شعيب قالا ثنا الخصيب بن ناصح قال ثنا حماد بن سلمة عن حماد عن الشعبي عن فاطمة بنت قيس أن زوجها طلقها ثلاثا فأتت النبي صلى الله عليه وسلم فقال لا

نے ان سے فرمایا تمہارے لیے رہائش اور نفقہ کچھ نہیں یہ بات سن کر حضرت اسود نے حضرت شعبی کو کنکری ماری اور فرمایا تمہارے لیے ہلاکت ہو (بددعا نہیں) ایسی باتیں بیان کرتے ہو یہ مسئلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انہوں نے فرمایا ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ایک عورت کی بات پر چھوڑ نہیں سکتے نہ معلوم اس نے غلط بیانی کی ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "تم ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ خود نکلیں"۔

حضرت سلمہ، حضرت شعبی سے اور وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان کے خاوند نے انکو طلاق دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے رہائش اور نفقہ مقرر نہ فرمایا (میں (حضرت سلمہ) نے یہ بات حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے عرض کی تو انہوں نے فرمایا کہ یہ مسئلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انہوں نے فرمایا ہم ایک عورت کے کہنے پر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتے اس کے لیے رہائش بھی ہے اور نفقہ بھی۔

حضرت ابراہیم، حضرت عمر اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ دونوں فرماتے ہیں جس عورت کو تین طلاقیں دی گئیں اس کے لیے رہائش بھی ہے اور نفقہ بھی حضرت شعبی، حضرت فاطمہ بنت قیس سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کرتے تھے کہ آپ نے ان سے فرمایا تمہارے لیے نفقہ اور رہائش کچھ بھی نہیں۔

حضرت شعبی حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے خاوند نے ان کو تین طلاقیں دیں تو وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لیے نفقہ اور رہائش کچھ بھی نہیں حضرت حماد فرماتے ہیں میں نے یہ بات حضرت ابراہیم نخعی کو بتائی تو انہوں نے فرمایا جب حضرت

نفقة لها ولا سكنى قال فأخبرت بذلك النخعي فقال قال عمر بن الخطاب وأُخبر بذلك لسنا بتاركي آية من كتاب الله تعالى وقول رسول الله صلى الله عليه وسلم لقول امرأة لعلها أوهمت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لها السكنى والنفقة.

٢٧٢۔ **حدثنا** نصر قال ثنى الخصيب قال ثنى أبو عوانة عن الأعمش عن عمارة بن عمير عن الأسود أن عمر بن الخطاب و عبد الله بن مسعود قالا في المطلقة ثلاثًا لها السكنى والنفقة.

٢٧٣۔ **قالوا** فهذا عمر رضي الله تعالى عنه قد أنكر حديث فاطمة هذا ولم يقبله وقد أنكره عليها أيضًا أسامة بن زيد.

٢٧٤۔ **حدثنا** ربيع المؤذن قال ثنا شعيب بن الليث عن جعفر بن ربيعة عن عبد الرحمن بن هرمز عن أبي سلمة بن عبد الرحمن قال كانت فاطمة بنت قيس تحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال لها اعتدي في بيت ابن أم مكتوم وكان محمد بن أسامة بن زيد يقول كان أسامة إذا ذكرت فاطمة من ذلك شيئًا رماها بما كان في يده.

قال أبو جعفر فهذا أسامة بن زيد قد أنكر من ذلك أيضًا ما أنكره عمر رضي الله عنه.

وقد أنكرت ذلك أيضًا عائشة رضي الله تعالى عنها.

٢٧٣۔ **حدثنا** يونس قال ثنا أنس بن

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر دی گئی تو انہوں نے فرمایا ہم ایک عورت کی بات پر کتاب اللہ کی ایک آیت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو نہیں چھوڑ سکتے شاید انہیں وہم ہوگیا ہو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا اس (مطلقہ) کے لیے رہائش بھی ہے اور نفقہ بھی۔

حضرت عمارہ بن عمیر، حضرت اسود سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے تین طلاقوں والی عورت کے بارے میں فرمایا کہ اس کے لیے رہائش اور نفقہ ہے۔

وہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا انکار کیا اور اسے قبول نہیں کیا اسی طرح حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بھی اس ۔

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے ان سے فرمایا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہا کے گھر عدت گزارو حضرت محمد بن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم فرماتے تھے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس سلسلے میں کوئی بات ذکر کرتیں تو حضرت اسامہ کے ہاتھ میں جو کچھ ہوتا وہ انہیں دے مارتے۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ہیں جو اس بات کا انکار کرتے ہیں جس کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انکار کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس بات کا انکار کیا ہے۔

حضرت قاسم بن محمد اور سلمان بن یسار رضی اللہ عنہم

كما ذكر.

فكان الذين ذهبوا إلى حديث فاطمة ... وحجتهم في ذلك أن عمر رضي الله عنه إنما أنكر ذلك عليها لأنه رأى أنه خلاف كتاب الله عز وجل يريد بذلك قول الله تعالى عز وجل: أسكنوهن من حيث سكنتم من وجدكم. فهذا إنما هو في المطلقة طلاقا لزوجها عليها فيه الرجعة، وفاطمة كانت مبتوتة لا رجعة لزوجها عليها، وقد قالت إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لها: إنما النفقة والسكنى لمن كانت عليه الرجعة. وما ذكر الله تعالى في كتابه من ذلك إنما هو في المطلقة التي لزوجها عليها الرجعة، وفاطمة فلم تكن عليها رجعة، فما روت من ذلك فلا يدفعه كتاب الله ولا سنة نبيه صلى الله عليه وسلم.

وقد تابعها غيرها على ذلك، منهم عبد الله بن عباس والحسن.

٢٦٩ - حدثنا أسامة بن عبد الرحمن قال ثنا سعيد بن منصور قال ثنا هشيم قال ثنا حجاج عن عطاء عن ابن عباس.

ح وحدثنا ... قال ثنا سعيد قال ثنا هشيم قال ثنا يونس عن الحسن أنهما كانا يقولان في المطلقة ثلاثا والمتوفى عنها زوجها لا نفقة لهما وتعتدان حيث شاءتا.

قالوا فإن كان عمر وعائشة وأسامة رضي الله عنهم أنكروا على فاطمة ما روت عن النبي صلى الله عليه وسلم وقالوا بخلافه، فهذا ابن عباس رضي الله عنهما قد وافقها على ما روت من ذلك فعمل به

ہے کہ اس سلسلے میں ان کا مذہب بھی وہی ہے جو آپ کا ہے۔

جن لوگوں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کو اپنایا اور اس پر عمل کیا وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی بات کا صرف اس لیے انکار کیا کہ ان کے نزدیک یہ بات اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی آیت کریمہ "انہیں ٹھہراؤ جہاں تم ٹھہرتے ہو اپنی حیثیت کے مطابق" کے خلاف ہے تو یہ (آیت کریمہ) اس عورت کے بارے میں ہے جسے ایسی طلاق دی گئی ہو جس میں خاوند کو رجوع کا حق ہوتا ہے جبکہ حضرت فاطمہ کو طلاق بائن دی گئی تھی ان کے خاوند کو رجوع کا حق نہ تھا اور انہوں نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا رہائش اور نفقہ اس کے لیے ہوتا ہے جس پر رجوع ہو سکے اور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو کچھ ذکر کیا ہے وہ اس مطلقہ کے بارے میں ہے جس سے رجوع ہو سکے جبکہ حضرت فاطمہ سے رجوع نہیں ہو سکتا تھا پس جو کچھ انہوں نے روایت کیا اسے نہ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب رد کرتی ہے اور نہ ہی اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔

اس سلسلے میں کچھ دوسرے حضرات نے بھی ان کی اتباع کی ہے ان میں حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت حسن (رضی اللہ عنہم) بھی شامل ہیں۔

حضرت عطاء، حضرت ابن عباس اور حضرت یونس حضرت حسن (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں۔

دونوں (حضرت ابن عباس اور حضرت حسن) اس عورت کے بارے میں جسے تین طلاقیں دی گئیں اور جس کا خاوند فوت ہو گیا فرماتے ہیں کہ ان دونوں عورتوں کے لیے نفقہ نہیں ہے اور وہ جہاں چاہیں عدت گزاریں۔

یہ حضرات (فقہاء کرام) فرماتے ہیں اگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کا حضرت عمر فاروق، حضرت عائشہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہم انکار کرتے ہیں اور اس کے خلاف قول کرتے ہیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس سلسلے میں ان کی روایت کی موافقت کرتے ہیں اور حضرت حسن بصری

وتابعه على ذلك الحسن

فكان من حجتنا على أهل هذه المقالة أن ما احتج به عمر رضي الله عنه في دفعه حديث فاطمة بنت قيس حجة صحيحة

وذلك أن الله عز وجل قال يا أيها النبي إذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن ثم قال لا تدري لعل الله يحدث بعد ذلك أمرا فأجمعوا أن ذلك الأمر هو المراجعة ثم قال أسكنوهن من حيث سكنتم من وجدكم ثم قال لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن يريد في العدة فكانت المرأة إذا طلقها زوجها اثنتين للسنة على ما أمره الله عز وجل به ثم راجعها ثم طلقها أخرى للسنة حرمت عليه ووجبت عليها العدة التي جعل الله لها فيها السكنى وأمرها فيها أن لا تخرج وأمر الزوج أن لا يخرجها ولم يفرق الله تعالى عز وجل بين هذه المطلقة للسنة التي لا رجعة عليها وبين المطلقة للسنة التي عليها الرجعة فلما جاءت فاطمة بنت قيس فروت عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال لها إنما السكنى والنفقة لمن كانت عليها الرجعة خالفت بذلك كتاب الله نصا لأن كتاب الله تعالى قد جعل السكنى لمن لا رجعة عليها وخالفت سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم لأن عمر رضي الله عنه قد روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم خلاف ما روت فخرج المعنى الذي منه أنكر عليها عمر رضي الله عنه

رحمہ اللہ بھی ان کی اتباع کرتے ہیں۔

اس قول کے قائلین کے خلاف ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس کی روایت کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو دلیل دی ہے وہ صحیح دلیل ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ عورتوں کو طلاق دیں تو ان کی عدت کو ملحوظ رکھتے ہوئے طلاق دیں پھر فرمایا تم نہیں جانتے کہ شاید اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نئی بات پیدا کر دے اور اس بات پر اجماع ہے کہ اس امر سے رجوع مراد ہے پھر فرمایا اور انہیں ٹھہراؤ جہاں تم خود ٹھہرتے ہو جس قدر تمہیں طاقت ہو اس کے بعد فرمایا "انہیں اپنے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں" اس سے عدت کے دوران نکلنا مراد ہے تو جس عورت کو اسکے خاوند نے سنت طریقے پر دو طلاقیں دیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم دیا پھر اس نے رجوع کیا اور اس کے بعد سنت طریقہ پر ایک اور طلاق دے دی تو وہ اس پر حرام ہو گئی اور اس پر وہ عدت واجب ہو گئی جس میں اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے رہائش مقرر کی ہے اور اسے حکم دیا کہ وہ مت نکلے اور خاوند کو حکم دیا کہ وہ اسے نہ نکالے تو جس عورت کو سنت کے مطابق ایسی طلاق دی گئی جس میں رجوع نہیں اور جس عورت کو سنت کے مطابق ایسی طلاق دی گئی جس میں رجوع ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان فرق نہیں رکھا اور جب حضرت فاطمہ بنت قیس آئیں اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ رہائش اور نفقہ اس عورت کے لیے ہے جس سے رجوع ہو سکتا ہے تو انہوں (حضرت فاطمہ) نے اس روایت کے ساتھ کتاب اللہ کے واضح حکم کی مخالفت کی کیونکہ کتاب اللہ نے اس مطلقہ کے لیے بھی رہائش مقرر کی ہے جس سے رجوع نہیں ہو سکتا نیز انہوں نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی مخالفت کی کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فاطمہ کی حدیث کے خلاف روایت کیا ہے تو

عَا

إنكارُ عُمَرَ صَحِيحًا وَبَطَلَ حَدِيثُ فَاطِمَةَ وَلَمْ يَجِبِ الْعَمَلُ بِهِ أَصْلًا لِمَا ذَكَرْنَا وَبَيَّنَّا.

فَقَالَ قَائِلٌ: إِنَّمَا جَاءَ تَخْلِيطُ حَدِيثِ فَاطِمَةَ مِنَ الشَّعْبِيِّ عَنْهَا، وَذٰلِكَ أَنَّهُ هُوَ الَّذِي يَرْوِي عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَجْعَلْ لَهَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً، قَالَ: وَلَيْسَ ذٰلِكَ فِي حَدِيثِ أَصْحَابِنَا الْحِجَازِيِّينَ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَأَغْفَلَ فِي ذٰلِكَ أَوْ ذَهَبَ عَنْهُ لِأَنَّهُ لَمْ يَرَ مَا فِي هٰذَا الْبَابِ بِكَمَالِهِ كَمَا رَوَاهُ غَيْرُهُ، فَتَوَهَّمَ أَنَّهُ قَدْ جَمَعَ كُلَّ مَا رُوِيَ فِي هٰذَا الْبَابِ، فَتَكَلَّمَ عَلَى ذٰلِكَ فَقَالَ مَا حَكَيْنَا عَنْهُ مِمَّا وَصَفْنَا، وَلَيْسَ كَمَا تَوَهَّمَ، لِأَنَّ الشَّعْبِيَّ أَضْبَطُ مِمَّا يُطْعَنُ وَأَتْقَنُ وَأَوْثَقُ.

وَقَدْ وَافَقَهُ عَلَى مَا رَوَى مِنْ ذٰلِكَ مَنْ قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي حَدِيثِهِ فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ مَا يُغْنِينَا ذٰلِكَ عَنْ إِعَادَتِهِ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ.

وَيُقَالُ لَهُ: إِنَّ حَدِيثَ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ الَّذِي لَمْ يُذْكَرْ فِيهِ لَا سُكْنَى لَهَا، قَدْ رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِمِثْلِ مَا رَوَاهُ الشَّعْبِيُّ عَنْهَا، فَانْتَفَى بِذٰلِكَ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي هٰذَا التَّخْلِيطِ، وَصَارَ التَّخْلِيطُ مِمَّنْ رَوَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ فَحَذَفَ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے انکار کی وجہ صحیح ثابت ہوئی اور حضرت فاطمہ کی روایت باطل ہو گئی لہذا اس پر عمل کرنا بالکل واجب نہیں جیسا ہم نے ذکر اور بیان کیا۔

کسی کہنے والے نے کہا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حضرت شعبی کی روایت کی وجہ سے غلط ملط ہو گئی کیونکہ انہوں نے ہی حضرت فاطمہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے رہائش اور نفقہ مقرر نہیں فرمایا، ہمارے حجازی اساتذہ کی روایت میں یہ بات نہیں ہے۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس قائل نے اس سلسلے میں غفلت سے کام لیا یا اسے سہو ہو گیا کیونکہ اس باب میں جس طرح حضرت شعبی نے مکمل حدیث روایت کی ہے کسی اور نے نہیں کی لہذا اس (قائل) کو وہم ہوا کہ اس نے اس باب میں مروی تمام روایات کو جمع کر لیا پھر اس پر گفتگو کی اور کہا کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا حالانکہ بات اس طرح نہیں جس طرح اس نے وہم کیا کیونکہ حضرت شعبی نہایت پختہ حافظے والے معتبر اور قابل اعتماد ہیں۔

ان (حضرت شعبی) سے مروی روایت کی ان لوگوں نے بھی موافقت کی ہے جن کا ہم نے اس حدیث کے ضمن میں باب کے شروع میں ذکر کیا اور اب اس جگہ ۔۔۔ دہرانے کی ضرورت نہیں۔

اس (معترض) کو جواباً کہا جائے گا حضرت عبد اللہ بن یزید کی روایت جس میں مذکور ہے کہ تمہارے لیے رہائش نہیں ملے حضرت لیث بن سعد نے حضرت عبد اللہ بن یزید سے انہوں نے ابو سلمہ سے اور انہوں نے حضرت فاطمہ سے حضرت شعبی کی روایت کی مثل روایت کیا تو حضرت شعبی سے جو غلط ملط آیا ہے وہ ان راویوں کی وجہ سے ہے جنہوں نے حضرت ابو سلمہ کے واسطے سے حضرت فاطمہ سے روایت کیا انہوں نے بعض حصے کو حذف کر دیا اور بعض کو

بعض ما فيه وجاء ببعض فأما أصل الحديث فكما رواه الشعبي

وَكَانَ مِنْ قَوْلِ هٰذَا الْمُخَالِفِ لَنَا أَيْضًا أَنْ قَالَ لَوْ كَانَ أَصْلُ حَدِيْثِ فَاطِمَةَ كَمَا رَوَاهُ الشَّعْبِيُّ لَكَانَ مُوَافِقًا أَيْضًا لِمَا ذَهَبْنَا إِلَيْهِ لِأَنَّ مَعْنٰى قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَفَقَةَ لَكِ أَيْ لِأَنَّكِ غَيْرُ حَامِلٍ وَلَا سُكْنٰى لَكِ لِأَنَّكِ بَذِيَّةٌ وَالْبَذَاءُ هُوَ الْفَاحِشَةُ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ

٢٨١ - وَذَكَرَ فِيْ ذٰلِكَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ فَقَالَ الْفَاحِشَةُ الْمُبَيِّنَةُ أَنْ تَفْحُشَ عَلٰى أَهْلِ الرَّجُلِ وَتُؤْذِيَهُمْ فَقَالَ فَاطِمَةُ حُرِمَتِ السُّكْنٰى بِبَذَائِهَا وَالنَّفَقَةَ لِأَنَّهَا غَيْرُ حَامِلٍ

قَالَ وَهٰذَا حُجَّةٌ لَنَا فِيْ قَوْلِنَا إِنَّ الْمَبْتُوْتَةَ لَا يَجِبُ لَهَا النَّفَقَةُ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ حَامِلًا.

قِيْلَ لَهُ لَوْ تَحَرَّرَ مَعْنٰى حَدِيْثِ فَاطِمَةَ مِنْ حَيْثُ ذَكَرْتَ لَمْ يَقَعِ الْوَهْمُ عَلٰى عُمَرَ وَعَائِشَةَ وَأُسَامَةَ وَمَنْ أَنْكَرَ ذٰلِكَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَلٰى فَاطِمَةَ مَعَهُمْ وَقَدْ كَانَ يَنْبَغِيْ أَنْ يُتْرَكَ أَمْرُهُمْ عَلَى الصَّوَابِ حَتّٰى يُعْلَمَ يَقِيْنًا مَا سِوٰى ذٰلِكَ فَكَيْفَ وَلَوْ صَحَّ حَدِيْثُ فَاطِمَةَ لَكَانَ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ مَعْنَاهُ عَلٰى غَيْرِ مَا حَمَلْتَهُ أَنْتَ عَلَيْهِ.

وَذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ مَعْنَاهُ

بیان کیا جہاں تک اصل حدیث کا تعلق ہے تو وہ اسی طرح ہے جس طرح امام شعبی نے بیان کی۔

اس مخالف کا ہم پر یہ اعتراض بھی ہے کہ اگر حضرت فاطمہ کی اصل روایت اس طرح ہے جس طرح امام شعبی نے روایت کیا تو وہ ہمارے مذہب کے موافق ہوگی کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کہ تمہارے لیے نفقہ نہیں ہے کا مطلب یہ ہوگا کہ تم غیر حاملہ ہو اور تمہارے لیے رہائش نہیں کیونکہ تم بدکلام ہو، بذاء فحش کلام کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "مگر یہ کہ لائیں وہ واضح بے حیائی۔" (یعنی یہاں "فاحشہ مبینہ" سے مراد بدکلامی ہے)

اور وہ اس سلسلے میں یوں ذکر کرتے ہیں حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے قول "اور وہ (عورتیں) نہ نکلیں مگر یہ کہ وہ واضح طور پر بے حیائی کا ارتکاب کریں" کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا "فاحشہ مبینہ" سے مراد یہ ہے کہ وہ گھر والوں سے بدکلامی کرے اور ان کو اذیت پہنچائے انہوں نے ارشاد فرمایا کہ حضرت فاطمہ کو رہائش سے ان کی زبان درازی کی وجہ سے محروم کیا گیا اور نفقہ سے اس لیے کہ وہ غیر حاملہ تھیں۔

اور وہ (معترض) کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہمارے اس موقف کی دلیل ہے کہ طلاق بائن والی عورت کے لیے صرف اسی صورت میں نفقہ ہوگا جب وہ حاملہ ہو۔

اس شخص کو جواب دیا جائے گا کہ اگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا وہ مفہوم ہوتا جو تم نے ذکر کیا ہے تو حضرت عمر فاروق، حضرت عائشہ، حضرت اسامہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے حضرت فاطمہ کی روایت کا انکار کیا ہے کے بارے میں وہم چلا ہوگا۔ مناسب تو یہ تھا کہ ان کی بات کو درست قرار دیا جاتا یہاں تک کہ اس کے علاوہ بات یقین کے ساتھ معلوم ہو جاتی اور کیسے نہیں ہوگا کیونکہ اگر حدیث فاطمہ کی روایت صحیح بھی ہو تو اس کا مفہوم تمہارے بیان کردہ مفہوم کے خلاف بھی ہو سکتا ہے۔

اس طرح کہ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَمَهَا السُّكْنَى لِبَذَائِهَا كَمَا ذَكَرْتَ وَرَأَى أَنَّ ذٰلِكَ هُوَ الْفَاحِشَةُ الَّتِي قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَحَرَمَهَا النَّفَقَةَ لِنُشُوزِهَا بِخُرُوجِهَا الَّذِي خَرَجَتْ بِهِ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا لِأَنَّ الْمُطَلَّقَةَ لَوْ خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا فِي عِدَّتِهَا لَمْ يَجِبْ لَهَا عَلَيْهِ نَفَقَةٌ حَتّٰى تَرْجِعَ إِلٰى مَنْزِلِهِ فَكَذٰلِكَ فَاطِمَةُ مُنِعَتْ مِنَ النَّفَقَةِ لِنُشُوزِهَا الَّذِي بِهِ خَرَجَتْ مِنْ مَنْزِلِ زَوْجِهَا.

فَهٰذَا الْمَعْنٰى قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَهُ إِنْ كَانَ حَدِيثُ فَاطِمَةَ صَحِيحًا وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ مَا وَصَفْتَ أَنْتَ.

وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ مَعْنًى غَيْرَ هٰذَيْنِ مَعْنًى لَمْ يَبْلُغْهُ عِلْمُنَا وَلَا يُحْكَمُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَرَادَ فِي ذٰلِكَ مَعْنًى بِعَيْنِهِ دُونَ مَعْنًى كَمَا حَكَمْتَ أَنْتَ عَلَيْهِ لِأَنَّ الْقَوْلَ عَلَيْهِ بِالظَّنِّ حَرَامٌ كَمَا أَنَّ الْقَوْلَ بِالظَّنِّ عَلَى اللهِ حَرَامٌ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي الْفَاحِشَةِ الْمُبَيِّنَةِ غَيْرُ مَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا.

۲۸۲- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾ قَالَ خُرُوجُهَا مِنْ بَيْتِهَا فَاحِشَةٌ مُبَيِّنَةٌ.

وَقَدْ قَالَ آخَرُونَ أَنَّ الْفَاحِشَةَ الْمُبَيِّنَةَ أَنْ تَزْنِيَ فَتُخْرَجَ لِيُقَامَ عَلَيْهَا الْحَدُّ

علیہ وسلم نے اس کی زبان درازی کی وجہ سے رہائش سے محروم کر دیا جس طرح تم نے ذکر کیا اور یہ خیال کیا ہو کہ یہی وہ فاحشہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا اور نفقے سے اس لیے محروم کیا کہ وہ بدکلامی کی وجہ سے نافرمان قرار پائی کہ وہ اس بدکلامی کی وجہ سے خاوند کے گھر سے چلی گئی کیونکہ جب مطلقہ عدت کے دوران خاوند کے گھر سے چلی جائے تو اس کے (خاوند) پر نفقہ واجب نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ گھر لوٹ آئے اسی طرح حضرت فاطمہ کو اس نافرمانی کی وجہ سے نہ دیا گیا جس کی وجہ سے خاوند کے گھر سے چلی گئیں۔

تو ہو سکتا ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی معنی مراد لیا ہو اگر حدیث فاطمہ صحیح ہو۔ اور یہ ہو سکتا ہے وہ مفہوم مراد لیا ہو جو تم نے بیان کیا۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کی مراد ان دو کے علاوہ کوئی معنی ہو اور ہمیں اس کا علم نہ ہوا کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ آپ نے فلاں معنی ہی مراد لیا کوئی دوسرا معنی مراد نہیں لیا جیسا کہ تم نے حضور علیہ السلام کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کیونکہ محض گمان سے آپ کے بارے میں کوئی بات کہنا حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں محض گمان سے بات کرنا حرام ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے "فاحشہ مبینہ" کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیان کردہ معنی کے خلاف مروی ہے۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے قول لا تخرجوھن من بیوتھن (آخر تک) کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ اس کا گھر سے نکلنا "فاحشہ مبینہ" ہے۔

دوسرے حضرات نے فرمایا کہ "فاحشہ مبینہ" سے مراد زنا کرنا ہے پس اسے نکالا جائے تاکہ اس پر حد قائم کی جا سکے تو

فَمَنْ جَعَلَ لَكَ اَنْ تُثْبِتَ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي تَاوِيْلِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَتَحْتَجَّ بِهٖ عَلٰى مُخَالِفِكَ وَتَدَعَ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

کوکس نے اختیار دیا ہے کہ اس آیت کے معنی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو ثابت کریں اور اسے اپنے مخالف کے خلاف بطور دلیل پیش کریں اور جو کچھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اسے چھوڑ دیں۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فِيْ حَدِيْثِهَا مَعْنًى غَيْرُ مَا ذَكَرْنَا۔

حضرت فاطمہ بنت قیس سے ہمارے بیان کردہ معنی کے خلاف مروی ہے۔

وَذٰلِكَ اَنَّ اَبَا شُعَيْبٍ الْبَصْرِيَّ

۴۲۰۲۔ صَالِحَ بْنَ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الزَّمِنُ قَالَ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ زَوْجِيْ طَلَّقَنِيْ وَاِنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَقْتَحِمَ قَالَ انْتَقِلِيْ عَنْهُ۔

وہ اس طرح کہ حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے اور وہ حضرت فاطمہ بنت قیس سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے خاوند نے مجھے طلاق دی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کے پاس (ان کے دوست احباب کا) آنا جانا ہو آپ نے فرمایا وہاں سے (دوسری جگہ) منتقل ہو جاؤ۔

فَهٰذِهٖ فَاطِمَةُ تُخْبِرُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَمَرَهَا اَنْ تَنْتَقِلَ حِيْنَ خَافَتْ زَوْجَهَا عَلَيْهَا۔

تو یہ حضرت فاطمہ بنت قیس ہیں جو اس حدیث میں بتاتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس وقت منتقل ہونے کا حکم دیا جب ان حضرت فاطمہ کو اپنے خاوند کی طرف سے خوف محسوس ہوا۔

فَقَالَ قَائِلٌ وَكَيْفَ يَجُوْزُ هٰذَا وَفِيْ بَعْضِ مَا قَدْ رُوِيَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ اَنَّهٗ طَلَّقَهَا وَهُوَ غَائِبٌ اَوْ طَلَّقَهَا ثُمَّ غَابَ فَخَاصَمَتْ اِلَى ابْنِ عَمِّهٖ فِيْ نَفَقَتِهَا وَفِيْ هٰذَا اِنَّهَا كَانَتْ تَخَافُهٗ فَاَحَدُ الْحَدِيْثَيْنِ يُخْبِرُ اَنَّهٗ كَانَ غَائِبًا وَالْاٰخَرُ يُخْبِرُ اَنَّهٗ كَانَ حَاضِرًا فَقَدْ تَضَادَّ هٰذَانِ الْحَدِيْثَانِ۔

کسی معترض نے کہا یہ مفہوم کیسے صحیح ہو سکتا ہے جب کہ اس سلسلے میں مروی بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے جب انکو طلاق دی تو وہ موجود نہ تھے یا طلاق دینے کے بعد غائب ہو گئے تو انہوں (حضرت فاطمہ) نے ان (اپنے خاوند) کے چچیرے سے اپنے نفقہ کے بارے میں جھگڑا کیا اور اس حدیث میں ہے کہ انہیں ان (خاوند) کا ڈر تھا تو ایک حدیث بتاتی ہے کہ وہ غائب تھے اور دوسری حدیث بتاتی ہے کہ وہ موجود تھے تو ان دونوں حدیثوں میں تضاد ہے۔

قِيْلَ لَهٗ مَا تَضَادَّ الْاَمْرُ فَقَدْ يَجُوْزُ اَنْ تَكُوْنَ فَاطِمَةُ لَمَّا طَلَّقَهَا زَوْجُهَا خَافَتْ عَلَى الْهُجُوْمِ عَلَيْهَا وَسَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهَا بِالنُّقْلَةِ ثُمَّ غَابَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَوَكَّلَ ابْنَ عَمِّهٖ بِنَفَقَتِهَا فَخَاصَمَتْ حِيْنَئِذٍ فِي النَّفَقَةِ وَهُوَ غَائِبٌ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا کہ ان دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جب حضرت فاطمہ کے خاوند نے ان کو طلاق دی تو انہیں اپنے پاس ہجوم کا ڈر محسوس ہوا اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا پھر وہ (ان کے خاوند) اس کے پاس نفقہ لے کر آئے اور اس کے بعد غائب ہو گئے اور اپنے چچا زاد بھائی کو وکیل بنا دیا اس وقت حضرت فاطمہ نے نفقہ کے سلسلے میں ان (وکیل)

صلى الله عليه وسلم لا سكنى لك ولا نفقة فاتفق معنى حديث عروة هذا ومعنى حديث الشعبي وأبي سلمة عمن روياه عنه على ذلك عن فاطمة فهذا وجه هذا الباب من طريق الآثار.

وأما وجهه من طريق النظر فإنا قد رأيناهم أجمعوا أن المطلقة طلاقا بائنا وهي حامل من زوجها أن لها النفقة على زوجها وبذلك حكم الله عز وجل لها في كتابه فقال وإن كن أولات حمل فأنفقوا عليهن حتى يضعن حملهن.

واحتمل أن تكون تلك النفقة جعلت على المطلق لأنه يكون عنها ما يغتذي الصبي في بطن أمه فيجب عليه لولده كما يجب عليه أن يغذيه في حال رضاعه بالنفقة على من ترضعه وتوصل الغذاء إليه ثم يغذيه بعد ذلك بمثل ما يغتذي به مثله من الطعام والشراب فيحتمل أيضا إذا كان حملا في بطن أمه أن يجب على أبيه غذاؤه بما يغتذي به مثله في حالته تلك من النفقة على أمه إذ كان ذلك يوصل الغذاء إليه.

ويحتمل أن تكون تلك النفقة إنما جعلت للمطلقة خاصة لعلة العدة ولا لعلة الولد الذي في بطنها فإن كانت النفقة على الحامل إنما جعلت لها لمعنى العدة ثبت قول الذين قالوا للمبتوتة النفقة والسكنى حاملا كانت أو غير حامل وإن كانت العلة التي بها وجبت النفقة هي الولد فإن ذلك

سے جھگڑا کیا جبکہ ان کے خاوند موجود نہ تھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لیے رہائش اور نفقہ کچھ نہیں تو حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا مفہوم حضرت شعبی اور حضرت ابو سلمہ ان دونوں کی موافقت میں حضرت فاطمہ سے روایت کرنے والوں کی روایات کا مفہوم ایک جیسا ہوا۔ روایات کے طریقے سے اس باب کا بیان یہ تھا۔

غور و فکر کے طریقے پر اس کا بیان یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس عورت کو طلاق بائن دی گئی ہو اور وہ اپنے خاوند سے حاملہ ہو تو اس کے لیے خاوند پر نفقہ واجب ہے اللہ تعالیٰ نے بھی اسی بات کا حکم دیا ارشاد خداوندی ہے اور اگر وہ حمل والی ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک ان پر خرچ کرو۔

تو اس بات کا احتمال ہے کہ طلاق دینے والے پر یہ نفقہ اس لیے لازم ہو کہ وہ اس نفقہ میں سے بچے کو ماں کے پیٹ میں غذا پہنچاتا ہے لہٰذا بچے کی وجہ سے اس پر واجب ہوگا جیسا کہ بچے کے دودھ پینے کی حالت میں دودھ پلانے والی کو نفقہ دے کر بچے کو غذا پہنچانا اس (باپ) پر لازم ہے اس کے بعد بھی اس بچے کو کھانے پینے کی اشیاء کے ذریعے غذا پہنچانا ضروری ہے جو اسے بطور غذا دی جاتی ہیں تو اس بات کا بھی احتمال ہے کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہو تو اس کے باپ پر اس کے مناسب حال غذا واجب ہو جو ماں کو دیے جانے والے نفقہ میں سے ہو کیونکہ وہ اسی کے ذریعے اس تک پہنچتی ہے۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ نفقہ صرف عورت کے لیے ہو اور اس کی علت عدت ہو اس کے پیٹ میں پائے جانے والا بچہ اس کی علت نہ ہو پس اگر اس وجہ سے حاملہ کے لیے نفقہ مقرر کیا گیا ہے تو ان لوگوں کا قول ثابت ہوگا جو کہتے ہیں کہ مطلقہ بائنہ کے لیے نفقہ اور رہائش ہوگی حاملہ ہو یا غیر حاملہ، اور اگر نفقہ کے وجوب کی علت بچہ ہو تو یہ اس بات پر دلالت نہیں

أَيَدُلُّ عَلَى أَنَّ النَّفَقَةَ وَاجِبَةٌ لِغَيْرِ الْحَامِلِ فَأَمْعَنَّا ذٰلِكَ لِنَعْلَمَ كَيْفَ الْوَجْهُ فِيمَا أُشْكِلَ مِنْ ذٰلِكَ

کہ غیر حاملہ کے لیے بھی نفقہ ہو گا پس ہم نے اس میں غور و فکر کیا تاکہ اس مشکل مسئلے کا صحیح حل معلوم کر سکیں۔

فَرَأَيْنَا الرَّجُلَ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يُنْفِقَ عَلَى ابْنِهِ الصَّغِيرِ فِي رَضَاعِهِ حَتَّى يَسْتَغْنِيَ عَنْ ذٰلِكَ وَيُنْفِقَ عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا يُنْفَقُ عَلَى مِثْلِهِ مَا كَانَ الصَّبِيُّ مُحْتَاجًا إِلَى ذٰلِكَ فَإِنْ كَانَ غَنِيًّا عَنْهُ بِمَالٍ لَهُ قَدْ وَرِثَهُ عَنْ أُمِّهِ أَوْ قَدْ مَلَكَهُ بِوَجْهٍ سِوَى ذٰلِكَ مِنْ هِبَةٍ أَوْ غَيْرِهَا لَمْ يَجِبْ عَلَى أَبِيهِ أَنْ يُنْفِقَ عَلَيْهِ مِنْ مَالِهِ وَأَنْفَقَ عَلَيْهِ مِمَّا وَرِثَ أَوْ مِمَّا وُهِبَ لَهُ فَكَانَ إِنَّمَا يُنْفِقُ عَلَيْهِ مِنْ مَالِهِ لِحَاجَتِهِ إِلَى ذٰلِكَ فَإِذَا ارْتَفَعَ ذٰلِكَ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ الْإِنْفَاقُ عَلَيْهِ مِنْ مَالِهِ وَلَوْ أَنْفَقَ عَلَيْهِ الْأَبُ مِنْ مَالِهِ عَلَى أَنَّهُ فَقِيرٌ إِلَى ذٰلِكَ بِحُكْمِ الْقَاضِي عَلَيْهِ ثُمَّ عَلِمُوا أَنَّ الصَّبِيَّ قَدْ كَانَ وَجَبَ لَهُ مَالٌ قَبْلَ ذٰلِكَ بِمِيرَاثٍ أَوْ غَيْرِهِ كَانَ لِلْأَبِ أَنْ يَرْجِعَ بِذٰلِكَ الْمَالِ الَّذِي أَنْفَقَهُ فِي مَالِ الصَّبِيِّ الَّذِي وَجَبَ لَهُ بِالْوَجْهِ الَّذِي ذَكَرْنَا۔

تو ہم دیکھتے ہیں کہ مرد پر اپنے چھوٹے دودھ پیتے بچے کا خرچ واجب ہے یہاں تک کہ اسے اس (دودھ) کی حاجت نہ رہے اس کے بعد بھی جب تک بچہ ضرورت مند رہتا ہے اس کی حالت کے مطابق اس پر خرچ کرتا ہے اور اگر وہ بچہ اپنے ذاتی مال کی وجہ سے بے نیاز ہو یعنی وہ مال جو اسے ماں کی طرف سے وراثت میں ملا یا کسی دوسرے ذریعے مثلاً ہبہ وغیرہ کے سبب اس کا مالک بنا تو اب باپ پر واجب نہیں کہ اپنے مال میں سے اس پر خرچ کرے بلکہ وہ اس (بچے) کو ملنے والے مال وراثت یا ہبہ میں سے اس پر خرچ کرے تو باپ اپنے مال سے بچے پر اس لیے خرچ کرتا ہے کہ اس بچے کو اس کی ضرورت ہوتی ہے تو جب اس کی حاجت نہ رہے تو باپ پر اپنے مال میں سے اس پر خرچ کرنا واجب نہیں ہوتا اور اگر باپ قاضی کے حکم سے بچے پر اس لیے خرچ کرتا ہے کہ وہ فقیر ہے لیکن بعد میں معلوم ہو جاتا ہے کہ اس سے پہلے بچے کے لیے وراثت وغیرہ کے ذریعے مال واجب ہو گیا تھا تو باپ بچے کے مال سے وہ مال واپس لے سکتا ہے جو اس نے بچے پر خرچ کیا ہے اس کی وجہ ہم نے ذکر کر دی ہے۔

وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَامِلٌ وَحَكَمَ الْقَاضِي لَهَا عَلَيْهِ بِالنَّفَقَةِ فَأَنْفَقَ عَلَيْهَا حَتَّى وَضَعَتْ وَلَدًا حَيًّا وَقَدْ كَانَ أَخٌ لَهُ مِنْ أُمِّهِ مَاتَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَوَرِثَهُ الْوَلَدُ وَأُمُّهُ حَامِلٌ بِهِ لَمْ يَكُنْ لِلْأَبِ فِي قَوْلِهِمْ جَمِيعًا أَنْ يَرْجِعَ عَلَى ابْنِهِ بِمَا كَانَ أَنْفَقَ عَلَى أُمِّهِ بِحُكْمِ الْقَاضِي لَهَا عَلَيْهِ بِذٰلِكَ إِذْ كَانَتْ حَامِلَةً بِهِ۔

اور جب کوئی شخص اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دے اور قاضی کے حکم سے اس کو نفقہ دے حتیٰ کہ اس کا زندہ بچہ پیدا ہو جائے اور اس سے پہلے اس کا ماں کی طرف سے بھائی فوت ہو چکا ہو اور وہ ماں کے پیٹ میں اس کا وارث بن گیا ہو تو تمام حضرات کے نزدیک اس بچے سے وہ مال واپس نہیں لے سکتا جو اس نے قاضی کے حکم سے اس بچے کی ماں پر اس وقت خرچ کیا جب وہ حاملہ تھی۔

فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ النَّفَقَةَ عَلَى الْمُطَلَّقَةِ الْحَامِلِ هِيَ لِعِلَّةِ الْعِدَّةِ الَّتِي هِيَ فِيهَا مِنَ الَّذِي

تو اس سے ثابت ہوا کہ حاملہ مطلقہ کا نفقہ اس کی عدت کی وجہ سے ہے جو وہ گزار رہی ہے اس بچے کی وجہ نہیں جس

عَلَيْهَا لِأَجْلِ مَا هِيَ حَامِلٌ بِهِ، فَلَمَّا كَانَ ذَٰلِكَ كَذَٰلِكَ ثَبَتَ أَنَّ كُلَّ مُعْتَدَّةٍ مِنْ طَلَاقٍ بَائِنٍ لَهَا مِنَ النَّفَقَةِ مِثْلُ مَا لِلْمُعْتَدَّةِ مِنَ الطَّلَاقِ إِذَا كَانَتْ حَامِلًا قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلَىٰ مَا ذَكَرْنَا وَوَصَفْنَا وَبَيَّنَّا وَهَٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔

کے ساتھ وہ حاملہ ہے تو جب بات اس طرح ہے جس طرح ہم نے ذکر کیا تو ثابت ہوا کہ ہر مطلقہ بائنہ کے لیے اسی طرح ہوگا جس طرح مطلقہ حاملہ کے لیے ہوتا ہے یعنی مذکورہ بالا گفتگو پر قیاس کا تقاضا یہی ہے حضرت امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ ذَٰلِكَ عَنْ عُمَرَ وَعَبْدِ اللهِ وَقَدْ ذَكَرْنَا ذَٰلِكَ فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ كِتَابِنَا هَٰذَا وَرُوِيَ ذَٰلِكَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ۔

حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما سے بھی یہی بات مروی ہے اور ہم اپنی کتاب میں اسے ذکر کر چکے ہیں حضرت سعید بن مسیب اور حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

٢٨٤۔ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لَهَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنَىٰ۔

حضرت عبدالکریم جزری حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا تین طلاقوں والی عورت کے لیے نفقہ اور رہائش ہے۔

٢٨٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ مِثْلَهُ۔

حضرت شجاع بن ولید، حضرت مغیرہ سے اور وہ حضرت ابراہیم نخعی سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

بَابُ ١٤٧ الْمُتَوَفَّىٰ عَنْهَا زَوْجُهَا هَلْ لَهَا أَنْ تُسَافِرَ فِي عِدَّتِهَا وَمَا دَخَلَ فِي ذَٰلِكَ مِنْ حُكْمِ الْمُطَلَّقَةِ فِي وُجُوبِ الْإِحْدَادِ عَلَيْهَا فِي عِدَّتِهَا

بیوہ کا عدت کے دوران سفر کرنا اور مطلقہ کا عدت کے دوران بناؤ سنگھار چھوڑ دینا

٢٨٦۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَا جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ طُلِّقَتْ خَالَةٌ لِي فَأَرَادَتْ أَنْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میری خالہ کو طلاق دی گئی تو عدت کے دوران انہوں نے اپنے کھجوروں کے باغ میں جانے کا ارادہ کیا ان سے ایک شخص نے کہا تمہارے لیے یہ جائز نہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

تخرج في عدتها الى نخل لها فقال لها رجل ليس ذلك لك فاتت النبي صلى الله عليه وسلم فقال اخرجي الى نخلك وجديه عسى ان تصدقي وتصنعي معروفا.

۲۸۷ حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا ابن لهيعة قال ثنا ابو الزبير قال سمعت جابرا يقول اخبرتني خالتي انها طلقت البتة فارادت ان تجد نخلها فزجرها رجال ان تخرج فاتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال بلى فجدي نخلك فانك عسى ان تصدقي وتفعلي معروفا.

قال ابو جعفر فذهب قوم الى ان المطلقة والمتوفى عنها زوجها ان تسافرا في عدتهما الى حيث ما شاءتا واحتجوا في ذلك بهذا الحديث.

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا اما المتوفى عنها زوجها فان لها ان تخرج في عدتها من بيتها نهارا ولا تبيت الا في بيتها واما المطلقة فلا تخرج من بيتها في عدتها لا ليلا ولا نهارا وفرقوا بينهما لان المطلقة في قولهم لها النفقة والسكنى في عدتها على زوجها الذي طلقها فذلك يغنيها عن الخروج من بيتها والمتوفى عنها زوجها لا نفقة لها فلها ان تخرج في بياض نهارها تبتغي من فضل ربها.

وكان من الحجة لهم في حديث جابر الذي احتج به عليهم اهل المقالة

کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے فرمایا تم اپنے کھجوروں کے درختوں کی طرف جا سکتی ہو اور انہیں توڑ بھی سکتی ہو قریب ہے کہ تم صدقہ کرو اور اچھا کام کرو۔

حضرت ابو الزبیر فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے ہیں مجھے میری خالہ نے بتایا کہ ان کو طلاق بائن دی گئی انہوں نے اپنی کھجوریں توڑنے کا ارادہ کیا تو کچھ لوگوں نے انہیں نکلنے سے منع کیا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں تم اپنی کھجوریں توڑ سکتی ہو قریب ہے کہ تم صدقہ کرو اور کوئی اچھا کام کرو۔

امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اسی بات کی طرف گئی ہے وہ فرماتے ہیں مطلقہ اور بیوہ عدت کے دوران جہاں تک چاہیں سفر کر سکتی ہیں انہوں نے اس (مذکورہ بالا) حدیث سے استدلال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ بیوہ عورت اپنی عدت کے دوران دن کے وقت گھر سے باہر جا سکتی ہے لیکن رات اپنے گھر میں گزارے گی اور مطلقہ عورت دن اور رات میں کسی وقت بھی گھر سے باہر نہیں نکل سکتی انہوں نے ان دونوں کے حکم میں فرق کیا ہے کیونکہ ان کے قول کے مطابق مطلقہ کے لیے عدت کے دوران اس خاوند پر نفقہ اور رہائش واجب ہے جس نے اسے طلاق دی ہے لہٰذا اس وجہ سے اسے گھر سے نکلنے کی ضرورت نہیں رہتی اور چونکہ بیوہ کے لیے نفقہ نہیں ہے لہٰذا وہ دن کی روشنی میں جا سکتی ہے تاکہ اپنے رب کا فضل اور رزق تلاش کرے۔

ان حضرات نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے جس سے پہلے قول والوں

الأولى أنه قد يجوز أن يكون ما ذكر فيه كان في وقت ما الحكم فيه ألا إحداد يجب في كل العدة فإنه قد كان ذلك كذلك.

نے استدلال کیا یوں دلیل دی ہے کہ ہو سکتا ہے جو کچھ اس میں ذکر کیا گیا وہ اس وقت کی بات ہو جب ہر عدت میں سوگ واجب نہیں تھا اور اس وقت یہی حکم تھا۔

۲۸۸- حدثنا ابن مرزوق قال ثنا حبان بن هلال ح وحدثنا أبو بكرة أيضا قال ثنا حجاج ح وحدثنا فهد قال ثنا أحمد بن يونس ح وحدثنا ابن أبي داود قال ثنا جبارة بن مغلس ح وحدثنا ربيع المؤذن وسليمان بن شعيب قال ثنا أسد قالوا ثنا محمد بن طلحة عن الحكم بن عتيبة عن عبد الله بن شداد عن أسماء بنت عميس قالت لما أصيب جعفر أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم تسلبي ثلاثا ثم اصنعي ما شئت.

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مختلف طرق سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا "تین دن تک گھر میں ٹھہرو پھر جو چاہو کرو"۔

ففي هذا الحديث أن الإحداد لم يكن على المعتدة في كل عدتها وإنما كان في وقت منها خاص ثم نسخ ذلك وأمرت بأن تحد عليه أربعة أشهر وعشرا.

تو اس حدیث میں ہے کہ عدت گزارنے والی عورت پر ہر عدت میں سوگ نہیں تھا یہ ایک خاص وقت میں تھا پھر منسوخ ہو گیا اور اسے چار مہینہ دس دن سوگ میں رہنے کا حکم دیا گیا۔

۲۸۹- فمما روي في ذلك ما حدثنا يونس قال أخبرنا سفيان عن الزهري عن عروة عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد على ميت فوق ثلاثة أيام إلا على زوج فإنها تحد عليه أربعة أشهر وعشرا.

اس سلسلے میں مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کے علاوہ کسی پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔

۲۹۰- حدثنا يونس قال أخبرنا سفيان عن أيوب بن موسى عن حميد بن نافع عن زينب بنت أبي سلمة قالت لما جاء نعي أبي سفيان دعت أم حبيبة بصفرة فمسحت

حضرت زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں جب حضرت ابو سفیان کی وفات کی خبر پہنچی تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی اور اسے اپنے

مِنْهُ عَيْنَيْهَا وَعَارِضَيْهَا وَقَالَتْ إِنِّي عَنْ هٰذَا لَغَنِيَّةٌ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَتْ مِثْلَ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَوَاءً۔

۲۹۱ - حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ أُمِّ حَبِيْبَةَ ثُمَّ ذَكَرَتْ مِثْلَ حَدِيْثِ يُوْنُسَ قَالَ حُمَيْدٌ وَحَدَّثَتْنِيْ زَيْنَبُ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ بِنْتُ النَّحَّامِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّا نَخَافُ عَلٰى بَصَرِهَا فَقَالَ لَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تُحِدُّ عَلٰى زَوْجِهَا السَّنَةَ ثُمَّ تَرْمِيْ عَلٰى رَأْسِ السَّنَةِ بِالْبَعْرِ۔

۲۹۲ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ عَنْ أُمِّهَا وَأُمِّ حَبِيْبَةَ مِثْلَ مَا فِيْ حَدِيْثِ رَبِيْعٍ عَنْهُمَا قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا رَأْسُ الْحَوْلِ فَقَالَتْ كَانَتِ الْمَرْأَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا مَاتَ زَوْجُهَا عَمَدَتْ إِلٰى شَرِّ بَيْتٍ لَهَا فَجَلَسَتْ فِيْهِ سَنَةً فَإِذَا مَرَّتْ بِهَا سَنَةٌ خَرَجَتْ وَرَمَتْ بِبَعْرَةٍ مِنْ وَرَائِهَا۔

۲۹۳ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ بِهٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ الثَّلَاثَةِ قَالَتْ

لگائی اور دونوں رخساروں پر ملا اور فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی اگر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کی مثل ذکر کیا۔

حضرت حمید بن نافع، حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی اس کے بعد انہوں نے حضرت یونس کی روایت (روایت ۲۹۰) کی مثل ذکر کیا حضرت حمید فرماتے ہیں مجھ سے حضرت زینب بنت ام سلمہ نے اپنی والدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا وہ فرماتی ہیں ایک قریشی عورت جس کا نام بنت النحام تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کیا ہمیں اس کی آنکھوں کا خطرہ ہے آپ نے فرمایا نہیں وہ چار مہینے دس دن ہی عدت گزارے گی اور دور جاہلیت میں تم میں سے ایک اپنے خاوند پر ایک سال تک سوگ گزارتی پھر اس کے ختم ہونے پر مینگنی پھینکتی (اور سوگ سے نکلتی)

انصار کے آزاد کردہ غلام حضرت حمید بن نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ اپنی والدہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل روایت کرتی ہیں جو حضرت ربیع کی روایت (روایت ۲۹۱) میں ان دونوں سے مروی ہے حضرت حمید فرماتے ہیں میں نے حضرت زینب سے پوچھا سال کے آخر کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ دور جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا تو وہ اپنے نہایت گندے مکان کا قصد کرتی اور اس میں ایک سال تک بیٹھی رہتی جب سال گزر جاتا تو باہر نکلتی اور اپنے پیچھے ایک مینگنی پھینکتی۔

حضرت عبداللہ بن ابوبکر حضرت حمید بن نافع سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت زینب بنت ابوسلمہ نے ان کو ان تینوں احادیث کی خبر دی، وہ فرماتی ہیں میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی اس کے بعد انہوں نے

وَدَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ ثُمَّ ذَكَرَتْ عَنْهَا مِثْلَ مَا ذَكَرْنَاهُ عَنْهَا فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَحَادِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَتْ نَحْوَ مَا ذَكَرْنَاهُ عَنْهَا فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَحَادِيثِ قَالَتْ وَدَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَذَكَرَتْ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ عَنْ عَلِيٍّ وَفِي حَدِيثِ رَبِيعٍ عَنْ شُعَيْبٍ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ وَحَدِيثِهِمَا عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بِنْتِ النَّحَّامِ

زینب انہوں نے ان (حضرت ام حبیبہ) سے اس کی مثل روایت کیا جو ہم نے گزشتہ احادیث میں ان کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا حضرت زینب فرماتی ہیں میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سُنا وہ فرماتی ہیں ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی. پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا جو ہم نے گزشتہ احادیث میں ذکر کیا وہ مزید فرماتی ہیں کہ میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی تو ان سے حضرت یونس کی حضرت علی بن معبد کی روایت (روایت ۲۹۲) اور حضرت ربیع کی حضرت شعیب سے روایت (روایت ۲۹۱) کے ضمن میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول جو انہوں نے بنت النحام کے سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، ذکر کیا۔

۲۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ وَفَهْدٌ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَنْهُمَا كِلْتَيْهِمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مُتَوَفًّى فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجِهَا.

حضرت صفیہ بنت ابو عبید، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ بنت عمر حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہم) ان دونوں سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے اپنے خاوند کے علاوہ کسی فوت ہونے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں۔

۲۹۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُمُّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَزَادَ فَإِنَّهَا

حضرت نافع، حضرت صفیہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتی ہیں البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ وہ اس (خاوند) پر چار مہینے دس دن

تُحِدَّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔

سوگ منائے۔

۲۹۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ ثَنَا اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ

حضرت نافع، حضرت صفیہ بنت ابوعبید سے اور وہ کسی ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کے علاوہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے۔

۲۹۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا عَارِمٌ اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت حماد بن زید فرماتے ہیں ہم سے حضرت ایوب نے بیان کیا انہوں نے حضرت نافع سے روایت کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۲۹۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تُحِدَّ الْمَرْاَةُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ وَّلَا تَكْتَحِلَ وَلَا تَطَيَّبَ وَلَا تَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ۔

حضرت حفصہ، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتی ہیں وہ فرماتی ہیں ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کے علاوہ کسی (میت) پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے (اور ان دنوں میں) نہ سرمہ لگائے نہ خوشبو لگائے اور نہ رنگے ہوئے کپڑے پہنے البتہ یمنی چادر (پہن سکتی ہے)

۲۹۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهٗ اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ۔

ایک دوسرے طریقے سے بھی حضرت حفصہ، حضرت ام عطیہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتی ہیں لیکن انہوں نے یمنی چادر کا ذکر نہیں کیا۔

۳۰۰۔ حَدَّثَنَا اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا حَسَّانُ بْنُ غَالِبٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ اَنَّهٗ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُخْبِرُ عَنْ زَيْنَبَ اَنَّ اُمَّهَا اُمَّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّ بِنْتَ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِيِّ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا

حضرت قاسم بن محمد حضرت زینب سے خبر دیتے ہیں کہ ان کی والدہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بتایا کہ نعیم بن عبداللہ عدوی کی بیٹی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور وہ سوگ منا رہی ہے اسکی آنکھوں میں تکلیف ہے کیا وہ سرمہ لگا سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا "نہیں" اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ

زَوْجُهَا وَهِيَ مُحِدَّةٌ وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا
فَتَكْتَحِلُ فَقَالَ لَا فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّهَا
تَشْتَكِي عَيْنَيْهَا فَوْقَ مَا تَظُنُّ أَفَتَكْتَحِلُ قَالَ
لَا تَحِدُّ الْمُسْلِمَةُ الْمُحِدَّةُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ
إِلَّا عَلَى زَوْجٍ ثُمَّ قَالَ أَوَ نَسِيتُنَّ كُنْتُنَّ فِي
الْجَاهِلِيَّةِ تُحِدُّ الْمَرْأَةُ السَّنَةَ وَتَجْعَلُ فِي
السَّنَةِ فِي بَيْتٍ وَحْدَهَا وَأَنَّهَا تُطْعَمُ وَ
تُسْقَى حَتَّى إِذَا كَانَ رَأْسُ السَّنَةِ أُخْرِجَتْ
ثُمَّ أُتِيَتْ بِكَلْبٍ أَوْ دَابَّةٍ فَإِذَا مَسَّتْهَا مَاتَتْ
تَخَفَّفَ ذَلِكَ عَنْكُنَّ وَجُعِلَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ
وَعَشْرًا

فَفِي هٰذِهِ الْآثَارِ مَا قَدْ دَلَّ أَنَّ إِحْدَادَ
الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا قَدْ جُعِلَ فِي كُلِّ
عِدَّتِهَا وَقَدْ كَانَ قَبْلَ ذَلِكَ فِي ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ
مِنْ عِدَّتِهَا خَاصَّةً عَلَى مَا فِي حَدِيثِ أَسْمَاءَ
ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرِ الْفُرَيْعَةِ بِنْتِ مَالِكٍ

۴۱ - مَا قَدْ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنِي
أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ إِسْحَاقَ
بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ زَيْنَبَ
بِنْتِ كَعْبٍ قَالَتْ أَخْبَرَتْنِي الْفُرَيْعَةُ بِنْتُ مَالِكِ
بْنِ سِنَانٍ وَهِيَ أُخْتُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ
أَتَاهَا نَعْيُ زَوْجِهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْلَاجٍ
لَهُ فَأَدْرَكَهُمْ بِطَرَفِ الْقَدُومِ فَقَتَلُوهُ قَالَتْ
فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ أَتَانِي نَعْيُ زَوْجِي وَأَنَا
فِي دَارٍ مِنْ دُورِ الْأَنْصَارِ شَاسِعَةٍ عَنْ دُورِ أَهْلِي
وَأَنَا أَكْرَهُ الْقُعُودَ فِيهَا وَإِنَّهُ لَمْ يَتْرُكْنِي
فِي مَسْكَنٍ لَهُ وَلَا مَالٍ يَمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةٍ تُنْفَقُ عَلَيَّ

وسلم اس کی آنکھوں میں آپ کے خیال سے بھی زیادہ تکلیف ہے
کیا وہ سرمہ لگا لے آپ نے فرمایا کسی مسلمان عورت کے لیے
جائز نہیں کہ وہ خاوند کے علاوہ کسی پر تین دن سے زیادہ
سوگ منائے پھر کیا تم بھول گئی ہو کہ دور جاہلیت میں تمہاری
حالت یہ تھی کہ ایک عورت سال بھر سوگ مناتی اور پورا سال گھر میں
اکیلی رہتی البتہ اسے کھانا دیا جاتا اور پانی پلایا جاتا تھا
یہاں تک کہ جب سال پورا ہو جاتا تو اسے نکالا جاتا
پھر اسے کسی کتے یا جانور کے پاس لایا جاتا جب
وہ اسے چھوتی تو مر جاتی تو تمہارے لیے اس میں آسانی
پیدا کی گئی اور (سوگ کے لیے) چار مہینے دس دن کی مدت
مقرر کی گئی۔

تو ان روایات میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ
بیوہ عورت کا سوگ اس کی تمام عدت میں رکھا گیا ہے اس سے
پہلے صرف اس کے عدت کے تین دنوں میں تھا جیسا کہ حضرت
اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے۔

پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فریعہ بنت
مالک کے بارے میں یوں مروی ہے۔

حضرت زینب بنت کعب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی
ہیں مجھے حضرت فریعہ بنت مالک بن سنان نے خبر دی اور وہ حضرت
سعید بن سیب رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں کہ انہیں اپنے خاوند کے
انتقال کی خبر ملی اور وہ بھی کفار کے پیچھے نکلے تھے انہوں نے ان
(کفار) کو طرف قدوم کے مقام پر پایا اور کفار نے ان کو قتل کر دیا
وہ فرماتی ہیں میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنے خاوند کی وفات کی
خبر پہنچی ہے اور میں انصار کے ایک گھر میں ہوں جو میرے گھر والوں
سے بہت دور ہے میں اس میں بیٹھنا ناپسند کرتی ہوں میرے خاوند
نے مجھے کسی رہائش گاہ میں نہیں چھوڑا نہ اس کے پاس کچھ مال تھا
اور نہ نفقہ جو مجھ پر خرچ کیا جائے اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں
اپنے بھائی کے پاس چلی جاؤں تا کہ ہم اکٹھے ہو جائیں یہ میرے

فَإِذَا رَأَيْتَ أَنَّ الْحَقَّ بِأَهْلِي فَيَكُونُ أَمْرُنَا جَمِيعًا فَإِنَّهُ أَجْمَعُ لِي فِي شَأْنِي وَأَحَبُّ إِلَيَّ قَالَ إِنْ شِئْتِ فَالْحَقِي بِأَهْلِكِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرَةً بِذَلِكَ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ دَعَانِي أَوْ دُعِيتُ لَهُ فَقَالَ كَيْفَ زَعَمْتِ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْحَدِيثَ مِنْ أَوَّلِهِ فَقَالَ امْكُثِي فِي الْبَيْتِ الَّذِي جَاءَ لِي فِيهِ نَعْيُ زَوْجِكِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِيهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَالَتْ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا عُثْمَانُ فَسَأَلَهَا فَأَخْبَرَتْهُ فَقَضَى بِهِ

حال کے زیادہ مناسب اور مجھے زیادہ پسند ہے آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اپنے گھر والوں کے پاس جا سکتی ہو فرماتی ہیں میں خوشی خوشی باہر آئی حتیٰ کہ جب حجرہ مبارکہ یا مسجد شریف میں آئی تو آپ نے مجھے بلایا یا مجھے بلایا گیا آپ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے شروع سے پوری بات دوبارہ عرض کی تو آپ نے فرمایا اسی گھر میں رہو جہاں تمہیں اپنے خاوند کے فوت ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے حتیٰ کہ مقررہ وقت پورا ہو جائے فرماتی ہیں چنانچہ میں نے اسی مکان میں چار مہینے دس دن گزارے فرماتی ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے میرے پاس کسی کو بھیج کر مسئلہ پوچھا تو میں نے انہیں بتایا چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی کے ساتھ فیصلہ کیا۔

۳۰۲۔ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ ثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدِ ابْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ۔

حضرت یزید بن محمد، حضرت سعید بن اسحاق بن کعب سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۳۰۳۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت یحییٰ بن سعید حضرت سعد بن اسحٰق سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۳۰۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ ثَنِي يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ ثَنِي شُعْبَةُ وَرَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ جَمِيعًا عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ۔

حضرت شعبہ اور حضرت روح بن قاسم دونوں حضرت سعد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل روایت کیا۔

۳۰۵۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت یحییٰ بن عبد اللہ بن سالم، حضرت سعد بن اسحٰق سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۳۰۶۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ سَعْدٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت ابن وہب فرماتے ہیں کہ حضرت مالک نے حضرت سعد بن اسحٰق سے روایت کرتے ہوئے انہیں خبر دی پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۳۰۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا

حضرت سفیان ثوری، حضرت سعد سے روایت کرتے ہیں

قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ سَعْدٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ سُؤَالَ عُثْمَانَ إِيَّاهَا وَلَا قَضَاءَهُ بِهِ.

۳۰۸- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الْوَهْبِيُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ سَعْدٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ الْفُرْعَةُ وَلَمْ يَقُلِ الْفُرَيْعَةُ وَذَكَرَ أَيْضًا سُؤَالَ عُثْمَانَ إِيَّاهَا وَلَمْ يَذْكُرْ قَضَاءَهُ بِهِ.

۳۰۹- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ أَوْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ وَقَالَ الْفُرَيْعَةُ وَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ سُؤَالَ عُثْمَانَ إِيَّاهَا وَقَضَاءَهُ بِهِ أَمْ لَا.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَمَنَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفُرَيْعَةَ مِنَ الِانْتِقَالِ عَنْ مَنْزِلِهَا فِي عِدَّتِهَا وَجَعَلَ ذٰلِكَ مِنْ إِحْدَادِهَا.

وَقَدْ ذَكَرْنَا فِي حَدِيْثِ أَسْمَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا تَسَلَّبِي ثَلَاثًا ثُمَّ اصْنَعِي مَا بَدَا لَكِ حِيْنَ أَتَى نَعْيُ زَوْجِهَا وَهُوَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَفِي ذٰلِكَ أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهَا أَنْ تُحِدَّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ وَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّ ذٰلِكَ مَنْسُوْخٌ لِتَرْكِهِمْ ذٰلِكَ وَاسْتِعْمَالِهِمْ حَدِيْثَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَعَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَأُمِّ حَبِيْبَةَ وَمَا ذَكَرْنَا مَعَهُ فَلِذٰلِكَ مِمَّا يُوجِبُ الْإِحْدَادَ فِي الْعِدَّةِ كُلِّهَا وَكُلُّ مَا ذَكَرْنَا فِي الْإِحْدَادِ إِنَّمَا قَصَدَ

انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت زینب سے سوال اور اس کے مطابق فیصلہ کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت ابن اسحٰق نے حضرت سعد سے روایت کیا وہ اپنی سند سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے فریعہ کی بجائے فرعہ فرمایا نیز انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ان سے سوال کا ذکر کیا لیکن اس کے مطابق ان کے فیصلے کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت زہیر بن معاویہ حضرت سعد بن اسحاق سے یا حضرت اسحاق بن سعد سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے حضرت فریعہ کی بجائے حضرت "فرعہ" فرمایا اور یہ بات معلوم نہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سوال اور اس (کے جواب) کے مطابق فیصلے کا ذکر کیا یا نہیں۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فریعہ کو عدت کے دوران اپنے گھر سے منتقل ہونے سے منع فرمایا اور اس عدت کو ان کے سوگ سے قرار دیا۔

اور ہم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت میں ذکر کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تین دن تک سوگ کرو پھر جو چاہو کرو یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کے خاوند حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو اس روایت میں ہے کہ اس پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا لازم نہیں ہے اور اس بات پر سب کا اجماع ہے کہ یہ منسوخ ہے کیونکہ ان سب نے اسے چھوڑ کر حضرت زینب بنت جحش، حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ (رضی اللہ عنہن) کی روایات اور ان دیگر روایات پر عمل کیا جو ہم نے ان کے ساتھ ذکر کی ہیں ان کے مطابق تمام عدت میں سوگ واجب ہوتا ہے اور سوگ کے سلسلے میں جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس سے بیوہ کا سوگ مراد

بِذِكْرِهِ فِي الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ فِي الْعِدَّةِ الَّتِيْ تَجِبُ بِعَقْدِ النِّكَاحِ فَتَكُوْنُ كَذٰلِكَ الْمُطَلَّقَةُ عَلَيْهَا فِيْ عِدَّتِهَا مِثْلُ مَا عَلَى الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَاحْتَمَلَ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ خُصَّتْ بِهِ الْعِدَّةُ مِنَ الْوَفَاةِ خَاصَّةً.

ہے پس اس بات کا احتمال ہے کہ یہ اس عدت میں ہو جو عقد نکاح کی وجہ سے واجب ہوتی ہے تو (اس صورت میں) مطلقہ عورت بھی اپنی عدت میں بیوہ کی طرح سوگ منائے گی اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ بیوہ کے ساتھ خاص ہے۔

فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ فَإِذَا كَانُوْا أَجْمَعُوْا فِيْ ذٰلِكَ وَاخْتَلَفُوْا فَقَالَ قَوْمٌ لَا يَجِبُ عَلَى الْمُطَلَّقَةِ فِيْ عِدَّتِهَا إِحْدَادٌ وَقَالَ آخَرُوْنَ بَلِ الْإِحْدَادُ عَلَيْهَا فِيْ عِدَّتِهَا كَمَا هُوَ عَلَى الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فَرَأَيْنَا الْمُطَلَّقَةَ مَنْهِيَّةً عَنِ الْإِنْتِقَالِ مِنْ مَنْزِلِهَا فِيْ عِدَّتِهَا كَمَا نُهِيَتِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَذٰلِكَ حَقٌّ عَلَيْهَا لَيْسَ لَهَا تَرْكُهُ كَمَا لَيْسَ لَهَا تَرْكُ الْعِدَّةِ. فَلَمَّا سَاوَتِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فِيْ وُجُوْبِ بَعْضِ الْإِحْدَادِ عَلَيْهَا سَاوَتْهَا فِيْ وُجُوْبِ كُلِّهِ عَلَيْهَا.

پس ہم نے اس سلسلے میں غور کیا تو دیکھا کہ علماء کے درمیان اختلاف ہے بعض حضرات نے فرمایا کہ مطلقہ عورت پر اس کی عدت کے دوران سوگ واجب نہیں ہے اور دوسرے حضرات نے فرمایا کہ اس پر بھی بیوہ کی طرح عدت کے دوران سوگ لازم ہے تو ہم نے دیکھا کہ مطلقہ عورت کو عدت کے دوران اپنے گھر سے منتقل ہونے سے منع کیا گیا ہے جس طرح بیوہ کو روکا گیا ہے اور یہ اس پر واجب ہے تو جس طرح وہ عدت سے کنارہ کش نہیں ہو سکتی اسی طرح اس پر عمل کو بھی نہیں چھوڑ سکتی۔ اور جس طرح بعض سوگ کے سلسلے میں وہ بیوہ کے مساوی ہے تو تمام سوگ میں بھی اس کے برابر ہوگی۔

فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا وُجُوْبُ الْإِحْدَادِ عَلَى الْمُطَلَّقَةِ فِيْ عِدَّتِهَا.

وَقَدْ قَالَ بِذٰلِكَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ.

جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہو گیا کہ عدت کے دوران مطلقہ عورت پر بھی سوگ واجب ہے۔

متقدمین کی ایک جماعت نے یہی بات کہی ہے۔

۳۱۰ - **حَدَّثَنَا** رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا أَتَعْتَدُّ الْمُطَلَّقَةُ وَالْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا أَوْ تَخْرُجَانِ؟ فَقَالَ جَابِرٌ لَا. فَقُلْتُ أَتَتَرَبَّصَانِ حَيْثُ أَرَادَتَا؟ فَقَالَ جَابِرٌ لَا.

حضرت ابوالزبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا مطلقہ اور بیوہ عدت گزاریں یا وہاں سے چلی جائیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہ نکلیں میں نے عرض کیا جہاں چاہیں (عدت ختم ہونے کی) انتظار کریں؟ فرمایا نہیں۔

۳۱۱ - **حَدَّثَنَا** رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَهْمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے مطلقہ اور بیوہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ

...عن جابر رضي الله عنه قال في المطلقة انها لا تعتكف ولا المتوفى عنها زوجها ولا تخرجان من بيوتهما حتى توفيا أجلهما.

نہ اعتکاف بیٹھیں اور نہ اپنے گھروں سے نکلیں یہاں تک کہ ان کی عدت پوری ہو جائے۔

۳۱۲- فهذا جابر بن عبد الله قد روى عن النبي صلى الله عليه وسلم في إذنه لخالته في الخروج في جداد نخلها في عدتها ما قد ذكرناه في أول هذا الباب ثم قد قال هو بخلاف ذلك

اور یہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ان کی خالہ کو عدت کے دوران کھجوریں توڑنے کے لیے جانے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی یہ حدیث ہم اس باب کے شروع میں ذکر کر چکے ہیں۔

۳۱۳- فهذا دليل على ثبوت نسخ ذلك عنده. وفي حديث جابر رضي الله عنه أيضا الذي ذكرناه عنه من قوله تسويته بين المطلقة والمتوفى عنها زوجها في ذلك فلما كانتا في عدتيهما سواء في بعض الإحداد كانتا كذلك في كل الإحداد وهذا كان قبل ذلك في بعض العدة على ما ذكرنا في حديث أسماء ثم نسخ ذلك وجعل الإحداد في كل العدة فيحتمل أن يكون ما أمرت به خالة جابر رضي الله تعالى عنه كان والإحداد إنما هو في الثلاثة الأيام من العدة ثم نسخ ذلك وجعل الإحداد في كل العدة.

پھر وہ اس کے خلاف فرماتے ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اس بات کا منسوخ ہونا ثابت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بات جس ہم نے ذکر کی ہے کہ اس سلسلے میں بیوہ اور مطلقہ برابر ہیں تو جب وہ دونوں اپنی عدت کے دوران بعض سوگ میں برابر ہیں تو تمام سوگ میں بھی اسی طرح ہوں گی جب کہ شروع شروع میں بعض سوگ میں ایسا ہوتا تھا جیسا کہ ہم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث کے ضمن میں ذکر کیا پھر یہ منسوخ ہو گیا اور تمام عدت میں سوگ مقرر کر دیا گیا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خالہ کو جو اجازت دی گئی تھی یہ اس وقت کی بات ہے جب سوگ تین دن کا تھا پھر یہ منسوخ ہو گیا اور تمام عدت میں سوگ مقرر کر دیا گیا۔

۳۱۴- وقد روي في ذلك أيضا عن المتقدمين

اس سلسلے میں بھی متقدمین سے روایات آئی ہیں۔

ما قد حدثنا ابن مرزوق قال ثنا بشر بن عمر قال ثنا شعبة قال ثنا منصور ح وحدثنا علي بن شيبة قال ثنا قبيصة قال ثنا سفيان عن منصور عن مجاهد عن سعيد بن المسيب أن عمر رد نسوة

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ذوالحلیفہ کی چند عورتوں کو جو بیوہ ہونے کے بعد گھر سے نکلی تھیں واپس لوٹا دیا۔

مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ تُوُفِّيَ عَنْهُنَّ أَزْوَاجُهُنَّ فَخَرَجْنَ وَاحِدَةً بِهِنَّ

۳۱۵- حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ ثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ ثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَا فِي الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَبِهَا فَاقَةٌ شَدِيدَةٌ فَلَمْ يُرَخِّصْ لَهَا أَنْ تَخْرُجَ مِنْ بَيْتِهَا إِلَّا فِي بَيَاضِ نَهَارِهَا وَتُصِيبَ مِنْ طَعَامِهِمْ ثُمَّ تَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهَا تَبِيتُ فِيهِ۔

حضرت محمد بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما نے اس عورت کے بارے میں جس کا خاوند فوت ہو گیا تھا اور وہ سخت فاقے کا شکار تھی یہی فیصلہ کیا اور اسے گھر سے نکلنے کی اجازت نہ دی البتہ یہ کہ وہ دن کی روشنی میں جائے اور ان رشتہ داروں کے ہاں کھانا کھا کر واپس آئے اور رات وہاں گزارے۔

۳۱۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَابْنِ أَبِي لَيْلَى وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَبِيتُ غَيْرَ بَيْتِهَا۔

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیوہ عورت کے بارے میں فرمایا کہ وہ اپنے گھر کے علاوہ رات نہ گزارے۔

۳۱۷- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الْوَهْبِيُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ إِسْحٰقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ لَمَّا تُوُفِّيَ السَّائِبُ تَرَكَ زَرْعًا بِقَنَاةٍ فَجِئْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ السَّائِبَ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ ضَيْعَةً مِنْ زَرْعٍ بِقَنَاةٍ وَتَرَكَ غِلْمَانًا صِغَارًا وَلَا حِيلَةَ لَهُمْ وَهِيَ لَنَا دَارٌ وَمَنْزِلٌ أَفَأَنْتَقِلُ إِلَيْهَا فَقَالَ لَا تَعْتَدِّي إِلَّا فِي الْبَيْتِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ زَوْجُكِ اذْهَبِي إِلَى ضَيْعَتِكِ بِالنَّهَارِ وَارْجِعِي إِلَى بَيْتِكِ بِاللَّيْلِ فَبِيتِي فِيهِ فَكُنْتُ أَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

حضرت مسلم بن سائب رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں جب حضرت سائب کا انتقال ہوا تو انہوں نے "قناۃ" مقام میں کچھ زمین چھوڑی وہ فرماتی ہیں میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوتی اور عرض کیا اے ابو عبدالرحمن! سائب انتقال کر گئے ہیں اور انہوں نے وادی قناۃ میں کچھ زمین چھوڑی ہے انہوں نے چھوٹے چھوٹے بچے بھی چھوڑے ہیں جن کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے وہی ہمارا گھر بھی ہے اور ٹھکانا بھی، تو کیا میں وہاں منتقل ہو جاؤں؟ انہوں نے فرمایا تم اسی گھر میں عدت گزارو جس میں تمہارے خاوند کا انتقال ہوا اپنی زمین میں دن کے وقت جاؤ اور رات کو گھر واپس آجاؤ اور یہیں رات گزارو وہ فرماتی ہیں میں اسی طرح کرتی تھی۔

۳۱۸- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ

حضرت مخرمہ بن بکیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں

وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
سَمِعْتُ أُمَّ مَخْرَمَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ أُمَّ مُسَيْرٍ بِنْتَ
... تَقُولُ لَمَّا تُوُفِّيَ ... سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ
عَنِ الْخُرُوجِ فَقَالَ لَا تَخْرُجِي مِنْ بَيْتِكِ إِلَّا
لِحَاجَةٍ وَلَا تَبِيتِي إِلَّا فِيهِ حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُكِ

۳۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا حُسَيْنُ
ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا
مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا تَخْرُجُ
الْمَبْتُوتَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا فِي عِدَّتِهَا

۳۲۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا
الْخَصِيبُ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فِي الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَالْمُطَلَّقَةِ
ثَلَاثًا لَا تَنْتَقِلَانِ وَلَا تَبِيتَانِ إِلَّا فِي بُيُوتِهِمَا

۳۲۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ
ابْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ مَنْصُورٍ
عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانَتِ امْرَأَةٌ فِي عِدَّتِهَا فَاشْتَكَى
أَبُوهَا فَأَرْسَلَتْ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ
إِنْ ... قَالَتْ إِنِ اشْتَكَى أَبَاكِ فَأْتِيهِ فَأَمْرِضِيهِ
وَلَكِنْ بِيتِي فِي بَيْتِكِ طَرَفَيِ اللَّيْلِ۔

۳۲۲۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ
وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ
الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ يَرَى أَنْ تَخْرُجَ الْمُطَلَّقَةُ إِلَى
الْمَسْجِدِ قَالَ بُكَيْرٌ وَكَانَتْ عَمْرَةُ تَقُولُ عَنْ عَائِشَةَ
تَخْرُجُ مِنْ ... أَنْ تَبِيتَ عَنْ بَيْتِهَا

۳۲۳۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ
وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ بِنْتَ
سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَطَلَّقَهَا
الْبَتَّةَ فَانْتَقَلَتْ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا عَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ عُمَرَ

وہ فرماتے ہیں میں نے ام مخرمہ سے سنا وہ فرماتی تھیں میں نے حضرت مسلم بن سائب کی ماں کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت سائب کا انتقال ہو گیا تو میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے باہر جانے کے بارے میں سوال کیا انہوں نے فرمایا ضرورت کے بغیر نہ نکلو اور رات بھی وہیں گزارو یہاں تک کہ تمہاری عدت ختم ہو جائے۔

حضرت سالم، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا جس عورت کو طلاق بائن ملی ہو وہ عدت کے دوران اپنے خاوند کے گھر سے نہ نکلے۔

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیوہ اور تین طلاقوں والی عورت کے بارے میں فرمایا کہ وہ اپنے گھروں سے منتقل نہ ہوں اور رات بھی اپنے گھر میں گزاریں۔

حضرت منصور حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ایک عورت اپنی عدت گزار رہی تھی تو اس کا باپ بیمار ہو گیا اس نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ کی کیا رائے ہے میرا باپ بیمار ہے کیا میں اس کے پاس بیمار پرسی کر سکتی ہوں؟ تو انہوں نے فرمایا رات کے دونوں کناروں میں اپنے گھر میں رہو (یعنی دن کو جا سکتی ہو)

حضرت بکیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما سے سنا کہ وہ مطلقہ عورت کا مسجد کی طرف جانا جائز سمجھتے تھے حضرت بکیر فرماتے ہیں حضرت عمرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ نکل سکتی ہے لیکن رات اپنے گھر میں گزارے۔

حضرت نافع سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سعید کی صاحبزادی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں انہوں نے ان کو طلاق بائن دی تو وہ اپنے گھر سے (دوسری جگہ) منتقل ہو گئیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس بات کو ناپسند کیا۔

۳۲۴ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَرُدُّ الْمُتَوَفَّى عَنْهُنَّ أَزْوَاجُهُنَّ مِنَ الْبَيْدَاءِ يَمْنَعُهُنَّ مِنَ الْحَجِّ.

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیوہ عورتوں کو حج سے روکتے ہوئے مقام بیداء سے واپس کر دیتے تھے۔

---

۳۲۵ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا تَبِيتُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَلَا الْمُطَلَّقَةُ إِلَّا فِي بَيْتِهِمَا.

حضرت مالک، حضرت نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بیوہ اور مطلقہ عورت اپنے خاوند کے گھر میں ہی رات گزارے۔

---

۳۲۶ - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدُّوَلِيِّ أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ طَلَّقَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِهِ الْبَتَّةَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْعِرَاقِ فَسَأَلَتِ ابْنَ الْمُسَيَّبِ وَالْقَاسِمَ وَسَالِمًا وَخَارِجَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ هَلْ تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا فَكُلُّهُمْ يَقُولُ لَا تَعْتَدُّ فِي بَيْتِهَا.

حضرت محمد بن عبد الرحمن دیلی (دوئلی) سے مروی ہے کہ حضرت علقمہ بن عبد الرحمن بن ابو سفیان نے اپنی ایک بیوی کو طلاق بائن دی پھر وہ عراق کی طرف چلے گئے ان کی بیوی نے حضرت ابن مسیب حضرت قاسم حضرت سالم حضرت خارجہ اور حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ کیا وہ اپنے گھر سے باہر جا سکتی ہے؟ ان سب نے فرمایا نہیں وہ اپنے گھر میں بیٹھے۔

۳۲۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا وَالْمُخْتَلِعَةُ وَالْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَالْمُلَاعَنَةُ لَا يَخْتَضِبْنَ وَلَا يَتَطَيَّبْنَ وَلَا يَلْبَسْنَ ثَوْبًا مَصْبُوغًا وَلَا يَخْرُجْنَ مِنْ بُيُوتِهِنَّ.

حضرت حماد، حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا تین طلاقوں والی، خلع کرنے والی، بیوہ اور لعان کرنے والی عورتیں نہ خضاب لگائیں، نہ خوشبو لگائیں نہ رنگے ہوئے کپڑے پہنیں اور نہ ہی اپنے گھروں سے نکلیں۔

فَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ رَوَيْنَا عَنْهُمْ هَذِهِ الْآثَارَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ قَدْ مَنَعُوا الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا مِنَ السَّفَرِ وَالِانْتِقَالِ مِنْ بَيْتِهَا فِي عِدَّتِهَا وَرَخَّصُوا لَهَا فِي الْخُرُوجِ فِي بَيَاضِ نَهَارِهَا عَلَى أَنْ تَبِيتَ فِي بَيْتِهَا وَقَدْ قَرَنَ

تو یہ حضرات جن سے ہم نے یہ روایات نقل کی ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ ہیں انہوں نے بیوہ عورت کو عدت کے دوران سفر کرنے اور گھر سے باہر جانے سے منع فرمایا البتہ دن کی روشنی میں باہر نکلنے کی اجازت دی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ رات اپنے گھر میں گزارے ان میں سے بعض

فجمع معها المطلقة المبتوتة وجعلها كهي في منعه إياها من السفر والانتقال من بيتها في عدتها إلا أنه لم يرخص لأحد منهما في الخروج من بيتها نهارا كما رخص للمتوفى عنها زوجها

حضرت نے طلاق بائن والی عورت کو بھی اس کے ساتھ ملایا ہے اور اسے بھی عدت کے دوران سفر کرنے اور گھر سے دوسری جگہ منتقل ہونے میں اس کی طرح قرار دیا لیکن جس طرح بیوہ عورت کو دن کے وقت باہر جانے کی اجازت دی ہے اس کو نہیں دی۔

فثبت بذلك بما ذكرنا منعهما من السفر في عدتهما والخروج من منزليهما إلا ما رخص للمتوفى عنها زوجها من الخروج من بيتها في بياض نهارها على ما ذكرنا وهذا كله قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم

تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ ان دونوں کو عدت کے دوران سفر کرنے اور گھر سے باہر جانے سے روکا جائے البتہ بیوہ کو ضرورت کے تحت دن کے وقت باہر جانے کی اجازت دی گئی ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

فإن قال قائل فإن عائشة رضي الله تعالى عنها قد كانت سافرت بأختها أم كلثوم في عدتها

اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی بہن حضرت ام کلثوم (رضی اللہ عنہا) کو ان کی عدت کے دوران اپنے ہمراہ سفر پر لے گئیں۔

٣٢٨ - وذكر في ذلك ما قد حدثنا ابن أبي داود قال ثنا حسين بن يونس قال ثنا جرير بن حازم قال سمعت عطاء يقول إن عائشة حجت بأختها أم كلثوم في عدتها

حضرت عطاء فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ہمشیرہ ام کلثوم کے ساتھ ان کی عدت کے دوران حج کیا۔

٣٢٩ - حدثنا علي بن شيبة قال ثنا أبو غسان قال ثنا جرير قال سمعت عطاء يقول حجت عائشة بأختها في عدتها من طلحة بن عبيد الله

حضرت عطاء فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی بہن کو حج پر لے گئیں جب کہ وہ (حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے طلاق کی) عدت گزار رہی تھیں۔

٣٣٠ - حدثنا ابن مرزوق قال ثنا أبو عامر العقدي قال ثنا أفلح عن القاسم عن عائشة أنها حجت بأختها أم كلثوم في عدتها

حضرت قاسم، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بہن حضرت ام کلثوم کی عدت کے دوران ان کے ساتھ حج کیا۔

٣٣١ - حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا شعيب بن الليث قال ثنا الليث عن أيوب بن موسى عن عطاء بن أبي رباح عن عائشة

حضرت ایوب بن موسیٰ، حضرت عطاء بن ابی رباح سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل روایت

قِيلَ لَهُ إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ لِلشَّرِّ ... فِتْنَةٍ قَدْ بَيَّنَ ذَلِكَ.

٣٢٢ - مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا ... ثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا قُتِلَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَوْمَ الْجَمَلِ وَسَارَتْ عَائِشَةُ إِلَى مَكَّةَ بَعَثَتْ عَائِشَةُ إِلَى أُمِّ كُلْثُومٍ وَهِيَ بِالْمَدِينَةِ فَنَقَلَتْهَا إِلَيْهَا لَمَّا كَانَتْ تَتَخَوَّفُ عَلَيْهَا مِنَ الْفِتْنَةِ وَهِيَ فِي عِدَّتِهَا فَهٰكَذَا نَقُولُ إِذَا كَانَتْ فِتْنَةٌ يُخَافُ عَلَى الْمُعْتَدَّةِ مِنَ الْإِقَامَةِ فِيهَا مِنْ تِلْكَ الْفِتْنَةِ فَهِيَ فِي سَعَةٍ مِنَ الْخُرُوجِ مِنْهَا إِلَى حَيْثُ أَحَبَّتْ مِنَ الْأَمَاكِنِ الَّتِي تَأْمَنُ فِيهَا مِنْ تِلْكَ الْفِتْنَةِ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ.

بَابُ ١٨٨ الْأَمَةِ تُعْتَقُ وَزَوْجُهَا حُرٌّ هَلْ لَهَا خِيَارٌ أَمْ لَا

٣٢٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ حُرًّا فَلَمَّا عُتِقَتْ خَيَّرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا الْحَدِيثِ فَجَعَلُوا لِلْمُعْتَقَةِ الْخِيَارَ حُرًّا كَانَ زَوْجُهَا أَوْ عَبْدًا.

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ وَقَالُوا إِنْ كَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا فَلَهَا الْخِيَارُ وَإِنْ كَانَ حُرًّا فَلَا خِيَارَ لَهَا وَقَالُوا إِنَّمَا كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا.

کرتے ہیں۔

اس شخص کو (جواب میں) کہا جائے گا کہ یہ ضرورت کے تحت تھا کیونکہ وہ فتنہ کا دور تھا۔

حضرت عبدالرحمن بن قاسم رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب جنگ جمل کے دن حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ جانے لگیں تو انہوں نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو بلایا وہ اس وقت مدینہ طیبہ میں تھیں اور چونکہ انہیں ان کے بارے میں فتنے کا خوف تھا اس لیے انہوں نے ان کو وہاں سے منتقل کر لیا حالانکہ وہ عدت گزار رہی تھیں ہم بھی یہی بات کہتے ہیں کہ جب حالت فتنہ ہو اور وہاں قیام سے عدت گزارنے والی عورت کے فتنے میں پڑنے کا خوف ہو تو اسے وہاں جانے کی اجازت ہے جہاں وہ فتنے سے محفوظ رہ سکتی ہو۔ وباللہ التوفیق۔

جس لونڈی کو آزاد کیا گیا اور اس کا خاوند بھی آزاد ہے تو کیا اسے (نکاح توڑنے کا) اختیار ہے یا نہ؟

حضرت اسود، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند آزاد تھا جب حضرت بریرہ کو آزاد کیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اختیار دی چنانچہ انہوں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے اس حدیث کو اپناتے ہوئے آزاد کی جانے والی (لونڈی) کو اختیار دیا اس کا خاوند آزاد ہو یا غلام۔

لیکن دوسرے حضرات نے انکی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا اگر اس کا خاوند غلام ہے تو اسے اختیار ہے اور اگر آزاد ہے تو اسے کوئی اختیار نہیں وہ فرماتے ہیں حضرت بریرہ کا خاوند غلام تھا۔ انہوں نے اس سلسلے میں یوں ذکر کیا ہے۔

وَذَكَرُوا فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ

٣٣٤ - بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ قَالَ ثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ.

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں حضرت بریرہ کا خاوند غلام تھا اور اگر وہ آزاد ہوتا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ (حضرت بریرہ) کو اختیار نہ دیتے۔

٣٣٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أُعْتِقَتْ بَرِيرَةُ خَيَّرَهَا وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا.

حضرت اعمش، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت بریرہ آزاد کی گئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اختیار دیا اور ان کا خاوند غلام تھا۔

قَالُوا فَهٰذِهِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُخْبِرُ أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا فَهٰذَا خِلَافُ مَا رَوَيْتُمُوهُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْهَا وَأُخْرٰى قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا لَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یہ حضرات فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتا رہی ہیں کہ حضرت بریرہ کا خاوند غلام تھا تو یہ اس حدیث کے خلاف ہے جو تم نے بواسطہ حضرت اسود، ام المؤمنین سے روایت کی ہے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر وہ آزاد ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بریرہ کو اختیار نہ دیتے۔

قِيلَ لَهُمْ أَمَّا هٰذَا الْحَرْفُ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مِنْ كَلَامِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مِنْ كَلَامِ عُرْوَةَ.

ان حضرات کو (جواباً) کہا جائے گا ہو سکتا ہے یہ الفاظ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے کلام سے ہوں اور ممکن ہے حضرت عروہ کے کلام سے ہوں۔

وَاحْتَجَّ أَهْلُ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ فِي تَثْبِيتِ مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ فِي زَوْجِ بَرِيرَةَ أَنَّهُ كَانَ عَبْدًا.

اس قول والوں نے حضرت بریرہ کے خاوند کے غلام ہونے کے بارے میں اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے اس طرح استدلال کیا ہے۔

٣٣٦ - بِمَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا عَفَّانُ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُسَمّٰى مُغِيثًا فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ.

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بریرہ کا خاوند سیاہ فام تھا اور اس کا نام مغیث تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ کو اختیار دیا (اور پھر) عدت گزارنے کا حکم فرمایا۔

٣٣٧ - حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا خُيِّرَتْ بَرِيرَةُ رَأَيْتُ زَوْجَهَا يَتْبَعُهَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلٰى لِحْيَتِهِ فَكَلَّمَ لَهُ الْعَبَّاسُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَطْلُبَ إِلَيْهَا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوْجُكِ وَأَبُو وَلَدِكِ فَقَالَتْ أَتَأْمُرُنِي بِهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا شَافِعٌ قَالَتْ إِنْ كُنْتَ شَافِعًا فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ وَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَكَانَ يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ وَكَانَ عَبْدًا لِآلِ الْمُغِيرَةِ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ

قَالُوا فَإِنَّمَا خَيَّرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ أَنَّ زَوْجَهَا كَانَ عَبْدًا۔

فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُولٰى أَنَّ الْأَشْيَاءَ رُبَّمَا إِذَا جَاءَتْ أَثْنَاءَ هٰذَا فَوَجَدْنَا السَّبِيلَ إِلٰى أَنْ نَحْمِلَهَا عَلٰى غَيْرِ طَرِيقِ التَّضَادِّ وَأَنْ نَحْمِلَهَا عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا نَحْمِلَهَا عَلَى التَّضَادِّ وَالتَّكَاذُبِ وَتَكُونَ حَالُ رُوَاتِهَا عِنْدَنَا عَلَى الصِّدْقِ وَالْعَدَالَةِ فِيمَا رَوَوْا حَتّٰى لَا نَجِدَ بُدًّا مِنْ أَنْ نَحْمِلَهَا عَلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ فَلَمَّا ثَبَتَ أَنَّ مَا ذَكَرْنَا كَذٰلِكَ وَكَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ قَدْ قِيلَ فِيهِ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا وَقِيلَ فِيهِ إِنَّهُ كَانَ حُرًّا جَعَلْنَاهُ عَلٰى أَنَّهُ قَدْ كَانَ عَبْدًا فِي حَالٍ حُرًّا فِي حَالٍ أُخْرٰى فَثَبَتَ بِذٰلِكَ تَأَخُّرُ إِحْدَى الْحَالَتَيْنِ عَنِ الْأُخْرٰى فَكَانَ الرِّقُّ قَدْ يَكُونُ بَعْدَهُ الْحُرِّيَّةُ وَالْحُرِّيَّةُ لَا يَكُونُ بَعْدَهَا رِقٌّ فَلَمَّا

ہیں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو جب اختیار دیا گیا تو میں نے ان کے خاوند کو دیکھا وہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں ان کے پیچھے پیچھے جاتے تھے اور ان کے آنسو داڑھی پر بہہ رہے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی کہ وہ حضرت بریرہ کو طلب کریں (اور سمجھائیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ سے فرمایا وہ تیرا خاوند اور تیرے بچوں کا باپ ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ مجھے اس بات کا حکم دے رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں تو صرف سفارش کرتا ہوں انہوں نے عرض کیا اگر آپ سفارش فرما رہے ہیں تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں اور انہوں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا ان کو (حضرت بریرہ کے خاوند کو) مغیث کہا جاتا تھا اور وہ بنو مخزوم قبیلے کے (خاندان) آل مغیرہ کے غلام تھے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ کو صرف اس لیے اختیار دیا تھا کہ ان کے خاوند غلام تھے۔

ان حضرات کے خلاف پہلے قول والوں کی حجت یہ ہے کہ جب روایات اس (مذکورہ بالا) طریقہ پر مروی ہوں اور ہمارے پاس غیر متضاد معانی پر محمول کرنے کی سبیل ہو تو اس پر محمول کرنا بہتر ہے اس معنی پر محمول نہ کیا جائے جس سے ان روایات کا باہم تضاد اور ایک دوسرے کی تکذیب لازم آئے جبکہ ہمارے نزدیک ان روایات کے راوی سچے اور عادل ہیں ہاں اگر اس کے خلاف معنی پر محمول کرنا ضروری ہو تو الگ بات ہے تو جب ثابت ہوا کہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس کی یہی صورت ہے اور حضرت بریرہ کے خاوند کے بارے میں کہا گیا کہ وہ غلام تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ آزاد تھے تو ہم انہیں یوں قرار دیں گے کہ وہ ایک حالت میں غلام تھے پھر دوسری حالت میں آزاد تھے تو ثابت ہوا کہ دونوں میں سے ایک حالت مؤخر ہے اور بعض اوقات غلامی کے بعد آزادی ہوتی ہے لیکن آزادی کے بعد غلامی نہیں ہوتی تو جب صورت حال یہ ہے تو ہم نے غلامی

كَانَ زَوْجُهَا كَذٰلِكَ حِيْنَ جَعَلَتْ حَالَ الْعُبُوْدِيَّةِ مُتَقَدِّمَةً وَحَالَ الْحُرِّيَّةِ مُتَأَخِّرَةً.

فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ حُرًّا فِيْ وَقْتِ مَا خُيِّرَتْ، عَبْدًا قَبْلَ ذٰلِكَ. هٰكَذَا تَصْحِيْحُ الْآثَارِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ. وَلَوِ اتَّفَقَتِ الرِّوَايَاتُ كُلُّهَا جَمِيْعًا عَلَى أَنَّهُ كَانَ عَبْدًا لَمَا كَانَ فِيْ ذٰلِكَ مَا يَنْفِيْ أَنْ يَكُوْنَ إِذَا كَانَ حُرًّا كَانَ حُكْمُهُ كَذٰلِكَ لِأَنَّهُ لَمْ يَجِئْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا خَيَّرْتُهَا لِأَنَّ زَوْجَهَا عَبْدٌ وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ لَانْتَفٰى أَنْ يَكُوْنَ لَهَا خِيَارٌ إِذَا كَانَ زَوْجُهَا حُرًّا فَلَمَّا لَمْ يَجِئْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ وَجَاءَ عَنْهُ أَنَّهُ خَيَّرَهَا وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا نَظَرْنَا هَلْ يَفْتَرِقُ فِيْ ذٰلِكَ حُكْمُ الْحُرِّ وَحُكْمُ الْعَبْدِ. فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ فَرَأَيْنَا الْأَمَةَ فِيْ حَالِ رِقِّهَا لِمَوْلَاهَا أَنْ يَعْقِدَ النِّكَاحَ عَلَيْهَا لِلْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَرَأَيْنَاهَا بَعْدَ مَا تُعْتَقُ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَسْتَأْنِفَ عَلَيْهَا عَقْدَ نِكَاحٍ لِحُرٍّ وَلَا لِعَبْدٍ فَاسْتَوٰى حُكْمُ مَا إِلَى الْمَوْلٰى فِي الْعَبِيْدِ وَالْأَحْرَارِ وَمَا لَيْسَ إِلَيْهِ فِي الْعَبِيْدِ وَالْأَحْرَارِ فِيْ ذٰلِكَ فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ وَكَانَتْ إِذَا أُعْتِقَتْ بَعْدَ عَقْدِ مَوْلَاهَا نِكَاحَ الْعَبْدِ عَلَيْهَا يَكُوْنُ لَهَا الْخِيَارُ فِيْ حَلِّ نِكَاحِهِ عَلَيْهَا كَانَ كَذٰلِكَ فِي الْحُرِّ إِذَا أُعْتِقَتْ يَكُوْنُ لَهَا حَلُّ نِكَاحِهِ عَنْهَا قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلٰى مَا بَيَّنَّا مِنْ ذٰلِكَ وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ.

وَقَدْ رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ طَاوُسٍ.

کی حالت کو مقدم اور آزادی کی حالت کو مؤخر قرار دیا۔

تو اس سے ثابت ہوا کہ جب حضرت بریرہ کو اختیار دیا گیا اس وقت وہ آزاد تھے اور اس سے پہلے غلام اس باب میں تصحیح روایات کی یہی صورت ہے اور اگر ہمارے نزدیک تمام روایات اس بات پر متفق بھی ہوں کہ وہ غلام تھے تب بھی اس میں ایسی بات نہیں پائی جاتی جو ان کے آزاد ہونے کی صورت میں اس حکم کو زائل کر دے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات مروی نہیں ہے کہ آپ نے فرمایا ہو میں نے اسے صرف اس لیے اختیار دیا ہے کہ اس کا خاوند غلام ہے اور اگر یہ بات اس طرح ہوتی تو خاوند کے آزاد ہونے کی صورت میں اختیار کی نفی ہو جاتی تو جب اس قسم کی بات مروی نہیں ہے اور روایات میں ہے کہ آپ نے اس حالت میں اختیار دیا کہ ان کے خاوند غلام تھے تو ہم نے غور و فکر کیا کہ کیا اس سلسلے میں آزاد اور غلام کے حکم میں فرق ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ لونڈی کا مالک اس کی غلامی کی حالت میں اس کا نکاح آزاد سے بھی کر سکتا ہے اور غلام سے بھی، اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس کی آزادی کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی خاوند آزاد ہو یا غلام، تو لونڈی کے مالک کا اختیار، آزاد یا غلام دونوں کے لیے ایک جیسا ہے اور جو اختیارات حاصل نہیں اس میں بھی آزاد اور غلام برابر ہیں تو جب بات بھی اسی طرح ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ جب مالک نے اس کا نکاح کسی غلام کے ساتھ کیا تو آزاد ہونے کے بعد اسے نکاح توڑنے کا اختیار ہوتا ہے تو ہمارے بیان کردہ قیاس کا تقاضا ہے کہ آزاد مرد کے ساتھ نکاح کی صورت میں بھی آزادی کے بعد اسے نکاح توڑنے کا اختیار ہو حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

اس سلسلے میں حضرت طاؤس سے بھی مروی ہے۔

۳۳۸- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاؤسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لِلْاَمَةِ الْخِيَارُ اِذَا اُعْتِقَتْ وَاِنْ كَانَتْ تَحْتَ قُرَشِيٍّ.

حضرت سفیان، حضرت ابن طاؤس سے اور وہ حضرت طاؤس سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا لونڈی کو جب آزاد کیا جائے تو اسے اختیار حاصل ہو جاتا ہے چاہے وہ کسی قریشی کی بیوی ہو۔

۳۳۹- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ طَاؤسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ لَهَا الْخِيَارُ يَعْنِيْ فِي الْعَبْدِ وَالْحُرِّ قَالَ وَاَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ مِثْلَ ذٰلِكَ.

حضرت ابن جریج، ابن طاؤس سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا اسے اختیار حاصل ہے یعنی خاوند آزاد ہو یا غلام (دونوں صورتوں میں) وہ فرماتے ہیں مجھے حضرت حسن بن مسلم نے اسی کی مثل خبر دی ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَقُوْلُ لِامْرَاَتِهٖ اَنْتِ طَالِقٌ لَيْلَةَ الْقَدْرِ مَتٰى يَقَعُ الطَّلَاقُ

جب بیوی کو کہے تجھے لیلۃ القدر میں طلاق ہے تو کب طلاق واقع ہوگی۔

۳۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَفَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ هِيَ فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا اور میں سن رہا تھا تو آپ نے فرمایا یہ ہر رمضان المبارک کے تمام مہینے میں ہوتی ہے۔

فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّهَا فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ فَقَالَ قَوْمٌ هٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهَا قَدْ تَكُوْنُ فِيْ اَوَّلِهٖ وَفِيْ وَسَطِهٖ كَمَا قَدْ تَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِهٖ.

وَقَدْ يَحْتَمِلُ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ هٰذَا الْمَعْنٰى وَيَحْتَمِلُ اَنَّهَا فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ تَكُوْنُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَعَ اَنَّ اَصْلَ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَوْقُوْفٌ كَذٰلِكَ رَوَاهُ الْاَثْبَاتُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ.

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ رات تمام رمضان المبارک میں ہوتی ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ اس باب کی دلیل ہے کہ جس طرح یہ رات کبھی مہینے کے آخر میں ہوتی ہے اسی طرح کبھی اس کے شروع میں اور کبھی درمیان میں بھی ہوتی ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کہ پورے رمضان میں ہوتی ہے، میں اس معنی کا بھی احتمال ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ قیامت تک یہ رمضان المبارک کے پورے مہینے میں ہوگی باوجودیکہ اصل میں یہ حدیث موقوف ہے جیسا کہ معتبر راویوں نے ابو اسحٰق (ہمدانی) سے روایت کیا۔

۳۴۱- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا حَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ

حضرت حسن بن صالح، ابو اسحٰق سے وہ حضرت سعید بن جبیر سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

سعيد بن جبير عن ابن عمر مثله ولم يرفعه.

سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں لیکن وہ اسے مرفوعاً نقل نہیں کرتے۔

٣٣٢ - حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا سليمان بن حرب قال ثنا شعبة عن ابي اسحاق الهمداني فذكر باسناده مثله.

حضرت شعبہ، حضرت ابو اسحق ہمدانی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

وقد روى هذا الحديث ابو الاحوص عن ابي اسحاق بلفظ غير هذا اللفظ.

ابو الاحوص نے ابو اسحق سے ان الفاظ کے بغیر (دوسرے الفاظ سے) روایت کیا ہے۔

٣٣٣ - حدثنا صالح بن عبد الرحمن قال ثنا يوسف بن عدي قال ثنا ابو الاحوص عن ابي اسحق عن سعيد بن جبير قال سألت ابن عمر عن ليلة القدر فقال هي في رمضان كله.

حضرت ابو الاحوص حضرت ابو اسحق سے اور وہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ پورے ماہ رمضان میں ہے۔

فان كان هذا هو لفظ هذا الحديث فقد ثبت به ان معنى قوله هي في كل رمضان يريد انها في كل الشهر.

اگر اس حدیث کے یہی الفاظ ہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ "فی کل رمضان" کا معنی یہ ہے کہ پورے مہینے میں ہوتی ہے۔

وقد روي عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم خلاف ذلك.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔

٣٣٤ - حدثنا عبد الرحمن بن الجارود قال ثنا سعيد بن عفير قال ثنا سليمان بن بلال عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم سئل عن ليلة القدر فقال تحروها في السبع الاواخر من رمضان.

حضرت عبد اللہ بن دینار، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اسے ماہ رمضان کی آخری سات راتوں میں تلاش کرو۔

٣٣٥ - حدثنا نصر بن مرزوق قال ثنا علي بن معبد قال ثنا اسماعيل بن جعفر عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله.

حضرت اسماعیل بن جعفر، حضرت عبد اللہ بن دینار سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۳۴۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ حَدِيثِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَمِسُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ.

حضرت ابن جریج فرماتے ہیں مجھے حضرت زہری نے حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہا کی روایت بتائی وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ القدر کو آخری سات راتوں میں تلاش کرو۔

۳۴۷۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنِي اللَّيْثُ قَالَ ثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت ابن شہاب، حضرت سالم سے وہ اپنے والد سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۳۴۸۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت قعنبی فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت کرتے ہوئے حضرت مالک کے سامنے پڑھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۳۴۹۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا أَبُو صَالِحٍ قَالَ ثَنِي اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہا سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَيْضًا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ هٰذَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہا کے علاوہ صحابہ کرام کے واسطے سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

۳۵۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ ثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ ثَنِي أَبُو زُمَيْلٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ فَقُلْتُ أَسَأَلْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، قَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَسْأَلُ النَّاسَ

حضرت مالک بن مرثد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں میں صحابہ کرام سے اس کے بارے میں پوچھتا تھا حضرت عکرمہ فرماتے ہیں ان کا مطلب ہے کہ میں بہت پوچھا کرتا تھا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض

عَنْهُ قَالَ ... مِنْهُ يَعْنِي السَّبْعَ سُؤَالًا قُلْتُ يَا
رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي رَمَضَانَ
هِيَ أَوْ فِي غَيْرِهِ قَالَ فِي رَمَضَانَ قُلْتُ وَتَكُونُ
مَعَ الْأَنْبِيَاءِ مَا كَانُوا فَإِذَا رُفِعُوا رُفِعَتْ
قَالَ بَلْ هِيَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قُلْتُ فِي أَيِّ رَمَضَانَ
هِيَ قَالَ فِي الْعَشْرِ الْأُوَلِ أَوْ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ
ثُمَّ حَدَّثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَحَدَّثَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِي أَيِّ الْعِشْرِينَ
هِيَ قَالَ الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ لَا تَسْأَلْنِي
عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا ثُمَّ حَدَّثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ بِحَقِّي عَلَيْكَ لَتُخْبِرَنِّي
فِي أَيِّ الْعَشْرِ هِيَ فَغَضِبَ عَلَيَّ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ
عَلَيَّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَوْ شَاءَ
لَأَطْلَعَكُمْ عَلَيْهَا الْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ
وَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا

کیا یا رسول اللہ! مجھے لیلۃ القدر کے بارے میں بتائیے کہ وہ
رمضان المبارک میں ہے یا کسی دوسرے مہینے میں؟ آپ نے فرمایا
"رمضان المبارک کے مہینے میں" میں نے عرض کیا یہ انبیاء کرام کے ساتھ
ہوتی جب وہ پردہ فرما لیتے ہیں تو یہ بھی اٹھائی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا
نہیں، بلکہ یہ قیامت تک آتی رہے گی میں نے پوچھا یہ رمضان المبارک
کے کس حصے میں ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا پہلے یا آخری عشرہ میں۔
پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی باتیں کرتے رہے اور میں بھی باتیں کرتا
رہا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دونوں میں سے کس عشرہ میں
ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو اس کے
بعد مجھ سے کچھ نہ پوچھنا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور میں باتیں کرتے
رہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے اس حق کی قسم دیتا ہوں جو آپ پر
ہے آپ مجھے ضرور بتائیں کہ وہ کس عشرہ میں ہوتی ہے؟ تو آپ نے
مجھ پر اس قدر غصہ فرمایا کہ اس سے پہلے اور بعد کبھی اس قدر غصہ نہیں
فرمایا پھر ارشاد فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تمہیں اس پر مطلع
کرے گا اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرو اس کے بعد
مجھ سے کچھ نہ پوچھنا۔

۳۵۱ — حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا
أَسَدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ
قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُنَيْسٍ الْأَنْصَارِيَّ
سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ
وَقَدْ خَلَتْ ثِنْتَانِ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً فَقَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَمِسُوهَا
فِي هٰذِهِ السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ الَّتِي بَقِينَ مِنَ
الشَّهْرِ

حضرت ابو الزبیر فرماتے ہیں مجھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ
نے بتایا کہ حضرت عبد اللہ بن انیس انصاری رضی اللہ عنہ نے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے بارے
میں پوچھا اس وقت بائیس راتیں گزر چکی تھیں نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینے کی ان
بقیہ سات راتوں میں تلاش کرو۔

---

۳۵۲ — حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا
شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ
ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ
مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ أَنَّهُ

حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ ان سے لیلۃ القدر کے بارے
میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے
فرمایا اسے آج کی رات تلاش کرو اور ...

عن ليلة القدر فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول التمسوها الليلة وتلك الليلة ليلة ثلاث وعشرين فقال رجل هذا إذا أولى ثمان فقال بل أولى سبع فإن الشهر لا يتم

فقد ثبت بهذا الحديث أيضا أنها في السبع الأواخر وأنه إنما قصد ليلة ثلاث وعشرين لأن ذلك الشهر كان تسعا وعشرين

٣٥٢ - حدثنا روح بن الفرج قال ثنا أبو يزيد بن أبي الغمر قال ثنا يعقوب بن عبد الرحمن عن أبيه قال كنت جالسا مع أبي على الباب إذ مر بنا ابن عبد الله بن أنيس فقال أبي ما سمعت من أبيك يذكر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في ليلة القدر فقال سمعت أبي يقول أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله إني رجل بيان عن البادية فمرني بليلة آتي فيها المدينة فقال ائت في ليلة ثلاث وعشرين

٣٥٣ - حدثنا ابن أبي داود قال ثنا الوهبي قال ثنا ابن إسحاق عن معاذ بن عبد الله عن أخيه عبيد الله بن عبد الله وكان رجلا في زمن عمر قال جلس إلينا عبد الله بن أنيس في مجلس جهينة في آخر رمضان فقلت له يا أبا يحيى هل سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذه الليلة المباركة شيئا فقال نعم جلسنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في آخر هذا الشهر

تیئسویں[۲۳] رات تھی ایک شخص نے کہا یہ (بقیہ) آٹھ میں سے پہلی ہوئی تو آپ نے فرمایا بلکہ سات میں سے پہلی کیونکہ مہینہ (بعض اوقات) پورا نہیں ہوتا (یعنی انتیس دن کا ہوتا ہے)

تو اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ لیلۃ القدر آخری سات راتوں میں ہوتی ہے اور آپ نے تیئسویں رات کا قصد فرمایا کیونکہ وہ مہینہ انتیس دن کا تھا۔

حضرت یعقوب بن عبد الرحمن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں اپنے والد کے ہمراہ گھر کے دروازے بیٹھا ہوا تھا کہ ہمارے پاس سے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے گزرے میرے والد نے پوچھا آپ نے اپنے والد سے کیا سنا وہ لیلۃ القدر کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا بات ذکر کرتے تھے انہوں نے فرمایا میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! دیہاتی لوگ مجھے لیلۃ القدر کے بارے میں حکم دیتے ہیں تو مجھے بتائیے کہ میں کس رات مدینہ طیبہ میں آؤں؟ آپ نے فرمایا تیئسویں رات آنا۔

حضرت معاذ بن عبد اللہ اپنے بھائی عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں تھے فرماتے ہیں رمضان المبارک کے آخر میں جہینہ کی مجلس میں حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بیٹھے میں نے ان سے عرض کیا اے ابو یحییٰ کیا آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مبارک رات کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا "ہاں" ہم مہینے کے آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ہم نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ہم اس مبارک رات کو کب تلاش کریں؟ آپ نے فرمایا یہ رات تیئسویں[۲۳] رات کی شام کو تلاش

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتٰى نَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ الْمُبَارَكَةَ فَقَالَ الْتَمِسُوْا هٰذِهِ اللَّيْلَةَ لِثَلَاثٍ وَّ عِشْرِيْنَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَهِيَ إِذًا أَوَّلُ ثَمَانٍ فَقَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِأَوَّلِ ثَمَانٍ وَّلٰكِنَّهَا أَوَّلُ سَبْعٍ مَا يُرِيْدُ بِشَهْرٍ لَا يَتِمُّ.

۳۵۵۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ قَالَ كُنَّا بِالْبَادِيَةِ فَقُلْنَا إِنْ قَدِمْنَا بِأَهْلِيْنَا شَقَّ عَلَيْنَا وَإِنْ خَلَّفْنَاهُمْ أَصَابَتْهُمْ ضَيْعَةٌ فَبَعَثُوْنِيْ وَكُنْتُ أَصْغَرَهُمْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَأَمَرَنَا بِلَيْلَةِ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ.

۳۵۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ ثَنِيْ ابْنُ لَهِيْعَةَ قَالَ ثَنَا بُكَيْرُ بْنُ الْأَشَجِّ قَالَ سَأَلْتُ ضَمْرَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يُخْبِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ تَحَرَّوْهَا لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ فَكَانَ يَنْزِلُ كَذٰلِكَ.

۳۵۷۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُنِيْ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ كَأَنِّيْ أَسْجُدُ فِيْ مَاءٍ وَّطِيْنٍ فَأَصَابَتْنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ مَطَرٌ فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ

کرو ان لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا تو اس طرح آٹھ میں سے پہلی رات ہے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ سات میں سے پہلی رات ہے جو مہینہ پورا نہ ہو اس کے بارے میں تیرا کیا حساب ہے مطلب یہ ہے کہ یہ انتیس دنوں کا مہینہ ہے اور اس حساب سے بائیس راتوں بعد سات باقی رہ جاتی ہیں)

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم دیہات میں رہتے تھے تو ہم نے سوچا کہ اگر ہم اہل وعیال کے ساتھ آئیں تو مشقت اٹھانی پڑے گی اور اگر ہم ان کو پیچھے چھوڑ آئیں تو انہیں نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے تو سب نے مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور میں ان سب سے چھوٹا تھا میں نے یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تو آپ نے ہمیں تئیسویں رات (کو مدینہ طیبہ آنے) کا حکم دیا۔

حضرت بکیر بن اشجع فرماتے ہیں میں نے حضرت ضمرہ بن عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں نے اپنے والد سے سنا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (نقل کرتے ہوئے) خبر دیتے تھے کہ اسے تئیسویں رات میں تلاش کرو تو وہ اس طرح (مدینہ طیبہ) آتے تھے۔

حضرت بشر بن سعید، حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو لیلۃ القدر میں یوں دیکھا کہ گویا میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں تو اس رات ہم پر بارش ہو گئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی تو میں نے دیکھا کہ آپ پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہے تھے اور

عنہ ابن عمر رضی اللہ عنہما
وسلم فیہ روی عنہ ... أن یتحری فی العشر الأواخر
فی ہذہ الأخبار ... فکان ... قبل ہذا من
... ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما أیضا
... أن یتحروا فی السبع الأواخر ولم یکن ما
روی عنہ من أمرہ إیاہم بالتماسہا فی السبع
الأواخر ما ینفی أن یکون تلتمس أیضا فیما
قبلہ من العشر الأواخر ولم یرد ...
عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أنہا فی السبع
الأواخر دون سائر الشہر ... قد یحتمل
أن یکون السبع الأواخر أمر بالتماسہا فیہا
بعد ما أمر بالتماسہا فی العشر الأواخر علی
ما فی حدیث أبی ذر فتکون فی السبع الأواخر
تتحری دون ما سواہا من الشہر کذلک
تحر لا حقیقۃ ...

فأردنا أن نعلم ہل روی عن ابن
عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ما یدل علی ذلک.

۲۴۰ - فإذا ... قد حدثنا
قال ثنا آدم قال ثنا شعبۃ قال ثنا عقبۃ
بن حریث قال سمعت ابن عمر یقول عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنہ قال
التمسوہا فی العشر الأواخر فإن عجز أحدکم
وضعف فلا یغلبن علی السبع البواقی.

۲۴۱ - فدل ما ذکرنا من ہذا عن ابن
عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم أنہا قد تکون فی السبع الأواخر
لا یخرج من أن تکون فیما قبلہ من العشر
الأواخر.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری دس دنوں میں تلاش کرنے کا حکم دیا جیسا کہ اس سے پہلی روایات میں جو ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت کی ہیں آپ نے اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرنے کا حکم فرمایا

تو آخری سات راتوں میں تلاش کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت پہلے والی گئی اس روایت کی نفی نہیں کرتی جس میں دس دنوں میں تلاش کرنے کا حکم ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی اس بات سے کہ وہ آخری ہفتہ میں ہے تمام مہینے میں نہیں، صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ سات دنوں میں تلاش کا حکم دس دنوں میں تلاش کرنے کے حکم سے بعد کا ہے جیسا کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے تو سات دنوں میں تلاش کرنا ہوگا اس کے علاوہ مہینے کے دوسرے دنوں میں نہیں اور یہ تلاش بھی کوئی قطعی بات نہیں۔

تو ہم نے ارادہ کیا کہ معلوم کریں کیا اس مفہوم پر دلالت کرنے والی کوئی بات بواسطہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

تو حضرت عقبہ بن حریث فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ آپ نے فرمایا اس کو آخری دس راتوں میں تلاش کرو اور اگر تم میں سے کوئی عاجز آجائے اور کمزور ہو جائے تو باقی سات راتوں سے مغلوب نہ ہو جائے (یعنی ان میں ضرور تلاش کرے)

تو جو کچھ ہم نے بواسطہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ یہ رات کبھی آخری ہفتہ میں ہوتی ہے تو یہ بات آخری دس دنوں میں ہونے کی نسبت زیادہ مناسب ہے۔

فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّهُ قَدْ جَعَلَ اللَّيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ تُحَرَّى فِيْهَا وَلَمْ يَجْعَلْ سَائِرَ السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ.

٣٦٣ - وَقَدْ حَدَّثَنَا [illegible] قَالَ ثَنَا [illegible] قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي [illegible] قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ بِلَالِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ بِلَالِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُهَا ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا فَتَحَرَّهَا فِي النِّصْفِ الْآخِرِ ثُمَّ عَادَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ فِيْ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ تَمْضِيْ مِنَ الشَّهْرِ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ فَأَخْبَرَنِيْ أَبِيْ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُنَيْسٍ كَانَ يُحْيِيْ لَيْلَةَ سِتَّ عَشْرَةَ إِلَى لَيْلَةِ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ ثُمَّ تَقْصُرُ.

فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَتَحَرَّاهَا فِي النِّصْفِ الْأَخِيْرِ مِنَ الشَّهْرِ ثُمَّ أَمَرَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ يَتَحَرَّاهَا لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ فَعَادَ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ إِلٰى مَعْنٰى مَا رَوَيْنَاهُ قَبْلَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

وَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَمَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُنَيْسٍ بِتَحَرِّيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي اللَّيْلَةِ الَّتِيْ ذَكَرْنَا عَلٰى أَنَّ تَحَرِّيَهُ ذٰلِكَ إِنَّمَا تَكُوْنُ فِيْ تِلْكَ السَّنَةِ كَالرُّؤْيَا الَّتِيْ كَانَ رَآهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانَتْ قَدْ تَكُوْنُ فِيْ غَيْرِهَا مِنَ السِّنِيْنَ بِخِلَافِ ذٰلِكَ.

فَأَمَّا مَا رَوَيْنَاهُ فِي الرُّؤْيَا الَّتِيْ كَانَ رَآهَا مِمَّا قَدْ ذَكَرْنَاهَا عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِ بِشْرٍ

تو اس حدیث کے مطابق (لیلۃ القدر کی) تلاش کے سلسلے میں جو اہمیت تیئسویں رات کو دی گئی وہ آخری ہفتے کی باقی راتوں کو نہیں دی گئی۔

حضرت عطیہ بن عبد اللہ اپنے والد حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا میں نے اسے دیکھا پھر وہ مجھے بھلا دی گئی پس تم اسے (رمضان المبارک کے) آخری نصف میں تلاش کرو، وہ پھر لوٹے اور سوال کیا تو آپ نے فرمایا جب مہینے کی تیئس راتیں گزر جائیں (تو تلاش کرنا) حضرت عبد العزیز فرماتے ہیں مجھے میرے والد (حضرت بلال بن عبد اللہ بن انیس) نے بتایا کہ حضرت عبد اللہ بن انیس سولہویں رات سے تیئسویں رات تک (لیلۃ القدر کو) تلاش کرتے پھر (تلاش میں) کمی کر دیتے۔

تو اس حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مہینے کے آخری نصف میں تلاش کرنے کا حکم دیا پھر حکم دیا کہ تیئسویں رات میں تلاش کریں تو اس حدیث کا مفہوم بھی اس حدیث کی طرف لوٹ گیا جو ہم نے اس سے پہلے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

تو ممکن ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو لیلۃ القدر کی تلاش کے سلسلے میں جو حکم دیا وہ اسی سال کے ساتھ خاص ہو کیونکہ آپ نے خواب میں اسی طرح دیکھا اور دوسرے سالوں میں اس کے خلاف ہو۔

اور جو کچھ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کے سلسلے میں بشر بن سعید کی روایت

۳۶۲- **وَأَمَّا** مَا ذَكَرْنَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَإِنَّ فِيهِ الْأَمْرَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْتَمِسَهَا لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ فَاحْتَمَلَ أَنْ تَكُونَ تُلْتَمَسُ فِي كُلِّ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ بِعَيْنِهَا فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ تَكُونَ قَبْلَ السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَيَخْرُجُ ذٰلِكَ مِمَّا أُمِرَ فِيهِ بِالْتِمَاسِهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ لِأَنَّ الشَّهْرَ قَدْ يَجُوزُ أَنْ لَا يَسْتَغْنِيَ عَنْ ثَلَاثِينَ فَتَكُونُ تِلْكَ اللَّيْلَةُ أُولَى ثَمَانٍ بَقِينَ فَدَلَّ عَلَى مَعْنَى مَا أَشْكَلَ مِنْ ذٰلِكَ مَا قَدْ رَوَيْنَاهُ فِيمَا قَدْ تَقَدَّمَ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَمَرَهُ بِذٰلِكَ فِي شَهْرٍ كَانَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةُ أُولَى سَبْعٍ لَا أُولَى ثَمَانٍ فَقَدْ دَخَلَ ذٰلِكَ أَيْضًا فِيمَا أُمِرَ فِيهِ بِالْتِمَاسِ تِلْكَ اللَّيْلَةِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ وَذٰلِكَ كُلُّهُ عَلَى التَّحَرِّي لَا عَلَى الْيَقِينِ.

اور جو کچھ ہم نے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ اسے تیئسویں رات میں تلاش کریں تو اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ اسے ہر رمضان میں صرف اسی رات میں تلاش کیا جائے پس اگر یہ بات اس طرح ہے تو ہو سکتا ہے کبھی یہ آخری ہفتہ سے پہلے ہو تو اس سے یہ آخری ہفتہ میں تلاش کرنے والے حکم سے خارج ہو جائے گا کیونکہ مہینہ بعض اوقات تیس دنوں سے کم نہیں ہوتا اس طرح یہ رات آخری آٹھ راتوں میں سے پہلی رات ہو گی تو اس سلسلے میں جو اشکال ہے اس کا حل اس روایت میں ہے جو ہم نے اس سے پہلے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس بات کا حکم انتیس دنوں والے مہینے میں دیا تھا تو یہ رات آخری سات راتوں میں سے پہلی ہو گی آٹھ میں سے نہیں تو یہ بھی اس حکم میں شامل ہو گی جو آخری سات دنوں میں تلاش کرنے سے متعلق ہے ان سب باتوں کی بنیاد محض غور و فکر پر ہے یقین نہیں۔

۳۶۳- **وَقَدْ** حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الْوَهْبِيُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ قَالَ ثَنَا ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَكُونُ بِبَادِيَةٍ يُقَالُ لَهَا الْوَطْأَةُ وَإِنِّي بِحَمْدِ اللهِ أُصَلِّي بِهِمْ فَمُرْنِي بِلَيْلَةٍ مِنْ هٰذَا الشَّهْرِ أَنْزِلُهَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَأُصَلِّيهَا فِيهِ قَالَ انْزِلْ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ فَصَلِّهَا فِيهِ فَإِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَسْتَتِمَّ آخِرَ الشَّهْرِ فَافْعَلْ وَإِنْ أَحْبَبْتَ فَكُفَّ فَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةَ الْعَصْرِ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَا يَخْرُجُ إِلَّا لِحَاجَةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ

حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں جنگل میں ہوتا ہوں جسے وطاۃ کہا جاتا ہے اور الحمد للہ! میں ان لوگوں کو نماز پڑھاتا ہوں تو مجھے اس رات کے بارے میں حکم فرمائیں جب میں اس مسجد (مسجد نبوی) میں آ کر نماز پڑھوں آپ نے فرمایا تیئسویں رات کو آ کر یہاں نماز پڑھنا پھر اگر تم چاہو کہ باقی دن یہاں مکمل کر لینا ہو تو ایسا کر لینا اور اگر چاہو تو رک جانا (یعنی آئندہ دنوں میں نہ آنا چاہو تو نہ آنا) پس جب وہ عصر کی نماز پڑھتے تو مسجد میں داخل ہو جاتے اور کسی حاجت کے بغیر باہر نہ نکلتے حتی کہ صبح کی نماز پڑھ لیتے جب صبح کی نماز پڑھتے تو ان کی سواری دروازے پر کھڑی ہوتی۔

عن عبدِ اللهِ ابنِ أُنَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافُ ذٰلِكَ.

۳۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ ثَنَا يَحْيٰى اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ اَتَيْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ نَعَمْ اعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلَمَّا كَانَ صَبِيْحَةُ عِشْرِيْنَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْنَا فَقَالَ مَنْ كَانَ خَرَجَ فَلْيَرْجِعْ فَاِنِّيْ اُرِيْتُ اللَّيْلَةَ وَاِنِّيْ اُنْسِيْتُهَا وَاِنِّيْ رَاَيْتُ اَنِّيْ اَسْجُدُ فِيْ مَاءٍ وَطِيْنٍ فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِيْ وِتْرٍ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ اِذَا سَحَابٌ مِثْلُ الْجِبَالِ فَمُطِرْنَا حَتّٰى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَسَقْفُهٗ يَوْمَئِذٍ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ حَتّٰى رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيْ مَاءٍ وَطِيْنٍ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ الطِّيْنِ فِيْ اَنْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّهَا كَانَتْ عَامَئِذٍ فِيْ لَيْلَةِ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ فَقَدْ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ الْعَامُ هُوَ عَامٌ اٰخَرُ خِلَافَ الْعَامِ الَّذِيْ كَانَتْ فِيْهِ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ اُنَيْسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ وَذٰلِكَ اَوْلٰى مَا حُمِلَ عَلَيْهِ هٰذَانِ الْحَدِيْثَانِ حَتّٰى لَا يَتَضَادَّا.

۳۶۶- وَقَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ

میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف مروی ہے۔

حضرت یحییٰ فرماتے ہیں حضرت ابوسلمہ نے ان سے بیان کیا فرماتے ہیں میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا ہاں ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رمضان المبارک کے درمیانے عشرہ میں اعتکاف بیٹھے جب بیس تاریخ کی صبح ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا جو باہر نکلا ہے وہ واپس لوٹ جائے مجھے یہ رات دکھائی گئی پھر مجھے بھلا دی گئی اور میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں پس تم اسے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو حضرت ابوسعید فرماتے ہیں ہم نے آسمان پر کوئی بادل نہ دیکھا جب اکیسویں رات ہوئی تو پہاڑوں کی طرح بادل آئے اور بارش برسنا شروع ہوئی حتی کہ مسجد کی چھت ٹپکنے لگی ان دنوں مسجد کی چھت کھجور کے تنوں سے بنی ہوئی تھی یہاں تک دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہے ہیں حتی کہ میں نے کیچڑ کا نشان آپ کی ناک مبارک پر دیکھا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں ہے کہ اس سال لیلۃ القدر اکیسویں رات تھی تو ہوسکتا ہے یہ کوئی دوسرا سال ہو وہ سال نہ ہو جس کا حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ذکر ہے کہ اس میں تیئسویں رات لیلۃ القدر تھی۔ دونوں حدیثوں کو اس مفہوم پر کرنا بہتر ہے تاکہ تضاد ثابت نہ ہو۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی

... قَالَ ثَنَا ... قَالَ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ فَقَالَ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى اَنْ تَكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ.

ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تاکہ ہمیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتائیں تو دو آدمیوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا آپ نے فرمایا میں تمہیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتانے کے لیے باہر آیا تھا پس فلاں فلاں کے درمیان جھگڑا ہونے کی وجہ سے اسے اٹھا لیا گیا ہو سکتا ہے یہ بات تمہارے لیے بہتر ہو تم اسے ان راتوں میں تلاش کرو جب مہینہ ختم ہونے میں نو، سات، یا پانچ راتیں رہتی ہوں (یعنی اکیسویں، تیئسویں اور پچیسویں رات میں تلاش کرو)

۳۶۷ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ ثَنَا ثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت ثابت اور حمید بواسطہ حضرت انس، حضرت عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہم) سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهَا فِيْ لَيْلَةٍ بِعَيْنِهَا ثُمَّ اَمَرَهُمْ بَعْدَ رُؤْيَتِهِ اِيَّاهَا اَنْ يَّتَحَرَّوْهَا فِيْمَا بَعْدُ فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ فَدَلَّ ذٰلِكَ اَنَّهَا قَدْ تَكُوْنُ فِيْ عَامٍ فِيْ لَيْلَةٍ بِعَيْنِهَا ثُمَّ تَكُوْنُ فِيْمَا بَعْدَهُ فِيْ لَيْلَةٍ غَيْرِ تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمَعْنَى الَّذِيْ ذَهَبْنَا اِلَيْهِ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ اُنَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

وَقَدْ رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

تو اس حدیث میں یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک معین رات میں دیکھا اور اسے دیکھنے کے بعد صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ اسے اکیسویں، تیئسویں یا پچیسویں رات میں تلاش کریں تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ یہ رات کسی سال کوئی خاص رات ہوتی ہے اس کے بعد کوئی دوسری رات ہوتی ہے تو یہ اس معنی پر دلالت ہے جسے ہم نے حضرت ابن انیس رضی اللہ عنہ کی روایت میں اختیار کیا۔

اس سلسلے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

۳۶۸ - مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ ثَنَا يُوْنُسُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ اَيْقَظَنِيْ بَعْضُ اَهْلِيْ فَنُسِّيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ.

حضرت ابوسلمہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی پھر مجھے بعض گھر والوں نے بیدار کیا تو میں اسے بھول گیا پس تم اسے آنے والے دس دنوں (آخری عشرہ) میں تلاش کرو۔

۳۶۹ - حَدَّثَنَا اَبُوْ اُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا مُعَلًّى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے

بن صالح قال ثنا اسحٰق ابن يحيى عن الزهري قال اخبرني ابو سلمة ان ابا هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اُرِيتُ ليلة القدر ثم انسيتها فالتمسوها في العشر الغوابر۔

٢٧٠۔ **حَدَّثَنَا** رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ ثَنَا اَسَدٌ قَالَ ثَنَا الْمَسْعُوْدِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔

فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسِيَ اللَّيْلَةَ الَّتِيْ كَانَ اُرِيَهَا اَنَّهَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَذٰلِكَ قَبْلَ كَوْنِ تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَاَمَرَ بِالْتِمَاسِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِيْمَا بَعْدُ مِنْ ذٰلِكَ الشَّهْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ۔

فَهٰذَا اِخْتِلَافُ مَا فِيْ حَدِيْثِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلَّا اَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ كَانَ فِيْ عَامَيْنِ فَرَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَحَدِهِمَا مَا ذَكَرَهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبْلَ كَوْنِ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ هِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ فَكَذٰلِكَ لَا يَنْفِيْ اَنْ تَكُوْنَ فِيْمَا بَعْدَ ذٰلِكَ الْعَامِ مِنَ الْاَعْوَامِ الْحَادِثَةِ فِيْمَا قَبْلَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ وَيَكُوْنُ مَا ذَكَرَهُ عُبَادَةُ عَلٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِيْ ذٰلِكَ الْعَامِ عَلٰى لَيْلَةِ الْقَدْرِ بِعَيْنِهَا ثُمَّ خَرَجَ لِيُخْبِرَهُمْ بِهَا فَرُفِعَتْ ثُمَّ اَمَرَهُمْ بِالْتِمَاسِهَا فِيْمَا بَعْدَ ذٰلِكَ مِنَ الْاَعْوَامِ فِي السَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ اَوِ التَّاسِعَةِ وَذٰلِكَ اَيْضًا كُلُّهُ عَلَى التَّحَرِّيْ لَا عَلَى الْيَقِيْنِ۔

٢٧١۔ وَقَدْ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا

دیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی پھر مجھے وہ بھلا دی گئی پس تم اسے آخری دن دنوں میں تلاش کرو۔

حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

تو اس حدیث میں یہ بات ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو رات بطور لیلۃ القدر دکھائی گئی تھی آپ اسے بھول گئے اور یہ بات اس رات کے آنے سے پہلے ہوئی اس لیے آپ نے اسے مہینے کے باقی دنوں میں سے آخری دس دنوں میں تلاش کرنے کا حکم دیا۔

تو یہ بات حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت کے خلاف ہے البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ دو سالوں میں ہوا ہو ایک سال آپ نے وہ کچھ دیکھا جس کا ذکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے روایت کرتے ہوئے کیا کہ آپ نے لیلۃ القدر کو اس کے آنے سے پہلے دیکھا اور یہ اس بات کی نفی نہیں کرتی کہ آئندہ سالوں میں آپ نے اسے مہینے کے آنے سے پہلے دیکھا ہو اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ذکر کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر کے بارے میں ایک معین رات پر آگاہی حاصل ہو چکی تھی پھر آپ صحابہ کرام کو بتانے کے لیے تشریف لائے تو اسے اٹھا لیا گیا پھر اس کے بعد آپ نے ان کو آنے والوں سالوں میں اسے ستائیسویں، پچیسویں اور انتیسویں راتوں میں تلاش کرنے کا حکم دیا اور یہ سب کچھ تلاش اور غور و فکر پر مبنی

حضرت ابونضرہ، حضرت ابوسعید سے اور وہ نبی اکرم

أَسَدٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطْلُبُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ تِسْعًا يَبْقَيْنَ وَسَبْعًا يَبْقَيْنَ وَخَمْسًا يَبْقَيْنَ

فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أُرِيدَ بِذٰلِكَ الْعَامُ الَّذِي كَانَ اعْتَكَفَ فِيهِ وَأُرِيَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ نُسِّيَهَا إِلَّا أَنَّهُ كَانَ عَلِمَ أَنَّهَا فِي وِتْرٍ فَأَمَرَهُمْ بِالْتِمَاسِهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ مِنْ ذٰلِكَ الْعَشْرِ ثُمَّ جَاءَ الْمَطَرُ فَاسْتَدَلَّ بِهِ أَنَّهَا كَانَتْ فِي عَامِهِ ذٰلِكَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ بِعَيْنِهَا وَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ دَلِيلٌ عَلَى وُقُوعِهَا فِي الْأَعْوَامِ الْجَائِيَةِ بَعْدَ ذٰلِكَ هَلْ هِيَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ بِعَيْنِهَا أَوْ فِيمَا قَبْلَهَا أَوْ فِيمَا بَعْدَهَا وَقَدْ يَجُوزُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ مَا حَدَّثَ أَبُو نَضْرَةَ فِي هٰذَا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْأَعْوَامُ كُلُّهَا فَيَعُودُ مَعْنَى ذٰلِكَ إِلَى مَعْنَى مَا رَوَيْنَا مُتَقَدِّمًا فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا إِلَّا أَنَّ فِي حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ زِيَادَةَ مَعْنًى وَاحِدٍ وَهُوَ أَنَّهَا تَكُونُ فِي الْوِتْرِ.

٣٤٢ - **وَقَدْ** حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ صَالِحٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَمِسُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وِتْرًا.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَالْكَلَامُ فِي هٰذَا أَيْضًا مِثْلُ الْكَلَامِ فِي حَدِيثِ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

٣٤٣ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُونُسَ قَالَ ثَنَا [illegible] عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ

صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا لیلۃ القدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو جب نو راتیں باقی رہیں، سات راتیں باقی رہیں اور پانچ رات باقی رہیں۔

تو ہو سکتا ہے کہ اس سے وہ سال مراد ہو جس میں آپ نے اعتکاف فرمایا اور آپ کو لیلۃ القدر دکھائی گئی پھر اسے بھلا دیا گیا البتہ آپ کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ کسی طاق رات میں ہے تو آپ نے ان کو اس عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کا حکم دیا پھر بارش نازل ہوئی تو آپ نے یوں استدلال کیا کہ اس سال یہ اس خاص رات میں ہوئی ہے لیکن اس میں اس بات پر کوئی دلالت نہیں کہ کیا آئندہ سالوں میں بھی یہ اسی خاص رات میں ہے یا اس سے پہلے یا بعد ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس روایت میں جو کچھ حضرت ابو نضرہ نے حضرت ابو سعید کے واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے وہ تمام سالوں کی بات ہو تو اس کا معنی بھی اسی معنی کی طرف لوٹ گیا جسے ہم نے اس سے پہلے اس باب میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا البتہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ایک معنی کا اضافہ ہے کہ یہ وتر میں ہے۔

حضرت ابن عباس، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں اس حدیث کی طرح کلام ہے جسے حضرت ابو نضرہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّوْهَا لِعَشْرٍ يَبْقَيْنَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَالْكَلَامُ فِي هٰذَا أَيْضًا مِثْلُ الْكَلَامِ فِي حَدِيثِ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

٣٤٤- وَقَدْ حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامِ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْهَا لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ.

٣٤٥- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ ثَنَا آدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

٣٤٦- حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا عَارِمٌ أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ أَنَّهَا لَيْلَةُ السَّابِعَةِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيَهَا فَلْيَتَحَرَّهَا لَيْلَةَ السَّابِعَةِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ.

فَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ هٰذَا أَيْضًا أَنْ يَكُونَ فِي عَامٍ بِعَيْنِهِ وَيَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ فِي كُلِّ الْأَعْوَامِ كَذٰلِكَ إِلَّا أَنَّ ذٰلِكَ عَلَى التَّحَرِّي لَا عَلَى الْيَقِينِ وَكَذٰلِكَ مَا ذَكَرْنَاهُ قَبْلَ هٰذَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ مِمَّا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ عَلَى التَّحَرِّي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا فِي ذٰلِكَ الْعَامِ لَمَّا قَدْ كَانَ أُرِيَهُ مِنْ وَقْتِهَا الَّذِي تَكُونُ فِيهِ ثُمَّ أُنْسِيَهَا فَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ هٰذِهِ الْآثَارِ مَا يَدُلُّنَا عَلَى لَيْلَةِ الْقَدْرِ أَيِّ لَيْلَةٍ

علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان المبارک کی دس راتیں باقی ہوں تو لیلۃ القدر کو تلاش کرو اس حدیث میں بھی وہی کلام ہے جو حضرت ابو نضرہ کی روایت میں ہے۔

حضرت عبد اللہ بن دینار، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے (یعنی لیلۃ القدر کو) ستائیسویں رات میں تلاش کرو۔

ایک دوسری سند سے بھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ یہ آخری دس راتوں میں سے ساتویں رات میں ہے لہذا جو شخص اسے ڈھونڈنا چاہے وہ آخری دس راتوں میں سے ساتویں رات میں تلاش کرے۔

اس بات کا احتمال ہے کہ یہ بھی کسی معین سال کے بارے میں ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ ہر سال اسی طرح ہوتا ہو لیکن یہ غور و فکر پر مبنی ہے یقینی نہیں ہے اسی طرح جو کچھ ہم نے اس سے پہلے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تو ہو سکتا ہے کہ اس سال تلاش و جستجو کی صورت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات آئی ہو کہ آپ کو اس کے وقوع کا وقت دکھایا گیا پھر اسے بھلا دیا گیا۔ تو ان روایات میں سے کوئی روایت بھی اس رات کے تعین پر دلالت نہیں کرتی البتہ

عن بعينها غير أن في حديث أبي ذر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له هي في العشر الأول أو في العشر الأواخر من رمضان إذ سأله عن وقتها على ما قد ذكرناه في حديثه الذي رويناه عنه في أول هذا الباب.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا یہ رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں یا آخری دس دنوں میں ہے یہ بات آپ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے لیلۃ القدر کا وقت پوچھنے پر فرمائی ہم نے باب کے شروع میں ان سے مروی حدیث میں اسے ذکر کیا ہے۔

فنفى بذلك أن تكون في العشر الأوسط وثبت أنها في إحدى العشرين إما في الأول وإما في الأواخر.

تو اس سے اس کے درمیانے عشرہ میں ہونے کی نفی ہو گئی اور ثابت ہو گیا کہ یہ بیس راتوں میں سے ایک ہے یا تو پہلے عشرہ میں ہے یا آخری عشرہ میں۔

وفي هذا الحديث أيضا سؤال أبي ذر رضي الله عنه بالسؤال على رسول الله صلى الله عليه وسلم في أي العشرين هي وجواب رسول الله صلى الله عليه وسلم إياه بأن يتحراها في العشر الأواخر.

اس حدیث میں بھی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا سرکار دو عالم سے سوال کہ وہ کون سے عشرہ میں ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو جواب کہ وہ آخری دس دنوں میں اسے تلاش کریں، مذکور ہے۔

فنظرنا فيما روي في غير هذه الآثار هل فيه ما يدل على أنها في ليلة من هذين العشرين بعينها.

تو ہم نے غور کیا کہ دیکھیں کیا ان کے علاوہ روایات میں کوئی ایسی بات ہے جو اس (لیلۃ القدر) کے آخری دو عشروں میں کسی خاص رات میں ہونے پر دلالت کرتی ہو۔

۳۷۷ - فإذا ابن أبي داود قد حدثنا قال ثنا عبد الله بن يوسف قال ثنا ابن لهيعة عن يزيد بن أبي حبيب عن أبي الخير الصنابحي عن بلال أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليلة القدر ليلة أربع وعشرين.

تو حضرت ابوالخیر صنابحی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ القدر چوبیسویں رات ہے۔

ففي هذا الحديث أنها في هذه الليلة بعينها.

تو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وہ اس کے خاص رات میں ہے۔

وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم خلاف ذلك.

جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔

۳۷۸ - حدثنا أبو أمية قال ثنا حيوة ابن شريح قال ثنا بقية عن ابن ثوبان قال ثني عبدة بن أبي لبابة عن زر بن حبيش عن أبي بن كعب قال قال رسول الله صلى الله عليه

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس دن سورج

لیلۃ القدر لیلۃ سبع وعشرین و علامتها ان الشمس تصعد لیس لها شعاع کانها طست

۳۷۹۔ حدثنا یونس قال ثنا بشر بن بکر قال ثنا الاوزاعی قال حدثنی عبدۃ بن ابی لبابۃ قال حدثنی زر بن حبیش قال سمعت ابی بن کعب وقیل له ان ابن مسعود قال من قام السنۃ کلها اصاب لیلۃ القدر فقال ابی والله الذی لا اله الا هو انها لفی رمضان والله الذی لا اله الا هو انی لاعلم ای لیلۃ هی التی امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نقومها لیلۃ صبیحۃ سبع وعشرین۔

۳۸۰۔ حدثنا ابو امیۃ قال ثنا محمد بن سابق قال ثنا مالک بن مغول عن عاصم ابن ابی النجود عن زر بن حبیش قال قلت لابی بن کعب ان عبد الله کان یقول فی لیلۃ القدر من قام الحول ادرکها فقال رحمۃ الله علی ابی عبد الرحمن اما والذی یحلف به لقد علم انها فی رمضان وانها لیلۃ سبع وعشرین قال فلما رایته یحلف لا یستثنی قلت ما علمک بذلک قال بالآیۃ التی اخبرنا بها رسول الله صلی الله علیه وسلم فحسبنا وعددنا فاذا هی لیلۃ سبع وعشرین یعنی ان الشمس لیس لها شعاع۔

قال ابو جعفر فهذا ابی بن کعب رضی الله عنه یخبر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انها لیلۃ سبع وعشرین وینفی قول عبد الله من یقم الحول یصبها۔

بغیر شعاعوں کے بلند ہوتا ہے گویا کہ وہ ایک طشت (تھال) ہے۔

حضرت زر بن حبیش فرماتے ہیں میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان تک یہ بات پہنچی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص پورا سال (رات کو) قیام کرتا ہے وہ لیلۃ القدر کو پا لیتا ہے حضرت ابی بن کعب نے فرمایا اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (رات) رمضان المبارک میں ہے اور اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک میں جانتا ہوں کہ وہ کون سی رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس رات میں قیام کا حکم دیا جس کی صبح ستائیسویں تاریخ ہے۔

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص تمام سال قیام کرے وہ اسے حاصل کر لیتا ہے انہوں نے فرمایا حضرت ابو عبد الرحمن (عبد اللہ بن مسعود) پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ سنو! اس ذات کی قسم جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے انہیں معلوم ہے کہ یہ (لیلۃ القدر) رمضان المبارک میں ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے (حضرت زر بن حبیش) فرماتے ہیں جب میں نے دیکھا کہ وہ قطعی طور پر (ان شاء اللہ کے بغیر) قسم کھا رہے ہیں تو میں نے عرض کیا آپ کو یہ بات کس نے بتائی ہے انہوں نے فرمایا مجھے اس نشانی سے معلوم ہوا جس کی خبر ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تو ہم نے اس کا شمار کیا اور گنتی کی تو وہ ستائیسویں رات ہے یعنی (اس دن) سورج کے شعاع نہیں ہوتی۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے خبر دیتے ہیں کہ وہ ستائیسویں رات ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کے اس قول کی نفی کرتے ہیں کہ جو شخص سال بھر قیام کرے وہ اسے

غیر أنه قد روي عن عبد الله في ليلة القدر أنها في رمضان على ما قد حلف عليه أبي رضي الله عنه، أن عبد الله قد علمه ولكنه خالف في ليلة سبع وعشرين۔

۳۸۱۔ حدثنا ابو امية قال ثنا ابو نعيم عن اسرائيل عن ابي اسحاق عن حجير الثعلبي عن الاسود عن عبد الله قال التمسوا ليلة القدر في ليلة تسع عشرة من رمضان صبيحتها صبيحة بدر وإلا ففي ليلة إحدى وعشرين أو في ثلاث وعشرين۔

فأما ما ذكرنا عن عبد الله رضي الله عنه أنها في ليلة تسع عشرة فقد نفى ما حكاه أبو ذر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنها في العشر من الشهر الأول والآخر۔

وقد روي عن عبد الله رضي الله عنه أيضا في ذلك

۳۸۲۔ ما حدثنا ابن أبي داود قال ثنا الوهبي قال ثنا المسعودي عن سعيد بن عمرو بن جعدة عن أبي عبيدة عن عبد الله قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ليلة القدر فقال أيكم يذكر ليلة الصهباوات قال عبد الله أنا ذاك بأبي أنت وأمي يا رسول الله وإن في يدي لتمرات أتسحر بهن وأنا مستتر بمؤخرة رحلي من الفجر وذلك حين يطلع الفجر۔

ففي هذا الحديث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما سئل عن ليلة القدر أخبرهم أنها ليلة الصهباوات فوصفها عبد الله رضي الله عنه بما وصفها به من

البتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لیلۃ القدر کے بارے میں مروی ہے کہ وہ رمضان المبارک میں ہے جیسا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس بات پر قسم کھائی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہے لیکن وہ ستائیسویں رات کے قائل نہیں۔

حضرت اسود، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کی انیسویں رات میں تلاش کرو کہ اس کی صبح بدر کی صبح جیسی ہوتی ہے اگر نہ ملے تو اکیسویں یا تیئسویں رات میں تلاش کرو۔

اور جو کچھ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ انیس رات میں ہے تو اس کی نفی اس روایت سے ہوتی ہے جسے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ وہ پہلے یا آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔

اس سلسلے میں بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حضرت ابوعبیدہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا تم میں سے کون صہباوات والی رات (صہباوات ایک جگہ کا نام ہے) کو پہچانتا ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں میرے ہاتھ میں کچھ کھجوریں ہوتی ہیں اور میں ان کے ساتھ سحری کرتا ہوں اور میں اپنے اونٹ کے کجاوے کی آڑ میں صبح سے چھپا ہوں اور یہ طلوع فجر کا وقت ہوتا ہے۔

تو اس حدیث میں ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ان کو بتایا وہ کونسی رات ہے اور صہباوات کی رات ہے پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا وصف بیان کیا کہ طلوع فجر کے وقت

ليلة القدر عند طلوع الفجر وذلك لا يكون إلا في آخر الشهر.

فقد دل ذلك أيضا على ما قال أبي رضي الله عنه.

چاند کی روشنی ہوتی ہے اور ایسا صرف مہینے کے آخر میں ہوتا ہے۔

یہ روایت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت پر بھی دلالت کرتی ہے۔

وفي كتاب الله عز وجل ما يدل أن ليلة القدر في شهر رمضان خاصة قال الله عز وجل حم والكتاب المبين إنا أنزلناه في ليلة مباركة إنا كنا منذرين فيها يفرق كل أمر حكيم فأخبر الله عز وجل أن الليلة التي يفرق فيها كل أمر حكيم هي ليلة القدر وهي الليلة التي أنزل فيها القرآن ثم قال شهر رمضان الذي أنزل فيه القرآن.

حم والكتاب المبين إنا أنزلناه في ليلة مباركة إنا كنا منذرين فيها يفرق كل أمر حكيم.

اور قرآن پاک میں بھی لیلۃ القدر کے صرف رمضان المبارک میں ہونے پر دلالت موجود ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ "روشن کتاب کی قسم ہم نے اسے مبارک رات میں اتارا بے شک ہم ڈرانے والے ہیں اس رات ہر حکمت والے کام کا فیصلہ ہو جاتا ہے" تو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ جس رات ہر حکمت والے کام کا فیصلہ ہو جاتا ہے وہی لیلۃ القدر ہے اور یہی وہ رات ہے جس میں قرآن پاک نازل کیا گیا پھر ارشاد فرمایا "رمضان المبارک کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن پاک اتارا گیا۔"

فثبت بذلك أن تلك الليلة في شهر رمضان واحتجنا إلى أن نعلم أي ليلة هي من لياليه فكان الذي يدل على ذلك ما ذكرناه عن بلال عن النبي صلى الله عليه وسلم أنها ليلة أربع وعشرين وما روي عن أبي بن كعب رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنها ليلة سبع وعشرين.

تو اس سے ثابت ہوا کہ یہ رات رمضان المبارک میں ہے اور ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم جانیں وہ رمضان المبارک کی راتوں میں سے کون سی رات ہے

تو اس پر وہ روایت دلالت کرتی ہے جو ہم نے بواسطہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ہے کہ وہ چوبیسویں رات ہے اور جو کچھ بواسطہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے وہ ستائیسویں رات کے بارے میں ہے۔

وقد روي عن معاوية أيضا عن النبي صلى الله عليه وسلم مثل ما روي عن أبي رضي الله عنه في ذلك عن النبي صلى الله عليه وسلم.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کی مثل مروی ہے۔

٣٨٣ - حدثنا ابن أبي داود قال ثنا عبيد الله بن معاذ قال ثنا أبي قال ثنا شعبة

حضرت قتادہ فرماتے ہیں میں نے حضرت مطرف بن عبد اللہ سے سنا وہ حضرت معاویہ

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ قَالَ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ.

بن ابو سفیان سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ وہ ستائیسویں رات ہے۔

فَهٰذَا مُنْتَهٰى مَا وَقَفْنَا عَلَيْهِ مِنْ عِلْمِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ أَيُّ لَيْلَةٍ هِيَ مِمَّا دَلَّنَا عَلَيْهِ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَسُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تو یہ لیلۃ القدر کے بارے میں ہمارے علم کی انتہا ہے کہ وہ کونسی رات ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دلالت کرتی ہے۔

فَأَمَّا مَا رُوِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ عَنِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فَمَعْنَاهُ دَاخِلٌ فِي الْمَعَانِي الَّتِي ذَكَرْنَا وَإِنَّمَا احْتَجْنَا إِلٰى ذِكْرِ مَا رُوِيَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ لِمَا قَدِ اخْتَلَفَ فِيْهِ أَصْحَابُنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ أَنْتِ طَالِقٌ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ مَتٰى يَقَعُ بِهِ الطَّلَاقُ فَقَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ إِنْ قَالَ لَهَا ذٰلِكَ قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ لَمْ يَقَعِ الطَّلَاقُ حَتّٰى يَمْضِيَ شَهْرُ رَمَضَانَ لِأَنَّهُ قَدِ اخْتُلِفَ فِي مَوْضِعِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مِنْ لَيَالِي شَهْرِ رَمَضَانَ عَلٰى مَا قَدْ ذَكَرْنَا فِي هٰذَا الْبَابِ وَمِمَّا رُوِيَ أَنَّهَا فِي الشَّهْرِ كُلِّهِ وَمِمَّا قَدْ رُوِيَ أَنَّهَا فِي خَاصٍّ مِنْهُ قَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَلَا أَحْكُمُ بِوُقُوْعِ الطَّلَاقِ إِلَّا بَعْدَ مُضِيِّ الشَّهْرِ لِأَنِّي أَعْلَمُ بِذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ مَضَى الْوَقْتُ الَّذِي أَوْقَعَ الطَّلَاقَ فِيْهِ وَأَنَّ الطَّلَاقَ قَدْ وَقَعَ قَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَإِنْ قَالَ ذٰلِكَ لَهَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي أَوَّلِهِ أَوْ فِي آخِرِهِ أَوْ فِي وَسَطِهِ لَمْ يَقَعِ الطَّلَاقُ حَتّٰى يَمْضِيَ مَا بَقِيَ مِنْ ذٰلِكَ الشَّهْرِ وَحَتّٰى يَمْضِيَ شَهْرُ رَمَضَانَ أَيْضًا كُلُّهُ مِنَ السَّنَةِ الْقَابِلَةِ قَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لِأَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ تَكُوْنَ فِيْمَا مَضٰى مِنْ هٰذَا الشَّهْرِ الَّذِي هُوَ فِيْهِ فَلَا يَقَعُ الطَّلَاقُ حَتّٰى يَمْضِيَ شَهْرُ

اور جو کچھ اس کے بعد صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اس کا مفہوم بھی وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا۔ ہمیں لیلۃ القدر کے بارے میں ان مذکورہ بالا روایات کو ذکر کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ ہمارے اصحاب (احناف) کا اس شخص کے قول میں اختلاف ہے جو اپنی بیوی کو کہتا ہے تجھے لیلۃ القدر میں طلاق ہے تو کب طلاق واقع ہوگی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر اس نے یہ بات ماہ رمضان المبارک سے پہلے کہی ہے تو جب تک رمضان المبارک گزر نہ جائے طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ وہ رمضان المبارک کی کونسی رات ہے جیسا کہ ہم نے اس باب میں ذکر کیا کسی روایت میں ہے کہ وہ تمام مہینے میں ہے اور کسی میں ہے کہ وہ خاص رات میں ہے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں مہینے کے گزرنے پر طلاق کا حکم دوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جس وقت اس نے طلاق دی ہے وہ گزر گیا اور اس میں طلاق واقع ہو چکی ہے آپ فرماتے ہیں اگر اس نے طلاق رمضان المبارک کے شروع یا آخر یا درمیان میں دی ہے تو جب تک مہینے کا باقی حصہ اور آئندہ سال کا مکمل رمضان نہ گزر جائے طلاق واقع نہیں ہوگی آپ فرماتے ہیں یہ بات اس لیے ہے کہ ہو سکتا ہے لیلۃ القدر اس مہینے کے ان دنوں میں ہو جو گزر چکے ہیں تو جب تک آنے والے سال کا رمضان المبارک مکمل طور پر نہ گزر جائے طلاق واقع نہ ہوگی

رمضان كله من السنة الخالية وقد يجوز
أن يكون فيما بقي من ذلك الشهر الذي هو فيه
فيكون فيها فيكون كمن قال لامرأته
قبل شهر رمضان أنت طالق ليلة القدر فيكون
الطلاق لا يحكم به عليه إلا بعد مضي شهر
رمضان. قال رحمه الله فلما أشكل ذلك
لا أحكم بوقوع الطلاق إلا بعد علمي
بوقوعه ولا أعلم ذلك إلا بعد مضي
شهر رمضان الذي هو فيه وشهر رمضان
الجائي بعده.

فهذا مذهب أبي حنيفة رحمه الله
في هذا الباب.

وقد كان أبو يوسف رحمه الله
قال مرة بهذا القول أيضا وقال مرة أخرى
إذا قال لها ذلك القول في بعض شهر رمضان
لم يحكم بوقوع الطلاق حتى يمضي مثل
ذلك الوقت من شهر رمضان من السنة
الجائية قال لأن ذلك إذا كان فقد كمل
حول تام منذ قال ذلك القول وهي في كل حول
فعلمنا بذلك وقوع الطلاق.

قال أبو جعفر وهذا القول عندي
ليس بشيء لأنه لم يقل لنا إن كل حول
يكون فيه ليلة القدر على أن ذلك الحول
يكون فيه شهر رمضان بكماله من سنة
واحدة وإنما قيل لنا إنها في شهر رمضان
من كل سنة هكذا دلنا عليه كتاب الله عز
وجل وقاله لنا رسول الله صلى الله عليه
وسلم على ما قد ذكرنا فيما تقدم
من هذا الباب فلما كان ذلك كذلك

اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس موجودہ رمضان کے باقی دنوں
میں ہو تو ان میں طلاق واقع ہوئی تو یہ اس طرح ہوگا جیسے
کوئی شخص رمضان المبارک سے پہلے اپنی بیوی سے کہے "تجھے
لیلۃ القدر میں طلاق ہے" تو رمضان المبارک کا مہینہ گزرنے
کے بعد بھی طلاق ہوگی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں
جب یہ بات مشکل ہے تو میں علم حاصل ہونے کے بعد ہی
وقوع طلاق کا حکم دوں گا اور اس کا علم مجھے اس
وقت حاصل ہوگا جب موجودہ ماہ رمضان اور اس
کے بعد آنے والا رمضان المبارک گزر جائے۔

تو اس باب میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا
مذہب یہ ہے۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کبھی یہی بات فرماتے
ہیں اور کبھی دوسرا قول کرتے ہیں جب کوئی شخص اپنی عورت کو یہ
بات رمضان المبارک کے کچھ دن گزرنے کے بعد کہے تو جب
تک آئندہ رمضان المبارک کے اتنے دن گزر نہ جائیں وہ
طلاق نہیں دیتے وہ فرماتے ہیں یہ اس لیے ہے کہ جب
اس کے قول سے ایک سال مکمل ہو گیا اور یہ لیلۃ القدر
سارے سال میں ہوتی ہے تو ہمیں وقوع طلاق کا
علم حاصل ہو گیا۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرے
نزدیک اس قول کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ ہمیں یہ تو نہیں
کہا گیا کہ ہر سال لیلۃ القدر ہوگی باوجودیکہ اس میں ماہ رمضان
مکمل نہ ہو بلکہ ہمیں کہا گیا ہے کہ وہ ہر سال رمضان المبارک
میں ہوتی ہے اس بات پر قرآن پاک کی دلالت اسی طرح
ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں یونہی فرمایا
جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے اسی باب میں ذکر کیا تو جب بات
یوں ہے تو جب وہ رمضان المبارک کے کسی حصے میں کہے
"تجھے لیلۃ القدر میں طلاق ہے" تو اس بات کا احتمال ہے کہ

احتمل أن يكون إذا قال لها في بعض شهر رمضان أنت طالق ليلة القدر أن تكون ليلة القدر فيما مضى من ذلك الشهر فيكون إذا مضى حول من حينئذ إلى مثله من شهر رمضان من السنة الجائية لا ليلة قدر فيه ففسد بما ذكرنا قول أبي يوسف رحمه الله الذي وصفنا وثبت على هذا الترتيب ما ذهب إليه أبو حنيفة رضي الله عنه وقد كان أبو يوسف رحمه الله قال مرة أخرى إذا قال لها القول في بعض شهر رمضان إن الطلاق لا يقع حتى تمضي ليلة سبع وعشرين وذهب في ذلك فيما نرى والله أعلم إلى أن ما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم فيه أنها في ليلة من شهر رمضان بعينها هو حديث بلال وحديث أبي بن كعب فإذا انقضت ليلة سبع وعشرين علم أن ليلة القدر قد كانت فحكم بوقوع الطلاق وقبل ذلك فليس يعلم كونها فكذلك لم يحكم بوقوع الطلاق وهذا القول تشهد له الآثار التي رويناها في هذا الباب عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم.

گزرے ہوئے دنوں میں لیلۃ القدر ہو لیکن جب اس وقت سے کر آئندہ ماہ رمضان کے ان دنوں تک سال گزر جائے تو اس میں لیلۃ القدر نہ ہو تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا یہ قول فاسد ہو گیا اور اسی ترتیب سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ثابت ہو گیا حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ بعض اوقات فرماتے ہیں کہ اگر وہ رمضان المبارک کے کسی حصے میں اس کو یہ بات کہے تو جب تک ستائیسویں رات نہ گزر جائے طلاق واقع نہ ہو گی ہمارے خیال میں انہوں نے یہ مسلک سرکار دو عالم سے مروی اس روایت کی بنیاد پر اپنایا ہے کہ یہ (لیلۃ القدر) رمضان المبارک کی کوئی خاص رات ہے اور یہ حضرت بلال اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کی روایات ہیں پس جب ستائیسویں رات گزر جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ لیلۃ القدر گزر چکی ہے لہٰذا وقوع طلاق کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور اس سے پہلے اس کے گزرنے کا علم نہ ہو گا لہٰذا وقوع طلاق کا حکم بھی نہیں دیا جائے گا اس قول پر وہ روایات گواہ ہیں جو ہم نے اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں۔

باب ١٩ طلاق المكره

جبراً طلاق لینے کا حکم

٣٨٣ - حدثنا ربيع بن سليمان المؤذن قال ثنا بشر بن بكر قال أخبرنا الأوزاعي عن عطاء وعن عبيد بن عمير عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تجاوز الله لي عن أمتي الخطأ والنسيان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت سے غلطی، بھول اور جس پر اسے مجبور کیا جائے، معاف کر دیا ہے

...استكرهوا عليه

قال أبو جعفر: فذهب قوم إلى أن الرجل إذا أكره على طلاق أو نكاح أو يمين أو عتاق أو ما أشبه ذلك حتى فعله مكرها أن ذلك كله باطل لأنه قد دخل فيما تجاوز الله فيه لنبيه صلى الله عليه وسلم عن أمته واحتجوا في ذلك بهذا الحديث.

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا: يلزمه ما حلف به حال الإكراه من يمين ويلزمه عليه طلاقه وعتاقه ونكاحه ومراجعته لزوجته المطلقة إن كان راجعها.

وتأولوا في هذا الحديث معنى غير المعنى الذي تأوله أهل المقالة الأولى فقالوا: إنما ذلك في الشرك خاصة لأن القوم كانوا حديث عهدهم بكفر في دار كانت دار كفر فكان المشركون إذا قدروا عليهم استكرهوهم على الإقرار بالكفر فيقرون بذلك بألسنتهم وقد فعلوا ذلك بعمار بن ياسر رضي الله عنه وبغيره من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ورضي عنهم فنزلت فيهم: إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان. وربما سهوا فتكلموا بما جرت عليه عادتهم قبل الإسلام وربما أخطأوا فتكلموا بذلك أيضا فتجاوز الله عز وجل لهم عن ذلك لأنهم غير مختارين لذلك ولا قاصدين إليه وقد ذهب أبو يوسف رحمه الله إلى هذا التفسير أيضا حدثنا الكيساني عن أبيه عنه بذلك والحديث يحتمل هذا المعنى ويحتمل ما قال أهل المقالة الأولى فلما احتمل ذلك

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جب کسی شخص کو طلاق، نکاح، قسم، آزاد کرنے یا اس قسم کے کسی دوسرے کام پر مجبور کیا جائے حتیٰ کہ وہ اسے مجبور ہو کر بجا لائے تو یہ سب کچھ باطل ہے کیونکہ یہ ان امور میں شامل ہو گیا جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے صدقے آپ کی امت سے معاف کر دیا ان حضرات نے اس (مذکورہ بالا) روایت سے استدلال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے جبر کی صورت میں جو قسم اٹھائی وہ لازم ہو جائے گی اسی طرح اس کی طلاق، آزاد کرنا اور نکاح نیز اگر وہ اپنی مطلقہ بیوی سے رجوع کرے تو وہ بھی نافذ ہو جائے گا۔

انہوں نے اس حدیث کا مفہوم پہلے قول کے قائلین کے بیان کردہ مفہوم سے الگ بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں یہ حکم صرف شرک کے بارے میں ہے کیونکہ وہ لوگ دارالکفر میں تھے اور نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اس لیے جب بھی کفار کا ان پر بس چلتا انہیں اقرار کفر پر مجبور کرتے چنانچہ وہ اپنی زبانوں سے اس کا اقرار کرتے حضرت عمار بن یاسر اور بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا گیا تو ان کے حق میں آیت کریمہ نازل ہوئی "مگر جس کو مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔" اور بعض اوقات وہ بھول کر اسلام سے پہلے کی عادت کے مطابق کلمہ کفر کہہ دیتے اور کبھی غلطی سے بھی اس قسم کا کلام کرتے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر فرمایا کیونکہ اس میں ان کو کوئی اختیار نہ تھا اور نہ ہی وہ اس کا ارادہ کرتے تھے۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے یہی تفسیر بیان کی ہے حضرت کیسانی نے اپنے والد کے واسطے سے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہوئے ہم سے اسی طرح بیان کیا تو اس حدیث میں اس بات کا بھی احتمال ہے اور پہلے قول والوں کے موقف کا بھی۔ پس جب اس بات کا احتمال ہے تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم پھر اس کے معانی واضح ہوں تاکہ وہ دونوں میں سے ایک

[illegible] معنى هذا الحديث إليه

فنظرنا في ذلك فوجدنا الخطأ هو ما أراد الرجل غيره فقعله لا عن قصد منه إليه وكان السهو ما قصد إليه فقعله على القصد منه إليه على أنه ساه عن المعنى الذي يمنعه من ذلك الفعل، كان الرجل إذا نسي أن تكون هذه امرأته فقصد إليها فطلقها فكل قد أجمع أن طلاقه عامل ولم يبطلوا ذلك لسهوه ولم يدخل ذلك السهو في السهو المعفو عنه فإذا كان السهو المعفو عنه ليس فيه ما ذكرنا من الطلاق والإيمان والعتاق كان كذلك الاستكراه المعفو عنه ليس فيه أيضا من ذلك شيء.

فثبت بذلك فساد قول الذين أدخلوا الطلاق والعتاق والأيمان في ذلك.

واحتج أهل المقالة الأولى أيضا لقولهم بما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم.

٣٨٥ - حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب أن مالكا حدثه عن يحيى بن سعيد عن محمد بن إبراهيم بن الحارث التيمي عن علقمة بن وقاص الليثي أنه سمع عمر بن الخطاب على المنبر يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما الأعمال بالنية وإنما لامرئ ما نوى فمن كانت هجرته إلى الله ورسوله فهجرته إلى الله ورسوله ومن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو إلى امرأة يتزوجها فهجرته إلى ما هاجر إليه

مفہوم کے بارے میں ہماری راہنمائی کریں اور ہم اس حدیث کو اس معنی کی طرف پھیر دیں۔

تو ہم نے اس میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے لیکن اس کی بجائے کسی دوسرے کام کو کیا جائے جس کا اس نے قصد و ارادہ نہیں کیا تو یہ خطا ہے اور سہو (بھول) یہ ہے کہ کسی کام کو ارادتاً بجا لائے حالانکہ لیکن جو بات اس میں رکاوٹ تھی اسے بھول گیا۔ جب اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے بارے میں بھول جائے کہ وہ اس کی بیوی ہے لیکن اس کے باوجود قصداً اس کو طلاق دے تو سب کا اتفاق ہے کہ اس کی یہ طلاق واقع ہو جائے گی اور وہ بھول کی وجہ سے اس طلاق کو باطل قرار نہیں دیتے اور یہ بھول اس بھول میں داخل نہ ہوگی جس کو معاف کر دیا گیا تو جب بھول کر دی گئی طلاق قسم اور آزادی کرنا اس بھول میں داخل نہیں جس کو معاف کیا گیا تو اس طرح یہ امور اس جبر سے متعلق بھی نہ ہوں گے جس کو معاف کیا گیا ہے۔

تو اس سے ان لوگوں کے قول کا فساد ثابت ہو گیا جنہوں نے طلاق آزادی اور قسم کو اس میں شامل کیا۔

پہلے قول والوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی (مندرجہ ذیل) حدیث سے بھی استدلال کیا ہے۔

حضرت علقمہ بن وقاص لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا آپ منبر پر فرما رہے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ نے فرمایا اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہو کہ اسے حاصل کرے یا کسی عورت کی طرف ہو کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہوگی جس کی جانب اس نے ہجرت کی ہے۔

ا۔ جیسے حضور کی حالت میں اپنی بیوی کو اجنبی سمجھ کر طلاق دی لیکن بعد میں وہ بیوی نکلی [illegible]

٣٨٩- حدثنا ابو ابراهيم المزني قال ثنا سليمان بن حرب قال ثنا حماد بن زيد عن يحيى بن سعيد فذكر باسناده مثله.

قالوا فقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الاعمال بالنية فثبت ان عملا من طلاق ولا عتاق ولا غيره الا ان يكون معه نية.

فكان من الحجة للآخرين في ذلك ان هذا الكلام قد تقدمه ما يدل على المعنى الذي اراده هذا الحديث وانه قصد به الى الاعمال التي يجب بها الثواب الا تراه يقول الاعمال بالنية وانما لامرئ ما نوى يريد من الثواب ثم قال فمن كانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله ومن كانت هجرته الى دنيا يصيبها او الى امرأة يتزوجها فهجرته الى ما هاجر اليه فذلك لا يكون الا جوابا لسؤال كان النبي صلى الله عليه وسلم سئل عما للمهاجر اي في هجرته فقال انما الاعمال بالنية ثم اتى على الكلام الذي في الحديث وليس ذلك من امر الاكراه على الطلاق والعتاق والرجعة والايمان في شيء.

فانتفى هذا الحديث ايضا ان تكون فيه حجة لاهل المقالة التي بدأنا بذكرها على اهل المقالة التي ثنينا بذكرها.

٣٩٠- وكان مما احتج به اهل المقالة الاولى ايضا لقولهم الذي ذكرنا ما حدثنا فهد قال ثنا ابو بكر بن ابي شيبة قال ثنا ابو اسامة عن الوليد بن جميع قال ثنا ابو

حضرت حماد بن زید نے حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے تو کوئی عمل بھی چاہے وہ طلاق ہو کسی کو آزاد کرنا یا کوئی دوسرا عمل ہو نیت کے بغیر نافذ نہیں ہوتا۔

اس سلسلے میں دوسرے حضرات کی دلیل یہ ہے کہ اس کلام سے اس معنی کا قصد نہیں کیا گیا جسے اس مخالف نے ذکر کیا بلکہ اس سے وہ اعمال مراد ہیں جن سے ثواب حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ آپ فرما رہے ہیں اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی تو اس سے ثواب مراد ہے پھر فرمایا جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کی خاطر ہو کہ اسے حاصل کرے یا کسی عورت کی طرف کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی نیت کی ہے تو یہ کسی سوال کا جواب ہی ہو سکتا ہے گویا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مہاجر کے عمل یعنی ہجرت کے ثواب سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے پھر آپ نے وہ کلام فرمایا جو حدیث میں مذکور ہے اور یہ طلاق عتاق (آزاد کرنے) رجعت اور قسم کے سلسلے میں جبر کے بارے میں نہیں ہے۔

تو اس حدیث میں بھی پہلے قول والوں کی دوسرے قول والوں کے خلاف حجت کی نفی ہوگئی۔

دوسرے قول والوں نے اپنے موقف پر بطور دلیل یہ حدیث بھی پیش کی ہے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے غزوہ بدر میں شریک ہونے سے صرف اس بات نے روکا کہ میں اور میرے والد نکلے تو ہمیں قریش کے کفار نے پکڑ لیا

الطفيل قال ثني حذيفة بن اليمان قال ما منعني أن أشهد بدرا إلا أني خرجت أنا وأبي فأخذنا كفار قريش فقالوا إنكم تريدون محمدا صلى الله عليه وسلم فقلنا ما نريد إلا المدينة فأخذوا منا عهد الله وميثاقه لننصرفن إلى المدينة ولا نقاتل معه فأتينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبرناه فقال انصرفا نفي لهم بعهودهم ونستعين الله عليهم.

۳۸۸ - حدثنا أحمد بن داود قال ثنا عبد الرحمن بن صالح قال ثني يونس بن بكير عن الوليد عن أبي الطفيل عن حذيفة قال خرجت أنا وأبي حسيل ونحن نريد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم ذكر نحوه.

قالوا فلما منعهما رسول الله صلى الله عليه وسلم من حضور بدر لاستحلاف المشركين القاهرين لهما على ما استحلفوهما عليه ثبت بذلك أن الحلف على الطواعية والإكراه سواء وكذلك الطلاق والعتاق.

وهذا أولى ما حمل في الآثار إذا وجدت على معاني تصحيحها أن يحمل ما جاء منها على ما لا يخالف ذلك المعنى ... على ذلك حتى لا تتضاد.

فثبت بما ذكرنا أن حديث ابن عباس رضي الله عنهما في الشرك وحديث حذيفة رضي الله عنه في الطلاق والأيمان وما أشبه ذلك.

وأما حكم ذلك من طريق النظر فإن فعل الرجل مكرها لا يخلو من أحد وجهين إما أن يكون المكره على ذلك الفعل إذا فعله

انہوں نے کہا تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جانا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا ہم تو صرف مدینہ طیبہ کا ارادہ کرتے ہیں تو انہوں نے ہم سے اللہ تعالیٰ کا عہد اور پکا وعدہ لیا کہ ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ جائیں اور ہم حضور علیہ السلام کے ہمراہ لڑائی نہ کریں چنانچہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا تم واپس جاؤ ہم ان کے عہد کو پورا کریں گے اور ان کے خلاف اللہ تعالیٰ کی مدد چاہیں گے۔

حضرت ابو الطفیل حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں اور میرے باپ حسیل حضور علیہ السلام (تک پہنچنے) کا ارادہ کرتے ہوئے نکلے، اس کے بعد انہوں نے اس پہلی حدیث کی مثل ذکر کیا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بدر کی حاضری سے اس لیے منع فرمایا کہ ظالم مشرکوں نے ان سے وعدہ لیا تھا تو اس سے ثابت ہوا کہ خوشی اور مجبوری دونوں حالتوں کی قسم برابر ہے تو طلاق اور عتاق کا بھی یہی حکم ہے۔

تو جب بعض روایات کے معانی سے آگاہی ہو تو باقی روایات کو بھی اسی معنی پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے تاکہ وہ اس معنی کے خلاف نہ ہوں اور ان کے درمیان تضاد نہ پایا جائے۔

تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے شرک کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت اور طلاق، قسم اور اس جیسے دوسرے امور میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ثابت ہو گئی۔

غور و فکر کے طریقے پر اس کا حکم یہ ہے کہ کسی شخص کا مجبوری کی حالت میں کوئی کام کرنا دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ شخص اس فعل کے ارتکاب سے اس شخص کے حکم میں ہوگا

لم يفعله فلا يجب عليه شيء أو يكون في حكم من لم يفعله فيجب عليه ما يجب على الفاعل عليه مستكره.

فنظرنا في ذلك فرأيناهم لا يختلفون في المرأة إذا أكرهها زوجها وهي صائمة في شهر رمضان أو حاجّة فجامعها أن جماعها يبطل بذلك صومها ولم يراعوا في ذلك الاستكراه ولم يفرقوا بينه وبين الفعل بعينه ولا جعلت المكرهة في حكم من لم يفعل شيئًا بل قد جعلت في حكم من قد فعل فعلًا يجب عليه الحكم ورفع عنها الإثم في ذلك خاصة.

وكذلك لو أن رجلًا أكره رجلًا على جماع امرأة اضطرت إلى ذلك كان المهر في التعزير على المكره ولا يرجع به المجامع على المكره فيجب عليه بجماعه مهر وما يجب في ذلك فهو على المجامع لا على غيره.

فلما ثبت في هذه الأشياء أن المكره فيها محكوم عليه بحكم الفاعل كذلك في كيوجبون عليه فيها من الأحوال ما يجب على الفاعل فيما في الطواعية ثبت أنه كذلك المطلق والمعتق والراجع في الإسلام يحكم عليه بحكم الفاعل فيلزمه أفعاله كلها.

فإن قال قائل فلم لا أجزت بيع المكره وإجارته.

قيل له إن قد رأينا البيوع والإجارات بالعيوب وبخيار الرؤية وبخيار الشرط وليس النكاح كذلك ولا الطلاق ولا الرجعة ولا العتق فمن كان

جس نے یہ عمل نہیں کیا تو اب اس پر کچھ بھی واجب نہ ہوگا اور یا وہ عمل کرنے والے کے حکم میں ہوگا تو اب اس پر وہ چیز واجب ہوگی جو مجبور نہ کرنے کی صورت میں عمل کی وجہ سے واجب ہوتی۔

تو ہم نے اس سلسلے میں غور کیا تو دیکھا کہ ان حضرات کا اس عورت کے بارے میں اختلاف نہیں ہے کہ اس کا خاوند جماع پر مجبور کرتا ہے اور اس نے رمضان المبارک کا روزہ رکھا ہوا تھا یا وہ حج کر رہی ہو تو جماع کرنے سے اس کا حج باطل ہو جاتا ہے اسی طرح روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ ان حضرات نے اس جبر کی کوئی رعایت نہیں کی وہ اس عمل میں اپنی مرضی سے عمل کرنے میں فرق کرتے اور اس ضمن میں عورت کو عمل نہ کرنے والے کے حکم میں شمار نہیں کیا گیا بلکہ اسے اس شخص کے حکم میں شمار کیا گیا جس نے کوئی فعل کیا اور اس پر حکم واجب ہے یہاں صرف گناہ اٹھ جائے گا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو کسی ایسی عورت سے جماع کرنے پر مجبور کرے جو جماع کے لیے بے قرار ہو تو قیاس کے مطابق مہر جماع کرنے والے پر ہوگا جبر کرنے والے پر نہیں کیونکہ جبر کرنے والے نے جماع نہیں کیا اس کے جماع سے اس پر مہر واجب ہوتا تو اس جماع کی صورت میں جماع کرنے والے پر مہر واجب ہوگا کسی دوسرے پر نہیں۔

جب ثابت ہو گیا کہ ان امور میں وہ شخص ہی فاعل کہلاتا ہے جس پر جبر کیا گیا جس طرح اپنی مرضی سے کام کرنے والے کو فاعل کہتے ہیں لہذا یہ حضرات (علماء کرام) اس پر اسی طرح مال لازم کرتے ہیں جس طرح وہ مرضی سے عمل کرنے والے پر واجب قرار دیتے ہیں تو ثابت ہوا کہ جبری صورت میں طلاق دینے والے، آزاد کرنے والے اور رجوع کرنے والے پر فاعل کی طرح حکم لگایا جائے گا اور اس کے تمام افعال لازم (نافذ) ہوں گے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ تم اس شخص (جس پر جبر کیا گیا) کی تجارت اور اجارہ کو کیوں جائز قرار نہیں دیتے۔

تو اس شخص کو جواب دیا جائے گا کہ ہم دیکھتے ہیں خرید و فروخت اور اجاروں کو عیب، خیار رؤیت اور خیار شرط کے ساتھ رد کر دیا جاتا ہے لیکن نکاح، طلاق، رجوع کرنا اور آزاد کرنا ایسا نہیں ہے تو جو چیز خیار شرط کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے اسی طرح ان اسباب

لأن البيوع وقد رأينا البيوع قد حملت على ذلك فجعل من باع على صفة بيعه باطلا، وكذلك من أجر إجارة ... إجارته باطلا فلم يكن ذلك عندنا وكذلك في النظر لأن البيوع والإجارات مما ينتقض بالأسباب التي ذكرنا فانتقضت كما انتقضت بذلك وكانت الأشياء التي لا تنتقض بذلك الطلاق والعتاق والرجعة لا يعمل الهزل فيها في ذلك فجعلت غير مردودة بالهزل وكذلك أيضا في النظر ما كان ينتقض بالأسباب التي ذكرنا ينتقض بالإكراه وما كان لا ينتقض بالأسباب لم ينتقض بالإكراه.

وقد روي ذلك عن عمر بن عبد العزيز.

اس کی بیع باطل ہے اسی طرح جو شخص کسی کے جبر پر اجارہ کرتا ہے تو اس کا اجارہ بھی باطل ہے لہٰذا ہمارے نزدیک یہ بات اس لیے ہے کہ خرید و فروخت اور اجارہ ان اسباب سے ٹوٹ جاتے ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا تو جس طرح وہ ان چیزوں سے ٹوٹ جاتے ہیں مذاق سے بھی ٹوٹ جائیں گے اور دوسرے امور مثلاً طلاق، عتاق اور رجعت وغیرہ نہیں ٹوٹتے لہٰذا یہ مذاق کی صورت میں رد نہیں کیے جائیں گے تو قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ جو چیزیں ہمارے ذکر کردہ اسباب سے ٹوٹ جاتی ہیں وہ جبر کی صورت میں بھی ٹوٹ جائیں گی اور جو امور ان اسباب سے نہیں ٹوٹتے وہ جبر سے بھی نہیں ٹوٹتے۔

یہ بات حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۴۹۱ - حدثنا ابن أبي داود قال ثنا محمد بن عبد الرحمن العلاف قال ثنا ابن ... قال ثنا أبو سنان قال سمعت عمر بن عبد العزيز يقول طلاق السكران والمكره جائز.

حضرت ابو سنان فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے نشہ والے اور جس پر جبر کیا گیا دونوں کی طلاق جائز (واقع) ہے۔

باب الرجل ينفي حمل امرأته أن يكون منه

کسی شخص کا اپنی بیوی کے حمل کا خود سے نفی کرنا

قال أبو جعفر ذهب قوم إلى أن الرجل إذا نفى حمل امرأته أن يكون منه لاعن القاضي بينهما وبت بذلك الحمل وألزمه أمه وأبان المرأة من زوجها.

۴۹۲ - واحتجوا في ذلك بحديث حدثناه ... قال ثنا ابن ... عن الأعمش عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله أن النبي صلى

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کے حمل کی اپنے آپ سے نفی کردے تو قاضی ان کے درمیان اس حمل کی وجہ سے لعان کرے اور وہ حمل عورت کے لیے لازم کردے نیز عورت کو مرد سے جدا کردے۔

ان حضرات نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جسے حضرت علقمہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل کی

اللہ علیہ وسلم لَاعَنَ بِالْحَمْلِ

وَقَدْ كَانَ اَبُوْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ بِهٰذَا الْقَوْلِ مَرَّةً وَلَيْسَ هُوَ بِالْمَشْهُوْرِ مِنْ قَوْلِهِ۔

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا لَا يُلَاعَنُ بِحَمْلٍ لِاَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ اَنْ لَا يَكُوْنَ حَمْلًا وَاَنَّ مَا يَظْهَرُ مِنَ الْمَرْاَةِ مِمَّا يُتَوَهَّمُ بِهِ اَنَّهَا حَامِلٌ لَيْسَ بِحَمْلٍ فِيْ حَقِيْقَةٍ اِنَّمَا هُوَ تَوَهُّمٌ مِنْهُ وَالتَّوَهُّمُ لَا يُوْجِبُ اللِّعَانَ۔

وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ عَلٰى اَهْلِ الْمَقَالَةِ الْاُوْلٰى اَنَّ الْحَدِيْثَ الَّذِيْ احْتَجُّوْا بِهٖ عَلَيْهِمْ حَدِيْثٌ مُخْتَصَرٌ اخْتَصَرَهُ الَّذِيْ رَوَاهُ فَغَلِطَ فِيْهِ وَاِنَّمَا اَصْلُهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاعَنَ بَيْنَهُمَا وَهِيَ حَامِلٌ فَكَذٰلِكَ عِنْدَنَا لِعَانٌ بِالْقَذْفِ لَا لِعَانٌ بِنَفْيِ الْحَمْلِ فَتَوَهَّمَ الَّذِيْ رَوَاهُ اَنَّ ذٰلِكَ لِعَانٌ بِالْحَمْلِ فَاخْتَصَرَ الْحَدِيْثَ كَمَا ذَكَرْنَا۔

۲۹۲- وَاَصْلُ الْحَدِيْثِ فِيْ ذٰلِكَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا حَبَّانُ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عَشِيَّةً فِي الْمَسْجِدِ اِذْ قَالَ رَجُلٌ اِنَّ اَحَدَنَا رَاٰى مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَقَتَلَهُ قَتَلْتُمُوْهُ وَاِنْ هُوَ تَكَلَّمَ جَلَدْتُمُوْهُ وَاِنْ هُوَ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى غَيْظٍ لَاَسْاَلَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَحَدَنَا رَاٰى مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا

وجہ سے لعان کیا۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے بھی ایک بار یہی بات فرمائی تھی لیکن یہ آپ کا مشہور قول نہیں ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا حمل کی وجہ سے لعان نہ کیا جائے کیونکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ حمل نہ ہو کیونکہ جو کچھ عورت سے ظاہر ہو رہا ہے اور اس کے ذریعے اس کے حاملہ ہونے کا وہم کیا ہے اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ واقعی وہ حمل ہے وہ تو محض ایک وہم ہے لہٰذا وہم کرنے والے کی نفی سے لعان واجب نہ ہوگا۔

پہلے قول والوں کے خلاف ان کی دلیل یہ ہے کہ جس حدیث سے انہوں نے استدلال کیا ہے وہ مختصر ہے اس کے راوی نے اسے اختصار اً بیان کیا ہے اس لیے اس میں غلطی کا اس کی اصل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان لعان کیا جب کہ وہ عورت حاملہ تھی تو ہمارے نزدیک یہ قذف (الزام تراشی) کی وجہ سے لعان تھا حمل کی نفی کا لعان نہ تھا تو اس کے راوی کو وہم ہوا کہ یہ حمل کا لعان ہے اس لیے اس نے حدیث کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

اس ضمن میں اصل حدیث بواسطہ حضرت علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ہم شام کے وقت مسجد میں تھے کہ ایک شخص نے کہا اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے پس وہ اسے قتل کر دے تو تم اسے قتل کرو گے اور اگر وہ اس کے بارے میں کلام کرے تو تم اسے کوڑے لگاؤ گے اور اگر وہ خاموش رہے تو غصے کی حالت میں خاموش رہے گا میں ضرور بضرور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھوں گا چنانچہ انہوں نے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو دیکھے پھر اسے قتل کر دے تو آپ اسے قتل کریں گے

وَاللّٰهِ مَا قَرِبْتُهَا مُنْذُ عَفَرْنَا، وَالْعَفْرُ أَنْ تُسْقَى
النَّخْلُ بَعْدَ أَنْ تُتْرَكَ مِنَ السَّقْيِ بَعْدَ الْإِبَارِ بِشَهْرَيْنِ
فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ
بَيِّنْ. فَزَعَمُوْا أَنَّ زَوْجَ الْمَرْأَةِ كَانَ حَمْشَ الذِّرَاعَيْنِ
وَالسَّاقَيْنِ أَصْهَبَ الشَّعْرَةِ وَكَانَ الَّذِيْ رُمِيَتْ بِهِ
ابْنَ السَّحْمَاءِ قَالَ فَجَاءَتْ بِغُلَامٍ أَسْوَدَ
جَعْدًا قَطِطًا عَبْلَ الذِّرَاعَيْنِ خَدْلَ السَّاقَيْنِ
قَالَ الْقَاسِمُ فَقَالَ ابْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ أَيْ
عَبَّاسٍ أَهِيَ الْمَرْأَةُ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ
لَرَجَمْتُهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا وَلٰكِنْ تِلْكَ
امْرَأَةٌ كَانَتْ قَدْ أَعْلَنَتْ فِي الْإِسْلَامِ۔

۳۹۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ
عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ ثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

۳۹۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا ابْنُ
أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ حَدَّثَنِيْ
أَبِيْ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ سُؤَالَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ
إِلٰى آخِرِ الْحَدِيْثِ۔

۴۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ
قَالَ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ
عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا
جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
مَا لِيْ عَهْدٌ بِأَهْلِيْ مُنْذُ عَفَارِ النَّخْلِ فَوَجَدْتُ
مَعَ امْرَأَتِيْ رَجُلًا وَزَوْجُهَا مُصْفَرٌّ حَمْشٌ سَبْطُ
الشَّعْرِ وَالَّذِيْ رُمِيَتْ بِهِ إِلَى السَّوَادِ جَعْدٌ قَطَطٌ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ

اور کھجور کے درختوں کی پیوندکاری کے بعد دو مہینے تک پانی نہ دیئے
کے بعد انہیں سیراب کرنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی
میں عرض کیا یا اللہ! اس کا حکم بیان فرما صحابہ کرام نے فرمایا
کہ اس عورت کے خاوند کے بازو اور پنڈلیاں پتلی ہیں اور اس کے
بال سرخی مائل سیاہ ہیں اور جس شخص کے ساتھ اسے الزام دیا
گیا تھا وہ ابن السحماء تھا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس کے
ہاں کالے رنگ کا گھنگھریالے بالوں والا بچہ پیدا ہوا جس کے
ہاتھ اور پنڈلیاں موٹی تھیں حضرت قاسم فرماتے ہیں ابن شداد
بن ہاد نے کہا اے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کیا یہی وہ عورت ہے
جس کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں
گواہی کے بغیر کسی کو رجم کرتا تو اسے سنگسار کرتا حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے فرمایا "نہیں" البتہ یہ وہ عورت ہے جس نے اسلام میں (سب سے پہلے) اعلانیہ کیا

حضرت ابوالزناد، حضرت قاسم سے اور
وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی
مثل روایت کرتے ہیں۔

ایک دوسرے طریق سے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل مروی ہے
البتہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن شداد کے
سوال کا ذکر نہیں کیا۔ آخر حدیث تک اسی
طرح ہے۔

حضرت قاسم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر
ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب سے ہم نے کھجوروں کو
پانی دیا ہے میں اپنی بیوی کے پاس نہیں گیا اب میں نے اپنی بیوی
کے ساتھ ایک شخص کو دیکھا ہے اس کا خاوند کمزور، دبلی پنڈلیوں والا
اور سیدھے بالوں والا تھا اور جس شخص کے ساتھ اسے الزام دیا گیا تھا
وہ سیاہ رنگ کا گھنگھریالے بالوں والا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا یا اللہ! واضح حکم نازل فرما چنانچہ

العینین

۴۰۳۔ حدثنا ابو بکرة قال ثنا وهب بن جریر قال ثنا هشام عن محمد عن انس بن مالک ان هلال بن امیة قذف امرأته بشریک بن سحماء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انظروها فان جاءت به ابیض سبطا قضیء العینین فهو لهلال بن امیة وان جاءت به اکحل جعدا احمش الساقین فهو لشریک بن سحماء فجاءت به اکحل جعدا احمش الساقین۔

۴۰۴۔ حدثنا ربیع الجیزی قال ثنا اسد ح وحدثنا ربیع المؤذن قال ثنا خالد بن عبد الرحمن قالا ثنا ابن ابی ذئب عن الزهری عن سهل بن سعد الساعدی ان عویمرا جاء الی عاصم بن عدی فقال ارأیت رجلا وجد مع امرأته رجلا فقتله اتقتلونه به سل لی یا عاصم رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأل عاصم رسول الله صلى الله عليه وسلم فکره رسول الله صلى الله عليه وسلم المسائل وعابها فقال عویمر والله لآتین النبی صلى الله عليه وسلم فقال قد انزل الله فیکم قرآنا فدعاهما فتقدما فتلاعنا ثم قال کذبت علیها یا رسول الله ان امسکتها ففارقها وما امره رسول الله صلى الله عليه وسلم بفراقها فجرت السنة فی المتلاعنین فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انظروها فان جاءت به احمر قصیرا مثل وحرة فلا اراه الا وقد کذب علیها وان جاءت به اسحم اعین ذا الیتین فلا احسب الا وقد صدق علیها

نہ ہوں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو شریک بن سحمار کے ساتھ زنا کا الزام لگایا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی نگرانی کرو اگر اس کے ہاں سفید رنگ، سیدھے بالوں اور سرخ آنکھوں والا بچہ پیدا ہو تو وہ ہلال بن امیہ کا ہوگا اور اگر وہ (بچہ) سرگیں آنکھوں، گھنگریالے بالوں اور پتلی پنڈلیوں والا ہو تو شریک بن سحمار کا ہوگا چنانچہ اس نے سرگیں آنکھوں، گھنگریالے بالوں اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ جنا۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی سے مروی ہے کہ حضرت عویمر عاصم بن عدی کے پاس آئے اور پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں بتائیے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے اور اس کو قتل کر دے کیا آپ لوگ اس کے بدلے میں اس کو قتل کریں گے اے عاصم آپ میرے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیے چنانچہ حضرت عاصم آئے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناپسند کیا اور اسے معیوب قرار دیا حضرت عویمر نے کہا اللہ کی قسم! میں ضرور بارگاہ نبوی میں حاضر ہوں گا پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں قرآن نازل کیا ہے چنانچہ آپ نے ان دونوں کو بلایا وہ آگے بڑھے اور باہم لعان کیا پھر انہوں نے (خاوند نے) کہا یا رسول اللہ اگر میں اس کو روکے رکھوں تو گویا میں نے اس پر جھوٹ بولا ہے چنانچہ انہوں نے اسے جدا کر دیا حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جدا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا چنانچہ اب دو لعان کرنے والوں میں یہ طریقہ جاری ہو گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگر یہ عورت سرخ کیڑے کی طرح سرخ رنگ اور پست قد کا بچہ جنے تو میرے خیال میں اس نے اس (عورت) پر جھوٹ بولا ہے اور اگر وہ خراب آنکھوں اور لمبے ہاتھوں والا بچہ جنے تو میرے خیال میں اس نے سچ کہا ہے راوی فرماتے ہیں پھر اس نے بڑی

فَلَا وَجَاءَتْ بِهِ عَلَى الْأَمْرِ الْمَكْرُوهِ۔ فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنْ لَا حُجَّةَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ لِمَنْ يُوْجِبُ اللِّعَانَ بِالْحَمْلِ۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَإِنَّ فِي قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ جَاءَتْ بِهِ كَذَا فَهُوَ لِزَوْجِهَا وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ كَذَا فَهُوَ لِفُلَانٍ دَلِيْلًا عَلَى أَنَّ الْحَمْلَ هُوَ الْمَقْصُوْدُ بِالْقَذْفِ وَاللِّعَانِ۔

فَجَوَابُنَا لَهُ فِي ذٰلِكَ أَنَّ اللِّعَانَ لَوْ كَانَ بِالْحَمْلِ إِذًا لَكَانَ مُنْتَفِيًا مِنَ الزَّوْجِ غَيْرَ لَاحِقٍ بِهِ أَشْبَهَهُ أَوْ لَمْ يُشْبِهْهُ۔

أَلَا تَرَى أَنَّهَا لَوْ كَانَتْ وَضَعَتْهُ قَبْلَ أَنْ يَقْذِفَهَا فَنَفَى وَلَدَهَا وَكَانَ أَشْبَهَ النَّاسِ بِهِ أَنَّهُ يُلَاعِنُ بَيْنَهُمَا وَيُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا وَيُلْزِمُهُ أُمَّهُ وَلَا يُلْحَقُ بِالْمُلَاعِنِ لِشَبَهِهِ بِهِ فَلَمَّا كَانَ الشَّبَهُ لَا يَثْبُتُ بِهِ نَسَبٌ وَلَا يَجِبُ بِعَدَمِهِ انْتِفَاءُ نَسَبٍ وَكَانَ فِي الْحَدِيْثِ الَّذِيْ ذَكَرْنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ جَاءَتْ بِهِ كَذَا فَهُوَ لِلَّذِيْ لَاعَنَهَا دَلَّ ذٰلِكَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنِ اللِّعَانُ نَافِيًا لَهُ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ نَافِيًا لَهُ إِذًا لَمَا كَانَ شَبَهُهُ بِهِ دَلِيْلًا عَلَى أَنَّهُ مِنْهُ وَلَا شَبَهُهُ إِيَّاهُ دَلِيْلًا عَلَى أَنَّهُ مِنْ غَيْرِهِ۔

وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَعْرَابِيِّ الَّذِيْ سَأَلَهُ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِيْ وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ۔

۴۴۳۔ فَحَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِيْ

شکل والا بچہ جنا۔

جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہو گیا کہ جو لوگ حمل کی وجہ سے لعان ثابت کرتے ہیں ان کے لیے اس میں کوئی حجت نہیں۔

اگر کوئی شخص کہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کہ اگر وہ اس طرح کا بچہ جنے تو وہ اس کے خاوند کا ہے اور اس طرح کا جنے تو وہ فلاں کا ہے اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ قذف اور لعان سے حمل ہی مقصود ہے۔

تو اس سلسلے میں ہمارا جواب یہ ہے کہ اگر لعان حمل کی وجہ سے ہوتا تو خاوند سے اس کی نفی ہو جاتی اسے اس کے ساتھ نہ ملایا جاتا اس کے مشابہ ہوتا یا نہ۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر الزام لگنے سے پہلے بچہ پیدا ہوتا اور وہ (خاوند) اس سے بچے کی نفی کرتا حالانکہ وہ دوسروں کی نسبت اسی کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا تو جس ان کے درمیان لعان کیا جاتا اور ان میں تفریق کر کے بچہ کو ماں کے حوالے کر دیا جاتا اور مشابہت کی وجہ سے لعان کرنے والے کے حوالے نہ کیا جاتا تو جب مشابہت کی وجہ سے نسب ثابت نہیں ہوتا اور عدم مشابہت کی وجہ سے نسب کی نفی ضروری نہیں ہوتی اور جو حدیث ہم نے ذکر کی ہے اس میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ ایسا بچہ جنے تو وہ اس کا ہو گا جس نے اس عورت سے لعان کیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ لعان اس کی نفی نہیں کرتا اس لیے کہ اگر وہ اس کی نفی کرتا تو اس صورت میں بچے کی اس سے مشابہت اس بات

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے فرمایا جس نے آپ سے پوچھا کہ میری بیوی نے سیاہ رنگ کا بچہ جنا ہے (تفصیل یہ ہے)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میری بیوی نے سیاہ رنگ کا بچہ جنا ہے اور میں اس کا انکار کرتا ہوں آپ نے اس سے فرمایا کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں اس نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا ان کا رنگ کیا

وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهُ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا قَالَ فَأَنَّى تَرَى ذَلِكَ جَاءَهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ فَلَعَلَّ هَذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ.

٥٠٠٣ ـ **حَدَّثَنَا** يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَسُفْيَانُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. فَلَمَّا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي نَفْيِهِ لِبُعْدِ شَبَهِهِ مِنْهُ وَكَانَ الشَّبَهُ غَيْرَ دَلِيلٍ عَلَى شَيْءٍ ثَبَتَ أَنَّ جَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ الْمُلَاعِنَ مِنْ وَجْهِ إِنْ جَاءَتْ بِهِ عَلَى شَبَهِهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ اللِّعَانَ لَمْ يَكُنْ نَفَاهُ مِنْهُ فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا فَسَادُ مَا احْتَجَّ بِهِ الَّذِينَ يَرَوْنَ اللِّعَانَ بِالْحَمْلِ.

وَفِي ذَلِكَ حُجَّةٌ أُخْرَى وَهِيَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ انْظُرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ كَذَا فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ كَذَا فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَكَانَ ذَلِكَ الْقَوْلُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الظَّنِّ لَا عَلَى الْيَقِينِ.

وَذَلِكَ مِمَّا يَدُلُّ أَيْضًا أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مِنْهُ جَرَى فِي الْحَمْلِ حُكْمًا أَصْلًا فَثَبَتَ فَسَادُ قَوْلِ مَنْ ذَهَبَ إِلَى اللِّعَانِ بِالْحَمْلِ وَإِنَّمَا احْتَجَجْنَا بِهِ لِمَنْ ذَهَبَ إِلَى خِلَافِهِ فِي أَوَّلِ هَذَا الْبَابِ مِمَّنْ نَفَى اللِّعَانَ بِالْحَمْلِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ وَقَوْلُ أَبِي يُوسُفَ الْمَشْهُورُ.

ہے اس نے عرض کیا سرخ رنگ ہے آپ نے فرمایا کیا ان میں کوئی سیاہی مائل بھی ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں ان میں اس رنگ کے (اونٹ) بھی ہیں آپ نے فرمایا تمہارے خیال میں وہ رنگ کہاں سے آیا ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اسے کسی رگ نے کھینچا ہوگا آپ نے فرمایا شاید اسے بھی کسی رگ نے کھینچا ہو۔

حضرت سعید بن مسیب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی مثل روایت کرتے ہیں تو جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو عدم مشابہت کی وجہ سے نسب کی نفی کی اجازت نہ دی اور مشابہت کسی بات کی دلیل نہیں بن سکتی تو ثابت ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعان کرنے والی عورت کے بچے کو باپ کی مشابہت کی وجہ سے اسی کا قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ لعان نے اس سے اس کی نفی نہیں کی تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ان لوگوں کے استدلال کا فساد ثابت ہو گیا جو حمل کی وجہ سے لعان کے قائل ہیں۔

اور اس میں ایک اور حجت بھی ہے وہ یہ کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کا خیال رکھو اگر وہ اس قسم کا بچہ جنے تو میرے خیال میں اس شخص نے اس پر بہتان بازی کی ہے اور اگر وہ اس طرح کا بچہ جنے تو میرے خیال میں اس نے اس (عورت) کے بارے میں سچ کہا ہے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول گمان کی بنیاد پر تھا یقین کی بنیاد پر نہیں۔

اور یہ بھی ان باتوں میں سے ہے جو حمل میں حکم کے قطعاً جاری نہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں تو اس سے ان لوگوں کے قول کا فساد ثابت ہو گیا جو حمل کی وجہ سے لعان کا موقف اختیار کرتے ہیں اور ہماری یہ تمام تحقیق ان حضرات کے موافق ہے جو اس کی مخالفت کرتے ہوئے حمل کی وجہ سے لعان کا انکار کرتے ہیں اور باب کے شروع میں ان کا ذکر ہوا حضرت امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا یہی قول ہے اور حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا مشہور قول

بَابُ الرَّجُلِ يَنْفِي وَلَدَ امْرَأَتِهِ حِينَ يُولَدُ هَلْ يُلَاعِنُ بِهِ أَمْ لَا

بچے کی ولادت کے بعد خاوند اس کی نفی کرے تو لعان ہوگا یا نہیں

۲۰۶ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَامِرٍ ح وَحَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَا ثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَبِيعٌ فِي حَدِيثِهِ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ رَبَاحٍ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنَّ الْوَلَدَ لِلْفِرَاشِ۔

حضرت رباح سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ بچہ صاحب فراش (خاوند یا لونڈی کے مالک) کے لیے ہے۔

۲۰۷ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔

حضرت عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ خاوند کے لیے اور زانی کے لیے پتھر ہے۔

۲۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت محمد بن زیاد فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۲۰۹ - حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابو امامہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۲۱۰ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ عُمَرَ يَقُولُ قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوَلَدِ لِلْفِرَاشِ۔

حضرت عبد اللہ بن ابو یزید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کا خاوند کے لیے فیصلہ فرمایا۔

تَحْقِيقُ الْمَسْئَلَةِ

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا نَفٰى وَلَدَ امْرَاَتِهٖ لَمْ يَنْتَفِ بِهٖ وَلَمْ يُلَاعِنْ بِهٖ وَاحْتَجُّوْا فِىْ ذٰلِكَ بِمَا رَوَيْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ هٰذَا الْبَابِ وَقَالُوْا اِنَّمَا يُوْجِبُ حَقَّ الْوَلَدِ فِىْ ثُبَاتِ نَسَبِهٖ مِنَ الزَّوْجِ وَالنَّفْىِ لَهٗ فَلَيْسَ بِهِمْ اِلَيْهِ حَاجَةٌ بِهٖ لِلِّعَانِ وَلَا غَيْرِهٖ۔

وَخَالَفَهُمْ فِىْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا بَلْ يُلَاعَنُ بِهٖ وَيَنْتَفِىْ نَسَبُهٗ وَيُلْزَمُ اُمَّهٗ وَذٰلِكَ اِذَا كَانَ لَمْ يُقِرَّ بِهٖ وَلَمْ يَكُنْ مِنْهُ مَا حَكَمْنَا حُكْمَ الْاِقْرَارِ وَلَمْ يَتَطَاوَلْ ذٰلِكَ۔

وَاحْتَجُّوْا فِىْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ اُمَّهٗ۔

قَالُوْا فَهٰذَا [illegible] عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [illegible] وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا نَسَخَهَا بِهَا اَنَّ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ لَا يَنْفِىْ اَنْ يَكُوْنَ اللِّعَانُ بِهٖ وَاجِبًا اِذَا نَفٰى اِذْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ وَاَجْمَعَ اَصْحَابُهٗ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنْ بَعْدِهٖ عَلٰى مَا حَكَمُوْا فِىْ مِيْرَاثِ ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ فَجَعَلُوْهُ لَا اَبَ لَهٗ وَجَعَلُوْهُ مِنْ قَوْمِ اُمِّهٖ وَاَخْرَجُوْهُ مِنْ قَوْمِ الْمُلَاعِنِ بِهٖ

تحقیق مسئلہ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے بچے کی نفی کرے تو اس کی نفی نہیں ہوگی اور اس کی وجہ سے لعان بھی نہیں ہوگا انہوں نے اس سلسلے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے ہم نے اس باب میں ذکر کیا وہ فرماتے ہیں بستر (یعنی نکاح) خاوند اور عورت سے نسبت کے ثبوت کو واجب کرتا ہے لہٰذا انہیں لعان وغیرہ کے ذریعے اس کی نفی کا حق نہیں ہے۔

لیکن اس سلسلے میں دوسرے حضرات نے انکی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں بلکہ اس کی وجہ سے لعان ہوگا بچے کے نسب کی نفی ہوجائیگی اور اسے ماں کے حوالے کر دیا جائے گا اور یہ اس صورت میں ہے جب وہ (خاوند) اسکا اقرار نہ کرے اور نہ ہی اسکی طرف سے کوئی ایسی بات پائی جائے جس کا حکم اقرار کا ہو انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کی اور بچے کو اس کی ماں کے حوالے کر دیا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہی ہے ہمارے علم کے مطابق نہ تو کوئی بات اس کے خلاف ہے اور نہ ہی کوئی ناسخ، تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی "بچہ صاحب فراش کا ہے" وجوب لعان کی نفی نہیں کرتا جب وہ (خاوند) اس کی نفی کرے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا اور آپ کے بعد صحابہ کرام نے اس بات پر اجماع کیا کہ انہوں نے لعان کرنے والی عورت کے بچے کے لیے میراث کے سلسلے میں اسے باپ کے بغیر قرار دیا اسے ماں کی قوم کا فرد قرار دیا اور لعان کرنے والے کی قوم سے

ثُمَّ اتَّفَقَ عَلَى ذٰلِكَ تَابِعُوْهُمْ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ لَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذٰلِكَ إِلَى أَنْ شَذَّ هٰذَا الْمُخَالِفُ لَهُمْ فَالْقَوْلُ عِنْدَنَا فِي ذٰلِكَ عَلَى مَا فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَتَابِعُوْهُمْ مِنْ بَعْدِهِمْ عَلَى مَا قَدْ ذَكَرْنَاهُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَأَبِي يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ۔

خارج کر دیا پھر ان کے بعد تابعین نے بھی اس بات پر اتفاق کیا۔ پھر لوگوں نے مسلسل اسی پر عمل کیا حتی کہ اس مخالف نے ان سے علیحدگی اختیار کی ہمارے نزدیک اس سلسلے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد صحابہ کرام اور تابعین کے عمل کے مطابق قول کیا جائے گا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

كِتَابُ الْعِتَاقِ

غلام آزاد کرنا

بَابُ ۱۹۳ الْعَبْدِ يَكُونُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَيُعْتِقُهُ أَحَدُهُمَا

دو آدمیوں کے درمیان مشترک غلام کو ایک کا آزاد کرنا

۴۱۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ ضَمِنَ لِشُرَكَائِهِ حِصَصَهُمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مشترک غلام سے اپنا حصہ آزاد کیا وہ اپنے شرکاء کے لیے ان کے حصوں کا ضامن ہوگا۔

۴۱۳- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ عُفَيْرٍ قَالَ ثَنِي دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ شَرِيكٍ لَهُ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَتَهُ وَعُتِقَ

حضرت عمرو بن دینار، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جس نے ایسا غلام آزاد کیا جو اس کے اور دوسرے شریک کے درمیان مشترک ہے تو اس کی قیمت کی جائے اور وہ غلام آزاد ہو جائے گا (یعنی آزاد کرنے والا دوسروں کے حصے کی قیمت ادا کرے گا)

۴۱۴- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَعْتَقَ جُزْءًا لَهُ مِنْ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ حُمِلَ عَلَيْهِ مَا بَقِيَ فِي مَالِهِ حَتّٰى يُعْتَقَ كُلُّهُ جَمِيعًا

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنے غلام یا لونڈی کا ایک حصہ آزاد کیا تو اس کی قیمت کا باقی حصہ اس پر ڈال دیا جائے گا یہاں تک کہ غلام مکمل طور پر آزاد ہو جائے گا۔

تَحْقِيْقُ الْمَسْئَلَةِ

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا كَانَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيْبَهُ ضَمِنَ قِيْمَةَ نَصِيْبِ شَرِيْكِهِ مُوْسِرًا كَانَ أَوْ مُعْسِرًا وَقَالُوْا قَدْ جُعِلَ الْعَتَاقُ مِنَ الشَّرِيْكِ جِنَايَةً عَلَى نَصِيْبِ شَرِيْكِهِ يَجِبُ عَلَيْهِ بِهَا ضَمَانُ قِيْمَتِهِ فِيْ مَالِهِ وَكَانَ مَنْ جَنَى عَلَى مَالِ رَجُلٍ وَهُوَ مُوْسِرٌ أَوْ مُعْسِرٌ وَجَبَ عَلَيْهِ ضَمَانُ مَا أَتْلَفَ بِجِنَايَتِهِ وَلَمْ يَفْتَرِقْ حُكْمُهُ فِيْ ذٰلِكَ إِنْ كَانَ مُوْسِرًا أَوْ مُعْسِرًا فِيْ وُجُوْبِ الضَّمَانِ عَلَيْهِ قَالُوْا فَكَذٰلِكَ لَمَّا وَجَبَ عَلَى الشَّرِيْكِ ضَمَانُ قِيْمَةِ نَصِيْبِ شَرِيْكِهِ بِعَتَاقِهِ لَمَّا كَانَ مُوْسِرًا وَجَبَ عَلَيْهِ ضَمَانُ ذٰلِكَ أَيْضًا إِذَا كَانَ مُعْسِرًا۔

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا لَا يَجِبُ الضَّمَانُ عَلَيْهِ لِقِيْمَةِ نَصِيْبِ شَرِيْكِهِ بِعَتَاقِهِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ مُوْسِرًا وَقَالُوْا أَحَادِيْثُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هٰذِهِ إِنَّمَا الضَّمَانُ الْمَذْكُوْرُ فِيْهِ عَلَى الْمُوْسِرِ خَاصَّةً دُوْنَ الْمُعْسِرِ قَدْ بُيِّنَ ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ الْآثَارِ۔

فَمِمَّا رُوِيَ عَنْهُ فِيْ ذٰلِكَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِيْ عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيْمَةُ الْعَبْدِ فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ عَلَيْهِ مَا عَتَقَ۔

تحقیق مسئلہ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جب کوئی غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے تو اپنے شریک کے حصے کے مطابق قیمت کا ضامن ہوگا مالدار ہو یا تنگ دست، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شریک کی طرف سے غلام کو آزاد کرنا دوسرے شریک کے حصہ کی جنایت قرار دیا گیا ہے جس کے سبب اس کے مال میں شریک کے حصے کے مطابق قیمت کی ضمان ہوتی ہے اور جو شخص کسی کے مال کو نقصان پہنچاتا ہے وہ مالدار ہو یا تنگ دست اس پر اس چیز کی ضمان واجب ہوتی ہے جسے اس نے جنایت کے باعث ضائع کیا اور وجوب ضمان کے سلسلے میں یہ حضرات مالدار اور تنگ دست کے درمیان فرق نہیں کرتے وہ فرماتے ہیں اسی طرح جب غلام آزاد کرنے کی وجہ سے ایک شریک پر دوسرے شریک کے حصے کی قیمت بطور ضمان اس کے مالدار ہونے کی صورت میں لازم ہوتی ہے تو تنگدستی کی حالت میں بھی واجب ہوتی ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ آزادی کی صورت میں شریک کے حصہ کی قیمت اسی صورت میں واجب ہوگی جب وہ کشادہ حال ہو وہ فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت میں جس ضمان کا ذکر ہے وہ صرف مالدار پر ہے تنگ دست پر نہیں۔ اور یہ بات دیگر روایات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف سے بیان کی گئی ہے۔

اس سلسلے میں مروی روایات میں سے حضرت نافع کی روایت ہے وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی غلام میں اپنا حصہ آزاد کیا اور اس کے پاس اتنی رقم ہو جو غلام کی قیمت کو پہنچتی ہو تو غلام کی قیمت کر کے اس کے شرکاء کو ان کا حصہ دیا جائے اور یہ غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا۔ ورنہ اس کی طرف سے اتنا ہی آزاد ہوگا جتنا آزاد کیا گیا۔

۴۱۶ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ ثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ وَكَانَ الَّذِي يُعْتِقُ نَصِيبَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ فَهُوَ عَتِيقٌ كُلُّهُ۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی لوکر (غلام) میں سے اپنا حصہ آزاد کیا اور اس آزاد کرنے والے کے پاس غلام کی قیمت کے برابر رقم ہو تو وہ پورا آزاد ہو جائے گا۔

۴۱۷ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ يُقَوَّمُ قِيمَةَ عَدْلٍ عَلَى الْمُعْتِقِ وَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی غلام سے اپنا حصہ آزاد کیا تو اس پر پورا غلام آزاد کرنا لازم ہے بشرطیکہ اس کے پاس اتنا مال موجود اس کی قیمت کو پہنچتا ہو اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو آزاد کرنے والے کی طرف سے اس کی قیمت لگائی جائے اور اس کے ساتھ (اتنا حصہ) ہی آزاد ہوگا جو آزاد کیا گیا۔

---

۴۱۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ فَقَدْ عَتَقَ كُلُّهُ فَإِنْ كَانَ لِلَّذِي أَعْتَقَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا تو وہ مکمل طور پر آزاد ہو جائے گا پھر اگر آزاد کرنے والے کے پاس اتنا مال ہو جو اس کی قیمت کو پہنچتا ہے تو اس پر پورے غلام کو آزاد کرنا لازم ہے۔

---

۴۱۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ ثَنَا [illegible] أَخْبَرَنِي عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُفْتِي فِي الْعَبْدِ أَوِ الْأَمَةِ يَكُونُ أَحَدُهُمَا بَيْنَ شُرَكَاءَ فَيُعْتِقُ أَحَدُهُمْ نَصِيبَهُ مِنْهُ فَإِنَّهُ يَجِبُ عِتْقُهُ عَلَى الَّذِي أَعْتَقَهُ إِذَا كَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ يُقَوَّمُ فِي مَالِهِ قِيمَةَ عَدْلٍ فَيُدْفَعُ إِلَى الشُّرَكَاءِ أَنْصِبَاؤُهُمْ وَيُخَلَّى سَبِيلُ الْعَبْدِ يُخْبِرُ بِذَلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس غلام یا لونڈی کے بارے میں جو چند افراد کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے فتویٰ دیتے تھے کہ آزاد کرنے والے پر پورا غلام آزاد کرنا لازم ہے بشرطیکہ اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس کی قیمت کو پہنچتا ہو اس کے مال میں اس کی درمیانی قیمت لگائی جائے پھر وہ اپنے شریکوں کو ان کے حصے دے دے اور غلام کا راستہ کھلا چھوڑ دے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (نقل کرتے ہوئے) اس بات کی خبر دیتے تھے۔

٤٢٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا فَإِنَّهُ يُقَوَّمُ عَلَيْهِ بِأَعْلَى الْقِيمَةِ ثُمَّ يُعْتَقُ قَالَ سُفْيَانُ وَرُبَّمَا قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قِيمَةَ عَدْلٍ لَا وَكْسَ فِيهَا وَلَا شَطَطَ.

فَثَبَتَ بِتَصْحِيحِ هَذِهِ الْآثَارِ أَنَّ مَا رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ إِنَّمَا هُوَ فِي الْمُوسِرِ خَاصَّةً. فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِي حُكْمِ عَتَاقِ الْمُعْسِرِ كَيْفَ هُوَ فَقَالَ قَائِلُونَ قَوْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ مَا بَقِيَ مِنَ الْعَبْدِ لَمْ يَدْخُلْهُ عَتَاقٌ فَهُوَ رَقِيقٌ لِلَّذِي لَمْ يُعْتِقْ عَلَى حَالِهِ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا بَلْ يَسْعَى الْعَبْدُ فِي نِصْفِ قِيمَتِهِ لِلَّذِي لَمْ يُعْتِقْهُ.

٤٢١- وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِي ذَلِكَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدْ رَوَى ذَلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَزَادَ عَلَيْهِ شَيْئًا بَيَّنَ بِهِ كَيْفَ حُكْمُ مَا بَقِيَ مِنَ الْعَبْدِ بَعْدَ نَصِيبِ الْمُعْتِقِ.

٤٢٢- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا أَوْ شِرْكًا

حضرت عمرو بن دینار، حضرت سالم سے اور وہ اپنے والد رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے تو اگر وہ مالدار ہو تو اس کی طرف سے اعلیٰ قیمت لگائی جائے پھر وہ آزاد ہو جائے گا حضرت سفیان فرماتے ہیں بعض اوقات حضرت عمرو بن دینار فرماتے درمیانے انداز کی قیمت ہو نہ کم ہو نہ زیادہ۔

ان روایات کی تصحیح سے ثابت ہوا کہ اس سلسلے میں جو کچھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے وہ صرف مالدار آدمی کے بارے میں ہے۔

پس ہم نے ارادہ کیا کہ تنگ دست کے آزاد کرنے کا حکم معلوم کریں وہ کیا ہے تو بعض حضرات نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی "ورنہ اس کی طرف سے اتنا حصہ آزاد ہو جائے گا جو آزاد کیا گیا" اس بات کی دلیل ہے کہ غلام سے جو کچھ باقی ہے گا اس کو آزادی شامل نہ ہوگی بلکہ وہ اس شخص کی طرف سے [illegible]

لیکن اس سلسلے میں دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ غلام اس شخص کے لئے جس نے آزاد نہیں کیا اپنی قیمت کے نصف میں محنت مشقت کرے گا۔

اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی ہے جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی لیکن اس میں کچھ اضافہ کیا جس میں اس بات کو واضح کیا کہ آزاد کرنے والے کے حصے سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اس کا حکم کیا ہے۔

حضرت بشیر بن نہیک، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جس نے کسی مملوک میں اپنا حصہ آزاد کیا تو اس پر اپنے مال سے پورے غلام کو آزاد کرنا لازم ہے اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو

وَإِنْ كَانَ مَمْلُوكًا فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ كُلُّهُ فِي مَالِهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ اُسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ

تو غلام سے مشقت کرائی جائے لیکن اسے زیادہ تکلیف میں مبتلا نہ کیا جائے۔

۴۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ قَتَادَةَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت ابان بن یزید حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۴۲۴- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ ثَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت جریر بن حازم، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۴۲۵- حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ قَتَادَةَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت حجاج بن ارطاۃ، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت سعید بن عروبہ حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا

۴۲۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا رَوْحٌ قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت سعید بن ابو عروبہ اور یحیی بن صبیح حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

فَكَانَ هٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ مَا فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَفِيهِ وُجُوبُ السِّعَايَةِ عَلَى الْعَبْدِ إِذَا كَانَ مُعْتِقُهُ مُعْسِرًا۔

تو اس حدیث میں وہی بات ہے جو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے البتہ اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب آزاد کرنے والا تنگ دست ہو تو غلام سے مشقت کرانا واجب ہے

۴۲۷- وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ فَأَعْتَقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ لَيْسَ لِلّٰهِ شَرِيكٌ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بھی مروی ہے حضرت قتادہ حضرت ابو الملیح سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے غلام میں اپنا حصہ آزاد کیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام غلام اس کی طرف سے آزاد قرار دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔

۴۲۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت ابو عمر حوضی فرماتے ہیں ہم سے حضرت ہمام نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

فَدَلَّ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی

فدل ذلك على أن العتاق إذا وجب به بعض العبد لله انتفى أن يكون لغيره على بقيته ملك.

فثبت بذلك أن إعتاق الموسر والمعسر جميعا يبرئان العبد من الرق فقد وافق هذا أيضا حديث أبي هريرة رضي الله عنه
وزاد حديث ابن عمر رضي الله عنهما على حديث أبي هريرة وجوب السعاية على العبد للشريك الذي لم يعتق إذا كان المعتق معسرا فتصحيح هذه الآثار يوجب العمل بها ويوجب الضمان على المعتق الموسر لشريكه الذي لم يعتق ولا يوجب الضمان على المعتق المعسر ولكن العبد يسعى في ذلك لشريكه الذي لم يعتق وهذا قول أبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهما وبه نأخذ.

فأما أبو حنيفة رضي الله عنه فكان يقول إن كان المعتق موسرا فالشريك بالخيار إن شاء أعتق كما أعتق وكان الولاء بينهما نصفين وإن شاء استسعى العبد في نصف القيمة فإذا أداها عتق وكان الولاء بينهما نصفين وإن شاء ضمن المعتق نصف القيمة فإذا أداها عتق ورجع بها المعتق على العبد فاستسعاه فيها وكان الولاء للمعتق وإن كان المعتق معسرا فالشريك بالخيار إن شاء أعتق وإن شاء استسعى العبد في نصف قيمته فأيهما فعل فالولاء بينهما نصفان.

واحتج في ذلك بما حدثنا أبو

کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جب آزاد کرنے سے غلام کا کچھ حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہو گیا تو اس بات کی نفی ہو گئی کہ باقی حصہ کسی اور کی ملک میں ہو۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ مالدار اور تنگ دست دونوں کا آزاد کرنا غلام کو غلامی سے دور کر دیتا ہے تو یہ حدیث بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے موافق ہو گئی البتہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں، اس حدیث یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے یہ بات زائد ہے کہ جس حصہ دار نے آزاد نہیں کیا اس کے لیے غلام سے محنت مزدوری کروانا ضروری ہے جب آزاد کرنے والا تنگ دست ہو، لہٰذا ان روایات کی تصحیح سے اس پر عمل واجب ہو گیا اور مالدار آزاد کرنے والے پر دوسرے حصے دار کے لیے جس نے آزاد نہیں کیا ضمان واجب ہو گی لیکن تنگ دست پر ضمان نہیں ہو گی البتہ اس صورت میں غلام سے اس حصہ دار کے لیے محنت مشقت کرائی جائے گی یہ حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے اور ہم (حضرت امام ابو جعفر طحاوی) بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

البتہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو تو دوسرے حصہ دار کو اختیار ہے چاہے تو اس کی طرح (اپنا حصہ) آزاد کر دے اور ولاء[1] ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہو گی اور اگر چاہے تو نصف قیمت کے لیے غلام سے مشقت کروائے جب وہ (باقی رقم) ادا کر دے تو آزاد ہو جائے گا اور ولاء دونوں کے درمیان نصف نصف ہو گی اور اگر چاہے تو آزاد کرنے والے سے نصف قیمت بطور ضمان حاصل کرے جب وہ رقم ادا کر دے تو غلام آزاد ہو جائے گا اور ضمان دینے والا غلام پر رجوع کرے گا اس سلسلے میں محنت مشقت کروائے اب اس کی ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہو گی اور اگر آزاد کرنے والا تنگ دست ہو تو دوسرے حصہ دار کو اختیار ہے اگر چاہے تو آزاد کر دے اور اگر چاہے تو نصف قیمت کے لیے اس سے محنت مشقت کروائے۔ ان میں سے جو عمل بھی کرے ولاء دونوں کے درمیان برابر ہو گی۔

انہوں نے اس سلسلے میں ابو بشر الرقی کی روایت سے استدلال

---

[1] یعنی اس آزاد کردہ غلام کے مرنے کے بعد وہ دونوں اس کے برابر وارث ہوں گے۔

بشر الرقي قال ثنا أبو معاوية عن الأعمش عن إبراهيم عن عبد الرحمن بن يزيد قال كان لنا غلام قد شهد القادسية فأبلى فيها وكان بيني وبين أمي وبين أخي الأسود فأرادوا عتقه وكنت يومئذ صغيرا فذكر ذلك الأسود لعمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه فقال أعتقوا أنتم فإذا بلغ عبد الرحمن فإن رغب فيما رغبتم أعتق وإلا ضمنكم

ففي هذا الحديث أن لعبد الرحمن بعد بلوغه أن يعتق نصيبه من العبد الذي قد كان وجب عتاق أمه وأخيه قبل ذلك فأبو حنيفة رحمة الله عليه قال لما كان له أن يعتق بلا بدل كان له أن يأخذ العبد بأداء قيمة ما بقي له فيه حتى يعتق بأدائه ذلك إليه ولما كان الذي لم يعتق نصيبه من العبد يضمن الشريك المعتق رجع المعتق إلى هذا المضمن من هذا العبد بمثل ما كان الذي ضمنه فوجب له أن يستسعي العبد في قيمة ما كان لصاحبه فيه كما كان لصاحبه أن يستسعيه فيه

فهذا مذهب أبي حنيفة رضي الله تعالى عنه في هذا الباب والقول الأول الذي ذهب إليه أبو يوسف ومحمد رحمهما الله أصح القولين عندنا لموافقته بما قد روينا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم والله أعلم

کیا ہے حضرت ابراہیم، حضرت عبدالرحمن بن یزید سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہمارا ایک غلام تھا جو قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوا اور اس نے وہاں بہادری کے جوہر دکھائے وہ میرے میری ماں اور میرے بھائی اسود کے درمیان مشترک تھا انہوں نے اسے آزاد کرنے کا ارادہ کیا میں ان دنوں چھوٹا تھا حضرت اسود نے یہ بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے فرمایا تم سب آزاد کر دو حضرت عبدالرحمن کو بالغ ہونے کے بعد تمہاری طرح اس میں رغبت ہوئی تو آزاد کر دیں گے ورنہ تم سے اپنے حصہ کی ضمان لے لیں گے۔

تو اس حدیث میں ہے کہ حضرت عبدالرحمن کو بالغ ہونے کے بعد اس غلام کو آزاد کرنے کا حق تھا جسے اس کی ماں اور بھائی نے پہلے آزاد کر دیا تھا تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب ان کو کسی بدل کے بغیر آزاد کرنے کا حق تھا تو انہیں اس بات کا بھی حق تھا کہ وہ اپنے حصہ کی قیمت ادا کر کے غلام کو حاصل کر لے حتی کہ وہ قیمت کی ادائیگی کے بعد آزاد ہو جائے گا تو جس نے آزاد نہیں کیا تھا اسے حق ہے کہ اپنا حصہ آزاد کرے اور پھر آزاد کرنے والے حصہ دار سے ضمان لے اور یہ ضمانت دینے والا اس مال کے لیے غلام کی طرف رجوع کرے گا جو اس نے بطور ضمان ادا کیا تو اس کے لیے ضروری ہے کہ غلام سے اس قیمت کے مطابق محنت مشقت کروائے جو اس کے مالک کے لیے اس پر واجب ہے مالک کو قیمت ادا کرنے کے لیے اس غلام سے سعی کروانا حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک ہے لیکن پہلا قول جو حضرت امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا مذہب ہے ہمارے (امام طحاوی کے) نزدیک دونوں قولوں میں سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ وہ ان روایات کے موافق ہے جو ہم نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں۔

بَابُ الرَّجُلِ يَمْلِكُ ذَا رَحِمٍ مُحَرَّمٍ مِنْهُ هَلْ يَعْتِقُ عَلَيْهِ أَمْ لَا

۲۳۰- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ.

۲۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ يُونُسَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى عَنْ سُفْيَانَ هُوَ الثَّوْرِيُّ ح وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ ثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۲۳۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ سُهَيْلٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

تحقیق مسئلہ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ مَنْ مَلَكَ أَبَاهُ لَمْ يَعْتِقْ عَلَيْهِ حَتَّى يُعْتِقَهُ. وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا يَعْتِقُ عَلَيْهِ بِمِلْكِهِ إِيَّاهُ.

وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِي ذَلِكَ أَنَّ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا يَحْتَمِلُ مَا قَالُوا وَيَحْتَمِلُ فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ بِالشِّرَاءِ هَذَا فِي الْكَلَامِ صَحِيحٌ وَهُوَ أَوْلَى مَا حُمِلَ عَلَيْهِ هَذَا الْحَدِيثُ حَتَّى يَتَّفِقَ هُوَ وَغَيْرُهُ مِمَّا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَعْنَى.

کوئی شخص اپنے قریبی رشتہ دار کا مالک ہو جائے تو وہ (مملوک) آزاد ہو جائے گا یا نہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بیٹا اپنے والد (کے احسانات) کا بدلہ نہیں دے سکتا مگر یہ کہ اسے غلام پائے تو خرید کر آزاد کر دے۔

حضرت سفیان، حضرت سہیل سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت زہیر بن معاویہ، حضرت سہیل سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

تحقیق مسئلہ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جو شخص اپنے باپ کا مالک ہو جائے تو وہ (خود بخود) آزاد نہیں ہوتا لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ جونہی وہ اس کا مالک بنے گا، وہ آزاد ہو جائے گا۔

اس سلسلے میں ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں اس بات کا بھی احتمال ہے جو ان حضرات نے فرمائی ہے اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ وہ اسے خریدے اور خریدتے ہی وہ آزاد ہو جائے گا کلام میں یہ مفہوم بھی صحیح ہے اور اس حدیث سے یہ بات مراد لینا زیادہ بہتر ہے تاکہ یہ حدیث اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی دیگر احادیث اس معنی میں متفق ہو جائیں۔

۴۳۳ - فَإِنَّهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْإِصْبَهَانِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُو عُمَيْرِ بْنُ النَّحَّاسِ قَالَ ثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ۔

حضرت عبداللہ بن دینار، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قریبی رشتہ دار کا مالک ہو جائے تو وہ (مملوک) آزاد ہے۔

۴۳۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْإِصْبَهَانِيُّ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ غِيَاثٍ قَالَا ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ۔

حضرت حسن، حضرت سمرہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قریبی رشتہ دار کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔

---

۴۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ ح وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ۔

حضرت اسد، حضرت حماد بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

---

۴۳۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَخْلَدٍ الْإِصْبَهَانِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَكَ ذَا الرَّحِمِ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ۔

حضرت حسن، حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قریبی رشتہ دار کا مالک ہو جائے تو وہ (مملوک) آزاد ہو جاتا ہے۔

فَتَصْحِيحُ حَدِيثَيْ سَمُرَةَ هٰذَيْنِ يُوجِبَانِ أَنَّ ذَا الرَّحِمِ الْمَذْكُورَ فِيهِمَا هُوَ ذُو الرَّحِمِ الْمَحْرَمِ وَأَنَّ ذَا الرَّحِمِ الْمَذْكُورَ فِيهِمَا هُوَ ذُو الْمَحْرَمِ مِنَ الرَّحِمِ فَيَكُونُ مَعْنَاهُمَا لَمَّا جُمِعَ مَا فِيهِمَا هُوَ مِثْلُ مَا فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَنْ مَلَكَ

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی ان دو روایتوں کی تصحیح سے لازم آتا ہے کہ ان روایات میں مذکور ذو رحم سے ذو رحم محرم مراد ہے[1] تو جب دونوں روایتوں کے مندرجات کو جمع کیا جائے تو یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کی مثل ہو گا کہ جو شخص ذو رحم محرم کا مالک بن جائے تو وہ (مملوک

[1] ذو رحم محرم سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کا قریبی رشتہ دار بھی ہو اور اس سے نکاح بھی جائز نہ ہو ۱۲ ہزاروی۔

ذا رحم محرم فهو حر.

وقد بلغني أن محمد بن بكر

۴۳۴- البرساني كان يحدث عن حماد بن سلمة عن عاصم الأحول عن الحسن عن سمرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ملك ذا رحم ذي محرم فهو حر.

(فدل ذلك على ما ذكرناه)

وقد روي عمن بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم من أصحابه وتابعيهم رضي الله عنهم ما يوافق هذا أيضا.

۴۳۵- حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا أبو عاصم عن أبي عوانة عن الحكم عن إبراهيم عن الأسود عن عمر رضي الله تعالى عنه قال من ملك ذا رحم محرم فهو حر.

۴۳۶- حدثنا أبو بكرة قال ثنا روح بن عبادة قال ثنا شعبة قال ثنا سفيان الثوري عن سلمة بن كهيل عن المستورد أن رجلا زوج ابن أخيه مملوكته فولدت أولادا فأراد أن يسترق أولادها فأتى ابن أخيه عبد الله بن مسعود فقال إن عمي زوجني وليدته وإنها ولدت لي أولادا فأراد أن يسترق ولدي فقال عبد الله كذب ليس له ذلك.

۴۳۷- حدثنا أحمد بن الحسن قال ثنا أسباط بن محمد قال ثنا سفيان الثوري عن إسمعيل بن أمية عن عطاء بن أبي رباح قال إذا ملك الرجل عمته أو خالته أو أخاه أو أخته فقد عتقوا وإن لم يعتقهم.

آزاد ہو جائے گا۔

اور مجھے (امام طحاوی کو) یہ بات پہنچی ہے کہ محمد بن بکر برسانی حضرت حماد بن سلمہ سے وہ حضرت عاصم احول سے وہ حضرت حسن سے اور وہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی (ذو رحم محرم قریبی رشتہ دار) کا مالک بن جاتا تو وہ (مملوک) آزاد ہو جاتا ہے۔ تو یہ اس بات پر دلالت ہے جو ہم نے ذکر کی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام اور تابعین عظام سے بھی اس کے موافق روایات مروی ہیں۔

حضرت اسود، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا جو شخص کسی قریبی رشتہ دار کا مالک بن جائے تو وہ (مملوک) آزاد ہے۔

حضرت سلمہ بن کہیل، حضرت مستورد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی لونڈی کا نکاح اپنے بھتیجے سے کیا اس کے ہاں کچھ بچے پیدا ہوئے اس نے اس کے بچوں کو بھی اپنا غلام بنانا چاہا تو اس کا بھتیجا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے چچا نے میرا نکاح اپنی لونڈی سے کیا تھا اب میرے ہاں کچھ بچے پیدا ہوئے ہیں اور وہ (چچا) میرے بچوں کو بھی غلام بنانا چاہتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے جھوٹ کہا ہے اسے اس بات کا حق نہیں ہے۔

حضرت عطاء بن ابو رباح سے مروی فرماتے ہیں جب کوئی شخص اپنی پھوپھی، خالہ، بھائی یا بہن کا مالک ہو جائے تو وہ خود بخود آزاد ہو جاتے ہیں اگرچہ وہ ان کو آزاد نہ کرے۔

۴۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ قَالَ أَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَالشَّعْبِيِّ مِثْلَهُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَيَعْتِقُ إِذًا الْوَالِدُ وَالْوَلَدُ.

حضرت حجاج، حضرت عطاء، اور شعبی سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں حضرت ابراہیم فرماتے ہیں (اس صورت میں) صرف باپ اور بیٹا آزاد ہوں گے۔

فَلَمَّا رَوَيْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذَكَرْنَا وَوَافَقَ ذٰلِكَ مَا رَوَيْنَا عَمَّنْ ذَكَرْنَا مِنْ أَصْحَابِهِ وَتَابِعِيهِمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَلَمْ نَعْلَمْ فِي ذٰلِكَ خِلَافًا عَنْ مِثْلِهِمْ وَجَبَ الْقَوْلُ بِمَا رُوِيَ عَنْهُمْ مِنْ ذٰلِكَ وَتَرْكُ خِلَافِهِمْ وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ.

تو جب ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ بالا احادیث روایت کی ہیں اور جو کچھ ہم نے صحابہ کرام اور تابعین سے روایت کیا وہ بھی ان کی موافق ہے اور ان جیسے لوگوں کی طرف سے اختلاف بھی ہمارے علم میں نہیں تو ان کی روایات کے مطابق کرنا اور اس کے خلاف کو چھوڑنا ضروری ہے یہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

بَابُ ۱۹۵ الْمُكَاتَبِ مَتَى يَعْتِقُ

مکاتب کب آزاد ہوتا ہے

۴۴۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُودَى الْمُكَاتَبُ بِحِصَّةِ مَا أَدَّى دِيَةَ حُرٍّ وَمَا بَقِيَ دِيَةَ عَبْدٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا (مقتول مکاتب کے وارثوں) کو اتنا حصہ آزاد کی دیت کے مطابق دیا جائے جتنا اس نے (مال کتابت) ادا کیا ہے اور باقی مال غلام کی دیت کے مطابق دیا جائے۔

۴۴۳- حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ.

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں کیا۔

۴۴۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرِ بْنِ حَسَّانَ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُكَاتَبٍ قُتِلَ بِدِيَةِ الْحُرِّ بِقَدْرِ مَا عَتَقَ مِنْهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَيُقَامُ عَلَى الْمُكَاتَبِ حَدُّ الْمَمْلُوكِ.

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول مکاتب کے سلسلے میں اتنے حصے میں آزاد کی دیت کا فیصلہ کیا جتنا وہ آزاد ہو گیا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مکاتب پر مملوک والی حد قائم کی جائے۔

۲۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ ثَنِي الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَدِّي الْمُكَاتَبُ بِقَدْرِ مَا اَدّٰى دِيَةَ الْحُرِّ وَبِقَدْرِ مَا رَقَّ مِنْهُ دِيَةَ الْعَبْدِ۔

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکاتب (کے ورثاء) کو دیت سے اتنا حصہ جتنا بدل کتابت وہ ادا کر چکا ہے، آزاد کی دیت کے مطابق دیا جائے اور جس قدر وہ غلام ہے، غلام کی دیت کے مطابق ادا کیا جائے۔

تحقیق مسئلہ

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّ الْمُكَاتَبَ يَعْتِقُ مِنْهُ بِقَدْرِ مَا اَدّٰى وَيَكُوْنُ حُكْمُهُ فِيْهِ حُكْمَ الْحُرِّ وَيَكُوْنُ حُكْمُهُ فِيْمَا لَمْ يُؤَدِّ حُكْمَ الْعَبْدِ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا لَا يَعْتِقُ الْمُكَاتَبُ اِلَّا بِاَدَاءِ جَمِيْعِ الْكِتَابَةِ۔

[illegible]- وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا الْخَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهٖ دِرْهَمٌ۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ مکاتب نے جس قدر بدل کتابت ادا کیا اتنا حصہ آزاد ہو جائے گا اور اس حصے میں اس کا حکم آزاد کی طرح ہوگا اور جس قدر بدل کتابت ادا نہیں کیا اس میں اس کا حکم غلام جیسا ہوگا۔ اس سلسلے میں انہوں نے اس مذکورہ حدیث سے استدلال کیا۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ مکاتب تمام بدل کتابت ادا کرنے سے آزاد ہوتا ہے۔

انہوں نے اس سلسلے میں اس روایت سے استدلال کیا ہے حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکاتب پر جب تک بدل کتابت کا ایک درہم بھی باقی ہے وہ غلام ہی ہے۔

فَكَانَتْ هٰذِهِ الْاٰثَارُ قَدِ اخْتُلِفَ فِيْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرْنَا فِيْمَا رُوِيَ عَنْ اَصْحَابِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنْ ذٰلِكَ۔

[illegible]- فَاِذَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ دِرْهَمٌ۔

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ان روایات میں اختلاف ہے، لہٰذا ہم نے اس سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی روایات کو دیکھا۔

حضرت معبد جہنی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا مکاتب غلام ہے جب تک اس پر ایک درہم بھی باقی ہے۔

۴۴۸۔ حَدَّثَنَا ابن أبي داود قال ثنا الوهبي قال ثنا المسعودي عن القاسم بن عبد الرحمن عن جابر بن سمرة عن عمر رضي الله عنه قال إذا أدى المكاتب النصف فهو غريم۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا جب مکاتب نصف (بدل کتابت) ادا کر دے تو وہ قرضدار ہے۔

۴۴۹۔ حَدَّثَنَا ابن أبي داود قال ثنا الوهبي قال ثنا المسعودي عن القاسم بن عبد الرحمن عن جابر بن سمرة عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه قال أيها الناس إنكم تكاتبون مكاتبين فأيهم أدى النصف فلا رد عليه في الرق فهذا خلاف ما قد رويناه قبله عن عمر رضي الله عنه۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا اے لوگو! تم غلاموں سے مکاتبت (کا معاملہ) کرتے ہو تو ان میں سے جو نصف (مال کتابت) ادا کر دے تو وہ غلامی کی طرف نہیں لوٹے گا۔

یہ بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پہلی روایت کے خلاف ہے۔

۴۵۰۔ حَدَّثَنَا يونس قال ثنا ابن وهب قال ثنا ابن أبي ذئب عن عمران بن بشير عن سالم سبلان أنه قال لعائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم ما أراك إلا ستحتجبين مني فقالت ما لك فقال كاتبت فقالت إنك عبد ما بقي عليك شيء۔

حضرت سالم سبلان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کیا وجہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں آپ مجھ سے پردہ نہیں کرتیں انہوں نے فرمایا تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا میں نے کتابت کی ہے ام المومنین نے فرمایا جب تک تم پر کچھ بھی باقی ہے تم غلام ہو۔

۴۵۱۔ حَدَّثَنَا أبو بشر الرقي قال ثنا أبو معاوية وشجاع بن الوليد عن عمرو بن ميمون عن سليمان بن يسار قال استأذنت على عائشة فقالت كم بقي عليك من كتابتك قلت عشر أواق فقالت ادخل فإنك عبد ما بقي عليك درهم۔

حضرت میمون بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی تو انہوں نے فرمایا تم پر بدل کتابت سے کتنا باقی ہے میں نے عرض کیا دس اوقیہ[1] انہوں نے فرمایا داخل ہو سکتے ہو کیونکہ جب تک تم پر ایک درہم بھی باقی ہے، تم غلام ہو۔

۴۵۲۔ حَدَّثَنَا حسين بن نصر قال سمعت يزيد بن هارون قال أخبرنا عمرو بن ميمون فذكر بإسناده مثله۔

حضرت یزید بن ہارون فرماتے ہیں ہمیں عمرو بن میمون نے خبر دی پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۴۵۳۔ حَدَّثَنَا علي بن شيبة قال ثنا يزيد بن هارون قال أخبرنا سفيان الثوري عن إبراهيم قال قال عبد الله إذا أدى المكاتب

حضرت ابراہیم سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب مکاتب (بدل کتابت کا) تہائی، چوتھائی ادا

[1] رطل کا بارہواں حصہ اوقیہ کہلاتا ہے تقریباً ڈیڑھ اونس کے برابر ہوتا ہے المنجد

... فَهُوَ غَرِيمٌ.

۴۵۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا أَدَّى الْمُكَاتَبُ قِيمَةَ رَقَبَتِهِ فَهُوَ غَرِيمٌ.

۴۵۵- حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ وَشُرَيْحٌ يَقُولَانِ فِي الْمُكَاتَبِ إِذَا أَدَّى الثُّلُثَ فَهُوَ غَرِيمٌ.

۴۵۶- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ.

۴۵۷- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَمَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ.

۴۵۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ كِتَابَتِهِ وَكَانَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ شُرُوطُهُمْ جَائِزَةٌ بَيْنَهُمْ.

فَلَمَّا كَانُوا قَدِ اخْتَلَفُوا فِي ذٰلِكَ كَمَا ذَكَرْنَا وَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّ الْمُكَاتَبَ لَا يُعْتَقُ بِعَقْدِ الْمُكَاتَبَةِ وَإِنَّمَا يُعْتَقُ لِحَالٍ ثَانِيَةٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ تِلْكَ الْحَالُ هِيَ أَدَاءُ جَمِيعِ الْمُكَاتَبَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ هِيَ أَدَاءُ بَعْضِ

کرے تو وہ قرض دار ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیم سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب مکاتب اپنی گردن کی قیمت ادا کر دے تو وہ قرض دار ہے۔

حضرت جابر حضرت شعبی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ اور حضرت شریح (رضی اللہ عنہم) مکاتب کے بارے میں فرماتے تھے کہ جب وہ تہائی حصہ ادا کر دے تو وہ قرض دار ہے۔

حضرت سعید بن ابوسعید مقبری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مکاتب اس وقت تک غلام ہے جب تک اس کے ذمہ بدل کتابت میں سے کچھ بھی باقی ہے۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا مکاتب پر جب تک بدل کتابت میں سے کچھ بھی باقی ہے وہ غلام ہے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مکاتب اس وقت تک غلام ہے جب تک بدل کتابت میں سے کچھ بھی اس کے ذمہ باقی ہے۔

تو جب اس سلسلے میں ان (صحابہ کرام) کا اختلاف ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مکاتب محض عقد کتابت سے آزاد نہیں ہوتا وہ دوسری حالت میں آزاد ہوتا ہے تو بعض حضرات فرماتے ہیں یہ تمام بدل کتابت ادا کرنے والی حالت ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں یہ حالت بعض بدل کتابت ادا کرنے کی

المكاتبة وقال بعضهم يعتق منه بقدر ما
أدى من مال المكاتبة ثبت أن حكم ذلك قد
خرج من حكم المعتق على مال لأن المعتق
على مال يعتق بالقول قبل أن يؤدي شيئا
والمكاتب ليس كذلك لإجماعهم على ما
ذكرنا

فلما ثبت أن المكاتب لا يستحق
العتاق بعقد المكاتبة وإنما يستحقه بمعنى
ثانية نظرنا في ذلك وفي سائر الأشياء التي
لا تجب بالعقود وإنما تجب بمعان أخرى
بعدها كيف حكمها فرأينا الرجل يبيع الرجل
العبد بألف درهم فلا تجب للمشتري قبض
العبد بنفس العقد حتى يؤدي جميع الثمن
ولا يكون له قبض بعض العبد بأدائه بعض
الثمن وكذلك الأشياء التي هي محبوسة
بغيرها مثل الرهن المحبوس بالدين فكل
قد أجمع أن الراهن لو قضى المرتهن
بعض الدين فأراد أن يأخذ الرهن أو بعضه
بمقدار ما أدى من الدين لم يكن له ذلك
إلا بأدائه جميع الدين فكان من حكم الأشياء
التي تملك بأشياء إذا وجب احتباسها بأشياء أنها
تحبس حتى يؤخذ جميع ما جعل بدلا منها فلما
خرج المكاتب من أن يكون في حكم المعتق على
المال الذي يعتق بالعقد لا بحال ثانية وثبت
أنه في حكم من يحبس لأداء شيء ثبت أن
حكمه في المكاتبة في احتباس المولى إياه
كحكم المبيع في احتباس البائع إياه فلما كان
المشتري غير قادر على أخذه إلا بعد أداء
جميع الثمن كان كذلك المكاتب أيضا غير

حالت ہے اور کچھ حضرات فرماتے ہیں کہ جس قدر مال کتابت ادا
کیا اس کے مطابق آزاد ہو جائے گا تو ثابت ہوا کہ اس کا حکم وہ
نہیں جو مال کے بدلے میں آزاد ہونے والے کا ہے کیونکہ جس
کو مال کے بدلے آزاد کیا جائے وہ کچھ ادا کرنے سے پہلے
محض کلام سے آزاد ہو جائے گا جب کہ مکاتب کا بالاجماع یہ
حکم نہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

تو جب ثابت ہوا کہ مکاتب محض عقد کتابت سے آزادی کا
مستحق نہیں ہوتا بلکہ وہ دوسری حالت میں اس کا مستحق ہوتا ہے تو ہم
نے اس سلسلے میں غور کیا اور ان تمام امور کو جو محض عقد سے لازم نہیں
ہوتے بلکہ اس کے بعد دوسری حالت میں لازم ہوتے ہیں کو بھی دیکھا کہ
ان کا حکم کیا ہے تو ہم نے دیکھا کہ ایک شخص اپنا غلام دوسرے شخص پر
ایک ہزار درہم کے بدلے میں بیچتا ہے تو محض عقد سے مشتری پر قبضہ
لازم نہیں ہو جاتا جب تک تمام قیمت ادا نہ کرے اور کچھ قیمت ادا
کرنے سے غلام کے بعض حصہ پر قبضہ نہیں کر سکتا اور وہ چیزیں جو
کسی وجہ سے قبضہ میں ہوں ان کا بھی یہی حکم ہے جیسے رہن قرض
کی وجہ سے قبضہ میں ہے تو سب کا اتفاق ہے کہ اگر رہن رکھنے
والا، مرتہن کے قرض کا کچھ حصہ ادا کر دے اور رہن رکھی ہوئی چیز
واپس لینا چاہے یا جس قدر قرض ادا کیا اس کی مقدار واپس لینا
چاہے تو ایسا نہیں کر سکتا جب تک تمام قرض ادا کر دے تو یہ ان اشیاء
کا حکم ہے جن کی ملکیت دوسری اشیاء کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے جب
ان کو روکنا ضروری ہو تو جب تک ان کا بدل مکمل طور پر نہ لیا جائے یہ
روکی جائیں گی پس جب مکاتب اس غلام کے حکم سے نکل گیا جس کو مال
کے بدلے میں آزاد کیا جاتا ہے کہ وہ محض عقد سے آزاد ہو جاتا ہے
دوسری حالت میں نہیں اور ثابت ہوا کہ وہ ان چیزوں کے حکم میں ہے
جن کو کسی چیز کی ادائیگی کے بدلے نہیں روکا جاتا ہے تو ثابت ہوا
کہ مکاتبت میں اور مالک کے اسے روکنے کے سلسلے میں اس کا
حکم اس مبیع کی طرح ہے جسے بائع اپنے پاس روکتا ہے تو جس
طرح خریدنے والا تمام قیمت ادا کرنے کے بعد ہی اس کو لینے پر
قادر ہوتا ہے اسی طرح مکاتب بھی مالک کی ملک سے [illegible]

مِنْ قِبَلِ الْمَوْلَى مِنْ رَقَبَتِهِ شَيْءٌ عَلَى أَحَدٍ
أَدَاءِ جَمِيعِ الْمُكَاتَبَةِ فَتَثْبُتُ بِمَا ذَكَرْنَا
قَوْلُ الَّذِينَ قَالُوا لَا يُعْتَقُ مِنَ الْمُكَاتَبِ شَيْءٌ
إِلَّا بِأَدَاءِ جَمِيعِ الْمُكَاتَبَةِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ
وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ
أَجْمَعِينَ

بَابُ ١٩٦ الْأَمَةِ يَطَؤُهَا مَوْلَاهَا ثُمَّ يَمُوتُ وَقَدْ كَانَتْ جَاءَتْ بِوَلَدٍ فِي حَيَاتِهِ هَلْ يَكُونُ ابْنَهُ وَتَكُونُ بِهِ أُمَّ وَلَدٍ أَمْ لَا

٧١٩ـ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ وَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ

(غلامی) کا کچھ حصہ حاصل کرنے پر اس وقت تک قادر نہیں ہوتا جب تک تمام بدل کتابت ادا نہ کر دے تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ان لوگوں کا قول ثابت ہو گیا جن کے نزدیک مکاتب کا کچھ حصہ بھی پورا بدل کتابت ادا کرنے کے بغیر آزاد نہیں ہوتا۔ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

مولیٰ نے اپنی لونڈی سے جماع کیا اور اس کی زندگی میں اولاد پیدا ہو گئی تو کیا وہ اس کی اولاد اور لونڈی ام ولد کہلائے گی

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضرت عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے وعدہ لیا کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا مجھ سے ہے لہٰذا اس پر قبضہ کر لینا جب فتح مکہ کا سال ہوا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے لیا اور فرمایا کہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے اس کے بارے میں مجھ سے وعدہ لیا تھا اس پر عبد بن زمعہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ میرا بھائی اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے ان کے بستر پر پیدا ہوا وہ دونوں اپنا جھگڑا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے حضرت سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے اس کے بارے میں مجھ سے وعدہ لیا تھا عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے میرے باپ کے فراش (بستر) پر پیدا ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ! یہ تمہارے لیے ہے پھر آپ نے فرمایا بچہ صاحب فراش (جس کا نکاح ہو یا لونڈی کا مالک ہو) کا ہوتا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے اس کے بعد آپ نے اس ہی حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اس سے پردہ کرو کیونکہ آپ نے اس میں حضرت عتبہ کے ساتھ مشابہت دیکھی تھی

اِحْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَأَى بِهِ مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ قَالَتْ فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى۔

تحقیق مسئلہ

قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّ الْاَمَةَ اِذَا وَطِئَهَا مَوْلَاهَا فَقَدْ لَزِمَهُ كُلُّ وَلَدٍ يَجِيْءُ بِهِ بَعْدَ ذٰلِكَ ادَّعَاهُ اَوْ لَمْ يَدَّعِهِ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ فَاَلْحَقَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَمْعَةَ لَا بِدَعْوَةِ ابْنِهِ لِاَنَّ دَعْوَةَ الْاِبْنِ لِلنَّسَبِ لِغَيْرِهِ مِنْ اَبِيْهِ غَيْرُ مَقْبُوْلَةٍ وَلٰكِنْ لِاَنَّ اَمَتَهُ كَانَتْ فِرَاشًا لِزَمْعَةَ بِوَطْئِهِ اِيَّاهَا۔

۴۲۰۔ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ اَيْضًا بِمَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَطَئُوْنَ وَلَائِدَهُمْ ثُمَّ يَعْزِلُوْنَهُنَّ لَا تَأْتِيْنِيْ وَلِيْدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا اَنْ قَدْ اَلَمَّ بِهَا اِلَّا قَدْ اَلْحَقْتُ بِهٖ وَلَدَهَا فَاعْزِلُوْا اَوِ اتْرُكُوْا۔

۴۲۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاؤُدَ قَالَ ثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

۴۲۲۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَطَئُوْنَ وَلَائِدَهُمْ ثُمَّ يَدَعُوْنَهُنَّ يَخْرُجْنَ

حضرت سودہ فرماتی ہیں کہ اس نے مرتے دم تک انہیں (حضرت سودہ کو) نہیں دیکھا۔

تحقیق مسئلہ

امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جب کوئی مالک اپنی لونڈی سے وطی کرے تو اس کے بعد اس کی تمام اولاد اسی سے شمار ہوگی وہ اس کا دعویٰ کرے یا نہ، انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ! وہ تمہارے لیے ہے پھر فرمایا کہ بچہ فراش والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زمعہ سے ملایا لیکن اس کے بیٹے کے دعویٰ کی وجہ سے نہیں کیونکہ باپ کے غیر سے نسب کے لیے بیٹے کا دعویٰ غیر مقبول ہے اس الحاق کی وجہ یہ تھی کہ اس کی ماں زمعہ کی فراش تھی اور اس نے اس سے وطی کی تھی۔

انہوں نے اس سلسلے میں اس طرح بھی استدلال کیا ہے حضرت سالم بن عبد اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنی لونڈیوں سے وطی کرتے ہوئے عزل[1] کرتے ہیں میرے پاس جو بھی ایسی لونڈی آئے کہ اس کا مالک اس سے جماع کا دعویٰ کرے میں اس (لونڈی) کا بیٹا اس (مالک) سے ملا دوں گا اب تم عزل کرو یا چھوڑ دو (تمہاری مرضی)

حضرت زہری فرماتے ہیں مجھ سے حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا، پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت نافع، حضرت صفیہ بنت ابو عبید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنی لونڈیوں سے جماع کرتے ہیں پھر انہیں چھوڑ دیتے ہیں کہ باہر نکلیں میرے پاس جو بھی ایسی

[1] جماع کرتے ہوئے انزال کے وقت عورت سے الگ ہو جانا عزل کہلاتا ہے۔

لَا تَأْتِينِي وَلِيدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا أَنْ قَدْ أَلَمَّ بِهَا إِلَّا أَلْحَقْتُ بِهِ وَلَدَهَا فَأَرْسِلُوهُنَّ بَعْدُ أَوْ أَمْسِكُوهُنَّ.

۲۶۳- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ وَطِئَ أَمَةً ثُمَّ ضَيَّعَهَا فَأَرْسَلَهَا تَخْرُجُ ثُمَّ وَلَدَتْ فَالْوَلَدُ مِنْهُ وَالضَّيْعَةُ عَلَيْهِ قَالَ نَافِعٌ فَهَذَا قَضَاءُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَوْلُ ابْنِ عُمَرَ.

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا مَا جَاءَتْ بِهِ هَذِهِ الْأَمَةُ مِنْ وَلَدٍ فَلَا يَلْزَمُ مَوْلَاهَا إِلَّا أَنْ يُقِرَّ بِهِ وَإِنْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يُقِرَّ بِهِ لَمْ يَلْزَمْهُ وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا قَالَ لِعَبْدِ بْنِ زَمْعَةَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ وَلَمْ يَقُلْ هُوَ أَخُوكَ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ بِقَوْلِهِ هُوَ لَكَ أَيْ هُوَ مَمْلُوكٌ لَكَ بِحَقِّ مَا لَكَ عَلَيْهِ مِنَ الْيَدِ وَلَمْ يَحْكُمْ فِي نَسَبِهِ بِشَيْءٍ.

وَالدَّلِيلُ عَلَى ذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ بِالْحِجَابِ مِنْهُ فَلَوْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَعَلَهُ ابْنَ زَمْعَةَ إِذًا لَمَا حَجَبَ بِنْتَ زَمْعَةَ مِنْهُ لِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَأْمُرُ بِقَطْعِ الْأَرْحَامِ بَلْ كَانَ يَأْمُرُ بِصِلَتِهَا وَمِنْ صِلَتِهَا التَّزَاوُرُ فَكَيْفَ يَجُوزُ أَنْ يَأْمُرَهَا وَقَدْ جَعَلَهُ أَخَاهَا بِالْحِجَابِ مِنْهُ هَذَا لَا يَجُوزُ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَيْفَ يَجُوزُ ذَلِكَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَأْمُرُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنْ تَأْذَنَ

لونڈی آئے گی جو اس بات کا اقرار کرے کہ اس کے مالک نے اس سے جماع کیا ہے میں اس کے بچے کو اس (مالک) کے ساتھ ملا دوں گا اب تم ان کو چھوڑ دو یا روک لو (تمہاری مرضی)

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا جس نے لونڈی سے وطی کی پھر اسے ضائع کردیا اور اسے باہر نکلنے کے لیے چھوڑ دیا پھر اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو وہ بچہ اس (مالک) کا ہوگا اور اس کا نان نفقہ اسی کے ذمہ ہوگا حضرت نافع فرماتے ہیں یہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فیصلہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

اس سلسلے میں دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس لونڈی کے ہاں جو بچہ پیدا ہوگا وہ مالک کو لازم نہیں ہوگا البتہ یہ کہ وہ اس کا اقرار کرے اور اگر وہ اس کا اقرار کرنے سے پہلے مر جائے تو اسکو لازم نہیں ہوگا۔ پہلی حدیث میں ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد ابن زمعہ سے فرمایا اے عبد ابن زمعہ! وہ تمہارے لیے ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ وہ تیرا بھائی ہے تو ہوسکتا ہے آپ کے ارشاد "وہ تیرے لیے ہے" سے مراد یہ ہو کہ وہ تمہارا مملوک ہے کیونکہ مالک کو قبضہ کی وجہ سے حق حاصل ہوتا ہے اور آپ نے اس کے نسب کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا۔

اس بات کی دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے زمعہ کا بیٹا قرار دیتے تو اس وقت حضرت سودہ بنت زمعہ ان سے پردہ نہ کرتیں کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم رشتہ داروں سے تعلقات منقطع کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے بلکہ صلہ رحمی کا حکم فرماتے تھے اور ایک دوسرے کو دیکھنا صلہ رحمی سے ہے تو کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ آپ اسے حضرت سودہ کا بھائی قرار دے کر اس سے پردے کا حکم دیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات جائز نہیں اور آپ سے یہ کیسے جائز ہوسکتی جب کہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیتے تھے کہ وہ اپنے رضاعی چچا کو (اندر آنے کی) اجازت دیں پھر حضرت

بعتقها بن الرضاعة عليها ثم يحجب سودة منه قد جعله أخاها وابن أبيها

ولكن وجه ذلك عندنا والله أعلم أنه لم يكن حكم فيه بشيء غير أنه أي جعله يدا لعبد بن زمعة ولسائر ورثة زمعة دون سعد.

فإن قال قائل فما معنى قوله الذي وصله بهذا الولد للفراش وللعاهر الحجر

قيل له ذلك على التعليم منه لسعد أي إنك تدعي لأخيك وأخوك لم يكن له فراش وإنما يثبت النسب منه لو كان له فراش فإذا لم يكن له فراش فهو عاهر وللعاهر الحجر

۴۶۳۔ وقد بين هذا المعنى وكشفه ما قد حدثنا علي بن عبد الرحمن بن محمد بن المغيرة قال ثنا محمد بن قدامة قال ثنا جرير بن عبد الحميد عن منصور عن مجاهد عن يوسف ابن الزبير عن عبد الله بن الزبير قال كانت لزمعة جارية يطأها وكان يظن برجل آخر أنه يقع عليها فمات زمعة وهي حبلى فولدت غلاما كان يشبه الرجل الذي كان يظن بها فذكرته سودة لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أما الميراث فله وأما أنت فاحتجبي منه فإنه ليس لك بأخ۔

ففي هذا الحديث أن زمعة كان يطأ تلك الأمة وأن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لسودة ليس هو لك بأخ يعني ابن الموطوءة فدل هذا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن قضى في نسبه على زمعة بشيء وأن زمعة لم يكن

سودہ اس سے پردہ کریں جسے آپ نے ان کا بھائی اور ان کے باپ کا بیٹا قرار دیا۔

لیکن ہمارے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آپ نے صرف اس پر قبضہ کی وجہ سے اسے عبد بن زمعہ اور ان کے دیگر ورثاء کے لیے قرار دیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کیلئے قرار نہیں دیا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ آپ کے اس قول کا کیا مطلب ہے جو آپ نے متصلاً فرمایا کہ: "بچہ صاحب فراش کے لیے ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں"

اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا کہ یہ آپ کی طرف سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تعلیم تھی یعنی اے سعد! تم اپنے بھائی کے لیے دعویٰ کر رہے ہو جبکہ ان کا فراش نہیں ان کا نسب تب ثابت ہوتا جب ان کا فراش ہوتا تو جب ان کا فراش نہیں تو وہ زانی قرار پائیں گے اور زانی کے لیے پتھر ہے۔

اس معنی کو یہ حدیث واضح کرتی ہے حضرت یوسف بن زبیر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت زمعہ کی ایک لونڈی تھی جس سے وہ جماع کرتے تھے اور ایک دوسرے شخص کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ اس نے اس سے جماع کیا ہے زمعہ کا انتقال ہو گیا اور وہ لونڈی حاملہ تھی اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا جو اس شخص کے مشابہ تھا جس کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ اس نے اس سے جماع کیا ہے) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے فرمایا وراثت تو اس کے لیے ہوگی لیکن تم اس سے پردہ کرو کیونکہ وہ تمہارا بھائی نہیں ہے۔

تو اس حدیث میں ہے کہ حضرت زمعہ اس لونڈی سے وطی کرتے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا وہ تمہارا بھائی نہیں اس سے مراد اس عورت کا بیٹا ہے جس سے وطی کی گئی تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ سے اس کے نسب کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا اور آپ کے نزدیک زمعہ کی وطی اس بات کو واجب نہیں کرتی تھی کہ اس

لہ مطلب یہ ہے کہ جس لونڈی کا یہ بچہ ہے اگر وہ تمہارے بھائی کی لونڈی ہوتی تو وہ صاحب فراش کہلاتے جبکہ یہاں یہ بات نہیں

بِهٖ يَجِبُ أَنَّ مَا جَاءَتْ بِهٖ تِلْكَ الْمَوْطُوْءَةُ مِنْ وَلَدٍ فَهُوَ لَهُ.

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْمِيْرَاثُ لَهُ" فَهٰذَا يَدُلُّ عَلَى قَضَائِهِ بِنَسَبِهِ.

قِيْلَ لَهُ مَا يَدُلُّ ذٰلِكَ عَلَى مَا ذَكَرْتَ لِأَنَّ عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ قَدْ كَانَ ادَّعَاهُ وَزَعَمَ أَنَّهُ ابْنُ أَبِيْهِ لِأَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَدْ أَخْبَرَتْ فِيْ حَدِيْثِهَا الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ عَنْهَا فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ أَنَّ عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ نَازَعَهُ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَخِيْ ابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِيْ فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ تَكُوْنَ سَوْدَةُ قَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَهُمَا وَارِثَا زَمْعَةَ فَكَانَا مُقِرَّيْنِ لَهُ بِوُجُوْبِ الْمِيْرَاثِ بِمَا تَرَكَ زَمْعَةُ فَجَازَ ذٰلِكَ عَلَيْهِمَا فِي الْمَالِ الَّذِيْ كَانَ يَكُوْنُ لَهُمَا لَوْ لَمْ يُقِرَّا بِمَا أَقَرَّا بِهٖ مِنْ ذٰلِكَ وَلَمْ يَجِبْ بِذٰلِكَ ثُبُوْتُ نَسَبٍ يَجِبُ بِهٖ حُكْمٌ فَيُخَلَّى بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّظَرِ إِلَى سَوْدَةَ.

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ إِنَّمَا كَانَ أَمْرُهَا بِالْحِجَابِ مِنْهُ لِمَا كَانَ رَأَى مِنْ شَبَهِهٖ بِعُتْبَةَ كَمَا فِيْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا.

قِيْلَ لَهُ هٰذَا لَا يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ لِأَنَّ وُجُوْدَ الشَّبَهِ لَا يَجِبُ بِهٖ ثُبُوْتُ نَسَبٍ وَلَا يَجِبُ بِعَدَمِهٖ انْتِفَاءُ نَسَبٍ.

أَلَا تَرَى إِلَى الرَّجُلِ الَّذِيْ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ امْرَأَتِيْ وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ فَقَالَ

لونڈی کے ہاں جو بچہ پیدا ہوگا وہ زمعہ کا ہی ہوگا۔

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ میراث اس کے لیے ہے اس بات پر دلالت ہے کہ آپ نے اس کے نسب کا فیصلہ فرمایا۔

اسے (جواباً) کہا جائے گا کہ اس میں تمہاری مذکورہ بات پر دلالت نہیں ہے کیونکہ عبد بن زمعہ نے اس کا دعویٰ کیا اور یہ خیال کیا کہ وہ اس کے باپ کا بیٹا ہے اس لیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی اس حدیث میں جسے ہم نے اس باب کے شروع میں ذکر کیا، خبر دی کہ عبد بن زمعہ سے جب حضرت سعد بن ابی وقاص کا جھگڑا ہوا تو عبد بن زمعہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور اس کے فراش پر پیدا ہوا تو ہو سکتا ہے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی قسم کی بات کہی ہو اور وہ دونوں زمعہ کے وارث تھے اور وہ دونوں حضرت زمعہ کے ترکہ میں وراثت کا اقرار کرتے تھے تو ان دونوں کا حضرت زمعہ کے مال میں وارث بننا جائز تھا جیسا کہ اقرار نہ کرنے کی صورت میں بھی وہ دونوں وارث بنتے تھے لیکن اس سے نسب ثابت نہیں ہوتا کہ اس کے لیے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنا جائز ہوتا۔

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ آپ نے حضرت سودہ کو پردہ کرنے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ اس کی عتبہ کے ساتھ مشابہت دیکھی تھی جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے۔

تو اس کو (جواباً) کہا جائے گا کہ ایسی بات نہیں ہو سکتی کیونکہ مشابہت کے پائے جانے سے نسب ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی عدم مشابہت سے نسب کی نفی لازم آتی ہے۔

کیا تم اس شخص کی طرف نہیں دیکھتے جس نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا کہ میری بیوی نے سیاہ رنگ کا بچہ جنا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا کس رنگ کے ہیں؟ اس نے

نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلْوَانُهَا فَذَكَرَ كَلَامًا قَالَ فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ إِنَّ فِيهَا أَوْرَقًا قَالَ فَمَا تَرَى ذٰلِكَ جَاءَهَا قَالَ مِنْ عِرْقٍ نَزَعَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَعَلَّ هٰذَا مِنْ عِرْقٍ نَزَعَهُ۔

وَقَدْ ذَكَرْنَا هٰذَا الْحَدِيثَ بِإِسْنَادِهٖ فِي بَابِ اللِّعَانِ فَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفْيِهٖ لِبُعْدِ شَبَهِهٖ مِنْهُ وَلَا مَنَعَهُ مِنْ إِدْخَالِهٖ عَلَى بَنَاتِهٖ وَحُرَمِهٖ بَلْ ضَرَبَ لَهُ مَثَلًا أَعْلَمَهُ بِهٖ أَنَّ الشَّبَهَ لَا يُوجِبُ ثُبُوتَ الْأَنْسَابِ وَأَنَّ عَدَمَهُ لَا يُوجِبُ بِهٖ انْتِفَاءَ الْأَنْسَابِ فَكَذٰلِكَ ابْنُ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ لَوْ كَانَ وَطْءُ زَمْعَةَ إِيَّاهَا يُوجِبُ ثُبُوتَ نَسَبِهٖ مِنْهُ إِذًا لَمَا كَانَ لِبُعْدِ شَبَهِهٖ مِنْهُ مَعْنًى وَلَكَانَ نَسَبُهُ مِنْهُ ثَابِتًا وَلَدَخَلَ عَلَى بَنَاتِهٖ كَمَا يَدْخُلُ عَلَيْهِنَّ غَيْرُهُ مِنْ بَنِيهِ۔

۴۶۵۔ وَأَمَّا مَا احْتَجُّوا بِهٖ عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي ذٰلِكَ مِمَّا قَدْ رَوَيْنَاهُ عَنْهُمَا فَإِنَّهُ قَدْ خَالَفَهُمَا فِي ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ

۴۶۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَأْتِي جَارِيَةً لَهُ فَحَمَلَتْ فَقَالَ لَيْسَ مِنِّي إِنِّي أَتَيْتُهَا إِتْيَانًا لَا أُرِيدُ بِهِ الْوَلَدَ۔

۴۶۷۔ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْغَافِقِيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَعْزِلُ عَنْ جَارِيَةٍ فَارِسِيَّةٍ

کچھ بتایا آپ نے فرمایا کیا ان میں کوئی مٹیالے رنگ کا بھی ہے اس نے عرض کیا جی ہاں مٹیالے رنگ کا بھی ہے آپ نے فرمایا تمہارے خیال میں وہ کہاں سے آیا اس نے عرض کیا کسی رگ نے اسے کھینچا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہو سکتا ہے یہ بھی کسی رگ نے کھینچا ہو۔

اس حدیث کو ہم نے اس کی سند کے ساتھ باب لعان میں ذکر کیا ہے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ عدم مشابہت کی وجہ سے نسب کی نفی کو جائز قرار نہیں دیا اور نہ ہی اس کو اس کی بیٹیوں اور دیگر مستورات کے پاس آنے سے روکا بلکہ ایک مثال بیان فرما کر اسے بتایا کہ محض مشابہت سے نسب ثابت نہیں ہوتے اور نہ ہی مشابہت نہ ہونے سے نسب کی نفی ہوتی ہے تو زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کا بھی یہی مسئلہ ہے کہ اگر زمعہ نے اس کی ماں سے وطی کی ہے تو اس کا اس سے نسب ثابت ہوگا اور اس صورت میں عدم مشابہت کا کوئی مطلب نہیں ہوگا بلکہ اس کا نسب ہوگا اور اس کے دوسرے بیٹوں کی طرح یہ بھی اس کی بیٹیوں کے پاس جا سکتا ہے۔

اور وہ جو انہوں نے حضرت عمر فاروق اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس سلسلے میں روایت کیا ہے تو حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہم) نے ان کی مخالفت کی ہے۔

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی ایک لونڈی کے پاس تشریف لے جاتے تھے اسے حمل ٹھہر گیا انہوں نے فرمایا یہ مجھ سے نہیں کیونکہ میں اس کے پاس اس طریقے پر جاتا تھا کہ بچہ مقصود نہ ہوتا تھا (یعنی عزل کرتا تھا)

حضرت خارجہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد ایک ایرانی لونڈی سے عزل کرتے تھے پھر بھی اسے حمل ہو گیا تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور فرمایا میں نے تمہاری اولاد

فَأَمَّا عَتَقَتْ بِحَمْلٍ فَأَنْكَرَهُ وَقَالَ إِنِّي لَمْ أَكُنْ أُرِيدُ ذَلِكَ وَإِنَّمَا أَسْتَطِيبُ نَفْسَكِ فَجَلَدَهَا وَأَعْتَقَهَا وَأَعْتَقَ الْوَلَدَ.

٢٦٨- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ فَأَعْتَقَهَا وَأَعْتَقَ وَلَدَهَا.

٢٦٩- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَلَدَتْ جَارِيَةٌ لِزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ مِنِّي وَإِنِّي كُنْتُ أَعْزِلُ عَنْهَا.

فَهَذَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَدْ خَالَفَا عُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي ذَلِكَ فَقَدْ تَكَافَأَتْ أَقْوَالُهُمْ وَوَجَبَ النَّظَرُ لِنَسْتَخْرِجَ مِنَ الْقَوْلَيْنِ قَوْلًا صَحِيحًا فَرَأَيْنَا الرَّجُلَ إِذَا أَقَرَّ بِأَنَّ هَذَا وَلَدُهُ مِنْ زَوْجَتِهِ ثُمَّ نَفَاهُ بَعْدَ ذَلِكَ لَمْ يَنْتَفِ وَكَذَلِكَ لَوِ ادَّعَى أَنَّ حَمْلَهَا مِنْهُ ثُمَّ جَاءَتْ بِوَلَدٍ مِنْ ذَلِكَ الْحَمْلِ لَمْ يَكُنْ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ يَنْفِيَهُ بِلِعَانٍ وَلَا بِغَيْرِهِ لِأَنَّ نَسَبَهُ قَدْ ثَبَتَ مِنْهُ.

فَهَذَا حُكْمُ مَا قَدْ وَقَعَتْ عَلَيْهِ الدَّعْوَةُ مِمَّا لَيْسَ لِمُدَّعِيهِ أَنْ يَنْفِيَهُ بَعْدَهَا. وَرَأَيْنَاهُ لَوْ أَقَرَّ بِوَطْءِ امْرَأَتِهِ ثُمَّ جَاءَتْ بِوَلَدٍ فَنَفَاهُ كَانَ الْحُكْمُ فِي ذَلِكَ أَنْ يُلَاعَنَ بَيْنَهُمَا وَيَخْرُجُ الْوَلَدُ مِنْ نَسَبِ الزَّوْجِ وَيَلْحَقُ بِأُمِّهِ. فَلَمْ يَكُنْ إِقْرَارُهُ بِوَطْءِ

کا ارادہ نہیں کیا تھا میں تو صرف تمہیں خوش کرتا تھا پھر اسے کوڑے مارے اور آزاد کر دیا نیز بچے کو بھی آزاد کر دیا۔

حضرت ابوالزناد، حضرت خارجہ بن زید سے اور وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ اسے آزاد کر دیا اور اس کے بچے کو بھی آزاد کیا۔

حضرت قتادہ، حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے بچہ جنا تو انہوں نے فرمایا یہ میرا نہیں ہے میں تو اس سے عزل کرتا تھا۔

تو یہ حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق و حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت کی اب صحابہ کرام کے اقوال برابر برابر ہو گئے اور ہمارے لیے ضروری ہو گیا کہ غور و فکر کے ذریعے دونوں میں سے صحیح قول کو واضح کریں تو ہم نے دیکھا ایک شخص اقرار کرتا ہے کہ یہ اس کا بچہ ہے اس کی بیوی سے اس کے بعد اس کی نفی کرتا ہے تو نفی نہ ہو گی اسی طرح اگر وہ دعویٰ کرے کہ عورت کا حمل اس سے ہے پھر اس حمل سے بچہ پیدا ہو تو لعان وغیرہ کے ذریعہ اس کی نفی نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا نسب اس سے ثابت ہو گیا ہے۔

تو یہ دعویٰ کی صورت میں حکم ہے کہ اب مدعی اس کی نفی نہیں کر سکتا اور ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے وطی کا اقرار کرے پھر اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ نفی کر دے تو اس کا حکم یہ ہے کہ ان کے درمیان لعان ہو گا بچہ خاوند کے نسب سے نکل کر ماں کے ساتھ مل جائے گا تو بیوی کے ساتھ وطی کے اقرار

إقراره يجب به ثبوت النسب ما [illegible] منه ولم يكن في الحكم ما قد لزمه فليس له نفيه فلما كان هذا حكم الزوجات كان حكم الإماء أحرى أن يكون كذلك وإن أقر رجل بولد أمته أنه منه أو أقر وهي حامل أن ما في بطنها منه لزمه ولم ينتف منه بعد ذلك أبدا فإن أقر أنه قد وطئها لم يكن ذلك في حكم إقراره بولدها أنه منه بل يكون بخلاف ذلك فيكون له أن ينفيه وإن أقر بوطء أمته فحكمه لو لم يكن أقر بوطئها قياسا على ما وصفنا من الحرائر وهذا كله قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين.

سے نسب کا ثبوت ضروری نہ ہوا اور یہ اس کے حکم میں نہ ہوگا جو لازم ہوا اور اب اس کی نفی نہیں ہو سکتی۔

تو جب بیویوں کا حکم یہ ہے تو زیادہ مناسب ہے کہ لونڈیوں کا حکم بھی یہی ہو اگر کوئی شخص لونڈی کے بچے یا اس کے حمل کے بارے میں اقرار کرے کہ وہ اس کا ہے تو وہ لازم ہو جائے گا اور اس کے بعد کبھی بھی اس سے نفی نہ ہوگی اور اگر وہ وطی کا اقرار کرے تو اس بات کا اقرار نہ ہوگا کہ یہ بچہ اس کا ہے بلکہ یہ اس کے خلاف ہوگا اور وہ اس کی نفی کر سکتا ہے اور اگر وہ اپنی لونڈی سے وطی کا اقرار کرے تو یہ اقرار نہ کرنے کی طرح ہے جیسا کہ ہم نے آزاد عورتوں کے سلسلے میں بیان کیا اور یہ تمام قول حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا ہے۔

كِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ

قسموں اور کفاروں کا بیان[1]

بَابُ الْمِقْدَارِ الَّذِیْ یُعْطٰی کُلُّ مِسْکِیْنٍ مِنَ الطَّعَامِ فِی الْکَفَّارَاتِ

۴۰۰۰ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَامِرِ الْعَقَدِیُّ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ وَقَعْتُ بِاَهْلِیْ فِیْ رَمَضَانَ قَالَ لَهٗ اَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ مَا اَجِدُهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَصُمْ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ مَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا قَالَ مَا اَجِدُهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِکْتَلٍ فِیْهِ قَدْرُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ فَقَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ عَلٰی اَحْوَجَ مِنِّیْ وَاَهْلِ بَیْتِیْ قَالَ کُلْهُ اَنْتَ وَاَهْلُ بَیْتِكَ وَصُمْ یَوْمًا مَکَانَهٗ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ۔

کفارہ میں ایک مسکین کو دیئے جانے والے کھانے کی مقدار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے (بارگاہ نبوی میں) عرض کیا یا رسول اللہ! میں (رمضان المبارک کے مہینے میں) اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا ہوں آپ نے فرمایا ایک غلام / لونڈی آزاد کرو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس نہیں ہے آپ نے فرمایا دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو اس نے عرض کیا مجھے اس کی طاقت نہیں آپ نے فرمایا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کی طاقت بھی نہیں پاتا۔ (حضرت ابوہریرہ) فرماتے ہیں اس کے بعد آپ کے پاس ایک ٹوکری لائی گئی جس میں تقریباً پندرہ صاع (صاع چار کلو کا ہوتا ہے) کھجوریں تھیں آپ نے فرمایا یہ لو اور اسے صدقہ کرو اس نے عرض کیا کیا اپنے اور اپنے گھر والوں سے زیادہ محتاج لوگوں پر؟ آپ نے فرمایا تم اور تمہارے گھر والے کھاؤ اور اس کی جگہ ایک دن کا روزہ رکھو نیز اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو۔

تحقیق مسئلہ

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰی اَنَّ الْاِطْعَامَ فِیْ کَفَّارَاتِ الْاَیْمَانِ اِنَّمَا هُوَ لِکُلِّ مِسْکِیْنٍ مُدٌّ بِمُدِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

تحقیق مسئلہ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ قسموں کے کفاروں میں ہر مسکین کے لیے ایک مُد کھانا ہے کیونکہ اس حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ

[1] [illegible]

أَمَرَ الرَّجُلَ فِي الْحَدِيثِ الَّذِي ذَكَرْنَا أَنْ يُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا فَالَّذِي يُصِيبُ كُلَّ مِسْكِينٍ مِنْهُمْ مُدٌّ مُدٌّ.

قَالُوا فَقَدْ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَفَّارَاتِ الْأَيْمَانِ إِلَى مَا قُلْنَا.

فَذَكَرُوا فِي ذَلِكَ مَا ۴۷۱- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا حَازِمٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي كَفَّارَاتِ الْأَيْمَانِ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينٍ مُدٌّ بَيْضَاءُ.

۴۷۲- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.

۴۷۳- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا كَفَّرَ يَمِينَهُ فَأَطْعَمَ عَشَرَةَ مَسَاكِينَ بِالْمُدِّ الْأَصْغَرِ وَرَأَى أَنَّ ذَلِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ.

۴۷۴- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ فَوَكَّدَهَا ثُمَّ حَنِثَ فَعَلَيْهِ عِتْقُ رَقَبَةٍ أَوْ كِسْوَةُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ وَمَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَلَمْ يُوَكِّدْهَا ثُمَّ حَنِثَ فَعَلَيْهِ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينٍ مُدٌّ مِنْ حِنْطَةٍ.

۴۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو حکم دیا کہ ساٹھ مسکینوں کو پندرہ صاع کھانا دے اور ہر مسکین کو ایک ایک مُد ملے گا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ قسموں کے کفارے سے متعلق صحابہ کرام کی ایک جماعت کا یہی موقف ہے جو ہم نے کہا

انہوں نے اس سلسلے میں یوں ذکر کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں وہ قسموں کے کفاروں کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ دس مسکینوں کا کھانا ہے ہر مسکین کے لیے ایک سفید مُد ہے۔

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ قسم کا کفارہ ادا کرتے تو چھوٹے مُد کے ساتھ دس مسکینوں کو کھانا دیتے ان کے خیال میں یہ کفایت کرتا تھا۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے تھے جس نے کسی کام پر قسم کھائی پھر اسے پکا کیا اس کے بعد توڑ دیا تو اس پر ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور جس نے قسم کھائی اور اسے پکا نہیں کیا پھر توڑ دیا تو دس پر دس مسکینوں کو کھانا ہے ہر مسکین کے لیے گندم کا ایک مُد ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

(بقیہ حاشیہ) جس کا معنی وعدہ ہے اور شریعت میں کسی ایسی عبادت کو اپنے اوپر لازم کرنا جو پہلے سے لازم نہ ہو (حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ)

قال ثنا هشام عن يحيى عن أبي سلمة عن زيد بن ثابت أنه كان يقول يجزئ في كفارة اليمين مد من حنطة لكل مسكين.

۳۴۰۰- حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال أخبرني الخليل بن مرة أن يحيى بن أبي كثير حدثه فذكر بإسناده مثله.

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا لا يجزئ في الإطعام في كفارات الأيمان إلا مدين مدين لكل مسكين ويجزئ من التمر صاع كامل وكذا من الشعير.

وكان من الحجة لهم في ذلك على أهل المقالة الأولى أنه قد يجوز أن تكون النبي صلى الله عليه وسلم لما علم حاجة الرجل أعطاه ما أعطاه من التمر ليستعين به فيما وجب عليه لا على أنه جميع ما وجب عليه كالرجل يشكو إلى الرجل ضعف حاله وما عليه من الدين فيقول له خذ هذه العشرة دراهم فاقض بها دينك ليس على أنها تكون قضاء عن جميع دينه ولكن على أن تكون قضاء بمقدارها من دينه.

وقد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم مقدار ما يجب من الطعام في كفارة من الكفارات وهي ما يجب في حلق الرأس في الإحرام من أذى فجعل ذلك مدين من حنطة لكل مسكين.

۳۴۰۱- حدثنا ابن مرزوق قال ثنا بشر بن عمر الزهراني قال ثنا شعبة عن عبد الرحمن بن الأصبهاني قال سمعت عبد الله بن معقل قال قعدت إلى كعب بن عجرة في المسجد

وہ فرماتے تھے کہ قسم کے کفارے میں ہر مسکین کے لیے گندم کا ایک مد کفایت کرتا ہے۔

حضرت ابن وہب فرماتے ہیں مجھے حضرت خلیل بن مرہ نے بتایا کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے ان سے بیان کیا، پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ قسموں کے کفارے میں ہر مسکین کو دو مد کھانے کا حکم دینا جائز نہیں جبکہ کھجوروں سے ایک کامل صاع جائز ہے [illegible] اسی طرح جو سے بھی۔

اس سلسلے میں پہلے گروہ کے خلاف ان کی دلیل یہ ہے کہ ہو سکتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی حاجت کو دیکھ کر اس کو کھجوروں کی وہ مقدار عطا فرمائی ہو تاکہ وہ اپنے اوپر واجب ہونے والے کفارے کے سلسلے میں مدد حاصل کر سکے یہ بات نہیں تھی کہ اس پر صرف یہی واجب تھا یہ اس شخص کی طرح ہے جو کسی کے پاس اپنی حالت کی کمزوری اور اس قرض کا ذکر کرتا ہے جو اس کے ذمے ہے تو وہ کہتا ہے یہ دس درہم لو اور اس سے اپنا قرض ادا کرو۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس پر کل قرض اتنا درہم ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ قرض میں سے اپنی مقدار ادا کرے۔

اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کفاروں میں سے ایک کفارے میں واجب کھانے کی مقدار مروی ہے اور وہ احرام کی حالت میں کسی تکلیف کی وجہ سے سر منڈانے کی صورت میں واجب ہونے والا کفارہ ہے تو آپ نے ہر مسکین کے لیے گندم سے دو مد مقرر فرمائے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن اصبہانی فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں میں مسجد میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو میں نے ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا "پس فدیہ ہے روزہ رکھنے سے یا صدقہ

سَأَلْتُهُ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَقَالَ فِيَّ أُنْزِلَتْ حُمِلْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ الْجَهْدَ يَبْلُغُ بِكَ هٰذَا وَلَعَلَّكَ مَا أَرَى نَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَلَكُمْ عَامَّةً فَأَمَرَنِي أَنْ أَحْلِقَ رَأْسِي وَأَنْسُكَ نُسُكَةً أَوْ أَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أُطْعِمَ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ حِنْطَةٍ.

۳۷۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنِ ابْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَأَطْعِمْ فَرَقًا فِي سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ.

۳۷۹ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ قَالَ ثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ.

۳۸۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ التَّمْرَ.

۳۸۱ - حَدَّثَنَا أَبُو شُرَيْحٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ح وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ قَالَا جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُجَاهِدٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۳۸۲ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ

دینے یا قربانی ہے" انہوں نے فرمایا یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے مجھے اٹھا کر بارگاہ نبوی میں لایا گیا۔ اور جوئیں میرے چہرے پر پھیلی ہوئی تھیں آپ نے فرمایا مجھے یہ گمان نہ تھا کہ تمہیں اس قدر تکلیف پہنچے گی تو یہ خاص میرے بارے میں نازل ہوئی لیکن اس کا حکم تم سب کے لیے عام ہے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں سر منڈواؤں اور قربانی دوں یا تین دن کے روزے رکھوں یا چھ مسکینوں کو یوں کھانا کھلاؤں کہ ہر مسکین کے لیے نصف صاع گندم ہو۔

حضرت عبد اللہ بن معقل، حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے یوں فرمایا کہ ایک فرق وہ (تین صاع کا پیمانہ) چھ مسکینوں کو کھلا دو۔

حضرت عامر شعبی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی مثل بیان کیا البتہ انہوں نے فرمایا ہر مسکین کے لیے نصف صاع کھجوریں ہیں۔

حضرت ابولیلی، حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے کھجوروں کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت سفیان ثوری اور حضرت وہب دونوں حضرت ابو ایوب سے اور وہ حضرت مجاہد (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت عبد الکریم جزری حضرت مجاہد

عن عبيد الله بن عمرو عن عبد الكريم الجزري عن مجاهد فذكر باسناده مثله۔

سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۴۸۳۔ حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا ابو داود قال ثنا هشيم عن ابي بشر عن مجاهد فذكر باسناده مثله۔

حضرت ابوالبشر، حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا

۴۸۴۔ حدثنا اسمعيل بن يحيى المزني قال ثنا محمد بن ادريس قال انا مالك عن حميد بن قيس عن مجاهد فذكر باسناده مثله۔

حضرت حمید بن قیس، حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۴۸۵۔ حدثنا يزيد قال ثنا سعيد بن سليمان الجحدري قال ثنا ابن عون عن مجاهد فذكر باسناده مثله۔

حضرت ابن عون، حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۴۸۶۔ حدثنا يزيد قال ثنا ابو عاصم قال انا ابن جريج قال اخبرني عمرو بن دينار عن يحيى بن جعدة عن كعب بن عجرة عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله۔

حضرت یحییٰ بن جعدہ، حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں

۴۸۷۔ حدثنا يونس قال ثنا عبد الله بن نافع قال ثني اسامة بن زيد الليثي عن محمد بن كعب القرظي عن كعب بن عجرة عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله وزاد وقد علم انه ليس عندي ما انسك به۔

حضرت محمد بن کعب قرظی، حضرت کعب بن عجرہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ یہ اضافہ فرمایا کہ آپ کو معلوم ہو چکا تھا کہ میرے پاس قربانی دینے کے لیے کچھ نہیں

۴۸۸۔ حدثنا يونس قال انا ابن وهب ان مالكا حدثه عن عبد الكريم بن مالك الجزري عن مجاهد عن عبد الرحمن ابن ابي ليلى عن كعب بن عجرة عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله غير انه لم يذكر الزيادة التي فيه على ما في الاحاديث التي قبله۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، حضرت کعب بن عجرہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے اس اضافہ کا ذکر نہیں جو گزشتہ احادیث میں ہے۔

فكان الذي امره به النبي صلى الله

تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی

غَيْرِهِ مُسْتَفِيدٌ مِنَ الْإِطْعَامِ فِي هٰذِهِ وَالْآثَارُ عَنْهُ تَوَاتَرَتْ
عَنْهُ بِنِصْفِ صَاعٍ مِنْ حِنْطَةٍ لِكُلِّ مِسْكِينٍ فَأَجْمَعُوا
عَلَى الْعَمَلِ بِذٰلِكَ فِي كَفَّارَةِ حَلْقِ الرَّأْسِ.
وَجَاءَ عَنْهُ فِي إِطْعَامِ الْمَسَاكِينِ فِي
الظِّهَارِ مِنَ التَّمْرِ.

۴۸۹ - فَمَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا فَرْوَةُ عَنْ أَبِي
الْمُغِيرَةِ قَالَ أَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ
يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي
خَوْلَةُ ابْنَةُ مَالِكِ بْنِ ثَعْلَبَةَ أُخْتُ عُبَادَةَ
بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَعَانَ زَوْجَهَا حِينَ ظَاهَرَ مِنْهَا بِعَرَقٍ
مِنْ تَمْرٍ وَأَعَانَتْهُ هِيَ بِعَرَقٍ آخَرَ وَذٰلِكَ
سِتُّونَ صَاعًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقِي بِهِ وَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَ
ارْجِعِي إِلَى زَوْجِكِ.

فَانْظُرْ عَلَى مَا كَانَ أَنْ يَكُونَ
كَذٰلِكَ إِطْعَامُ كُلِّ مِسْكِينٍ فِي كُلِّ الْكَفَّارَاتِ
مِنَ الْحِنْطَةِ نِصْفُ صَاعٍ وَمِنَ التَّمْرِ صَاعٌ.

وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ كَثِيرٍ مِنْ أَصْحَابِ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۹۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا أَبُو
مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ
عَنْ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ قَالَ لِي عُمَرُ إِنِّي أَحْلِفُ
أَنْ لَا أُعْطِيَ أَقْوَامًا ثُمَّ يَبْدُو لِي أَنْ أُعْطِيَهُمْ
فَإِذَا رَأَيْتَنِي فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَطْعِمْ عَنِّي عَشَرَةَ
مَسَاكِينَ كُلَّ مِسْكِينٍ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ.

۴۹۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ
بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

متواتر روایات کے مطابق آپ نے ان کو کھانا دینے کے سلسلے میں جو حکم فرمایا وہ ہر مسکین کے لیے نصف صاع گندم ہے اور سر منڈانے کے کفارے کے سلسلے میں اس پر اجماع ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کفارہ ظہار میں مسکین کو کھجوریں کھلانے کے بارے میں بھی احادیث مروی ہیں۔

حضرت یوسف بن عبد اللہ بن سلام فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عبادہ بن صامت کے بھتیجے حضرت مالک کی صاحبزادی حضرت خولہ (رضی اللہ عنہم) نے بیان کیا کہ جب ان کے خاوند نے ظہار کیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے ایک ٹوکرے کے ساتھ اور خود انہوں نے بھی ایک ٹوکرے کے ساتھ ان کی مدد کی اور یہ ساٹھ صاع تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے صدقہ کرو اور (حضرت خولہ سے) فرمایا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے خاوند کی طرف لوٹ جاؤ۔

تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ تمام کفاروں میں اسی طرح ہو ہر مسکین کے لیے گندم سے نصف صاع اور کھجوروں سے ایک صاع ہو۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

حضرت یسار بن نمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ کچھ لوگوں کو عطا نہیں کروں گا پھر میرے لیے واضح ہوتا ہے کہ ان کو کچھ دوں جب میں ایسا کرنا چاہتا ہوں تو اپنی طرف سے دس مسکینوں کو کھانا کھلاتا ہوں ہر مسکین کو کھجوروں کا ایک صاع دیتا ہوں۔

حضرت ابو وائل، حضرت یسار بن نمیر سے اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں

عن يسار بن نمير عن عمر مثله غير انه قال عشرة مساكين لكل مسكين بنصف صاع من حنطة او صاع من تمر.

البتہ انہوں نے فرمایا کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلاتا ہوں ہر مسکین کو گندم کا نصف صاع یا کھجوروں کا ایک صاع دیتا ہوں)

۴۹۲ - حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو داؤد قال ثنا شعبة عن منصور قال سمعت ابا وائل عن يسار فذكر باسناده مثله وزاد او صاعا من تمر او صاعا من شعير.

حضرت منصور فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو وائل سے سنا وہ حضرت یسار سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا اور یہ اضافہ فرمایا "یا ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جو"۔

۴۹۳ - حدثنا ابو بكرة قال ثنا مؤمل قال ثنا سفيان عن منصور عن ابي وائل عن يسار مثله.

حضرت سفیان، حضرت منصور سے وہ حضرت ابو وائل سے اور وہ حضرت یسار (رضی اللہ عنہم) سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں)

۴۹۴ - حدثنا ابو بكرة قال ثنا هلال بن يحيى قال ثنا ابو يوسف عن الاعمش عن ابي وائل عن يسار مثله.

حضرت اعمش، حضرت ابو وائل سے اور وہ حضرت یسار سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۴۹۵ - حدثنا ابن ابي عمران قال ثنا بشر بن الوليد وعلي بن صالح قالا ثنا ابو يوسف عن ابن ابي ليلى عن عمرو بن مرة عن عبد الله بن سلمة عن علي في كفارات الايمان فذكر نحوا مما روي عن عمر.

حضرت عبداللہ بن سلمہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے قسموں کے کفاروں کے بارے میں روایت کرتے ہوئے اس کی مثل ذکر کرتے ہیں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۴۹۶ - حدثنا فهد قال ثنا ابو نعيم قال ثنا حسين بن صالح عن مسلم عن مجاهد عن ابن عباس في كفارة اليمين قال نصف صاع من حنطة.

حضرت مجاہد، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قسم کے کفارہ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا گندم سے نصف صاع ہے۔

وهذا خلاف ما روينا عن ابن عباس في الفصل الذي قبل هذا فهذا عمر وعلي رضي الله عنهما قد جعلا الاطعام في كفارات الايمان من حنطة مدين مدين لكل مسكين ومن الشعير والتمر صاعا صاعا فكذلك نقول وكذلك كل اطعام في كفارة او غيرها هذا مقداره على ما اجمع من كفارة الاذى.

یہ روایت، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کے خلاف ہے جو اس سے پہلے باب سے مروی ہے تو حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے قسموں کے کفاروں میں ہر مسکین کے لیے گندم سے دو دو مد مقرر فرمایا جبکہ جو اور کھجوروں سے ایک ایک صاع مقرر کیا ہم بھی یہی بات کہتے ہیں اسی طرح جہاں بھی کھانا کھلانا ہو کفارہ ہو یا غیر کفارہ اس کی یہی مقدار ہے جیسا کہ کم از کم کفارہ کے سلسلے میں اس پر اجماع ہے۔

وَقَدْ ثَبَتَ بِذٰلِكَ أَيْضًا مَا قَدْ بَيَّنَّاهُ فِي كِتَابِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ مِنْ مِقْدَارِ مَا ذَكَرْنَا فِي ذٰلِكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مِنْ بَعْدِهٖ۔
وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيْفَةَ وَأَبِي يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ۔

جو کچھ ہم نے صدقہ فطر کی کتاب میں اس کی مقدار بیان کی ہے اور اس سلسلے میں جو کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا وہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔

یہی حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔

بَابُ ١٩٨ الرَّجُلِ يَحْلِفُ أَنْ لَّا يُكَلِّمَ رَجُلًا شَهْرًا كَمْ عَدَدُ ذٰلِكَ الشَّهْرِ مِنَ الْأَيَّامِ

کسی سے مہینہ بھر کلام نہ کرنے کی قسم کھانا

۴۹۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ إِسْمٰعِيْلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَنَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ إِصْبَعًا۔

حضرت محمد بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ اس طرح، اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے (یعنی تین بار ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ کیا) اور تیسری بار ایک انگلی کو کم رکھا۔

۴۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُوْرٍ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ أَبِي الضُّحٰى الشَّهْرَ فَقَالَ بَعْضُنَا تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ وَقَالَ بَعْضُنَا ثَلٰثُوْنَ قَالَ أَبُو الضُّحٰى حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْنَ وَعِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ أَهْلُهَا فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَعِدَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي غُرْفَةٍ لَهٗ فَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ انْصَرَفَ فَدَعَاهُ بِلَالٌ

حضرت ابو یعفور فرماتے ہیں ہم نے حضرت ابوالضحیٰ کے پاس مہینے کے بارے میں مذاکرہ کیا بعض حضرات کہنے لگے انتیس دن ہوتے ہیں اور بعض حضرات نے فرمایا تیس دن ہیں حضرت ابوالضحیٰ نے فرمایا ہم سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا فرماتے ہیں ہم نے ایک دن یوں صبح کی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رو رہی تھیں اور ان میں سے ہر ایک کے پاس ان کے گھر والے تھے (...ہیں) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (بالاخانے میں) حاضر ہو گئے سلام پیش کیا تو کسی نے جواب نہ دیا پھر سلام پیش کیا تو کسی نے جواب نہ دیا جب یہ حالت دیکھی تو واپس لوٹ گئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو بلایا آپ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے عرض کیا کیا آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی؟ آپ نے فرمایا "نہیں" بلکہ میں نے ان سے ایک

فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَدَخَلَ عَلٰى نِسَائِهِ۔

مہینے کے لیے ایلاء کیا ہے (قریب نہ جانے کی قسم کھائی ہے) انتیس دن ٹھہرنے کے بعد آپ نیچے اترے اور ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے؟

۴۹۹ ـ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ إِدْرِيْسَ قَالَ ثَنَا آدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَخَنَسَ إِبْهَامَهُ فِي الثَّالِثَةِ۔

حضرت جبلہ بن سحیم فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا فرماتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے ہاتھوں کے ساتھ اشارہ فرماتے ہوئے) فرمایا مہینہ اس طرح ہوتا ہے تیسری بار آپ نے انگوٹھے کو ساتھ ملا لیا (یعنی پہلی اور دوسری بار دس دس انگلیوں کے ساتھ اور تیسری بار نو انگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا گویا انتیس دن کا اشارہ تھا۔

۵۰۰ ـ حَدَّثَنَا بَكْرٌ قَالَ ثَنَا آدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت سعید بن عمرو فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل ذکر کرتے ہیں۔

---

۵۰۱ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے جب تم اسے دیکھو تو روزہ رکھو اور جب اسے (عید کے چاند کو) دیکھو تو روزہ افطار کرو اور اگر چاند (بادلوں کی وجہ) چھپ جائے تو (مہینے کا) اندازہ کرو (تیس دن پورے کرو)

وَقَدْ ذَكَرْنَا فِيْ هٰذَا أَيْضًا آثَارًا فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا۔

اس سلسلے میں ہم نے اسی کتاب میں اس سے پہلے بھی روایات ذکر کی ہیں۔

۵۰۲ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحَكَمِ السُّلَمِيَّ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلٰى مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ الشَّهْرُ تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ۔

حضرت ابوالحکم سلمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے ایک مہینے کا ایلاء کیا پھر آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

۵۰۳ ـ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ

حضرت ابوسلمہ سے مروی ہے انہوں نے حضرت

صالح الوحاظي قال ثنا معاوية بن سلام قال ثنا يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة أنه سمع عبد الله بن عمر يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الشهر تسع وعشرون.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا فرماتے تھے میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا مہینہ (کبھی) انتیس دن کا ہوتا ہے۔

۵۰۴۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا روح بن عبادة قال ثنا ابن جريج قال أخبرني يحيى بن عبد الله بن محمد بن صيفي أن عكرمة بن عبد الرحمن أخبره أن أم سلمة أخبرته أن النبي صلى الله عليه وسلم حلف أن لا يدخل على بعض أهله شهرا فلما مضى تسع وعشرون يوما غدا عليهم أو راح فقيل له حلفت يا نبي الله أن لا تدخل عليهن شهرا فقال إن الشهر تسع وعشرون يوما.

حضرت عکرمہ بن عبد الرحمن سے مروی ہے ان کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک اپنی بعض ازواج مطہرات کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی جب انتیس دن گزر گئے تو صبح یا شام کے وقت آپ تشریف لائے عرض کیا گیا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ان کے پاس ایک مہینہ نہ جانے کی قسم کھائی تھی آپ نے فرمایا (یہ) مہینہ انتیس دن کا ہے۔

۵۰۵۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا روح بن عبادة قال ثنا زكريا بن إسحق قال ثنا أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله يقول هجر رسول الله صلى الله عليه وسلم نساءه شهرا وكان يكون في العلو ويكن في السفل فنزل إليهن في تسع وعشرين فقال رجل إنك مكثت تسعا وعشرين ليلة فقال إن الشهر هكذا وهكذا بأصابع يديه وهكذا أو قبض في الثالثة إبهامه.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو ایک مہینے تک چھوڑنے کی قسم کھائی اور آپ بالاخانے میں تھے اور وہ نچلی منزل میں تھیں انتیس دن بعد آپ ان کے پاس تشریف لائے تو ایک صحابی نے عرض کیا آپ انتیس ... ٹھہرے ہیں آپ نے انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا مہینہ اس طرح اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے تیسری بار انگوٹھے کو ملا لیا۔

۵۰۶۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا روح قال ثنا ابن جريج قال أخبرني أبو الزبير أنه سمع جابرا يذكر مثله.

حضرت ابوالزبیر فرماتے ہیں انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۵۰۷۔ حدثنا نصر بن مرزوق قال ثنا علي بن معبد قال ثنا إسمعيل بن جعفر عن حميد

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک

عن انس قال آلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من نسائه فاقام في مشربة تسعا وعشرين ثم نزل فقالوا يا رسول الله آليت شهرا فقال الشهر تسع وعشرون.

ازواج مطہرات کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی، آپ انتیس دن بالاخانے میں ٹھہرے رہے پھر نیچے تشریف لائے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے تو ایک مہینے کی قسم کھائی تھی آپ نے فرمایا (یہ) مہینہ انتیس دن کا ہے۔

تحقیق مسئلہ

قال ابو جعفر رحمه الله فذهب قوم الى ان الرجل اذا حلف لا يكلم رجلا شهرا فكلمه بعد مضي تسعة وعشرين يوما انه لا يحنث.

واحتجوا في ذلك بهذه الآثار.

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا ان كان حلف مع رؤية الهلال فهو على ذلك الشهر الذي كان ثلاثين يوما او تسعا وعشرين يوما وان كان حلف في بعض شهر فيمينه على ثلاثين يوما.

واحتجوا في ذلك بالحديث الذي ذكرناه في اول هذا الباب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الشهر تسع وعشرون فاذا رأيتموه فصوموا واذا رأيتموه فافطروا فان غم عليكم فاكملوا ثلاثين يوما افلا تراه قد اوجب عليهم اذا غم ثلاثين وجعله على الكمال حتى يروا الهلال قبل ذلك وكذلك فعل ايضا في شعبان امر بالصوم بعد ما يرى هلال شهر رمضان فاذا اغمي عليهم لم يصوموا وكان شعبان على الثلاثين الا ان ينقطع ذلك برؤية الهلال.

وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك غير ما في الآثار الاول.

تحقیق مسئلہ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ اگر کوئی شخص قسم اٹھائے کہ وہ کسی دوسرے شخص سے ایک مہینے تک کلام نہیں کرے گا پھر انتیس دن گزرنے کے بعد کلام کرے تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔

انہوں نے اس سلسلے میں ان (مذکورہ بالا) روایات سے استدلال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں اگر اس نے چاند دیکھتے ہی قسم کھائی تھی تو وہ اس مہینے سے متعلق ہوگی وہ تیس دن کا ہو یا انتیس دن کا اور اگر اس مہینے کے کچھ دن گزرنے پر قسم کھائی تھی تو اس کی قسم تیس دن کے لیے ہوگی۔

انہوں نے اس ضمن میں اس حدیث سے استدلال کیا جس کو ہم نے اس باب کے شروع میں ذکر کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے جب تم اسے (چاند کو) دیکھو تو روزہ رکھو اور جب اسے (عید کے چاند کو) دیکھو تو روزہ رکھنا ترک کرو اگر وہ چھپ جائے تو تیس دن پورے کرو تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ چاند کے چھپ جانے کی صورت میں آپ نے تیس دن مقرر فرمائے اور اسے کامل مہینہ قرار دیا حتیٰ کہ وہ چاند دیکھ لیں اسی طرح شعبان کے سلسلے میں بھی کہا کہ ماہ رمضان کا چاند دیکھنے کے بعد روزہ رکھنے کا حکم دیا اور جب وہ ان پر مخفی ہو تو روزہ نہ رکھیں اور شعبان تیس دن کا ہوگا مگر یہ کہ چاند دکھائی دینے کی وجہ سے یہ مدت کم ہو جائے۔

اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی روایات کے علاوہ بھی (روایات) مروی ہیں۔

۵۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الْوَهْبِيُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَلَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَهْجُرَنَّ شَهْرًا فَدَخَلَ عَلَيْنَا لِتِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّمَا أَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ لَا يَتِمُّ۔

فَأَخْبَرَ أَنَّهُمَا إِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ لِنُقْصَانِ الشَّهْرِ فَهٰذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ كَانَ حَلَفَ عَلَيْهِنَّ مَعَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ كَمَا يَقُولُونَ وَقَدْ رُوِيَ فِي هٰذَا مَا هُوَ أَبْيَنُ مِنْ هٰذَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک ہمیں چھوڑے رکھنے کی قسم کھائی پھر انتیس دن بعد ہمارے پاس تشریف لائے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم سے ایک مہینہ تک کلام نہیں فرمائیں گے اور آپ نے انتیس دن پورے کیے آپ نے فرمایا یہ مہینہ پورا نہیں ہے۔

تو آپ نے بتایا کہ آپ نے مہینے کے کم ہونے کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے چاند دیکھتے ہی ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی تھی ہم بھی یہی بات کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں اس سے بھی زیادہ واضح روایات ہیں۔

۵۰۹۔ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ وَقَوْلُهُمْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَا وَاللّٰهِ مَا كَذٰلِكَ قَالَ أَنَا وَاللّٰهِ أَعْلَمُ بِمَا كَانَ فِي ذٰلِكَ إِنَّمَا قَالَ حِينَ هَجَرَنَا لَأَهْجُرَنَّكُنَّ شَهْرًا فَجَاءَ حَتّٰى ذَهَبَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ شَهْرًا وَإِنَّمَا غِبْتَ عَنَّا تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً فَقَالَ إِنَّ شَهْرَنَا هٰذَا كَانَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ يَمِينَهُ كَانَتْ مَعَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ هٰذَا شَيْءٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں صحابہ کرام کا قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے اللہ کی قسم! آپ نے یوں نہیں فرمایا آپ نے جب ہمیں چھوڑا تو فرمایا میں تمہیں ایک مہینے تک چھوڑے رکھوں گا پھر انتیس راتیں گزرنے کے بعد آپ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ نے ایک مہینے کی قسم کھائی تھی جب کہ آپ ہم سے انتیس راتیں غائب رہے آپ نے فرمایا ہمارا یہ مہینہ انتیس راتوں کا تھا تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ نے چاند دیکھتے ہی قسم کھائی تھی اس سلسلے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی کچھ مروی ہے۔

۵۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ وَابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَا ثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ ثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ سِمَاكٍ أَبِي زُمَيْلٍ قَالَ ثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ ثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نسائہ وانہ نزل لتسع وعشرین وقال ان الشہر قد یکون تسعا وعشرین۔

۵۱۱۔ وقد روی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک ما حدثنا ابن مرزوق قال ثنا ہارون بن اسمعیل قال ثنا علی بن المبارک قال ثنا یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ حدثہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ان الشہر یکون تسعا وعشرین ویکون ثلثین واذا رایتموہ فصوموا واذا رایتموہ فافطروا فان غم علیکم فاکملوا العدۃ۔

فاخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذا الحدیث انہ انما یکون تسعا وعشرین برؤیۃ الہلال قبل الثلاثین فدلت ہذہ الاثار لما کشفت عما ذکرنا۔

وہذا قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمہم اللہ۔

وقد روی ذلک ایضا عن الحسن

۵۱۲۔ حدثنا ابو بکرۃ قال ثنا معاذ بن معاذ عن اشعث عن الحسن فی رجل نذر ان یصوم شہرا قال ان ابتدأ برؤیۃ الہلال صام برؤیتہ وافطر برؤیتہ وان ابتدأ فی بعض الشہر صام ثلثین یوما واللہ تعالی اعلم۔

ہے ایلاء کا ذکر کیا اور یہ کہ آپ انتیس دن بعد نیچے تشریف لائے اور فرمایا کبھی مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔

بواسطہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حضرت ابو سلمہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض اوقات مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا تو جب تم اسے (چاند کو) دیکھو تو روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر عید کرو اگر وہ تم پر چھپ جائے تو گنتی پوری کرو۔

تو اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ (مہینہ) تیس دن سے پہلے چاند نظر آنے کی صورت میں انتیس دن کا ہوتا ہے یہ روایات ہمارے بیان سے ظاہر ہونے والی بات پر دلالت کرتی ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

اس سلسلے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے حضرت اشعث نے حضرت حسن سے ایک شخص کے بارے میں روایت کیا جس نے ایک مہینہ روزہ رکھنے کی نذر مانی آپ نے فرمایا اگر وہ چاند کے ساتھ ابتدا کرے تو چاند دیکھ کر شروع کرے اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑ دے اور مہینے کی درمیان شروع کرے تو تیس دن روزہ رکھے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

باب الرجل یوجب علی نفسہ ان یصلی فی مکان فیصلی

کسی معین جگہ میں نماز پڑھنے کی نذر مان کر دوسری جگہ نماز پڑھنے

فِيْ غَيْرِهِ

۵۱۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَبِيبٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي نَذَرْتُ إِنْ فَتَحَ اللهُ عَلَيْكَ مَكَّةَ أَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ هٰهُنَا فَأَعَادَهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَأْنَكَ إِذًا.

تحقیق مسئلہ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ الَّذِي نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ أَنْ يُصَلِّيَ فِي غَيْرِهِ. فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ مَنْ جَعَلَ لِلّٰهِ عَلَيْهِ أَنْ يُصَلِّيَ فِي غَيْرِهِ أَجْزَأَهُ ذٰلِكَ.

وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ أَبَا يُوسُفَ قَدْ قَالَ فِي إِمْلَائِهِ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَوْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْزَأَهُ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ صَلَّى فِي مَوْضِعٍ الصَّلَاةُ فِيهِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي أَوْجَبَ الصَّلَاةَ فِيهِ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ

کا حکم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فتح مکہ کے دن ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مکہ مکرمہ کو فتح فرمایا تو میں بیت المقدس میں نماز پڑھوں گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اسی جگہ نماز پڑھ تو اس نے دو یا تین بار یہی سوال کیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب جیسے چاہو کرو

تحقیق مسئلہ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نذر ماننے والے کو حکم دیا کہ وہ اس کے علاوہ کسی جگہ نماز پڑھ لے۔ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے نذر مانے تو کسی دوسرے مقام پر نماز پڑھنا کافی ہے۔

انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے البتہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اپنی املاء میں فرمایا کہ جس نے بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نذر مانی پھر مسجد حرام یا مسجد نبوی میں نماز پڑھی تو اس کے لیے یہ کفایت کرتی ہے کیونکہ اس نے ایسے مقام پر نماز پڑھی ہے جو اس جگہ سے افضل ہے جہاں نماز پڑھنے کو اس نے اپنے اوپر واجب کیا ہے اور جو شخص مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی نذر مانے پھر بیت المقدس میں نماز پڑھے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اس نے ایسی جگہ نماز پڑھی ہے جس میں نماز

نَذَرَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَصَلَّى فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ يُجْزِهِ ذٰلِكَ لِاَنَّهُ صَلَّى فِي مَكَانٍ لَيْسَ لِلصَّلٰوةِ فِيْهِ مِنَ الْفَضْلِ مَا لِلصَّلٰوةِ فِي ذٰلِكَ الْمَكَانِ الَّذِي اَوْجَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الصَّلٰوةَ فِيْهِ. وَاحْتَجَّ فِي ذٰلِكَ بِمَا رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کی وہ فضیلت نہیں جو اس جگہ میں ہے جہاں نماز پڑھنا اس نے اپنے اوپر لازم کیا تھا۔

انہوں نے اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایات سے استدلال کیا ہے۔

۵۱۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي عَبْدِ الْعَزِيْزِ الرُّبَيْدِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا میری اس مسجد میں نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ دیگر مقامات میں ایک ہزار نماز سے افضل ہے۔

---

۵۱۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا مَكِّيٌّ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْجَارُوْدِ قَالَ ثَنَا مَكِّيٌّ قَالَا ثَنَا مُوْسَى بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

---

۵۱۶ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ الْحِمَّانِيُّ قَالَ ثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُوْسَى الْجُهَنِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

---

۵۱۷ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتی ہیں۔

---

۵۱۸ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اللَّيْثُ قَالَ ثَنِي نَافِعٌ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

حضرت لیث فرماتے ہیں مجھ سے حضرت نافع نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۵۱۹ - حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ الْجِيْزِيُّ قَالَ ثَنَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم

حَدَّثَنَا ابْنُ غَالِبٍ قَالَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ قَالَ مُوسَى وَحَدَّثَنِي هٰذَا الْحَدِيثَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

۵۲۰۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ قَالَ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

۵۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

۵۲۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو اُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

۵۲۳۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ ثَنَا اُنَيْسُ بْنُ عُبَيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا اَبُو عَامِرٍ ح وَحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ ثَنَا اَفْلَحُ قَالَ ثَنِي اَبُو بَكْرِ بْنُ حَزْمٍ عَنْ سَلْمَانَ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

۵۲۴۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ بن عقبہ (راوی) فرماتے ہیں مجھ سے یہ حدیث ابو عبد اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کی وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت قزعہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت سعید بن مسیب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابو سلمہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت سلمان اغر، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابو عبد اللہ اغر، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

وسلم مثله

۵۲۵- حدثنا یونس قال ثنا انس بن عیاض عن محمد بن عمرو وعن سلمان الاغر عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم مثله۔

حضرت محمد بن عمرو حضرت سلمان اغرؒ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۵۲۶- حدثنا ابو امیة قال ثنا خالد بن مخلد القطرانی قال ثنا سلیمان بن بلال قال ثنی عبد الله بن سلمان عن ابیه عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم مثله۔

حضرت عبد اللہ بن سلمان، اپنے والد سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۵۲۷- حدثنا محمد بن خزیمة قال ثنا القعنبی قال ثنا محمد بن هلال عن ابیه عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم مثله۔

حضرت محمد بن ہلال اپنے والد سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۵۲۸- حدثنا ابن ابی داود قال ثنا علی بن عیاش قال ثنا اسمعیل بن عیاش قال ثنی یحیی بن سعید قال سالت ابا صالح هل سمعت ابا هریرة یذکر فضل الصلوة فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا ولکن حدثنی ابراهیم بن عبد الله بن قارظ انه سمع ابا هریرة یحدث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فذکر مثله۔

حضرت یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا ذکر سنا انہوں نے فرمایا نہیں، البتہ مجھ سے حضرت ابراہیم بن عبد اللہ بن قارظ نے بیان کیا انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (روایت کرتے ہوئے) بیان کرتے تھے انہوں نے اس گزشتہ حدیث کی مثل ذکر کیا۔

تحقیق مسئله

قال ابو جعفر فهذا رسول الله صلی الله علیه وسلم قد فضل الصلوة فی مسجده علی الصلوة فی غیره بالف صلوة غیر المسجد الحرام فاحتمل ان یکون لا فضل للصلوة فی المسجد الحرام علی الصلوة فی مسجده او تکون الصلوة فی احدهما افضل من

تحقیق مسئلہ

حضرت ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں نماز کو مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل قرار دیا۔ تو اس بات کا احتمال ہے کہ مسجد نبوی میں پڑھی جانے والی نماز پر مسجد حرام کی نماز کو فضیلت نہ ہو یا ان میں سے ایک مسجد کی نماز دوسری مسجد میں پڑھی جانے والی نماز سے

الصلاة في الآخر، فنظرنا في ذلك.

۵۲۹- فإذا ابن أبي داود قد حدثنا قال ثنا مسدد قال ثنا حماد بن زيد عن حبيب المعلم عن عطاء بن الزبير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه من المساجد إلا المسجد الحرام وصلاة في ذلك أفضل من مائة صلاة في هذا.

۵۳۰- حدثنا محمد بن النعمان قال ثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال لي زياد بن سعد قال لي سليمان بن عتيق قال سمعت عبد الله بن الزبير على المنبر يقول سمعت عمر بن الخطاب فذكر مثله ولم يرفعه.

قال سفيان فيرون أن الصلاة في المسجد الحرام أفضل من مائة ألف صلاة فيما سواه من المساجد إلا في مسجد الرسول الله صلى الله عليه وسلم فإنه فضل عليه بمائة صلاة.

۵۳۱- حدثنا يونس قال ثنا علي بن معبد قال ثنا عبيد الله بن عمرو عن عبد الكريم بن مالك عن عطاء بن أبي رباح عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام وصلاة في المسجد الحرام أفضل من مائة ألف صلاة فيما سواه.

قال فلما كان فضل الصلاة في بعض هذه المساجد على بعض كما قد ذكر في هذه الآثار ثم يخرج من أوجب على نفسه صلاة في شيء منها إلا أن يصليها حيث أوجب

افضل ہو۔ تو ہم نے اس سلسلے میں غور کیا۔

حضرت عطاء بن زبیر (یا عطاء بن ابو الزبیر) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد میں نماز دیگر مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے کیونکہ اس میں پڑھی جانے والی نماز اس (مسجد نبوی) کی ایک سو نمازوں سے افضل ہے۔

حضرت سلیمان بن عتیق فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے منبر پر سنا فرماتے تھے میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا پھر انہوں نے اس کی مثل لیکن غیر مرفوع ذکر کیا (یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے)

حضرت سفیان فرماتے ہیں فقہاء کرام مسجد حرام میں نماز کو دیگر مساجد کی ایک لاکھ نمازوں کے برابر سمجھتے ہیں البتہ مسجد نبوی کی سو نمازوں کا درجہ اس کی ایک نماز کے برابر ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد میں نماز مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے اور مسجد حرام میں نماز دیگر مساجد کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے تو جب ان میں سے بعض مساجد کے مقابلے میں دیگر مساجد میں نماز کو فضیلت حاصل ہے جیسا کہ ان روایات میں ذکر کیا گیا تو وہ شخص جو اپنے اوپر نماز کو واجب کرتا ہے وہ صرف اسی جگہ جہاں کی اس نے نذر مانی ہے یا اس سے افضل جگہ

اَوْ فِيْمَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْهُ مِنَ الْمَوَاضِعِ

وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٍ عَلٰى اَهْلِ هٰذَا الْقَوْلِ اَنَّ مَعْنٰى قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِنَّمَا ذٰلِكَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ لَا عَلَى النَّفْلِ.

اَلَا تَرٰى اِلٰى قَوْلِهٖ فِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ لَاَنْ اُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ وَقَوْلِهٖ فِيْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ خَيْرُ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ حِيْنَ اَرَادَ اَنْ يَّقُوْمَ بِهِمْ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي التَّطَوُّعِ وَقَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ مِنْ هٰذِهِ الْاٰثَارِ فَلَمَّا رُوِيَ ذٰلِكَ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا كَانَ تَصْحِيْحُ الْاٰثَارِ يُوْجِبُ اَنَّ الصَّلٰوةَ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ لَهَا الْفَضْلُ عَلَى الصَّلَوَاتِ فِي الْبُيُوْتِ هِيَ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ هِيَ خِلَافُ هٰذِهِ الصَّلٰوةِ وَهِيَ الْمَكْتُوْبَةُ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ فَسَادُ مَا احْتَجَّ بِهٖ اَبُوْ يُوْسُفَ وَثَبَتَ اَنَّ مَنْ اَوْجَبَ عَلٰى نَفْسِهٖ صَلٰوةً فِيْ مَكَانٍ فَصَلَّاهَا فِيْ غَيْرِهٖ اَجْزَاَهٗ فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ الْاٰثَارِ.

وَاَمَّا وَجْهُهٗ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ فَاِنَّا رَاَيْنَا الرَّجُلَ اِذَا قَالَ لِلّٰهِ عَلَيَّ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَالصَّلٰوةُ الَّتِيْ اَوْجَبَهَا قُرْبَةٌ حَيْثُ مَا كَانَتْ وَهِيَ عَلَيْهِ وَاجِبَةٌ ثُمَّ اَرَدْنَا اَنْ نَّنْظُرَ فِي الْمَوْطِنِ الَّذِيْ اَوْجَبَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَنْ يُّصَلِّيَهَا فِيْهِ هَلْ يَجِبُ

نماز پڑھ سکتا ہے۔

اس قول والوں کے خلاف حضرت امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کی دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی "میری اس مسجد میں ایک نماز دیگر مساجد کی ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے" کا معنی یہ ہے کہ اس سے فرض نمازیں مراد ہیں نوافل مراد نہیں۔

کیا تم حضرت عبداللہ ابن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ کے اس قول کو نہیں دیکھتے کہ مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے زیادہ پسند ہے۔ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ کا ارشاد گرامی کہ انسان کی بہترین نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھی جائے سوائے فرائض کے، اور آپ نے یہ بات اس وقت فرمائی جب آپ نے ارادہ فرمایا کہ رمضان المبارک میں ان کو نوافل پڑھائیں یہ بات ہم نے ان روایات کے ضمن میں دوسری جگہ بیان کی تو جب یہ روایات میں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تو روایات کی تصحیح سے لازم آتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جس نماز کو گھر کی نمازوں پر فضیلت حاصل ہے وہ اس نماز کے خلاف ہے یعنی وہ فرض نماز ہے تو اس سے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے استدلال کا فساد ثابت ہو گیا اور یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ جو شخص کسی جگہ نماز پڑھنے کی نذر مانے پھر دوسری جگہ پڑھے تو اس کے لیے یہ جائز ہے روایات کے طریقے پر اس باب کا بیان یہ ہے۔

اور قیاس کے طریقے پر اس کا بیان یوں ہے کہ ہم ایک شخص کو دیکھتے ہیں جب وہ کہتا ہے اللہ کے لیے مجھ پر مسجد حرام میں دو رکعتیں پڑھنا لازم ہے تو جس نماز کو اس نے بطور قرب (عبادت) لازم کیا وہ اس پر واجب ہو گئی جہاں بھی پڑھے پھر ہم نے ارادہ کیا کہ دیکھیں جس جگہ نماز پڑھنے کی اس نے نذر مانی ہے تو کیا وہ اس پر اسی طرح واجب ہے جس طرح یہ (مسجد

٥٣٦ ـ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ـ

حضرت حماد بن زید، حضرت محمد بن زبیر سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

٥٣٧ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْمِنْقَرِيُّ قَالَ ثَنَا أَبَانُ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحَنْظَلِيُّ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ـ

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر فرماتے ہیں مجھے حضرت محمد بن زبیر حنظلی نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

٥٣٨ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ ثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ـ

حضرت عباد بن عوام فرماتے ہیں ہم سے حضرت محمد بن زبیر نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

٥٣٩ ـ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ قَالَا أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ـ

حضرت عبد اللہ اور حضرت عبد الوہاب بن عطاء دونوں نے بتایا کہ ہمیں محمد بن زبیر حنظلی نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے خبر دی انہوں نے ایک شخص سے اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا۔

٥٤٠ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ ثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَرْقَمَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ الَّذِي كَانَ يَسْكُنُ الْيَمَامَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ ـ

حضرت سلیمان بن ارقم، حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کرتے ہیں جو یمامہ میں رہتے تھے انہوں نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے سنا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دیتے تھے ام المؤمنین نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گناہ (کے کام) کی نذر نہیں اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا ہے۔

---

٥٤١ ـ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ كَعْبِ بْنِ

حضرت عقبہ بن عامر، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

قَالُوْا فَتِلْكَ الثَّلَاثَةُ الْاَيَّامِ اِنَّمَا كَانَتْ كَفَّارَةً لِيَمِيْنِهَا الَّتِیْ كَانَتْ بِهَا حَالِفَةً بِقَوْلِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰی اَنْ اَحُجَّ مَاشِيَةً.

۵۰۳۹- وَقَدْ دَلَّ عَلٰی ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰی اٰلِ طَلْحَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَصْنَعُ بِشَقَآءِ اُخْتِكَ شَيْئًا لِتَحُجَّ رَاكِبَةً وَتُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهَا

وَخَالَفَ هٰؤُلَآءِ اَيْضًا اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا بَلْ نَاْمُرُ هٰذَا الَّذِیْ نَذَرَ اَنْ يَحُجَّ مَاشِيًا اَنْ يَرْكَبَ وَيُكَفِّرَ يَمِيْنَهٗ اِنْ كَانَ اَرَادَ يَمِيْنًا وَنَاْمُرُهٗ مَعَ هٰذَا بِالْهَدْیِ.

۵۰۴۰- وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ شَيْبَةَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰی عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّ اُخْتَهٗ نَذَرَتْ اَنْ تَمْشِیَ اِلَی الْكَعْبَةِ حَافِيَةً نَاشِرَةً شَعْرَهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ وَلْتَخْتَمِرْ وَلْتُهْدِ هَدْيًا.

۵۰۴۱- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عِيْسَی بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا مَطَرٌ الْوَرَّاقُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِیِّ قَالَ نَذَرَتْ اُخْتِیْ اَنْ تَمْشِیَ اِلَی الْكَعْبَةِ فَاَتٰی عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

یہ حضرات فرماتے ہیں یہ اس کی قسم کا کفارہ تھا اور یہ کہہ کر اٹھائی تھی کہ "اللہ تعالیٰ کے لیے مجھ پر پیدل حج لازم ہے"۔

اس پر یہ روایت دلالت کرتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک شخص بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بہن نے پیدل چل کر حج کرنے کی نذر مانی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو تمہاری بہن کے اپنے آپ کو تنگی میں مبتلا کرنے کی کوئی حاجت نہیں اسے چاہیے کہ سوار ہو کر حج کو جائے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔

کچھ دوسرے حضرات نے بھی ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں جس نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی ہو ہم اسے سوار ہونے اور اگر قسم کا ارادہ کیا تھا تو اس کا کفارہ دینے اور اس کے ساتھ ساتھ قربانی دینے کا بھی حکم دیتے ہیں۔

اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا کہ ان کی بہن نے کعبۃ اللہ کی طرف ننگے پاؤں اور کھلے بالوں کے ساتھ جانے کی نذر مانی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اسے کہو کہ وہ سوار ہو اور دوپٹہ اوڑھے اور جانور کی قربانی دے۔

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری بہن نے کعبۃ اللہ کی طرف پیدل چل کر جانے کی نذر مانی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اسے کیا ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے کعبۃ اللہ کی طرف پیدل جانے کی نذر مانی ہے

تحلقوا رءوسكم حتى يبلغ الهدي محله و كان حلق الرأس حراما على المحرم في الإحرام إلا من عذر فإن حلقه فعليه الإثم والكفارة وإن اضطر إلى حلقه فعليه الكفارة ولا إثم عليه فكان العذر يسقط به الآثام ولا يسقط به الكفارات فكان يجب في النظر أن يكون كذلك حكم الطواف بالبيت إذا كان من طافه راكبا للزيارة من غير عذر فعليه دم وإذا كان من طافه من عذر راكبا كذلك أيضا فهذا حكم النظر في هذا الباب وهو قياس قول زفر ولكن أبا حنيفة وأبا يوسف ومحمدا لم يجعلوا على من طاف بالبيت طواف الزيارة راكبا من عذر شيئا.

فلما ثبت بالنظر ما ذكرنا كان كذلك المشي الذي رأيناه قد يجب بعد فراغ الإحرام إذ كان من أسبابه كما يجب في الإحرام كان كذلك المشي الذي قبل الإحرام حكمه حكم المشي الواجب في الإحرام فكما كان على تارك المشي الواجب في الإحرام دم فكان على تارك هذا المشي الواجب قبل الإحرام دم أيضا وذلك واجب عليه في حال قدرته على المشي وفي حال عجزه عنه في قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد أيضا وذلك دليل لنا صحيح على ما بيناه من حكم الطواف بالعمل في حال القدرة عليه وفي حال العجز عنه.

فإن قال قائل فإذا وجب عليه

قربانی کا جانور اپنی قربان گاہ تک پہنچ جائے اور محرم پر حالت احرام میں کسی عذر کے بغیر سر منڈانا حرام ہے اور اگر وہ منڈائے تو اس پر گناہ اور کفارہ ہے اور اگر وہ مجبوراً منڈائے تو اس پر صرف کفارہ ہے گناہ نہیں تو عذر کے ساتھ گناہ ساقط ہو جاتے ہیں کفارے ساقط نہیں ہوتے تو قیاس کے مطابق بیت اللہ شریف کے طواف کا حکم بھی اسی طرح لازم ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص طواف زیارت کسی عذر کے بغیر سواری پر کرے تو اس پر قربانی لازم ہو گی اور جو شخص عذر کی وجہ سے سواری پر طواف زیارت کرے اس کا بھی یہی حکم ہے اس باب میں قیاس یہی ہے اور حضرت امام زفر رحمہ اللہ کے قول کا قیاس بھی اسی طرح ہے لیکن حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ نے اس شخص پر کچھ بھی لازم نہیں کیا جو کسی عذر کے بغیر سوار ہو کر طواف زیارت کرتا ہے۔

تو جب قیاس سے وہ بات ثابت ہو گئی جس کا ہم نے ذکر کیا ہے تو پیدل چلنے کا حکم بھی یہی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں بعض اوقات یہ احرام سے فراغت کے بعد واجب ہوتا ہے کیونکہ اس کے اسباب (شرائط) میں سے ہے یہ اسی طرح ہے جس طرح احرام کی حالت میں واجب ہوتا ہے اسی طرح جو پیدل چلنا احرام سے پہلے ہے اور وہ اس کے اسباب میں سے ہے اس کا حکم بھی اس چلنے کی طرح ہے جو احرام میں واجب ہو جاتا ہے تو جس طرح اس شخص پر قربانی واجب ہے جو حالت احرام میں ضروری چلنے کو چھوڑ دے اسی طرح حالت احرام سے پہلے ضروری چلنے کو چھوڑنے والے پر بھی قربانی واجب ہو گی اور یہ قربانی چلنے پر قادر ہونے اور عاجز ہونے دونوں صورتوں میں واجب ہو گی یہ امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے قول کے مطابق ہے اور یہ اس بات کی صحیح دلیل ہے جسے ہم نے طواف کے ضمن میں بیان کیا کہ وہ قوت کی حالت میں یا عجز کی صورت میں (دونوں صورتوں میں برابر ہے)

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اگر پیدل حج کی نذر ماننے والے پر

لَمْ يَفِ بِإِيجَابِهِ عَلَى نَفْسِهِ أَنْ يَحُجَّ مَاشِيًا
وَكَانَ يَنْبَغِي إِذَا رَكِبَ أَنْ يَكُونَ فِي مَعْنَى
مَنْ لَمْ يَأْتِ بِمَا أَوْجَبَ عَلَى نَفْسِهِ فَيَكُونُ
عَلَيْهِ أَنْ يَحُجَّ بَعْدَ ذٰلِكَ مَاشِيًا فَيَكُونُ
كَمَنْ قَالَ لِلّٰهِ عَلَيَّ أَنْ أُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ قَائِمًا
فَصَلَّاهُمَا قَاعِدًا۔

فَمِنَ الْحُجَّةِ عِنْدَنَا عَلَى قَائِلِ هٰذَا
الْقَوْلِ أَنَّا رَأَيْنَا الصَّلَوٰةَ الْمَفْرُوضَاتِ الَّتِي
عَلَيْنَا أَنْ نُصَلِّيَهَا قِيَامًا لَوْ صَلَّيْنَاهَا قُعُودًا
لِغَيْرِ عُذْرٍ وَجَبَ عَلَيْنَا إِعَادَتُهَا وَكُنَّا فِي حُكْمِ
مَنْ لَمْ يُصَلِّهَا۔

وَكَانَ مَنْ حَجَّ مِنَّا حَجَّةَ الْإِسْلَامِ
الَّتِي يَجِبُ عَلَيْنَا الْمَشْيُ فِي الطَّوَافِ
لَهَا فَطَافَ ذٰلِكَ الطَّوَافَ رَاكِبًا ثُمَّ رَجَعَ إِلَى
أَهْلِهِ لَمْ يُجْعَلْ فِي حُكْمِ مَنْ لَمْ يَطُفْ وَ
لَمْ يُؤْمَرْ بِالْعَوْدِ بَلْ قَدْ جُعِلَ فِي حُكْمِ مَنْ طَافَ
وَأَجْزَأَهُ طَوَافُهُ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّهُ جُعِلَ عَلَيْهِ
دَمٌ لِتَقْصِيرِهِ فَكَذٰلِكَ الصَّلَوٰةُ الْوَاجِبَةُ
بِالنَّذْرِ وَالْحَجُّ الْوَاجِبُ بِالنَّذْرِ هُمَا
يُقَاسَانِ عَلَى الصَّلَوٰةِ وَالْحَجِّ الْوَاجِبَيْنِ
بِإِيجَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

فَمَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا يَجِبُ بِإِيجَابِ
اللّٰهِ يَكُونُ الْمُقَصِّرُ فِيهِ فِي حُكْمِ تَارِكِهِ كَانَ
كَذٰلِكَ مَا وَجَبَ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ الْجِنْسِ
بِإِيجَابِهِ إِيَّاهُ عَلَى نَفْسِهِ فَقَصَّرَ فِيهِ يَكُونُ
بِتَقْصِيرِهِ فِيهِ فِي حُكْمِ تَارِكِهِ فَعَلَيْهِ إِعَادَتُهُ.
وَمَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا يَجِبُ بِإِيجَابِ اللّٰهِ
عَلَيْهِ فَقَصَّرَ فِيهِ فَلَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ إِعَادَتُهُ
وَلَمْ يَكُنْ بِذٰلِكَ التَّقْصِيرِ فِي حُكْمِ تَارِكِهِ

پیدل حج کرنا واجب ہے اور سوار ہونے کی صورت
میں وہ اس بات پر عمل کرنے والا نہ ہوگا جسے اس
نے اپنے اوپر لازم کیا ہے تو ضروری ہونا چاہیے کہ
بعد میں پیدل حج کرے اور وہ اس شخص کی طرح ہو جائے گا جو کہتا ہے کہ مجھے
اللہ تعالیٰ کے لیے دو رکعتیں کھڑے ہو کر پڑھنا لازم ہیں پھر وہ بیٹھ
کر پڑھتا ہے (یعنی لوٹانا ضروری ہے)

تو اس معترض کے خلاف ہماری دلیل یہ ہے کہ ہم دیکھتے
ہیں جو نمازیں کھڑے ہو کر پڑھنا ضروری ہیں اگر ہم کسی عذر کے
بغیر انہیں بیٹھ کر ادا کریں تو ہم پر ان کا لوٹانا واجب ہوگا
اور ہم اس شخص کے حکم میں ہوں گے جس نے ان
کو ادا نہیں کیا۔

اور ہم میں سے جو شخص فرض حج ادا کرتا ہے جس میں
پیدل طواف کرنا ضروری ہے اور وہ سوار ہو کر طواف کرتا ہے
پھر وہ اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹ آتا ہے تو اسے
طواف نہ کرنے والے کے حکم میں قرار نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی
واپس جانے کو کہا جائے گا بلکہ اسے اس شخص کے حکم میں شمار کیا جائے
گا جس نے طواف کیا اور اس کا یہ طواف اس کے لیے کافی ہوا البتہ
اس کوتاہی کی وجہ سے اس پر قربانی لازم ہوگی اسی طرح جو نماز
اور حج نذر کی وجہ سے واجب ہوا ہے اس نماز اور حج پر
قیاس کیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے فرض کرنے سے
لازم ہوئے

تو اس میں جو عبادت اللہ تعالیٰ کے واجب کرنے سے
لازم ہوئی اس میں کوتاہی کرنے والا چھوڑنے والے کے حکم میں ہوگا اسی
طرح جو اس عبادت کی جنس سے ہو جو اس نے خود اپنے اوپر لازم کی
پھر اس میں کوتاہی کی تو اس کوتاہی کی وجہ سے وہ اسے چھوڑنے
والے کے حکم میں ہوگا اور اس پر اس (عبادت) کو لوٹانا
واجب ہوگا۔ اور جو عبادت اللہ تعالیٰ کے واجب کرنے
سے واجب ہوئی اور اس نے اس میں کوتاہی کی اور وہ اسے
کوتاہی کی وجہ سے اسے چھوڑنے والا قرار نہیں پاتا تو اس جنس

كان كذلك ما وجب عليه من ذلك المشي بإيجابه إياه على نفسه فقصر فيه فلا يكون بذلك التقصير في حكم تاركه فيجب إعادته ولكنه في حكم فاعله وعليه لتقصيره ما يجب عليه من التقصير في أمثاله من الدماء، وهذا قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى.

کی اس عبادت کا حکم میں ہی ہو گا جس کو اس نے خود اپنے اوپر لازم کیا پھر اس میں کوتاہی کی تو وہ اس کوتاہی کی وجہ سے چھوڑنے والے کے حکم میں نہیں ہو گا اور اس پر لوٹانا واجب نہ ہو گا بلکہ وہ فاعل کے حکم میں ہو گا اور اس کوتاہی کی وجہ سے وہی قربانی لازم ہو گی جو اس جیسی عبادات میں کوتاہی کی وجہ سے لازم ہوتی ہے یہ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔

۳۱ بَابُ الرَّجُلِ يَنْذُرُ وَهُوَ مُشْرِكٌ نَذْرًا ثُمَّ يُسْلِمُ

مشرک کا نذر ماننے کے بعد مسلمان ہونا

۵۴۹ - حَدَّثَنَا يزيد بن سنان قال ثنا يحيى بن سعيد القطان قال ثنا عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر أن رجلا سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله إني نذرت في الجاهلية أن أعتكف في المسجد الحرام فقال أوف بنذرك.

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے دور جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھوں گا آپ نے فرمایا اپنی نذر کو پورا کرو۔

۵۵۰ - حَدَّثَنَا علي بن شيبة قال ثنا إسحاق بن إبراهيم الحنظلي قال ثنا حفص بن غياث عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر أراه عن عمر رضي الله تعالى عنه قال قلت يا رسول الله إني نذرت في الجاهلية نذرا وقد جاء الله بالإسلام فقال ف بنذرك.

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں (حضرت عبید اللہ بن عمر کہتے ہیں میرا خیال ہے) وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے دور جاہلیت میں نذر مانی تھی اور اب اللہ تعالیٰ نے دولت اسلام عطا فرمائی، آپ نے فرمایا اپنی نذر کو پورا کرو۔

۵۵۱ - حَدَّثَنَا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني جرير بن حازم أن أيوب حدثه أن نافعا حدثه أن عبد الله بن عمر

حضرت نافع سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مقام جعرانہ میں سرکار

ثنا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۵۵۵۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت ابن وھب فرماتے ہیں مجھے حضرت مالک نے حضرت طلحہ سے روایت کرتے ہوئے خبر دی پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا

۵۵۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثنا أَبُو سَلَمَةَ الْمِنْقَرِيُّ قَالَ ثنا أَبَانُ قَالَ ثنا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللهَ فَلَا يَعْصِهِ

حضرت قاسم، حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (گناہ) کی نذر مانے تو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔

۵۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ ثنا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ ثنا يَحْيَى فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت حرب بن شداد فرماتے ہیں ہم سے حضرت یحیی نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۵۵۸۔ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ قَالَ ثنا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ الْحَلَبِيُّ قَالَ ثنا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ اللهِ۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نذر اس چیز کی ہوتی ہے جس کے ذریعے رضائے خداوندی مطلوب ہو۔

قَالُوا فَلَمَّا كَانَتِ النُّذُورُ إِنَّمَا تَجِبُ إِذَا كَانَتْ مِمَّا يُتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللهِ تَعَالَى وَلَا تَجِبُ إِذَا كَانَتْ مَعَاصِيَ لِلهِ وَكَانَ الْكَافِرُ إِذَا قَالَ لِلهِ عَلَيَّ صِيَامٌ أَوْ قَالَ لِلهِ عَلَيَّ اعْتِكَافٌ هُوَ لَوْ فَعَلَ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ بِهِ مُتَقَرِّبًا إِلَى اللهِ وَهُوَ فِي وَقْتِ مَا أَوْجَبَهُ إِنَّمَا قَصَدَ بِهِ إِلَى رَبِّهِ الَّذِي يَعْبُدُهُ مِنْ دُونِ اللهِ وَذَلِكَ مَعْصِيَةٌ فَدَخَلَ ذَلِكَ

تو جب نذر ان امور کے صورت میں واجب ہوتی ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو تو واجب نہیں ہوتی (اس لیے) اگر کافر کہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مجھ پر روزہ رکھنا واجب ہے یا کہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مجھ پر اعتکاف ہے پھر وہ اسے بجا لائے تو اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہ ہوگا۔ اور جس وقت اس نے اسے واجب کیا تو اس سے اپنا وہ رب مراد لیا جس کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتا ہے اور یہ گناہ ہے پس یہ سرکار دو عالم صلی اللہ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَدْ يَجُوْزُ اَيْضًا اَنْ
فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ
قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِنَذْرِهِ لَيْسَ مِنْ طَرِيْقِ اَنَّ ذٰلِكَ
وَاجِبًا عَلَيْهِ وَلٰكِنْ اَنَّهُ قَدْ كَانَ سَمَّى
فَاَمَرَهُ اَنْ يَفْعَلَهُ فَهُوَ فِيْ مَعْصِيَةِ
اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَنْ يَفْعَلَهُ الْاٰنَ عَلٰى اَنَّهُ طَاعَةٌ لِلّٰهِ
عَزَّ وَجَلَّ فَكَانَ اَمَرَهُ بِهٖ خِلَافَ مَا اَوْجَبَهُ هُوَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَهٰذَا قَوْلُ اَبِيْ
حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ
اللّٰهُ تَعَالٰى۔

علیہ وسلم کے اس قول میں داخل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں
نذر نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرمانا کہ اپنی نذر کو
پورا کرو اس وجہ سے نہ ہو کہ وہ ان پر واجب تھی بلکہ جس
وقت انہوں نے نذر مانی تھی اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی
کی نافرمانی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اب
پورا کرنے کا حکم دیا کیونکہ اب وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت
ہے تو آپ نے جس بات کا ان کو حکم دیا وہ اس کے
خلاف ہے جسے انہوں نے اپنے اوپر واجب کیا تھا۔

یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف
اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

تنفيه الدعارة التي كانت منه فينفيه إلى حيث أحب كما ينفى الدعار فيه وغيره من الزناة.

۵۶۳ - واحتجوا في ذلك بما حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب أن مالكا أخبره عن ابن شهاب عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن أبي هريرة وزيد بن خالد الجهني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عن الأمة إذا زنت ولم تحصن فقال إذا زنت فاجلدوها ثم إن زنت فاجلدوها ثم إن زنت فاجلدوها ثم بيعوها ولو بضفير. قال مالك قال ابن شهاب لا أدري أبعد الثالثة أو الرابعة.

۵۶۴ - حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس عن ابن شهاب قال أخبرني عبيد الله بن عبد الله بن عتبة أن شبل بن خالد أخبره أن عبد الله بن مالك الأوسي أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الوليدة إذا زنت ثم ذكر مثله إلا أنه قال في الثالثة أو الرابعة البيع وأخبره زيد بن خالد صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل ذلك.

قال أبو جعفر هذا خطأ شبل هذا ابن خليد المزني.

۵۶۵ - حدثنا فهد قال ثنا حيوة بن شريح قال ثنا بقية هو ابن الوليد عن الزبيدي عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله بن شبل بن خليد المزني أخبره أن عبد الله بن مالك الأوسي أخبره أن رسول الله صلى

کرنا چاہے تو جہاں چاہے جلاوطن کر دے جیسا کہ فساق اور غیر زانیوں کو جلا وطن کیا جاتا ہے۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر محصنہ لونڈی کے زنا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جب زنا کرے تو اسے کوڑے مارو پھر زنا کرے تو کوڑے مارو پھر زنا کرے تو بھی کوڑے مارو پھر اسے بیچ دو اگرچہ ایک رسی کے بدلے ہو حضرت مالک (راوی) فرماتے ہیں ابن شہاب نے فرمایا مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے تیسری بار کے بعد یا چوتھی بار کے بعد بیچنے کے بارے میں فرمایا۔

حضرت عبد اللہ بن مالک اوسی سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لونڈی زنا کرے، آگے اس کی مثل فرمایا البتہ تیسری یا چوتھی بار بیع کا ذکر فرمایا اور حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کو حضرت زید بن خالد صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثل خبر دی۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ غلط ہے اور یہ شبل، خلید مزنی کے بیٹے ہیں۔

حضرت زہری، حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن شبل بن خلید مزنی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے ان کو خبر دی کہ ان کو حضرت عبد اللہ بن مالک اوسی نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لونڈی زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ پھر زنا کرے تو کوڑے

...وسلم قال الوليدة إذا زنت فاجلدوها ثم إن زنت فاجلدوها ثم إن زنت فاجلدوها ثم إن زنت فبيعوها ولو بضفير والضفير الحبل.

لگاؤ پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ پھر اگر زنا کرے تو اسے بیچ دو اگرچہ ایک ضفیر کے بدلے ہو اور ضفیر، رسی کو کہتے ہیں۔

حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب حدثني أسامة بن زيد الليثي عن مكحول عن عراك بن مالك عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا زنت أمة أحدكم فليجلدها الحد ولا يثرب عليها قال ذلك ثلث مرات ثم قال في الثالثة أو الرابعة ثم بيعوها ولو بضفير.

حضرت ابو ہریرہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کی لونڈی زنا کرے تو وہ اسے بطور حد کوڑے لگائے اور اسے مزید جھڑک وغیرہ نہ کرے آپ نے یہ بات تین بار فرمائی تیسری یا چوتھی بار فرمایا پھر اسے بیچ دو اگرچہ ایک رسی کے بدلے ہو۔

حدثنا بحر بن نصر حدثنا شعيب بن الليث أن أباه أخبره عن سعيد المقبري عن أبيه عن أبي هريرة أنه سمعه يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر مثله.

حضرت سعید بن مقبری، اپنے والد سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ انہوں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب حدثني أسامة عن سعيد بن أبي سعيد المقبري عن أبيه عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه.

حضرت سعید بن ابو سعید مقبری رضی اللہ عنہ اپنے والد سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حدثنا علي بن معبد قال ثنا علي بن منصور قال أنا أبو أويس عن عبد الله بن أبي بكر عن عباد بن تميم عن عمه وكانت له صحبة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا زنت الأمة فاجلدوها ثم إذا زنت فاجلدوها ثم إذا زنت فاجلدوها ثم بيعوها ولو بضفير.

حضرت عبد اللہ بن ابو بکر، حضرت عباد بن تمیم سے اور وہ اپنے چچا سے جنہیں شرف صحابیت حاصل تھا، سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لونڈی زنا کرے تو اسے کوڑے مارو پھر زنا کرے تو کوڑے مارو پھر زنا کرے تو کوڑے مارو پھر اسے بیچ دو اگرچہ ایک رسی کے بدلے میں ہو۔

۵۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ ثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ مِثْلَهُ۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ، حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۵۵۱۔ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ۔

حضرت عمرہ بنت عبد الرحمن سے مروی ہے ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۵۵۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْكُرْدِيِّ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى الثَّعْلَبِيِّ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمَةٍ لَهُمْ فَجَرَتْ فَأَرْسَلَنِي إِلَيْهَا فَقَالَ اذْهَبْ فَأَقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ فَانْطَلَقْتُ فَوَجَدْتُهَا لَمْ تَجِفَّ مِنْ دَمِهَا فَرَجَعْتُ فَقَالَ لِي فَرَغْتَ فَقُلْتُ وَجَدْتُهَا لَمْ تَجِفَّ مِنْ دَمِهَا فَقَالَ إِذَا هِيَ جَفَّتْ مِنْ دَمِهَا فَاجْلِدْهَا قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِيمُوا الْحُدُودَ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ایک لونڈی کے بارے میں بتایا جس نے زنا کیا تھا آپ نے مجھے اس کی طرف بھیجا اور فرمایا: اور اس پر حد قائم کرو فرماتے ہیں میں گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کا خون خشک نہ ہوا تھا میں واپس آپ کی خدمت میں آیا، آپ نے فرمایا "فارغ ہو گئے ہو" میں نے عرض کیا میں نے اسے یوں پایا کہ اس کا خون خشک نہیں ہوا آپ نے فرمایا جوں ہی اس کا خون خشک ہو اسے کوڑے مارو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے غلاموں اور لونڈیوں پر حدود قائم کرو۔

قَالُوا فَلَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ أَنْ تُجْلَدَ وَلَمْ يَأْمُرْ مَعَ الْجَلْدِ بِنَفْيٍ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ عَلِمْنَا بِذَلِكَ أَنَّ مَا يَجِبُ عَلَى الْإِمَاءِ إِذَا زَنَيْنَ هُوَ نِصْفُ مَا يَجِبُ

یہ حضرات فرماتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کے بارے میں حکم فرمایا کہ جب زنا کی مرتکب ہو تو اسے کوڑے مارے جائیں اور کوڑوں کے ساتھ جلاوطنی کا حکم نہیں دیا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ان پر آزاد عورتوں کی سزا کا نصف ہے تو اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ لونڈیوں کے زنا کرنے کی صورت میں ان پر جو کچھ

المحرم إذا زنين ثم ثبت أن لا تنفى الأمة إذا زنت كان كذلك أيضا أن لا تنفى الحرة إذا زنت.

وقد روينا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما تقدم من كتابنا هذا أنه نهى أن تسافر امرأة ثلاثة أيام إلا مع ذي محرم فذلك دليل أيضا أن لا تنفى المرأة ثلاثة أيام في حد الزنا إلا مع محرم وفي ذلك إبطال النفي عن النساء في الزنا فإذا انتفى أن يكون يجب على النساء اللاتي غير المحصنات في الزنا انتفى ذلك أيضا عن الرجال وكان درء النبي صلى الله عليه وسلم إياه عن الإماء فيما ذكرنا كان درءا عن الحرائر وفي درئه إياه عن الحرائر دليل على درئه إياه عن الأحرار وهذا قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين.

فإن قال قائل فإن نفي الأمة إذا زنت ستة أشهر مثل نصف ما تنفى الحرة قال لم ينف النبي صلى الله عليه وسلم في فيما ذكرتموه عنه من جلد الأمة إذا زنت ولا بقوله ثم بيعوها في المرة الرابعة فكان هذا القائل يخالف كل من تقدمه من أهل العلم ويخرج من أقاويلهم قيل له بل فيما روينا عن النبي صلى الله عليه وسلم من قوله إذا زنت أمة أحدكم فليجلدها ثم قال في الرابعة فليبعها دليل على أن لا نفي عليها لأنا إنما

ہے وہ اس کا نصف ہے جو آزاد عورتوں پر واجب ہے جب وہ زنا کریں پھر ثابت ہوا کہ لونڈی کے زنا کرنے کی صورت میں جلا وطنی اس کی سزا نہیں ہے اسی طرح جب آزاد عورت زنا کی مرتکب ہو تو اس پر بھی جلا وطنی نہ ہوگی۔

اور ہم نے اس سے پہلے اپنی اس کتاب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ عورت کو محرم کے بغیر تین دن کے سفر سے روکا گیا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورت محرم کے بغیر تین دن کا سفر نہ کرے پس یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ عورت زنا کی حد میں محرم کے بغیر تین دن سے زیادہ کا سفر نہ کرے اور اس میں زنا کی صورت میں عورتوں کی جلا وطنی کی نفی ہے تو جب زنا کی صورت میں غیر آزاد عورتوں سے جلا وطنی کی نفی ہو گئی تو مردوں سے بھی اس کی نفی ہو گئی اور جیسا کہ ہم نے ذکر کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے لونڈیوں سے دور کرنا آزاد عورتوں سے دور کرنا ہوگا اور آزاد عورتوں سے اس کا دور کرنا، آزاد مردوں سے بھی دور کرنے کی دلیل ہے یہ حضرت امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحہم اللہ کا مذہب ہے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ لونڈی کے زنا کی صورت میں چھ مہینے جلا وطن کرنا آزاد عورت کی جلا وطنی کا نصف ہے اور وہ کہے کہ جو کچھ تم لونڈی کے زنا کے سلسلے میں کوڑے لگانے اور چوتھی مرتبہ اسے بیچنے کا ذکر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا اس میں آپ نے جلا وطنی کی نفی نہیں فرمائی۔ تو یہ معترض اہل علم کے ان تمام گزشتہ اقوال کی مخالفت کرنے والا اور ان سے باہر نکلنے والا ہوگا تو اسے کہا جائے گا کہ جو کچھ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کا ارتکاب کرے تو اسے کوڑے لگائے پھر چوتھی بار کے بارے میں فرمایا کہ اسے بیچ دے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس پر جلا وطنی نہیں ہے کیونکہ آپ نے ان (صحابہ کرام) کو سکھایا

تحقیق مسئلہ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ إِلَى هٰذَا قَوْمٌ فَقَالُوا هٰكَذَا حَدُّ الْمُحْصَنِ إِذَا زَنٰى الْجَلْدُ وَالرَّجْمُ جَمِيعًا

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا بَلْ حَدُّهُ الرَّجْمُ دُونَ الْجَلْدِ

وَقَالُوا قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا رَجَمَهُ لَمَّا ثَبَتَ عِنْدَهُ بِالْخَبَرِ أَنَّهُ مُحْصَنٌ وَلَمْ يَجْلِدْهُ لِأَنَّ الْجَلْدَ الَّذِي كَانَ جَلَدَهُ إِيَّاهُ لَيْسَ مِنْ حَدِّهِ فِي شَيْءٍ لِأَنَّ حَدَّهُ كَانَ الرَّجْمَ دُونَ الْجَلْدِ وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ رَجَمَهُ لِأَنَّ ذٰلِكَ الرَّجْمَ هُوَ حَدُّهُ مَعَ الْجَلْدِ.

وَاحْتَجَّ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولٰى أَيْضًا لِقَوْلِهِمْ بِمَا حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذُوا عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلًا الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ يُجْلَدُ وَيُنْفٰى وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ يُجْلَدُ وَيُرْجَمُ.

٥٠٩٥ - حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَنْصُورُ بْنُ زَاذَانَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ ثَنَا حِطَّانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا عَنِّي فَقَدْ جَعَلَ

تحقیق مسئلہ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے وہ حضرات فرماتے ہیں جب شادی شدہ زنا کرے تو اس کی یہی سزا ہے یعنی کوڑے مارنا اور رجم کرنا دونوں

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ صرف رجم کیا جائے کوڑے نہ لگائے جائیں۔

وہ فرماتے ہیں ہو سکتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے رجم کیا ہو کہ آپ کو اس کے شادی شدہ ہونے کے بارے میں بتایا گیا کیونکہ آپ نے اسے جو کوڑے مارے تھے وہ اس کی حد نہ تھی کیونکہ اس کی حد رجم تھی، کوڑے نہیں تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس لئے رجم کیا ہو کہ کوڑوں کے ساتھ ساتھ رجم بھی اس کی سزا ہے۔

پہلے قول والوں نے یوں بھی استدلال کیا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے لو بے شک اللہ تعالیٰ نے ان (زانی عورتوں) کے لیے راستہ نکال دیا ہے غیر شادی شدہ غیر شادی شدہ کے ساتھ (زنا کرے) تو کوڑے لگائے جائیں اور جلاوطن کیا جائے اور شادی شدہ، شادی شدہ کے ساتھ زنا کرے تو کوڑے لگائے جائیں اور رجم کیا جائے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے لو، بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے راستہ نکال دیا ہے غیر شادی شدہ، غیر شادی شدہ کے ساتھ (مرتکب زنا) ہو تو سو کوڑے مارنا اور ایک سال کے لیے جلاوطن کرنا ہے اور شادی شدہ

نفیا لما ذکرنا من ذلک ما یدل علی ان حد المحصن هو الرجم دون الجلد

فان قال قائل ولم لا کان ما فیہ الرجم والجلد اولی مما فیہ الرجم خاصۃ

قیل لہ لان فی ذلک ما قد دل علی نسخ الجلد مع الرجم وهو انا رأینا اصل ما کان علی الزانی قبل ان تنزل علیہ حدہ اذا کان محصنا وغیر حدہ اذا کان غیر محصن ما وصف اللہ عز وجل فی کتابہ بقولہ

والّٰتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم فاستشهدوا علیهن اربعۃ منکم فان شهدوا فامسکوهن فی البیوت حتی یتوفهن الموت او یجعل اللہ لهن سبیلا

فکان هذا هو حد الزانیۃ ان تمسک فی البیوت حتی تموت او یجعل اللہ لهن سبیلا

ثم نسخ بقولہ خذوا عنی فقد جعل اللہ لهن سبیلا فذکر ما قد ذکرناہ فی حدیث عبادۃ بن الصامت فکان ذلک هو السبیل الذی قال اللہ تعالی او یجعل اللہ لهن سبیلا فجعل لهن ذلک السبیل علی ما قد بینہ علی لسان نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم وفرض فی ذلک الجلد والرجم علی الثیب والجلد والنفی علی غیر الثیب

فعلمنا ان ذلک القول قد کان من النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد نزول هذہ الآیۃ فانہ لم یحفظ قبل نزول الآیۃ وجوب الرجم علی الزانی ولا حدہ ولا علی ما

تو اس سلسلے میں جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ اس بات کی نفی کرتی ہے کہ شادی شدہ کی سزا صرف رجم ہے کوڑے مارنا نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ جس روایت میں رجم اور کوڑوں کا ذکر ہے وہ صرف رجم والی روایت سے اولیٰ کیوں نہیں۔

تو اسے جواب دیا جائے گا کہ رجم کے ساتھ کوڑوں کی سزا کے منسوخ ہونے پر دلالت موجود ہے وہ یہ کہ ہم زانی کی سزا کے سلسلے میں ایک ضابطہ دیکھتے ہیں اس سے پہلے کہ ہم شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کے حکم میں فرق کریں وہ ارشاد خداوندی ہے۔

"اور تمہاری وہ عورتیں جو بے حیائی کا ارتکاب کریں ان کے خلاف اپنوں میں سے چار گواہ طلب کرو پس اگر وہ گواہی دیں تو ان کو گھروں میں روک دو یہاں تک کہ ان کو موت اٹھا لے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی راستہ بنا دے۔"

تو زانیہ عورت کی یہ سزا تھی کہ اسے گھر میں روک دیا جائے حتی کہ وہ مر جائے یا اللہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی راستہ نکالے۔

پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے یہ حکم منسوخ ہو گیا آپ نے فرمایا مجھ سے لو، بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے راستہ بنا دیا ہے پھر آپ نے وہ بات ذکر فرمائی جو ہم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر کی ہے اور یہی وہ راستہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی راستہ بنائے" تو اللہ تعالیٰ نے یہ راستہ بنا دیا جیسا کہ اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے بیان کیا اور اس سلسلے میں شادی شدہ پر کوڑے اور رجم اور غیر شادی شدہ پر کوڑے اور جلاوطنی کو مقرر فرمایا۔

تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی اس آیت کے نزول کے بعد کا ہے اور زانی پر رجم کا وجوب اس آیت کے نزول پر مقدم نہیں ہے کیونکہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق گھروں میں روکنا تھا اور ارشاد خداوندی "یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی راستہ بنائے"

وَعَدَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ مِنَ الْحَبْسِ
الثَّيِّبِ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ قَوْلِهِ أَوْ يَجْعَلَ
اللهُ لَهُنَّ سَبِيلًا وَبَيْنَ حَدِيثِ عُبَادَةَ
آخَرُ فَعَلِمْنَا حَدِيثَ عُبَادَةَ كَانَ
نُزُولِ هٰذِهِ الْآيَةِ وَأَنَّ حَدِيثَ مَاعِزٍ
سَأَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
عَنْ إِحْصَانِهِ لِتَفْرِقَتِهِ بَيْنَ حَدِّ
الْمُحْصَنِ وَغَيْرِ الْمُحْصَنِ وَحَدِيثَ أَبِي
هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ فَرَّقَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ بَيْنَ
حَدِّ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ فَجَعَلَ عَلَى الْبِكْرِ
مِائَةً وَتَغْرِيبَ عَامٍ وَعَلَى الثَّيِّبِ
الرَّجْمَ مُتَأَخِّرٌ عَنْهُ فَكَانَ ذٰلِكَ نَاسِخًا لَهُ
مَا تَأَخَّرَ مِنْ حُكْمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَنْسَخُ مَا تَقَدَّمَ مِنْهُ
فَلِهٰذَا كَانَ مَا ذَكَرْنَا مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ
وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَحَدِيثِ مَاعِزٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ
أَوْلَى مِنْ حَدِيثِ عُبَادَةَ مَعَ مَا قَدْ شَدَّ
ذٰلِكَ مِنَ النَّظَرِ الصَّحِيحِ۔

وَذٰلِكَ إِنَّا رَأَيْنَا الْعُقُوبَاتِ الْمُتَّفَقَ
عَلَيْهَا فِي انْتِهَاكِ الْحُرُمَاتِ كُلِّهَا إِنَّمَا هُوَ
شَيْءٌ وَاحِدٌ۔

مِنْ ذٰلِكَ أَنَّا رَأَيْنَا السَّارِقَ عَلَيْهِ
الْقَطْعُ لَا غَيْرُ وَالْقَاذِفَ عَلَيْهِ الْجَلْدُ لَا غَيْرُ
فَكَانَ النَّظَرُ عَلَى ذٰلِكَ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ
كَذٰلِكَ الزَّانِي الْمُحْصَنُ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَاحِدٌ
لَا غَيْرُ فَيَكُونُ عَلَيْهِ الرَّجْمُ الَّذِي قَدْ اُتُّفِقَ
عَلَيْهِ وَيَنْتَفِي عَنْهُ الْجَلْدُ الَّذِي لَمْ
يُتَّفَقْ عَلَيْهِ وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت کے درمیان کوئی دوسرا حکم نہیں ہے تو ہمیں معلوم ہوگیا کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت اس آیت کے نزول کے بعد ہے اور حضرت ماعز رضی اللہ عنہ جن کے شادی شدہ ہونے کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا تھا تاکہ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی سزا میں تفریق فرمائیں کی روایت اور حضرت ابوہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما کی روایت کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باکرہ (غیر شادی شدہ) اور ثیبہ (شادی شدہ) کی سزا میں فرق کیا باکرہ کی سزا ایک سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی اور ثیبہ پر رجم مقرر فرمایا، حضرت عبادہ کی روایت سے مؤخر ہے لہذا یہ اس کے لیے ناسخ ہوئی کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حکم متاخر ہے وہ پہلے حکم کو منسوخ کرتا ہے پس جو کچھ ہم نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن خالد کی حدیث نیز حضرت ماعز کی حدیث کے ضمن میں ذکر کیا ہے وہ حضرت عبادہ کی حدیث سے اولیٰ ہے جبکہ اسے صحیح قیاس سے بھی تقویت ملتی ہے۔

وہ یوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ حرمات کو توڑنے کے سلسلے میں جن سزاؤں پر اتفاق ہے وہ ایک ہی سزا ہے۔

اس ضمن میں ہم دیکھتے ہیں کہ چور کی سزا صرف ہاتھ کاٹنا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں قاذف (الزام تراشی کرنے والا) کی سزا صرف کوڑے ہیں اس کے تو اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ شادی شدہ زانی کی سزا بھی صرف ایک ہی ہو اس کے علاوہ نہ ہو پس اس کی سزا صرف رجم ہوگی جس پر سب کا اتفاق ہے اور کوڑوں کی سزا جس پر اتفاق نہیں ہے اس کی نفی ہوگی۔ یہ حضرت امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا

يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ.

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ وَكَيْفَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ مَنْسُوخًا وَقَدْ عَمِلَ بِهِ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٨٠- فَذَكَرَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ هَمْدَانَ يُقَالُ لَهَا شُرَاحَةُ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَتْ إِنِّي زَنَيْتُ فَرَدَّهَا حَتَّى شَهِدَتْ عَلَى نَفْسِهَا أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَأَمَرَ بِهَا فَجُلِدَتْ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ.

٥٨١- حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

٥٨٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الدِّمَشْقِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَسْعَدَ قَالَ شَهِدْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَلَدَ شُرَاحَةَ ثُمَّ رَجَمَهَا.

٥٨٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مُسْلِمٍ الْأَعْوَرِ عَنْ حَبَّةَ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَتْهُ شُرَاحَةُ فَأَقَرَّتْ عِنْدَهُ أَنَّهَا زَنَتْ فَقَالَ لَهَا عَلِيٌّ لَعَلَّكِ غُصِبْتِ نَفْسَكِ قَالَتْ أَتَيْتُ طَائِعَةً غَيْرَ مُكْرَهَةٍ قَالَ فَأَخَّرَهَا حَتَّى وَلَدَتْ وَفُطِمَتْ وَلَدُهَا جَلَدَهَا الْحَدَّ

قول ہے۔

اگر کوئی معترض کہے کہ اس کا منسوخ ہونا کیسے جائز ہوگا جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کے وصال) کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا۔

اور وہ یوں ذکر کرے حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہمدان کے علاقے سے شراحہ نامی ایک عورت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا میں نے زنا کیا ہے آپ نے اسے لوٹا دیا حتیٰ کہ اس نے اپنے نفس پر چار بار گواہی دی (اعتراف کیا) تو آپ کے حکم سے اسے کوڑے مارے گئے پھر اسے رجم کیا گیا۔

حضرت یوسف بن عدی فرماتے ہیں ہم سے حضرت ابوالاحوص نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت قتادہ عبدالرحمن بن اسعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے شراحہ کو کوڑے مارے پھر اسے رجم کیا۔

حضرت حبہ عوفی، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ان کے پاس شراحہ نامی عورت آئی اور اس نے آپ کے پاس زنا کا اقرار کیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا شاید تم نے اپنے نفس پر غضب ناک ہو کر آئی ہو اس نے کہا میں خوشی سے آئی ہوں مجھ پر کسی نے جبر نہیں کیا راوی فرماتے ہیں آپ نے اس (کی سزا) کو مؤخر کیا حتیٰ کہ اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور پھر اس بچے نے دودھ پینا چھوڑا تو آپ نے اس کے اقرار کے سبب اسے کوڑے لگائے

٥٨٠ - حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَاهُ رَجُلٌ وَهُوَ بِالشَّامِ فَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَبَعَثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ إِلَى امْرَأَتِهِ يَسْأَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَأَتَاهَا وَعِنْدَهَا نِسْوَةٌ حَوْلَهَا فَذَكَرَ لَهَا الَّذِي قَالَ لَهُ زَوْجُهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأَخْبَرَهَا أَنَّهَا لَا تُؤْخَذُ بِقَوْلِهِ وَجَعَلَ يُلَقِّنُهَا أَشْبَاهَ ذٰلِكَ لِتَنْزِعَ فَأَبَتْ أَنْ تَنْزِعَ وَتَمَّتْ عَلَى الْاِعْتِرَافِ فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ فَرُجِمَتْ.

فَهٰذَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَجْلِدْهَا قَبْلَ رَجْمِهِ إِيَّاهَا فَهٰذَا خِلَافُ لِمَا فَعَلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِشَرَاحَةَ مِنْ جَلْدِهِ إِيَّاهَا قَبْلَ رَجْمِهَا فَهٰذَا أَوْلَى الْقَوْلَيْنِ عِنْدَنَا بِالصَّوَابِ لِمَا ذَكَرْنَا فِي هٰذَا الْبَابِ.

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شام میں ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے ذکر کیا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک شخص کو پایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کو اس کی بیوی کے پاس بھیجا تاکہ اس سے اس سلسلے میں پوچھیں وہ اس کے پاس آئے تو وہاں کچھ عورتیں تھیں انہوں نے اس سے وہ بات ذکر کی جو اس کے خاوند نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی تھی اور فرمایا کہ اس کی بات پر تمہاری گرفت نہ ہوگی اور اسی کو دوسری باتوں کی رغبت دی تاکہ وہ رجوع کرے لیکن اس نے رجوع کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے اعتراف پر قائم رہی چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں حکم دیا اور اسے رجم کیا گیا۔

تو یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے صحابہ کرام کی موجودگی میں اسے رجم سے پہلے کوڑے نہیں مارے لیں یہ عمل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے شراحہ سے متعلق فعل یعنی رجم سے پہلے کوڑے مارنے کے خلاف ہے ہمارے نزدیک دونوں قولوں میں سے یہ اولیٰ ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

بَابُ الْاِعْتِرَافِ بِالزِّنَاءِ الَّذِي يَجِبُ بِهِ الْحَدُّ مَا هُوَ

جس اعتراف زنا کے ساتھ حد واجب ہوتی ہے۔

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ ذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَقَرَّ بِالزِّنَاءِ مَرَّةً وَاحِدَةً أُقِيْمَ عَلَيْهِ حَدُّ الزِّنَاءِ.

وَاحْتَجُّوْا فِي ذٰلِكَ بِمَا قَدْ رَوَيْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ مِنْ قَوْلِهِ لِأُنَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا قَالُوْا فَهٰذَا دَلِيْلٌ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جب کوئی شخص زنا کا ایک بار اقرار کرے تو اس پر حد قائم کی جائے۔

انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے جسے ہم نے اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے حضرت انیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے انیس! اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اور اگر وہ اقرار کرے تو اسے رجم کرو۔ وہ حضرات فرماتے ہیں اس میں اس

الاعتراف بالزناء مرة واحدة

وقال في ذلك آخرون لا يجب حد الزناء على المعترف حتى يقر به على نفسه اربع مرات وقالوا ليس فيما ذكرتم من حديث انيس دليل على ما قد وصفتم وذلك انه قد يجوز ان يكون انيس قد كان علم الاعتراف الذي يوجب حد الزناء على المعترف به ما هو بما اعلمهم رسول الله صلى الله عليه وسلم في ماعز وغيره فخاطبه النبي صلى الله عليه وسلم بهذا الخطاب بعد ما علمه انه قد علم الاعتراف الذي يوجب الحد ما هو وقد جاء غير هذا الاثر من الآثار ما قد بين الاعتراف بالزناء الذي يوجب الحد على المعترف ما هو

۱۱۰۔ فمن ذلك ما قد حدثنا يزيد بن سنان قال ثنا ابو احمد الزبيري قال ثنا اسرائيل عن جابر عن الشعبي عن عبد الرحمن بن ابزى عن ابي بكر ان النبي صلى الله عليه وسلم رد ماعزا اربع مرات۔

۱۱۱۔ حدثنا احمد بن الحسن قال ثنا يزيد بن هارون قال اخبرنا حجاج بن ارطاة عن عبد الملك بن المغيرة الطائفي عن عبد الله بن المقدام عن ابن شداد عن ابي ذر قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في

بات کی دلیل ہے کہ زنا کا ایک بار اقرار حد کو واجب کرتا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ زنا کے معترف پر اس وقت تک حد واجب نہیں ہوتی جب تک وہ اپنے نفس کے خلاف چار بار اقرار نہ کرلے وہ فرماتے ہیں تم نے جو حدیث انیس ذکر کی ہے اس میں تمہاری بات پر کوئی دلیل نہیں۔

اور یہ اس لئے کہ ممکن ہے حضرت انیس رضی اللہ عنہ کو اس اعتراف کا علم ہو چکا ہو جس سے حد واجب ہوتی ہے اور وہ اس طرح کہ حضرت ماعز وغیرہ کے سلسلے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی خبر دی پھر اس علم کے بعد ان کو یہ خطاب فرمایا اور اس وقت تک ان کو علم ہو چکا تھا کہ کس قسم کا اعتراف حد کو واجب کرتا ہے اور اس روایت کے علاوہ روایات میں زنا کے اس اعتراف کا بیان ہے جس کے ذریعے معترف پر حد واجب ہوتی ہے۔

ان روایات میں سے حضرت عبدالرحمن بن ابزی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز کو چار بار واپس بھیجا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ ایک شخص آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے آپ کے پاس زنا کا اقرار کیا حضور علیہ السلام نے اسے چار بار واپس بھیج دیا پھر تشریف لائے اور ہمیں حکم دیا چنانچہ ہم نے ایک گڑھا کھودا

مرتين حتى اعترف أربعا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذهبوا به فارجموه۔

ففي هذا الحديث أنه أقر مرتين ثم ذهبوا به ثم ردوه فأقر مرتين فيجوز أن يكون جابر بن سمرة رضي الله عنه حضر المرتين الأخريين ولم يحضر ما كان منه قبل ذلك وحضر ابن عباس رضي الله عنهما الإقرار كله وكذلك من وافقه على أنه كان أربعا

٥٩٧۔ **حدثنا** حسين بن نصر قال سمعت يزيد بن هارون قال أخبرنا حماد بن سلمة عن أبي الزبير عن عبد الرحمن بن هضاص عن أبي هريرة أن ماعز بن مالك زنى فأتى هزالا فأخبره أنه زنى فقال له هزال ائت نبي الله صلى الله عليه وسلم فأخبره قبل أن ينزل فيك قرآن فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال إني زنيت فأعرض عنه حتى قال ذلك أربعا فأمر به فرجم۔

٥٩٨۔ **حدثنا** ابن أبي داود قال ثنا أبو اليمان قال أخبرنا شعيب بن أبي حمزة عن الزهري قال أخبرني أبو سلمة وسعيد بن المسيب أن أبا هريرة قال أتى رجل من أسلم رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في المسجد فناداه فحدثه أنه زنى فأعرض عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنحى لشقه الذي أعرض قبله فأخبره بأنه قد زنى فشهد على نفسه أربع شهادات فدعاه رسول الله صلى الله عليه

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے لے جا کر رجم کر دو۔

اس حدیث میں ہے کہ انہوں نے (حضرت ماعز نے) دو بار اعتراف کیا پھر انہیں لے گئے پھر واپس لائے اور دو بار اقرار کیا تو ہو سکتا ہے کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بعد والے دو بار اقرار کے وقت موجود ہوں پہلے موجود نہ ہوں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تمام اقراروں کے وقت موجود ہوں جس نے بھی چار بار اقرار کے سلسلے میں ان کی موافقت کی ہے اسکے بارے میں بھی یہی بات ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ماعز بن مالک نے زنا کا ارتکاب کیا پھر وہ ہزال کے پاس آئے اور زنا کا اقرار کیا حضرت ہزال نے فرمایا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور آپ کو خبر دو اس سے پہلے کہ تمہارے بارے میں قرآن پاک (کا کوئی حکم) نازل ہو وہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے زنا کیا ہے آپ نے رخ انور پھیر لیا حتی کہ انہوں نے چار بار یہ بات کہی تو آپ کے حکم سے ان کو رجم کیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اس نے آپ کو مخاطب کر کے بیان کیا کہ اس نے زنا کیا ہے آپ نے چہرہ انور پھیر لیا وہ اس طرف ہٹ گیا جدھر آپ نے اعراض فرمایا تھا اور بتایا کہ اس نے زنا کیا ہے اس نے اپنے نفس کے خلاف چار بار گواہی دی (اقرار کیا) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا کیا تم پاگل تو نہیں، عرض کیا نہیں فرمایا

فقال هل بك جنون قال لا قال أحصنت قال نعم فأمر به رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يرجم بالمصلى.

کیا تم شادی شدہ ہو عرض کیا جی ہاں پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اسے عیدگاہ میں رجم کیا گیا۔

١١- حدثنا فهد بن سليمان قال ثنا أبو نعيم قال ثنا بشير بن المهاجر الغنوي قال حدثني عبد الله بن بريدة عن أبيه قال كنت جالسا عند النبي صلى الله عليه وسلم فأتاه رجل يقال له ماعز بن مالك فقال يا نبي الله صلى الله عليه وسلم إني قد زنيت وإني أريد أن تطهرني فقال له ارجع فلما كان من الغد أتاه أيضا فاعترف عنده بالزنا فقال له النبي صلى الله عليه وسلم ارجع ثم أرسل النبي صلى الله عليه وسلم إلى قومه فسألهم عنه فقال ما تقولون في ماعز بن مالك هل ترون به بأسا أو تنكرون من عقله شيئا فقالوا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نرى به بأسا وما ننكر من عقله شيئا ثم عاد إلى النبي صلى الله عليه وسلم فاعترف أيضا عنده بالزنا فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم طهرني فأرسل النبي صلى الله عليه وسلم إلى قومه فسألهم عنه فقالوا له كما قالوا له في المرة الأولى ما نرى به بأسا وما ننكر من عقله شيئا ثم رجع إلى النبي صلى الله عليه وسلم الرابعة فاعترف عنده بالزنا فأمر به النبي صلى الله عليه وسلم

حضرت عبد اللہ بن بریدہ، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا جسے ماعز بن مالک کہا جاتا تھا اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! میں نے زنا کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کردیں آپ نے فرمایا لوٹ جاؤ جب دوسرا دن ہوا تو وہ پھر حاضر ہوا اور آپ کے پاس زنا کا اعتراف کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوٹ جاؤ پھر آپ نے کسی کو اس کی قوم کی طرف بھیجا جس نے ان سے پوچھا کہ ماعز بن مالک کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کیا تم اس میں کچھ تکلیف دیکھتے ہو یا اس کی عقل میں کچھ فتور سمجھتے ہو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اس میں کوئی تکلیف نہیں دیکھتے اور نہ ہی اس کی عقل میں کچھ خرابی دیکھتے ہیں پھر وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور زنا کا اعتراف کیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے پاک کیجئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم کے پاس کسی کو بھیجا اور ان سے استفسار کیا تو انہوں نے وہی پہلے والی بات کہی کہ ہم اس میں کوئی خرابی یا عقل میں فتور نہیں دیکھتے پھر چوتھی بار حضور علیہ السلام کی حضرت میں حاضر ہوا اور زنا کا اعتراف کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کے لیے ایک گڑھا کھودا گیا اور اس کو سینے تک اس میں رکھا گیا پھر لوگوں کو حکم دیا کہ اسے رجم کریں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے

وَحُفِرَتْ لَهُ حُفْرَةٌ فَجُعِلَ فِيهَا إِلَى صَدْرِهِ ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَرْجُمُوهُ قَالَ بُرَيْدَةُ كُنَّا نَتَحَدَّثُ بَيْنَنَا أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ لَوْ جَلَسَ فِي رَحْلِهِ بَعْدَ اعْتِرَافِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ يَطْلُبْهُ وَإِنَّمَا رَجَمَهُ عِنْدَ الرَّابِعَةِ.

فَلَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْجُمْهُ بِإِقْرَارِهِ مَرَّةً وَلَا مَرَّتَيْنِ وَلَا ثَلَاثًا وَلَوْ كَانَ الْحَدُّ لَمْ يَكُنْ وَجَبَ عَلَيْهِ بِذَلِكَ الْإِقْرَارِ ثُمَّ رَجَمَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِقْرَارِهِ فِي الْمَرَّةِ الرَّابِعَةِ.

فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ الْإِقْرَارَ بِالزِّنَا الَّذِي يُوجِبُ الْحَدَّ عَلَى الْمُقِرِّ هُوَ إِقْرَارُهُ بِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَمَنْ أَقَرَّ كَذَلِكَ حُدَّ وَمَنْ أَقَرَّ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ لَمْ يُحَدَّ وَقَدْ ذُكِرَ هَذَا الْمَعْنَى مَا رَوَيْنَاهُ عَنْ بُرَيْدَةَ مِمَّا كَانَ يَقُولُهُ هُوَ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوَاءٌ فِي ذَلِكَ مِمَّا قَدْ ذَكَرْنَا فِي حَدِيثِ مَهْدِيٍّ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ الْمُهَاجِرِ. هَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَقَدْ عَمِلَ بِذَلِكَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي شُرَاحَةَ فَرَدَّهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ.

ہیں ہم صحابہ کرام باہم گفتگو کرتے تھے کہ اگر تین بار اقرار کے بعد حضرت ماعز اپنی منزل میں بیٹھے رہتے تو آپ ان کو نہ بلاتے آپ نے ان کو چوتھے اقرار کے وقت رجم کیا۔

تو جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک، دو اور تین بار کے اقرار پر رجم نہ کیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اس اقرار کے ساتھ حد واجب نہیں ہوتی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی بار اقرار کے بعد ان کو رجم کیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ زنا کا وہ اقرار جس سے اقرار کرنے والے پر حد واجب ہوتی ہے وہ چار بار کا اقرار ہے پس جس نے اس طرح اقرار کیا اسے حد لگائی جائے اور جو اس سے کم بار اقرار کرے اسے حد نہ لگائی جائے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں جو معنی مذکور ہے حضرت بریدہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سلسلے میں یہی بات کہتے ہیں جسے ہم نے حضرت مہدی کی حدیث میں ذکر کیا وہ حضرت ابو نعیم سے اور وہ حضرت بشیر بن مہاجر سے روایت کرتے ہیں یہ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شراحہ کے سلسلے میں اسی پر عمل کیا اور اسے چار بار واپس کیا۔

بَابُ الرَّجُلِ يَزْنِي بِجَارِيَةِ امْرَأَتِهِ

٤٠٠- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا بَكْرُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ

بیوی کی لونڈی سے زنا کرنا

حضرت قتادہ، حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی لونڈی سے

فَقَالُوا نَرٰى عَلَيْهِ الرَّجْمَ إِنْ كَانَ مُحْصَنًا وَالْجَلْدَ إِنْ كَانَ غَيْرَ مُحْصَنٍ۔

٤٠٠٣ ۔ وَكَانَ مَا ذَهَبُوا إِلَيْهِ فِي ذٰلِكَ مِنَ الْآثَارِ الْمَرْوِيَّةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِجَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَأَتَتِ امْرَأَتُهُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ فَأَخْبَرَتْهُ فَقَالَ أَمَا إِنَّ عِنْدِي فِي ذٰلِكَ خَبَرًا ثَابِتًا أَخَذْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتِ أَذِنْتِ لَهُ جَلَدْتُهُ مِائَةً وَإِنْ كُنْتِ لَمْ تَأْذَنِي لَهُ رَجَمْتُهُ۔

٤٠٠٤ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ سُئِلَ قَتَادَةُ عَنْ رَجُلٍ وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَحَدَّثَنَا عَنْ حَبِيبِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ أَنَّهَا دُفِعَتْ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فَقَالَ لَأَقْضِيَنَّ فِيهَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ جَلَدْتُهُ مِائَةً وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَهُ رَجَمْتُهُ۔

فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ خِلَافُ مَا فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ لِأَنَّ فِيهِ إِنَّهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ أَذِنَتْ لَهُ رُجِمَ وَأَمَّا قَوْلُهُ وَإِنْ كُنْتِ أَذِنْتِ لَهُ جَلَدْنَاهُ مِائَةً فَتِلْكَ الْمِائَةُ عِنْدَنَا تَعْزِيرٌ كَأَنَّهُ دَرَأَ عَنْهُ الْحَدَّ بِوَطْءِ الشُّبْهَةِ وَعَزَّرَهُ بِرُكُوبِهِ مَا لَا يَحِلُّ لَهُ۔

فرمایا کہ ہمارے خیال کے مطابق اسے رجم کیا جائے اگر وہ شادی شدہ ہے اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو اسے کوڑے لگائے جائیں۔

انہوں نے اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایات سے استدلال کیا ہے حضرت ابوبشر، حضرت حبیب بن سالم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کیا تو اس کی بیوی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان کو (اس بات کی) خبر دی انہوں نے فرمایا اس سلسلے میں میرے پاس ایک حدیث ہے جو ثابت ہے اور میں نے اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے اگر تم نے اسے اجازت دی تھی تو میں اسے سو کوڑے ماروں گا اور اگر تم نے اسے اجازت نہیں دی تھی تو میں اسے رجم کروں گا۔

حضرت ہمام فرماتے ہیں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے وطی کی تو انہوں نے حضرت حبیب بن یساف سے روایت کرتے ہوئے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں گا اگر اس نے اس کو اجازت دی تھی تو میں ایسے (مرد کو) سو کوڑے ماروں گا اور اگر اس نے اس (مرد) کو اجازت نہیں دی تھی تو میں اسے رجم کروں گا۔

اس حدیث میں پہلی حدیث کے خلاف بیان ہے کیونکہ اس میں یہ ہے کہ اگر تو نے اسے اجازت نہیں دی تھی تو اسے رجم کیا جائے گا اور ان کا یہ قول کہ اگر تو نے اسے اجازت دی تھی تو ہم اسے کوڑے ماریں گے تو ہمارے نزدیک یہ سو کوڑے تعزیر ہے گویا انہوں نے وطی بالشبہ کی وجہ سے اس سے حد کو ساقط کر دیا اور حرام جگہ سواری کی وجہ سے اسے سزا دی۔

كتمنه ثمن المجن ففيه قطع اليد وما لم يبلغ ثمن المجن ففيه غرامة مثليه وجلدات نكال قال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف ترى في الثمر المعلق قال هو ومثله معه والنكال وليس في شيء من الثمر المعلق قطع إلا ما آواه الجرين فما أخذ من الجرين فبلغ ثمنه ثمن المجن ففيه القطع وما لم يبلغ ثمن المجن ففيه غرامة مثليه وجلدات نكال۔

فكانت العقوبات جارية فيما ذكر في هذه الآثار على ما ذكر فيها حتى نسخ ذلك بتحريم الربا فعاد الأمر إلى أن لا يؤخذ ممن أخذ شيئا إلا مثل ما أخذ وأن العقوبات لا تجب في الأموال بانتهاك الحرمات التي هي غير أموال فحديث سلمة عندنا كان في الوقت الأول فكان الحكم على من زنى بجارية امرأته مستكرها لها عليه أن تعتق عقوبة له في فعله ويغرم مثلها لامرأته وإن كانت طاوعته ألزمها جارية زانية وألزمه مكانها جارية طاهرة ولم يعتق هي بطواعيتها إياه وفرق في ذلك بينهما إذا كانت مطاوعة له وبينهما إذا كانت مستكرهة ثم نسخ ذلك فردت الأمور إلى أن لا يعاقب أحد بانتهاك حرمة لم يأخذ فيها مالا بأن يغرم مالا ووجبت عليه العقوبة التي أوجب الله على سائر الزناة فثبت بما ذكرنا ما روى النعمان ونسخ ما روى سلمة بن المحبق وأما

تاوان ہے اور بطور سزا کوڑے الگ ہیں عرض کیا یا رسول اللہ لٹکے ہوئے پھل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا وہی اور اس کے ساتھ اس کی مثل بھی نیز سزا بھی ہوگی اور لٹکے ہوئے پھلوں میں ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے مگر جس کو سٹور میں رکھا جائے پس جو پھل سٹور سے لیا جائے اور اس کی قیمت ڈھال کی قیمت کو پہنچ جائے تو اس میں ہاتھ کاٹنا ہے اور جو ڈھال کی قیمت کو نہ پہنچے اس میں دوگنا تاوان ہے اور بطور سزا کوڑے مارنا ہے۔

تو یہ سزائیں جن کا ان روایات میں ذکر کیا گیا جاری رہیں حتی کہ سود کے حرام ہونے سے یہ منسوخ ہو گئیں اور حکم اس بات کی طرف لوٹ گیا کہ جس نے کوئی چیز چوری کی ہو اس سے اس چیز کی مثل لی جائے اور غیر مالی حرمات کو توڑنے میں مالی سزا واجب نہ ہو گی پس ہمارے نزدیک حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت ابتدائی دور سے متعلق ہے اس وقت جو اپنی بیوی کی لونڈی کو مجبور کر کے اس سے زنا کرتا تو اس پر بطور سزا لازم ہوتا کہ وہ اس کو آزاد کر دے اور اپنی بیوی کو اس کی مثل لونڈی بطور تاوان دے اور اگر اس عورت کی مرضی شامل ہوتی تو (حاکم) زانیہ لونڈی اس کی مالکہ کے حوالے کر دیتا اور اس کی جگہ خاوند پر ایک پاکیزہ لونڈی لازم کر دیتا اور وہ (لونڈی) اس مرد کی بات ماننے کی وجہ سے آزاد نہ ہوتی اور اس سلسلے میں ان دونوں کے حکم میں فرق ہوتا یعنی اگر اس لونڈی کی مرضی شامل ہوتی (تو اور حکم ہوتا) اور اگر وہ ناپسند کرتی (تو دوسرا حکم ہوتا) پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور بات اس طرف لوٹ گئی کہ کسی ایسی حرمت کو توڑنے پر جس میں اس نے مال نہیں لیا مالی تاوان کے ساتھ سزا نہ دی جائے اور اس پر صرف وہی سزا لازم ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمام زنا کاروں پر واجب کی ہے تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس سے حضرت نعمان کی روایت ثابت اور حضرت سلمہ بن محبق کی روایت منسوخ ہو گئی۔ اور وہ جو ابو

يقول بقول عبد الله بن مسعود في ذلك إلى مثل ما ... فقد خالفه فيه غيره من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم.

نے اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا کہ وہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی مثل ہے تو اس سلسلے میں دیگر صحابہ کرام نے ان کی مخالفت کی ہے۔

حدثنا صالح بن عبد الرحمن قال ثنا يوسف بن عدي قال ثنا أبو الأحوص عن عطاء بن السائب عن أبي عبد الرحمن السلمي قال كان علي بن أبي طالب يقول لا أوتى برجل وقع على جارية امرأته إلا رجمته.

حضرت ابو عبدالرحمن سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کرنے والا جو شخص بھی لایا جائے گا میں اسے رجم کروں گا۔

حدثنا ابن أبي داود قال ثنا ابن أبي مريم قال أخبرنا ابن أبي الزناد قال حدثني أبي عن محمد بن حمزة بن عمرو الأسلمي عن أبيه أن عمر بعثه مصدقا على سعد بن هذيم فأتى حمزة بمال ليصدقه فإذا رجل يقول لامرأته أدي صدقة مال مولاك وإذا المرأة تقول له بل أنت أد صدقة مال ابنك فسأل حمزة عن أمرهما وقولهما فأخبر أن ذلك الرجل زوج تلك المرأة وأنه وقع على جارية لها فولدت ولدا فأعتقته امرأته قالوا فهذا المال لابنه من جاريتها فقال حمزة لأرجمنك بأحجارك فقيل له أصلحك الله إن أمره قد رفع إلى عمر بن الخطاب فجلده عمر رضي الله عنه مائة ولم ير عليه الرجم فأخذ حمزة بالرجل كفيلا حتى قدم على عمر رضي الله عنه فقال له عما ذكر من جلد

حضرت محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو حضرت سعد بن ہذیم کے پاس زکوۃ لینے کے لیے بھیجا حضرت حمزہ مال لے کر آئے تاکہ صدقہ دیں تو دیکھا کہ ایک شخص اپنی بیوی سے کہہ رہا تھا کہ اپنے غلام کے مال کا صدقہ دو اور عورت اس سے کہہ رہی تھی بلکہ تم اپنے بیٹے کے مال کا صدقہ دو حضرت حمزہ نے ان دونوں کے معاملہ اور گفتگو کے بارے میں پوچھا تو ان کو بتایا گیا کہ یہ شخص اس عورت کا خاوند ہے اور اس نے اس (عورت) کی لونڈی سے زنا کیا ہے اس سے ایک بچہ پیدا ہوا جسے اس کی بیوی نے آزاد کر دیا ان لوگوں نے بتایا کہ یہ مال اس شخص کے اس بچے کا ہے جو لونڈی سے پیدا ہوا حضرت حمزہ نے فرمایا میں تجھے تیرے ہی پتھروں سے رجم کروں گا آپ کو بتایا گیا اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے اس کا معاملہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اسے ایک سو کوڑے مارے تھے اور اس کے لیے رجم کی سزا تجویز نہ فرمائی حضرت حمزہ نے اس شخص کا ضامن لیا حتی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے

عمر رضي الله تعالى عنه إياه ولم يرد عليه الرجم فصار فهم عمر رضي الله تعالى عنه بذلك من قولهم وقال إنما درأ عنه الرجم لأنه عذره بالجاهلية.

۶۱۰ - فهذا حمزة بن عمرو صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم قد رأى أن على من زنى بجارية امرأته الرجم ولم ينكر عليه عمر رضي الله تعالى عنه ما كان عمرو رأى من ذلك حين كفل الرجل حتى يجيء أمر عمر رضي الله عنه في إقامة الحد عليه فقد وافق ذلك أيضا ما روي عن علي رضي الله عنه وما رواه النعمان عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۶۱۱ - ثم ما في حديث حمزة أيضا من جلد عمر رضي الله تعالى عنه ذلك الرجل مائة جلدة تعزيرا بحضرة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد دل ذلك على ما روى النعمان عن النبي صلى الله عليه وسلم من جلد الزاني بجارية امرأته مائة أنه أراد بذلك التعزير أيضا فقد وافق ما في حديث حمزة هذا ما روى النعمان عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۶۱۲ - وأما عبد الله بن مسعود رضي الله عنه فكان عنده الحكم الأول الذي رواه سلمة بن المحبق رضي الله عنه ولم يعلم ما نسخه مما رواه النعمان وقد علم ذلك عمر وعلي وحمزة بن عمرو رضي الله عنهم فقالوا به وقد

اور ان کوڑوں کے بارے میں پوچھا جن کا ذکر کیا گیا تھا اور رجم کو مناسب نہ سمجھا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی بات کی تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ جاہلیت کے عذر کی وجہ سے اس سے رجم کی سزا کو ساقط کیا گیا۔

تو یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہیں جن کے خیال میں بیوی کی لونڈی سے زنا کرنے والے کی سزا رجم ہے اور جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ انہوں نے اس پر ایک ضامن بنایا تو آپ نے حتی کہ اس پر حد کے نفاذ کے سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حکم معلوم ہو گیا تو آپ نے اس بات کا انکار نہ فرمایا تو یہ بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کے موافق ہو گئی۔

پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس شخص کو سو کوڑے مارنے کا ذکر ہے یہ صحابہ کرام کی موجودگی میں بطور تعزیر مارے گئے تو یہ بھی حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت پر دلالت کرتی ہے کہ بیوی کی لونڈی سے زنا کرنے والے کو آپ کا سو کوڑے مارنا تعزیر کے طور پر تھا تو حضرت حمزہ کی اس روایت میں جو کچھ ہے وہ سب حضرت نعمان کی اس روایت کے موافق ہے جو انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔

جہاں تک حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو ان کو پہلا حکم پہنچا جیسے حضرت سلمہ بن محبق نے روایت کیا، معلوم تھا لیکن حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس کا منسوخ ہونا معلوم نہ تھا اس بات کا علم حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ اور حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہم کو ہوا اور انہوں نے اس کا قول کیا حضرت

... على عبد الله رضي الله عنه في ... بما قد نسخ.

حدثنا أحمد بن الحسن قال ثنا ... عن خالد الحذاء عن محمد بن سيرين قال ذكر لعلي شأن الرجل الذي أتى ابن مسعود وامرأته ... على جارية امرأته فلم ير عليه حدا فقال علي لو أتاني صاحب ابن أم عبد لرضخت رأسه بالحجارة فلم يدر ابن أم عبد ما حدث بعده فلم يعلم ابن مسعود بذلك فأخبر علي رضي الله عنه أن ابن مسعود رضي الله عنه كان في ذلك بأمر قد كان ثم نسخ بعده فلم يعلم ابن مسعود رضي الله عنه بذلك.

وقد خالف علقمة في ذلك عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أيضا ومال إلى قول من خالفه على أنه أعلم أصحابه رضي الله عنه.

حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا وهب عن شعبة عن منصور عن إبراهيم عن علقمة أنه سئل عن رجل وقع على جارية امرأته فقال ما أبالي إياها أتيت أو جارية امرأة عوسجة.

فهذا علقمة رحمه الله وهو من أجل أصحاب عبد الله رضي الله عنه وأعلمهم قد ترك قول عبد الله في ذلك مع جلالة عبد الله رضي الله عنه عنده وصار إلى غيره وذلك عندنا

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے منسوخ حکم کے ساتھ فیصلہ کرنے پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا رد کیا۔

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس شخص کا معاملہ ذکر کیا گیا جو اپنی بیوی کے ہمراہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کیا تھا تو آپ نے اس کے لیے حد تجویز نہ فرمائی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میرے پاس آتے تو میں پتھروں کے ساتھ ان کا سر کچل دیتا حضرت ابن مسعود کو اتنا بھی معلوم نہ ہوا کہ بعد میں کیا ہوا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے بتایا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں اس حکم کو اپنایا جو پہلے تھا بعد میں منسوخ ہو گیا لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ ہو سکا۔

اس سلسلے میں حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی ہے اور ان کے مخالفین کے قول کی طرف مائل ہو گئے حالانکہ وہ ان (حضرت ابن مسعود) کے فاضل شاگردوں میں سے تھے۔

حضرت ابراہیم، حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ تم اس سے زنا کرو یا عوسجہ کی بیوی کی لونڈی سے (یعنی کسی بھی لونڈی سے جماع زنا ہے)

یہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جلیل القدر اور فاضل شاگردوں میں سے ہیں انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول چھوڑ دیا اور دوسروں کا قول اختیار کیا باوجودیکہ ان کے نزدیک آپ کی جلالت علمی مسلم تھی ہمارے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

يَشْرَبُ شُرْبَهُ مَا كَانَ ذَهَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ فِي ذَلِكَ عِنْدَهُ وَكَذَلِكَ نَقُولُ مَنْ أَتَى فِي جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ حُدَّ إِلَّا أَنْ يَدَّعِيَ شُبْهَةً بِشَكْلٍ أَنْ يَقُولَ ظَنَنْتُ أَنَّهَا تَحِلُّ لِي أَوْ تَكُونُ الْمَرْأَةُ أَحَلَّتْهَا لَهُ فَيُدْرَأُ عَنْهُ الْحَدُّ وَيُعَزَّرُ وَيَجِبُ عَلَيْهِ الْعُقْرُ وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ

نے جو بات اختیار کی تھی ان (حضرت علقمہ) کے نزدیک بھی وہ صحیح ثابت تھا۔ ہم بھی یہی بات کہتے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کرے اسے حد لگائی جائے البتہ اگر وہ شبہ کا دعویٰ کرے مثلاً وہ کہے کہ میں نے اسے اپنے لیے حلال خیال کیا یا بیوی نے اسے میرے لیے حلال قرار دیا تو اس سے حد دور کردی جائے گی اور اسے تعزیر ہوگی نیز عقر لازم ہو گا یہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

بَابُ ۲۰ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ أَوْ ذَاتَ مَحْرَمٍ مِنْهُ دَخَلَ بِهَا

باپ کی بیوی یا محرم عورت سے نکاح کر کے جماع کرنا

۷۱۶۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَقِيتُ خَالِي وَمَعَهُ الرَّايَةُ فَقُلْتُ أَيْنَ تَذْهَبُ فَقَالَ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ مِنْ بَعْدِهِ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ أَوْ أَقْتُلَهُ

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میری ملاقات اپنے ماموں سے ہوئی اور ان کے پاس ایک جھنڈا تھا میں نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں انہوں نے بتایا کہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی طرف بھیجا ہے جو اپنے باپ کے (انتقال کے) بعد اس کی بیوی سے نکاح کرتا ہے کہ میں اس کی گردن مار دوں یا اسے قتل کردوں۔

۷۱۷۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ هُوَ ابْنُ مَنَازِلَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَرَّ بِي خَالِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ الْأَسْلَمِيُّ وَمَعَهُ اللِّوَاءُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ آتِيَهُ بِرَأْسِهِ

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میرے پاس سے میرے ماموں حضرت ابو بردہ بن نیار اسلمی گزرے ان کے پاس جھنڈا تھا، پھر انہوں نے اسی کی مثل ذکر کیا البتہ یہ بھی فرمایا کہ میں اس کا سر آپ کے پاس لاؤں۔

۷۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيُّ قَالَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میرے پاس سے حضرت حارث بن

...وَسَلَّمَ عَقَدَ لِأَبِي بُرْدَةَ الرَّايَةَ وَكَانَتِ الرَّايَاتُ لَا تُعْقَدُ إِلَّا لِمَنْ أُمِرَ بِالْمُحَارَبَةِ لَا عَلَى إِقَامَةِ حَدِّ الزِّنَا لِأَنَّ غَيْرَ مَأْمُورٍ...

وَفِي الْحَدِيثِ أَيْضًا أَنَّهُ بَعَثَهُ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ وَلَيْسَ فِيهِ أَنَّهُ دَخَلَ بِهَا فَإِذَا كَانَتْ هٰذِهِ الْعُقُوبَةُ وَهِيَ الْقَتْلُ مَقْصُودًا بِهَا إِلَى الْمُتَزَوِّجِ لِتَزَوُّجِهِ دَلَّ ذٰلِكَ أَنَّهَا لِعُقُوبَةٍ وَجَبَتْ بِنَفْسِ الْعَقْدِ لَا بِالدُّخُولِ وَلَا يَكُونُ ذٰلِكَ إِلَّا وَالْعَاقِدُ مُسْتَحِلٌّ لِذٰلِكَ.

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَهُوَ عِنْدَنَا عَلَى أَنَّهُ تَزَوَّجَ وَدَخَلَ بِهَا.

قِيلَ لَهُ وَهُوَ عِنْدَ مُخَالِفِكَ عَلَى أَنَّهُ تَزَوَّجَ وَاسْتَحَلَّ.

فَإِنْ قَالَ لَيْسَ لِلِاسْتِحْلَالِ ذِكْرٌ فِي الْحَدِيثِ.

قِيلَ لَهُ وَلَا لِلدُّخُولِ ذِكْرٌ فِي الْحَدِيثِ فَإِنْ جَازَ أَنْ تَحْمِلَ مَعْنَى الْحَدِيثِ عَلَى دُخُولٍ غَيْرِ مَذْكُورٍ فِي الْحَدِيثِ جَازَ لِخَصْمِكَ أَنْ يَحْمِلَهُ عَلَى الِاسْتِحْلَالِ غَيْرِ الْمَذْكُورِ فِي الْحَدِيثِ.

وَقَدْ رُوِيَ فِي ذٰلِكَ حُرُوفٌ زَائِدَةٌ عَلَى مَا فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ.

۴۳۳۳- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقِيتُ خَالِي وَمَعَهُ الرَّايَةُ فَقُلْتُ لَهُ إِلَى أَيْنَ تَذْهَبُ فَقَالَ

نے اس شخص کو ایسے آدمی کی طرف بھیجا جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا تھا لیکن حدیث میں یہ بات نہیں ہے کہ اس نے اس سے جماع بھی کیا تو جب اس کے نکاح کرنے کی وجہ سے ہی اسے سزا دینا مقصود تھی یعنی قتل کرنا۔

تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سزا صرف عقد سے واجب ہوئی دخول کی وجہ سے نہیں اور یہ صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب عقد کرنے والا اسے حلال سمجھتا ہو۔

اگر کوئی کہے کہ ہمارے نزدیک یہ سزا اس لیے تھی کہ اس نے نکاح کیا اور جماع بھی کیا۔

تو اسے جواباً کہا جائے گا کہ تمہارے مخالف کے نزدیک یہ اس لیے تھی کہ اس نے حلال سمجھ کر نکاح کیا۔

اگر وہ کہے کہ حدیث میں حلال سمجھنے کا ذکر نہیں ہے۔

تو اسے جواباً کہا جائے گا کہ حدیث میں جماع کا ذکر بھی نہیں تو اگر یہ بات جائز ہے کہ حدیث میں ذکر نہ ہونے کے باوجود اسے جماع پر محمول کیا جائے تو تمہارے مخالف کے نزدیک حدیث میں مذکور نہ ہونے کے باوجود اسے حلال سمجھنے پر محمول کرنا جائز ہوگا۔

اس سلسلے میں پہلی روایات سے کچھ زائد بھی مروی ہے۔

حضرت یزید بن براء رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے ماموں سے ملے ان کے پاس جھنڈا تھا فرماتے ہیں میں نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص

بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةَ أَبِيهِ أَنْ أَقْتُلَهُ وَآخُذَ مَالَهُ.

۴۲۲۳ - وَقَدْ رُوِيَ نَحْوُ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنِ الْبَرَاءِ: مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دَاوُدَ وَفَهْدٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالُوا حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مَنَازِلَ التَّغْلِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي كَرِيمَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَدَّ مُعَاوِيَةَ إِلَى رَجُلٍ عَرَّسَ بِامْرَأَةِ أَبِيهِ أَنْ يَضْرِبَ عُنُقَهُ وَيُخَمِّسَ مَالَهُ.

فَلَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ بِأَخْذِ مَالِ الْمُتَزَوِّجِ وَتَخْمِيسِهِ دَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ الْمُتَزَوِّجَ كَانَ بِتَزَوُّجِهِ مُرْتَدًّا مُحَارِبًا فَوَجَبَ أَنْ يُقْتَلَ لِرِدَّتِهِ، وَكَانَ مَالُهُ كَمَالِ الْحَرْبِيِّينَ لِأَنَّ الْمُرْتَدَّ الَّذِي لَمْ يُحَارِبْ كُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ فِي أَخْذِ مَالِهِ عَلَى خِلَافِ التَّخْمِيسِ فَقَالَ قَوْمٌ وَهُمْ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ بِقَوْلِهِمْ مَالُهُ لِوَرَثَتِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَقَالَ آخَرُونَ مَالُهُ كُلُّهُ فَيْءٌ وَلَا تَخْمِيسَ فِيهِ لِأَنَّهُ لَمْ يُوجَفْ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ.

فَفِي تَخْمِيسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَالَ الْمُتَزَوِّجِ الَّذِي ذَكَرْنَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ قَدْ كَانَتْ مِنْهُ الرِّدَّةُ وَالْمُحَارَبَةُ جَمِيعًا فَانْتَفَى بِمَا ذَكَرْنَا أَنْ يَكُونَ عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَسُفْيَانَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ فِي ذٰلِكَ

کو قتل کرنے اور اس کا مال لینے کے لیے بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا ہے۔

اس قسم کی روایت حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہے حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ (مذکور) کے دادا کو ایسے شخص کے پاس بھیجا جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا تھا تاکہ ان کی گردن مار دیں اور اس کے مال کا پانچواں حصہ لے آئیں۔

تو جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو حدیثوں میں اس نکاح کرنے والے کا مال لینے اور اس کا پانچواں حصہ وصول کرنے کا حکم دیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ وہ نکاح کرنے والا اس نکاح کی وجہ سے مرتد محارب ہو گیا تو مرتد ہونے کی وجہ سے اس کا قتل واجب ہوا اور اس کا مال حربیوں کے مال کی طرح ہوا کیونکہ مرتد غیر محارب کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ اس کا مال پانچویں حصے کے خلاف لیا جائے گا حضرت امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب اور دوسرے لوگ اس کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس کا مال اس کے مسلمان ورثاء کیلئے ہوگا جبکہ ان کے مخالفین کہتے ہیں کہ اس کا تمام مال فئے ہوگا اور اس میں پانچواں حصہ نہیں ہوگا کیونکہ اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے گئے۔

اس نکاح کرنے والے کے مال سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچواں حصہ لینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مرتد بھی تھا اور محارب بھی، تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے اس بات کی نفی ہو گئی کہ اس حدیث میں حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت سفیان ثوری رحمہما اللہ کے

قَدْ ثَبَتَ [illegible] وَمِثْلُهُ۔

۴۲۲۴۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَجُلًا تَزَوَّجَ امْرَاَةً فِيْ عِدَّتِهَا فَرُفِعَ اِلٰى عُمَرَ فَضَرَبَهُمَا دُوْنَ الْحَدِّ وَجَعَلَ لَهَا الصَّدَاقَ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا قَالَ وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا جَعَلْتُهُمَا مَعَ الْخُطَّابِ۔

اَفَلَا تَرٰى اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ ضَرَبَ الْمَرْاَةَ وَالزَّوْجَ الْمُتَزَوِّجَ فِي الْعِدَّةِ بِالْمِخْفَقَةِ فَاسْتَحَالَ اَنْ يَّضْرِبَهُمَا وَهُمَا جَاهِلَانِ بِتَحْرِيْمِ مَا فَعَلَا لِاَنَّهُ كَانَ اَعْرَفَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ اَنْ يُّعَاقِبَ مَنْ لَّمْ تَقُمْ عَلَيْهِ الْحُجَّةُ فَلَمَّا ضَرَبَهُمَا دَلَّ ذٰلِكَ اَنَّ الْحُجَّةَ قَدْ كَانَتْ قَامَتْ عَلَيْهِمَا بِالتَّحْرِيْمِ قَبْلَ اَنْ يَّفْعَلَا ثُمَّ هُوَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَحُدَّهُمَا الْحَدَّ وَقَدْ حَضَرَهُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَابَعُوْهُ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يُخَالِفُوْهُ فِيْهِ فَهٰذَا دَلِيْلٌ صَحِيْحٌ اَنَّ عَقْدَ النِّكَاحِ اِذَا كَانَ وَاِنْ كَانَ لَا يَثْبُتُ وَجَبَ لَهُ حُكْمُ النِّكَاحِ فِيْ وُجُوْبِ الْمَهْرِ بِالدُّخُوْلِ الَّذِيْ يَكُوْنُ بَعْدَهُ وَفِي الْعِدَّةِ مِنْهُ وَفِيْ ثُبُوْتِ النَّسَبِ وَمَا كَانَ يُوْجِبُ مَا ذَكَرْنَا مِنْ ذٰلِكَ فَمُسْتَحِيْلٌ اَنْ يَّجِبَ فِيْهِ حَدٌّ لِاَنَّ الَّذِيْ يُوْجِبُ الْحَدَّ هُوَ الزِّنَا لَا يُوْجِبُ ثُبُوْتَ نَسَبٍ وَّلَا صَدَاقٍ وَّلَا عِدَّةٍ۔

فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ اِنَّ هٰذَا الَّذِيْ

کی مثل ذکر کیا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے کسی عورت سے اس کی عدت کے دوران نکاح کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک یہ مسئلہ پہنچا تو آپ نے اسے حد سے کم مار ماری عورت کو مہر کی مستحق قرار دیا دونوں کے درمیان تفریق کر دی اور فرمایا یہ دونوں کبھی بھی اکٹھے نہ ہوں۔ راوی فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیں تو میں انہیں دیگر منگنی کا پیغام دینے والوں کے ساتھ ملاتا ہوں (یعنی وہ ایک دوسرے کو پیغام نکاح دے سکتے ہیں)

تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو اور جس شخص نے اس کی عدت کے دوران نکاح کیا ہلکے دُرے لگائے تو یہ بات محال ہے کہ آپ ان کو اس صورت میں دُرے لگائیں جب وہ اس فعل کے حرام ہونے سے لاعلم ہوں کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ پہچان رکھتے تھے اور اس بات سے ڈرتے تھے کہ کسی کو دلیل قائم ہونے کے بغیر سزا دیں۔ تو جب آپ نے ان کو سزا دی تو معلوم ہوا کہ اس فعل سے پہلے ان دونوں پر حرمت کی دلیل قائم ہو چکی تھی پھر آپ نے ان پر حد قائم نہیں فرمائی اور اس وقت صحابہ کرام بھی موجود تھے انہوں نے بھی آپ کی اتباع کی اور مخالفت نہیں فرمائی تو یہ صحیح دلیل ہے کہ عقد نکاح پائے جانے کے بعد اگرچہ وہ ثابت نہ بھی ہو اس کے لیے نکاح کا حکم ہی ہوگا یعنی نکاح کے بعد جماع کی صورت میں مہر واجب ہوگا عدت واجب ہوگی اور نسب ثابت ہوگا تو جس عمل سے یہ مذکورہ چیزیں ثابت ہو رہی ہیں اس میں حد کا واجب ہونا محال ہے کیونکہ حد تو زنا سے واجب ہوتی ہے اور اس سے نسب، مہر اور عدت ثابت نہیں ہوتی۔

اگر کوئی شخص کہے کہ جو کچھ تم نے ذو محرم سے

ذَاتِ الْمَحْرَمِ مِنْهُ عَلَى النِّكَاحِ مِنْ دُخُولِ ... وَإِنْ لَمْ يَكُنْ زِنَاءً فَهُوَ أَغْلَظُ ... صِفَتُهُ ... أَحْرَى أَنْ يَجِبَ فِيهِ مَا يَجِبُ فِي الزِّنَاءِ.

نکاح کے سلسلے میں ذکر کیا تو اگرچہ یہ زنا نہیں لیکن زنا سے زیادہ بُرا ہے تو زیادہ مناسب ہے کہ جو کچھ زنا کی صورت میں واجب ہوتا ہے اس میں بھی وہی واجب ہو۔

قِيلَ لَهُ قَدْ أَخْرَجْتَهُ بِقَوْلِكَ هٰذَا مِنْ أَنْ يَكُونَ زِنَاءً وَزَعَمْتَ أَنَّهُ أَغْلَظُ مِنَ الزِّنَاءِ وَلَيْسَ مَا كَانَ مِثْلَ الزِّنَاءِ أَوْ مَا كَانَ أَعْظَمَ مِنَ الزِّنَاءِ مِنَ الْأَشْيَاءِ الْمُحَرَّمَةِ يَجِبُ فِي انْتِهَاكِهَا مِنَ الْعُقُوبَاتِ مَا يَجِبُ فِي الزِّنَاءِ لِأَنَّ الْعُقُوبَاتِ إِنَّمَا تُؤْخَذُ مِنْ جِهَةِ التَّوْقِيفِ لَا مِنْ جِهَةِ الْقِيَاسِ.

اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا کہ تم نے اپنے قول سے اسے زنا سے نکال دیا اور تمہارے خیال میں یہ زنا سے زیادہ بُرا ہے لیکن وہ حرام امور جن کی خلاف ورزی پر سزا دی جاتی ہے ان میں سے کوئی عمل زنا کی مثل ہو یا اس سے بڑا، اس کی وہ سزا نہیں جو زنا کی ہے کیونکہ سزائیں توقیفی ہوتی ہیں (جو کچھ شریعت سے معلوم ہوا) قیاس سے ثابت نہیں ہوتیں۔

أَلَا تَرَى أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ كَمَا حَرَّمَ الْخَمْرَ وَقَدْ جَعَلَ عَلَى شَارِبِ الْخَمْرِ حَدًّا لَمْ يَجْعَلْ مِثْلَهُ عَلَى آكِلِ لَحْمِ الْخِنْزِيرِ وَلَا عَلَى آكِلِ لَحْمِ الْمَيْتَةِ وَإِنْ كَانَ تَحْرِيمُ مَا أَتَى تَحْرِيمَ مَا أَتَى ذٰلِكَ وَكَذٰلِكَ قَذْفُ الْمُحْصَنَةِ جَعَلَ اللّٰهُ تَعَالَى فِيهِ جَلْدَ ثَمَانِينَ وَسُقُوطَ شَهَادَةِ الْقَاذِفِ وَإِلْزَامَ اسْمِ الْفِسْقِ وَلَمْ يَجْعَلْ ذٰلِكَ فِيمَنْ رَمَى رَجُلًا بِالْكُفْرِ وَالْكُفْرُ فِي نَفْسِهِ أَعْظَمُ وَأَغْلَظُ مِنَ الْقَذْفِ فَكَانَتِ الْعُقُوبَاتُ قَدْ جُعِلَتْ فِي أَشْيَاءَ خَاصَّةً وَلَمْ يُجْعَلْ فِي أَمْثَالِهَا وَلَا فِي أَشْيَاءَ هِيَ أَعْظَمُ مِنْهَا وَأَغْلَظُ فَكَذٰلِكَ مَا جَعَلَ اللّٰهُ تَعَالَى مِنَ الْحَدِّ فِي الزِّنَا لَا يَجِبُ بِهِ أَنْ يَكُونَ وَاجِبًا فِيمَا هُوَ أَغْلَظُ مِنَ الزِّنَاءِ فَهٰذَا الَّذِي ذَكَرْنَا فِي هٰذَا الْبَابِ هُوَ النَّظَرُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَسُفْيَانَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالَى.

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کو اسی طرح حرام قرار دیا جس طرح شراب کو حرام قرار دیا اور شراب نوشی کرنے والے پر وہ حد مقرر فرمائی جو خنزیر کا گوشت کھانے والے پر نہیں اور نہ مردار کھانے والے کے لیے وہ سزا ہے اگرچہ اس عمل کی حرمت بھی اس کی حرمت کی طرح ہے اسی طرح کسی پاکدامن پر زنا کے الزام کی سزا اللہ تعالیٰ نے اسّی کوڑے مقرر فرمائی، اس کی شہادت غیر مقبول ٹھہرائی اور اس کا نام فاسق رکھا جبکہ کسی کو کافر کہنے والے کی یہ سزا نہیں حالانکہ ذاتی طور پر کفر، قذف (الزام تراشی) سے بڑا گناہ ہے اور زیادہ بُرا ہے تو بعض امور میں خاص سزائیں رکھی گئیں جو ان جیسے دوسرے امور میں نہیں اور نہ ہی ان سے بڑے اور زیادہ بڑے گناہوں میں ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زنا کے سلسلے میں جو حد مقرر فرمائی ہے وہ زنا سے زیادہ بڑے عمل میں واجب نہ ہوگی یہ جو کچھ ہم نے اس باب میں ذکر کیا یہی قیاس ہے اور یہی حضرت امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رحمہما اللہ کا مسلک ہے۔

بَابُ حَدِّ الْخَمْرِ

شراب نوشی کی سزا

۲۲۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنِ الدَّانَاجِ عَنْ حُضَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ الرَّقَاشِيِّ أَبِي سَاسَانَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَلَدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ أَرْبَعِينَ وَأَبُوبَكْرٍ أَرْبَعِينَ وَكَمَّلَهَا عُمَرُ ثَمَانِينَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شراب نوشی پر چالیس کوڑے مارے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں مکمل کرتے ہوئے اسّی کوڑے مارے اور یہ سب سنت ہے۔

۲۳۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الدَّانَاجُ قَالَ ثَنَا حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ الرَّقَاشِيُّ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَقَدْ أُتِيَ بِالْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ وَقَدْ صَلَّى بِأَهْلِ الْكُوفَةِ الصُّبْحَ أَرْبَعًا وَقَالَ أَزِيدُكُمْ فَقَالَ فَشَهِدَ عَلَيْهِ حُمْرَانُ وَرَجُلٌ آخَرُ قَالَ فَشَهِدَ أَحَدُهُمَا أَنَّهُ رَآهُ يَشْرَبُهَا وَشَهِدَ الْآخَرُ أَنَّهُ رَآهُ يَقِيئُهَا فَقَالَ عُثْمَانُ إِنَّهُ لَمْ يَقِئْهَا حَتَّى شَرِبَهَا فَقَالَ عُثْمَانُ لِعَلِيٍّ أَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَقَالَ عَلِيٌّ لِابْنِهِ الْحَسَنِ أَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ قَالَ فَقَالَ الْحَسَنُ

حضرت حضین بن منذر رقاشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت ولید بن عقبہ کو لایا گیا تھا انہوں نے اہل کوفہ کو صبح کی نماز چار رکعات پڑھائیں اور کہا کہ میں تمہارے لیے زیادہ کرتا ہوں تو ان کے خلاف حمران اور ایک دوسرے شخص نے گواہی دی فرماتے ہیں کہ ایک نے گواہی دی کہ اس نے انہیں شراب پیتے ہوئے دیکھا ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے قے کرتے ہوئے دیکھا ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شراب پینے کے بغیر تو قے نہیں کی ہوگی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس پر حد قائم کریں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس پر حد قائم کیجیے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس کی مشقت اس کے سپرد کیجیے جو اس کی راحت حاصل کر رہا ہے (مطلب یہ ہے کہ چونکہ خلافت کا منصب بنو امیہ کے پاس ہے لہٰذا

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّ فِي شُرْبِ الْخَمْرِ حَدًّا۔

ثُمَّ الرِّوَايَةُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِ شَارِبِ الْخَمْرِ تَعْنِي بِذَلِكَ مَا فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ أَيْضًا مِنْ اخْتِيَارِهِ الْأَرْبَعِينَ عَلَى الثَّمَانِينَ۔

شراب نوشی کی حد کے سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی طریقہ جاری نہیں فرمایا۔

پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے شراب پینے والے کے سلسلے میں اس پہلی حدیث کے خلاف روایت منقول ہے جس (پہلی حدیث) میں آپ نے اسی کوڑوں پر چالیس کو ترجیح دی تھی۔

۶۳۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَرْوَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أُتِيَ عَلِيٌّ بِالنَّجَاشِيِّ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي رَمَضَانَ فَضَرَبَهُ ثَمَانِينَ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ إِلَى السِّجْنِ ثُمَّ أَخْرَجَهُ مِنَ الْغَدِ فَضَرَبَهُ عِشْرِينَ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا جَلَدْتُكَ هَذِهِ الْعِشْرِينَ لِإِفْطَارِكَ فِي رَمَضَانَ وَجُرْأَتِكَ عَلَى اللَّهِ۔

حضرت عطاء بن ابی مروان، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نجاشی لایا گیا جس نے رمضان المبارک کے مہینے میں شراب پی تھی آپ نے اسے اسی کوڑے لگائے پھر اسے قید خانے میں ڈالنے کا حکم دیا دوسرے دن اسے نکالا تو بیس کوڑے لگائے پھر فرمایا میں نے تمہیں یہ بیس کوڑے اس لیے لگائے ہیں کہ تم نے رمضان المبارک میں روزہ توڑا اور اللہ تعالیٰ پر جرأت کی۔

۶۳۴ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي مُصْعَبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا شَرِبَ الْخَمْرَ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ۔

حضرت ابو مصعب اپنے والد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رمضان المبارک کے مہینے میں شراب پی۔ اس کے بعد انہوں نے اس (پہلی حدیث) کی مثل روایت کیا۔

۶۳۵ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْ كَلْبٍ يُقَالُ لَهُ ابْنُ وَبَرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ يَجْلِدُ فِي الشَّرَابِ أَرْبَعِينَ وَكَانَ عُمَرُ يَجْلِدُ فِيهَا أَرْبَعِينَ قَالَ فَبَعَثَنِي خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ خَالِدًا بَعَثَنِي إِلَيْكَ قَالَ فِيمَ قُلْتُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ تَحَاقَرُوا الْعُقُوبَةَ

حضرت ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ حمید بن عبدالرحمن ابن عوف نے ان سے بیان کیا کہ کلب قبیلے کا ایک شخص جسے وبرہ کہا جاتا تھا اس نے ان کو بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شراب نوشی پر چالیس کوڑے مارتے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی چالیس کوڑے مارتے تھے وہ فرماتے ہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا میں نے حاضر ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے انہوں نے پوچھا "کس سلسلے میں؟" میں نے عرض کیا لوگ سزا سے ڈرتے نہیں اور شراب نوشی میں مبتلا ہو گئے ہیں آپ کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارد گرد والوں سے پوچھا تمہاری کیا رائے

فَتَهَافَتُوا فِي الْخَمْرِ فَمَا تَرَى فِي ذَلِكَ فَقَالَ عُمَرُ لِمَنْ حَوْلَهُ مَا تَرَوْنَ فَقَالَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ نَرَى يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ثَمَانِينَ جَلْدَةً فَقَبِلَ ذَلِكَ عُمَرُ فَكَانَ خَالِدٌ أَوَّلَ مَنْ جَلَدَ ثَمَانِينَ ثُمَّ جَلَدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نَاسًا بَعْدَهُ۔

٤٣٥: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ ثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ عَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَهُمْ مُتَّكِئُونَ فِي الْمَسْجِدِ فَذَكَرَ مِثْلَ مَا فِي حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فِي كَلَامِ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ إِذَا سَكِرَ هَذَى وَإِذَا هَذَى افْتَرَى وَعَلَى الْمُفْتَرِي ثَمَانُونَ وَتَابَعَهُ أَصْحَابُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ۔

أَفَلَا تَرَى أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ لَمَّا سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ ضَرَبَ أَمْثَالَ الْحُدُودِ كَيْفَ هِيَ ثُمَّ اسْتَخْرَجَ مِنْهَا حَدًّا بِرَأْيِهِ فَجَعَلَهُ كَحَدِّ الْمُفْتَرِي وَلَوْ كَانَ عِنْدَهُ فِي ذَلِكَ شَيْءٌ مُؤَقَّتٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَغْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ وَلَوْ كَانَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فِي ذَلِكَ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ إِذًا لَأَنْكَرُوا عَلَيْهِ أَخْذَ ذَلِكَ مِنْ جِهَةِ الِاسْتِنْبَاطِ وَضَرْبِ الْأَمْثَالِ فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا مِنْهُ وَمِنْهُمْ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ فِي ذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ فَكَيْفَ يَجُوزُ أَنْ يُقْبَلَ بَعْدَ هَذَا عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مَا يُخَالِفُ هَذَا۔

٤٣٦: حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

ہے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المومنین ہمارے خیال میں اسّی کوڑے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے قبول فرمایا تو سب سے پہلے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسّی کوڑے لگائے پھر اس کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو کوڑے لگائے۔

حضرت روح بن عبادہ نے حضرت اسامہ بن زید لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے فرمایا (راوی فرماتے ہیں) پھر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہاں حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کو پایا اور وہ سب مسجد میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے پھر انہوں نے اسکی مثل ذکر کیا جو حضرت یونس کی روایت میں مذکور ہے البتہ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ کے کلام میں یہ اضافہ کیا کہ جب کسی کو نشہ آتا ہے تو وہ بیہودہ بکتا ہے اور جب بیہودہ بکتا ہے تو جھوٹ بکتا ہے اور جو کسی پر جھوٹ بولتا ہے (الزام لگاتا ہے) اسکی سزا اسّی کوڑے ہے ان کے شاگردوں نے ان کی متابعت کی۔

تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو انہوں نے حدود کی مثالیں دیں کہ وہ کیسے ہیں پھر انہوں نے اپنی رائے سے (اس) حد کا حکم نکالا اور اسے جھوٹا الزام لگانے والے کی سزا کی طرح قرار دیا اور اگر ان کے پاس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی مقرر سزا ہوتی ہے تو ان کو اس (رائے) کی ضرورت نہ ہوتی اور اگر ان کے شاگردوں کے پاس اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کوئی بات ہوتی تو وہ ان کے اجتہاد اور دیگر حدود کی روشنی میں اس سزا کے تقرر کے سلسلے میں ان کا رد کرتے تو جو کچھ ہم نے ان سے اور ان کے شاگردوں سے نقل کیا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے پاس اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی کوئی بات نہ تھی تو کیسے جائز ہوگا کہ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف کوئی بات قبول کی جائے۔

حضرت ابو عبدالرحمن سلمی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

وَقَدْ رُوِيَ أَنَّ السَّوْطَ الَّذِي ضُرِبَ الْوَلِيدُ كَانَ لَهُ طَرَفَانِ فَكَانَتِ الضَّرْبَةُ ...

یہ بھی مروی ہے کہ ولید کو جس کوڑے سے مارا گیا تھا اس کی دو شاخیں تھیں تو ایک مار دو ماروں کی جگہ تھی۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ... عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّ عَلِيًّا جَلَدَ الْوَلِيدَ أَرْبَعِينَ بِسَوْطٍ لَهُ طَرَفَانِ.

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ولید کو دو شاخوں والے کوڑے سے چالیس کوڑے مارے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ قَالَ ثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَلِيًّا جَلَدَ الْوَلِيدَ بْنَ عُقْبَةَ بِسَوْطٍ لَهُ ذَنَبَانِ أَرْبَعِينَ جَلْدَةً فِي الْخَمْرِ وَذَلِكَ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ.

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو شراب نوشی پر چالیس کوڑے مارے جس کی دو شاخیں تھیں دو فرقے ہیں یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور کا واقعہ ہے۔

فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ضَرَبَهُ ثَمَانِينَ لِأَنَّ كُلَّ سَوْطٍ مِنْ تِلْكَ الْأَسْوَاطِ سَوْطَانِ فَاسْتَحَالَ أَنْ يَكُونَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ الْأَرْبَعِينَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الثَّمَانِينَ ثُمَّ يَضْرِبُ هُوَ ثَمَانِينَ فَهَذَا دَلِيلٌ أَيْضًا عَلَى فَسَادِ حَدِيثِ الدَّانَاجِ.

تو اس حدیث میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو اسّی کوڑے مارے کیونکہ ان میں سے ہر کوڑا دو کے قائم مقام تھا تو محال ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرمائیں کہ مجھے اسّی کے مقابلے پر چالیس کوڑے پسند ہیں پھر وہ اسّی کوڑے ماریں یہ بھی حدیث داناج کے فساد کی دلیل ہے۔

وَقَدْ رَوَى آخَرُونَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خِلَافَ ذَلِكَ كُلِّهِ.

دوسرے حضرات نے بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ح وَحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ وَعُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ أَبِيهِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ جَلَدَ

حضرت محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک شخص کو شراب نوشی پر اسّی کوڑے مارے البتہ صالح (راوی) نے اپنی روایت میں فرمایا کہ آپ نے

جَلَدَ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِينَ غَيْرَ أَنَّ صَالِحًا قَالَ فِي حَدِيثِهِ جَلَدَ رَجُلًا مِنْ بَنِي حَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ

بنو حارث بن خزرج کے ایک شخص کو کوڑے مارے۔

وَهٰذَا عِنْدَنَا أَيْضًا فَاسِدٌ لَا يَثْبُتُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِمَا قَدْ رَوَاهُ عَنْهُ سَعِيدٌ مِنْ قَوْلِهِ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَلَمْ يَسُنَّ فِي الْخَمْرِ حَدًّا وَإِنَّهُمْ جَعَلُوهُ ثَمَانِينَ بِالتَّمْثِيلِ الَّذِي قَدْ ذَكَرْنَاهُ عَنْهُ فِي هٰذَا الْبَابِ وَلَا يَجُوزُ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يَكُونَ يَحْتَاجُ فِي اسْتِخْرَاجِ حَدِّ الْخَمْرِ مِنْ ذٰلِكَ وَعِنْدَهُ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ۔

ہمارے نزدیک یہ روایت بھی فاسد ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے کیونکہ حضرت سعید نے ان سے روایت کیا (اور یہ روایت پہلے گزر چکی ہے) کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور آپ نے شراب نوشی کی حد کا کوئی طریقہ نہیں چھوڑا اور صحابہ کرام نے (دوسری حدود کی) مثال سے اَسّی کوڑے مقرر فرمائے جیسا کہ ہم نے اسی باب میں ان سے روایت ذکر کی اور ہمارے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ شراب نوشی کی حد کے لیے اجتہاد کے محتاج نہ ہوتے اگر ان کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی وہ بات ہوتی جو اس حدیث میں ہے۔

وَقَدْ جَاءَتِ الْآثَارُ مُتَوَاتِرَةً أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَقْصِدُ فِي حَدِّ الشَّارِبِ إِلَى عَدَدٍ مِنَ الضَّرْبِ مَعْلُومٍ حَتَّى لَقَدْ بُيِّنَ فِي بَعْضِ مَا رُوِيَ عَنْهُ نَفْيُ ذٰلِكَ مِثْلُ مَا رَوَيْنَاهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَلَمْ يَسُنَّ فِيهِ حَدًّا۔

متواتر روایات میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے والے کی سزا کے سلسلے میں کوڑے مارنے کی ایک معلوم تعداد کا ارادہ نہیں فرمایا بلکہ بعض روایات میں اس کی نفی کا بیان ہے جیسے ہم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور اس کی حد مقرر نہیں فرمائی۔

۴۸۵۔ **فَمِمَّا** رُوِيَ فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآنَ وَهُوَ فِي الرِّحَالِ يَلْتَمِسُ رَحْلَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَقَالَ

اس سلسلے میں حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں گویا کہ میں اب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ غزوۂ حنین کے دن کچھ لوگوں کے درمیان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی منزل تلاش کر رہے تھے آپ اسی حالت میں تھے کہ ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا اسے مارو۔ تو ان میں سے بعض نے اسے جوتوں کے

طرفيه فمنهم من ضربه بالنعال ومنهم من ضربه بالعصا ومنهم من ضربه بالميتخة يريد الجريدة الرطبة ثم أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم ترابا من الأرض فرمى به في وجهه.

ساتھ مارا بعض نے لاٹھی سے مارا اور کچھ نے کھجور کی ترشاخ (میتخہ) کے ساتھ مارا پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے مٹی اٹھا کر اس کے چہرے پر ماری۔

---

٦٢٧ - **حدثنا** علي بن شيبة قال ثنا روح بن عبادة قال ثنا أسامة بن زيد قال ثني ابن شهاب قال ثني عبد الرحمن بن أزهر الزهري قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم حنين يتخلل الناس يسأل عن منزل خالد بن الوليد فأتي بسكران فأمر من كان عنده فضربوه بما كان في أيديهم ثم حثى عليه التراب ثم أتي أبو بكر بسكران فتوخى الذي كان من ضربهم عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فضربه أربعين.

حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عبد الرحمن بن ازہر زہری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں میں نے غزوہ حنین کے دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا لوگوں کے درمیان حضرت خالد بن ولید کے منزل کے بارے میں پوچھ رہے تھے کہ ایک نشے والا لایا گیا آپ نے اپنے قریب والے حضرات کو حکم دیا تو انہوں نے جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا اس سے اسے مارا پھر آپ نے اس پر مٹی پھینکی پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (کے دور خلافت میں ان) کے پاس ایک شرابی لایا گیا تو آپ نے اس شخص کو بلانے کا قصد کیا جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان (شراب نوشوں) کو مارا تھا پھر اسے چالیس کوڑے لگائے۔

٦٢٨ - **أفلا ترى** أن أبا بكر إنما كان ضرب بعد النبي صلى الله عليه وسلم أربعين على التحري منه لضرب النبي صلى الله عليه وآله وسلم الذي كان وأن النبي صلى الله عليه وآله وسلم لم يكن وقفهم في ذلك على شيء بعينه.

کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے مارنے پر غور فکر کر کے چالیس کوڑے مارے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سلسلے میں کسی معین مقدار سے آگاہ نہیں فرمایا تھا۔

---

٦٢٩ - **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا شعبة بن الحجاج عن أبي المتوكل عن أبي سعيد قال لا أشرب نبيذ الجر بعد إذ أتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بنشوان فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ما

حضرت ابو وداک، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نشے والا لایا گیا اس وقت سے میں گھڑے میں بنایا گیا نبیذ (جوس) نہیں پیتا، اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے شراب نہیں پی میں نے کدو کے برتن

شَرِبَ عَصِيرَ الشَّمَاخِيرِ نَبِيذَ تَمْرٍ وَزَبِيبٍ فِي دُبَّاءٍ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضُرِبَ بِالْأَيْدِي وَخُفِقَ بِالنِّعَالِ

میں کھجور اور کشمش کا جوس پیا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اسے ہاتھوں اور جوتوں سے زدو کوب کیا گیا۔

۶۴۹۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَارِبٍ فَقَالَ اضْرِبُوهُ فَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِيَدِهِ وَثَوْبِهِ وَبِنَعْلِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شرابی لایا گیا آپ نے فرمایا اسے مارو تو ان میں سے کسی نے ہاتھ سے کسی نے اپنے کپڑے سے اور کسی نے اپنے جوتے کے ساتھ اسے مارا۔

۶۵۰۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ایک دوسرے طریق سے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل مروی ہے۔

۶۵۱۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ ثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَالزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَارِبٍ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ قُومُوا إِلَيْهِ فَقَامَ النَّاسُ فَضَرَبُوهُ بِنِعَالِهِمْ

حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں غزوۂ حنین کے دن ایک شراب نوشی کو بارگاہ نبوی میں لایا گیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا اس کی طرف اٹھو لوگ کھڑے ہوئے اور اسے اپنے جوتوں کے ساتھ مارا۔

۶۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ أُتِيَ بِالنُّعْمَانِ إِلَى النَّبِيِّ

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نعمان کو نشہ کی حالت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ

صلى الله عليه وسلم وهو سكران فَشَقَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشَقَّةً شَدِيْدَةً قَالَ فَأَمَرَ مَنْ كَانَ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوْهُ قَالَ فَضَرَبُوْهُ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيْدِ قَالَ عُقْبَةُ كُنْتُ فِيْمَنْ ضَرَبَهُ.

۶۵۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ بِالنُّعْمَانِ أَوِ ابْنِ النُّعْمَانِ.

۶۵۴ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا عَفَّانُ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُوَقِّفْهُمْ فِي حَدِّ الْخَمْرِ عَلَى ضَرْبٍ مَعْلُوْمٍ كَمَا وَقَّفَهُمْ فِي حَدِّ الزِّنَا عَلَى غَيْرِ الْمُحْصَنِ وَفِي حَدِّ الْقَذْفِ.

۶۵۵ - فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِنَعْلَيْنِ أَرْبَعِيْنَ فَجَعَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بَدَلَ كُلِّ نَعْلٍ سَوْطًا.

۶۵۶ - قِيْلَ لَهُ قَدْ صَدَقْتَ قَدْ حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحَمَّدُ بْنُ بَحْرٍ هُوَ ابْنُ مَطَرٍ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ أَخْبَرَنَا الْمَسْعُوْدِيُّ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ أَبِي الصِّدِّيْقِ أَوْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

وَلَيْسَ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ أَيْضًا مَا يَدُلُّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

علیہ وسلم پر یہ بات نہایت گراں گزری فرماتے ہیں پھر آپ نے گھر میں موجود افراد کو حکم دیا کہ اسے ماریں تو انہوں نے جوتوں اور کھجور کی شاخوں کے ساتھ اسے مارا حضرت عقبہ فرماتے ہیں میں بھی مارنے والوں میں شامل تھا۔

حضرت سلیمان بن حرب فرماتے ہیں ہم سے حضرت وہیب نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے فرمایا کہ نعمان تھا یا ابن نعمان۔

حضرت عفان فرماتے ہیں ہم سے حضرت وہیب نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شراب نوشی کی حد کے سلسلے میں معلوم تعداد میں مارنے سے آگاہ نہیں فرمایا جیسا کہ غیر شادی شدہ زانی کی حد اور قذف (الزام تراشی) کی حد کے بارے میں آگاہ فرمایا۔

اگر کوئی کہنے والا کہے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے سلسلے میں چالیس چالیس جوتے مارے ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر جوتے کے بدلے ایک کوڑا قرار دیا۔

تو اسے (جواباً) کہا جائے گا تم نے ٹھیک کہا ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

لیکن اس حدیث میں بھی یہ بات نہیں ہے کہ آپ نے اس مارنے سے اسی کوڑوں کا قصد فرمایا تھا ہو سکتا ہے

وسلم قصد بذلك الشارب الى ثمانين قد يجوز ان يكون قصدا الى ضرب غير معلوم فضرب الناس فكان ضربهم في الخمسين ثمانين فتوخى عمر رضي الله تعالى عنه ذلك لما اراد ان يوقف الناس في ذلك على شيء معلوم فجعل مكان كل نعل سوطا۔

آپ نے غیر معلوم ضرب کا ارادہ کیا ہو پھر لوگوں نے مارا تو وہ اسّی تک پہنچ گئیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک معلوم مقدار سے واقف کرنا چاہا تو ایک جوتے کی جگہ ایک کوڑا رکھ لیا۔

۶۵۷۔ والدليل على ذلك ايضا ان عبد الله بن محمد بن خشيش حدثنا قال ثنا مسلم بن ابراهيم قال ثنا هشام عن قتادة عن انس ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم جلد في الخمر بالجريد والنعال وجلد ابو بكر اربعين فلما ولي عمر دعا الناس فقال ما ترون في حد الخمر فقال له عبد الرحمن بن عوف ارى ان تجعله كاخف الحدود وتجعل فيه ثمانين فلو كان عمر رضي الله عنه قد علم ان ما في حديث ابي سعيد الذي ذكرناه توقيفا من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الناس على حد الخمر انه ثمانون اذا لما احتاج في ذلك الى مشورة ولكنه انما شاورهم ليستنبطوا حدا معلوما في ذلك لا يجاوزه الى ما هو اكثر منه ولا ينقص الى اقل منه۔

اس بات پر یہ روایت بھی دلیل ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے پر کھجور کی شاخوں اور جوتوں سے مارا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حکمران بنے تو صحابہ کرام کو بلا کر پوچھا شراب کی سزا کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرا خیال ہے کہ آپ اسے سب سے کم حد کی طرح قرار دیں اور اس میں اسّی کوڑے مقرر فرمائیں۔

تو اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوتا کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صحابہ کرام کو شراب کی حد سے آگاہ کرنا ہے کہ وہ اسّی کوڑے ہیں تو آپ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مشورے کی ضرورت نہ ہوتی لیکن آپ نے اس لیے مشورہ کیا تاکہ اس سلسلے میں ایک متعین تعداد معلوم کرسکیں کہ نہ تو اس سے زیادہ کی طرف تجاوز کریں اور نہ ہی اس میں کمی کرسکیں۔

۶۵۸۔ وقد حدثنا سليمان بن شعيب قال ثنا عبد الرحمن بن زياد قال ثنا شعبة ح وحدثنا فهد قال ثنا موسى بن داود قال ثنا همام قالا جميعا عن قتادة عن انس بن مالك ان النبي صلى الله عليه

حضرت شعبہ اور حضرت ہمام دونوں حضرت قتادہ سے وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی آپ کے حکم سے اسے دو شاخوں کے ساتھ

قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ ثَنَا ابْنُ شِهَابٍ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

وَهٰذَا بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ مُنْكِرٌ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى مُتَابَعَتِهِمْ لَهُ۔

۲۶۶۱ - وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَيْضًا فِي التَّوْقِيتِ عَلَى حَدِّ الْخَمْرِ أَنَّهُ ثَمَانُونَ حَدِيثٌ إِنْ كَانَ ثَابِتًا۔

وَهُوَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ أَبِي إِسْرَائِيلَ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صَخْرٍ الْإِفْرِيقِيِّ عَنْ جُبَيْلِ بْنِ كُرَيْبٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ بَسْقَةَ خَمْرٍ فَاجْلِدُوهُ ثَمَانِينَ۔

فَهٰذَا الَّذِي وَجَدْنَا فِيهِ التَّوْقِيتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِّ الْخَمْرِ وَهُوَ ثَمَانُونَ فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ ثَابِتًا فَقَدْ ثَبَتَ بِهِ الثَّمَانُونَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ ثَابِتًا فَقَدْ ثَبَتَ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ فِي هٰذَا الْبَابِ مِنْ إِجْمَاعِهِمْ عَلَى الثَّمَانِينَ وَمِنِ اسْتِنْبَاطِهِمْ إِيَّاهَا مِنْ أَخَفِّ الْحُدُودِ وَذٰلِكَ مِنْ إِجْمَاعِهِمْ بَعْدَ مَا كَانَ خِلَافُهُ كَإِجْمَاعِهِمْ عَلَى الْمَنْعِ مِنْ بَيْعِ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ وَتَكْبِيرَاتِ الْجَنَائِزِ وَقَدْ كَانَ خِلَافُ ذٰلِكَ لَا يَسَعُ خِلَافُهُمْ فِي تَرْكِ بَيْعِ أُمَّهَاتِ

رضی اللہ عنہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ایسا ہوا اور کسی نے بھی مخالفت نہیں کی لہٰذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے آپ کی اتباع کی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی شراب کی حد اسی کوڑے ہونے کے بارے میں آگاہی سے متعلق حدیث مروی ہے بشرطیکہ وہ حدیث ثابت ہو۔

حضرت عبداللہ ابن یزید، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شراب پیئے اسے اسی کوڑے مارو۔

یہ وہ روایت ہے جس سے ہم نے شراب نوشی کی سزا اسی کوڑے ہونے کے بارے میں آگاہی حاصل کی اگر یہ ثابت ہو تو اس سے اسی کوڑے ثابت ہوں گے اور اگر یہ ثابت نہ ہو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسی کوڑوں پر اجماع ثابت ہے جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا نیز انہوں نے کم از کم حد کو سامنے رکھ کر اجتہاد کیا تو یہ ان کا اجماع ہے جب کہ پہلے اس کے خلاف حکم تھا جیسا کہ انہوں نے ام ولد لونڈیوں کے بیچنے اور نماز جنازہ کی تکبیرات پر اجماع کیا جب کہ پہلے اس کے خلاف تھا تو جس طرح ام ولد لونڈیوں کی خرید و فروخت چھوڑنے میں ان کی مخالفت جائز نہیں اسی

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

لیکن انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا قول نقل نہیں کیا۔

٦٦٦ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ ح وَحَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت ابوسلمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٦٦٧ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا دَاوُدُ بْنُ يَزِيدَ الْأَوْدِيُّ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت خالد بن جریر، حضرت جریر سے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٦٦٨ - حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ قَالَ ثَنَا ابْنُ هُبَيْرَةَ أَنَّ أَبَا سُلَيْمَانَ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا رِمْثَةَ الْبَلَوِيَّ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَأَتَوْا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَهُ ثُمَّ شَرِبَ الثَّانِيَةَ فَأَتَوْا بِهِ فَضَرَبَهُ ثُمَّ شَرِبَ فَأَتَوْا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَدْرِي قَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَأَمَرَ بِهِ فَحُمِلَ عَلَى الْعَجَلِ ثُمَّ ضُرِبَتْ عُنُقُهُ.

حضرت ابن ہبیرہ بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابوسلیمان نے ان سے بیان کیا کہ ابورمثہ بلوی نے ان کو بتایا کہ ایک شخص نے شراب پی لوگ اسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو آپ نے اسے حد لگائی پھر دوسری بار شراب پی تو وہ اسے لائے آپ نے اسے مارا پھر شراب نوشی کی تو وہ اسے بارگاہ نبوی میں لائے راوی فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں انہوں نے ابورمثہ بلوی نے تیسری یا چوتھی دفعہ کے بارے میں فرمایا کہ اسے ہیر رکھ کر اس کی گردن اڑا دی۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذِهِ الْآثَارِ فَقَلَّدُوهَا وَزَعَمُوا أَنَّ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَحَدُّهُ الْقَتْلُ.

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے ان روایات کو اپنایا اور ان پر عمل کرتے ہوئے خیال کیا کہ جو شخص چار بار شراب پیے اس کی حد قتل ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی

تحقیق مسئلہ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَكَانَ الَّذِي فِي هٰذِهِ الْآثَارِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهَا ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ وَلَيْسَ فِيهَا أَنَّهُ لَا يُقْطَعُ فِيمَا هُوَ أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ فَنَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ۔

۴۶۳۔ فَإِذَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا صَالِحٌ أَبُو وَاقِدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُقْطَعُ السَّارِقُ إِلَّا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ۔

فَعَلِمْنَا بِهٰذَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَهُمْ عِنْدَ قَطْعِهِ فِي الْمِجَنِّ عَلَى أَنَّهُ لَا يُقْطَعُ فِيمَا قِيمَتُهُ أَقَلُّ مِنْ قِيمَةِ الْمِجَنِّ۔

فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ السَّارِقَ يُقْطَعُ فِي هٰذَا الْمِقْدَارِ الَّذِي قَوَّمَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ وَهُوَ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ وَلَا يُقْطَعُ فِيمَا هُوَ أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا رَوَوْهُ مِنْ هٰذَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا لَا يُقْطَعُ السَّارِقُ إِلَّا فِيمَا يُسَاوِي عَشَرَةَ دَرَاهِمَ فَصَاعِدًا۔

۴۶۴۔ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْجَارُودِ الْبَغْدَادِيُّ قَالَا ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ قَالَ ثَنَا

تحقیق مسئلہ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان روایات کے مطابق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا اور اس کی قیمت تین درہم تھی لیکن اس میں یہ بات نہیں کہ اس سے کم قیمت والی چیز پر ہاتھ نہیں کاٹا جا سکتا ہم نے اس سلسلے میں دیکھا (تو یوں مروی ہے)

حضرت عامر بن سعد، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر ڈھال کی قیمت میں

تو اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹتے وقت ان کو اس بات سے بھی آگاہ کیا کہ ڈھال کی قیمت سے کم قیمت والی چیز کی چوری پر ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

تو ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ چور کا ہاتھ صرف اس مقدار پر کاٹا جائے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ڈھال کی قیمت کے سلسلے میں مقرر فرمائی اور وہ تین درہم ہیں اس سے کم میں نہ کاٹا جائے انہوں نے اس سلسلے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ان (مذکورہ بالا) روایات سے استدلال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ چور کا ہاتھ صرف اس چیز کی چوری پر کاٹا جائے جو دس درہم کے برابر ہو یا اس سے زیادہ قیمت والی ہو۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت عطاء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ڈھال (کی

عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ قِيمَةُ الْمِجَنِّ الَّذِي قَطَعَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ۔

چوری) پر ہاتھ کاٹا اس کی قیمت دس درہم تھی۔

٦٩٨- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْجَارُودِ الْبَغْدَادِيُّ قَالَا ثَنَا الْوَهْبِيُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ مِثْلَهُ۔

حضرت ابن اسحٰق، حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔

٦٩٩- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ عَنْ أَيْمَنَ الْحَبَشِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْنَى مَا يُقْطَعُ فِيهِ السَّارِقُ ثَمَنُ الْمِجَنِّ قَالَ وَكَانَ يُقَوَّمُ يَوْمَئِذٍ دِينَارًا۔

حضرت ایمن حبشی سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کم از کم جس چیز (کی چوری) پر ہاتھ کاٹا جائے وہ ڈھال کی قیمت ہے وہ فرماتے ہیں اور ان دنوں اس کی قیمت ایک دینار ہوتی تھی۔

٧٠٠- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْحِمَّانِيُّ قَالَ ثَنَا شَرِيكٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَيْمَنَ ابْنِ أُمِّ أَيْمَنَ عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِي حَجَفَةٍ وَقُوِّمَتْ يَوْمَئِذٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارًا أَوْ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ۔

حضرت ایمن بن ام ایمن، حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت (کے برابر چوری) پر کاٹا جائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم ہوتی تھی۔

فَلَمَّا اخْتُلِفَ فِي قِيمَةِ الْمِجَنِّ الَّذِي قَطَعَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتِيطَ فِي ذٰلِكَ فَلَمْ يُقْطَعْ إِلَّا فِيمَا قَدْ أُجْمِعَ أَنَّ فِيهِ وَفَاءً بِقِيمَةِ الْمِجَنِّ الَّتِي جَعَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِقْدَارًا لَا يُقْطَعُ فِيمَا هُوَ أَقَلُّ مِنْهَا وَهِيَ عَشَرَةٌ

تو جب اس ڈھال کی قیمت میں اختلاف ہے جس کی چوری پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹا تو اس میں احتیاط برتی جائے اور صرف اسی صورت میں ہاتھ کاٹا جائے جس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس میں اس ڈھال کی قیمت پوری ہو جاتی ہے جسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدار قرار دیا اور اس سے کم پر نہ کاٹا جائے اور وہ

دَرَاهِمَ.

وَقَدْ ذَهَبَ آخَرُوْنَ إِلَى أَنَّهُ لَا يُقْطَعُ إِلَّا فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا.

وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا

٦٨٨ - يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْطَعُ فِيْ رُبُعِ الدِّيْنَارِ فَصَاعِدًا.

قِيْلَ لَهُمْ لَيْسَ هٰذَا حُجَّةً أَيْضًا عَلَى مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّهُ لَا يُقْطَعُ إِلَّا فِيْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ لِأَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِنَّمَا أَخْبَرَتْ عَمَّا قَطَعَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ لِأَنَّهَا قَوَّمَتْ مَا قَطَعَ فِيْهِ فَكَانَتْ قِيْمَتُهُ عِنْدَهَا رُبُعَ دِيْنَارٍ فَجَعَلَتْ ذٰلِكَ مِقْدَارَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْطَعُ فِيْهِ.

٦٨٩ - وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا بِمَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا.

فَقَالُوْا هٰذَا إِخْبَارٌ مِنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ مَا ذَكَرْنَاهُ عَنْهَا فِي الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ مِنْ قَطْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا إِنَّمَا أَخَذَتْ ذٰلِكَ عَنْ رَسُوْلِ

(مقدار) دس درہم ہیں۔

کچھ دوسرے حضرات اس بات کی طرف گئے ہیں کہ دینار کی چوتھائی یا اس سے زائد مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دینار کے چوتھے حصے یا اس سے زائد کی چوری پر ہاتھ کاٹتے تھے۔

ان سے کہا جائے گا کہ یہ روایت بھی ان لوگوں کے خلاف دلیل نہیں ہے جو کم از کم دس درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کے قائل ہیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس چیز کی خبر دی جس کی چوری پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹا تو ممکن ہے یہ اس بنیاد پر ہوگا کہ انہوں نے (حضرت ام المومنین نے) اس چیز کی قیمت لگائی جس پر ہاتھ کاٹا گیا تو ان کے نزدیک اس کی قیمت دینار کا چوتھا حصہ تھا پس انہوں نے اسی کو وہ مقدار قرار دیا جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹا۔

ان حضرات نے یوں بھی استدلال کیا ہے حضرت عروہ اور حضرت عمرہ رضی اللہ عنہما، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور کا ہاتھ دینار کے چوتھے حصے یا زیادہ (کی چوری) پر کاٹا جائے۔

وہ حضرات فرماتے ہیں یہ ام المومنین کی طرف سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی خبر دینا ہے پس یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ہم نے پہلی حدیث میں جو کچھ ان سے نقل کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دینار کے چوتھے حصے یا اس سے زائد پر ہاتھ کاٹا ام المومنین نے اس بات کو اس لئے اختیار کیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہا وقفہا فلیس فی ہذا الحدیث لا من جہۃ ما ذکر ان ما کان قطع فیہ.

قِیلَ لَہُمْ ہٰذَا کَمَا ذَکَرْتُمْ لَوْ لَمْ یَکُنْ رُوِیَ فِی ذٰلِکَ غَیْرُہَا

٦ فَقَدْ رَوٰی ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنِ الزُّہْرِیِّ عَنْ عَمْرَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ مَا قَدْ ذَکَرْنَاہُ فِی الْفَصْلِ الَّذِی قَبْلَ ہٰذَا الْفَصْلِ فَکَانَ ذٰلِکَ اِخْبَارًا مِنْہَا عَنْ فِعْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا عَنْ قَوْلِہٖ وَیُونُسُ بْنُ یَزِیْدَ عِنْدَکُمْ لَا یُقَارِبُ ابْنَ عُیَیْنَۃَ فَکَیْفَ تَحْتَجُّوْنَ بِمَا رَوٰی یُونُسُ وَتَدَعُوْنَ مَا رَوٰی ابْنُ عُیَیْنَۃَ.

قَالُوْا فَقَدْ رُوِیَ ہٰذَا الْحَدِیْثُ اَیْضًا مِنْ غَیْرِ ہٰذَا الْوَجْہِ عَنْ عَمْرَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ کَمَا رَوَاہُ یُونُسُ بْنُ یَزِیْدَ.

۱۰- فَذَکَرُوْا مَا حَدَّثَنَا یُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَہْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَخْرَمَۃُ بْنُ بُکَیْرٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَمْرَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّہَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یُقْطَعُ یَدُ السَّارِقِ اِلَّا فِیْ رُبُعِ دِیْنَارٍ فَصَاعِدًا.

قِیلَ لَہُمْ کَیْفَ تَحْتَجُّوْنَ بِہٰذَا وَاَنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ اَنَّ مَخْرَمَۃَ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْہِ حَرْفًا وَاَنَّ مَا رَوٰی عَنْہُ مُرْسَلٌ وَاَنْتُمْ لَا تَحْتَجُّوْنَ بِالْمُرْسَلِ.

۱۱- ثُمَّ اِنَّمَا یَذْکُرُوْنَ اَنَّمَا یَثْبُتُوْنَ بِہٖ سَمَاعَ مَخْرَمَۃَ عَنْ اَبِیْہِ مَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ عَنْ خَالِہٖ مُوْسَی بْنِ سَلَمَۃَ قَالَ سَاَلْتُ مَخْرَمَۃَ بْنَ بُکَیْرٍ ہَلْ سَمِعْتَ

نے ان کو اس بات سے آگاہ فرمایا جیسا کہ اس حدیث میں ہے اس وجہ سے نہیں کہ جس چیز پر ہاتھ کاٹا تھا ام المؤمنین نے خود اس کی قیمت لگائی۔

ان لوگوں کو کہا جائے گا کہ یہ اسی طرح ہوگا جس طرح تم نے ذکر کیا بشرطیکہ اس سلسلے میں ام المؤمنین سے مروی روایات میں اختلاف نہ ہو

ابن عیینہ نے زہری سے انہوں نے عمرہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ حدیث روایت کی ہے جسے ہم نے اس سے پچھلی فصل میں ذکر کیا اس میں ام المؤمنین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی خبر دی ہے قول کی نہیں، اور تمہارے نزدیک یونس بن یزید، ابن عیینہ کا ہم پلہ نہیں تو کس طرح تم اس (یونس بن یزید) کی روایت سے استدلال کرتے ہو اور ابن عیینہ کی روایت کو چھوڑ دیتے ہو۔

وہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس طریق کے علاوہ بھی بواسطہ حضرت عمرہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح مروی ہے جس طرح اسے یونس بن یزید نے روایت کیا۔

انہوں نے یوں ذکر کیا حضرت مخرمہ اپنے والد سے وہ حضرت سلیمان بن یسار سے وہ حضرت عمرہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ چور کا ہاتھ چار دیناروں یا اس سے زائد (کی چوری) میں ہی کاٹا جائے (کم پر نہ کاٹا جائے)

انہیں (جواباً) کہا جائے گا کہ تم اس حدیث سے کس طرح استدلال کرتے ہو حالانکہ تمہارے اپنے خیال کے مطابق مخرمہ نے اپنے باپ سے ایک حرف بھی نہیں سنا لہٰذا ان کی روایت مرسل ہے اور تم مرسل روایت سے استدلال نہیں کرتے۔

حضرت مخرمہ کو اپنے والد سے سماعت حاصل نہ ہونے کے بارے میں وہ یوں ذکر کرتے ہیں حضرت ابن ابی مریم اپنے ماموں حضرت موسیٰ بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت مخرمہ بن بکیر سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے والد سے کچھ سنا

مِنْ رَبِّكُمْ شَيْئًا فَقَالَ لَا.

قَالُوا فَإِنَّهُ قَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ

۷۹۲- عَنْ عَمْرَةَ كَمَا رَوَاهُ يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَيْضًا.

وَذَكَرُوا فِي ذَلِكَ مَا حَدَّثَنَا

۷۹۳- أَحْمَدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

قِيلَ لَهُمْ قَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يَحْيَى مَنْ هُوَ أَثْبَتُ مِنْ أَبَانَ فَأَوْقَفَهُ عَلَى عَائِشَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۹۴- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا طَالَ عَلَيَّ وَلَا نَسِيتُ الْقَطْعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

۷۹۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِدْرِيسَ الْمَكِّيُّ قَالَ ثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ ثَنَا أَرْبَعَةٌ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ لَمْ يَرْفَعُوهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَرُزَيْقُ بْنُ حَكِيمٍ الْأَيْلِيُّ وَيَحْيَى وَعَبْدُ رَبِّهِ ابْنَا سَعِيدٍ وَالزُّهْرِيُّ أَحْفَظُهُمْ إِلَّا أَنَّ فِي حَدِيثِ يَحْيَى مَا قَدْ دَلَّ عَلَى الرَّفْعِ مَا نَسِيتُ وَلَا طَالَ عَلَيَّ الْقَطْعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

۷۹۶- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا

ہے تو انہوں نے فرمایا نہیں۔

یہ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت عمرہ سے یحییٰ بن سعید نے بھی اسی طرح روایت کی ہے جس طرح اسے حضرت یونس بن یزید نے حضرت زہری سے اور انہوں نے حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت کیا۔

انہوں نے یوں ذکر کیا حضرت یحییٰ بن سعید نے حضرت عمرہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور کا ہاتھ چار دینار یا اس سے زائد (مال کی چوری) پر کاٹا جائے۔

انہیں کہا جائے گا کہ اس حدیث کو حضرت ابان سے بھی زیادہ با اعتماد راوی نے حضرت یحییٰ سے روایت کیا اور اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچایا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت نہیں کیا۔

حضرت مالک نے حضرت یحییٰ بن سعید سے اور انہوں نے حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نہ تو زیادہ عرصہ گزرا نہ میں بھولی ہوں چار دینار دل اور اس سے زائد (کی چوری) پر ہاتھ کاٹنا ہے۔

حضرت سفیان فرماتے ہیں ہم سے چار آدمیوں نے بیان کیا وہ حضرت عمرہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے غیر مرفوع حدیث روایت کرتے ہیں (وہ چار حضرات یہ ہیں) حضرت عبد اللہ بن ابو بکر، حضرت رزیق بن حکیم ایلی، حضرت سعید کے دو فرزند حضرت یحییٰ اور عبد ربہ، حضرت زہری ان سب سے زیادہ حافظہ والے ہیں مگر حضرت یحییٰ کی روایت میں ایک ایسا لفظ ہے جو اس حدیث کے مرفوع ہونے پر دلالت کرتا ہے وہ یہ کہ نہ میں بھولی ہوں اور نہ زیادہ عرصہ گزرا چار دیناروں اور اس سے زائد کی چوری پر ہاتھ کاٹنا ہے۔

حضرت یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ
أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ
رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا۔

فَكَانَ أَصْلُ حَدِيثِ يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ هُوَ مَا رَوَاهُ عَنْهُ أَهْلُ الْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ مَالِكٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ لَا كَمَا رَوَاهُ أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ فَقَدْ عَادَ حَدِيثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِلَى مَا قَدْ خُولِفَ فِيهَا أَمَّا الْمُتَقَوِّمُونَهَا مَا قَدْ خُولِفَ فِيهِ وَإِمَّا يُحَوَّرُ فِيهَا مَا قَدْ خُولِفَ فِيهِ وَلَمْ يَثْبُتْ فِيهِ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ

وَأَمَّا مَا احْتَجَّ بِهِ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَلَى حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فِيمَا رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْهَا وَهُوَ بِقَوْلِهَا مَا طَالَ عَلَيَّ وَلَا نَسِيتُ فَإِنَّ ذَلِكَ عِنْدَنَا لَا دَلَالَةَ فِيهِ عَلَى مَا ذَكَرَ وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مَعْنَاهَا فِي ذَلِكَ مَا طَالَ عَلَيَّ وَلَا نَسِيتُ مَا قُطِعَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا كَانَتْ قِيمَتُهُ عِنْدَهَا رُبُعَ دِينَارٍ وَقِيمَتُهُ عِنْدَ غَيْرِهَا أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ فَيَعُودُ مَعْنَى حَدِيثِهَا هَذَا إِلَى مَعْنَى مَا قَدْ رَوَيْنَا عَنْهَا قَبْلَ ذَلِكَ مِنْ ذِكْرِهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقْطَعُ فِيهِ وَمِنْ تَقْوِيمِهَا إِيَّاهُ بِرُبُعِ دِينَارٍ۔

فَإِنْ قَالُوا فَقَدْ رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِثْلَ مَا رَوَاهُ أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ

نے بیان کیا انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سُنا کہ چار دینار اور اس سے زائد (کی چوری) پر ہاتھ کاٹنا ہے۔

تو حضرت یحییٰ کی حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا سے اصل روایت وہ ہے جسے ہم نے ذکر کیا اسے ان سے حضرت مالک اور ابن عیینہ جیسے حفظ و اتقان والے حضرات نے روایت کیا یہ ابان بن یزید کی روایت کی طرح نہیں تو حضرت یحییٰ بن سعید کی بواسطہ حضرت عمرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ان کی ذات کی طرف لوٹ آئی یا تو اس چیز کی قیمت لگانے میں جس کی قیمت میں اختلاف کیا گیا (یعنی ڈھال کی قیمت) یا اس مقدار کے مقرر کرنے میں جس کے تقرر میں اختلاف کیا گیا اور اس سلسلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ثابت نہیں (یعنی یہ حدیث مرفوع نہیں)

جہاں تک حضرت ابن عیینہ کے اس استدلال کا تعلق ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عمرہ اور ان سے حضرت یحییٰ بن سعید کی روایت مرفوع ہے کیونکہ ام المؤمنین نے فرمایا نہ تو زیادہ وقت گزرا اور نہ ہی میں بھولی۔

تو ہمارے نزدیک اس میں اس مذکورہ بات پر کوئی دلیل نہیں کیونکہ ممکن ہے اس کا مطلب یہ ہو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھائی دینار قیمت کی چیز (چوری کرنے) پر ہاتھ کاٹا اس واقعہ کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور نہ ہی وہ بھولیں ان کے نزدیک اس کی قیمت دینار کا چوتھائی تھی جبکہ دوسرے حضرات کے نزدیک اس کی قیمت زیادہ تھی تو اس حدیث کا مفہوم اس حدیث کے مفہوم کی طرف لوٹ گیا جسے ہم نے اس سے پہلے اُن (ام المؤمنین) سے روایت کیا اور اس میں انہوں نے ذکر کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز (کی چوری) پر ہاتھ کاٹتے تھے اور انہوں نے اس کی قیمت دینار کا چوتھا حصہ لگائی۔

اگر وہ کہیں کہ ابوبکر بن عمرو بن حزم نے بواسطہ حضرت عمرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل روایت کیا جو ابان بن یزید نے بواسطہ حضرت عمرہ، حضرت عائشہ رضی اللہ

عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔

عنہا سے روایت کیا۔

۹۹۷ - وَذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ الْمَكِّيُّ قَالَ ثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ ثَنِيْ ابْنُ الْهَادِ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا۔

وہ اس سلسلے میں یوں ذکر کریں ابن الہاد، ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم، حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا چور کے ہاتھ دینار کے چوتھے حصے یا اس زائد (کی چوری) کے علاوہ نہ کاٹے جائیں۔

۹۹۸ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت عبداللہ بن جعفر، حضرت یزید بن ہاد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۹۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ وَفَهْدٌ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنِي اللَّيْثُ قَالَ ثَنِي ابْنُ الْهَادِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت لیث فرماتے ہیں مجھ سے حضرت ابن ہاد نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۰۰۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت محمد بن اسحاق، حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے وہ حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتی ہیں۔

قِيْلَ لَهُمْ قَدْ رُوِيَ هٰذَا كَمَا ذَكَرْتُمْ وَلٰكِنَّهٗ لَا يَجِبُ عَلٰى أُصُوْلِكُمْ أَنْ تُعَارِضُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ مَا رَوَى الزُّهْرِيُّ وَلَا مَا رَوٰى يَحْيٰى وَعَبْدُ رَبِّهٖ ابْنَا سَعِيْدٍ لِأَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَلَيْسَ لَهٗ مِنَ الْإِتْقَانِ وَلَا مِنَ الْحِفْظِ مَا لِوَاحِدٍ مِنْ هٰؤُلَاءِ وَلَا لِمَنْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ

ان حضرات کو (جواباً) کہا جائے گا کہ جیسے تم نے ذکر کیا اسی طرح مروی ہے لیکن تم اس حدیث کو حضرت زہری کی روایت اور حضرت سعید کے دونوں بیٹوں حضرت یحییٰ اور حضرت عبدربہ کی روایت کے مقابلے میں پیش نہیں کر سکتے کیونکہ حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو وہ حفظ و اتقان حاصل نہیں ہے جو ان حضرات میں سے کسی ایک کو حاصل ہے نیز جن حضرات نے یہ حدیث حضرت ابوبکر بن محمد سے روایت

...أبي بكر بن محمد وهو ابن الحاد... ليس من أبي بكر بن محمد عندكم في الإتقان ... والحفظ مثل من روى حديث ... الزهري ويحيى وعبد ربه ابني سعيد.

کی اور وہ ابن ہاد اور محمد بن اسحٰق ہیں تمہارے نزدیک یہ حضرات حفظ واعتماد میں ان حضرات کے ہم پلہ نہیں ہیں جنہوں نے حضرت زہری، یحییٰ بن سعید اور عبد ربہ بن سعید کی حدیث روایت کی ہے۔

... وقد خالف أيضا أبا بكر بن محمد ... ابنه عبد الله ... عن عمرة من هذا ...

نیز حضرت ابو بکر بن محمد کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن ابو بکر نے حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے سلسلے میں ان کی (اپنے باپ کی) مخالفت کی ہے۔

۰۰۰۰ حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب أن مالكا حدثه عن عبد الله بن أبي بكر عن عمرة قالت قالت عائشة القطع في ربع دينار فصاعدا.

حضرت عبد اللہ بن ابو بکر، حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہاتھ کاٹنا، دینار کے چوتھائی اور اس سے زائد (کی چوری) پر ہے۔

وقد خالفه في ذلك أيضا زريق بن حكيم فرواه عن عمرة مثل ما رواه عبد الله بن أبي بكر ويحيى وعبد ربه عنها فإن كان هذا الأمر يؤخذ من جهة كثرة الرواة فإن من روى حديث عمرة بخلاف ما رواه عنها أبو بكر بن محمد أكثر عددا وإن كان يؤخذ من جهة الإتقان في الرواة والحفظ فإن لمن روى حديث عمرة عنها من يحيى وعبد ربه من الإتقان في الرواية والضبط لها ما ليس لأبي بكر بن محمد.

اس سلسلے میں حضرت زریق بن حکیم نے بھی ان کی مخالفت کی ہے انہوں نے حضرت عمرہ سے اس کی مثل روایت کیا جو حضرت عبد اللہ بن ابو بکر، یحییٰ، اور عبد ربہ نے ان (حضرت عمرہ) سے روایت کیا (امام طحاوی) فرماتے ہیں اگر یہ حکم روایات کی کثرت کے اعتبار سے اختیار کیا جائے تو حضرت عمرہ کی حدیث جن حضرات نے حضرت ابو بکر بن محمد کی روایت کے خلاف روایت کی ہے ان کی تعداد زیادہ ہے اور اگر راویوں کے حفظ واعتماد کا اعتبار کیا جائے تو حضرت یحییٰ اور عبد ربہ وغیرہ جنہوں نے حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث روایت کی ہے انہیں حفظ واعتماد میں وہ مقام حاصل ہے جو حضرت ابو بکر بن محمد کو حاصل نہیں ہے۔

فإن قالوا قد رواه أبو سلمة بن عبد الرحمن وغيره عن عمرة مثل ما رواه عنها أبو بكر بن محمد.

اگر وہ کہیں کہ حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن وغیرہ نے حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابو بکر بن محمد کی روایت کی مثل روایت کیا ہے۔

۰۰۰۳. فذكروا في ذلك ما حدثنا علي بن شيبة قال ثنا عبيد الله بن صالح قال ثنا يحيى بن أيوب عن جعفر بن ربيعة

اور وہ اس سلسلے میں یوں ذکر کریں حضرت جعفر بن ربیعہ حضرت علاء بن اسود بن حارثہ، ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن اور کثیر بن خنیش سے روایت کرتے ہیں کہ ہاتھ کاٹنے کے سلسلے میں ان کا اختلاف ہوا

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَثِيرِ بْنِ خُنَيْسٍ أَنَّهُمْ تَنَازَعُوا فِي الْقَطْعِ فَدَخَلُوا عَلَى عَمْرَةَ يَسْأَلُونَهَا فَقَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا قَطْعَ إِلَّا فِي رُبُعِ دِينَارٍ.

تو وہ حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے کہ ان سے پوچھیں، انہوں نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار کے چوتھے (یا زائد) میں ہاتھ کاٹنا ہے۔

قِيلَ لَهُمْ أَمَّا أَبُو سَلَمَةَ فَلَا نَعْلَمُ لِيَحْيَى بْنِ رَبِيعَةَ مِنْهُ سَمَاعًا وَلَا نَعْلَمُهُ لَقِيَهُ أَصْلًا فَكَيْفَ يَجُوزُ لَكُمْ أَنْ تَحْتَجُّوا بِمِثْلِ هٰذَا عَلَى مُخَالِفِكُمْ وَتُعَارِضُوا بِهِ مَا قَدْ رَوَاهُ عَنْ عَمْرَةَ مَنْ قَدْ ذَكَرْنَا.

ان حضرات کو کہا جائے گا کہ ہمارے علم کے مطابق یحیی بن ربیعہ کو ابو سلمہ سے سماعت حاصل نہیں اور نہ ہی انہوں نے ان سے ملاقات کی ہے تو تمہارے لیے کیسے جائز ہوگا کہ اپنے مخالف کے خلاف اس قسم کی روایت سے استدلال کرو اور اس کے ساتھ ان حضرات کی روایت کا مقابلہ کرو جن کا ہم نے ذکر کیا کہ انہوں نے حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا سے

وَإِنِ احْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ أَيْضًا بِحَدِيثِ الزُّهْرِيِّ فَإِنَّهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ ثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقْطَعُ السَّارِقُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

اور اگر وہ اس سلسلے میں حضرت زہری کی روایت سے استدلال کریں حضرت سفیان حضرت زہری سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے مجھے حضرت عمرہ نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار کے چوتھائی اور اس سے زیادہ (کی چوری) پر ہاتھ کاٹا جائے

۷۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّارِقُ إِذَا سَرَقَ رُبُعَ دِينَارٍ قُطِعَ.

حجاج بن منہال، حضرت سفیان سے وہ حضرت زہری سے وہ حضرت عمرہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب چور دینار کا چوتھائی حصہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔

۷۰۶- حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

حضرت ابراہیم بن سعد، حضرت زہری سے وہ حضرت عمرہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں وہ فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار کے چوتھے حصے یا زائد کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے۔

قِيلَ لَهُمْ حَتَّى رُوِّينَا هٰذَا الْحَدِيثَ

انہیں (جواباً) کہا جائے گا کہ ہم نے یہ حدیث

فقد جاء ابن عيينة في هذا الباب من حديث الزهري بما يدل على غير هذا اللفظ معنا وخلاف هذا المعنى وهو كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقطع في ربع الدينار فصاعدا.

فلما اضطرب حديث الزهري على ما ذكرنا واختلف عن غيره عن عمرة على ما وصفنا ارتفع ذلك كله فلم يجب الاحتجاج بشيء منه إذا كان بعضه ينفي بعضا ورجعنا إلى أن الله عز وجل قال في كتابه والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما جزاء بما كسبا نكالا من الله وأجمعوا أن الله عز وجل لم يعن بذلك كل سارق وأنه إنما عنى به خاصا من السراق لمقدار من المال معلوم فلا يدخل فيما قد أجمعوا عليه أن الله تعالى عنى به خاصا إلا ما قد أجمعوا أن الله تعالى عناه وقد أجمعوا أن الله تعالى قد عنى سارق العشرة الدراهم واختلفوا في سارق ما هو دونها فقال قوم هو ممن عنى الله تعالى وقال قوم ليس هو منهم فلم يجز لنا لما اختلفوا في ذلك أن نشهد على الله تعالى أنه عنى ما لم يجمعوا أنه عناه وجاز لنا أن نشهد فيما أجمعوا أن الله تعالى عناه على الله عز وجل أنه عناه فجعلنا سارق العشرة الدراهم فما فوقها داخلا في الآية فقطعناه بها وجعلنا سارق ما دون العشرة خارجا من الآية فلم نقطعه وهذا قول أبي حنيفة وأبي يوسف و

اسی باب میں بواسطہ ابن عیینہ حضرت ابن زہری سے لفظاً اور معناً اس کے خلاف روایت کی ہے وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینار کی چوتھائی اور اس سے زائد (کی چوری) پر ہاتھ کاٹتے تھے۔

تو جب حضرت زہری کی روایت میں اضطراب ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور دوسرے حضرات نے حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا سے اس کے خلاف روایت کیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا تو یہ تمام بحث ختم ہو گئی اور ان روایات میں سے کسی کے ساتھ بھی استدلال لازم نہ ہوا کیونکہ بعض بعض کی نفی کرتی ہیں اور ہم نے قرآن پاک میں ارشاد خداوندی کی طرف رجوع کیا اور وہ یہ ہے "چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹو یہ ان کے عمل کا بدلہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ہے" اس بات پر سب کا اجماع ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کا چور مراد نہیں لیا بلکہ ایک خاص معلوم مقدار کی چوری کرنے والے لوگ مراد ہیں لہٰذا ان کے اس اجماع میں کہ یہاں خاص چور مراد ہیں وہی لوگ داخل ہوں گے جن پر اجماع ہے اور اس بات پر بھی ان کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دس درہم کی چوری کرنے والا مراد لیا ہے اس سے کم قیمت کا مال چوری کرنے والے کے بارے میں ان کا اختلاف ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ ان لوگوں میں شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے مراد لیے ہیں اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں وہ ان میں شامل نہیں تو جب اس میں ان کا اختلاف ہے تو ہمارے لیے جائز نہیں کہ بغیر اجماع فقہاء کے ہم انہیں اللہ تعالیٰ کی مراد میں شامل کرنے کی گواہی دیں اور یہ بات جائز ہے کہ جس پر ان کا اجماع ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مراد ہیں، ان کے مراد خداوندی ہونے پر ہم گواہی دیں پس ہم نے دس درہم اور اس سے زائد (قیمت کا) مال چوری کرنے والے کو آیت میں شامل کیا اور اس پر ہاتھ کاٹنے کا حکم لگایا اور دس درہم سے کم مال کے چور کو آیت سے خارج کرتے ہوئے اس کا ہاتھ نہیں کاٹیں گے یہ حضرت

رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔ وَقَدْ رُوِیَ ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَطَاءٍ وَعَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ۔

امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔ یہی بات ابن مسعود، حضرت عطاء اور حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

۷۰۷۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْمَسْعُوْدِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَا تُقْطَعُ الْيَدُ اِلَّا فِي الدِّيْنَارِ اَوْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ۔

حضرت قاسم بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک دینار یا دس درھم (کی چوری) پر ہی ہاتھ کاٹا جائے۔

۷۰۸۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ كَانَ قَوْلُ عَطَاءٍ عَلٰى قَوْلِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ لَا يُقْطَعُ الْيَدُ فِيْ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

حضرت ابن جریج فرماتے ہیں حضرت عطاء کا قول بھی حضرت عمرو بن شعیب کے قول کی طرح ہے کہ دس درہموں سے کم (مال کی چوری) پر ہاتھ نہ کاٹا جائے اور تمام تعریفیں تمام جہانوں کے پالنہار کے لیے ہیں۔

بَابُ الْاِقْرَارِ بِالسَّرِقَةِ الَّتِیْ تُوْجِبُ الْقَطْعَ

چوری کا اقرار جس سے ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے

۷۰۹۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو مَوْلٰى بَنِیْ هَاشِمٍ قَالَ ثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِیَ بِسَارِقٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا سَرَقَ فَقَالَ مَا اِخَالُهٗ سَرَقَ فَقَالَ السَّارِقُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْطَعُوْهُ ثُمَّ احْسِمُوْهُ ثُمَّ ائْتُوْنِیْ بِهٖ فَقُطِعَ ثُمَّ حُسِمَ ثُمَّ اُتِیَ بِهٖ فَقَالَ تُبْ اِلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ تُبْتُ اِلَی اللّٰهِ فَقَالَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے چوری کی ہے آپ نے فرمایا "میں اسے چوری کرنے والا گمان نہیں کرتا" چور نے کہا ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ! میں نے چوری کی ہے آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اس کا ہاتھ کاٹو پھر اسے کھولتے ہوئے تیل میں داغو اس کے بعد میرے پاس لاؤ لہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسے لے جایا گیا ہاتھ کاٹنے اور داغنے کے بعد پھر اسے لایا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو اس نے کہا میں نے بارگاہ خداوندی میں توبہ کی، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔

۷۱۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ

حضرت محمد بن عبد الرحمٰن بن ثوبان رضی اللہ عنہ

ثنا ابو معاوية عن محمد بن اسحق عن يزيد بن خصيفة عن محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٤١١- حدثنا حسين بن نصر قال ثنا ابو نعيم قال ثنا سفيان عن يزيد بن خصيفة فذكر باسناده مثله.

حضرت سفیان، حضرت یزید بن خصیفہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

٤١٢- حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب قال سمعت ابن جريج يحدث ان يزيد بن خصيفة اخبره انه سمع محمد بن عبد الرحمن ابن ثوبان يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله.

حضرت ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ یزید بن خصیفہ نے انہیں بتایا انہوں نے محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان سے سنا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٤١٣- حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا اسد بن موسى قال ثنا ابن لهيعة قال ثنا يزيد بن ابي حبيب عن عبد الرحمن بن ثعلبة الانصاري عن ابيه ان عمرو بن سمرة بن حبيب بن عبد شمس اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اني سرقت جملا لبني فلان فارسل اليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا لنا فقدنا جملا لنا فامر به رسول الله صلى الله عليه وسلم فقطعت يده قال ثعلبة انا انظر اليه حين قطعت يده وهو يقول الحمد لله الذي طهرني منك اراد ان يدخل جسدي النار.

حضرت عبدالرحمن بن ثعلبہ انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بنو فلاں کا اونٹ چوری کیا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا بھیجا انہوں نے عرض کیا ہمارا اونٹ گم ہو گیا ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹا گیا حضرت ثعلبہ فرماتے ہیں میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جب اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو وہ کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ کے لیے تمام تعریفیں ہیں جس نے میرے جسم کو جہنم میں داخل ہونے سے پاک کر دیا (بچا لیا)

تحقیق مسئلہ

قال ابو جعفر فذهب قوم الى ان

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

لَوْ أَقَرَّ بِالسَّرِقَةِ مَرَّةً وَاحِدَةً قُطِعَ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَمِمَّنْ ذَهَبَ إِلٰى ذٰلِكَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ.

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ مِنْهُمْ أَبُوْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَقَالُوْا لَا يُقْطَعُ حَتّٰى يُقِرَّ مَرَّتَيْنِ.

[illegible] وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَوْنٍ الزِّيَادِيُّ قَالَا ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الْمُنْذِرِ مَوْلٰى أَبِيْ ذَرٍّ عَنْ أَبِيْ أُمَيَّةَ الْمَخْزُوْمِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلِصٍّ اعْتَرَفَ اعْتِرَافًا وَلَمْ يُوْجَدْ مَعَهُ الْمَتَاعُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ قَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا قَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَ ثُمَّ جِيْءَ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ قَالَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ.

فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقْطَعْهُ بِإِقْرَارِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً حَتّٰى أَقَرَّ ثَانِيَةً فَهٰذَا أَوْلٰى مِنْ حَدِيْثِ الْأَوَّلِ لِأَنَّ فِيْهِ زِيَادَةً عَلٰى مَا فِي الْأَوَّلِ.

ایک جماعت اسی بات کی طرف گئی ہے کہ جب کوئی شخص چوری کرنے کا ایک بار اقرار کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے انہوں نے اس سلسلے میں اس (مندرجہ بالا) روایت سے استدلال کیا ہے حضرت امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ بھی اسی مسلک والوں میں شامل ہیں

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ بھی ان میں شامل ہیں وہ فرماتے ہیں جب تک دو بار اقرار نہ کرے اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا حضرت ابو امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چور لایا گیا جس نے (چوری کا) اعتراف کیا لیکن اس کے پاس سامان نہ پایا گیا رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا میں خیال نہیں کرتا کہ تم نے چوری کی ہو اس نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین بار اس پر یہی بات لوٹائی اس نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ! (میں نے چوری کی ہے) تو آپ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹا گیا پھر اسے لایا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، کہو" میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں اس نے کہا " میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں پھر آپ نے (بارگاہ خداوندی میں) عرض کیا اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔

تو اس حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ایک بار اقرار کرنے پر ہاتھ نہیں کاٹا حتیٰ کہ اس نے دوبارہ اقرار کیا پس یہ حدیث پہلی حدیث سے اولیٰ ہے کیونکہ اس میں پہلی کی نسبت اضافہ ہے۔

وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَحَدُهُمَا قَدْ نَسَخَ الْآخَرَ فَلَمَّا احْتَمَلَ ذٰلِكَ رَجَعْنَا إِلَى النَّظَرِ فَوَجَدْنَا السُّنَّةَ قَدْ قَامَتْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُقِرِّ بِالزِّنَا أَنَّهُ رَدَّهُ أَرْبَعًا ثُمَّ أَمَرَ بِرَجْمِهِ بَعْدَ إِقْرَارِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ وَلَمْ يَرْجُمْهُ بِإِقْرَارِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً وَأَخْرَجَ ذٰلِكَ مِنْ حُقُوْقِ الْآدَمِيِّيْنَ الَّتِي يُقْبَلُ فِيْهَا الْإِقْرَارُ مَرَّةً وَاحِدَةً وَرَدَّ حُكْمَهُ فِي الْإِقْرَارِ بِذٰلِكَ إِلَى حُكْمِ الشَّهَادَةِ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَانَتِ الشَّهَادَةُ عَلَيْهِ غَيْرَ مَقْبُوْلَةٍ إِلَّا مِنْ أَرْبَعَةٍ فَكَذٰلِكَ جَعَلَ الْإِقْرَارَ بِهِ لَا يُوْجِبُ الْحَدَّ إِلَّا بِإِقْرَارِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ ثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ حُكْمَ الْإِقْرَارِ بِالسَّرِقَةِ أَيْضًا كَذٰلِكَ يُرَدُّ إِلَى حُكْمِ الشَّهَادَةِ عَلَيْهَا فَلَمَّا كَانَتِ الشَّهَادَةُ عَلَيْهِ لَا يَجُوْزُ إِلَّا مِنِ اثْنَيْنِ فَكَذٰلِكَ الْإِقْرَارُ بِهَا لَا يُقْبَلُ إِلَّا مَرَّتَيْنِ۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک نے دوسری کو منسوخ کیا ہو جب اس بات کا احتمال ہے تو ہم نے قیاس کی طرف رجوع کیا تو ہم نے زنا کا اقرار کرنے والے کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو یوں پایا کہ آپ نے اسے چار بار واپس کیا اور ایک بار اقرار کرنے پر اسے رجم نہیں فرمایا اور اسے ان انسانی حقوق سے جن میں ایک بار کا اقرار مقبول ہوتا ہے خارج کر دیا اور اس اقرار کے حکم کو گواہی کے حکم کی طرف لوٹا دیا تو جس طرح اس کے خلاف چار سے کم گواہوں کی گواہی مقبول نہیں زنا کے اقرار کو بھی اسی طرح قرار دیا گیا کہ جب تک چار بار اقرار نہ ہو حد واجب نہ ہو گی تو اس سے ثابت ہوا کہ چوری کے اقرار کو بھی اس کی گواہی کی طرف لوٹایا جائے گا تو جس طرح اس کے خلاف دو سے کم کی گواہی قبول نہیں اسی طرح اقرار بھی دو بار ہو گا تب قبول کیا جائے گا

وَقَدْ رَأَيْنَاهُمْ جَمِيْعًا لَمَّا رَوَوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْمُقِرِّ بِالزِّنَاءِ لَمَّا هَرَبَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا خَلَّيْتُمْ سَبِيْلَهُ۔

اور ہم دیکھتے ہیں کہ ان سب راویوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زنا کا اقرار کرنے والے کے بارے میں روایت کیا کہ جب وہ بھاگ کھڑا ہوا تو آپ نے فرمایا تم نے اس کا راستہ چھوڑ کیوں نہ دیا۔

فَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ عَلَى أَنَّ رُجُوْعَهُ مَقْبُوْلٌ وَاسْتَعْمَلُوْا ذٰلِكَ فِي سَائِرِ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَجَعَلُوْا مَنْ أَقَرَّ بِهَا ثُمَّ رَجَعَ قُبِلَ رُجُوْعُهُ وَلَمْ يَخُصُّوا الزِّنَاءَ بِذٰلِكَ دُوْنَ سَائِرِ حُدُوْدِ اللّٰهِ فَكَذٰلِكَ لَمَّا جُعِلَ الْإِقْرَارُ فِي الزِّنَاءِ لَا يُقْبَلُ إِلَّا بِعَدَدِ مَا يُقْبَلُ عَلَيْهِ مِنَ الْبَيِّنَةِ

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک اس کا رجوع مقبول ہے اور انہوں نے تمام حدود میں اس بات پر عمل کیا نیز انہوں نے بتایا کہ جو شخص اقرار کر کے رجوع کرے تو اس کا رجوع قبول کیا جائے گا انہوں نے اس بات کو باقی حدود کو چھوڑ کر صرف زنا کے ساتھ خاص نہیں کیا تو اسی طرح جب زنا کے اقرار میں وہی تعداد معتبر ہے جو گواہی کے لیے قبول کی جاتی ہے تو تمام

كذلك يقبل الإقرار بها ... حدود الله
لا يقبل إلا على ما يقبل عليها من البينة.

فأدخل محمد بن الحسن رحمه الله في هذا على أبي يوسف رحمه الله فقال لو كان لا يقطعه في السرقة حتى يقر بها سارقها مرتين لكان إذا أقر أول مرة صار ما أقر به عليه دينا ولم يجب عليه القطع بعد ذلك إذا كان السارق لا يقطع فيما قد وجب عليه بأخذه دينا.

فكان من حجتنا لأبي يوسف رحمه الله عليه في ذلك أنه لو لزم ذلك أبا يوسف في السرقة للزم محمدا مثله في الزنا أيضا إذ كان الزاني في قولهم جميعا فيما قد وجب عليه فيه مهر لا يحد، كما لا يقطع السارق فيما قد وجب عليه دينا. فلو كانت العلة التي احتج بها محمد بن الحسن رحمه الله على أبي يوسف تجب بها فساد قول أبي يوسف رحمه الله في الإقرار بالسرقة لزم محمدا مثله في الإقرار بالزنا وذلك أنه لما أقر بالزنا مرة لم يجب عليه حد وقد أقر بوطء لا يحد فيه بذلك الإقرار.

فوجب عليه مهر
فلا ينبغي أن يحد في وطء قد وجب عليه فيه مهر فإذا كان محمد رحمه الله لم يجب عليه بذلك حجة في الإقرار بالزنا فكذلك أبو يوسف رحمه الله لا يجب عليه بذلك حجة في الإقرار بالسرقة.

حدود میں اسی طرح اتنی بار کا اقرار مقبول ہوگا جتنی گواہی ضروری ہے۔

اس سلسلے میں حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر چور کا ہاتھ اس وقت تک نہ کاٹا جائے جب تک وہ دو بار اقرار نہ کرے تو جب وہ پہلی بار اقرار کرے گا تو یہ مال اس پر قرض ہو جائے گا اور اس کے بعد اس کا ہاتھ کاٹنا جائز نہ ہوگا کیونکہ جو چیز اس کے لینے سے اس پر قرض ہو گئی اس پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔

اس سلسلے میں حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے حق میں ہماری دلیل یہ ہے کہ اگر یہ بات چوری کے سلسلے میں حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ پر لازم آتی ہے تو زنا کے سلسلے میں اسی قسم کی بات حضرت امام محمد رحمہ اللہ پر بھی لازم آئے گی کیونکہ جب زانی پر مہر لازم ہوگا تو اس صورت میں بالاتفاق حد واجب نہ ہوگی جس طرح چور پر مال کے قرض ہو جانے کی صورت میں اس کا ہاتھ کاٹا نہیں جاتا پس اگر اس علت کی وجہ سے جس سے حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے خلاف استدلال کیا ہے، چوری کے اقرار کے سلسلے میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کا فساد لازم آتا ہے تو زنا کے اقرار کے سلسلے میں حضرت امام محمد رحمہ اللہ پر بھی یہی بات لازم ہوگی کیونکہ جب اس نے ایک بار زنا کا اقرار کیا تو حد واجب نہ ہوگی اور وہ ایسی وطی کا اقرار کر چکا ہے جس کی وجہ سے حد واجب نہیں ہوئی پس اس پر مہر لازم ہوگا اب جس وطی سے مہر واجب ہو گیا اس کی وجہ سے حد واجب نہ ہوگی تو جب زنا کے اقرار کی صورت میں یہ بات (ایک بار اقرار سے حد کا ساقط ہونا) امام محمد کے خلاف حجت نہیں تو چوری کے اقرار کے سلسلہ میں یہ بات امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے خلاف بھی حجت نہیں ہوگی۔

وَقَدْ رَدَّ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الَّذِيْ اَقَرَّ عِنْدَهُ بِالسَّرِقَةِ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس شخص کو جس نے آپ کے پاس چوری کا اقرار کیا دو بار لوٹا دیا (یعنی دو بار اقرار کرایا)

۵۱۱ حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ رَجُلًا اَقَرَّ عِنْدَهُ بِسَرِقَةٍ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ قَدْ شَهِدْتَ عَلٰى نَفْسِكَ شَهَادَتَيْنِ فَاَمَرَ بِهِ فَقُطِعَ وَعَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهِ اَفَلَا تَرٰى اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَدْ رَدَّ حُكْمَ الْاِقْرَارِ بِالسَّرِقَةِ اِلٰى حُكْمِ الشَّهَادَةِ عَلَيْهَا فِيْ عَدَدِ الشُّهُوْدِ فَكَذٰلِكَ الْاِقْرَارُ بِحُدُوْدِ اللّٰهِ كُلِّهَا لَا يُقْبَلُ فِيْ ذٰلِكَ اِلَّا بِعَدَدِ مَا يُقْبَلُ مِنَ الشُّهُوْدِ عَلَيْهَا۔

حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے اور وہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک شخص نے چوری کا دو بار اقرار کیا تو آپ نے فرمایا تم نے اپنے نفس کے خلاف دو بار گواہی دی ہے راوی فرماتے ہیں پھر آپ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور اسے اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے چوری کے اقرار کے سلسلے میں گنتی کا حکم گواہی کے حکم کی طرف لوٹا دیا اللہ تعالیٰ کی تمام حدود میں اسی طرح ہوگا اور اتنی بار کا اقرار ہی قبول ہوگا جتنے لوگوں کی گواہی قبول کی جاتی ہے۔

۲۱ بَابُ الرَّجُلِ يَسْتَعِيْرُ الْحُلِيَّ فَلَا يَرُدُّهُ هَلْ عَلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ قَطْعٌ اَمْ لَا

ادھار لئے ہوئے زیورات واپس نہ کرنے پر ہاتھ کاٹا جائے گا یا نہیں

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ رُوِيَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةً كَانَتْ تَسْتَعِيْرُ الْحُلِيَّ وَلَا تَرُدُّهُ قَالَ فَاُتِيَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُطِعَتْ۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت معمر سے مروی ہے وہ حضرت زہری سے وہ حضرت عروہ سے اور وہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت زیورات ادھار کے طور پر لیتی اور پھر واپس نہ کرتی اسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

۵۱۲ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ رِجَالٍ قَالَ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ امْرَاَةٌ مَخْزُوْمِيَّةٌ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى

حضرت عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں ایک مخزومیہ عورت بطور ادھار سامان لیتی اور اس کا انکار کر دیتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اس کے گھر والے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے (سفارش کے لیے) گفتگو کی حضرت

صلى الله عليه وسلم بقطع يدها فأتى أهلها أسامة بن زيد فكلموه فكلم أسامة النبي صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا أسامة ألا أراك تكلمني في حد من حدود الله عز وجل ثم قام النبي صلى الله عليه وسلم خطيبا فقال إنما أهلك من كان قبلكم أنه إذا سرق فيهم الشريف تركوه وإذا سرق فيهم الضعيف قطعوه والذي نفسي بيده لو كانت فاطمة بنت محمد لقطعت يدها فقطع يد المخزومية

تَحْقِيقُ مَسْأَلَةٍ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ مَنِ اسْتَعَارَ شَيْئًا فَجَحَدَهُ وَجَبَ أَنْ تُقْطَعَ فِيهِ وَكَانَ عِنْدَهُمْ بِذَلِكَ فِي مَعْنَى السَّارِقِ وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِهَذَا الْحَدِيثِ

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا لَا يُقْطَعُ وَيَضْمَنُ

وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِي ذَلِكَ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ قَدْ رَوَاهُ مَعْمَرٌ كَمَا ذَكَرْنَا وَرَوَاهُ غَيْرُهُ فَزَادَ فِيهِ أَنَّ تِلْكَ الْمَرْأَةَ الَّتِي كَانَتْ تَسْتَعِيرُ الْحُلِيَّ كَانَتْ سَرَقَتْ فَقَطَعَهَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَرِقَتِهَا

٤٧٠: فَمِمَّا رُوِيَ فِي ذَلِكَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو آپ نے فرمایا اے اسامہ! کیا میں نہیں دیکھتا کہ تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہے ہو پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں کو اس بات نے ہلاک کیا کہ جب ان میں سے کوئی معزز شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹتے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا تو آپ نے مخزومیہ عورت کا ہاتھ کاٹ دیا۔

تحقیق مسئلہ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جو شخص کوئی چیز ادھار کے طور پر لے پھر اس کا انکار کرے تو اس کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے اور ان کے نزدیک یہ چور کے معنی میں ہے انہوں نے اس سلسلے میں اس مندرجہ بالا حدیث سے استدلال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا۔ ہاتھ نہ کاٹا جائے البتہ اس کا تاوان لیا جائے۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث کو حضرت معمر نے روایت کیا جیسا کہ انہوں نے ذکر کیا لیکن ان کے علاوہ کچھ دوسرے حضرات نے بھی اضافہ کے ساتھ روایت کیا کہ جو عورت زیورات ادھار لے کر واپس نہیں دیتی تھی اس نے چوری کی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چوری کرنے کی وجہ سے ہاتھ کاٹا۔

اس سلسلے یوں مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں عہد رسالت میں فتح مکہ کے زمانے میں ایک عورت نے چوری کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ

فِي الْفَتْحِ فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُقْطَعَ فَكَلَّمَهُ فِيهَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ لَهُ أُسَامَةُ اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ النَّاسَ مَنْ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا ثُمَّ أَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ يَدُهَا۔

۱۸- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يَجْتَرِئُ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا لَا مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ مَعْنَاهُ۔

فَثَبَتَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ الْقَطْعَ كَانَ بِخِلَافِ الْمُسْتَعَارِ الْمَجْحُودِ۔

۱۹- وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَدْفَعُ الْقَطْعَ فِي الْخِيَانَةِ مَا قَدْ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

وسلم سے بات چیت کی تو آپ کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو گیا اور فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لیے بخشش طلب کیجئے جب شام کا وقت ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جیسا کہ اس کے لائق ہے پھر فرمایا اما بعد! تم سے پہلے لوگوں کو اس بات نے ہلاک کیا کہ جب ان میں سے کوئی معزز شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر حضرت فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا پھر اس چوری کرنے والی عورت کے بارے میں حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ قریش کو ایک چوری کرنے والی مخزومیہ عورت کے معاملے نے پریشان کیا تو انہوں نے (ایک دوسرے سے) کہا کہ اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بات کرنے کی کسے جرأت ہو سکتی ہے تو (بعض نے جواباً) کہا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کون شخص اس بات کی جرأت کر سکتا ہے؟ پھر انہوں نے (راوی نے) اس (پہلی حدیث) کی مثل ذکر کیا۔

تو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس چیز پر ہاتھ نہیں کاٹا گیا جو بطور ادھار لی گئی اور پھر اس کا انکار کر دیا گیا۔

خیانت کی صورت میں ہاتھ نہ کاٹنے کے بارے میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، حضرت ابوالزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیانت کرنے والے مال اچکنے

الثَّمَرِ وَقِيمَةِ الْجَرِيدِ وَلَا عَنْ قِيمَةِ جِذَاذِهَا وَدَرَأَ الْقَطْعَ عَنِ السَّارِقِ فِي ذٰلِكَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا قَطْعَ فِي كَثَرٍ وَهُوَ الْجُمَّارُ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّهُ لَا قَطْعَ فِي الْجُمَّارِ وَلَا فِيمَا يَكُونُ عِنْدَهُ مِنَ الْجَرِيدِ وَالْخَشَبِ وَالثَّمَرِ وَمِمَّنْ قَالَ ذٰلِكَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ.

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا هٰذَا الَّذِي حَكَاهُ رَافِعٌ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهِ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ هُوَ عَلَى الثَّمَرِ وَالْكَثَرِ الْمَأْخُوذَيْنِ مِنَ الْحَوَائِطِ الَّتِي لَيْسَتْ بِحِرْزٍ لِمَا فِيهَا فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا قَدْ أُحْرِزَ فَحُكْمُهُ حُكْمُ سَائِرِ الْأَمْوَالِ وَيَجِبُ الْقَطْعُ عَلَى مَنْ سَرَقَ مِنْ ذٰلِكَ الْمِقْدَارَ الَّذِي يَجِبُ الْقَطْعُ فِيهِ.

۴۲۴۔ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا قَدْ رَوَيْنَاهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ فِي غَيْرِ هٰذَا الْبَابِ لَمَّا سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ فَقَالَ لَا قَطْعَ فِيهِ إِلَّا مَا آوَاهُ الْجَرِينُ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيهِ الْقَطْعُ وَمَا لَمْ يَبْلُغْ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَجَلَدَاتُ نَكَالٍ.

۴۲۵۔ وَقَدْ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الْوَهْبِيُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ أَيْضًا.

فَفَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

شاخ کی قیمت پوچھی اور نہ ہی تنے کی قیمت، اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے سبب حد کو دور کر دیا کہ شگوفے کی چوری پر ہاتھ کاٹنا نہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ کھجور کے گودے میں ہاتھ کاٹنا نہیں اسی طرح شاخ، لکڑی اور پھل میں بھی ہاتھ کاٹنا نہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی اسی بات کے قائلین میں ہیں۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جو کچھ انہوں نے بواسطہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ پھل اور شگوفے (گودے) کی چوری پر ہاتھ کاٹنا نہیں تو اس سے مراد وہ ہے جو باغ سے چوری کیا جائے اور وہ حفاظت میں نہیں ہوتا لیکن جسے محفوظ کر لیا گیا تو اس کا حکم باقی تمام مالوں جیسا ہوگا اور جس مقدار پر ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے اتنی مقدار کی چوری پر ہاتھ کاٹنا لازم ہو گا۔

انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے جو ہم نے اسی کتاب کے کسی دوسرے باب میں روایت کی ہے کہ جب لٹکے ہوئے پھلوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاتھ اسی میں کاٹا جائے گا جسے کھلیان جگہ دے اور وہ ڈھال کی قیمت کو پہنچ جائے اس میں ہاتھ کاٹنا ہوگا اور جو مال ڈھال کی قیمت کو نہ پہنچے اس میں اس کے برابر تاوان ہے اور بطور سزا چند کوڑے ہیں۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے یہ بات روایت کرتے ہیں۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسروقہ

فقصد في الثمار المعلقة بين ما آواه
الجرين منها وبين ما لم يؤوه، وكان في
ذلك منها فجعل فيما آواه الجرين منها
القطع وفيما لم يؤوه الجرين الغرم مثليه
فتصحيح هذا الحديث وما
رواه رافع عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم لا قطع في ثمر ولا كثر أن
يجعل ما رواه رافع هو على ما كان
من الثمار التي لم يحرزها الجرين على ما
في حديث عبد الله بن عمرو وما في حديث
عبد الله بن عمرو مما زاد على ما في حديث
رافع فهو خلاف ما في حديث
رافع ففي ذلك القطع ولا قطع فيما سوى
ذلك فيستوي هذان الأثران ولا يتضادان
وهذا قول أبي يوسف رحمه الله تعالى۔

پھلوں کے سلسلے میں سٹور میں محفوظ اور غیر محفوظ جو درخت کے اوپر ہے میں فرق کیا جو سٹور میں محفوظ ہے اس کی چوری پر ہاتھ کا ٹنا لازم قرار دیا اور جو محفوظ نہیں اس میں تاوان اور سزا کا حکم فرمایا تو اس حدیث اور جو کچھ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ پھلوں اور گودے کی چوری پر ہاتھ کاٹنا نہیں دونوں کو یوں صحیح قرار دیا جا سکتا ہے کہ حضرت رافع کی حدیث سے وہ پھل مراد ہوں جو باغوں کے اندر ہیں اور محفوظ نہیں کئے گئے جیسا کہ حضرت رافع کی روایت سے زائد الفاظ ہیں جو حضرت رافع کی روایت کے خلاف ہیں (یعنی محفوظ پھل کا بھی ذکر ہے) اور اس پر ہاتھ کاٹنا ہے اور اس کے علاوہ پر ہاتھ کاٹنا نہیں لہٰذا یہ دونوں روایتیں برابر ہو گئیں اور ان میں اختلاف نہیں ہوگا حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے۔

كِتَابُ الْجِنَايَاتِ

جنایات کا بیان

بَابُ مَا يَجِبُ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ وَجِرَاحِ الْعَمْدِ

جان بوجھ کر قتل یا زخمی کرنے کی سزا

٤٢٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مَيْمُونٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ ثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ ثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ ثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ ثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مَكَّةَ قَتَلَتْ هُذَيْلٌ رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ بِقَتِيلٍ كَانَ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يَقْتُلَ وَإِمَّا أَنْ يُودَى وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ فِي حَدِيثِهِ قَتَلَتْ خُزَاعَةُ رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ ذِكْرُ مَا يَجِبُ فِي النَّفْسِ كَمَا تَرَى.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ

حضرت ابو سلمہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ مکرمہ کو فتح فرمایا تو حضرت ہذیل نے بنو لیث کے ایک شخص کو اپنے ایک مقتول کے بدلے میں جسے دور جاہلیت میں قتل کیا گیا تھا قتل کر دیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا آپ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا جس کا کوئی عزیز قتل کیا جائے تو وہ دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرے یا تو اسے قتل کرنے کا مطالبہ کرے یا خون بہا لے۔ (اس حدیث کو محمد بن عبداللہ اور ابوبکرہ دونوں نے روایت کیا لیکن) الفاظ حضرت محمد بن عبداللہ کے ہیں حضرت ابوبکرہ نے اپنی روایت میں فرمایا کہ خزاعہ نے بنو لیث کا ایک شخص قتل کیا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت میں وہ بات مذکور ہے جو جرم قتل نفس پر واجب ہوتی ہے۔

بواسطہ حضرت ابوشریح خزاعی بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ حُكْمَ الْجِرَاحِ الْعَمْدِ كَحُكْمِ الْقَتْلِ الْعَمْدِ فِيمَا يَجِبُ فِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنَ الْقِصَاصِ وَالدِّيَةِ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا قُتِلَ عَمْدًا فَوَلِيُّهُ بِالْخِيَارِ بَيْنَ أَنْ يَعْفُوَ أَوْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ أَوْ يَقْتَصَّ، رَضِيَ بِذٰلِكَ الْقَاتِلُ أَوْ لَمْ يَرْضَ، وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ.

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا: لَيْسَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ إِلَّا بِرِضَاءِ الْقَاتِلِ.

٣٠ - وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ أَنَّ قَوْلَهُ "أَوْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ" قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ عَلَى مَا قَالَ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى، وَيَجُوزُ أَنْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ إِنْ أُعْطِيَهَا، كَمَا يُقَالُ لِلرَّجُلِ: خُذْ بِدَيْنِكَ إِنْ شِئْتَ دَرَاهِمَ وَإِنْ شِئْتَ دَنَانِيرَ وَإِنْ شِئْتَ عُرُوضًا، وَلَيْسَ يُرَادُ بِذٰلِكَ أَنْ يَأْخُذَ ذٰلِكَ رَضِيَ الَّذِي عَلَيْهِ الدَّيْنُ بِذٰلِكَ أَوْ كَرِهَ، وَلٰكِنْ يُرَادُ إِبَاحَةُ ذٰلِكَ لَهُ إِنْ أُعْطِيَهُ.

٣١ - فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَمَا حَاجَتُهُمْ إِلَى ذِكْرِ هٰذَا؟ قِيلَ لَهُ: لِمَا قَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

٣٢ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الْقِصَاصُ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ يَكُنْ فِيهِمْ دِيَةٌ، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ إِلَى قَوْلِهِ: فَمَنْ عُفِيَ

تو اس حدیث میں ہے کہ جان بوجھ کر زخمی کرنے کا حکم جان بوجھ کر قتل کرنے کے حکم جیسا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں قصاص یا دیت واجب ہوتی ہے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جب کسی شخص کو جان بوجھ کر قتل کیا گیا تو اس کے ولی کو اختیار ہے معاف کر دے، یا دیت وصول کرے یا قصاص لے قاتل اس پر راضی ہو یا نہ، انہوں نے اس (مذکورہ بالا) روایت سے استدلال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی وہ فرماتے ہیں کہ قاتل کی مرضی کے بغیر وہ دیت نہیں لے سکتا۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ آپ کے ارشاد گرامی "یا وہ دیت لے" سے وہ بات بھی مراد ہو سکتی ہے جو پہلے قول والوں نے کہی ہے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے لیے دیت لینا جائز ہے اگر اس کو دی جائے جیسے کسی شخص کو کہا جائے اپنے قرض کے بدلے اگر چاہو تو درہم لو، چاہو تو دینار لو اور اگر چاہو تو سامان لو، اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ (قرض خواہ) یہ چیز ضرور لے قرض دار اس پر راضی ہو یا اسے ناپسند کرے بلکہ اس سے محض جواز مراد ہے کہ اگر اسے دیا جائے تو وہ لے سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ ان کو یہ بات ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی تو اسے کہا جائے گا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح مروی ہے۔

حضرت مجاہد، حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں قصاص تھا دیت نہیں تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے بارے میں فرمایا تم پر مقتولوں کے بارے میں قصاص فرض کیا گیا آزاد، آزاد کے بدلے (آخر تک) پھر فرمایا پس جس کو اپنے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کیا جائے (آخر تک) تو جان بوجھ کر قتل کرنے کی صورت

يعني العمد فمعنى العفو في أن تقبل الدية
في العمد ذلك تخفيف من ربكم مما كان
على من كان قبلكم.

٣٤١. فأخبر ابن عباس رضي الله
عنهما أن بني إسرائيل لم يكن فيهم
الدية أي أن ذلك كان حراما عليهم أن
يأخذوها أو يتعوضوا بالدم ثمنا أو يتركوه
لا يسفكوه وأن ذلك مما كان كتب عليهم
فخفف الله تعالى عن هذه الأمة ونسخ
ذلك الحكم بقوله فمن عفي له من أخيه
شيء فاتباع بالمعروف وأداء إليه
بإحسان معناه إذا وجب الأداء وسنبين
ما قيل في ذلك في موضعه من هذا الباب
إن شاء الله تعالى.

٣٤٢. فبين لهم رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم ذلك أيضا على
هذا الجهة فقال من قتل له ولي فهو
بالخيار بين أن يقتص أو يعفو أو يأخذ
الدية التي أبيحت لهذه الأمة وجعل
لهم أخذها إذا أعطوها هذا وجه يحتمله
هذا الحديث وليس لأحد إذا كان حديث
مثل هذا يحتمل وجهين متكافئين أن
يعطفه على أحدهما دون الآخر إلا بدليل
من غيره يدل أن معناه على ما عطفه
عليه.

فنظرنا في ذلك هل نجد من
ذلك شيئا يدل على شيء من ذلك
فقال أهل المقالة الأولى فقد قال
الله عز وجل فمن عفي له من أخيه

میں معانی یہ ہے کہ دیت قبول کرے، یہ تمہارے رب
کی طرف سے پہلی امتوں کی نسبت (تم پر)
آسانی ہے۔

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ بنی اسرائیل
میں دیت نہیں تھی یعنی ان پر حرام تھا کہ وہ دیت لیں یا اس کی وجہ
سے قصاص چھوڑ دیں یہاں تک کہ وہ خون بہائیں (یعنی خون بہانا
ضروری تھا) یہ بات ان لوگوں پر فرض تھی تو اللہ تعالیٰ نے
اس امت پر آسانی فرمائی اور اپنے اس ارشاد سے کہ جس کو اپنے
بھائی کی طرف سے کچھ معاف کیا جائے تو اچھے طریقے سے (دیت
کا) تقاضا کرنا ہے اور عمدہ طریقے سے ادا کرنا ہے، اس پہلے
حکم کو منسوخ کر دیا، عمدگی کے ساتھ ادائیگی کا مطلب یہ
ہے کہ جب اس کا ادا کرنا واجب ہو اس سلسلے میں جو گفتگو
کی گئی ہے اسے ہم اسی باب میں اس کے مناسب مقام
پر بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو اس
جہت سے بھی بیان فرمایا آپ نے فرمایا جس کا کوئی رشتہ دار
قتل ہو جائے تو اسے اختیار ہے قصاص لے یا معاف کر
دے یا دیت وصول کرے جو اس امت کے لیے حلال کی گئی اور جب
انہیں دیت دی جائے تو ان کے لیے اس کا لینا جائز ہے۔
اس حدیث میں اس بات کا بھی احتمال ہے اور کسی شخص کے
لیے جائز نہیں کہ جب کسی حدیث میں اس طرح کی دو مساوی باتوں
کا احتمال ہو تو وہ ایک کو چھوڑ کر دوسری پر محمول کرے
البتہ اس پر کوئی دوسری دلیل پائی جاتی ہو جو اس معنیٰ
کے مراد ہونے پر دلالت کرتی ہو (تو وہی معنیٰ مراد
لیں گے)

تو ہم نے غور و فکر کیا کہ کیا ہم کوئی ایسی بات
پاتے ہیں جو ان میں سے ایک مفہوم پر دلالت کرے
تو پہلے قول والے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ
نے فرمایا جس کو اپنے بھائی کی طرف سے کچھ معاف

فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ﴾

فَاَخْبَرَ عَزَّ وَجَلَّ فِي هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَنَّ لِلْمَوْلٰى اَنْ يَّعْفُوَ وَيَتَّبِعَ الْقَاتِلَ بِاِحْسَانٍ فَاسْتَدَلُّوْا بِذٰلِكَ اَنَّ لِلْمَوْلٰى اِذَا عَفَا اَنْ يَّاْخُذَ الدِّيَةَ مِنَ الْقَاتِلِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ اِشْتَرَطَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ فِي عَفْوِهِ عَنْهُ

قِيْلَ لَهُمْ مَا فِي هٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى مَا ذَكَرْتُمْ وَقَدْ يَحْتَمِلُ ذٰلِكَ وُجُوْهًا اَحَدُهَا مَا وَصَفْتُمْ وَيَحْتَمِلُ اَيْضًا فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ عَلَى الْجِهَةِ الَّتِيْ قُلْنَا بِرِضَاءِ الْقَاتِلِ اَنْ يُّعْفٰى عَنْهُ عَلٰى مَا يُؤْخَذُ مِنْهُ **وَقَدْ** يَحْتَمِلُ اَيْضًا اَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ فِي الدَّمِ الَّذِيْ يَكُوْنُ بَيْنَ جَمَاعَةٍ فَيَعْفُوْ اَحَدُهُمْ فَيَتَّبِعُ الْاٰخَرُوْنَ الْقَاتِلَ بِحِصَصِهِمْ مِنَ الدِّيَةِ بِالْمَعْرُوْفِ وَيُؤَدِّيْ ذٰلِكَ اِلَيْهِمْ بِاِحْسَانٍ۔

هٰذِهِ تَاْوِيْلَاتٌ قَدْ تَاَوَّلَتِ الْعُلَمَآءُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَلَيْهَا فَلَا حُجَّةَ فِيْهَا لِبَعْضٍ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا بِدَلِيْلٍ اٰخَرَ فِي اٰيَةٍ اُخْرٰى مُتَّفَقٍ عَلٰى تَاْوِيْلِهَا اَوْ سُنَّةٍ اَوْ اِجْمَاعٍ وَفِي حَدِيْثِ اَبِيْ شُرَيْحٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ اَنْ يَّعْفُوَ اَوْ يَقْتَصَّ اَوْ يَاْخُذَ الدِّيَةَ فَجَعَلَ عَفْوَهُ غَيْرَ اَخْذِهِ الدِّيَةَ۔

فَثَبَتَ بِذٰلِكَ اَنَّهُ اِذَا عَفَا فَلَا دِيَةَ لَهُ وَاِذَا كَانَ لَا دِيَةَ لَهُ اِذَا عَفَا عَنِ الدَّمِ ثَبَتَ بِذٰلِكَ اَنَّ الَّذِيْ كَانَ وَجَبَ لَهُ هُوَ الدَّمُ وَاَنَّ اَخْذَهُ

کیا جائے تو اچھے طریقے سے تقاضا کرنا ہے اور نیکی کی ساتھ ادا کرنا ہے یہ تمہارے رب کی طرف سے آسانی اور رحمت ہے!

تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بتایا کہ ولی کو معاف کرنے اور قاتل سے اچھے طریقے سے مطالبہ کرنے کا حق ہے انہوں نے اس سے استدلال کیا کہ ولی جب معاف کرے گا تو وہ قاتل سے دیت لے سکتا ہے اگرچہ اس کے معاف کرتے وقت یہ شرط نہ رکھی گئی ہو۔

ان کو کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے ذکر کیا ہے اس میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں اور اس میں کئی باتوں کا احتمال ہے جن میں سے ایک وہ ہے جس کا تم نے قول کیا ہے اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ جس کو اپنے بھائی طرف سے کچھ معاف کیا جائے سے وہ بات مراد ہو جو ہم کہہ رہے ہیں کہ وہ قاتل کی مرضی سے (قصاص) معاف کرکے اس کے بدلے میں (دیت) وصول کرے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ آیت اس خون کے بارے میں ہو جو ایک جماعت کے درمیان مشترک ہوتا ہے کہ اگر ان میں سے ایک معاف کر دے تو باقی حضرات قاتل سے اپنے اپنے حصے کی دیت اچھے طریقے سے طلب کریں اور وہ بھی ان کو اچھے طریقے سے دے۔

یہ وہ معانی ہیں جو اس آیت کے سلسلے میں علماء کرام نے بیان کئے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی دوسرے کے خلاف حجت نہیں جب تک کسی دوسری آیت میں دلیل نہ ہو جس کے معنی پر سب متفق ہوں یا سنت سے یا اجماع سے دلیل پائی جائے حضرت شریح کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت میں ہے کہ وہ معاف کر دے یا قصاص لے یا دیت وصول کرے تو آپ نے معاف کرنے اور دیت (ادا کرنے) کو ایک دوسرے کا غیر قرار دیا۔

تو اس سے ثابت ہوا کہ جب وہ معاف کردے تو دیت نہ ہو گی اور جب خون معاف کرنے کی صورت میں دیت لازم نہ ہوئی تو اس سے ثابت ہوا کہ جو چیز واجب وہ قصاص ہے اور دیت کا لینا قصاص کے بدل کے طور پر جائز قرار دیا گیا اور جو چیز بدل ہوتی

التي تجب لهم بمعنى أخذها من القتل والأبدال من الأشياء من القتل الأبدال برضا من تجب عليه ورضا من تجب له فالعاقب الأبدال. فإذا ثبت ذلك في القتل ثبت ما ذكرنا وانتفى ما قال المخالف لنا.

ولما لم يكن فيما احتج به أهل المقالة الأولى لقولهم ما يدل عليه نظرنا هل للآخرين خبر يدل على ما قالوا

(۳)۔ فإذا أبو بكرة وإبراهيم بن مرزوق قد حدثانا قالا ثنا عبد الله بن بكر السهمي ح وحدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا محمد بن عبد الله الأنصاري قالا ثنا حميد الطويل عن أنس بن مالك بن النضر أن عمته الربيع لطمت جارية فكسرت ثنيتها فطلبوا إليهم العفو فأبوا والأرش فأبوا إلا القصاص فاختصموا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأمر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بالقصاص فقال أنس بن النضر يا رسول الله أتكسر ثنية الربيع لا والذي بعثك بالحق لا تكسر ثنيتها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أنس كتاب الله القصاص فرضي القوم فعفوا فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إن من عباد الله من لو أقسم على الله لأبره يزيد بعضهم على بعض.

فلما كان الحكم الذي حكم به رسول الله صلى الله عليه وسلم على

وہ ہماری معلومات کے مطابق ان لوگوں کی مرضی سے واجب ہوتی ہیں جن کے لیے وہ واجب ہوتی ہیں تو

جب قصاص کے سلسلے میں یہ بات ثابت ہوگئی تو جو کچھ ہم نے کہا وہ بھی ثابت ہوگیا اور ہمارے مخالف کی بات کی نفی ہوگئی۔

تو جب پہلے قول والوں کے لیے بات پر کوئی دلیل نہیں تو ہم نے دیکھا کہ کیا دوسروں کے لیے کوئی ایسی روایت ہے جو ان کی بات پر دلالت کرے۔

تو حضرت انس بن مالک بن نضر سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ان کی پھوپھی ربیع نے اپنی لونڈی کو تھپڑ مار کر اس کے اگلے دانت توڑ دیئے انہوں نے (ربیع کے خاندان والوں نے) ان (لونڈی کے ورثا) سے معافی مانگی تو انہوں نے انکار کر دیا تاوان قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا صرف قصاص کا مطالبہ کیا وہ لوگ اپنا مقدمہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو آپ نے قصاص کا حکم دیا حضرت انس بن نضر نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ حضرت ربیع کے دانت توڑیں گے نہیں یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ان کے دانت نہیں توڑے جائیں گے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس! اللہ تعالیٰ کی کتاب تو قصاص کا حکم دیتی ہے، چنانچہ وہ لوگ راضی ہوگئے اور معاف کر دیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو وہ اسے پورا کرتا ہے بعض راویوں نے کچھ زائد الفاظ نقل کئے ہیں۔

تو جس عورت کے دانت توڑے گئے تھے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیع سے اس کا قصاص

في قولهم ان للولي ان يأخذ الدية وان كره ذلك الجاني.

کہ ولی کو دیت لینے کا حق ہے چاہے مجرم کو یہ ناپسند ہو۔

فنقول لهم ليس يخلو ذلك من احد وجوه ثلاثة اما ان يكون ذلك لان الذي له على القاتل هو القصاص والدية جميعا فاذا عفا عن القصاص فابطله بعفوه كان له اخذ الدية واما ان يكون الذي وجب له هو القصاص خاصة وله ان يأخذ الدية بدلا من ذلك القصاص واما ان يكون الذي وجب له هو احد امرين اما القصاص واما الدية يختار من ذلك ما شاء ليس يخلو ذلك من احد هذه الثلاثة الوجوه.

تو ہم کہتے ہیں کہ یہ تین صورتوں میں سے کسی ایک سے خالی نہیں یا تو یہ اس لیے ہوگا کہ قاتل پر قصاص اور دیت دونوں لازم ہیں پس جب اس نے قصاص معاف کر دیا تو معافی کی وجہ سے اسے باطل کر دیا تو اب اسے دیت لینے کا حق ہوگا یا صرف قصاص واجب ہوگا اور وہ قصاص کے عوض دیت لے سکتا ہے یا دونوں میں سے ایک چیز واجب ہے قصاص ہوگا یا دیت ان میں سے جو چاہے اختیار کرے لہذا یہ ان صورتوں میں سے کسی ایک سے خالی نہ ہوگا۔

فان قلتم الذي وجب له هو القصاص والدية جميعا فهذا فاسد لان الله عز وجل لم يوجب على احد فعل فعلا اكثر مما فعل فقد قال عز وجل وكتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس والعين بالعين والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص فلم يوجب الله عز وجل على احد بفعله اكثر مما فعل ولو كان ذلك كذلك لوجب ان يقتل ويأخذ الدية فلما لم يكن له بعد قتله اخذ الدية دل ذلك على ان الذي كان وجب له خلاف ما قلتم **وان قلتم** ان الذي وجب له هو القصاص ولكن له ان يأخذ الدية بدلا من ذلك القصاص فانا لا نجد حقا لرجل يكون له ان يأخذ به بدلا بغير رضاء من عليه ذلك الحق

پس اگر تم کہو کہ قصاص اور دیت دونوں واجب ہیں تو یہ بات فاسد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی فعل کے مرتکب پر اس کے فعل سے زائد واجب نہیں کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ہم نے اس سلسلے میں ان پر فرض کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے کسی جرم کرنے والے پر اس کے جرم سے زائد واجب نہیں کیا اگر یہ بات اس طرح ہوتی تو واجب ہوگا کہ وہ قتل بھی کرے اور دیت بھی لے تو جب قتل کرنے کے بعد دیت لینا نہیں ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جو کچھ واجب ہے وہ تمہارے قول کے خلاف ہے ___ اور اگر تم کہو کہ واجب تو صرف قصاص ہے لیکن وہ اس کے عوض دیت لے سکتا ہے تو ہم یہ صورت نہیں پاتے کہ کوئی صاحب حق اس شخص کی مرضی کے خلاف جس کے ذمہ حق ہے اس کا بدلہ وصول کرے پس یہ معنی بھی باطل ہو

عَلَيْهِ عَلَى شَيْءٍ فَيَكُوْنُ الصُّلْحُ جَائِزًا عَلَى مَا اصْطَلَحَا عَلَيْهِ مِنْ دِيَةٍ أَوْ غَيْرِهَا وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ.

صلح کرلیں تو وہ چیز واجب ہوگی اور دیت یا کسی اور چیز پر صلح جائز ہوگی حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

بَابُ ٢١٣ الرَّجُلِ يَقْتُلُ رَجُلًا كَيْفَ يُقْتَلُ

کوئی شخص کسی کو قتل کرے تو اس کو کیسے قتل کیا جائے

٣٦ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ صَبِيٍّ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَضَّ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

حضرت قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے ایک بچے کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان کچلا جائے۔

تَحْقِيْقُ مَسْئَلَة

تحقیق مسئلہ

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَلَّدُوْهُ وَقَالُوْا يُقْتَلُ كُلُّ قَاتِلٍ بِمَا قَتَلَ بِهِ.

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا كُلُّ مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ قَوَدٌ لَمْ يُقْتَلْ إِلَّا بِالسَّيْفِ.

وَقَالُوْا هٰذَا الْحَدِيْثُ الَّذِيْ ذَكَرْتُمُوْهُ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَأَى أَنَّ ذٰلِكَ الْقَاتِلَ يَجِبُ قَتْلُهُ لِلّٰهِ إِذْ كَانَ إِنَّمَا قَتَلَ عَلَى مَالٍ قَدْ بُيِّنَ فِيْ بَعْضِ الْحَدِيْثِ.

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس حدیث کی طرف گئی ہے اور انہوں نے اس پر عمل کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر قاتل کو اسی چیز کے ساتھ قتل کیا جائے جس کے ساتھ اس نے (قتل کیا)

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا جس شخص پر قصاص واجب ہو اسے صرف تلوار سے قتل کیا جائے۔

وہ فرماتے ہیں یہ حدیث جو تم نے روایت کی ہے اس میں احتمال ہے کہ نبی اکرم کے خیال میں اس کا قتل اللہ تعالیٰ کے لیے واجب ہو کیونکہ اس نے مال لینے کے لیے اس لڑکے کو قتل کیا تھا بعض احادیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے۔

٣٧ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ عَدَا يَهُوْدِيٌّ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

حضرت ہشام بن زید حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عہد رسالت میں ایک یہودی نے ایک لڑکی پر زیادتی کی اس کے زیورات اتار لیے اور اس کا سر (پتھر سے) کچل دیا اس لڑکی کے گھر والے اسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے وہ آخری سانس

بن بکر قال ثنا حمید الطویل عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ۔

سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٤١- حدثنا ابو امیۃ قال ثنا قبیصۃ عن سفیان عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ قال ہم من عکل قطع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایدیہم وارجلہم وسمر اعینہم۔

حضرت ابو قلابہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ آیت کریمہ "بے شک ان لوگوں کا بدلہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ قبیلہ عکل کے لوگ تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھیریں۔

٤٢- حدثنا صالح بن عبد الرحمن قال ثنا سعید بن منصور قال ثنا ہشیم قال ثنا حمید عن انس ح وحدثنا صالح قال ثنا سعید قال ثنا ہشیم قال ثنا عبد العزیز بن صہیب عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطع ایدیہم وارجلہم وسمر اعینہم وترکہم حتی ماتوا۔

حضرت عبد العزیز بن صہیب، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے اور ان کی آنکھوں میں (راوی کہتے ہیں کہ) گرم سلائیں پھیریں اور ان کو (اسی حالت میں) چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ مر گئے۔

٤٣- حدثنا فہد بن سلیمان قال ثنا ابو غسان قال ثنا زہیر بن معاویۃ قال ثنا سماک بن حرب عن معاویۃ بن قرۃ عن انس بن مالک قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفر من حی من احیاء العرب فاسلموا وبایعوہ قال فوقع الموم وہو البرسام فقالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا الوجع قد وقع فلو اذنت لنا فخرجنا الی الابل فکنا فیہا یعنی قال نعم اخرجوا فکونوا فیہا قال فخرجوا فقتلوا احد الراعیین وذہبوا بالابل قال وجاء الآخر وقد جرح فقال قد قتلوا صاحبی وذہبوا بالابل

حضرت معاویہ بن قرہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلہ کے کچھ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اسلام لائے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی راوی فرماتے ہیں پھر انہیں برسام کی بیماری لاحق ہوئی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اس بیماری میں مبتلا ہو گئے ہیں اگر آپ اجازت فرمائیں تو ہم اونٹوں کی طرف چلے جائیں اور وہاں رہیں آپ نے فرمایا ہاں جاؤ اور وہاں رہو فرماتے ہیں وہ چلے گئے پھر انہوں نے ایک چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہنکا کر لے گئے فرماتے ہیں دوسرا چرواہا بچ کر نکل آیا اس نے عرض کیا کہ انہوں نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو لے گئے ہیں حضرت انس فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تقریباً بیس نوجوان انصار تھے آپ نے ان

وعنده شبان من الانصار قريب من عشرين قال فارسل اليهم الشبان النبي صلى الله عليه وسلم وبعث معهم قائفا يقتص آثارهم فاتي بهم فقطع ايديهم وارجلهم وسمر اعينهم.

ففعل رسول الله صلى الله عليه وسلم بالعرنيين ما فعل بهم من هذا لانهم قد كان له من سفك دمائهم ما شاء فكان له ان يقتلهم كيف احب وان كان ذلك تمثيلا لان المثلة كانت حينئذ مباحة ثم نسخت بعد ذلك ونهى عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يكن لاحد ان يفعلها فيحتمل ان يكون فعل باليهودي ما فعل من اجل ذلك ثم نسخ ذلك بعد نسخ المثلة ويحتمل ايضا ان يكون النبي صلى الله عليه وسلم لم ير ما وجب على اليهودي من ذلك لله تعالى ولكنه رآه واجبا لاولياء الجارية فقتله لهم.

فاحتمل ان يكون قتله كما فعل لان ذلك هو الذي كان وجب عليه.

واحتمل ان يكون الذي كان وجب عليه هو سفك الدم باي شيء ما شاء الولي يسفكه به فاختاروا الرضخ ففعل ذلك لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم.

هذه وجوه يحتملها هذا الحديث ولا دلالة معنا يدلنا ان النبي صلى الله عليه وسلم اراد بعضها دون بعض.

وقد روي عنه صلى الله عليه وسلم انه قتل ذلك اليهودي بخلاف ما

جوانوں کو ان کے پیچھے بھیجا اور ان کے ساتھ ایک کھوجی کو بھیجا وہ ان کے نشانات کے مطابق چلا چنانچہ ان کو پکڑ کر لایا تو آپ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے اور ان کی آنکھوں میں سلائیں پھیر دیں۔

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرنیہ والوں کے ساتھ یہ سلوک کیا تو جب آپ کے لیے ان کا خون بہانا جائز تھا تو آپ جیسے چاہتے ان کو قتل کرتے اگرچہ ان کو مثلہ بنانا ہوتا کیونکہ ان دنوں مثلہ بنانا جائز تھا پھر اس کے بعد منسوخ ہو گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اب کسی شخص کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں۔ تو اس بات کا احتمال ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے ساتھ یہ معاملہ اسی وجہ سے کیا ہو پھر مثلہ کے منسوخ کے بعد یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ کے خیال میں یہودی پر یہ قتل اللہ تعالیٰ کے حق کے سبب واجب نہ ہوا بلکہ آپ کے علم میں یہ لونڈی کے ورثا کیلئے واجب ہوا تھا تو آپ نے انکے حق کی خاطر اسے قتل کر دیا۔

تو اس بات کا احتمال ہے کہ آپ نے اسے اسی طرح قتل کیا جیسے اس نے کیا تھا کیونکہ اس پر یہی واجب تھا۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ مطلقاً اس کا خون بہانا واجب ہو اور ولی کو اختیار ہو جس چیز کے ساتھ چاہے بہائے تو انہوں نے کچلنا پسند کیا چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خاطر ایسا کیا۔

اس حدیث میں ان وجوہ کا احتمال ہے اور ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں جو اس بات پر دلالت کرے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک طریقے کو چھوڑ کر دوسرا اختیار فرمایا۔

آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے یہودی کو اس طریقے کے خلاف قتل کیا جس طریقے سے اس نے بچی کو قتل کیا تھا۔

كَانَ قَتَلَ بِهِ الْجَارِيَةَ۔

۴۳۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو يَعْلَى مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ قَالَ ثَنَا أَبُو صَفْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ قَالَ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ وَكَانَ ثِقَةً ذَكَرْتُهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ رَضَخَ رَأْسَ جَارِيَةٍ عَلَى حُلِيٍّ لَهَا فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرْجَمَ حَتَّى قُتِلَ۔

حضرت ابو قلابہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی شخص نے ایک بچی کے سر کو اس کے زیورات کے لیے جو اس نے پہنے ہوئے تھے، کچل دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو پتھر مارے جائیں یہاں تک کہ وہ مر جائے۔

فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَتَلَ ذٰلِكَ الْيَهُودِيَّ رَجْمًا بِقَتْلِهِ الْجَارِيَةَ عَلَى مَا ذَكَرْنَا فِي هٰذَا الْأَثَرِ وَفِيمَا تَقَدَّمَهُ مِنَ الْآثَارِ وَهُوَ رَضْخُهُ رَأْسَهَا وَالرَّجْمُ قَدْ يُصِيبُ الرَّأْسَ وَغَيْرَ الرَّأْسِ فَقَدْ قَتَلَهُ بِغَيْرِ مَا كَانَ قَتَلَ بِهِ الْجَارِيَةَ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ مَا كَانَ فَعَلَ كَانَ حَلَالًا يَوْمَئِذٍ ثُمَّ نُسِخَ بِنَسْخِ الْمُثْلَةِ۔

تو اس حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کو بچی کے قتل کے سبب پتھر مار کر ہلاک کیا جیسا کہ ہم نے یہ واقعہ اس حدیث اور اس سے پہلے کی روایات میں ذکر کیا کہ اس نے اس بچی کے سر کو کچلا تھا اور رجم کبھی سر پر ہوتا ہے اور کبھی دوسری جگہ، تو آپ نے اس صورت کے خلاف اسے قتل کیا جس انداز میں اس نے بچی کو قتل کیا تھا۔ تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ آپ نے جو کچھ کیا وہ ان دنوں جائز تھا پھر مثلہ کے منسوخ ہونے کے ساتھ ہی یہ بھی منسوخ ہو گیا۔

۴۳۵۔ فِيمَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَسْخِ الْمُثْلَةِ مَا قَدْ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ وَالْمُجَثَّمَةُ الشَّاةُ تُرْمَى بِالنَّبْلِ حَتَّى تُقْتَلَ۔

مثلہ کے منسوخ ہونے کے بارے میں ایک روایت حضرت ابن جریج سے مروی ہے وہ حضرت عکرمہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجثمہ سے منع فرمایا مجثمہ یہ ہے کہ بکری کو تیر سے مارا جائے حتیٰ کہ وہ مر جائے۔

۴۳۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ

... قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا۔

۴۴۷۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

۴۴۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا خَالِدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ وَسِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ أَحَدُهُمَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

۴۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

۴۵۰۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنِي أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ ثَنِي الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَوْ مُجَاهِدٍ قَالَ مَرَّ ابْنُ عُمَرَ بِدَجَاجَةٍ قَدْ نُصِبَتْ تُرْمَى فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى أَنْ تُمَثَّلَ بِالْبَهَائِمِ۔

۴۵۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ ثَنِي عَمِّي وَهُوَ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ ثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَابْنُ لَهِيعَةَ أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُمَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي يَعْلَى أَنَّهُ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی ذی روح چیز کو نشانہ نہ بناؤ (یعنی باندھ کر نشانہ نہ بناؤ)

حضرت یزید بن ہارون فرماتے ہیں ہمیں حضرت شعبہ نے خبر دی انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت عاصم احول اور حضرت سماک حضرت عکرمہ سے روایت کرتے ہیں ان میں سے ایک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت سماک، حضرت عکرمہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت منہال بن عمرو، حضرت سعید بن جبیر یا حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک مرغی کے پاس سے گزرے جسے کھڑا کرکے تیر مارے جا رہے تھے انہوں نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے جانوروں کو کھڑا کرکے (باندھ کر) نشانہ بنانے سے منع فرمایا۔

حضرت ابو یعلی سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم نے حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید (رضی اللہ عنہم) کے ہمراہ جہاد کیا تو دشمن کی طرف سے چار عجمی کافر لائے گئے حضرت عبدالرحمن کے حکم سے انہیں مشکیں باندھ کر تیروں سے قتل کیا گیا یہ بات حضرت ابوایوب

بن خالد بن الوليد فأتي بأربعة أعلاج من العدو فأمر بهم عبد الرحمن فقتلوا صبرا بالنبل فبلغ ذلك أبا أيوب الأنصاري فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهى عن قتل الصبر والذي نفسي بيده لو كانت دجاجة ما صبرتها فبلغ ذلك عبد الرحمن فأعتق أربع رقاب.

حدثنا ابن أبي داود قال ثنا ... قال ثنا ابن إسحاق عن بكير فذكر بإسناده مثله.

حدثنا أبو بكرة قال ثنا أبو عاصم عن عبد الحميد بن جعفر قال حدثني يزيد بن أبي حبيب عن بكير بن عبد الله بن الأشج عن أبيه عن عبيد بن يعلى عن أبي أيوب الأنصاري أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن صبر الدابة قال أبو أيوب ولو كانت دجاجة ما صبرتها.

۱۵۲۔ حدثنا ابن أبي داود قال ثنا عمرو بن عون قال أخبرنا هشيم عن منصور عن الحسن عن عمران بن الحصين قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يخطبنا فيأمرنا بالصدقة وينهانا عن المثلة.

۱۵۳۔ حدثنا ابن أبي داود قال ثنا عمرو بن عون قال ثنا هشيم عن حميد عن الحسن قال ثنا سمرة بن جندب قال قلما خطبنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خطبة إلا أمر فيها بالصدقة ونهانا فيها عن المثلة.

۱۵۴۔ حدثنا أبو بكرة قال ثنا حجاج بن منهال قال ثنا يزيد بن إبراهيم قال ثنا الحسن قال قال سمرة إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قلما قام فينا يخطب إلا أمرنا بالصدقة

انصاری رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ باندھ کر قتل کرنے سے منع فرماتے تھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر مرغی بھی ہوتی تو میں اسے باندھ کر قتل نہ کرتا حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے چار غلام آزاد کیے

حضرت اسحٰق حضرت بکر سے روایت کرتے انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا حضرت ابو ایوب فرماتے ہیں اگر مرغی بھی ہوتی تو میں اسے باندھ کر ذبح نہ کرتا۔

حضرت حسن، حضرت عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دیتے ہوئے صدقہ کا حکم دیتے اور مثلہ کرنے سے منع فرماتے۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اکثر خطبوں میں صدقہ کا حکم دیتے اور مثلہ کرنے سے منع فرماتے۔

ایک دوسرے طریق سے حضرت حسن سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً ہر خطبہ میں ہمیں صدقہ کا حکم دیتے اور مثلہ سے منع فرماتے۔

٤٤٩ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو کھڑا کرکے ہلاک کرنے سے منع فرمایا۔

٤٥٠ - حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا الْقَاسِمُ يَعْنِي ابْنَ مَالِكٍ عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ نَوْفَلٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ ثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ صَفِيَّةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُثْلَةِ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔

٤٥١ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عِمْرَانَ وَابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَا ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ شُعْبَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ شِبَاكٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هُنَيِّ بْنِ نُوَيْرَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحْسَنُ النَّاسِ قِتْلَةً اَهْلُ الْاِيْمَانِ۔

حضرت علقمہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اہل ایمان، بہترین طریقے پر قتل کرنے والے ہیں۔

٤٥٢ - حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يَذْكُرْ شَيْئًا عَنْ هُنَيٍّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت ابراہیم، حضرت علقمہ سے وہ حضرت عبد اللہ (رضی اللہ عنہم) سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فَقَدْ ثَبَتَ بِهٰذِهِ الْاٰثَارِ نَسْخُ الْمُثْلَةِ بَعْدَ اَنْ كَانَتْ مُبَاحَةً عَلٰى مَا قَدْ رَوَيْنَاهُ فِيْ حَدِيْثِ الْعُرَنِيِّيْنَ۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ مثلہ کا حکم منسوخ ہو چکا ہے جب کہ پہلے یہ جائز تھا جیسا کہ عرنیہ والوں کی حدیث میں ہم نے روایت کیا۔

فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ لَمْ يَدْخُلْ مَا اخْتَلَفْنَا نَحْنُ وَاَنْتُمْ فِيْهِ مِنَ الْقِصَاصِ فِيْ هٰذَا لِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ۔

اگر کوئی معترض کہے کہ قصاص کے سلسلے میں جو کچھ ہمارے اور تمہارے درمیان اختلاف ہے وہ اس میں داخل نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور اگر تم بدلہ لو تو اس کی مثل بدلہ لو جیسی تمہیں تکلیف دی گئی"۔

قِيْلَ لَهٗ لَيْسَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ يُرَادُ

اسے (جواباً) کہا جائے گا کہ اس آیت

مثلہ یعنی جان کو قتل کرنا منظور ہو تو وہاں اذیت دینے کی بجائے آسانی کے ساتھ قتل کرتے ہیں۔ ۱۲ ہزاروی۔

بها هذا المعنى إنما أريد بها ما قد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مما رواه ابن عباس وأبو هريرة رضي الله تعالى عنهم

٥٩ ـ حدثنا فهد قال ثنا يحيى بن عبد الحميد الحماني قال ثنا قيس عن ابن أبي ليلى عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس قال لما قتل حمزة ومثل به قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لئن ظفرت بهم لأمثلن بسبعين رجلا منهم فأنزل الله عز وجل وإن عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بل نصبر.

٦٠ ـ حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا الحجاج بن المنهال ح وحدثنا الحسن بن عبد الله بن منصور قال ثنا الهيثم بن جميل قالا ثنا صالح المري عن سليمان التيمي عن أبي عثمان النهدي عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقف على حمزة حين استشهد فنظر إلى أمر لم ينظر قط إلى أمر أوجع لقلبه منه فقال يرحمك الله إن كنت لوصولا للرحم فعولا للخيرات ولولا حزن من بعدك لسرني أن أدعك حتى تحشر من أفواج شتى وايم الله لأمثلن بسبعين منهم مكانك فنزل عليه جبرائيل عليه السلام والنبي صلى الله عليه وسلم واقف بعد بخواتيم

سے یہ معنی مراد نہیں بلکہ اس سے وہ مفہوم مراد ہے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور اسے حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے روایت کیا۔

حضرت مقسم، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے ان کا مُثلہ کیا گیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے ان پر کامیابی حاصل ہوگئی تو میں ان میں سے ستر آدمیوں کو مُثلہ بناؤں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی "اگر تم ان سے بدلہ لو تو اس کی مثل لو جو اذیت انہوں نے تمہیں پہنچائی اور اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے" اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ ہم صبر کریں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس کھڑے ہوئے اور آپ نے ایک ایسا معاملہ دیکھا کہ اس سے زیادہ آپ کے دل کو دکھ دینے والا واقعہ کبھی نہیں دیکھا تھا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ صلہ رحمی کرنے والے بہت زیادہ نیکیاں کرنے والے تھے اگر آپ کے بعد غم کا خیال نہ ہوتا تو مجھے یہ بات پسند تھی کہ آپ کو چھوڑ دیتا حتیٰ کہ آپ (جانوروں کے) مختلف جوڑوں میں سے اٹھائے جاتے اللہ کی قسم! میں آپ کی جگہ ان کے ستر آدمیوں کو مُثلہ بناؤں گا ابھی آپ اپنی جگہ کھڑے ہی تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام سورۂ نحل

سورة النحل وإن عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين إلى آخر السورة فصبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وكفّر

کی آخری آیات لے کر اترے وان عاقبتم (آخر تک) چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر فرمایا اور قسم کا کفارہ ادا کیا۔

فإنما نزلت هذه الآية في هذا المعنى الذي ذكرت لا في المعنى
وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال لا قود إلا بالسيف.

تو یہ آیت اس مفہوم کے لیے نازل ہوئی اس بات کے لیے نہیں جس کا تم نے ذکر کیا۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تلوار کے بغیر قصاص نہ لیا جائے۔

٦١. حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا أبو عاصم قال ثنا سفيان الثوري عن جابر عن أبي عازب عن النعمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا قود إلا بالسيف.

حضرت جابر حضرت ابو عازب سے اور وہ حضرت نعمان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تلوار کے بغیر قصاص نہ لیا جائے۔

فدل هذا الحديث أن القود في قتيل ما كان لا يكون إلا بالسيف.
وقد جاء عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما قد دل على ما ذكرنا أيضا.

تو یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مقتول کسی قسم کا بھی ہو اس کا قصاص تلوار سے لیا جائے۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایات بھی آئی ہیں جو اس مذکورہ بات پر دلالت کرتی ہیں۔

---

٦٢. حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا أسد قال ثنا سليمان بن حرب عن ابن أبي أنيسة عن أبي الزبير عن جابر أن النبي صلى الله عليه وسلم أتي بجراح فأمرهم أن يستأنوا بها سنة.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ زخمی لوگ لائے گئے تو آپ نے فرمایا ایک سال تک (ان زخموں کے ٹھیک ہونے کی) انتظار کرو

٦٣. حدثنا روح بن الفرج قال ثنا مهدي بن جعفر قال ثنا عبد الله بن المبارك عن عنبسة بن سعيد عن الشعبي عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يستقاد من الجرح حتى يبرأ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا زخموں کی وجہ سے قصاص نہ لیا حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہو جائیں۔

فلو كان يفعل بالجاني كما فعل كما قال أهل المقالة الأولى لم يكن للاستيناء معنى لأنه يجب على القاطع قطع يده إن كانت جنايته قطعا برء من ذلك المجني عليه أو مات.

فلما ثبت الاستيناء لينظر ما تؤول عليه الجناية ثبت بذلك أن ما يجب فيه القصاص هو ما تؤول إليه الجناية لا غير ذلك.

فإن طعن طاعن في يحيى بن أبي أنيسة وأنكر علينا الاحتجاج بحديثه فإن علي بن المديني قد ذكر عن يحيى بن سعيد أنه أحب إليه في حديث الزهري من محمد بن إسحاق.

وقد حدثنا إسمعيل بن يحيى المزني قال ثنا محمد بن إدريس الشافعي قال أخبرنا عبد الوهاب بن عبد المجيد الثقفي عن خالد الحذاء عن أبي قلابة عن أبي الأشعث عن شداد بن أوس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله كتب الإحسان على كل شيء فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبح وليحد أحدكم شفرته وليرح ذبيحته.

فأمر النبي صلى الله عليه وآله وسلم الناس بأن يحسنوا القتلة وأن يريحوا ما أحل الله لهم ذبحه من الأنعام فما أحل لهم قتله من بني آدم فهو أحرى أن يفعل به ذلك.

اگر مجرم کے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو اس نے کیا ہے جیسا کہ پہلے قول والے کہتے ہیں تو سال کی مہلت دینے کا کوئی مطلب نہ ہوتا کیونکہ ہاتھ کاٹنے والے کا ہاتھ ضرور کاٹنا ہے اگر اس کا جرم ہاتھ کاٹنا ہے مظلوم ٹھیک ہو یا مر جائے۔

تو جب ایک سال تک انتظار کیا جاتا ہے تاکہ دیکھا جائے کہ جرم کا انجام کیا ہوتا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ قصاص اسی صورت میں واجب ہوگا جس میں جنایت اپنے انجام کو پہنچے کسی اور صورت میں نہیں۔

اگر کوئی طعن کرنے والا یحیی بن ابو انیسہ (حدیث مذکور کے ایک راوی) پر طعن کرے اور ان کی روایت سے استدلال کا انکار کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ علی بن مدینی، حضرت یحیی بن سعید سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں وہ (یحیی بن انیسہ) حضرت زہری کی محمد بن اسحق سے روایت میں مجھے زیادہ پسند ہیں۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالی نے ہر کام میں احسان کو لازمی قرار دیا پس جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور چاہیے کہ تم میں سے ایک اپنی چھری کو تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ اچھے طریقے سے قتل کریں اور جن جانوروں کو ذبح کرنا اللہ تعالی نے ان کے لیے حلال کیا ہے انہیں آرام پہنچائیں پس جن انسانوں کو قتل کرنا ان کے لیے جائز قرار دیا ان سے یہ سلوک کرنا زیادہ مناسب ہے۔

فإن قال قائل: لا يُنتظر بُرء الجراح، وخالف ما ذكرنا في ذلك من الروايات، كفى به جهلاً في خلافه كلَّ من تقدّمه من العلماء، وعلى ذلك فبيّنّا فساد قوله من طريق النظر.

وذلك إنّا رأينا رجلاً لو قطع يد رجل خطأً فبرأ منها وجبت عليه دية اليد، ولو مات منها وجبت عليه دية النفس، ولم يجب عليه في اليد شيء، ودخل ما كان يجب في اليد فيما وجب في النفس، فصار الجاني كمن قتل وليس كمن قطع، وصارت اليد لا يجب لها حكم إلا والنفس قائمة، ولا يجب لها حكم إذا كانت النفس تالفة، فصار النظر على ذلك أن يكون كذلك إذا قطع يده عمداً، فإن برأ فالحكم لليد وفيها القود، وإن مات منها فالحكم للنفس وفيها القصاص لا في اليد، قياساً ونظراً على ما ذكرنا من حكم الخطأ.

ويدخل أيضاً على من يقول: إن الجاني يُقتل كما قتل، أن يقول: إذا رماه بسهم فقتله أن يُنصب الرامي فيُرمى حتى يُقتل، وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صبر ذي الروح، فلا ينبغي أن يُصبر أحد لنهي النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك، ولكن يُقتل قتلاً لا يكون فيه شيء من النهي.

ألا ترى أن رجلاً لو نكح رجلاً فقتله بذلك أنه لا يجب للولي أن يفعل بالقاتل كما فعل، ولكن يجب له أن

اگر کوئی شخص کہے کہ زخم کے ٹھیک ہونے کی انتظار نہیں کی جائے گی اور وہ ان روایات کی مخالفت کرے جو ہم نے ذکر کی ہیں تو اس کی جہالت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ متقدمین علماء کی مخالفت کرتا ہے اس کے باوجود ہم اس کے قول کو قیاس کے طور پر فاسد قرار دیتے ہیں۔

اور وہ اس طرح کہ ہم دیکھتے ہیں اگر کوئی شخص غلطی سے کسی دوسرے شخص کا ہاتھ کاٹ دے اور وہ ٹھیک ہو جائے تو اس پر ہاتھ کی دیت واجب ہوتی ہے اور اگر وہ اس وجہ سے مر جائے تو اس پر ایک جان کی دیت واجب ہوتی ہے اور ہاتھ کے سلسلے میں کچھ بھی واجب نہیں ہوتا اور ہاتھ کے سلسلے میں واجب ہونے والی سزا نفس کی جنایت میں واجب ہونے والی سزا میں داخل ہو جاتی ہے اور جرم کرنے والا قاتل کی طرح ہوتا ہے ہاتھ کاٹنے والے کی طرح نہیں ہوتا ہاتھ کا حکم اس صورت میں واجب ہوتا جب نفس باقی ہو اور اگر اس کی جان ضائع ہو جائے تو ہاتھ کاٹنے کا حکم واجب نہیں ہوتا تو اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ جب وہ جان بوجھ کر ہاتھ کاٹے تو اسی طرح حکم ہو اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو ہاتھ کاٹنے کا حکم ہو گا اور اس میں بدلہ ہو گا اور اگر وہ مر جائے تو نفس کا حکم ہو گا اور اس میں قصاص لازم ہو گا ہاتھ کا بدلہ نہ ہو گا خطا کے سلسلے میں ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس پر قیاس کا تقاضا یہی ہے۔

جو شخص کہتا ہے کہ قاتل کو اسی طرح قتل کیا جائے جیسے اس نے قتل کیا اس پر یہ اعتراض بھی ہوتا ہے کہ وہ کہے کہ اگر اس نے تیر سے ہلاک کیا تو اس تیر مارنے والے کو کھڑا کر کے تیر مارے یہاں تک کہ اسے ہلاک کر دے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جاندار چیز کو کھڑا کر کے مارنے سے منع فرمایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ممانعت کی وجہ سے اسے کھڑا کرنا صحیح نہیں بلکہ جس طریقے سے ممانعت نہ ہو اس طریقے پر قتل کیا جائے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی مرد سے بدفعلی کرے اور اس کے سبب اسے ہلاک کر دے تو ولی کو اس بات کا حق نہیں کہ قاتل کے ساتھ بھی وہی سلوک کرے جو اس نے کیا بلکہ اسے معض

يقتله لأن نكاحه إياه حرام عليه فكذلك ضربه إياه بيده وضعا حرام عليه ولكن يقتله كما يقتل من حل دمه بحديدة أو بغيره فهذا هو النظر وهو قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين غير أن أبا حنيفة رضي الله عنه كان لا يوجب القود على من قتل بحجر وسنبين قوله هذا والحجة له في باب شبه العمد إن شاء الله تعالى.

قتل کرنے کا حق ہے کیونکہ اس کے ساتھ بدفعلی کرنا حرام ہے اسی طرح اسے باندھ کر ہلاک کرنا بھی حرام ہے جیسا ہم نے بیان کیا البتہ اسے قتل کرنے کا حق ہے جیسے اس شخص کو قتل کیا جاتا ہے جس کا خون مرتد ہونے یا کسی اور وجہ سے مباح ہو جاتا ہے قیاس یہی ہے اور یہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے پتھر کے ساتھ ہلاک کیا اس پر بدلہ واجب نہیں ہم آپ کے اس قول اور دلیل کو عنقریب شبہ عمد کے باب میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب ٢٥ شبه العمد الذي لا قود فيه ما هو

٥٠٦٥ - حدثنا علي بن شيبة قال ثنا يحيى بن يحيى قال ثنا هشيم عن خالد الحذاء عن قاسم بن ربيعة بن جوشن عن عقبة بن أوس السدوسي عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خطب يوم فتح مكة فقال في خطبته ألا إن قتيل خطأ العمد بالسوط والعصا والحجر فيه دية مغلظة مائة من الإبل منها أربعون خلفة في بطونها أولادها.

شبہ عمد جس میں قصاص نہیں

حضرت عقبہ بن اوس سدوسی، ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیا تو آپ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا سنو! شبہ عمد کا مقتول وہ ہے جو کوڑے، لاٹھی اور پتھر سے قتل ہو جائے اس میں دیت مغلظہ ہے یعنی سو اونٹ ہیں جن میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں۔

تحقيق مسئله

قال أبو جعفر فذهب قوم إلى هذا الحديث فقالوا لا قود على من قتل رجلا بعصا أو حجر أو معول قالوا بذلك

تحقیق مسئلہ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے اس حدیث کو اپناتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص نے کسی کو لاٹھی یا پتھر سے ہلاک کیا اس پر قصاص نہیں حضرت امام ابوحنیفہ

رضي الله تعالى عنه.

وخالفهم في ذلك آخرون منهم أبو يوسف ومحمد رحمة الله عليهما فقالوا ما كان من الخشب مثلها يقتل فعلى القاتل به القصاص وذلك عمد وإن كان مثلها لا يقتل ففي ذلك الدية وذلك شبه العمد.

وقالوا ليس فيما احتج به عليهم أهل المقالة الأولى من قول النبي صلى الله عليه وسلم ألا إن قتيل خطأ العمد بالسوط والعصا والحجر فيه مائة من الإبل دليل على ما قالوا لأنه قد يجوز أن يكون النبي صلى الله عليه وسلم أراد بذلك العصا التي لا تقتل مثلها التي هي كالسوط الذي لا يقتل مثله فإن كان أراد ذلك فهو الذي قلنا وإن لم يكن أراد ذلك وأراد ما قلتم أنتم فقد تركتم الحديث وخالفتموه فنحن بعد لم نثبت خلافنا لهذا الحديث إذ كنا نقول إن من العصا ما إذا قتل به لم يجب به على قاتله قود وهذا المعنى الذي حملناه عليه معنى هذا الحديث أولى مما حمله عليه أهل المقالة الأولى لأن ما حملناه عليه يوافقه حديث أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم في إيجابه القود على اليهودي الذي رضخ رأس الجارية بحجر وما حمله عليه أهل المقالة الأولى يضاد ذلك وينفيه والأولى أن يحمل الحديث على ما يوافق بعضه

اللہ بھی اسی بات کے قائلین میں شامل ہیں۔

لیکن دوسرے حضرات جن میں حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ بھی شامل ہیں نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا اگر لکڑی ایسی ہو کہ وہ ہلاک کر دیتی ہے تو اس میں قاتل پر قصاص ہے اور یہ قتل عمد (جان بوجھ کر قتل کرنا) ہے اور اگر اس جیسی لکڑی ہلاک نہیں کرتی تو اس میں دیت ہے اور یہ شبہ عمد ہے (یعنی عمد کے مشابہ ہے)

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ پہلے قول والوں نے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سنو! شبہ عمد، کوڑے، عصا اور پتھر سے قتل کرنا ہے اور اس میں ایک سو اونٹ (دیت) ہے" سے استدلال کیا ہے تو اس میں ان کے موقف پر دلیل نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وہ لاٹھی مراد لی ہو جو ہلاک نہیں کرتی اور وہ اس کوڑے کی طرح ہے جس سے ہلاکت واقع نہیں ہوتی اگر آپ کی یہی مراد ہے تو اس سے ہماری بات ثابت ہوگی اور اگر آپ کی مراد یہ نہیں بلکہ وہ بات مراد ہے جو تم نے کہی ہے تو تم نے حدیث کو چھوڑ دیا اور اس کی مخالفت کی لیکن ہم نے ابھی تک اس حدیث کے خلاف ثابت نہیں کیا کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ بعض لاٹھیاں اس قسم کی ہیں کہ ان سے ہلاکت کے سبب قاتل پر قصاص واجب نہیں ہوتا اور یہ معنی جس پر ہم نے اس حدیث کو محمول کیا اس معنی سے بہتر ہے جو پہلے قول والوں کی مراد ہے کیونکہ ہم نے اس حدیث سے جو مفہوم لیا ہے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے خلاف نہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس یہودی پر قصاص واجب قرار دیا جس نے ایک بچی کا سر پتھر سے کچل دیا تھا پہلے قول والوں نے اس سے جو معنی لیا ہے وہ اس روایت کے خلاف ہے اور اس کی نفی کرتا ہے اور حدیث کا وہ مفہوم لینا جس سے روایات ایک دوسرے کے موافق ہو جائیں اس معنی پر محمول کرنے

بَعْضًا أَوْلَىٰ مِنْ أَنْ يُحْمَلَ عَلَىٰ مَا يُضَادُّ بَعْضُهُ بَعْضًا.

سے بہتر ہے جس سے بعض کا بعض سے تضاد ثابت ہو۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَأَنْتَ قَدْ قُلْتَ إِنَّ حَدِيثَ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هٰذَا مَنْسُوخٌ فِي الْبَابِ الْأَوَّلِ فَكَيْفَ أَثْبَتَّ الْعَمَلَ بِهِ هٰهُنَا.

اگر کوئی معترض کہے کہ تم نے پچھلے باب میں کہا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت منسوخ ہے تو کس طرح تم نے یہاں اس پر عمل کو ثابت کیا۔

قِيلَ لَهُ: لَمْ نَقُلْ إِنَّ حَدِيثَ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هٰذَا مَنْسُوخٌ مِنْ جِهَةِ مَا ذَكَرْتَ، وَقَدْ ثَبَتَ وُجُوبُ الْقَوَدِ وَالْقَتْلِ بِالْحَجَرِ فِي حَدِيثِ أَنَسٍ، وَإِنَّمَا قُلْتُ إِنَّ الْقِصَاصَ بِالْحَجَرِ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مَنْسُوخًا لِمَا قَدْ ذَكَرْتُ مِنَ الْحُجَّةِ فِي ذٰلِكَ، فَحَدِيثُ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي إِيجَابِ الْقَوَدِ عِنْدَنَا غَيْرُ مَنْسُوخٍ، وَفِي كَيْفِيَّةِ الْقَوَدِ الْوَاجِبِ قَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مَنْسُوخًا عَلَىٰ مَا شَرَحْنَا وَبَيَّنَّا فِي الْبَابِ الَّذِي قَبْلَ هٰذَا الْبَابِ.

تو اسے (جواباً) کہا جائے گا کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت اس جہت سے منسوخ ہے جو تم نے ذکر کی ہے جب کہ اس روایت سے قصاص اور پتھر سے ہلاک کرنے کا وجوب ثابت ہو رہا ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ ممکن ہے پتھر کے ساتھ قصاص منسوخ ہو چکا ہو جیسا کہ اس سلسلے میں میں نے دلیل ذکر کی ہے تو ہمارے نزدیک حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت قصاص کے وجوب کے سلسلے میں منسوخ نہیں ہے البتہ واجب قصاص کے طریقے کے سلسلے میں منسوخ ہونے کا احتمال ہے جیسا کہ ہم نے گزشتہ باب میں وضاحت سے بیان کیا۔

فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِلَّذِينَ قَالُوا إِنَّ الْقَتْلَ بِالْحَجَرِ لَا يُوجِبُ الْقَوَدَ فِي دَفْعِ حَدِيثِ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مَا أَوْجَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقَتْلِ فِي ذٰلِكَ حَقًّا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، إِذِ الْيَهُودِيُّ كَقَاطِعِ الطَّرِيقِ الَّذِي يَكُونُ مَا وَجَبَ عَلَيْهِ حَدًّا مِنْ حُدُودِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ فَإِنَّ قَاطِعَ الطَّرِيقِ إِذَا قَتَلَ بِحَجَرٍ أَوْ بِعَصًا وَجَبَ عَلَيْهِ الْقَتْلُ فِي قَوْلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ لَا قَوَدَ عَلَىٰ مَنْ قَتَلَ بِعَصًا، وَقَدْ قَالَ بِهٰذَا الْقَوْلِ جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ النَّظَرِ.

تو جن لوگوں کے نزدیک پتھر کے ساتھ قتل کرنے سے قصاص لازم نہیں ہوتا ان کے نزدیک حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے خلاف دلیل یہ ہے کہ ممکن ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت میں حق خداوندی کے طور پر قصاص کو لازم کیا ہو اور یہودی کو اس ڈاکو کی طرح قرار دیا جس پر اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے حد لازم ہوتی ہے اگر یہ بات اسی طرح ہے تو ڈاکو جب پتھر یا لاٹھی سے کسی کو ہلاک کرے تو اس شخص کے نزدیک بھی جو کہتا ہے کہ لاٹھی کے ساتھ قتل کی صورت میں قصاص واجب نہیں ہوتا۔ اس (ڈاکو) کا قتل واجب ہوگا۔ مجتہدین کی ایک جماعت نے یہی قول کہا ہے

وَقَدْ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْخَنَّاقِ أَنَّ عَلَيْهِ الدِّيَةَ وَأَنَّهُ لَا يُقْتَلُ إِلَّا أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ غَيْرَ مَرَّةٍ فَيُقْتَلُ وَيَكُونُ ذٰلِكَ حَدًّا مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے گلا گھونٹ کر مارنے والے کے بارے میں فرمایا کہ اس پر دیت ہوگی اور جب تک وہ کئی بار ایسا نہ کرے اسے قتل نہیں کیا جائے اس کے بعد اسے بطور حد قتل کیا جائے گا۔

فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ الْيَهُودِيَّ عَلَى مَا فِي حَدِيثِ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِأَنَّهُ وَجَبَ عَلَيْهِ الْقَتْلُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَمَا يَجِبُ عَلَى قَاطِعِ الطَّرِيقِ فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ فَإِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ كُلُّ مَنْ قَطَعَ الطَّرِيقَ فَقَتَلَ بِعَصًا أَوْ حَجَرٍ أَوْ فَعَلَ ذٰلِكَ فِي الْمِصْرِ يَكُونُ حُكْمُهُ فِيمَا فَعَلَ حُكْمَ قَاطِعِ الطَّرِيقِ وَكَذٰلِكَ الْخَنَّاقُ الَّذِي قَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ غَيْرَ مَرَّةٍ أَنَّهُ يُقْتَلُ۔

تو ممکن ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو اس لیے قتل کیا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا قتل واجب ہو گیا تھا جیسا کہ ڈاکو کا قتل واجب ہوتا ہے اگر یہ بات اسی طرح ہے تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص ڈاکہ ڈالے اور لاٹھی یا پتھر سے ہلاک کرے یا شہر کے اندر یہ کام کرے تو اس کا حکم ڈاکو کے حکم جیسا ہوگا اسی طرح جو کئی بار گلا گھونٹ کر ہلاک کرے تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔

وَقَدْ كَانَ يَنْبَغِي فِي الْقِيَاسِ عَلَى قَوْلِهِ أَنْ يَكُونَ يَجِبُ عَلَى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مَرَّةً وَاحِدَةً الْقَتْلُ وَيَكُونُ ذٰلِكَ حَدًّا مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ كَمَا يَجِبُ إِذَا فَعَلَهُ مِرَارًا لِأَنَّا رَأَيْنَا الْحُدُودَ يُوجِبُهَا انْتِهَاكُ الْحُرْمَةِ مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ لَا يَجِبُ عَلَى مَنِ انْتَهَكَ تِلْكَ الْحُرْمَةَ ثَانِيَةً إِلَّا مَا وَجَبَ عَلَيْهِ فِي انْتِهَاكِهَا فِي الْبَدْءِ۔

ان کے قول پر قیاس کا تقاضا ہے کہ جو شخص ایک بار ایسا کرے اس کا قتل واجب ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے حد قرار پائے جیسا کہ بار بار کرنے سے قتل واجب ہوتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بار حرمت کو توڑنے سے حدود لازم ہو جاتی ہیں پھر دوسری بار جب حرمت کو توڑا جاتا ہے تو وہی چیز لازم ہوتی ہے جو پہلی بار توڑنے سے لازم ہوئی تھی۔

فَكَانَ النَّظَرُ فِيمَا وَصَفْنَا أَنْ يَكُونَ الْجَانِي الْخَنَّاقُ كَذٰلِكَ أَيْضًا وَأَنْ يَكُونَ حُكْمُهُ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ هُوَ حُكْمُهُ فِي آخِرِ مَرَّةٍ فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِي هٰذَا الْبَابِ وَقَدْ ثَبَتَ مَا ذَكَرْنَا مَا يَرْفَعُ أَنْ يَكُونَ

تو جو کچھ ہم نے بیان کیا اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ گلا گھونٹنے والے کا حکم بھی یہی ہو اور جو حکم پہلی بار سے لازم ہو دوسری بار ایسا کرنے سے بھی وہی حکم ہونا چاہیے اس باب میں قیاس یہی ہے اور ہماری بات کے ثابت ہونے کی صورت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث

فِي حَدِيثِ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حُجَّةٌ عَلَى مَنْ يَقُولُ مَنْ قَتَلَ رَجُلًا بِحَجَرٍ فَلَا قَوَدَ عَلَيْهِ. وَكَانَ مِنْ حُجَّةِ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَيْضًا فِي قَوْلِهِ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضَى أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ وَقَضَى بِدِيَةِ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ فَقَالَ حَمَلُ بْنُ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ الْهُذَلِيُّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ أَغْرَمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ بَطَلَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ مِنْ أَجْلِ سَجْعِهِ الَّذِي سَجَعَ.

۴۶۶۴ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نَضْلَةَ الْخُزَاعِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ ضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِعَمُودِ الْفُسْطَاطِ فَقَتَلَتْهَا فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِالدِّيَةِ عَلَى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَقَضَى فِي مَا بَطْنِهَا بِغُرَّةٍ الْغُرَّةُ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ أَغْرَمُ مَنْ لَا طَعِمَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ

کا اس شخص کے خلاف حجت ہونا بھی ختم ہو جاتا ہے جو کہتا ہے کہ جس نے کسی شخص کو پتھر سے ہلاک کیا اس پر قصاص نہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ روایت بھی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ھذیل قبیلے کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مار کر اسے اور جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا دونوں کو قتل کر دیا وہ لوگ اپنا جھگڑا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے آپ نے فیصلہ فرمایا کہ اس کے بچے (حمل) کی دیت ایک غلام لڑکا یا لڑکی ہے اور عورت کی دیت اس (قاتل) عورت کے خاندان پر ڈال دی اس (مقتولہ) کے بچے اور دیگر رشتہ داروں کو اس کا وارث قرار دیا حضرت حمل بن مالک ابن نابغہ ہذلی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کی دیت کیسے دوں جس نے پیا نہ کھایا نہ بات کی اور نہ ہی کوئی آواز نکالی اس قسم کا خون باطل ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مسجع کلام کی وجہ سے فرمایا یہ تو کاہنوں (نجومیوں) کے بھائیوں سے ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک عورت نے دوسری کو خیمہ کے ڈنڈے سے مارا جس سے وہ ہلاک ہو گئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتلہ کے خاندان والوں پر دیت لازم فرمائی اور جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا (اور ہلاک ہو گیا) اس کے لیے ایک غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ فرمایا ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کی دیت دوں جس نے کھایا نہ پیا، چیخا اور نہ آواز نکالی اس قسم کا خون باطل ہوتا ہے آپ نے فرمایا اس نے دیہاتیوں

مُسْتَهِلٌّ وَمِثْلُ ذَلِكَ بَطَلَ فَقَالَ سَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ أَخْبَرَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

قَالُوا فَهَذِهِ الْآثَارُ تُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقْتُلِ الْمَرْأَةَ الْقَاتِلَةَ بِالْحَجَرِ وَلَا بِعَمُودِ الْفُسْطَاطِ وَعَمُودُ الْفُسْطَاطِ يُقْتَلُ مِثْلُهُ فَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّهُ لَا قَوَدَ عَلَى مَنْ قَتَلَ بِخَشَبَةٍ وَإِنْ كَانَ مِثْلُهَا يَقْتُلُ.

وَكَانَ مِنْ حُجَّةِ مَنْ خَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ أَنْ قَالَ فَقَدْ رَوَى حَمَلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَ هَذَا.

فَذَكَرَ مَا حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثنا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَشَدَ النَّاسَ قَضَاءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنِينِ فَقَالَ حَمَلُ بْنُ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ وَإِنَّ إِحْدَاهُمَا ضَرَبَتِ الْأُخْرَى بِمِسْطَحٍ فَقَتَلَتْهَا وَجَنِينَهَا فَقَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنِينِ بِغُرَّةٍ وَأَنْ تُقْتَلَ مَكَانَهَا.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ

کی طرح مسجع کلام کیا۔

حضرت عبید بن نضلہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

یہ حضرات فرماتے ہیں ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتلہ عورت کو پتھر سے یا خیمے کے ڈنڈے سے قتل نہیں کیا حالانکہ خیمے کا ڈنڈا ان چیزوں میں سے ہے جن سے قتل کیا جا سکتا ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جو آدمی لکڑی سے قتل کیا جائے اس کا قصاص نہیں اگرچہ اس کی مثل لکڑی سے قتل کیا جاتا ہو۔

اس سلسلے مخالفین حضرات کی دلیل یہ ہے کہ حمل بن مالک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف روایت کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قسم دے کر پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین (پیٹ کے بچے) کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا ہے؟ تو حضرت حمل بن مالک نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میں دو عورتوں کے درمیان تھا ان میں سے ایک نے دوسری کو خیمہ کا کیل مارا جس سے وہ اور اس کے پیٹ کا بچہ ہلاک ہو گیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کے بارے میں ایک غلام (یا لونڈی) کا اور اس قاتلہ کو مقتولہ کی جگہ قتل کا فیصلہ فرمایا۔

ایک دوسرے طریق سے بھی حضرت

ثنا الحميدي قال ثنا هشام بن سليمان المخزومي عن ابن جريج عن عمرو بن دينار عن طاوس عن ابن عباس مثله غير أنه لم يذكر قوله وأن تقتل مكانها.

فهذا حمل بن مالك رضي الله عنه يروي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قتل المرأة بالتي قتلتها بالمسطح فقد خالف أبا هريرة والمغيرة رضي الله عنهما فيما رويا عن النبي صلى الله عليه وسلم من قضائه بالدية في ذلك فقد تكافأت الأخبار في ذلك فلما تكافأت واختلفت وجب النظر في ذلك لنستخرج من القولين قولا صحيحا.

فاعتبرنا ذلك فوجدنا الأصل المجمع عليه أن من قتل رجلا بحديدة عمدا فعليه القود وهو آثم في ذلك ولا كفارة في قول أكثر العلماء وإذا قتله خطأ فالدية على عاقلته والكفارة عليه ولا إثم عليه فكانت الكفارة تجب حيث يرتفع الإثم وترتفع الكفارة حيث يجب الإثم ورأينا شبه العمد قد أجمعوا أن الدية فيه وأن الكفارة فيه واجبة واختلفوا في كيفيته ما هي فقال قائلون هو الرجل يقتل الرجل متعمدا بغير سلاح وقال آخرون هو الرجل يقتل الرجل بالشيء الذي لا يرى أنه يقتله كأنه يتعمد ضرب رجل

طاؤس، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے ان کا یہ قول نقل نہیں کیا کہ اسے (قاتلہ) کو اس (مقتولہ) کی جگہ قتل کیا جائے۔

تو یہ حضرت حمل بن مالک جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو قتل کیا جس نے دوسری عورت کو کیل مار کر ہلاک کیا تھا تو انہوں نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما کی اس روایت کی مخالفت کی جس میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نقل کیا کہ آپ نے دیت لازم فرمائی تو اس طرح روایات باہم برابر ہوگئیں جب روایات باہم مقابل و برابر ہوگئیں تو غور و فکر ضروری ہو گیا تا کہ ہم دونوں میں سے صحیح قول نکال سکیں۔

پس ہم نے اس سلسلے میں قیاس کیا تو ایک متفق علیہ قاعدہ پایا وہ یہ کہ جو شخص کسی کو جان بوجھ کر لوہے (کے اوزار) سے قتل کر دے اس پر قصاص ہے اور وہ گناہگار بھی ہوگا لیکن اکثر علماء کے نزدیک اس پر کفارہ نہیں اور اگر وہ غلطی سے قتل کر دے تو اس کے خاندان پر دیت لازم ہوگی اور اس پر کفارہ ہوگا گناہ نہیں ہوگا تو کفارہ وہاں لازم ہوگا جہاں گناہ، ٹھہر جائے اور کفارہ وہاں اٹھ جائے گا جہاں گناہ ہوگا پھر ہم نے شبہ عمد کو دیکھا تو سب کا اتفاق ہے کہ اس میں دیت ہے اور کفارہ بھی واجب ہے البتہ اس کی (شبہ عمد کی) تعریف میں اختلاف ہے کچھ حضرات فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے کو جان بوجھ کر کسی ہتھیار کے بغیر قتل کر دے (تو یہ شبہ عمد ہے) دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ کسی کا کسی کو ایسی چیز کے ساتھ ہلاک کرنا جو اس کے خیال میں وہ اس سے ہلاک نہیں ہوگا گویا کسی شخص کو قصداً کوڑا یا کوئی دوسری ایسی چیز مارتا ہے جس کا

لا يقتل مثله فيموت
فهذا شبه العمد عندهم
عليه الضرب بالسوط مرارًا
ذلك مما قد يقتل مثله كان
عمدًا ووجب عليه فيه القود
من جعل منهم شبه العمد على
من هذين الجنسين أوجب فيه
الكفارة وقد رأينا الكفارة فيما قد
عليه الفريقان تجب حيث
لا يجب الإثم وتنتفي حيث يكون
الإثم وكان القاتل بحجر أو بعصا
أو بمثل ذلك يقتل عليه إثم النفس
وهو فيما بينه وبين ربه كمن
قتل رجلا بحديدة وكان من قتل
رجلا بسوط ليس مثله يقتل غير آثم
إثم القتل ولكنه إنما إثم الضرب
لأن إسم القتل في هذا عنه مرفوع
لأنه لم يرده وإثم الضرب عليه مكتوب
لأنه قصده وأراده

فكان النظر أن يكون شبه العمد
الذي قد أجمع أن فيه كفارة في
النفس هو ما لا إثم فيه وهو القتل
بما ليس مثله يقتل الذي يتعمد به
الضرب ولا يراد به تلف النفس
فيأتي ذلك على تلف النفس.
فقد ثبت بذلك قول أهل
هذه المقالة وهو قول أبي يوسف و
محمد رحمة الله عليهما.
وقد روي ذلك أيضا عن عمر

ہے۔ ہلاکت واقع نہیں ہوتی اور پھر وہ اس سے مرجاتا ہے ان کے
نزدیک یہ شبہ عمد ہے اگر بار بار کوڑے مارے حتی کہ وہ اس چیز
کی طرح ہو جائے جس سے قتل کیا جاتا ہے تو یہ عمداً قتل ہو جائے گا
اور اس پر قصاص لازم ہوگا تو ان میں سے جس نے بھی شبہ عمد کو
ان دو جنسوں میں سے ایک جنس کے مطابق قرار دیا ہے انہوں
نے کفارہ لازم قرار دیا اور ہم دیکھتے ہیں کہ دونوں گروہوں
کے کفارہ وہاں واجب ہوتا ہے جہاں گناہ نہیں ہوتا اور جہاں
گناہ ہوتا ہے وہاں کفارے کی نفی ہو جاتی ہے اور جو
شخص پتھر یا لاٹھی یا اس کی مثل کسی چیز سے قتل کرے اس
پر گناہ ہوگا اور وہ اس کے اور اس کے رب
کے درمیان ہے، جیسے کوئی شخص کسی کو لوہے (کے
اوزار) سے قتل کرے اور جو شخص کسی کو کوڑے کے
ساتھ قتل کرے کہ اس کی مثل کے ساتھ قتل نہیں
کیا جاتا تو اس پر قتل کا گناہ نہیں ہوگا البتہ مارنے کا گناہ ہو
گا گویا اس سے قتل کا گناہ اٹھا لیا گیا کیونکہ اس
نے اس کا ارادہ نہیں کیا تھا اور مارنے کا گناہ
لکھ دیا جائے گا کیونکہ اس نے اس کا ارادہ
اور قصد کیا تھا۔

تو قیاس یہ ہے کہ شبہ عمد جس پر سب کا اتفاق ہے کہ
اس میں کفارہ نفس ہے یہ وہ ہے جس میں گناہ نہیں اور وہ
ایسی چیز کے ساتھ قتل کرنا ہے جس سے عام طور پر قتل
نہیں کیا جاتا اس سے مارنے کا ارادہ کیا جاتا ہے
لیکن نفس کی ہلاکت مقصد نہیں ہوتا لیکن اس سے نفس
کی ہلاکت واقع ہو جاتی ہے۔
اس سے اس بات کے قائلین کا موقف ثابت
ہو گیا اور یہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا
اور امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے۔
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی

بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

۴۴۰۲- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبِرَكِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ ثَنَا الْحَجَّاجُ قَالَ ثَنِي زَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ الْجُشَمِيُّ عَنْ جَرْوَةَ بْنِ حُمَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَضْرِبُ أَخَاهُ بِمِثْلِ آكِلَةِ اللَّحْمِ قَالَ الْحَجَّاجُ يَعْنِي الْعَصَا ثُمَّ يَقُولُ لَا قَوَدَ عَلَيَّ لَا أُوتَى بِأَحَدٍ فَعَلَ ذٰلِكَ إِلَّا أَقَدْتُهُ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خِلَافُ ذٰلِكَ.

۴۴۰۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ شِبْهُ الْعَمْدِ بِالْعَصَا وَالْحَجَرِ الثَّقِيلِ وَلَيْسَ فِيهِمَا قَوَدٌ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

بَابُ (۲۱) شِبْهُ الْعَمْدِ هَلْ يَكُونُ فِيمَا دُونَ النَّفْسِ كَمَا يَكُونُ فِي النَّفْسِ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ لَمَّا ثَبَتَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّفْسَ قَدْ يَكُونُ فِيهَا شِبْهُ عَمْدٍ كَانَ كَذٰلِكَ فِيمَا دُونَ النَّفْسِ وَذَكَرَ فِي ذٰلِكَ الْآثَارَ الَّتِي قَدْ رَوَيْنَاهَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي فِيهَا أَلَا إِنَّ قَتِيلَ خَطَإِ الْعَمْدِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا وَالْحَجَرِ فِيهِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ مِنْهَا أَرْبَعُونَ

اسی طرح مروی ہے۔

حضرت جروہ بن حمید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو مارنے کا ارادہ کرتا ہے اور اسے گوشت کھانے والی چیز سے مارتا ہے حجاج کہتے ہیں (اس سے) لاٹھی مراد ہے پھر کہتا ہے کہ مجھ پر قصاص نہیں میرے پاس اس حرکت کا مرتکب جو شخص بھی لایا گیا میں اس سے قصاص لوں گا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف مروی ہے۔

حضرت عاصم بن ضمرہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا شبہ عمد، لاٹھی اور بھاری پتھر سے مارنا ہے اور ان دونوں صورتوں میں قصاص نہیں اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

کیا نفس سے کم میں بھی شبہ عمد ہوتا ہے

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص کہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو گیا کہ کبھی قتل نفس میں شبہ عمد بھی ہوتا ہے تو نفس سے کم میں بھی شبہ عمد ہوگا۔ اور وہ اس سلسلے میں ان روایات کا ذکر کرے جو ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں۔ جن میں آپ نے فرمایا شبہ عمد کا مقتول وہ ہے جو کوڑے، لاٹھی اور پتھر سے مارا گیا اس میں سو اونٹ ہیں جن میں چالیس حاملہ

...أنفسها أو لادها.

فكان من حجتنا عليه في ذلك
أنه قد روي عن النبي صلى الله عليه
وسلم في النفس ما قد روي عنه فيها
وروي عنه فيما دون النفس ما يخالف ذلك وهو ما قد
ذكرناه بإسناده في أول هذا الكتاب
عن الربيع أنها لطمت جارية فكسرت
ثنيتها فاختصموا إلى رسول الله صلى
الله عليه وسلم فأمر بالقصاص
وقد رأينا اللطمة إذا أتت على
النفس لم يجب فيها قود ورأيناها فيما
دون النفس قد أوجبت القود فثبت
بذلك أن ما كان في النفس شبه العمد
فهو فيما دون النفس عمد على تصحيح
هذه الآثار وهو قول أبي حنيفة وأبي
يوسف ومحمد بن الحسن رضوان الله
عليهم أجمعين.

اونٹنیاں ہوں۔

اس سلسلے میں ان کے خلاف ہماری دلیل یہ ہے
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قتل نفس کے بارے میں
وہی بات مروی ہے جو اس حدیث میں ہے لیکن نفس
سے کم (یعنی اعضاء) میں اس کے خلاف مروی ہے
اور وہ روایت ہم نے اس کتاب کے شروع میں حضرت
ربیع کے واقعہ میں نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک لونڈی کو تھپڑ مار کر
اس کے اگلے دانت توڑ دیئے وہ لوگ اپنا مقدمہ سرکار دو عالم صلی
اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے تو آپ نے قصاص کا حکم دیا۔

اور ہم دیکھتے ہیں کہ اگر تھپڑ مارنے سے نفس کی ہلاکت
واقع ہو تو اس صورت میں قصاص لازم نہیں ہوتا اور نفس سے کم
میں قصاص واجب ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جو عمل نفس کے
بارے میں شبہ عمد قرار پاتا ہے وہ نفس کے علاوہ
میں عمد (جان بوجھ کر قتل کرنا) بن جاتا ہے ان روایات
کی تصحیح سے یہی ثابت ہوتا ہے اور حضرت امام
ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا
یہی قول ہے۔

باب ٢١ الرجل يقول عند موته إن مت ففلان قتلني

قال أبو جعفر قد روينا فيما
تقدم من هذا الكتاب أن رسول الله
صلى الله عليه وسلم لما سأل الجارية
التي رضخ رأسها من رضخ رأسك
أفلان هو فأومت برأسها أي نعم
فأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم
برضخ رأسه بين حجرين.

فذهب قوم إلى هذا الحديث
فزعموا أنهم قلدوه وقالوا من ادعى

کوئی شخص مرتے وقت کہے کہ اگر میں مر گیا تو فلاں نے مجھے قتل کیا ہے

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم
نے اس کتاب کے شروع میں روایت نقل کی ہے
کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس لڑکی سے
پوچھا جس کا سر کچلا گیا تھا کہ کس نے تمہارا سر کچلا کیا فلاں
شخص نے؟ تو اس نے سر کے ساتھ اشارہ کیا کہ ہاں، تو
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سر دو پتھروں کے درمیان
کچلنے کا حکم دیا۔

ایک جماعت نے اس حدیث پر عمل کا دعوی کرتے ہوئے
فرمایا کہ جس نے موت کی حالت میں دعوی کیا کہ اسے

۴۴۸ - وَقَدْ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ نِزَارٍ قَالَ اَخْبَرَنَا نَافِعُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كُنْتُ عَامِلًا لِابْنِ الزُّبَيْرِ عَلَى الطَّائِفِ فَكَتَبْتُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فِي امْرَاَتَيْنِ كَانَتَا فِي بَيْتٍ تَخْرُزَانِ حَرِيْرًا لَهُمَا فَاَصَابَتْ اِحْدَاهُمَا يَدَ صَاحِبَتِهَا بِالْاِشْفَى فَخَرَجَتْهَا فَخَرَجَتْ وَهِيَ تَدْمَى وَفِي الْحُجْرَةِ حُدَّاثٌ فَقَالَتْ اَصَابَتْنِيْ فَاَنْكَرَتْ ذٰلِكَ الْاُخْرٰى فَكَتَبْتُ فِي ذٰلِكَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَكَتَبَ اِلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ وَلَوْ اَنَّ النَّاسَ اُعْطُوْا بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰى نَاسٌ مِنَ النَّاسِ دِمَاءَ رِجَالٍ وَاَمْوَالَهُمْ فَادْعُهَا فَاقْرَاْ عَلَيْهَا اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا الْاٰيَةَ فَقَرَاْتُ عَلَيْهَا الْاٰيَةَ فَاعْتَرَفَتْ قَالَ نَافِعٌ فَحَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَرَّهُ.

اَفَلَا تَرٰى اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَدْ رَدَّ حُكْمَهَا فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى حُكْمِ سَائِرِ مَا يَدَّعِي النَّاسُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے طائف کے علاقے میں حاکم تھا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں دو عورتوں کا مقدمہ لکھ بھیجا کہ وہ دونوں ایک گھر میں ریشم (کا کپڑا) سی رہی تھیں ان میں سے ایک نے دوسری کے ہاتھ میں سوئی چبھوئی اور اسے زخمی کر دیا وہ باہر نکلی اور خون بہہ رہا تھا حجرہ میں کچھ لوگ باتیں کر رہے تھے اس نے کہا اس عورت نے مجھے زخمی کیا ہے دوسری نے انکار کیا تو میں نے یہ معاملہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو لکھا انہوں نے مجھے لکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی علیہ پر قسم کا فیصلہ فرمایا اور اگر لوگوں کو محض ان کے دعووں پر دیا جائے تو لوگ دوسروں کے خونوں اور مالوں کا دعوی کریں گے تم اسے بلا کر اس کے سامنے یہ آیت پڑھو "بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی قیمت لیتے ہیں" (یعنی جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں) فرماتے ہیں میں نے اس کے سامنے آیت پڑھی تو اس نے اعتراف کر لیا حضرت نافع فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو وہ اس پر خوش ہوئے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس (زخمی کرنے) کا حکم ان تمام باتوں کے حکم کی طرف لوٹا دیا جن کا لوگ دعوی کرتے ہیں۔

بَابُ الْمُؤْمِنِ يَقْتُلُ الْكَافِرَ مُتَعَمِّدًا

کوئی مومن کسی کافر کو جان بوجھ کر قتل کرے

۴۰۰ - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا رَبِيْعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا اَسَدٌ

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

اسباط عن مطرف بن طريف عن الشعبي عن ابي جحيفة قال سألت عليًّا هل عندكم من رسول الله صلى الله عليه وسلم علم سوى القرآن فقال لا والذي فلق الحبة وبرأ النسمة ما عندنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا سوى القرآن وما في هذه الصحيفة قال قلت وما في هذه الصحيفة قال العقل وفكاك الأسير وأن لا يقتل مسلم بكافر.

قال أبو جعفر فذهب قوم إلى أن المسلم إذا قتل الكافر متعمدًا لم يقتل به واحتجوا في ذلك بهذا الحديث.

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا بل يقتل به وكان من الحجة لهم في ذلك أن هذا الكلام الذي حكاه أبو جحيفة في هذا الحديث عن علي رضي الله عنه لم يكن مفردًا ولو كان مفردًا لاحتمل ما قالوا ولكنه كان موصولًا بغيره.

(۸) حدثنا ابن أبي داود قال ثنا مسدد قال ثنا يحيى عن ابن أبي عروبة قال ثنا قتادة عن الحسن عن قيس بن عباد قال انطلقت أنا والأشتر إلى علي فقلنا هل عهد إليك رسول الله صلى الله عليه وسلم عهدًا لم يعهده إلى الناس عامة قال لا إلا ما كان في كتابي هذا فأخرج كتابًا من قراب سيفه فإذا فيه المؤمنون

قرآن پاک کے علاوہ بھی کوئی علم ہے انہوں نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو پھاڑا اور جاندار کو پیدا کیا ہمارے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پاک اور جو کچھ اس صحیفے میں ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اس صحیفے میں کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا دیت کے احکام، قیدی کو چھڑانا اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی کافر کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کے بدلے میں اسے قتل نہ کیا جائے انہوں نے اس سلسلے میں اسی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ اسے اس کے بدلے میں قتل کیا جائے اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جو کلام حضرت ابو جحیفہ نے نقل کیا ہے صرف یہی کلام نہیں اگر صرف یہی کلام ہوتا تو ان کے قول کا احتمال تھا لیکن اس کے ساتھ کچھ اور کلام بھی ملا ہوا ہے۔

حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں اور حضرت اشتر (حارث بن مالک) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور پوچھا کہ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کوئی وعدہ لیا ہے جو عام لوگوں سے نہ لیا ہو انہوں نے فرمایا "نہیں" البتہ جو کچھ میری اس کتاب میں ہے پھر انہوں نے اپنی تلوار کی میان سے ایک کتاب نکالی جس میں لکھا تھا کہ مومنوں کے خون باہم برابر ہیں اور ان کے عہد (کو پورا کرنے) کے لیے ادنیٰ مسلمان بھی کوشش کر سکتا ہے وہ دوسروں کے خلاف ایک قوت ہیں کسی

تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَيَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ وَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ.

مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے اور نہ کسی معاہدہ والے کو معاہدہ کے دوران قتل کیا جائے جس نے دین میں کوئی (ایسی) نئی بات نکالی (جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں) اس کا وبال اسی پر ہوگا اور جس نے کوئی (ایسی) بدعت نکالی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

فَهٰذَا هُوَ حَدِيْثُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِتَمَامِهِ وَالَّذِيْ فِيْهِ مِنْ نَفْيِ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ بِالْكَافِرِ هُوَ قَوْلُهُ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ. فَاسْتَحَالَ أَنْ يَكُوْنَ مَعْنَاهُ عَلٰى مَا حَمَلَهُ عَلَيْهِ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ مَعْنَاهُ عَلٰى مَا ذَكَرُوْا لَكَانَ ذٰلِكَ لَحْنًا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْعَدُ النَّاسِ مِنْ ذٰلِكَ وَلَكَانَ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذِيْ عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ.

تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مکمل حدیث یہ ہے اس میں جو مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کرنے کا ذکر ہے تو وہ یہ قول ہے کہ کسی مومن کو کسی کافر کے بدلے اور کسی معاہدہ والے کو معاہدے کے دوران قتل نہ کیا جائے تو اس کا وہ معنی جو پہلے قول والوں نے لیا ہے محال ہے کیونکہ اگر وہ معنی ہوتا جو انہوں نے ذکر کیا ہے تو یہ غلط بات ہوتی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے سب لوگوں سے زیادہ دور رہنے والے ہیں اور مفہوم یہ ہوتا کہ کسی مومن کو کافر اور کسی معاہدہ والے کے بدلے میں اس کے معاہدہ کے دوران قتل نہ کیا جائے۔

فَلَمَّا لَمْ يَكُنْ لَفْظُهُ كَذٰلِكَ وَإِنَّمَا هُوَ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ عَلِمْنَا بِذٰلِكَ أَنَّ ذَا الْعَهْدِ هُوَ الْمَعْنِيُّ بِالْقِصَاصِ فَصَارَ ذٰلِكَ كَقَوْلِهِ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ بِكَافِرٍ.

تو جب اس کے الفاظ یوں نہیں ہیں بلکہ اس کے الفاظ یوں ہیں کہ کسی معاہدہ والے کو اس کے معاہدہ کے دوران قتل نہ کیا جائے تو اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ قصاص سے عہد والے (ذمی) ہی مراد ہیں اب یہ قول یوں ہوگا کہ کسی مومن اور عہد والے (ذمی) کو اس کے عہد میں کسی کافر (غیر ذمی) کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

وَقَدْ عَلِمْنَا أَنَّ ذَا الْعَهْدِ كَافِرٌ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ الْكَافِرَ الَّذِيْ مَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْتَلَ بِهِ الْمُؤْمِنُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ هُوَ الْكَافِرُ الَّذِيْ لَا عَهْدَ لَهُ. فَهٰذَا مِمَّا لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يُقْتَلُ بِالْكَافِرِ الْحَرْبِيِّ وَأَنَّ ذَا الْعَهْدِ الْكَافِرَ الَّذِيْ قَدْ صَارَ لَهُ ذِمَّةٌ لَا يُقْتَلُ بِهِ أَيْضًا.

اور ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ معاہدہ والا بھی کافر ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کافر کے بدلے میں مومن کے قتل سے منع فرمایا اس سے وہ کافر مراد ہے جس سے معاہدہ نہیں اور اس کے بارے میں ایمان والوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ حربی کافر کے بدلے میں مومن کو قتل نہ کیا جائے اور وہ کافر جس سے معاہدہ ہے اور وہ ذمی قرار پایا اسے بھی حربی کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔

لہ محدث اس شخص کو کہتے ہیں جو دین میں ایسی بات نکالے جس کی دین میں کوئی اصل نہیں یا جس سے سنت کا ترک لازم آتا ہے ہر نئی چیز بدعت سیئہ نہیں (ہزاروی)

فهو كان أعلم بتأويله ذلك وبما له فيه إذ كان محتملا عنده لما يحتمل هذين المعنيين اللذين ذكرتهما ودليل على أن معناه في الحقيقة هو ما تأوله عليه۔

نزدیک کسی بات کا احتمال رکھتی ہے تو ان دو معنوں کا احتمال رکھے گی جو ہم نے ذکر کئے ہیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حقیقت میں اس کا معنی وہی ہو گا جو انہوں نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے) بیان کیا۔

۷۸۲- حدثنا ابراهيم بن أبي داود قال ثنا عبد الله بن صالح قال ثني الليث قال ثني عقيل عن ابن شهاب أنه قال أخبرني سعيد بن المسيب أن عبد الرحمن بن أبي بكر الصديق قال حين قتل عمر مررت على أبي لؤلؤة ومعه الهرمزان فلما بغتهم ثاروا فسقط من بينهم خنجر له رأسان ممسكة في وسطه قال قلت فانظروا لعله الخنجر الذي قتل به عمر فنظروا فإذا هو الخنجر الذي وصف عبد الرحمن فانطلق عبيد الله بن عمر حين سمع ذلك من عبد الرحمن ومعه السيف حتى دعا الهرمزان فلما خرج إليه قال انطلق حتى تنظر إلى فرس لي ثم تأخر عنه إذا مضى بين يديه علاه بالسيف فلما وجد مس السيف قال لا إله إلا الله قال عبيد الله ودعوت جفينة وكان نصرانيا من نصارى الحيرة فلما خرج إلي علوته بالسيف فصلت بين عينيه ثم انطلق عبيد الله فقتل ابنة أبي لؤلؤة صغيرة تدعي الإسلام فلما استخلف عثمان دعا المهاجرين والأنصار فقال أشيروا علي في قتل هذا الرجل الذي فتق في الدين ما فتق فاجتمع المهاجرون فيه على كلمة واحدة يأمرونه بالشدة عليه ويحثون عثمان

حضرت ابن شہاب سے مروی ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے تو میں ابولؤلؤ کے پاس سے گزرا اور اس کے ساتھ ہرمزان تھا جب میں نے ان پر اچانک حملہ کیا تو وہ بھاگ نکلے اور ان کا خنجر گر پڑا جس کے دو سرے تھے اور دستہ درمیان میں تھا فرماتے ہیں میں نے کہا دیکھو شاید یہ وہی خنجر ہے جس کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا انہوں نے دیکھا تو یہ وہی خنجر تھا جس کے بارے میں حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے یہ بات سنی تو تلوار لے کر چل پڑے حتی کہ انہوں نے ہرمزان کو پکارا جب وہ ان کی طرف نکلا تو فرمایا چلو جا کر میرا گھوڑا دیکھو جب وہ آگے چلنے لگا تو آپ پیچھے ہٹ گئے اور اس پر تلوار بلند کی اس نے تلوار لگتے دیکھی تو کلمہ طیبہ پڑھا حضرت عبید اللہ فرماتے ہیں میں نے جفینہ کو بلایا اور وہ دونوں مقام حیرہ کے عیسائی تھے جب وہ میری طرف آیا تو میں نے اس پر تلوار اٹھائی جو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگی پھر حضرت عبید اللہ چلے گئے اور انہوں نے ابولؤلؤ کی چھوٹی بیٹی کو جو اسلام کا دعوی کرتی تھی قتل کر دیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے مہاجرین و انصار کو بلا کر فرمایا مجھے اس شخص کے قتل کے بارے میں مشورہ دو جس نے دین میں انتشار پھیلایا مہاجرین نے ایک بات پر اتفاق کر لیا کہ وہ ان پر سختی کریں اور وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان (حضرت عبید اللہ) کے قتل پر ابھارنے لگے اور لوگوں کی بڑی تعداد حضرت عبید اللہ کے ساتھ تھی وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت

عن قتله وكان فرج الناس الأعظم
بعبيد الله يقولون لحفينة والهرمزان
لقد عفا الله وكان في ذلك الاختلاف ثم
قال عمرو بن العاص يا أمير المؤمنين
إن هذا الأمر أعفاك الله من أن تكون
بعدما قد بويعت وإنما كان ذلك
قبل أن تكون على الناس سلطان
فأعرض عن عبيد الله وتفرق الناس
عن خطبة عمرو بن العاص وودى الرجلين
والجارية.

ففي هذا الحديث أن عبيد الله
رضي الله عنه قتل حفينة وهو مشرك
وضرب الهرمزان وهو كافر ثم كان
إسلامه بعد ذلك فأشار المهاجرون
رضوان الله عليهم على عثمان رضي
الله عنه بقتل عبيد الله وعلي فيهم
فمحال أن يكون قول النبي صلى الله
عليه وسلم لا يقتل مؤمن بكافر يريد به
غير الحربي ثم يشير المهاجرون وفيهم
علي على عثمان بقتل عبيد الله بكافر
ذمي ولكن معناه هو على ما ذكرنا
من إرادته الكافر الذي لا ذمة له.

فإن قال قائل ففي هذا الحديث
أن عبيد الله رضي الله عنه قتل بنتا لأبي
لؤلؤة صغيرة تدعي الإسلام فيجوز
أن يكون إنما استحلوا سفك دم عبيد
الله بها لا بحفينة والهرمزان.

قيل له في هذا الحديث ما يدل
على أنه أراد قتله بحفينة والهرمزان

اور ہرمزان کو دور کر دیا اب اس سلسلے میں
اختلاف ہوا تو حضرت عمرو بن عاص رضی
اللہ عنہ نے عرض کیا اے امیر المومنین! اس
واقعہ کے آپ کی بیعت کے بعد واقع
ہونے سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا یہ تو آپ
کی حکمرانی سے پہلے کا ہے چنانچہ انہوں نے
حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے اعراض فرمایا اور
صحابہ کرام حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے خطبے
کے باعث چلے گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دو
مردوں اور لڑکی کی دیت ادا کی۔

تو اس حدیث میں ہے کہ حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ
نے حفینہ کو قتل کیا اور وہ مشرک تھا اور ہرمزان کو مارا اور وہ
کافر تھا پھر وہ اسلام لایا تو مہاجرین نے حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ کو حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا مشورہ
دیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی ان میں موجود تھے تو
محال ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی
کہ کسی مومن کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے
سے غیر حربی کافر مراد ہو پھر مہاجرین جن میں حضرت علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو
ایک ذمی کافر کے بدلے میں حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے قتل
کا مشورہ دیتے ہیں تو اس کا مفہوم وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا
کہ آپ کی مراد غیر ذمی کافر ہے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت
عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے ابو لولوہ کی چھوٹی بیٹی کو قتل کیا اور
وہ اسلام کا دعویٰ کرتی تھی تو جائز ہے کہ انہوں نے اس کی وجہ
سے حضرت عبید اللہ کا خون بہانا جائز قرار دیا ہو ان دو
مردوں کی وجہ سے نہیں۔

تو اس شخص کو جواباً کہا جائے گا کہ اس حدیث میں اس
بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ انہوں نے حفینہ اور ہرمزان

وَلَوْ قَتْلَهُمْ بَعْدَ هٰذَا اللّٰهِ فَمُحَالٌ أَنْ يَكُوْنَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَرَادَ أَنْ يَقْتُلَهُ بِغَيْرِهِمَا وَيَقُوْلُ النَّاسُ لَهُ بَعْدَ هٰذَا اللّٰهِ ثُمَّ لَا يَقُوْلُوْنَ لَهُ إِنَّكَ لَمْ تُرِدْ قَتْلَهُ بِهٰذَيْنِ إِنَّمَا أَرَدْتَ قَتْلَهُ بِالْجَارِيَةِ وَلٰكِنَّا أَرَدْنَا قَتْلَهُ بِهِمَا وَبِالْجَارِيَةِ ۔ أَلَا تَرَاهُ يَقُوْلُ فَتَكَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ الْأَحْنَفُ فَقَالَ إِنَّمَا ذٰلِكَ أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّمَا أَرَادَ قَتْلَهُ بِمَنْ قَتَلَ وَفِيْهِمُ الْهُرْمُزَانُ وَجُفَيْنَةُ فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا مَا صَحَّحْنَا عَلَيْهِ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ مَعْنٰى حَدِيْثِ عَلِيٍّ الْأَوَّلِ عَلٰى مَا وَصَفْنَا فَانْتَفٰى أَنْ يَكُوْنَ فِيْهِ حُجَّةٌ لِمَنْ قَالَ أَنْ يُقْتَلَ الْمُسْلِمُ بِالذِّمِّيِّ ۔

وَقَدْ وَافَقَ ذٰلِكَ أَيْضًا وَشَدَّهُ مَا قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانَ مُنْقَطِعًا ۔

٤٨٣ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِرَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَدْ قَتَلَ مُعَاهِدًا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَأَمَرَ بِهِ فَضُرِبَ عُنُقُهُ قَالَ أَنَا أَوْلٰى مَنْ وَفٰى بِذِمَّتِهِ ۔

٤٨٤ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلَّامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ حُمَيْدٍ الْمَدَنِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ۔

وَالنَّظَرُ عِنْدَنَا شَاهِدٌ لِذٰلِكَ أَيْضًا وَذٰلِكَ أَنَّا رَأَيْنَا الْحَرْبِيَّ دَمُهُ حَلَالٌ وَمَالُهُ حَلَالٌ فَإِذَا

کے قتل کی وجہ سے ان کو قتل کرنا چاہا تھا اور یہاں لوگوں کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو (ہلاکت) دور کر دیا تو محال ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان دونوں کے علاوہ کی وجہ سے ان کو قتل کرنے کا ارادہ فرمائیں جبکہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو دفع کر دیا پھر وہ فرمائیں کہ میں نے ان دونوں کی وجہ سے ان کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا بلکہ میں نے اس لڑکی کے قتل کی وجہ سے ارادہ کیا تھا کیا تم نہیں دیکھتے کہ فرماتے ہیں اس میں اختلاف زیادہ ہوگیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو ان لوگوں کے بدلے قتل کرنے کا ارادہ فرمایا جن کو انہوں نے قتل کیا تھا اور ان (مقتولین) میں ہرمزان اور جفینہ بھی تھے تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے اس حدیث کا صحیح مفہوم ثابت ہوگیا کہ اس کا مطلب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا اور اس بات کی نفی ہوگئی کہ یہ حدیث ذمی کے بدلے مسلمان کے قتل کے خلاف دلیل بن سکے۔

ایک دوسری حدیث اس کی موافق اور مؤید ہے اگرچہ وہ منقطع ہے۔

حضرت عبد الرحمن بن بیلمانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مسلمان مرد کو لایا گیا جس نے ایک ذمی کو قتل کیا تھا آپ کے حکم سے اس کی گردن ماری گئی اور آپ نے فرمایا کہ اس کے عہد کو پورا کرنے کی زیادہ ذمہ داری میری ہے۔

حضرت محمد بن ابو حمید مدنی، حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

ہمارے نزدیک قیاس بھی اسی بات کی تائید کرتا ہے وہ یوں کہ ہم دیکھتے ہیں حربی کافر کا خون حلال ہے اور اس کا

صَارَ ذِمِّيًّا حَرُمَ دَمُهُ وَمَالُهُ كَحُرْمَةِ دَمِ الْمُسْلِمِ وَمَالِ الْمُسْلِمِ. ثُمَّ رَأَيْنَا مَنْ سَرَقَ مِنْ مَالِ الذِّمِّيِّ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ قُطِعَ كَمَا يُقْطَعُ فِي مَالِ الْمُسْلِمِ. فَلَمَّا كَانَتِ الْعُقُوبَاتُ فِي انْتِهَاكِ الْمَالِ الَّذِي قَدْ حَرُمَ بِالذِّمَّةِ كَالْعُقُوبَاتِ فِي انْتِهَاكِ الْمَالِ الَّذِي حَرُمَ بِالْإِسْلَامِ كَانَ يَجِيءُ فِي النَّظَرِ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ الْعُقُوبَةُ فِي الدَّمِ الَّذِي قَدْ حَرُمَ بِالذِّمَّةِ كَالْعُقُوبَةِ فِي الدَّمِ الَّذِي قَدْ حَرُمَ بِالْإِسْلَامِ.

مال بھی حلال ہے جب وہ ذمی بن جاتا ہے تو اس کا خون اور مال اسی طرح حرام ہو جاتے ہیں جس طرح مسلمان کے خون اور مال کی حرمت ہے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ جو شخص ذمی کا اتنا مال چوری کرے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس (چور) کا ہاتھ اسی طرح کاٹا جائے گا جس طرح مسلمان کے مال میں کاٹا جاتا ہے جب ذمی کے مال کی حرمت توڑنے میں وہی سزا ہے جو مسلمان کے مال کی حرمت توڑنے میں واجب ہوتی ہے تو قیاس کا تقاضا ہے کہ ذمی کے خون کی حرمت توڑنے والے کو بھی وہی سزا ملے جو مسلمان کا خون بہانے والے کو ملتی ہے۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْعُقُوبَاتِ الْوَاجِبَاتِ فِي انْتِهَاكِ حُرْمَةِ الْأَمْوَالِ قَدْ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ الْعُقُوبَاتِ الْوَاجِبَاتِ فِي انْتِهَاكِ حُرْمَةِ الدَّمِ وَذَلِكَ أَنَّا رَأَيْنَا الْعَبْدَ يَسْرِقُ مِنْ مَالِ مَوْلَاهُ فَلَا يُقْطَعُ وَيَقْتُلُ مَوْلَاهُ فَيُقْتَلُ فَفُرِّقَ بَيْنَ ذَلِكَ فَمَا تُنْكِرُونَ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ قَدْ فُرِّقَ بَيْنَ مَا يَجِبُ فِي انْتِهَاكِ مَالِ الذِّمِّيِّ وَدَمِهِ.

اگر کوئی معترض کہے کہ ہم دیکھتے ہیں مال کی حرمت توڑنے کی سزا اور خون کی حرمت توڑنے کی سزا میں فرق ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں جب کوئی غلام اپنے مالک کے مال سے چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا اور اگر وہ اپنے مالک کو قتل کرے تو اسے (قصاص میں) قتل کیا جاتا ہے پس دونوں میں فرق ہے تو تم اس بات کا بھی انکار نہیں کر سکتے کہ ذمی کے مال کی حرمت توڑنے اور اس کا خون بہانے کی سزا میں فرق ہے

قِيلَ لَهُ هَذَا الَّذِي ذَكَرْتَ قَدْ زَادَ مَا ذَهَبْنَا إِلَيْهِ تَوْكِيدًا لِأَنَّكَ ذَكَرْتَ أَنَّهُمْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْعَبْدَ لَا يُقْطَعُ فِي مَالِ مَوْلَاهُ وَأَنَّهُ يُقْتَلُ بِمَوْلَاهُ وَبِعَبِيدِ مَوْلَاهُ فَمَا وَصَفْتَ مِنْ ذَلِكَ كَمَا ذَكَرْتَ فَقَدْ خَفَّفُوا أَمْرَ الْمَالِ وَوَكَّدُوا أَمْرَ الدَّمِ فَأَوْجَبُوا الْعُقُوبَةَ فِي الدَّمِ حَيْثُ لَمْ يُوجِبُوهَا بِالْمَالِ فَلَمَّا ثَبَتَ تَوْكِيدُ أَمْرِ الدَّمِ وَتَخْفِيفُ أَمْرِ الْمَالِ ثُمَّ رَأَيْنَا مَالَ الذِّمِّيِّ يَجِبُ فِي انْتِهَاكِهِ عَلَى الْمُسْلِمِ

اس شخص کو جواب دیا جائے گا کہ یہ جو کچھ تم نے ذکر کیا ہے ہمارے مذہب کی تائید کو بڑھاتا ہے کیونکہ تم نے اس بات پر اجماع کا ذکر کیا کہ مالک کا مال چوری کرنے پر غلام کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا لیکن اس کو قتل کرنے کی صورت میں اسے قتل کیا جاتا ہے اسی طرح اگر مالک کے غلاموں کو قتل کرے تو بھی قتل کیا جاتا ہے تو جو کچھ تم نے ذکر کیا اس کے مطابق انہوں نے مال کے معاملے میں آسانی اور خون کے معاملے میں سختی رکھی ہے چنانچہ انہوں نے قتل کی صورت میں سزا واجب قرار دی جب کہ چوری کے سلسلے میں اسے واجب قرار نہیں دیا۔ تو جب خون کے معاملے کی تاکید اور مالی معاملے کی آسانی ثابت ہو گئی پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ذمی کا مال چوری کرنے پر

من العقوبة كما يجب عليه في انتهاكه
مال المسلم كان دمه أحرى أن يكون عليه
في انتهاك حرمته من العقوبة ما يكون
عليه في انتهاك حرمة دم المسلم.

وقد أجمعوا أن ذميا لو قتل ذميا ثم أسلم
القاتل أنه يقتل بالذمي الذي قتله في حال
كفره ولا يبطل ذلك إسلامه.

فلما رأينا الإسلام الطارئ على
القتل لا يبطل القتل الذي كان في حال
الكفر وكانت الحدود تمنعها أحدها ولا
يوجد على حال لا يجب في البدء تمنع تلك
الحال.

ألا ترى أن رجلا لو قتل رجلا و
المقتول مرتد أنه لا يجب عليه شيء
وأنه لو جرحه وهو مسلم ثم ارتد
عياذا بالله فمات لم يقتل فصارت
الردة التي تقدمت الجناية والتي
طرأت عليها في درء القتل سواء.

فكان كذلك في النظر أن يكون
القاتل قبل جنايته وبعد جنايته سواء
ولما كان إسلامه بعد جنايته قبل
أن يقتل بها لا يدفع عنه القود كان
كذلك إسلامه المتقدم لجنايته لا يدفع
عنه القود وهذا قول أبي حنيفة وأبي
يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين.

٤٨٥ - وقد حدثنا إبراهيم
بن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا
شعبة عن عبد الملك بن ميسرة عن
النزال بن سبرة قال قتل رجل من

بھی مسلمان کے لیے وہ سزا ہے جو مسلمان کا مال چوری کرنے پر
اسے دی جاتی ہے تو یہ بات زیادہ لائق ہے کہ ذمی کو قتل
کرنے کی صورت میں اسے وہی سزا دی جائے جو قتل
مسلم پر دی جاتی ہے۔

اور اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی ذمی کسی ذمی کو قتل
کرے پھر قاتل اسلام قبول کرلے تو اسے اس ذمی کے قصاص میں قتل کیا
جائے گا جسے اس نے حالت کفر میں قتل کیا تھا اور اس کا اسلام لانا اس سے مانع نہ ہوگا۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ قتل کے بعد کا اسلام حالت کفر میں پائے
جانے والے قتل کو باطل نہیں کرتا اور تمام حدود ایک جیسی ہیں حد
ایسی حالت میں نہیں پائی جاتی کہ وہ شروع میں واجب
نہ ہو۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو
قتل کردے اور مقتول مرتد ہو تو اس (قاتل) پر کچھ بھی
واجب نہ ہوگا اور وہ کسی مسلمان کو زخمی کرے پھر وہ (معاذ
اللہ) مرتد ہو کر مر جائے تو اس (زخمی کرنے والے)
کو قتل نہیں کیا جائے گا تو اس کا جنایت سے پہلے مرتد
ہونا اور بعد میں مرتد ہونا دونوں قتل (قصاص) کو ساقط کرنے میں برابر ہیں
تو قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ جرم کرنے سے پہلے اور بعد میں
قاتل کا ایک ہی حکم ہو تو جب جنایت کے بعد اور قصاص سے
پہلے اس کا مسلمان ہونا اس سے قصاص کو ساقط نہیں کرتا
تو اسی طرح جنایت سے پہلے کا اسلام بھی قصاص کو
ساقط نہیں کرتا یہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام
ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مسلک
ہے۔

حضرت عبدالملک بن میسرہ، حضرت نزال بن
سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں
ایک مسلمان نے ایک شخص (ایک نسخہ کے مطابق ایک کافر) کو
قتل کیا اس کا بھائی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

رجلا من العباد فذهب أخوه
إلى عمر فكتب عمر أن يقتل فجعلوا يقولون
للحنين اقتل فيقول حتى يجئ الغيظ فكتب
عمر أن يودى ولا يقتل۔

۶۸۱۔ فهذا عمر رضي الله عنه قد رأى
أن يقتل المسلم بالكافر وكتب به
إلى عامله بحضرة أصحاب رسول الله صلى
الله عليه وسلم فلم ينكره عليه منهم
أحد فهذا عندنا منهم على المتابعة
منهم له على ذلك وكتابه بعد هذا لا
يقتل فيحتمل أن يكون ذلك كان منه
على أنه كره أن يبيح دمه بما كان من
توقفه عن قتله وجعل ذلك شبهة
منعه بها من القتل وجعل له ما يجعل
في القتل العمد الذي تدخله شبهة
وهو الدية۔

۶۸۲۔ وقد قال أهل المدينة إن
المسلم إذا قتل الذمي قتل غيلة على
ماله أنه يقتل به فإذا كان هذا عندهم
خارجا من قول النبي صلى الله عليه و
سلم لا يقتل مسلم بكافر فما يمنعكم
على مخالفيكم أن يكون كذلك الذمي
المعاهد خارجا من قول النبي صلى الله
عليه وسلم لا يقتل مسلم بكافر والنبي
صلى الله عليه وسلم فلم يشترط من
الكفار أحدا فإنما كان لهم أن يخرجوا
من الكفار من أريد ماله كان لمخالفيهم
أن يخرجوا أيضا من وجبت ذمته۔

کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے لکھا کہ اس (قاتل)
کو قتل کیا جائے صحابہ کرام نے فرمایا اے جبیر! اسے قتل
کرو انہوں نے فرمایا ٹھہرو مجھے غصہ آنے دو راوی فرماتے ہیں
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ اسکی دیت ادا کی جائے اور (قاتل کو
قتل نہ کیا جائے)

تو یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جن کے نزدیک
مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل کیا جائے اور انہوں نے یہ بات
صحابہ کرام کی موجودگی میں اپنے عامل کو لکھی لیکن ان میں سے
کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا تو ہمارے نزدیک یہ صحابہ
کرام کی طرف سے ان کی متابعت تھی اور اس کے بعد
ان کا لکھنا کہ قتل نہ کیا جائے تو ہو سکتا ہے انہوں نے
قتل کی کیفیت سے آگاہ ہونے کے بعد اس کا قتل
مباح نہ سمجھا ہو اور اس قتل کو "قتل شبہ" قرار دیا
ہو جس بنیاد پر آپ قتل سے رک گئے اور
انہوں نے وہی سزا دی جو قتل عمد میں شبہ پیدا ہونے
کی صورت میں واجب ہے اور وہ دیت
ہے۔

اہل مدینہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان کسی ذمی کو
اس کا مال لینے کے لیے دھوکے سے قتل کر ڈالے تو اسے
بدلے میں قتل کیا جائے تو جب ان کے نزدیک یہ بات
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے خارج ہے
کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے" تو تم اپنے مخالفین
کی اس بات پر اعتراض نہیں کر سکتے کہ ذمی جس کے ساتھ معاہدہ
ہے وہ آپ کے اس قول سے کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل
نہ کیا جائے، خارج ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے
کسی کافر کے ساتھ مشروط نہیں فرمایا تو جس طرح انہوں نے
اس حکم سے اس کافر کو خارج کر دیا جس کا مال چھیننے
کا ارادہ کیا گیا تو ان کے مخالفین کو بھی اس بات کا حق
ہے کہ ان لوگوں کو خارج کر دیں جن کے ساتھ عہد نبھانا واجب ہے
(یعنی ذمی کو)

بَابُ ۲۱۹ الْقَسَامَةِ هَلْ تَكُونُ عَلَى سَاكِنِي الدَّارِ الْمَوْجُودِ فِيهَا الْقَتِيلُ أَوْ عَلَى مَالِكِهَا

۴۷۸۸- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعَ بُشَيْرَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ وُجِدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ قَتِيلًا فِي قَلِيبٍ مِنْ قُلُبِ خَيْبَرَ فَجَاءَ أَخُوهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَعَمَّاهُ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَتَكَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكُبْرَ الْكُبْرَ فَتَكَلَّمَ أَحَدُ عَمَّيْهِ إِمَّا حُوَيِّصَةُ وَإِمَّا مُحَيِّصَةُ تَكَلَّمَ الْكَبِيرُ مِنْهُمَا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا وَجَدْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَتِيلًا فِي قَلِيبٍ مِنْ قُلُبِ خَيْبَرَ وَذَكَرَ عَدَاوَةَ يَهُودَ لَهُمْ قَالَ أَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا أَنَّهُمْ لَمْ يَقْتُلُوهُ قَالَ قُلْتُ وَكَيْفَ نَرْضَى بِأَيْمَانِهِمْ وَهُمْ مُشْرِكُونَ قَالَ فَيُقْسِمُ مِنْكُمْ خَمْسُونَ أَنَّهُمْ قَتَلُوهُ قَالُوا كَيْفَ نُقْسِمُ عَلَى مَا لَمْ نَرَهُ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ

۴۷۸۹- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي حَوَائِجِهِمَا

باب جس گھر میں مقتول پایا گیا اس میں رہنے والے کو قسم دی جائے یا اس کے مالک کو

حضرت سہل بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن سہل خیبر کے ایک کنویں میں مقتول پائے گئے تو ان کے بھائی عبد الرحمن بن سہل اور ان کے دو چچا حضرت حویصہ اور محیصہ جو حضرت مسعود کے بیٹے تھے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت عبد الرحمن بات کرنے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار فرمایا بڑے کو بات کرنے دو پس ان کے ایک چچا حضرت حویصہ یا حضرت محیصہ نے ان میں سے جو بڑے تھے انہوں نے بات کی عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے حضرت عبد اللہ بن سہل کو خیبر کے ایک کنویں میں مقتول پایا انہوں نے اپنے ساتھ یہودیوں کی دشمنی کا بھی ذکر کیا آپ نے فرمایا کیا یہودی پچاس قسمیں اٹھائیں کہ انہوں نے قتل نہیں کیا تو تم دست بردار ہو جاؤ گے وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا ہم ان کی قسموں پر کیسے راضی ہوں گے جب کہ وہ مشرک ہیں آپ نے فرمایا پھر تمہارے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ انہوں نے ان کو قتل کیا ہے انہوں نے عرض کیا ہم نے جو کچھ دیکھا نہیں اس پر کیسے قسم کھائیں اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے دیت ادا فرمائی۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت بشیر بن یسار نے انہیں خبر دی کہ حضرت عبد اللہ بن سہل انصاری اور حضرت محیصہ بن مسعود (رضی اللہ عنہم) خیبر کی طرف گئے اور اپنی اپنی ضرورتوں کے لیے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے حضرت عبد اللہ بن سہل شہید کر دیے گئے

...عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ فَقَبَلَهُ مُحَيِّصَةُ فَأَتَى هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَتَكَلَّمَ لِمَكَانِهِ مِنْ أَخِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرْ كَبِّرْ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ فَذَكَرَا شَأْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَتَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ قَاتِلِكُمْ أَوْ صَاحِبِكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ لَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَحْضُرْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَفَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ قَالَ مَالِكٌ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَزَعَمَ بُشَيْرٌ أَنَّ رَسُولَ

(۱۰) حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَفَرًا مِنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوا إِلَى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوا فِيهَا فَوَجَدُوا أَحَدَهُمْ قَتِيلًا فَقَالُوا لِلَّذِينَ وَجَدُوهُ عِنْدَهُمْ قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا فَقَالُوا وَاللهِ مَا قَتَلْنَا وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا فَانْطَلَقُوا إِلَى نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللهِ انْطَلَقْنَا إِلَى خَيْبَرَ فَوَجَدْنَا أَحَدَنَا قَتِيلًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْكُبْرَ الْكُبْرَ فَقَالَ لَهُمْ تَأْتُونَ الْبَيِّنَةَ عَلَى مَنْ قَتَلَ قَالُوا مَا لَنَا بَيِّنَةٌ قَالَ فَيَحْلِفُونَ لَكُمْ قَالُوا لَا نَرْضَى بِأَيْمَانِ الْيَهُودِ وَكَرِهَ

محیصہ کو پتہ چلا تو وہ خود، ان کے بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی کے سلسلے میں بات کرنا چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے کو بات کرنے دو (دو بار فرمایا) چنانچہ حضرت حویصہ اور محیصہ نے بات کی اور حضرت عبداللہ بن سہل کا واقعہ عرض کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم پچاس قسمیں کھاتے ہو کر اپنے قاتل یا (فرمایا) اپنے ساتھی کے خون کے مستحق بن جاؤ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تو وہاں موجود نہیں تھے اور نہ ہی ہم واقعہ کے گواہ ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہودیوں کی پچاس قسموں پر تم دست بردار ہو سکتے ہو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کافر لوگوں کی قسموں قبول کریں حضرت مالک فرماتے ہیں حضرت یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ حضرت بشیر کے خیال میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے ان کی دیت ادا فرمائی۔

حضرت بشیر بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری جن کو سہل بن ابو حثمہ کہا جاتا تھا انہوں نے ان کو بتایا کہ ان کی قوم کے کچھ لوگ خیبر کی طرف گئے اور وہاں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے پھر انہوں نے اپنے ایک آدمی کو وہاں مقتول پایا تو جن لوگوں کے ہاں اسے پایا تھا انہیں کہنے لگے کہ تم نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم نے قتل کیا نہ ہمیں قاتل کا علم ہے وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے گئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم خیبر کی طرف گئے تو ہم نے وہاں اپنے ایک آدمی کو مقتول پایا رسول اکرم نے فرمایا تم میں سے بڑا بات کرے پھر ان سے فرمایا قاتل کے خلاف گواہ لاؤ انہوں نے عرض کیا ہمارے پاس گواہ نہیں فرمایا اگر وہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں تو (قبول کر لو گے)؟ انہوں نے عرض کیا ہم یہودیوں کی قسموں پر راضی نہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

أنها كانت يومئذ صلحا وذلك أنه فيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال للأنصار رضي الله عنهم إما أن يدوا صاحبكم وإما أن يؤذنوا بحرب ولا يقال هذا إلا لمن كان في أمان وعهد في دار هي صلح بين أهلها وبين المسلمين۔

وقد بين ذلك سليمان بن بلال في حديثه عن يحيى بن سعيد۔

٧٩٢۔ حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا عبد الله بن مسلمة القعنبي قال ثنا سليمان بن بلال عن يحيى بن سعيد أن عبد الله بن سهل بن زيد ومحيصة بن مسعود بن زيد الأنصاري من بني حارثة خرجا إلى خيبر في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي يومئذ صلح وأهلها يهود فتفرقا لحاجتهما فقتل عبد الله بن سهل فوجد في شربة مقتولا فدفنه صاحبه ثم أقبل إلى المدينة فمشى أخو المقتول عبد الرحمن بن سهل ومحيصة وحويصة فذكروا لرسول الله صلى الله عليه وسلم شأن عبد الله بن سهل وكيف قتل فزعم بشير بن يسار وهو يحدث عمن أدرك من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال لهم تحلفون خمسين يمينا وتستحقون دم قتيلكم أو صاحبكم فقالوا يا رسول الله ما شهدنا ولا حضرنا قال أفتبرئكم

وسلم نے انصار سے فرمایا کہ یا تو وہ اپنے ساتھی کی دیت دیں یا جنگ کی اجازت دیں اور یہ بات انہی لوگوں کو کہی جاتی ہے جو امان اور معاہدے کے تحت ایسی جگہ رہتے ہوں جہاں کے رہنے والوں اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہو۔

حضرت سلیمان بن بلال، حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہوئے اپنی حدیث میں اسے بیان کیا ہے۔

حضرت سلیمان بن بلال، حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سہل بن زید اور محیصہ بن مسعود بن زید انصاری جن کا تعلق بنو حارثہ سے تھا وہ دور نبوت میں خیبر کی طرف نکلے ان دونوں کی ان لوگوں کے ساتھ صلح تھی اور وہاں یہودی رہتے تھے یہ دونوں اپنی اپنی ضرورت کے لیے الگ الگ ہو گئے حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا اور وہ ایک چشمے میں مقتول پائے گئے ان کے ساتھی نے ان کو دفن کر دیا پھر وہ مدینہ طیبہ آئے ان (مقتول) کے بھائی حضرت عبدالرحمن بن سہل حضرت محیصہ اور حویصہ (تینوں) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت عبداللہ بن سہل کا واقعہ ذکر کیا اور بتایا کہ وہ کیسے قتل ہوئے

حضرت بشیر بن یسار بعض صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں جن سے ان کی ملاقات ہوئی کہ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کیا تم پچاس قسمیں کھا کر اپنے مقتول یا اپنے ساتھی کے ساتھ خون کے مستحق بننا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم وہاں حاضر نہ تھے آپ نے فرمایا کیا یہودی پچاس قسمیں کھا کر تم سے برأت حاصل کر لیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کافر قوم کی قسمیں کیسے قبول کریں حضرت

يهود بخمسين يمينا فقالوا يا رسول
الله كيف نقبل أيمان قوم كفار فزعم
بشير أن رسول الله صلى الله عليه
وسلم عقله.

فبين لنا هذا الحديث أنها
كانت في وقت وجود عبد الله بن سهل
فيها قتيلا دار صلح ومما دسنة
فأغنى بذلك أن يلزم أبا حنيفة
ومحمدا شيء مما احتج به عليهما
أبو يوسف رحمة الله عليه من هذا الحديث
لأن فتح خيبر إنما كان بعد ذلك.

قال أبو يوسف رحمة الله عليه
والنظر يدل على ما قلنا أيضا وذلك
أنا رأينا الدار المستأجرة والمستعارة
في يد مستأجرها ومستعيرها لا في
يد ربها ألا ترى أنهما وربها لو اختلفا
في ثوب وجد فيها أن القول فيه قولهما
لا قول رب الدار فكذلك ما وجد فيها
من القتلى فهم موجودون فيها وهي
في يد مستأجرها وفي يد مستعيرها لا في
يد ربها فما وجب بذلك من قسامة
ودية فهي على من هي في يده لا على
من ليست في يده وإن كان ملكها له.

فكان من حجة محمد بن الحسن
رحمه الله في ذلك أن قال رأيت إجماعهم
قد دل على أن القسامة تجب على
المالك لا على الساكن وذلك أن رجلا
وامرأة لو كانت في أيديهما دار
بينهما وهي للزوج فوجد فيها

بشیر بن یسار کا خیال ہے کہ اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیت ادا فرمائی۔

تو یہ حدیث بتاتی ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن سہل وہاں مقتول پائے گئے ان دنوں وہ صلح کا گھر تھا تو حضرت امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہم اللہ کے خلاف حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی دلیل ہے جو کچھ لازم آتا تھا اس سے اس کی نفی ہو گئی کیونکہ خیبر اس کے بعد فتح ہوا تھا۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قیاس بھی ہماری بات پر دلالت کرتا ہے وہ یوں کہ ہم دیکھتے ہیں جو گھر اجرت پر یا بطور ادھار لیا گیا ہو وہ کرایہ دار یا ادھار لینے والے کے پاس ہوتا ہے مالک کے پاس نہیں ہوتا کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر وہ دونوں اور مالک مکان کسی کپڑے میں جھگڑ پڑیں جو وہاں پایا گیا تو ان دونوں کے قول کا اعتبار ہوگا مالک مکان کا نہیں اسی طرح وہاں جو مقتول پائے جائیں گے اور وہ گھر کرایہ دار یا ادھار والے کے قبضہ میں ہو مالک کے قبضہ میں نہ ہو تو اب جو قسم اور دیت لازم ہوگی تو وہ ان پر لازم ہوگی جن کے قبضہ میں مکان ہے اس پر نہیں جس کا قبضہ نہیں ہے اگرچہ وہ اس کی ملک میں ہے۔

اس سلسلے میں حضرت امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے فرماتے ہیں میں نے اس بات پر علماء کا اجماع دیکھا ہے کہ قسم مالک پر واجب ہوگی، رہائش پذیر نہیں وہ اس طرح کہ اگر ایک مکان خاوند اور اس کی بیوی کے پاس ہو اور وہ خاوند کا ہو پھر وہاں کوئی مقتول پایا جائے تو قسم اور دیت صرف خاوند کے رشتہ داروں پر ہوگی عورت

قَتِيلٌ كَانَتِ الْقَسَامَةُ وَالدِّيَةُ عَلَى عَاقِلَةِ الزَّوْجِ خَاصَّةً دُونَ عَاقِلَةِ الْمَرْأَةِ وَقَدْ عَلِمْنَا أَنَّ أَيْدِيَهُمَا عَلَيْهَا وَأَنَّ مَا وُجِدَ فِيهَا مِنْ ثِيَابٍ فَلَيْسَ أَحَدُهُمَا أَوْلَى بِهِ مِنَ الْآخَرِ إِلَّا بِمَعْنًى لَيْسَ مِنْ قِبَلِ الْمِلْكِ وَالْيَدِ فِي شَيْءٍ فَلَوْ كَانَتِ الْقَسَامَةُ يُحْكَمُ بِهَا عَلَى مَنِ الدَّارُ فِي يَدِهِ لَحُكِمَ بِهَا عَلَى الْمَرْأَةِ وَالرَّجُلِ جَمِيعًا لِأَنَّ الدَّارَ فِي أَيْدِيهِمَا وَلِأَنَّهُمَا سَاكِنَاهَا فَلَمَّا كَانَ مَا يَجِبُ فِي ذَلِكَ عَلَى الزَّوْجِ خَاصَّةً دُونَ الْمَرْأَةِ إِذْ هُوَ الْمَالِكُ لَهَا كَانَتِ الْقَسَامَةُ وَالدِّيَةُ فِي كُلِّ الْمَوَاضِعِ الْمَوْجُودِ فِيهَا الْقَتْلَى عَلَى مَالِكِيهَا لَا عَلَى سَاكِنِيهَا۔

کے رشتہ داروں پر نہیں ہوگی، حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ مکان ان دونوں کے قبضے میں ہے اور اگر وہاں کپڑا پایا جائے تو ان میں سے ایک دوسرے کی نسبت زیادہ مستحق نہیں ہوگا البتہ یہ کہ کوئی چیز اس کی ملک اور قبضے میں ہو (تو اس کا استحقاق ہوگا) پس اگر قسم اس شخص پر ڈالی جاتی جس کے قبضہ میں مکان ہے تو عورت اور مرد دونوں پر ڈالی جاتی کیونکہ مکان ان دونوں کے قبضے میں ہے اور وہ دونوں وہاں رہائش پذیر ہیں تو جب اس صورت میں جو کچھ واجب ہوتا ہے وہ صرف خاوند پر واجب ہوتا ہے عورت پر نہیں کیونکہ وہی مالک ہے تو جہاں بھی مقتول پایا جائے، قسم اور دیت مالک پر ہوگی وہاں کے رہنے والوں پر نہیں۔

بَابُ ۲۲۰ الْقَسَامَةِ كَيْفَ هِيَ

باب ۲۲۰ قسم کیسے لی جائے

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي الْقَتِيلِ الْمَوْجُودِ فِي مَحَلَّةِ قَوْمٍ كَيْفَ الْقَسَامَةُ الْوَاجِبَةُ فِيهِ فَقَالَ قَوْمٌ يَحْلِفُ الْمُدَّعَى عَلَيْهِمْ بِاللَّهِ مَا قَتَلْنَا فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَحْلِفُوا اسْتُحْلِفَ الْمُدَّعُونَ وَاسْتَحَقُّوا مَا ادَّعَوْا۔

۴۷۹۳- وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِحَدِيثِ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ الَّذِي ذَكَرْنَا فِي الْبَابِ الَّذِي قَبْلَ هَذَا الْبَابِ۔

وَقَالَ آخَرُونَ يُسْتَحْلَفُ الْمُدَّعَى عَلَيْهِمْ فَإِذَا حَلَفُوا غَرِمُوا الدِّيَةَ۔

وَقَالُوا أَقْوَالُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ أَتَحْلِفُونَ وَ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر کسی قوم کے محلے میں مقتول پایا جائے تو وہاں اس قسم کی کیا صورت ہوگی جو واجب ہو چکی ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ جن کے خلاف دعویٰ ہے وہ قسم کھائیں کہ اللہ کی قسم! ہم نے قتل نہیں کیا اور اگر وہ قسم کھانے سے انکار کردیں تو مدعی حضرات سے قسم لی جائے۔ وہ اپنے دعویٰ کے مستحق ہوں گے۔ انہوں نے اس سلسلے میں حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے ہم نے گزشتہ باب میں ذکر کیا۔

لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ ان لوگوں سے قسم لی جائے جن کے خلاف دعویٰ ہے جب وہ قسم کھالیں تو تاوان ادا کریں۔

وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے فرمانا کہ کیا تم قسم کھا کر اپنے مقتول کے مستحق بنتے ہو یا یہود

يَحْلِفُونَ إِنَّمَا كَانَ عَلَى النَّكِيرِ مِنْهُ عَلَيْهِمْ
فِيمَا تَدَّعُونَ وَتَأْخُذُونَ.
وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَهُمْ أَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا
أَنَّهُمْ لَمْ يَقْتُلُوهُ فَقَالُوا كَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ
كُفَّارٍ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَفَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ أَيْ إِنَّ الْيَهُودَ
وَإِنْ كَانُوا كُفَّارًا فَلَيْسَ عَلَيْهِمْ فِيمَا تَدَّعُونَ عَلَيْهِمْ
غَيْرُ أَيْمَانِهِمْ وَكَمَا لَا يُقْبَلُ مِنْكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ
مُسْلِمِينَ أَيْمَانُكُمْ فَتَسْتَحِقُّونَ بِهَا كَذَلِكَ لَا
يَجِبُ عَلَى الْيَهُودِ بِدَعْوَاكُمْ عَلَيْهِمْ غَيْرُ
أَيْمَانِهِمْ.

وَالدَّلِيلُ عَلَى صِحَّةِ هَذَا التَّأْوِيلِ

۴۹۲۔ مَا قَدْ حَكَمَ بِهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَضْرَةِ
أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَمْ يُنْكِرْهُ عَلَيْهِ مِنْهُمْ مُنْكِرٌ وَمُحَالٌ
أَنْ يَكُونَ عِنْدَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ مِنْ
ذَلِكَ عِلْمٌ وَسِيَّمَا مِثْلُ مُحَيِّصَةَ وَقَدْ كَانَ حَيًّا
يَوْمَئِذٍ وَسَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ وَلَا يُخْبِرُونَهُ
بِهِ وَيَقُولُونَ لَيْسَ هَكَذَا قَضَى رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا عَلَى الْيَهُودِ.

۴۹۳۔ فَمِمَّا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
فِي ذَلِكَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ
قَالَ أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ
عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْأَزْمَعِ أَنَّهُ قَالَ
قُلْنَا لِعُمَرَ أَتَدْفَعُ أَمْوَالُنَا أَيْمَانَنَا وَلَا أَيْمَانُنَا
عَنْ أَمْوَالِنَا قَالَ لَا وَعَقَلَهُ.

۴۹۴۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو غَسَّانَ

انکار تھا گویا آپ نے فرمایا کہ کیا تم صرف دعویٰ
کر کے لے لوگے۔

اور یہ اس طرح ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان سے فرمایا کیا یہودی پچاس قسموں کے ذریعے
تم سے برأت حاصل کر لیں کہ وہ کہیں اللہ کی قسم ہم
نے قتل نہیں کیا تو انہوں نے عرض کیا ہم کافر قوم کی قسمیں
کیسے قبول کریں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے
فرمایا کیا تم قسم کھا کر اس کے مستحق بنتے ہو یعنی یہودی
اگرچہ کافر ہیں لیکن ان کے خلاف دعویٰ میں تم صرف
ان کو قسم دے سکتے ہو تو باوجود تمہارے مسلمان
ہونے کے جس طرح تم صرف قسم سے دیت کے مستحق نہیں ہو سکتے یہودیوں کے
خلاف تمہارے دعویٰ سے بھی سوائے قسموں کے ان پر کچھ واجب نہیں ہوتا۔

اس دعویٰ کی صحت پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
کا وہ فیصلہ ہے جو آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد صحابہ کرام کی موجودگی میں کیا اور ان میں سے کسی نے بھی ان
پر اعتراض نہیں کیا اور یہ بات محال ہے کہ انصار کو اس بات کا
علم ہو بالخصوص حضرت محیصہ جیسے لوگ جو ان دنوں زندہ
تھے اور سہل بن ابو حثمہ بھی موجود تھے اور وہ حضرت
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر نہ دیں اور
انہیں یہ بات نہ کہیں کہ فیصلہ یوں نہیں ہے بلکہ سرکار
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے خلاف
ہمارے حق میں فیصلہ دیا۔

اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے حضرت حارث بن ازمع فرماتے ہیں انہوں نے حضرت
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کیا ہمارے مال ہماری
قسموں کو دور نہیں کرتے اور کیا ہماری قسمیں ہمارے مالوں کی
وجہ سے دفع نہیں ہوتیں آپ نے فرمایا نہیں اور آپ نے
ان پر دیت لازم کر دی۔

حضرت حارث بن ازمع فرماتے ہیں قبیلہ وادعہ اور ایک

قال ثنا زهير بن معاوية قال ثنا أبو إسحاق عن الحارث بن الأزمع قال قتل قتيل بين وادعة وحي آخر والقتيل إلى وادعة أقرب فقال عمر لوادعة يحلف خمسون رجلا منكم بالله ما قتلنا ولا نعلم قاتلا ثم اغرموا الدية فقال له الحارث نحلف وتغرمنا فقال نعم.

۹۰. حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا يوسف بن عدي قال ثنا عثمان بن مطر عن أبي حريز عن الشعبي عن الحارث الوادعي قال أصابوا قتيلا بين قريتين فكتبوا في ذلك إلى عمر بن الخطاب فكتب عمر أن قيسوا بين القريتين فأيهما كان إليه أدنى فخذوا خمسين قسامة فيحلفون بالله ثم غرمهم الدية قال الحارث فكنت فيمن أقسم ثم غرمنا الدية.

فهذه القسامة التي حكم بها أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم

وقد وافق ذلك ما قد رويناه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في غير هذا الموضع أنه قال لو يعطى الناس بدعواهم لادعى ناس دماء رجال وأموالهم ولكن اليمين على المدعى عليه فسوى رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك بين الأموال والدماء وحكم فيها بحكم واحد فجعل اليمين في ذلك كله على المدعى عليه.

فثبت بذلك أن معنى حديث سهل أيضا على ما قد تأولناه عليه.

وقد دل على ذلك أيضا ما قد ذكرناه

دوسرے قبیلے کے درمیان ایک شخص قتل ہو گیا، مقتول، وداعہ کے زیادہ قریب تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وداعہ قبیلہ کے لوگوں سے فرمایا کہ تم میں سے پچاس آدمی قسمیں کھائیں کہ ہم نے قتل نہیں کیا اور نہ ہمیں قاتل کا علم ہے پھر تم دیت ادا کرو حارث نے کہا ہم قسم بھی کھائیں اور دیت بھی دیں آپ نے فرمایا "ہاں"

حضرت حارث وداعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں دو بستیوں کے درمیان ایک مقتول ملا۔ تو انہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو لکھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ دونوں بستیوں کے درمیان فاصلے کا اندازہ کرو جو بستی اس کے زیادہ قریب ہو ان کے پچاس آدمیوں سے قسم لو وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائیں پھر ان سے بطور تاوان دیت وصول کرو حضرت حارث فرماتے ہیں میں بھی قسم کھانے والوں میں سے تھا پھر ہم نے دیت ادا کی۔

جس قسامت (قسم) کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فیصلہ فرمایا وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کے موافق ہے جو ہم نے دوسرے مقامات پر نقل کی ہیں آپ نے فرمایا اگر لوگوں کو محض ان کے دعویٰ پر دے دیا جائے تو لوگ، دوسروں کے خونوں اور مالوں کا دعویٰ کریں گے لیکن مدعیٰ علیہ السلام پر قسم ہے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالوں اور خون کو برابر رکھتے ہوئے دونوں کے لیے ایک حکم فرمایا ان سب میں مدعیٰ علیہ پر قسم کو لازم قرار دیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت سہل کی روایت کا معنی بھی وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

اس پر وہ روایت بھی دلالت کرتی ہے جسے ہم

...الذي قبل هذا عن سعيد بن عبيد عن بشير بن يسار عن سهل بن أبي حثمة أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم دعاهم بالبينة فلما ذكروا أن لا بينة لهم قال أفيحلفون لكم

نے گزشتہ باب میں ذکر کیا حضرت سعید ابن عبید بشیر بن یسار سے اور وہ حضرت سہیل بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گواہی پیش کرنے کا حکم دیا جب انہوں نے بتایا کہ ان کے پاس گواہ نہیں تو آپ نے فرمایا کیا وہ تمہارے لیے قسمیں اٹھائیں ؟

٧٩٩۔ فدل ما ذكرنا أن ما كان من حكم رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذلك هو هذا وكان ما زاد عليه مما في حديث يحيى بن سعيد وأبي ليلى بن عبد الله ليس على الحكم ولكن على المعنى الذي تأولنا عليه. ثم هذا الزهري قد علم بقضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بالقسامة

تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہی تھا اور جو کچھ یحییٰ ابن سعید اور ابو لیلیٰ بن عبداللہ کی روایت میں اضافہ ہے وہ فیصلہ نہیں بلکہ اس کا وہی مفہوم ہے جو ہم نے ذکر کیا

پھر امام زہری رحمہ اللہ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کا علم تھا۔

٨٠٠۔ فمما روي عنه في ذلك ما قد حدثنا يونس قال ثنا أيوب بن سويد عن الأوزاعي عن ابن شهاب عن أبي سلمة وسليمان بن يسار عن ناس من الأنصار من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أن القسامة كانت في الجاهلية فأقرها رسول الله صلى الله عليه وسلم على ما كانت عليه وقضى بها رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أناس في قتيل ادعوه على اليهود.

اس سلسلے میں مروی ہے حضرت ابن شہاب، ابوسلمہ اور سلیمان بن یسار سے وہ، کچھ انصاری صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں جاہلیت کے دور میں بھی قسامت کا رواج تھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسی حالت پر برقرار رکھا اور ایک مقتول جس کے ورثا اس کا دعوی یہود پر کرتے تھے، کے بارے میں فیصلہ فرمایا۔

٨٠١۔ حدثنا سليمان بن شعيب قال ثنا بشر بن بكر قال ثنا الأوزاعي قال ثنا الزهري قال ثنا أبو سلمة بن عبد الرحمن وسليمان بن يسار عن أناس من الأنصار من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله.

ایک دوسرے طریق سے بھی حضرت زہری سے مروی ہے وہ اسی سند کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

٨٠٢۔ ثم قال الزهري في القسامة أيضا ما قد حدثنا أبو بشر الرقي قال ثنا أبو معاوية

پھر امام زہری نے قسامت کے سلسلے میں یہ بھی فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ

[illegible] عن ابن أبي ذئب عن الزهري أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى بالقسامة على المدعى عليهم.

فدل ذلك على أن القسامة على المدعى عليهم لا على المدعين على ما بين الزهري في حديثه هذا وإنما كان أخذ القسامة عن أبي سلمة بن عبد الرحمن وسليمان بن يسار عن أناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان هذا أخذا عنهم.

وقد وافق ذلك ما روينا عن عمر رضي الله عنه مما فعله وحكم به بحضرة سائر أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ورضي عنهم فلم ينكره عليه منهم منكر وهذا قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين.

وسلم نے مدعیٰ علیہم پر قسامت کا فیصلہ فرمایا۔

تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ان لوگوں کو قسم دی جائے گی جن کے خلاف دعویٰ ہے دعویٰ کرنے والوں کو نہیں حضرت زہری نے اس روایت میں اس طرح بیان کیا ہے اور قسامت کا حکم حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سلیمان بن یسار سے حاصل کیا گیا انہوں نے کچھ صحابہ کرام سے لیا تو امام زہری نے یہ ان صحابہ کرام سے لیا۔

اور یہ بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عمل اور اس حکم کے بھی موافق ہے جسے ہم نے روایت کیا اور انہوں نے یہ فیصلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں کیا لیکن ان میں سے کسی نے بھی آپ پر اعتراض نہیں کیا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۲ ما أصابت البهائم في الليل والنهار

٨٠٣ - حدثنا يونس قال ثنا أيوب بن سويد عن الأوزاعي عن الزهري عن حرام بن محيصة عن البراء بن عازب أن ناقة لرجل من الأنصار دخلت حائطا فأفسدت فيه فقضى النبي صلى الله عليه وسلم على أهل الحائط بحفظها بالنهار وعلى أهل المواشي ما أفسدت مواشيهم بالليل.

٨٠٤ - حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب أن مالكا حدثه عن ابن شهاب عن حرام بن سعيد بن محيصة أن ناقة للبراء بن عازب دخلت حائطا لرجل فأفسدت فيه فقضى

باب ۲۲ رات اور دن میں جانوروں کا کھیتوں کو کھا جانا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے انصار میں سے ایک شخص کی اونٹنی ایک باغ میں داخل ہو گئی اور اس نے اسے خراب کر دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ باغ والے دن کو اپنے باغ کی حفاظت کریں اور جانوروں والے اس کا تاوان دیں گے جو رات کے وقت ان کے جانور نقصان کریں۔

حضرت حرام بن سعید بن محیصہ فرماتے ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک شخص کے باغ میں داخل ہو گئی اور اس نے اسے خراب کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

...صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَلٰى أَهْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَأَنَّ مَا أَفْسَدَتِ الْمَوَاشِيْ بِاللَّيْلِ ضَمَانٌ عَلٰى أَهْلِهَا.

نے فیصلہ فرمایا کہ باغ والے دن کو اس کی حفاظت کریں اور جو کچھ رات کے وقت جانور اجاڑیں ان کے مالک اس کے ضامن ہوں گے۔

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى هٰذِهِ الْآثَارِ فَقَالُوْا مَا أَصَابَتِ الْبَهَائِمُ نَهَارًا فَلَا ضَمَانَ عَلٰى أَحَدٍ فِيْهِ وَمَا أَصَابَتْ لَيْلًا ضَمِنَ أَرْبَابُ تِلْكَ الْبَهَائِمِ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ.

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے ان روایات کو اپناتے ہوئے فرمایا کہ جس چیز کو جانوروں کے دن کے وقت نقصان پہنچائیں اس کی کسی پر ضمان (تاوان) نہیں اور جسے رات کے وقت نقصان پہنچائیں تو جانوروں کے مالکوں پر اس کی ضمان ہوگی ان حضرات نے ان مندرجہ بالا روایات سے استدلال کیا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا لَا ضَمَانَ عَلٰى أَرْبَابِ الْمَوَاشِيْ فِيْمَا أَصَابَتْ مَوَاشِيْهِمْ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذَا كَانَتْ مُنْفَلِتَةً. وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا قَدْ حَدَّثَنَا

لیکن دیگر حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر جانور کھلے چھوٹے ہوئے ہوں تو وہ دن کے وقت کسی کھیتی کو نقصان پہنچائیں یا رات کو ان کے مالکوں پر تاوان نہیں ہوگا۔

۸۰۵- فَهْدٌ قَالَ ثَنَا الْحَضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ ثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ ثَنَا مُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّائِمَةُ عَقْلُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ.

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باہر چرنے والے جانوروں کا تاوان معاف ہے اور (معدنیات کی) کان (میں گرنے والے) کا تاوان معاف ہے[1]

۸۰۶- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانوروں (کے نقصان) کا تاوان معاف ہے اور کان کا تاوان معاف ہے۔

۸۰۷- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ قَالَ لَهُ السَّائِلُ يَا أَبَا بَكْرٍ وَمَعَهُ أَبُوْ سَلَمَةَ فَقَالَ إِنْ كَانَ مَعَهُ فَهُوَ مَعَهُ.

حضرت زہری حضرت سعید سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں ایک شخص نے حضرت زہری سے پوچھا اے ابو بکر! حضرت سعید کے ساتھ ابو سلمہ بھی ہیں تو انہوں نے فرمایا اگر وہ ان کے ساتھ ہیں تو ان کے ساتھ ہیں (یعنی اس حدیث کی روایت دونوں نے کی ہے)

۸۰۸- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ

حضرت ابن المسیب اور حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

---

[1] یعنی باہر چرنے والے جانور کسی کی کھیتی اجاڑ دیں تو جانور کے مالک پر تاوان نہیں ہوگا اسی طرح اگر کسی نے کان کھودی تو اس میں گرنے والے کا [illegible] تاوان نہیں ہوگا ۱۲ ہزاروی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ وَلَمْ يَقُلْ بِقَوْلِ سَجْعِ ذَلِكَ الشَّاعِرِ إِنَّمَا حَكَمْتُ بِهَذَا لِجِنَايَتِهِ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا فِي الْجَنِينِ.

وَقَدْ دَلَّ عَلَى ذَلِكَ أَيْضًا مَا قَدْ رَوَيْنَاهُ فِيمَا تَقَدَّمَ فِي هَذَا الْكِتَابِ أَنَّ الْمَضْرُوبَةَ مَاتَتْ بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ الضَّرْبَةِ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا بِالدِّيَةِ مَعَ قَضَائِهِ بِالْغُرَّةِ فَلَوْ كَانَتِ الْغُرَّةُ لِلْمَرْأَةِ الْمَقْتُولَةِ إِذًا لَمَا قَضَى لَهَا بِالْغُرَّةِ وَلَكَانَ حُكْمُهَا حُكْمَ امْرَأَةٍ فَمَاتَتْ مِنْ ضَرْبِهَا فَعَلَيْهَا دِيَتُهَا وَلَا يَجِبُ عَلَيْهَا لِلضَّارِبَةِ أَرْشٌ.

فَلَمَّا حَكَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ دِيَةِ الْمَرْأَةِ بِالْغُرَّةِ ثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ الْغُرَّةَ دِيَةٌ لِلْجَنِينِ لَا لَهَا فَهِيَ مَوْرُوثَةٌ عَنِ الْجَنِينِ كَمَا يُورَثُ مَالُهُ لَوْ كَانَ حَيًّا فَمَاتَ اتِّبَاعًا لِمَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ.

کا ہن ملانے والے (شاعری کرنے والے) سے یہ بھی فرمایا میں نے یہ حکم اس لیے دیا کہ عورت کو نقصان پہنچایا گیا ہے جنین کی وجہ سے یہ حکم نہیں۔

اور اس بات پر وہ روایات بھی دلالت کرتی ہیں جو ہم نے اس کتاب میں اس سے پہلے ذکر کی ہیں کہ اس کے بعد مضروبہ عورت مرگئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کے فیصلے کے ساتھ ساتھ دیت کا فیصلہ بھی فرمایا اگر یہ غلام اس مقتولہ عورت کا ہوتا تو آپ غلام کا فیصلہ نہ فرماتے اور اس کا حال اس عورت کے حال جیسا ہوتا جسے دوسری عورت مارے اور وہ اس کی ضرب سے مرجائے تو اس (قاتلہ) پر اس کی دیت ہوتی ہے اور مارنے کی وجہ سے کوئی تاوان نہیں ہوتا۔

تو جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی دیت کے باوجود، غلام کے ساتھ فیصلہ فرمایا تو ثابت ہوا کہ غلام جنین کی دیت ہے اس عورت کی نہیں وہ اس بچے سے اس طرح وارث ہوگی جس طرح اس کے زندہ ہونے (اور پھر مرجانے) کی صورت میں اس کی وارث ہوتی اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایات کی اتباع ہے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

۱۲

کِتَابُ السِّیَرِ

جہاد کے احکام

باب ۳۳ اَلْاِمَامُ یُرِیْدُ قِتَالَ اَہْلِ الْحَرْبِ ہَلْ عَلَیْہِ قَبْلَ ذٰلِکَ اَنْ یَّدْعُوْہُمْ اَمْ لَا

مسلم حکمران حربی کفار سے لڑنا چاہے تو کیا پہلے انہیں اسلام کی دعوت دینا لازمی ہے

۱۲۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ مَرْوَانَ الْبَزَّازُ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ الْفِرْیَابِیُّ قَالَ ثَنَا سُفْیَانُ بْنُ سَعِیْدٍ الثَّوْرِیُّ عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّرَ رَجُلًا عَلٰی سَرِیَّۃٍ قَالَ لَہٗ اِذَا لَقِیْتَ عَدُوَّکَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَادْعُہُمْ اِلٰی اِحْدٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ وَخِلَالٍ فَاَیَّتُہُنَّ اَجَابُوْکَ اِلَیْہَا فَاقْبَلْ مِنْہُمْ وَکُفَّ عَنْہُمْ اُدْعُہُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَجَابُوْکَ فَاقْبَلْ مِنْہُمْ وَکُفَّ عَنْہُمْ ثُمَّ ادْعُہُمْ اِلَی التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِہِمْ اِلٰی دَارِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَخْبِرْہُمْ اَنَّہُمْ اِنْ فَعَلُوْا ذٰلِکَ اَنَّ عَلَیْہِمْ مَا عَلَی الْمُہَاجِرِیْنَ وَلَہُمْ مَا لَہُمْ فَاِنْ ہُمْ اَبَوْا فَاَخْبِرْہُمْ اَنَّہُمْ کَاَعْرَابِ الْمُسْلِمِیْنَ یَجْرِیْ عَلَیْہِمْ حُکْمُ اللّٰہِ الَّذِیْ یَجْرِیْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ

حضرت ابن بریدہ اپنے والد (رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی چھوٹے لشکر پر کسی کو امیر بناتے تو اس سے فرماتے جب تم اپنے دشمنوں مشرکین کے مقابل جاؤ تو انہیں تین باتوں میں سے ایک کی طرف بلاؤ (آپ نے لفظ خلال یا خصال فرمایا دونوں ہم معنی ہیں) وہ ان میں سے جو بات مان لیں تم ان سے قبول کرو اور ہاتھ روک لو، انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اگر وہ تمہاری بات مان جائیں تو ان سے قبول کرو اور ہاتھ روک لو پھر ان کو اپنے علاقے سے مسلمانوں کے ملک کی طرف جانے کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اگر وہ ایسا کریں تو ان پر وہی کچھ لازم ہوگا جو مہاجرین پر ہے اور انہیں وہ کچھ حاصل ہوگا جو مہاجرین کو حاصل ہے اور اگر وہ (وہاں جانے سے) انکار کر دیں تو وہ اعرابی مسلمانوں کی طرح ہوں گے ان پر اللہ تعالیٰ کا وہ حکم جاری ہوگا جو مومنوں پر جاری ہوتا ہے لیکن ان کے لیے غنیمت اور فے میں کوئی حصہ نہیں ہوگا البتہ یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کریں اور اگر وہ اسلام لانے سے انکار کر دیں۔

وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْفَيْءِ وَالْغَنِيمَةِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا أَنْ يَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ فَسَلْهُمْ إِعْطَاءَ الْجِزْيَةِ فَإِنْ أَجَابُوا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَإِنْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَقَاتِلْهُمْ قَالَ عَلْقَمَةُ فَحَدَّثْتُ بِهِ مُقَاتِلَ بْنَ حَيَّانَ فَقَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ هَيْصَمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

۸۲۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ حَدِيثَ عَلْقَمَةَ عَنْ مُقَاتِلٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ هَيْصَمٍ

۸۲۲۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ أَبُو صَالِحٍ وَحَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ ثَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ الْحَضْرَمِيِّ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

۸۲۳۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَجَّهَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ إِلَى خَيْبَرَ وَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا قَالَ انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ۔

تو انہیں جزیہ دینے کا حکم دیں اگر مان جائیں تو ان سے قبول کر لو اور ان سے ہاتھ روک دو اور اگر انکار کر دیں تو اللہ تعالیٰ کی مدد چاہو اور ان سے لڑو، حضرت علقمہ فرماتے ہیں میں نے یہ بات مقاتل بن حیان سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے مسلم بن ہیصم نے نعمان بن مقرن سے روایت کرتے ہوئے بیان کی انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا۔

حضرت ابو حذیفہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت سفیان نے بیان کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا لیکن انہوں نے حضرت علقمہ کی حضرت مقاتل سے روایت کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت فہد ابو صالح اور روح بن فرج دونوں سند سے لیث بن سعد سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں مجھ سے جریر بن حازم نے بیان کیا انہوں نے حضرت شعبہ بن حجاج سے انہوں نے علقمہ بن مرثد حضرمی سے روایت کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو خیبر کی طرف بھیجا اور ان کو جھنڈا عطا فرمایا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ میں ان سے لڑوں حتیٰ کہ وہ ہماری مثل ہو جائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے طریقے پر جاؤ حتیٰ کہ تم ان کے میدان میں اترو پھر انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اور انہیں بتاؤ کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق واجب ہے اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے ایک کو بھی ہدایت دے تو تمہارے

۸۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ السَّقَطِيُّ قَالَ ثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ ... عَنِ ابْنِ أَخِي أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ ... أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَلِيًّا ... إِلَى قَوْمٍ يُقَاتِلُهُمْ ثُمَّ بَعَثَ فِي طَلَبِهِ ... بَعْدَهُ وَقَالَ لَهُ لَا تَأْتِهِ مِنْ خَلْفِهِ ... مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ قَالَ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا أَنْ لَا يُقَاتِلَهُمْ حَتَّى يَدْعُوَهُمْ۔

حضرت عمر بن ذر، حضرت انس بن مالک کے بھتیجے سے اور وہ اپنے چچا (حضرت انس بن مالک) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک قوم کی طرف جہاد کے لیے بھیجا پھر ان کے پیچھے کسی کو بلانے کے لیے بھیجا اور فرمایا کہ ان کے پیچھے کی طرف سے نہیں بلکہ سامنے کی طرف سے آنا راوی فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جب تک ان (کفار) کو دعوتِ اسلام نہ دیں، ان سے لڑائی نہ کریں۔

۸۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا قَاتَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا قَطُّ حَتَّى يَدْعُوَهُمْ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قوم کو دعوت اسلام دینے سے پہلے ان سے لڑائی نہیں کی۔

۸۲۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا الْحَجَّاجُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت حجاج فرماتے ہیں ہم سے حضرت عبداللہ بن ابو نجیح نے بیان کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۸۲۷۔ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت حجاج، حضرت ابن ابی نجیح سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۸۲۸۔ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ حَجَّاجٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت حفص بن غیاث، حجاج سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْإِمَامَ وَأَهْلَ السَّرَايَا إِذَا أَرَادُوا قِتَالَ الْعَدُوِّ دَعَوْهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ إِلَى مِثْلِ مَا رَوَيْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثِ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ امام اور لشکر والے جب دشمن سے لڑنے کا ارادہ کریں تو اس سے پہلے ان کو ان باتوں کی طرف بلائیں جو ہم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں سرکار دو عالم صلی اللہ

وَسَلَّمَ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ وَقَالُوا إِنْ قَاتَلَهُمُ الْإِمَامُ أَوْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ سَرَايَاهُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الدُّعَاءِ فَقَدْ أَسَاءُوا فِي ذٰلِكَ۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا لَا بَأْسَ بِقِتَالِهِمْ وَالْغَارَةِ عَلَيْهِمْ وَإِنْ لَمْ يُدْعَوْا قَبْلَ ذٰلِكَ۔

علیہ وسلم سے روایت کی ہیں انہوں نے اس سلسلے میں ان ارشادات مبارکہ سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں اگر امام یا لشکر والوں میں سے کوئی ایک انکو دعوت اسلام دیئے بغیر لڑے گا تو وہ گناہ گار ہوں گے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ان سے لڑنے اور ان پر لوٹ مار کرنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ اس سے پہلے ان کو دعوتِ اسلام نہ دیں۔

۸۲۹ - وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْضَرِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغِرْ عَلَى أُبْنَى صَبَاحًا ثُمَّ حَرِّقْ۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تم اُبنیٰ والوں پر صبح کے وقت حملہ کرو اور ان کے باغوں وغیرہ کو جلا دو۔

۸۳۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالُوا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغِيرُ عَلَى الْعَدُوِّ عِنْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَيَسْتَمِعُ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِلَّا أَغَارَ۔

محمد بن حجاج، محمد بن خزیمہ، ابن ابی داؤد اور ابن مرزوق (چاروں) سے مروی ہے چاروں اپنی اپنی سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دشمن پر صبح کے وقت حملہ آور ہوتے اگر اذان سنتے تو رک جاتے ورنہ حملہ آور ہونے کا حکم فرماتے۔

---

۸۳۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ زَاذَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت زاذان، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

---

۸۳۲ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ بُهْلُولٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ

حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ ثَنِي ... قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا غَزَا قَوْمًا لَمْ يُغِرْ عَلَيْهِمْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ وَاِنْ لَمْ يَسْمَعْ اَذَانًا اَغَارَ فَنَزَلْنَا خَيْبَرَ لَيْلًا فَلَمَّا اَصْبَحَ وَلَمْ يَسْمَعْ اَذَانًا رَكِبَ وَرَكِبْنَا وَكُنْتُ خَلْفَ اَبِيْ طَلْحَةَ وَاِنَّ قَدَمِيْ لَتَمَسُّ قَدَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْبَلَنَا عُمَّالُ خَيْبَرَ قَدْ اَخْرَجُوْا مَسَاحِيَهُمْ وَمَكَاتِلَهُمْ فَلَمَّا رَاَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْجَيْشَ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ فَاَدْبَرُوْا هُرَّابًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ۔

۱۲۲۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ بُهْلُوْلٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ مَكِيْثٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَالِبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اللَّيْثِيَّ فِيْ سَرِيَّةٍ كُنْتُ فِيْهِمْ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَشُنُّوا الْغَارَةَ عَلَى ابْنِ الْمُلَوَّحِ بِالْكَدِيْدِ قَالَ فَرَاحَتِ الْمَاشِيَةُ مِنْ اِبِلِهِمْ وَغَنَمِهِمْ فَلَمَّا احْتَلَبُوْا وَعَطَّنُوْا اطْمَاَنُّوْا نِيَامًا شَنَنَّا عَلَيْهِمُ الْغَارَةَ فَقَتَلْنَا وَاسْتَقْنَا النَّعَمَ۔

۱۲۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا اَسَدٌ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ جَاءَ اَبُو الْعَالِيَةِ اِلَيَّ وَاِلٰى صَاحِبٍ لِّيْ فَانْطَلَقْنَا مَعَهٗ حَتّٰى اَتَيْنَا نَصْرَ بْنَ عَاصِمٍ اللَّيْثِيَّ فَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ حَدِّثْ هٰذَيْنِ حَدِيْثَكَ

وسلم جب کسی قوم سے جہاد فرمانا چاہتے تو صبح تک حملہ آور نہ ہوتے (صبح کے وقت) اگر اذان سنتے تو رک جاتے اور اگر اذان نہ سنتے تو حملہ آور ہوتے ہم خیبر میں اترے جب صبح ہوئی اور آپ نے اذان نہ سنی تو آپ سوار ہوئے اور ہم بھی آپ کے ہمراہ سوار ہو گئے میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار ہوا میرے قدم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم سے لگتے تھے خیبر کے محنت کش ہمارے سامنے آئے وہ اپنے ٹوکرے اور کدالیں لے کر نکلے تھے جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے ہمراہ آگئے ہیں اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے فرمایا خیبر خراب ہو گیا ہم جب ہم کسی قوم کی زمین پر اترتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔

حضرت جندب بن مکیث الجہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ لیثی کو ایک چھوٹے لشکر میں بھیجا میں بھی ان میں تھا آپ نے حکم دیا کہ مقام کدید میں ابن ملوح پر لوٹ مار کریں راوی فرماتے ہیں شام کو جب ان کے اونٹ اور بکریاں واپس آئیں انہوں نے ان کا دودھ دوہا اور انہیں بٹھا دیا پھر اطمینان سے سو گئے تو ہم نے ان پر چاروں طرف سے حملہ کیا اور ان کو قتل کر کے ان کے جانور ہانک لائے۔

حضرت حمید بن ہلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ابو العالیہ میرے اور میرے ایک ساتھی کے پاس آئے تو ہم ان کے ساتھ چلے حتیٰ کہ نصر بن عاصم لیثی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ابو العالیہ نے کہا ان دونوں سے اپنی حدیث بیان کریں انہوں نے فرمایا ہم سے حضرت عتبہ بن

قَالَ ثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مَالِكٍ اللَّيْثِيُّ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَأَغَارَتْ عَلَى الْقَوْمِ فَشَذَّ رَجُلٌ وَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ مِنَ السَّرِيَّةِ ثُمَّ ذَكَرَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا أَرَدْنَا مَا فِيْهِ مِنْ ذِكْرِ الْغَارَةِ۔

٨٣٥۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَمَّا قَرُبْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ أَمَرَنَا أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ فَشَنَنَّا عَلَيْهِمُ الْغَارَةَ۔

٨٣٦۔ فَفِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغَارَةِ وَالْغَارَةُ لَا تَكُوْنُ وَقَدْ تَقَدَّمَهَا الدُّعَاءُ وَالْإِنْذَارُ فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ أَحَدُ الْأَمْرَيْنِ مِمَّا رَوَيْنَا نَاسِخًا لِلْآخَرِ فَنَظَرْنَا فِيْ ذٰلِكَ۔

٨٣٧۔ فَإِذَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُفْيَانَ الْجَحْدَرِيُّ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا بَكْرُ بْنُ بَكَّارٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ الضَّرِيْرُ قَالُوْا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ قَالَ كَتَبْتُ إِلٰى نَافِعٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الدُّعَاءِ قَبْلَ الْقِتَالِ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ فِيْ أَوَّلِ الْإِسْلَامِ أَغَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّوْنَ وَأَنْعَامُهُمْ عَلَى الْمَاءِ فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ وَسَبٰى سَبْيَهُمْ وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَحَدَّثَنِيْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ الْجَيْشِ۔

٨٣٨۔ وَإِذَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَدْ حَدَّثَنَا

مالک لیثی نے بیان کیا فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اس نے ایک قوم پر حملہ کیا ایک شخص حملہ آور ہوا تو لشکر میں سے ایک شخص اس کے پیچھے ہو لیا پھر انہوں نے ایک طویل حدیث ذکر کی جس کا ہم نے ان سے ارادہ کیا تھا اور اس میں حملہ آور ہونے کا ذکر تھا۔

حضرت ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب ہم مشرکین کے قریب ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم سے ہم نے ان پر چاروں طرف سے حملہ کیا۔

تو ان روایات میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ مار کا حکم فرمایا اور لوٹ مار اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک اس سے پہلے دعوت اسلام اور ڈرانا نہ ہو تو اس بات کا احتمال ہے کہ جو باتیں ہم نے روایت کی ہیں ان میں سے ایک دوسری کے لیے ناسخ ہو لہٰذا ہم نے اس سلسلے میں غور کیا۔

تو یزید بن سنان، ابوبکرہ اور ابن مرزوق اپنی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عون نے فرمایا کہ میں نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ کو لکھ کر لڑائی سے پہلے دعوت اسلام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ آغاز اسلام میں تھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق پر حملہ کیا اور دوپہر کے وقت سوئے ہوئے تھے ان کے جانور پانی پر تھے آپ نے ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا اور دوسروں کو قیدی بنایا اس دن حضرت جویریہ بنت حارث (حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ) آپ کو حاصل ہوئیں حضرت نافع فرماتے ہیں مجھ سے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کی اور وہ اس لشکر میں تھے۔

حضرت ابن مرزوق فرماتے ہیں ہم سے حضرت

حدثنا بشر بن عمر قال ثنا حماد بن زيد
عن ابن عون بمثله.

وإذا داود بن ... قد حدثنا
محمد بن خالد قال ثنا ابن المبارك
عن سليمان التيمي عن أبي عثمان النهدي
قال كل ذلك قد كان قد كنا نغزو فندعو
ولا ندعو. وإذا محمد بن خزيمة قد
حدثنا قال ثنا أبو عمر الضرير قال أخبرنا
حماد بن سلمة أن سليمان التيمي أخبرهم
عن أبي عثمان النهدي قال كنا نغزو فندعو
ولا ندعو. وإذا ابن مرزوق قد حدثنا قال
ثنا بشر بن عمر قال ثنا مبارك قال كان الحسن
يقول ليس على الروم دعوة لأنهم قد دعوا.
وإذا ابن مرزوق قد حدثنا قال ثنا
بشر بن عمر قال ثنا محمد بن طلحة عن
أبي حمزة قال قلت لإبراهيم إن ناسا يقولون
إن المشركين ينبغي أن يدعوا فقال قد
علمت الروم على ما يقاتلون وقد علمت
الديلم على ما يقاتلون وإذا محمد بن
خزيمة قد حدثنا قال ثنا يوسف بن عدي
قال ثنا عبد الله بن المبارك عن سفيان
الثوري عن منصور قال سألت إبراهيم
عن دعاء الديلم فقال قد علموا ما
الدعاء.

قال أبو جعفر فتبين بما ذكرنا
من هذه الآثار أن الدعاء إنما كان في أول الإسلام
لأن الناس حينئذ لم تكن الدعوة بلغتهم
ولم يكونوا يعلمون على ما يقاتلون عليه
فأمر بالدعاء ليكون ذلك تبليغا لهم و

بشر بن عمر نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت حماد بن زید نے ابن عون سے روایت کرتے ہوئے اس کی مثل بیان کیا۔

حضرت سلیمان تیمی حضرت ابوعثمان نہدی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں دونوں باتیں تھیں بعض اوقات ہم جہاد کرتے تو ان کو دعوتِ اسلام دیتے اور بعض اوقات اسلام کی طرف نہ بلاتے۔

حضرت حماد بن سلمہ فرماتے ہیں کہ سلیمان تیمی نے ان کو ابوعثمان نہدی سے خبر دی کہ ہم جہاد کرتے ہوئے کبھی دعوتِ اسلام دیتے اور کبھی نہ دیتے۔

حضرت مبارک بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں حضرت حسن فرماتے تھے کہ رومیوں کو دعوتِ اسلام ہو چکی ہے۔

حضرت ابوحمزہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں مشرکین کو دعوت دینی چاہیے انہوں نے فرمایا کہ رومیوں کو معلوم ہے کہ ان سے کس بات پر لڑائی کی جاتی ہے اور دیلمیوں کو بھی پتہ ہے کہ ان سے لڑائی کس وجہ سے کی جاتی ہے۔

حضرت منصور فرماتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم سے دیلمیوں کو دعوتِ اسلام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا انہیں معلوم ہے کہ دعوتِ اسلام کیا ہے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی فرماتے ہیں جو کچھ ہم نے روایت کیا ہے اس سے واضح ہو گیا کہ یہ دعوت اسلام کے شروع میں تھی کیونکہ ان دنوں ان تک دعوت نہیں پہنچی تھی اور انہیں معلوم نہیں تھا کہ ان سے جنگ کیوں کی جاتی ہے پس دعوت کا حکم دیا گیا تاکہ ان کو تبلیغ ہو جائے اور ان کو خبردار کیا جائے

قبلها رجال بأنهم فقتلوه ولم يعرضوا
تستتبه رجال فقتلوا۔

۴۲۱- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ لِي يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَمَّا افْتَتَحَ سَعْدٌ وَأَبُو مُوسَى تُسْتَرَ أَرْسَلَ أَبُو مُوسَى رَسُولًا إِلَى عُمَرَ فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا قَالَ ثُمَّ أَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى الرَّسُولِ فَقَالَ هَلْ كَانَتْ عِنْدَكُمْ مِنْ مُغَرِّبَةِ خَبَرٍ قَالَ نَعَمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَخَذْنَا رَجُلًا مِنَ الْعَرَبِ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ فَقَالَ عُمَرُ فَمَا صَنَعْتُمْ بِهِ قَالَ قَدَّمْنَاهُ فَضَرَبْنَا عُنُقَهُ فَقَالَ عُمَرُ أَفَلَا أَدْخَلْتُمُوهُ بَيْتًا ثُمَّ طَيَّنْتُمْ عَلَيْهِ ثُمَّ رَمَيْتُمْ إِلَيْهِ بِرَغِيفٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَعَلَّهُ أَنْ يَتُوبَ أَوْ يُرَاجِعَ أَمْرَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي لَمْ آمُرْ وَلَمْ أَشْهَدْ وَلَمْ أَرْضَ إِذْ بَلَغَنِي۔

کر دیا گیا۔

حضرت یعقوب بن عبد الرحمن زہری اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما نے تستر کا علاقہ فتح کیا تو حضرت ابو موسیٰ نے ایک قاصد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا، پھر وہ ایک طویل حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قاصد کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی صاف خبر ہے اس نے عرض کیا جی ہاں اے امیر المؤمنین! ہم نے عرب کے ایک ایسے شخص کو پکڑا جو اسلام لانے کے بعد کافر ہو گیا تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا اس نے کہا ہم اس کے پاس گئے اور اسے قتل کر دیا۔ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا کیا تم نے اس کو کمرے میں بند نہ کیا کہ اس کی لپائی کر کے بند کر دیتے پھر تین دن اس کی طرف ایک روٹی پھینکتے شاید وہ توبہ کر لیتا یا اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کر لیتا۔ یا اللہ! میں نے نہ اس کا حکم دیا نہ میں وہاں موجود تھا اور نہ ہی میں اس پر راضی ہوا۔

۴۲۲- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ رَجُلٌ مِنْ قِبَلِ أَبِي مُوسَى ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ۔

حضرت عبد الرحمن بن محمد بن عبد اللہ بن عبد القاری اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک آدمی آیا، پھر اس (پہلی حدیث) کی مثل ذکر کیا۔

۴۲۳- فَهٰذَا سَعْدٌ وَأَبُو مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمْ يَسْتَتِيبَا وَأَحَبَّ عُمَرُ أَنْ يُسْتَتَابَ فَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ كَانَ يَرْجُو لَهُ التَّوْبَةَ وَلَمْ يُوجِبْ عَلَيْهِمْ بِقَتْلِهِمْ شَيْئًا لِأَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا لَهُمْ أَنْ يَفْعَلُوهُ وَإِنْ خَالَفَ رَأْيَ إِمَامِهِمْ۔

تو حضرت سعد اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس بات کو پسند فرمایا کہ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جاتا تو اس بات کا احتمال ہے کہ آپ کا عمل اس سے توبہ کی امید پر تھا لیکن آپ نے اس کے قتل کی وجہ سے ان لوگوں پر کچھ بھی واجب نہیں کیا کیونکہ انہوں نے جو کچھ مناسب تھا کیا اگرچہ انہوں نے امیر کی رائے کے خلاف کیا۔

۴۲۴- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو غَسَّانَ ح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَا ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ

حضرت ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ ابن معیز سعدی نے ان سے بیان کیا فرماتے ہیں کہ میں صبح کے وقت اپنے گھوڑے کی ... میں نکلا تو میں بنو حنیفہ کی مساجد میں سے ایک مسجد کے پاس سے

۸۴۷ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ ثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ قَيْسٍ الْمَاصِرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ أَقْبَلَ عَلِيٌّ حَتّٰى نَزَلَ بِذِي قَارٍ فَأَرْسَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ إِلٰى أَهْلِ الْكُوفَةِ فَأَبْطَؤُا عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ عَمَّارٌ فَخَرَجُوا قَالَ زَيْدٌ فَكُنْتُ فِيمَنْ خَرَجَ مَعَهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَأَصْحَابِهِمْ وَدَعَاهُمْ حَتّٰى بَدَؤُهُ فَقَاتَلَهُمْ.

۸۴۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ رَجُلًا كَانَ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَنَصَّرَ فَأُتِيَ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ وَجَدْتُ دِينَهُمْ خَيْرًا مِنْ دِينِكُمْ فَقَالَ لَهُ مَا تَقُولُ فِي عِيسٰى قَالَ هُوَ رَبِّي أَوْ هُوَ رَبُّ عَلِيٍّ فَقَالَ اقْتُلُوهُ فَقَتَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ عَلِيٌّ بَعْدَ ذٰلِكَ إِنْ كُنْتُ لَمُسْتَتِيبَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا.

۸۴۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّبِّيُّ عَنْ عَمَّارٍ أَبِي مُعَاوِيَةَ الدُّهْنِيِّ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ أَنَّ قَوْمًا ارْتَدُّوا وَكَانُوا نَصَارٰى فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مَعْقِلَ بْنَ قَيْسٍ التَّيْمِيَّ فَقَالَ لَهُمْ إِذَا حَكَكْتُ رَأْسِي فَاقْتُلُوا الْمُقَاتِلَةَ وَاسْبُوا الذُّرِّيَّةَ فَأَتٰى عَلٰى طَائِفَةٍ مِنْهُمْ فَقَالَ مَا أَنْتُمْ فَقَالُوا كُنَّا قَوْمًا نَصَارٰى فَخُيِّرْنَا بَيْنَ الْإِسْلَامِ وَبَيْنَ دِينِنَا فَاخْتَرْنَا الْإِسْلَامَ ثُمَّ رَأَيْنَا أَنْ لَا دِينَ أَفْضَلُ مِنْ دِينِنَا الَّذِي كُنَّا عَلَيْهِ فَنَحْنُ نَصَارٰى فَحَكَّ

حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے حتیٰ کہ مقام ذی قار میں اترے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کوفہ والوں کی طرف بھیجا انہوں نے آنے میں دیر کردی پھر ان لوگوں کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے بلایا تو وہ باہر آگئے حضرت زید فرماتے ہیں میں بھی ان باہر آنے والوں میں سے تھا فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور ان کے ساتھیوں سے درگزر فرمایا اور ان (لڑنے والوں) کو بلایا یہاں تک کہ جب وہ سامنے آگئے تو آپ نے ان سے لڑائی کی

حضرت جابر، حضرت شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عیسائی اسلام لایا پھر عیسائی بن گیا اسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا اس بات پر تجھے کس چیز نے ابھارا اس نے کہا میں نے ان کے دین کو آپ کے دین سے بہتر پایا انہوں نے پوچھا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا وہ میرے رب ہیں یا (کہا کہ) وہ حضرت علی کے رب ہیں آپ نے فرمایا اسے قتل کردو تو اسے لوگوں نے قتل کیا اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اس سے تین بار توبہ کا مطالبہ کرتا (تو اچھا تھا) پھر آپ نے آیت کریمہ پڑھی (ترجمہ) بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر کفر میں بڑھ گئے ان کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوگی

حضرت ابو الطفیل سے مروی ہے فرماتے ہیں کچھ لوگ مرتد ہو کر عیسائی بن گئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف حضرت معقل بن قیس تیمی کو بھیجا انہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ جب میں سر کھجلاؤں تو تم لڑنے والوں کو قتل کرنا اور بچوں کو قیدی بنا لینا چنانچہ وہ ان کی ایک جماعت کے پاس گئے اور پوچھا تم کس دین پر ہو؟ انہوں نے کہا ہم عیسائی تھے ہمیں اسلام اور اپنے دین کے درمیان اختیار دیا گیا تو ہم نے اسلام کو اختیار کیا پھر ہم نے دیکھا کہ جس دین پر ہم تھے اس سے کوئی دین افضل نہیں تو ہم عیسائی ہو گئے انہوں نے سر کھجلایا تو لڑنے والوں کو قتل کر دیا گیا اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا حضرت عمار فرماتے ہیں مجھے حضرت ابو شیبہ نے بتایا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ان لوگوں کے بچے لائے گئے تو آپ نے فرمایا

قتلت المقاتلة وسبيت الذرية قال
فأخبرني أبو شيبة أن عليا أتي بذراريهم
فقال من يشتريهم مني فقام مصقلة بن
هبيرة الشيباني فاشتراهم من علي بمائة
ألف فأتاه بخمسين ألفا فقال علي إني لا أقبل
إلا كاملا فدفن المال في داره وأعتقهم
ولحق بمعاوية فنفذ على عتقهم.

ہے جو مجھ سے ان کو خریدے؟ اس پر مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کھڑے ہوگئے اور ان کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ایک لاکھ روپے کے بدلے خریدا اور پچاس ہزار دیئے حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا میں پورا مال لوں گا (یہ سن کر) اس نے مال کو اپنے گھر میں دفن کیا ان بچوں کو آزاد کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مل گیا انہوں نے ان کی آزادی کو برقرار رکھا۔

باب ۲۲۴ ما يكون الرجل به مسلما

باب۔ انسان کس بات کے ساتھ مسلمان ہوتا ہے

۸۵۰۔ حدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب
بن جرير عن أبيه قال سمعت النعمان
يحدث عن الزهري عن عطاء بن يزيد
الليثي عن عبيد الله بن عدي بن الخيار
عن المقداد بن عمرو قال قلت يا رسول الله
أرأيت إن اختلفت أنا ورجل من المشركين
ضربتين فضربني فأبان يدي ثم قال لا إله
إلا الله أقتله أم أتركه قال بل اتركه قلت وقد أبان
يدي قال نعم فإن قتلته فأنت مثله قبل
أن يقولها وهو بمنزلتك قبل أن تقتله.

حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بتایئے اگر میرے اور کسی مشرک کے درمیان دو ضربوں کا تبادلہ ہو جائے وہ مجھے مارے اور میرا ہاتھ کاٹ دے پھر کلمہ طیبہ پڑھ لے تو کیا میں اسے قتل کر دوں یا چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا تم اسے چھوڑ دو میں نے عرض کیا اس نے میرا ہاتھ جدا کر دیا آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے اگر تو اسے قتل کرے گا تو ایسا ہو جائے گا جیسے وہ کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا اور وہ تمہاری اس حالت کی طرح ہو جائے گا جو اسے قتل کرنے سے پہلے تھی۔

۸۵۱۔ حدثنا أبو بكرة قال ثنا عبد الله
بن بكر قال ثنا حاتم بن أبي صغيرة عن
النعمان بن عمرو بن أوس أخبره أن أباه
أوسا قال إنا لقعود عند رسول الله صلى
الله عليه وسلم في الصفة وهو يقص
علينا ويذكرنا إذ أتاه رجل فساره
فقال اذهبوا فاقتلوه فلما ولى الرجل
دعاه رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال أما تشهد أن لا إله إلا الله فقال

حضرت حاتم بن ابی صغیرہ، حضرت نعمان بن عمرو بن اوس سے روایت کرتے ہیں انہوں نے ان کو بتایا کہ حضرت اوس نے فرمایا ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صفہ (چبوترے) پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ہمیں واقعات سنا کر نصیحت فرما رہے تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اس نے سرگوشی کی آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور قتل کر دو جب وہ شخص واپس پھرا تو آپ نے اسے بلایا اور پوچھا کیا تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہو؟ اس شخص نے کہا جی ہاں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے لے جاؤ اور اس کا راستہ چھوڑ دو مجھے حکم دیا گیا کہ میں

الرَّجُلُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبُوْا فَاقْتُلُوْا سَبِيْلَهُ فَإِنِّيْ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ يَحْرُمُ دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا۔

لوگوں (کفار) سے لڑوں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں پھر ان کے خون اور مال حرام ہو جائیں گے البتہ اسلام کے حق میں (مواخذہ ہوگا)

۸۵۲۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ کلمہ طیبہ پڑھیں جس نے لا الہ الا اللہ (آخر تک) کہا اس کا مال اور جان مجھ سے محفوظ ہو گئے مگر اس کے حق کے ساتھ (اسلامی احکام نافذ ہوں گے) اور اس کا حساب اللہ تعالی کے حوالے ہے۔

۸۵۳۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت اعرج، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۸۵۴۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ سَمِعْتُ يَزِيْدَ بْنَ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابوسلمہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۸۵۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت جابر اور حضرت ابو صالح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۸۵۶۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابن عجلان فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے اس کی مثل بیان کرتے ہیں۔

۸۵۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ -

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَقَدْ ذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰى اَنَّ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ صَارَ بِهَا مُسْلِمًا لَهُ مَا لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْاٰثَارِ -

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا

۸۵۹ - لَا حُجَّةَ لَكُمْ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا كَانَ يُقَاتِلُ قَوْمًا لَا يُوَحِّدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَكَانَ اَحَدُهُمْ اِذَا وَحَّدَ اللّٰهَ عَلِمَ بِذٰلِكَ تَرْكَهُ لِمَا قُوْتِلَ عَلَيْهِ وَخُرُوْجَهُ مِنْهُ وَلَمْ يَعْلَمْ دُخُوْلَهُ فِي الْاِسْلَامِ اَوْ فِيْ بَعْضِ الْمِلَلِ الَّتِيْ تُوَحِّدُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَيَكْفُرُ بِجَحْدِهَا رُسُلَهُ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْوُجُوْهِ الَّتِيْ يَكْفُرُ بِهَا اَهْلُهَا مَعَ تَوْحِيْدِهِمْ لِلّٰهِ فَكَانَ حُكْمُ هٰؤُلَاءِ اَنْ لَا يُقَاتَلُوْا اِذَا وَقَعَتْ هٰذِهِ الشُّبْهَةُ حَتّٰى تَقُوْمَ الْحُجَّةُ عَلٰى مَنْ يُقَاتِلُهُمْ بِوُجُوْبِ قِتَالِهِمْ فَلِهٰذَا كَفَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قِتَالِ مَنْ كَانَ يُقَاتِلُ بِقَوْلِهِمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاَمَّا مَنْ سِوَاهُمْ مِنَ الْيَهُوْدِ فَاِنَّا قَدْ رَاَيْنَاهُمْ يَشْهَدُوْنَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَجْحَدُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَيْسُوْا بِاِقْرَارِهِمْ بِتَوْحِيْدِ اللّٰهِ مُسْلِمِيْنَ اِذْ كَانُوْا جَاحِدِيْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَقَرُّوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُلِمَ بِذٰلِكَ خُرُوْجُهُمْ مِنَ الْيَهُوْدِيَّةِ وَلَمْ يُعْلَمْ بِهِ دُخُوْلُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ لِاَنَّهُ قَدْ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنُوْا انْتَحَلُوْا قَوْلَ مَنْ يَقُوْلُ اِنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى

حضرت ابو الزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اسی بات کی طرف گئی ہے کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھا وہ اس کلمہ کے ساتھ مسلمان ہو گیا اس کے حقوق وہی ہیں جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں اور اس کی ذمہ داری بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح ہے انہوں نے اس سلسلے میں ان روایات سے استدلال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس حدیث میں تمہارے لیے کوئی حجت نہیں کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے جہاد کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کو ایک نہیں مانتے تھے تو جب ان میں سے کوئی ایک اللہ تعالیٰ کی توحید کا قائل ہو جاتا تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ جس وجہ سے اس سے لڑائی کی جاتی ہے اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس سے باہر آگیا ہے لیکن اس سے اس کا اسلام میں یا کسی ایسے دین میں آنا معلوم نہ ہوتا جو اللہ تعالیٰ کی توحید کو مانتے ہیں لیکن اس کے رسولوں کا انکار کرنے کی وجہ سے یا اس کے علاوہ کسی ایسی بات کے سبب سے وہ کافر ہیں جس کے سبب آدمی باوجود موحد ہونے کے کافر ہو جاتا ہے۔ تو ایسے لوگوں کا حکم یہ ہے کہ شبہ کی وجہ سے ان سے لڑائی نہ کی جائے یہاں تک کہ ان سے لڑنے والے کے لیے ان سے جہاد کے وجوب پر دلیل قائم ہو جائے اس لیے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن لوگوں سے جہاد کرتے ان کے لا الٰہ الا اللہ پڑھنے پر رک جاتے لیکن ان کے علاوہ یہودی وغیرہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں لہٰذا وہ اقرار توحید کے باوجود مسلمان نہیں کہلاتے کیونکہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں جب وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کریں تو اس سے ان کا یہودیت سے نکلنا معلوم ہو جائے گا لیکن اسلام میں داخل ہونا معلوم نہ ہوگا کیونکہ ممکن ہے وہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے کے قول کو خاص عرب کے لیے قرار دیتے ہوں (یعنی آپ صرف عربوں کے لیے رسول ہیں)۔

العرب خاصة

۵۹۸ - وقد أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن أبي طالب حين بعثه إلى خيبر وأهلها يهود بما حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال أخبرني يعقوب بن عبد الرحمن عن سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما دفع الراية إلى علي حين وجهه إلى خيبر قال امض ولا تلتفت حتى يفتح الله عليك فسار علي شيئا ثم وقف ولم يلتفت فصرخ يا رسول الله على ماذا أقاتل قال قاتلهم حتى يشهدوا أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله فإذا فعلوا ذلك فقد منعوا منك دماءهم وأموالهم إلا بحقها وحسابهم على الله.

قال أبو جعفر ففي هذا الحديث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد كان أباح له قتالهم وإن شهدوا أن لا إله إلا الله حتى يشهدوا مع ذلك أن محمدا رسول الله لأنهم قوم كانوا يوحدون الله ولا يقرون برسول الله صلى الله عليه وسلم فأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا بقتالهم حتى يعلم خروجهم مما أمر بقتالهم عليه من اليهودية كما أمر بقتال عبدة الأوثان حتى يعلم خروجهم مما قوتلوا عليه وليس في إقرار اليهود أيضا بأن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله ما يجب أن يكونوا مسلمين ولكن النبي صلى الله عليه وسلم أمر بترك قتالهم إذا قالوا ذلك لأنه

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خیبر کی طرف بھیجا اور وہاں کے رہنے والے یہودی تھے تو آپ نے فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خیبر کی طرف بھیجتے ہوئے جھنڈا عنایت فرمایا تو ارشاد فرمایا چلو اور ادھر ادھر نہ دیکھنا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے وہ کچھ دور تک چلے پھر ٹھہر گئے اور ادھر ادھر نہ دیکھا بلکہ آواز دی یا رسول اللہ! میں کس بات پر لڑائی کروں؟ آپ نے فرمایا ان سے لڑو حتیٰ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جب وہ ایسا کریں تو انہوں نے تم سے اپنے خونوں اور مالوں کو بچا لیا مگر اس (اسلام) کے حق کے ساتھ (مواخذہ ہوگا) اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لڑنا جائز قرار دیا اگرچہ وہ توحید خداوندی کی گواہی دیں جب تک اس کے ساتھ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں کیونکہ وہ لوگ توحید خداوندی کو مانتے ہیں لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار نہیں کرتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جہاد کا حکم دیا یہاں تک کہ معلوم ہو جائے کہ جس وجہ سے ان سے لڑا جاتا ہے انہوں نے اسے یعنی یہودیت کو چھوڑ دیا ہے جیسا کہ بت پرستوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم ہے جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ انہوں نے اس بات کو چھوڑ دیا جس کے باعث ان سے جہاد کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارے میں یہودیوں کے اقرار سے ان کا مسلمان ہونا لازم نہیں آتا لیکن حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ جب وہ کلمہ کہیں تو ان سے لڑائی ترک کی جائے کیونکہ ہو سکتا ہے اس سے

لا يُمْكِنُ أَنْ يَكُونُوا أَرَادُوا بِهِ الْإِسْلَامَ فَأَمَرَ بِالْكَفِّ عَنْ قِتَالِهِمْ
حَتَّى يُعْلَمَ مَا أَرَادُوا بِذٰلِكَ كَمَا ذَكَرْنَا فِيْمَا قَدْ
تَقَدَّمَ مِنْ حُكْمِ مُشْرِكِي الْعَرَبِ وَقَدْ أَتَى الْيَهُوْدُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَرُّوْا
بِنُبُوَّتِهِ وَلَمْ يَدْخُلُوْا فِي الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُقَاتِلْهُمْ
عَلٰى إِبَائِهِمُ الدُّخُوْلَ فِي الْإِسْلَامِ إِذْ لَمْ يَكُوْنُوْا
بِذٰلِكَ الْإِقْرَارِ مُسْلِمِيْنَ۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ وَأَبُوْ أُمَيَّةَ وَأَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالُوْا حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ دَاوٗدَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَلِمَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ أَنَّ يَهُوْدِيًّا قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ حَتّٰى نَسْأَلَ هٰذَا النَّبِيَّ فَقَالَ لَهُ الْآخَرُ لَا تَقُلْ لَهُ نَبِيٌّ فَإِنَّهُ إِنْ سَمِعَهَا صَارَتْ لَهُ أَرْبَعَةُ أَعْيُنٍ فَأَتَاهُ فَسَأَلَهُ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَقَالَ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَسْحَرُوْا وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوا وَلَا تَمْشُوْا بِبَرِيْءٍ إِلٰى سُلْطَانٍ لِيَقْتُلَهُ وَلَا تَقْذِفُوا الْمُحْصَنَةَ وَلَا تَفِرُّوْا مِنَ الزَّحْفِ وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةَ الْيَهُوْدِ أَلَّا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ قَالَ فَقَبَّلُوْا يَدَهُ وَقَالُوْا نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ فَمَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُوْنِيْ قَالُوْا إِنَّ دَاوٗدَ دَعَا أَنْ لَا يَزَالَ فِيْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ وَإِنَّا نَخْشٰى إِنِ اتَّبَعْنَاكَ أَنْ تَقْتُلَنَا الْيَهُوْدُ۔

انہوں نے اسلام کا ارادہ کیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسلام کا ارادہ نہ ہو تو آپ نے ترکِ جہاد کا حکم دیا یہاں تک کہ معلوم ہو جائے ان کا ارادہ کیا ہے جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے عرب کے مشرکین کے بارے میں ذکر کیا، اور یہودی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا اور وہ اسلام میں داخل نہ ہوئے لیکن ان کے اسلام میں داخل ہونے سے انکار پر آپ نے ان سے لڑائی نہیں کی حالانکہ آپ کے نزدیک وہ اس اقرار کی وجہ سے مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

حضرت ابراہیم بن مرزوق، حضرت ابو بکرہ، حضرت ابو بشر رقی اور حضرت ابن ابی داؤد اپنی اپنی سند سے حضرت صفوان ابن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا آؤ اس نبی سے سوال کریں دوسرے نے کہا لفظ نبی نہ کہو کیونکہ اگر اس نے سن لیا تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی (یعنی خوش ہو جائیں گے) پھر وہ آپ کے پاس آیا اور اس آیت کے بارے میں پوچھا (ترجمہ) ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو (۹) نشانیاں عطا کیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ان سے مراد یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور کسی نفس کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ناحق قتل نہ کرو، چوری نہ کرو، زنا نہ کرو، جادو نہ کرو، سود نہ کھاؤ، کسی بے گناہ کو حکمران کے پاس نہ لے جاؤ کہ وہ اسے قتل کرے، کسی بے گناہ عورت پر زنا کا الزام نہ لگاؤ، لڑائی سے نہ بھاگو اور خصوصی طور پر اے یہودیو! تم ہفتے کے دن حد سے تجاوز نہ کرو۔ راوی فرماتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں آپ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے میری اتباع سے روکا ہے؟ انہوں نے کہا حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ ہمیشہ ان کی اولاد میں نبی رہے اور ہمیں ڈر ہے کہ اگر ہم آپ کی پیروی کریں تو ہمیں یہود قتل کر دیں گے۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ الْيَهُوْدَ قَدْ كَانُوْا أَقَرُّوْا بِنُبُوَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ تَوْحِيْدِهِمْ لِلّٰهِ فَلَمْ يُقَاتِلْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يُقِرُّوْا بِجَمِيْعِ مَا يُقِرُّ بِهِ الْمُسْلِمُوْنَ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا بِذٰلِكَ الْقَوْلِ مُسْلِمِيْنَ وَثَبَتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ لَا يَكُوْنُ إِلَّا بِالْمَعَانِي الَّتِي تَدُلُّ عَلَى الدُّخُوْلِ فِي الْإِسْلَامِ وَتَرْكِ سَائِرِ الْمِلَلِ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت کے مطابق ان یہودیوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کیا اور وہ توحید خداوندی کو بھی مانتے تھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نہیں لڑتے تھے یہاں تک کہ وہ ان تمام باتوں کا اقرار کریں جن کا مسلمان اقرار کرتے ہیں تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ وہ اپنے اس قول سے مسلمان نہیں ہوئے تھے اور ثابت ہوا کہ ان امور کی وجہ سے اسلام معتبر ہوگا جو اسلام میں داخلے پر دلالت کرتے ہیں نیز وہ تمام ادیان کو چھوڑ دے

٨٦١ - وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے جو اس مفہوم پر دلالت کرتی ہے۔

---

٨٦٢ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَإِذَا شَهِدُوْا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَأَكَلُوْا ذَبِيْحَتَنَا حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَيْهِمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں (کفار) سے لڑوں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جب وہ توحید و رسالت کی گواہی دے دیں اور ہماری (طرح) نمازیں پڑھیں ہمارے قبلہ کی طرف رُخ کریں ہمارا ذبیحہ کھائیں تو ہم پر ان کے خون اور مال حرام ہو جائیں گے مگر اس (دین) کے حق کے ساتھ (پکڑ ہوگی) ان کے حقوق و فرائض وہی ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں۔

٨٦٣ - قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ عَلَى الْمَعْنَى الَّذِي يَحْرُمُ بِهِ دِمَاءُ الْكُفَّارِ وَيَصِيْرُوْنَ بِهِ مُسْلِمِيْنَ لِأَنَّ ذٰلِكَ هُوَ تَرْكُ الْمِلَلِ كُلِّهَا وَجَحْدُهَا وَالْمَجِيْءُ إِلَى تَوْحِيْدِ اللّٰهِ خَاصَّةً هٰذَا الْمَعْنَى الَّذِي نَكُفُّ بِهِ عَنِ الْقِتَالِ حَتّٰى نَعْلَمَ مَا أَرَادَ بِهِ قَائِلُهُ الْإِسْلَامَ أَوْ غَيْرَهُ حَتّٰى [illegible] فَلَا يَكُوْنُ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں جو کچھ مذکور ہے وہ اس مفہوم پر دلالت کرتا ہے جس کے باعث کفار کے خون حرام ہو جاتے ہیں اور اس عمل کے ذریعے وہ مسلمان ہو جاتے ہیں کیونکہ اس طرح تمام ادیان کو چھوڑنا اور ان کا انکار پایا جاتا ہے پہلی بات یعنی صرف توحید خداوندی، وہ مقصود ہے جس کے باعث ہم ان کے ساتھ لڑنے سے رک جاتے ہیں "تاکہ معلوم ہو سکے کہ کلمہ کہنے والا اسلام کا ارادہ کرتا ہے یا کسی اور بات کا" اور ہم یہ بات اس لیے کہتے ہیں "تاکہ ان روایات کا مفہوم صحیح ہو اور ان کے

شَيْئًا مَحْكُومًا لَهُ وَعَلَيْهِ بِحُكْمِ الْإِسْلَامِ
حَتَّى يَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُولُ
وَيَجْحَدَ كُلَّ دِينٍ سِوَى الْإِسْلَامِ وَيَتَخَلَّى
مِنْهُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ
حَمَّادٍ قَالَ ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو
مَالِكٍ سَعْدُ بْنُ طَارِقِ بْنِ أَشْيَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ وَيَتْرُكُوا مَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِذَا
فَعَلُوا ذَلِكَ حُرِّمَتْ عَلَيَّ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ
إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى.

۸۲۳- حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ
بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا آيَةُ الْإِسْلَامِ
قَالَ أَنْ تَقُولَ أَسْلَمْتُ وَجْهِي لِلَّهِ وَتَخَلَّيْتُ
وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتُفَارِقَ
الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ فَلَمَّا كَانَ جَوَابُ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ
لَمَّا سَأَلَهُ عَنْ آيَةِ الْإِسْلَامِ أَنْ تَقُولَ أَسْلَمْتُ
وَجْهِي لِلَّهِ وَتَخَلَّيْتُ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ
الزَّكَاةَ وَتُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ
وَكَانَ التَّخَلِّي هُوَ تَرْكُ كُلِّ الْأَدْيَانِ إِلَى اللَّهِ ثَبَتَ
بِذَلِكَ أَنَّ كُلَّ مَنْ لَمْ يَتَخَلَّ مِمَّا سِوَى الْإِسْلَامِ
لَمْ يُعْلَمْ بِذَلِكَ دُخُولُهُ فِي الْإِسْلَامِ وَهَذَا
قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ
اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ.

درمیان تضاد ثابت نہ ہوا اور کافر پر اسلام کا حکم اس وقت تک نہیں لگایا جا
سکتا جب تک وہ توحید و رسالت کی گواہی دے کر اسلام کے سوا تمام
دینوں کا انکار نہ کر دے اور ان سے الگ نہ ہو جائے جیسا کہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حضرت ابو مالک سعید بن طارق بن اشیم اپنے والد سے
روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ نے فرمایا مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا حتی کہ وہ "لا الہ
الا اللہ" پڑھیں اور اللہ تعالی کے سوا جس کی پوجا کرتے ہیں اسے
چھوڑ دیں جب وہ ایسا کریں گے تو مجھ پر ان کے خون اور مال
حرام ہو جائیں گے مگر دین کا حق (حدود وغیرہ) باقی
ہے اور ان کا حساب اللہ تعالی کے ذمہ ہے۔

حضرت بہز بن حکیم نے اپنے والد سے اور انہوں نے
اپنے دادا سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا
رسول اللہ! اسلام کی نشانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تم کہو
"میں اللہ تعالی کے لیے اسلام لایا (دوسرے تمام ادیان سے
الگ ہو جاؤ۔ نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو مشرکین سے جدا ہو کر
مسلمانوں کے ساتھ مل جاؤ۔ تو جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسلام کی نشانی پوچھنے پر معاویہ بن حیدہ کو یہ جواب دیا کہ
کہو میں اللہ تعالی کے لیے اسلام لایا، پھر الگ ہو جاؤ، نماز
قائم کرو، زکوۃ ادا کرو اور مشرکوں سے الگ ہو کر مسلمانوں کے
ساتھ جا ملو، اور علیحدگی کا مطلب تمام (باطل) ادیان کو چھوڑ
کر اللہ تعالی کی طرف جانا ہے تو اس سے ثابت ہوا
کہ جو شخص اسلام کے علاوہ ادیان سے الگ نہیں
ہوتا تو اس سے اس کا اسلام میں داخل ہونا معلوم نہیں ہوتا۔

باب ۲۲۵ بُلُوغِ الصَّبِيِّ بِدُونِ الاِحْتِلَامِ فَيَكُونُ بِهِ فِي مَعْنَى الْبَالِغِينَ فِي سُهْمَانِ الرِّجَالِ وَفِي حِلِّ قَتْلِهِ فِي دَارِ الْحَرْبِ إِنْ كَانَ حَرْبِيًّا

۸۶۵ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ ثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ التَّمَّارُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ حَكَمَ عَلَى بَنِي قُرَيْظَةَ أَنْ يُقْتَلَ مِنْهُمْ مَنْ جَرَتْ عَلَيْهِ الْمُوسَى وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ وَذَرَارِيُّهُمْ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ حَكَمَ فِيهِمْ بِحُكْمِ اللَّهِ الَّذِي حَكَمَ بِهِ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ

۸۶۶ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَطِيَّةَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَرَّدُوهُ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَلَمْ يَرَوْا الْمُوسَى جَرَتْ عَلَى شَعْرِهِ يُرِيدُ عَانَتَهُ فَتَرَكُوهُ فَلَمْ يُقْتَلْ

۸۶۷ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا يَوْمَ حَكَمَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبَى ذَرَارِيُّهُمْ فَشَكُّوا فِيَّ فَلَمْ يَجِدُونِي أَنْبَتُّ الشَّعْرَ فَهَا أَنَا ذَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ

۸۶۸ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ

باب۔ احتلام کے بغیر بچے کا بالغ ہونا کہ وہ مردوں کے دو حصے لے سکے اور حربی ہونے کی صورت میں دار الحرب میں اس کو قتل کیا جا سکے۔

حضرت عامر بن سعد، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ جو استرا استعمال کر سکتا ہو (زیر ناف صاف کرنے کی طرف اشارہ ہے) اسے قتل کیا جائے ان کے مال تقسیم کئے جائیں اور ان کی اولاد کو قیدی بنایا جائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ بات عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے ساتھ فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے سات آسمان کے اوپر فرمایا:

حضرت مجاہد، بنو قریظہ کے ایک شخص عطیہ سے نقل کرتے ہیں اس نے ان کو بتایا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے قریظہ کے دن (لڑائی کی طرف اشارہ ہے) ان کو برہنہ کیا تو دیکھا کہ ان کے زیر ناف بالوں پر استرا پھرا ہوا نہیں تھا تو انہوں نے اسے قتل نہ کیا۔

حضرت عطیہ قرظی کہتے ہیں جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کیا تو ان دنوں میں لڑکا تھا انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا جائے اور بچوں کو قیدی بنایا جائے لوگوں نے میرے بارے میں شکایت کی تو انہوں نے میرے بال اُگے ہوئے نہ پائے تو اب میں تمہارے درمیان ہوں (یعنی قتل سے بچ گیا)

حضرت عبید اللہ بن عمرو، عبد الملک بن عمیر سے اور وہ حضرت عطیہ سے اسی کی مثل روایت کرتے

عن عطیة مثله۔

۸۷۹ - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطِيَّةُ الْقُرَظِيُّ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

ہیں۔

حضرت سفیان، حضرت عبدالملک بن عمیر سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں مجھے عطیہ قرظی نے بیان کیا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

۸۸۰ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَطِيَّةَ نَحْوَهُ۔

حضرت ابن ابی نجیح اور حضرت مجاہد سے وہ عطیہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۸۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطِيَّةُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

حضرت حماد کہتے ہیں مجھے حضرت عبدالملک بن عمیر نے خبر دی وہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عطیہ نے بیان کیا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا۔

۸۸۲ - حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجٌ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبْنَاءُ قُرَيْظَةَ أَنَّهُمْ عُرِضُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَمَنْ كَانَ مُحْتَلِمًا أَوْ نَبَتَتْ عَانَتُهُ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ احْتَلَمَ أَوْ لَمْ تَنْبُتْ عَانَتُهُ تُرِكَ۔

حضرت ربیع موذن، محمد بن خزیمہ اور احمد بن داؤد اپنی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں حضرت کثیر بن سائب سے مروی ہے فرماتے ہیں مجھ سے قریظہ کے بیٹوں نے بیان کیا کہ قریظہ کے دن انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو جسے احتلام آتا تھا یا اس کے زیر ناف بال اگ آئے تھے اسے قتل کیا گیا اور جس کو احتلام نہیں آتا تھا یا اس کے زیر ناف بال نہیں اگے تھے اسے چھوڑ دیا گیا۔

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذِهِ الْآثَارِ فَقَالُوْا لَا يُحْكَمُ لِأَحَدٍ بِالْبُلُوْغِ إِلَّا بِالْاِحْتِلَامِ أَوْ بِإِنْبَاتِ عَانَتِهِ۔

ذَكَرُوْا فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا عَمَّنْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَصْحَابِهِ۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى أُمَرَاءِ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے ان آثار کو اپناتے ہوئے فرمایا کہ بالغ ہونے کا حکم اسی پر لگایا جائے جس کو احتلام آتا ہو یا اس کے زیر ناف بال اگے ہوں۔

انہوں نے اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی ذکر کیے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت اسلم سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لشکروں کے امیروں کو لکھا کہ ان پر جزیہ نافذ کریں جو استرا

الأجناد أن لا تضربوا الجزية إلا على من جرت عليه المواسي.

۸۷۴ - حَدَّثَنَا محمد بن خزيمة قال ثنا الحجاج قال ثنا حماد قال أخبرنا أيوب وعبيد الله عن نافع عن أسلم عن عمر مثله.

۸۷۵ - حَدَّثَنَا ابن مرزوق قال ثنا وهب قال ثنا شعبة عن أبي حصين عن عبد الله بن عبيد بن عمير عن أبيه أحسبه قال أتي عثمان بغلام قد سرق فقال انظروا إلى اخضر ميزره فإن كان قد اخضر فاقطعوه وإن لم يكن اخضر فلا تقطعوه.

۸۷۶ - حَدَّثَنَا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال حدثني حرملة بن عمران التجيبي أن تميم بن فرع المهري حدثه أنه كان في الجيش الذين فتحوا الإسكندرية في المرة الآخرة فلم يقسم لي عمرو بن العاص من الفيء شيئا وقال غلام لم يحتلم حتى كاد يكون بين قومي وبين ناس من قريش في ذلك ثائرة فقال القوم فيكم ناس من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فسلوهم فسألوا أبا نضرة الغفاري وعقبة بن عامر الجهني صاحبي النبي صلى الله عليه وسلم فقالا انظروا فإن كان قد أنبت الشعر فاقسموا له قال فنظر إلى بعض القوم فإذا أنا قد أنبت فقسم لي.

قَالَ أبو جعفر وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا قد يكون البلوغ بهذين المعنيين وبمعنى ثالث وهو أن تمر

استعمال کرتے ہوں۔

حضرت ایوب اور حضرت عبید اللہ، حضرت نافع سے وہ حضرت اسلم سے اور وہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابو حصین، حضرت عبد اللہ بن عبید بن عمیر سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں (حضرت ابو حصین فرماتے ہیں) میرا خیال ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لڑکا لایا گیا جس نے چوری کی تھی آپ نے فرمایا دیکھو اس کے زیر ناف سبز ہو چکی ہے (یعنی بال اگ آتے ہیں) اگر سبز ہو گئی ہے تو اس کا ہاتھ کاٹو اور اگر سبز نہیں تو نہ کاٹو۔

حضرت حرملہ بن عمران تجیبی فرماتے ہیں کہ تمیم بن فرع مہری نے ان سے بیان کیا کہ وہ اس لشکر میں تھے جس نے دوسری بار اسکندریہ کو فتح کیا تھا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مال فے میں سے مجھے حصہ نہ دیا اور فرمایا یہ لڑکا ہے اور اسے احتلام نہیں ہوا حتی کہ قریب تھا کہ اس سلسلے میں میری قوم اور قریش کے کچھ لوگوں کے درمیان خونریزی ہو جاتی کچھ لوگوں نے کہا کہ تمہارے درمیان بعض صحابہ کرام موجود ہیں ان سے پوچھو، انہوں نے ابو نضرہ غفاری اور عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہما سے پوچھا یہ دونوں صحابی تھے انہوں نے فرمایا دیکھو اگر بال اگ آئے ہیں تو انہیں حصہ دو وہ فرماتے ہیں کچھ لوگوں نے مجھے دیکھا تو بال اگے ہوئے تھے چنانچہ مجھے بھی حصہ دیا گیا۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سلسلے میں دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی وہ فرماتے ہیں کہ بلوغت کے لیے ان دو کے علاوہ ایک تیسرا سبب بھی ہے وہ یہ کہ

خمس عشرة سنة فلا يحتلم ولا ينبت فهو ايضا بذلك في حكم البالغين.

واحتجوا في ذلك بما حدثنا

٨٦٨- ابو بشر الرقي قال ثنا ابو معاوية الضرير عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال عرضت على النبي صلى الله عليه وسلم يوم احد وانا ابن اربع عشرة سنة فلم يجزني في المقاتلة وعرضت عليه يوم الخندق وانا ابن خمس عشرة سنة فاجازني في المقاتلة قال نافع وحدثت عمر بن عبد العزيز بهذا الحديث فقال هذا شبه الحد بين الذرية والمقاتلة فامر امراء الاجناد ان يفرض لمن كان في اقل من خمس عشرة سنة في الذرية ومن كان في خمس عشرة سنة في المقاتلة.

٨٦٩- حدثنا سليمان بن شعيب قال ثنا ابي عن يعقوب بن ابراهيم ابي يوسف عن عبيد الله فذكر باسناده مثله.

٨٧٠- حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا يوسف بن عدي قال ثنا ابن المبارك عن عبيد الله فذكر باسناده مثله ولم يذكر ما فيه من قول نافع وحدثت بذلك عمر بن عبد العزيز الى آخر الحديث.

٨٧١- قالوا فلما اجاز رسول الله صلى الله عليه وسلم ابن عمر لخمس عشرة سنة ورده لما دونها ثبت بذلك ان حكم ابن خمس عشرة سنة حكم البالغين في احكامه كلها وان حكم من كان سنه دونها حكم غير البالغين في احكامه كلها

بچے پر پندرہ سال گزر جائیں اور اسے احتلام نہ ہو اور نہ ہی اس کے بال اگیں تو وہ بھی بالغوں کے حکم میں ہوگا۔

انہوں نے اس سلسلے میں ان روایات سے استدلال کیا ہے

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں غزوۂ احد کے دن مجھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا اس وقت میں چودہ سال کا تھا تو آپ نے مجھے جہاد کی اجازت نہ دی اور غزوۂ خندق کے موقع پر جب کہ میں پندرہ سال کا تھا مجھے پیش کیا گیا تو آپ نے مجھے لڑنے کی اجازت دے دی۔ حضرت نافع فرماتے ہیں میں نے یہ حدیث حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا بچوں اور لڑنے والوں کے درمیان یہ حد زیادہ مناسب ہے چنانچہ انہوں نے امراء لشکر کو حکم دیا کہ پندرہ سال سے کم عمر والوں کو بچے شمار کیا جائے اور پندرہ سال والوں کو مجاہدین میں شامل کیا جائے۔

حضرت یعقوب بن ابراہیم (یعنی) امام ابو یوسف رحمہ اللہ حضرت عبید اللہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت ابن مبارک حضرت عبید اللہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا لیکن اس میں حضرت نافع کا قول کہ میں نے یہ حدیث حضرت عمر بن عبد العزیز سے بیان کی آخر تک ذکر نہیں کیا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پندرہ سال کی عمر میں اجازت دی اور کم عمر میں روک دیا تو اس سے ثابت ہوا کہ تمام احکام میں پندرہ سالہ لڑکا بالغوں کی طرح ہے اور اس سے کم عمر والا نابالغوں کے حکم میں ہے البتہ یہ کہ پہلی دو وجوہ

إلا من ظهر بلوغه قبل ذلك لمعنى من المعنيين الأولين.

٨٨١ - قالوا: وقد شد هذا المعنى أيضا وتأويله ذلك الحديث عمر بن عبد العزيز وهذا قول أبي يوسف وجماعة من أصحابنا غير أن محمد بن الحسن كان لا يرى الإنبات دليلا على البلوغ وعن أبي حنيفة أنه كان لا يرى من مرت عليه خمس عشرة سنة ولم يحتلم ولم ينبت في معنى المحتلمين حتى يأتي عليه تسع عشرة سنة حدثني سليمان بن شعيب عن أبيه عن محمد بن الحسن.

٨٨٢ - وقد روي عنه أيضا خلاف ذلك حدثنا أحمد بن أبي عمران قال ثنا محمد بن سماعة قال سمعت أبا يوسف يقول قال أبو حنيفة إذا تمت عليه ثماني عشرة سنة فقد صار مثلك في أحكام الرجال ولم يختلف عنه جميعا في هاتين الروايتين في الجارية أنها إذا مرت عليها سبع عشرة سنة أنها تكون بمنزلة التي قد حاضت وكان أبو يوسف رحمة الله عليه يجعل الغلام والجارية سواء في مرور الخمس عشرة سنة عليهما ويجعلهما بذلك في حكم البالغين وكان محمد بن الحسن رحمة الله عليه يذهب في الغلام إلى قول أبي يوسف رحمة الله وفي الجارية إلى قول أبي حنيفة رحمة الله عليه.

وكان من الحجة لأبي حنيفة على أبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم

سے اس کا بلوغ ظاہر ہو جائے

یہ حضرات مزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا اس حدیث کو قبول کرنا اور اس کی تاویل کرنا اسے مزید قوت دیتا ہے یہ حضرت امام ابو یوسف اور ہمارے اصحاب (احناف) کی ایک جماعت کا قول ہے حضرت محمد بن حسن رحمہ اللہ بالوں کے اگنے کو بالغ ہونے کی دلیل نہیں سمجھتے، اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جو بچہ پندرہ سال کا ہو جائے اور اسے احتلام نہ آئے اور نہ اس کے زیر ناف بال اگیں وہ اسے بالغوں کے حکم میں نہیں سمجھتے حتی کہ وہ انیس سال کا ہو جائے سلیمان بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت امام محمد بن حسن سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

حضرت احمد بن ابو عمران فرماتے ہیں محمد بن سماعہ نے ان سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے سنا وہ فرماتے تھے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا جب بچہ اٹھارہ سال کا ہو جائے تو وہ مردوں کے احکام کا پابند ہو جاتا ہے امام ابو حنیفہ کا تمام فقہاء کرام نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ان دو روایتوں میں لڑکی کا فرق نہیں کیا جب وہ سترہ سال کی ہو جائے تو وہ حیض والی عورت کی طرح ہو جاتی ہے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ پندرہ سال گزرنے کے سلسلے میں لڑکے لڑکی کو برابر قرار دیتے ہیں اور اس صورت میں دونوں کو بالغوں کے حکم میں سمجھتے ہیں حضرت امام محمد رحمہ اللہ لڑکے کے معاملے میں حضرت امام ابو یوسف کے قول کو اپناتے ہیں جب کہ لڑکی کے سلسلے میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرتے ہیں۔

حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے خلاف حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عمر

حنيفة رحمة الله عليه لا ينكر أن يفرض للصبيان إذا كانوا يحتملون القتال ويحضرون الحرب وإن كانوا غير بالغين.

۸۸۴- وقد روي عن البراء بن عازب رضي الله عنه فيما كان من رسول الله صلى الله عليه وسلم في أمر ابن عمر خلاف ما روي عن ابن عمر رضي الله عنهما.

۸۸۵- حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا يوسف بن عدي قال ثنا عبد الله بن إدريس عن مطرف عن أبي إسحاق عن البراء بن عازب قال عرضني رسول الله صلى الله عليه وسلم أنا وابن عمر يوم بدر فاستصغرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم أجازنا يوم أحد.

۸۸۶- قال أبو جعفر ففي هذا الحديث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أجاز ابن عمر يوم أحد وهو يومئذ ابن أربع عشرة سنة فخالف ذلك ما رويناه في حديث ابن عمر رضي الله عنهما ولما انتفى أن يكون في ذلك الحديث حجة لأحد الفريقين على الفريق الآخر التمسنا حكم ذلك من طريق النظر لنستخرج من القولين اللذين ذهب أبو حنيفة إلى أحدهما وأبو يوسف إلى الآخر منهما قولا صحيحا فاعتبرنا ذلك فرأينا الله قد جعل عدة الحرة إذا كانت ممن تحيض ثلاثة قروء وجعل عدتها إذا كانت ممن لا تحيض من صغر أو كبر ثلاثة أشهر فجعل بدلا من حيضة شهرا وقد تكون المرأة تحيض في أول الشهر وفي آخره فيجتمع لها في شهر واحد حيضتان وقد تكون بين حيضتيها

اس بات سے انکار نہیں فرماتے کہ جب بچے لڑنے کے قابل ہو جائیں اور لڑائی میں شریک ہوں تو ان کا حصہ مقرر کیا جائے اگرچہ وہ بالغ نہ ہوں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے معاملے میں جو کچھ خود ان سے مروی ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اس کی خلاف مروی ہے۔

حضرت ابو اسحٰق، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں بدر کے دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سامنے بلایا پھر ہمیں چھوٹا قرار دیا اور جنگ احد کے دن اجازت دے دی۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اُحد کے دن چودہ سال کی عمر میں (لڑنے کی) اجازت دے دی یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں مروی بات کے خلاف ہے تو جب یہ حدیث کسی ایک فریق کی دوسرے کے خلاف دلیل نہ ہو سکی تو ہم نے غور وفکر اور قیاس کے طور پر اس کا حکم تلاش کیا تاکہ ہم ان دو قولوں میں سے صحیح قول کو واضح کریں جن میں سے ایک کو امام اعظم رحمہ اللہ نے اور دوسرے کو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اپنایا ہے تو ہم نے اس پر غور کرتے ہوئے دیکھا کہ اگر عورت کو حیض آتا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عدت تین قروء (حیض) مقرر فرمائی ہے اور اگر کم عمری یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت تین مہینے مقرر فرمائی تو حیض کی جگہ مہینے کو رکھا بعض اوقات عورت کو مہینے کے شروع اور آخر میں حیض آتا ہے اس طرح ایک مہینے میں دو حیض جمع ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات اس کے دو حیضوں کے درمیان دو مہینے یا اس سے زیادہ ہوتے ہیں تو

... الْأَكْثَرِ وَجُعِلَ الْخَلَفُ فِي الْحَيْضَةِ ... أُمُورِ النِّسَاءِ بِأَنَّ أَكْثَرَهُنَّ تَحِيضُ ... الْغَالِبِ ... حَيْضَةً وَاحِدَةً فَلَمَّا كَانَ كَذَلِكَ ... الْأَشْهُرِ ... الِاحْتِلَامِ يَجِبُ بِهِ لِلصَّبِيِّ حُكْمُ الْبَالِغِينَ ... الِاحْتِلَامِ وَأَجْمَعُوا أَنَّ هُنَاكَ خَلَفًا مِنْهُ ... قَالَ قَوْمٌ هُوَ بُلُوغُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً وَ ... قَالَ آخَرُونَ هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ مِنَ ... يَجْعَلُ ذَلِكَ الْخَلَفُ عَلَى أَغْلَبِ مَا ... فِيهِ الِاحْتِلَامُ فَهُوَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً ... أَكْثَرَ الِاحْتِلَامِ احْتِلَامُ الصِّبْيَانِ وَحَيْضُ ... فِي هَذَا الْمِقْدَارِ يَكُونُ وَلَا يَجْعَلُ عَلَى ... مِنْ ذَلِكَ وَلَا عَلَى أَكْثَرَ لِأَنَّ ذَلِكَ إِنَّمَا ... فِي الْخَاصِّ وَلَا نَعْتَبِرُ حُكْمَ الْخَاصِّ فِي ذَلِكَ ... نَعْتَبِرُ أَمْرَ الْعَامِّ كَمَا لَمْ نَعْتَبِرْ أَمْرَ الْخَاصِّ ... جُعِلَ خَلَفًا فِي الْحَيْضِ وَاعْتُبِرَ أَمْرُ الْعَامِّ ... بِالنَّظَرِ الصَّحِيحِ فِي هَذَا الْبَابِ كُلِّهِ مَا ... إِلَيْهِ أَبُو يُوسُفَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ بِالنَّظَرِ ... وَانْتَفَى مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُو حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٌ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا.

عام عورتوں کے اعتبار سے حیض کا نائب مقرر فرمایا یعنی تین مہینے کیونکہ عام عورتوں کو ہر مہینے میں ایک حیض آتا ہے جب معاملہ اس طرح ہے تو ہم دیکھتے ہیں احتلام سے بچے کے لیے بالغوں کا حکم واجب ہو جاتا ہے اور جب احتلام نہ ہو تو اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس کا کوئی نائب ہے تو ایک جماعت نے کہا کہ وہ پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جانا ہے دوسروں نے فرمایا کہ وہ اس سے کچھ زیادہ ہے تو عام طور پر جس عمر میں احتلام ہوتا ہے اور وہ پندرہ سال کی عمر ہے تو اس اعتبار سے نائب مقرر کیا گیا کیونکہ عام طور پر بچوں کو احتلام اور بچیوں کو حیض اسی عمر میں آتا ہے اس سے کم یا زیادہ عمر کو مقرر نہیں کیا کیونکہ وہ خاص حالات میں ہوتا ہے اور اس سلسلے میں ہم خاص کا حکم معتبر نہیں مانتے بلکہ عام کے حکم کا اعتبار کرتے ہیں جس طرح حیض کے مسئلے میں عمومی حالات کا اعتبار کر کے نائب (تین ماہ) مقرر کیا گیا تو اس بات میں حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول صحیح قیاس سے ثابت ہو گیا حدیث سے ثابت شدہ اور حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے مذہب کی نفی ہو گئی۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فِي هَذَا نَحْوٌ مِنْ قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ الَّذِي رَوَاهُ أَبُو يُوسُفَ عَنْهُ.

اس سلسلے میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اس قول کی طرح مروی ہے جو حضرت ابو یوسف رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

۱۸۰۔ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ أَيْ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ سَنَةً وَمِثْلُهَا فِي سُورَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ.

حضرت عطاء بن دینار، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں "اور یتیموں کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اچھے طریقے سے یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائیں" یعنی اٹھارہ سال کے ہو جائیں سورۃ بنی اسرائیل میں بھی اسی طرح ہے۔

بَابُ مَا نُهِيَ عَنْ قَتْلِهِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ فِي دَارِ الْحَرْبِ

۸۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ قَتْلِ الْوِلْدَانِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَقْتُلُهُمْ۔

۸۸۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ مِنْ صِبْيَانِ الْمُشْرِكِينَ أَحَدًا فَكَتَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَا حَاضِرٌ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَقْتُلُ مِنْهُمْ أَحَدًا۔

۸۸۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا بَعَثَ جُيُوشَهُ قَالَ لَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ۔

۸۹۰۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَقْتُولَةٌ فِي بَعْضِ الْمَغَازِي فَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ۔

۸۹۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ

باب۔ دار الحرب میں عورتوں اور بچوں کے قتل سے ممانعت

حضرت قتادہ، حضرت عکرمہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نجدہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھ کر بچوں کو قتل کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ان کو لکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قتل نہیں کرتے تھا۔

حضرت یزید بن ہرمز فرماتے ہیں نجدہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو لکھ کر پوچھا کہ کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے بچوں میں سے کسی کو قتل کرتے تھے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا اور اس وقت میں بھی موجود تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی کو بھی قتل نہیں کرتے تھے۔

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لشکروں کو بھیجتے وقت فرماتے بچوں کو قتل نہ کرنا۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے ایک جنگ کے موقع پر ایک مقتولہ عورت کو پایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔

حضرت مالک، حضرت نافع سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں لیکن انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

ذکر نہیں کیا۔

۸۹۲۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت جویریہ، حضرت نافع سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۸۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَغَيْرُهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ۔

حضرت مالک بن انس اور دوسرے حضرات حضرت نافع سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔

۸۹۴۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ حِينَ بَعَثَ إِلَى ابْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ۔

حضرت ابن کعب بن مالک اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو ابن ابی حقیق کی طرف بھیجا تو عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔

۸۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ ثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى الَّذِينَ قَتَلُوا ابْنَ أَبِي الْحُقَيْقِ حِينَ خَرَجُوا إِلَيْهِ عَنْ قَتْلِ الْوِلْدَانِ وَالنِّسَاءِ۔

حضرت عبدالرحمن بن کعب بن مالک، حضرت کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جنہوں نے ابن ابی حقیق کو قتل کیا تھا جب وہ اس (ابن ابی حقیق) کی طرف نکلے تو بچوں اور عورتوں کے قتل سے منع فرمایا۔

۸۹۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عُقْبَةُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَابِسٍ عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً قَالَ لَهُمْ لَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا وَلَا امْرَأَةً۔

حضرت علقمہ بن مرثد، حضرت ابن بریدہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی لشکر بھیجتے تو ان سے فرماتے کہ کسی بچے اور عورت کو قتل نہ کرنا۔

۸۹۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ

حضرت ابن مرزوق اور حضرت ابو بشر رقی اپنی اپنی سند سے حضرت سلیمان بن بریدہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب

عن عادة أنه لا يحل أن يقصد إلى قتل غيرهم إذا كان لا يؤمن في ذلك تلفهم من ذلك إن أهل الحرب إذا تترسوا بصبيانهم فكان المسلمون لا يستطيعون رميهم إلا بإصابة صبيانهم فحرام عليهم رميهم وكذلك إن تحصنوا بحصن وجعلوا فيه الولدان فحرام علينا رمي ذلك الحصن عليهم إذا كنا نخاف من ذلك إصابة صبيانهم ونسائهم واحتجوا بالآثار التي رويناها في صدر هذا الباب.

ووافقهم آخرون على صحة هذه الآثار وعلى تواترها وقالوا وقع النهي في ذلك إلى القصد إلى قتل النساء والولدان فأما على طلب قتل غيرهم ممن لا يوصل إلى ذلك منه إلا بتلف صبيانهم ونسائهم فلا بأس بذلك.

۹۰۵ - واحتجوا في ذلك بما حدثنا يونس قال ثنا سفيان عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن ابن عباس عن الصعب بن جثامة قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أهل الدار من المشركين يبيتون ليلا فيصاب من نسائهم وصبيانهم فقال هم منهم.

۹۰۶ - حدثنا ابن مرزوق قال ثنا بشر بن عمر قال ثنا حماد بن زيد عن عمرو بن دينار عن ابن عباس عن الصعب بن جثامة قال قيل يا رسول الله إن خيلنا أوطأت أولاد المشركين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هم من آبائهم.

کسی عورت اور بچے کو کسی حالت میں قتل کرنا جائز نہیں اور ان کے علاوہ لوگوں کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کرنا صحیح نہیں جب ان کے ضائع ہونے کا ڈر ہو مثلاً جب حربی لڑنے والے اپنے بچوں کو ڈھال بنائیں (آگے کر دیں) اور مسلمان ان (بچوں اور عورتوں) پر تیر اندازی کے بغیر ان پر تیر نہ برسا سکتے ہوں تو ان پر تیر برسانا حرام ہے اسی طرح اگر وہ قلعے میں بند ہو جائیں اور اس میں بچوں کو رکھیں تو اس قلعے میں ان پر تیر اندازی کرنا بھی حرام ہے جبکہ ہمیں ڈر ہو کہ یہ تیر ان کے بچوں اور عورتوں تک پہنچیں گے ان حضرات نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جنہیں ہم نے باب کے شروع میں ذکر کیا۔

دوسرے حضرات نے ان روایات کی صحت اور تواتر پر ان سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ عورتوں اور بچوں کو قصداً قتل کرنے کی ممانعت ہے البتہ اس صورت میں ان بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا جائز ہے جب دوسروں کو قتل کرنا مقصود ہو لیکن ان کو قتل کئے بغیر ان تک نہ پہنچ سکیں۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان مشرکین کے بارے میں پوچھا گیا [illegible] کو اپنے گھروں میں سوتے ہیں پھر ان کی عورتیں اور بچے پکڑے جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا وہ ان میں سے ہیں۔

ایک دوسری سند سے حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھوڑوں نے مشرکین کے بچوں کو روند دیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنے باپ دادا میں سے ہیں۔

۴۰۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا شُرَيْحُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَنُغِيرُ عَلَى دُورِ الْمُشْرِكِينَ نَفْتَحُهَا فِي الْغَارَةِ فَنُصِيبُ الْوِلْدَانَ تَحْتَ بُطُونِ الْخَيْلِ وَلَا نَشْعُرُ فَقَالَ إِنَّهُمْ مِنْهُمْ.

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ حضرت ابن عباس سے اور وہ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوٹ مار میں مشرکین کا کوئی گھر فتح کرتے ہیں اور ان کے بچے ہمارے گھوڑوں کے پاؤں تلے روندے جاتے ہیں جب کہ ہمیں پتہ نہیں چلتا آپ نے فرمایا وہ ان میں سے ہیں۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَلَمَّا نَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْغَارَةِ وَقَدْ كَانُوا يُصِيبُونَ فِيهَا الْوِلْدَانَ وَالنِّسَاءَ الَّذِينَ يَحْرُمُ الْقَصْدُ إِلَى قَتْلِهِمْ دَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ مَا أَبَاحَ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ لِمَعْنًى غَيْرِ الْمَعْنَى الَّذِي مِنْ أَجْلِهِ حَظَرَ مَا حَظَرَ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ وَأَنَّ مَا حَظَرَ فِي الْآثَارِ الْأُوَلِ هُوَ الْقَصْدُ إِلَى قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِي أَبَاحَ هُوَ الْقَصْدُ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَإِنْ كَانَ فِي ذٰلِكَ تَلَفُ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ لَا يَحِلُّ الْقَصْدُ إِلَى تَلَفِهِ حَتَّى تَصِحَّ هٰذِهِ الْآثَارُ الْمَرْوِيَّةُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَتَضَادَّ.

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ مار سے منع نہیں فرمایا اور اس میں ان کے بچوں اور عورتوں تک بھی پہنچتے تھے جن کو ارادتاً قتل کرنا حرام ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان روایات میں جواز کا سبب وہ نہیں ہے جو ان کے قتل کی حرمت کا باعث ہے اور وہ گزشتہ روایات میں مذکور ہے پہلی روایات میں جو ممانعت ہے وہ ان عورتوں اور بچوں کو قصداً قتل کرنا ہے اور جواز کی صورت یہ ہے کہ مشرکین کو قتل کرنے کا ارادہ کیا جائے اگرچہ اس میں وہ لوگ ہلاک ہو جائیں جن کو قصداً ہلاک کرنا جائز نہیں اس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی تمام احادیث صحیح قرار پائیں گی اور ان کے درمیان تضاد نہیں ہوگا۔

وَقَدْ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِالْغَارَةِ عَلَى الْعَدُوِّ وَأَغَارَ عَلَى الْآخَرِينَ فِي آثَارٍ عِدَّةٍ قَدْ ذَكَرْنَاهَا فِي بَابِ الدُّعَاءِ قَبْلَ الْقِتَالِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا يُحِيطُ بِهِ عِلْمُنَا أَنَّهُ قَدْ كَانَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَأْمَنُ مِنْ تَلَفِ الْوِلْدَانِ وَالنِّسَاءِ فِي ذٰلِكَ وَلٰكِنَّهُ أَبَاحَ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن پر حملہ آور ہونے کی اجازت دی اور آپ نے ان لوگوں پر حملہ کیا جیسا کہ ہم نے "جہاد سے پہلے اسلام کی دعوت" کے باب میں متعدد روایات ذکر کی ہیں اور جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا حالانکہ آپ جانتے تھے کہ اس صورت میں ان کے بچے اور عورتیں ہلاکت سے بچ نہیں سکتے لیکن اس کے باوجود آپ نے ان کو اجازت

ذٰلِكَ لَهُمْ لِأَنَّ قَصْدَهُمْ كَانَ إِلَى غَيْرِ تَلَفِهِمْ. فَهٰذَا يُوَافِقُ الْمَعْنَى الَّذِي ذَكَرْتُ مِمَّا فِي حَدِيثِ الصَّعْبِ وَالنَّظَرُ يَدُلُّ عَلَى ذٰلِكَ أَيْضًا.

دی کیونکہ ان کا ارادہ ان کو ہلاک کرنا نہ تھا۔
یہ تاویل اس معنی کے موافق ہے جو میں نے (امام طحاوی) حضرت صعب رضی اللہ عنہ کی روایت کے ضمن میں ذکر کیا اور قیاس بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔

۹۰۸- وَقَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِي عَضَّ ذِرَاعَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَ ذِرَاعَهُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتَا الْعَاضِّ أَنَّهُ أَبْطَلَ ذٰلِكَ وَتَوَاتَرَتْ عَنْهُ الْآثَارُ فِي ذٰلِكَ.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں روایت آئی ہے جس کا بازو کسی نے کاٹا تو اس نے اپنا بازو باہر نکالا جس سے اس (بازو کاٹنے والے) کے اگلے دانت ٹوٹ گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا معاوضہ معاف کر دیا اس سلسلے میں آپ سے متواتر روایات مروی ہیں۔

۹۰۹- فَمِنْهَا مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الْوَهْبِيُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ عَمَّيْهِ سَلَمَةَ بْنِ أُمَيَّةَ وَيَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَمَعَنَا صَاحِبٌ لَنَا فَقَاتَلَ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَعَضَّ الرَّجُلُ ذِرَاعَهُ فَجَبَذَهَا مِنْ فِيهِ فَنَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْتَمِسُ الْعَقْلَ فَقَالَ يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ فَيَعَضُّهُ عَضِيضَ الْفَحْلِ ثُمَّ يَأْتِي يَطْلُبُ الْعَقْلَ لَا عَقْلَ لَهُمَا فَأَبْطَلَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت صفوان بن عبد اللہ بن صفوان اپنے دو چچوں سلمہ بن امیہ اور یعلی بن امیہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ تبوک کے لیے گئے ہمارے ساتھ ہمارا ایک ساتھی بھی تھا وہ ایک مسلمان شخص سے لڑ پڑا تو اس شخص نے اس کا بازو کاٹا اس نے اس کے منہ سے کھینچا تو اس کے سامنے کے دانت نکل آئے وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دیت کا مطالبہ کرنے لگا آپ نے فرمایا تم میں سے ایک اپنے بھائی کے پاس جا کر اونٹ کی طرح اسے کاٹتا ہے پھر آ کر دیت کا مطالبہ کرتا ہے ان دونوں کے لیے دیت نہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کا معاوضہ باطل کر دیا۔

۹۱۰- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ حَدَّثَهُ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ كَانَ لِي أَجِيرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَانْتَزَعَ إِصْبَعَهُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتَاهُ فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ قَالَ عَطَاءٌ حَسِبْتُ أَنَّ صَفْوَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَ

حضرت عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں حضرت صفوان بن یعلی بن امیہ نے ان سے بیان کیا وہ حضرت یعلی بن امیہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میرے پاس ایک مزدور تھا اس نے ایک آدمی سے لڑائی کی تو ان میں سے ایک نے دوسرے کو کاٹ دیا اس نے اپنی انگلی کھینچی تو اس (کاٹنے والے) کے سامنے کے دانت گر گئے وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کے دانتوں کا معاوضہ باطل قرار دیا حضرت عطاء فرماتے ہیں میرا خیال ہے حضرت صفوان نے فرمایا کہ

على آله وسلم أيدع يده في فيك فتقضمها
كقضم الجمل.

٩١١- حدثنا ابن مرزوق قال ثنا أبو عامر العقدي قال ثنا شعبة عن الحكم عن مجاهد عن يعلى بن أمية فذكر نحوه إلا أنه قال كقضم البكر.

٩١٢- حدثنا ابن مرزوق قال ثنا حبان قال ثنا يزيد قال ثنا قتادة عن زرارة بن أوفى عن عمران بن حصين أن رجلا عض ذراع رجل فانتزع ذراعه فسقطت ثنيتا الذي عضه فقال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم أردت أن تقضم يد أخيك كما يقضم الفحل فأبطلها.

٩١٣- حدثنا علي بن معبد قال ثنا عبد الوهاب بن عطاء قال أخبرنا شعبة عن قتادة فذكر بإسناده مثله.

قال أبو جعفر فلما كان المعضوض يده وإن كان في ذلك تلف ثنايا غيره وكان حراما عليه القصد إلى نزع ثنايا غيره بغير إخراج يده من فيه ولم يكن القصد في ذلك إلى غير التلف كالقصد إلى التلف في الإثم ولا في وجوب العقل كان كذلك كل من له أخذ شيء وفي أخذه إياه تلف غيره مما يحرم عليه القصد إلى التلف كان له القصد إلى أخذ ما له أخذه من ذلك وإن كان فيه تلف ما يحرم عليه القصد إلى تلفه فكذلك العدو قد جعل لنا قتالهم وحرم علينا قتل نسائهم وولدانهم فحرام علينا القصد إلى ما نهينا عنه من ذلك

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ اپنے ہاتھ کو تمہارے منہ میں چھوڑ دیتا کہ تم اسے اونٹ کی طرح چباتے۔

حضرت حکم حضرت مجاہد سے اور وہ حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے فرمایا کہ جوان اونٹ کی طرح چبا لیتا۔

حضرت زرارہ بن اوفی حضرت عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دوسرے آدمی کا بازو دانتوں سے کاٹا اس نے اپنا بازو کھینچا تو کاٹنے والے کے سامنے کے دانت گر گئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا ارادہ تھا کہ اپنے بھائی کا ہاتھ چبا لیتے جیسے اونٹ چبا لیتا ہے آپ نے اس کا معاوضہ باطل قرار دیا۔

حضرت شعبہ، حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس آدمی کا ہاتھ کاٹا گیا جب اس نے اپنا ہاتھ نکالا اگرچہ اس میں دوسرے آدمی کے دانت ضائع ہو گئے اور اس کے منہ سے ہاتھ نکالے بغیر دانتوں کو نکالنے کا قصد کرنا بھی حرام تھا اور اس سلسلے میں دانت ضائع کرنے کا ارادہ نہ کرنا اور اس کا ارادہ کرنا گناہ اور دیت کے اعتبار سے برابر نہیں، تو اسی طرح ہر وہ شخص جس کو کسی چیز کے لینے کا اختیار ہو اور اس کے لینے میں دوسرے کا ایسا نقصان ہوتا ہو جس کا قصد کرنا حرام ہے تو پھر بھی وہ شخص اپنی چیز لے سکتا ہے اگرچہ اس میں وہ چیز ضائع ہو رہی ہو جس کا قصداً ضائع کرنا حرام ہے یہی معاملہ دشمنوں کا ہے کہ ہمیں ان سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا ہم پر حرام ہے پس جس بات سے ہمیں روکا گیا ہے اس کا ارادہ کرنا حرام ہے لیکن جو کچھ ہمارے لیے جائز ہے اس کا ارادہ کرنا جائز

وَحَلَالٌ لَنَا الْقَصْدُ إِلَى مَا أُبِيحَ لَنَا وَإِنْ كَانَ فِيهِ تَلَفُ مَا قَدْ حُرِّمَ عَلَيْنَا مِنْ غَيْرِهِ وَلَا ضَمَانَ عَلَيْنَا فِي ذَلِكَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔

ہے اگرچہ اس میں وہ چیز ضائع ہوتی ہے جس کو ضائع کرنا حرام ہے لہٰذا اس سلسلے میں ہم پر کوئی تاوان نہیں ہوگا حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

بَابُ ٣٢: الشَّيْخُ الْكَبِيرُ هَلْ يُقْتَلُ فِي دَارِ الْحَرْبِ أَمْ لَا

باب: بہت بوڑھے شخص کو دار الحرب میں قتل کرسکتے ہیں یا نہ؟

٩١٤- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللَّهُ أَصْحَابَهُ۔

حضرت ابوبردہ، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ نے ابو عامر کی سربراہی میں ایک لشکر اوطاس کی طرف بھیجا درید ابن صمہ کے ساتھ ان کا مقابلہ ہوا تو درید قتل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذَا فَقَالُوا لَا بَأْسَ بِقَتْلِ الشَّيْخِ الْكَبِيرِ فِي دَارِ الْحَرْبِ وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَبِأَنَّ دُرَيْدًا قَدْ كَانَ حِينَئِذٍ فِي حَالِ مَنْ لَا يُقَاتِلُ۔

٩١٥- وَرَوَوْا فِي ذَلِكَ مَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ بُهْلُولٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ وَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ أَوْطَاسٍ فَأَدْرَكَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ رَبِيعَةُ بْنُ رُفَيْعٍ فَأَخَذَ بِخِطَامِ جَمَلِهِ وَهُوَ يَظُنُّ أَنَّهُ امْرَأَةٌ فَإِذَا هُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ فَقَالَ مَاذَا تُرِيدُ مِنِّي قَالَ أَقْتُلُكَ ثُمَّ ضَرَبَهُ بِسَيْفِهِ قَالَ فَلَمْ يُغْنِ شَيْئًا فَقَالَ بِئْسَمَا سَلَّحَتْكَ أُمُّكَ خُذْ سَيْفِي هَذَا مِنْ مُؤَخَّرِ رَحْلِي ثُمَّ اضْرِبْ وَارْفَعْ عَنِ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ لڑائی میں بہت بوڑھے شخص کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں انہوں نے اس سلسلے میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور ان دنوں درید لڑائی لڑنے کی حالت میں نہیں تھا بہت بوڑھا تھا انہوں نے اس سلسلے میں مزید روایت کیا ہے حضرت محمد بن اسحاق فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس کی طرف لشکر بھیجا تو ربیع بن رفیع نے درید بن صمہ کو پایا انہوں نے اس کے اونٹ کی لگام پکڑ لی ان کا خیال تھا کہ وہ کوئی عورت ہے دیکھا تو ایک بہت بوڑھا شخص تھا اس نے کہا آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں انہوں نے فرمایا میں تجھے قتل کروں گا پھر اسے تلوار ماری لیکن اس نے کوئی کام نہ کیا درید نے کہا تمہاری ماں نے تمہیں ہتھیار پکڑنے کا کیا ہی برا طریقہ سکھایا! میرے کجاوے کی پچھلی جانب سے میری تلوار لے کر مارو لیکن ہڈیوں اور دماغ سے دور رکھنا

۴۲۸۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنِ ابْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَجَلَسَ يَتَحَدَّثُ عِنْدَ أَصْحَابِهِ ثُمَّ انْسَلَّ فَقَالَ النَّبِيُّ اطْلُبُوهُ فَاقْتُلُوهُ فَسَبَقْتُهُمْ إِلَيْهِ فَقَتَلْتُهُ وَأَخَذْتُ سَلَبَهُ فَنَفَّلَنِي إِيَّاهُ

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ كُلَّ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فِي دَارِ الْحَرْبِ فَلَهُ سَلَبُهُ وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِهَذِهِ الْآثَارِ وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا لَا يَكُونُ السَّلَبُ لِلْقَاتِلِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ فَإِنْ كَانَ قَالَ ذَلِكَ لِيُحَرِّضَ النَّاسَ عَلَى الْقِتَالِ فِي وَقْتٍ يَحْتَاجُ فِيهِ إِلَى تَحْرِيضِهِمْ عَلَى ذَلِكَ فَهُوَ كَمَا قَالَ وَإِنْ لَمْ يَقُلْ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَمَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَسَلَبُهُ غَنِيمَةٌ وَحُكْمُهُ حُكْمُ الْغَنَائِمِ

وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِيمَا احْتَجَّ بِهِ عَلَيْهِمْ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى مِنَ الْآثَارِ الَّتِي رَوَيْنَاهَا أَنَّ قَوْلَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّلَبِ لِلْقَاتِلِ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ لِقَوْلٍ كَانَ تَقَدَّمَ مِنْهُ قَبْلَ ذَلِكَ جَعَلَ بِهِ سَلَبَ كُلِّ مَقْتُولٍ لِمَنْ قَتَلَهُ وَكَذَلِكَ مَا ذُكِرَ فِيهِ مِنْ هَذِهِ الْآثَارِ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَبَ لِلْقَاتِلِ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ بِهَذَا الْمَعْنَى أَيْضًا

حضرت ابن سلمہ بن اکوع، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے آپ کے پاس مشرکین کا ایک جاسوس آیا آپ صحابہ کرام کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگے تو وہ کھسک گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے تلاش کر کے قتل کر دو حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں میں سب سے پہلے اس کے پاس پہنچا اسے قتل کیا اور اس کا سامان لے آیا تو حضور علیہ السلام نے وہ سامان مجھے عطا فرمایا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جو شخص دار الحرب میں کسی کو قتل کرے تو اس کا سامان اسی کا ہوگا اور انہوں نے ان روایات سے استدلال کیا ہے لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ جب تک امام یہ نہ کہے کہ جس نے کسی کو قتل کیا ہے اس کا سامان اسی کے لیے ہے، اس وقت تک سامان قاتل کے لیے نہیں ہوگا اور اگر وہ ترغیب کی ضرورت کے پیش نظر لوگوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے لیے یہ الفاظ کہے تو اسی طرح ہوگا جیسے اس نے کہا اور اگر وہ یہ الفاظ نہ کہے تو جو آدمی کسی کو قتل کرے اس کا سامان غنیمت قرار پائے گا اور اس کا حکم وہی ہوگا جو مال غنیمت کا ہوتا ہے۔

پہلے قول والوں نے جن روایات سے استدلال کیا ہے اس کے جواب میں ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہما کا قول کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال و اسباب کا فیصلہ قاتل کے حق میں کیا تو ہو سکتا ہے اس کا مطلب وہی ہو جس کا پہلے ذکر ہوا کہ ہر مقتول کا سامان اس کے قاتل کو ملے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان (بعد والی) روایات میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کا سامان قاتل کو دیا اس کا یہ دوسرا مفہوم ہو۔

۲۰۹۹: ومما يدل على أن السلب لا يجب للقاتل ما حدثنا ابن أبي داود قال ثنا إبراهيم بن حمزة الزبيري قال ثنا يوسف بن الماجشون قال حدثني صالح بن إبراهيم عن أبيه عن عبد الرحمن بن عوف قال إني لواقف يوم بدر بين غلامين حديثة أسنانهما تمنيت لو أني بين أضلع منهما فغمزني أحدهما فقال يا عم أتعرف أبا جهل فقلت ما حاجتك إليه يا ابن أخي قال أخبرت أنه يسب رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده لئن رأيته لا يفارق سوادي سواده حتى يموت الأعجل منا فتعجبت لذلك فغمزني الآخر فقال مثلها فلم أنشب أن نظرت إلى أبي جهل يترجل في الناس فقلت ألا تريان هذا صاحبكما الذي تسألان عنه فابتدراه فضرباه بسيفيهما حتى قتلاه ثم أتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبراه فقال أيكما قتله فقال كل واحد منهما أنا قتلته فقال أمسحتما سيفيكما قالا لا قال فنظر في السيفين فقال كلاكما قتله وقضى بسلبه لمعاذ بن عمرو بن الجموح والغلامان معاذ بن عمرو بن الجموح والآخر معاذ بن عفراء.

أفلا ترى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد قال لهما في هذا الحديث إنكما قتلتماه ثم قضى بالسلب لأحدهما دون الآخر ففي هذا دليل أن السلب لو كان واجبا للقاتل إذا لكان قد وجب سلبه لهما ولم يكن

اس بات پر کہ مقتول کا سامان قاتل کو دینا ضروری نہیں یہ روایت دلالت کرتی ہے حضرت صالح بن ابراہیم اپنے باپ سے اور وہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں غزوہ بدر کے دن دو نوعمر لڑکوں کے درمیان کھڑا تھا میں چاہتا تھا کہ ان کی بجائے کسی زیادہ بہادر کے درمیان ہوتا ان دونوں میں سے ایک نے مجھے اشارہ کر کے پوچھا کہ چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو جانتے ہیں میں نے کہا اے بھتیجے! تمہارا اس سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں اسے دیکھ لوں تو میرا جسم اس کے جسم سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ ہم سے جس نے جلدی مرنا ہو مر جائے (حضرت عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں) مجھے اس کی بات پر تعجب ہوا تو دوسرے نے مجھے اشارہ کرتے ہوئے وہی بات کہی زیادہ وقت نہ گزرا کہ میری نظر ابوجہل پر پڑی وہ لوگوں کے درمیان ٹہل رہا تھا میں نے کہا کیا تم دیکھ رہے ہو تمہارا مطلوب جس کے بارے میں تم پوچھ رہے تھے یہی ہے وہ دونوں جلدی جلدی اس کی طرف بڑھے اور اپنی تلواروں سے مارتے ہوئے قتل کر دیا پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو واقعہ بتایا آپ نے فرمایا تم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟ تو ان میں ہر ایک نے کہا میں نے اسے قتل کیا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا نہیں راوی فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلواروں کو دیکھا تو فرمایا تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے اور آپ نے اس کے سامان کا فیصلہ حضرت معاذ بن عمرو بن جموح کے حق میں کیا اور یہ دونوں حضرت معاذ بن عمرو بن

تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس حدیث کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا کہ تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے پھر ان میں سے ایک کے لیے سامان کا فیصلہ فرمایا دوسرے کے لیے نہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر قاتل کو قتل کرنے کی وجہ سے سامان دینا واجب ہوتا تو ان دونوں کے لیے واجب

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ جَعَلَ الْخُمُسَ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَاَرْبَعَۃَ اَخْمَاسٍ لِاَصْحَابِہٖ ثُمَّ بَیَّنَ فِیْ ذٰلِکَ فَقَالَ حَتّٰی لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ رَمٰی بِسَہْمٍ فِیْ جَنْبِہٖ فَنَزَعَہٗ لَمْ یَکُنْ اَحَقَّ بِہٖ مِنْ اَخِیْہِ فَدَلَّ ذٰلِکَ اَنَّ کُلَّ مَا تَوَلَّاہُ الرَّجُلُ فِی الْقِتَالِ وَکُلَّ مَا تَوَلّٰی غَیْرُہٗ مِمَّنْ ہُوَ حَاضِرُ الْقِتَالِ اِنَّہُمَا فِیْہِ سَوَآءٌ۔

فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ اِنَّ الَّذِیْ ذَکَرْتُمُوْہُ مِنْ سَلَبِ اَبِیْ جَہْلٍ وَمَا ذَکَرْتُمُوْہُ فِیْ حَدِیْثِ عُبَادَۃَ اِنَّمَا کَانَ ذٰلِکَ فِیْ یَوْمِ بَدْرٍ قَبْلَ اَنْ تُجْعَلَ الْاَسْلَابُ لِلْقَاتِلِیْنَ ثُمَّ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ الْاَسْلَابَ لِلْقَاتِلِیْنَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا فَلَہٗ سَلَبُہٗ فَنَسَخَ ذٰلِکَ مَا تَقَدَّمَہٗ۔

قِیْلَ لَہٗ مَا دَلَّ مَا ذَکَرْتَ عَلٰی نَسْخِ شَیْءٍ مِمَّا تَقَدَّمَہٗ لِاَنَّ ذٰلِکَ الْقَوْلَ الَّذِیْ کَانَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ قَدْ یَجُوْزُ اَنْ یَکُوْنَ اَرَادَ بِہٖ مَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا فِیْ تِلْکَ الْحَرْبِ لَا غَیْرِ ذٰلِکَ کَمَا قَالَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ مَنْ اَلْقٰی سِلَاحَہٗ فَہُوَ اٰمِنٌ فَلَمْ یَکُنْ ذٰلِکَ عَلٰی کُلِّ مَنْ اَلْقٰی سِلَاحَہٗ فِیْ غَیْرِ تِلْکَ الْحَرْبِ۔

وَلَمَّا ثَبَتَ اَنَّ حُکْمَ مَا کَانَ قَبْلَ حُنَیْنٍ اَنَّ الْاَسْلَابَ لَا تَجِبُ لِلْقَاتِلِیْنَ ثُمَّ حَدَثَ فِیْ یَوْمِ حُنَیْنٍ ہٰذَا الْقَوْلُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَاحْتَمَلَ اَنْ یَکُوْنَ نَاسِخًا لِمَا تَقَدَّمَ وَاحْتَمَلَ اَنْ لَا یَکُوْنَ نَاسِخًا لَمْ نَجْعَلْہُ نَاسِخًا حَتّٰی نَعْلَمَ ذٰلِکَ یَقِیْنًا۔

۵۳۳ - وَمِمَّا قَدْ دَلَّ اَیْضًا عَلٰی اَنَّ ذٰلِکَ

دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے اور باقی چار حصے صحابہ کرام کے لیے مقرر فرمائے اور اسے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی کسی کے پہلو میں تیر مارے پھر اسے نکالے تو تنہا اس کا حقدار نہیں ہوگا۔ تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ انسان جنگ میں جو کچھ حاصل کرتا ہے اور جو کچھ اس کا غیر حاصل کرتا ہے جو لڑائی کے وقت موجود ہو یہ دونوں اس (تمام مال) میں برابر ہیں۔

اگر کوئی شخص کہے کہ جو کچھ تم نے ابوجہل کے مال کا ذکر کیا اور جو کچھ تم نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر کیا وہ بدر کے دن کا واقعہ ہے اور یہ قتل کرنے والوں کے لیے مقرر کرنے سے پہلے کی بات ہے پھر غزوۂ حنین کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولین کا سامان قتل کرنے والوں کے لیے مقرر فرمایا آپ نے فرمایا جو شخص کسی کو قتل کرے اس کا سارا سامان اس (قاتل) کے لیے ہوگا۔ لہٰذا اس سے پہلا حکم منسوخ ہوگیا۔

اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا کہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ پہلے حکم کے نسخ پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ غزوۂ حنین کے دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس نے اس لڑائی میں کسی کو قتل کیا، اس کے علاوہ مراد نہ ہو جس طرح آپ نے فتح مکہ کے دن فرمایا جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اسے امن حاصل ہوگا تو اس سے کسی دوسری لڑائی میں ہتھیار ڈالنا مراد نہیں۔

پس جب ثابت ہوگیا کہ غزوۂ حنین سے پہلے مقتول کا اسلاب قاتل کے لیے نہیں ہوتا تھا پھر حنین کے دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی سامنے آیا تو اب اس بات کا احتمال ہے کہ یہ حکم، پہلے حکم کے لیے ناسخ ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ناسخ نہ ہو تو جب تک ہمیں یقین کے ساتھ معلوم نہ ہو ہم اسے ناسخ قرار نہیں دیں گے۔

اس کے ناسخ نہ ہونے پر یہ روایت بھی دلالت کرتی

فلیس بناسخ لما کان قبلہ من الحکم۔
۹۳۲۔ حدثنا یونس قال ثنا سفیان عن ایوب عن ابن سیرین عن انس بن مالک ان البراء بن مالک اخا انس بن مالک بارز مرزبان الزارۃ فطعنہ طعنۃ فکسر القربوس و خلصت الیہ فقتلہ فقوم سلبہ ثلاثین الفا فلما صلینا الصبح غدا علینا عمر فقال لابی طلحۃ انا کنا لا نخمس الاسلاب وان سلب البراء قد بلغ مالا ولا ارانا الا خامسیہ فقومنا ثلاثین الفا فدفعنا الی عمر رضی اللہ تعالی عنہ ستۃ آلاف فھذا عمر رضی اللہ تعالی عنہ یقول انا کنا لا نخمس الاسلاب ثم خمس سلب البراء فدل ذلک انھم کانوا لا یخمسون ولھم ان یخمسوا وان الاسلاب لا یجب للقاتلین دون اھل العسکر وقد حضر عمر رضی اللہ تعالی عنہ ما کان من قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم حنین من قتل قتیلا فلہ سلبہ فلم یکن ذلک عندہ علی کل من قتل قتیلا فی تلک الحرب خاصۃ۔

۹۳۳۔ وقد کان ابو طلحۃ حضر ذلک ایضا بحنین وقضی لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم باسلاب القتلی الذین قتلھم فلم یکن ذلک عندہ موجبا بخلاف ما اراد عمر رضی اللہ عنہ فی سلب المرزبان۔

۹۳۴۔ وقد کان انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ حاضرا ذلک ایضا من رسول

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے بھائی براء بن مالک کی ضرارہ کے حاکم سے لڑائی ہوئی تو انہوں نے اسے نیزہ مارا جو اس کی زین کا پچھلا حصہ توڑ کر اس شخص تک پہنچ گیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا اس کے سامان کی قیمت تیس ہزار نکالی جب ہم نے صبح کی نماز پڑھی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہم سامان کا خمس نہیں لیتے اور حضرت براء نے جو سامان حاصل کیا وہ بہت زیادہ مال ہے اور ہم اس کا صرف ایک خمس لیں گے راوی فرماتے ہیں ہم نے اس مال کی قیمت نکالی تو وہ تیس ہزار کا تھا چنانچہ ہم نے چھ ہزار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیئے۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم مقتول کے سازو سامان کا خمس نہیں لیتے پھر حضرت براء رضی اللہ عنہ کے سامان کا خمس لے لیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خمس لیتے نہیں تھے لیکن لے سکتے تھے نیز یہ کہ وہ سامان لشکر کو چھوڑ کر صرف قاتلوں کو دینا واجب نہیں اور یہ بات بھی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حنین کے دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے وقت موجود تھے جب آپ نے فرمایا کہ جس نے کسی کو قتل کیا تو اس کا سامان اس قاتل کے لیے ہوگا تو ان کے نزدیک یہ ارشاد گرامی صرف اسی لڑائی کے ساتھ خاص نہ تھا۔

اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بھی حنین کی جنگ میں موجود تھے اور انہوں نے جن لوگوں کو قتل کیا تھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامان کا ان کے حق میں فیصلہ فرمایا اور آپ کے نزدیک یہ ضروری نہ تھا بخلاف اس کے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مرزبان کے مال میں فیصلہ فرمایا۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ غزوۂ حنین کے دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُنَيْنٍ وَعَنْ عُمَرَ فِي يَوْمِ الْبَرَاءِ فَكَانَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا مَضَى مَا أَتَى عُمَرُ عَلَى خِلَافِ ذٰلِكَ فَهٰؤُلَاءِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ لَمْ يَجْعَلُوا قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ عَلَى الشَّيْءِ الْمُحْكَمِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ لِذٰلِكَ.

۹۳۶ - **وَحَدَّثَنَا** ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ مَكْحُولًا عَنِ الْخُمُسِ وَالسَّلَبِ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ الْبَرَاءَ بْنَ مَالِكٍ بَارَزَ رَجُلًا مِنْ عُظَمَاءِ فَارِسَ فَقَتَلَهُ فَأَخَذَ الْبَرَاءُ سَلَبَهُ فَكُتِبَ فِيهِ إِلَى عُمَرَ فَكَتَبَ عُمَرُ إِلَى الْأَمِيرِ أَنِ اقْبِضْ إِلَيْكَ خُمُسَهُ وَادْفَعْ إِلَيْهِ مَا بَقِيَ فَقَبَضَ الْأَمِيرُ خُمُسَهُ.

فَهٰذَا مَكْحُولٌ قَدْ ذَهَبَ أَيْضًا فِي الْأَسْلَابِ إِلَى مَا ذَكَرْنَا.

۹۳۷ - **وَقَدْ حَدَّثَنَا** يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْأَلُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْأَنْفَالِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْفَرَسُ مِنَ النَّفَلِ ثُمَّ عَادَ يَسْأَلُهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذٰلِكَ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ الرَّجُلُ الْأَنْفَالُ الَّتِي قَالَ اللهُ فِي كِتَابِهِ مَا هِيَ قَالَ الْقَاسِمُ فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ حَتَّى كَادَ يُحْرِجُهُ.

۹۳۸ - **حَدَّثَنَا** ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ ثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ

حضرت براء رضی اللہ عنہ والے واقعہ کے دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے اور ان کے نزدیک بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ خیال اس حضور علیہ السلام کے قول کے خلاف تھا۔ تو یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوۂ حنین والے دن کے قول کو بعد والے معاملے کے لیے ناسخ قرار نہیں دیا۔

حضرت یحییٰ بن حمزہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان نے بیان کیا ان کو ان کے والد نے خبر دی انہوں نے حضرت مکحول سے پوچھا کیا مقتول کے سامان سے بھی پانچواں حصہ لیا جائے گا انہوں نے فرمایا مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایران کے ایک بڑے آدمی سے لڑائی ہوئی تو انہوں نے اسے قتل کر کے اس کا سامان لے لیا پھر اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا گیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے امیر لشکر کو لکھا کہ پانچواں حصہ لے لیں اور باقی ان کو دے دیں چنانچہ امیر نے پانچویں حصے پر قبضہ کر لیا۔

تو یہ حضرت مکحول رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے مقتول کے اسباب کے سلسلے میں وہی مذہب اختیار کیا جو ہم نے ذکر کیا ہے۔

حضرت قاسم بن محمد فرماتے ہیں میں نے ایک شخص کو سنا وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غنیمتوں کے بارے میں پوچھ رہا تھا حضرت ابن عباس نے فرمایا گھوڑا غنیمت سے ہے اس نے اپنا سوال دہرایا تو حضرت ابن عباس نے وہی بات فرمائی پھر اس شخص نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جس انفال کا ذکر کیا وہ کیا ہے حضرت قاسم فرماتے ہیں وہ مسلسل سوال کرتا رہا حتی کہ قریب تھا آپ اسے نکال دیتے۔

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں انہوں نے ایک آدمی کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غنیمتوں کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سنا تو

كَانَ عَنْ قِتَالِهَا مَا غَنِمَتْ وَلَوْ كَانَ الْإِمَامُ نَفَّلَ تِلْكَ السَّرِيَّةَ لَمَّا بَعَثَهَا الْخُمُسَ مِمَّا غَنِمَتْ كَانَ ذٰلِكَ لَهَا عَلٰى مَا نَفَّلَهَا إِيَّاهُ الْإِمَامُ وَكَانَ مَا بَقِيَ مِمَّا غَنِمَتْ بَيْنَهَا وَبَيْنَ سَائِرِ أَهْلِ الْعَسْكَرِ فَكَانَتِ السَّرِيَّةُ الْمَبْعُوثَةُ لَا تَسْتَحِقُّ مِمَّا غَنِمَتْ دُوْنَ سَائِرِ أَهْلِ الْعَسْكَرِ إِلَّا مَا خَصَّهَا بِهِ الْإِمَامُ دُوْنَهُمْ۔

دے تو ان کو وہ ملے گا جو امام نے ان کے لیے مقرر کیا اور باقی مال ان کے اور باقی لشکر کے درمیان تقسیم ہوگا لہٰذا یہ لشکر باقی لشکر سے الگ صرف اتنے مال کا مستحق ہوگا جو امام نے ان کے لیے مخصوص کیا ہے۔

فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ كُلُّ مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْعَسْكَرِ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ لَا يَسْتَحِقُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ شَيْئًا مِمَّا تَوَلّٰى أَخْذَهُ مِنْ أَسْلَابِ الْقَتْلٰى وَغَيْرِهَا إِلَّا كَمَا يَسْتَحِقُّ مِنْهُ سَائِرُ أَهْلِ الْعَسْكَرِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ الْإِمَامُ نَفَّلَهُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ لَهُ بِتَنْفِيْلِ الْإِمَامِ لَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ أَيْضًا وَهُوَ قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ۔

تو اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ دارالحرب میں جتنا لشکر ہے ان میں سے کوئی بھی اس سامان کا مستحق نہیں ہوگا جو اس نے مقتولین کے سامان وغیرہ سے حاصل کیا بلکہ وہ باقی لشکر کی طرح استحقاق رکھتا ہے البتہ یہ کہ امام اس کے لیے اس میں سے کچھ مقرر فرما دے لہٰذا یہ اسے امام کے مقرر کرنے سے ملے گا کسی اور وجہ سے نہیں۔ اس باب میں قیاس یہی ہے اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

۵۳۰ - وَقَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْهَرَوِيُّ قَالَ ثَنَا دُحَيْمٌ قَالَ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا صَفْوَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَوْفٍ قَالَ الْوَلِيْدُ وَحَدَّثَنِيْ ثَوْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرٍ عَنْ عَوْفٍ هُوَ ابْنُ مَالِكٍ أَنَّ مَدَدِيًّا رَافَقَهُمْ فِيْ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ وَأَنَّ رُوْمِيًّا كَانَ يَشُدُّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَيُغْرِيْ بِهِمْ فَتَلَطَّفَ لَهُ ذٰلِكَ الْمَدَدِيُّ فَقَعَدَ لَهُ تَحْتَ صَخْرَةٍ فَلَمَّا مَرَّ بِهِ عَرْقَبَ فَرَسَهُ وَخَرَّ الرُّوْمِيُّ لِقَفَاهُ فَعَلَاهُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهُ فَأَقْبَلَ بِفَرَسِهِ وَسَيْفِهِ وَسَرْجِهِ وَلِجَامِهِ وَمِنْطَقَتِهِ وَسِلَاحِهِ كُلُّ ذٰلِكَ مُذَهَّبٌ بِالذَّهَبِ وَالْجَوْهَرِ إِلٰى خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ فَأَخَذَ مِنْهُ

حضرت خالد بن معدان، حضرت جبیر سے اور وہ حضرت عوف (ابن مالک) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ موتہ کے موقع پر ایک لشکری ان کے ساتھ ہو گیا ایک رومی مسلمانوں پر حملہ کرتا اور ان کا پیچھا کرتا تھا اس لشکری نے اس رومی کے ساتھ نرمی کا رویہ اختیار کیا اور اسکی تاک میں ایک چٹان کے نیچے بیٹھ گیا جب وہ وہاں سے گزرا تو اس نے اس کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ ڈالے رومی اپنی گدی کے بل گر پڑا لشکری نے اس پر تلوار بلند کی اور اسے قتل کر دیا پھر وہ اس کا گھوڑا، تلوار، زین، لگام، کمربند اور اسلحہ لے کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا یہ سامان سونے اور جواہرات سے مرصع تھا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ مال لے لیا اور باقی اسے دے دیا (راوی) فرماتے ہیں میں نے حضرت خالد بن ولید سے کہا یہ کیا ہے؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتل کو مقتول کا

وذكر ما في الأحاديث قال محمد والخبر عنهم أنهم كانوا لا يخمسون الأسلاب ولهم أن يخمسوها وإن تركهم تخميسها إنما كان بتركهم ذلك لا لأن الأسلاب قد وجبت للقاتلين كما تجب لهم سهامهم من الغنيمة وقد بين ما فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم في حديث عوف بن مالك من أمره خالدا بما أمره به ومن نهيه إياه بعد ذلك عما نهاه عنه أنه إنما أمره بما كان له أن يأمره به ونهاه عما له أن ينهاه عنه وفيما ذكرنا دليل صحيح أن السلب لا يجب للقاتلين من هذا الوجه۔

اختیار کی وجہ سے تھا اس لیے نہیں کہ وہ قتل کرنے والوں کے لیے واجب ہو گیا جیسا کہ ان کے لیے غنیمت سے حصہ واجب ہو جاتا ہے اسی طرح حضرت عوف کی روایت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا کہ حضرت خالد بن ولید کو حکم دیا پھر منع فرما دیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ اس کا حکم دینے اور منع کرنے دونوں باتوں کا اختیار رکھتے تھے جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس میں اس بات کی صحیح دلیل پائی جاتی ہے اس وجہ سے قاتلین کے لیے سامان واجب نہیں ہوتا۔

۴۱۹۵ - حدثنا عبد الله بن محمد بن سعيد بن أبي مريم قال ثنا أسد بن موسى قال ثنا يحيى بن زكريا بن أبي زائدة قال ثنا داود بن أبي هند عن عكرمة عن ابن عباس قال لما كان يوم بدر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من فعل كذا وكذا فله كذا وكذا فذهب شبان الرجال وجلست الشيوخ تحت الرايات فلما كانت الغنيمة جاءت الشبان يطلبون نفلهم فقال الشيوخ لا تستأثروا علينا فإنا كنا تحت الرايات ولو انهزمتم كنا ردءا لكم فأنزل الله عز وجل يسألونك عن الأنفال فقرأ حتى بلغ كما أخرجك ربك من بيتك بالحق وإن فريقا من المؤمنين لكارهون يقول أطيعوني في هذا الأمر كما رأيتم عاقبة أمري حيث خرجتم وأنتم كارهون فقسم بينهم بالسواء بما قسم۔

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب غزوہ بدر کا دن تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس طرح کیا اس کے لیے ایسا ایسا ہے پس نوجوان مرد چلے گئے اور عمر رسیدہ حضرات جھنڈوں کے نیچے بیٹھے رہے جب مال غنیمت آیا تو نوجوان اپنا اضافی حصہ مانگنے لگے بزرگوں نے کہا کہ تمہیں ہم پر ترجیح نہیں ہے ہم جھنڈوں کے نیچے تھے اگر تمہیں شکست ہوتی تو ہم تمہارے لیے مددگار کا کام دیتے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی "آپ سے غنیمتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں (آخر تک)" آپ نے اسے پڑھا حتیٰ کہ جب آپ یہاں تک پہنچے "جیسا کہ آپ کا رب آپ کو آپ کے خانۂ اقدس سے حق کے ساتھ باہر لایا اور ایک گروہ ناپسند کرتا تھا" آپ نے فرمایا اس معاملے میں میری اطاعت کرو جیسا کہ تم میرے کام کا نتیجہ دیکھ چکے جب تم نکلے تو بددل تھے، پھر آپ نے مال غنیمت برابر برابر تقسیم فرمایا۔

اللہ علیہ وسلم سبقکن یتامی بدر

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ ذَوِي قَرَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا سَهْمَ لَهُمْ مِنَ الْخُمُسِ مَعْلُوْمٌ، وَلَا حَظَّ لَهُمْ مِنْهُ خِلَافُ حَظِّ غَيْرِهِمْ. قَالُوْا: وَإِنَّمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ مَا جَعَلَ مِنْ ذٰلِكَ بِقَوْلِهِ: ﴿وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ وَبِقَوْلِهِ: ﴿مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ﴾ بِحَالِ فَقْرِهِمْ وَحَاجَتِهِمْ، فَأَدْخَلَهُمْ مَعَ الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ، فَكَمَا يَخْرُجُ الْفَقِيْرُ وَالْيَتِيْمُ وَالْمِسْكِيْنُ مِنْ ذٰلِكَ بِخُرُوْجِهِمْ مِنَ الْمَعْنَى الَّذِيْ بِهِ اسْتَحَقُّوْا مَا اسْتَحَقُّوْا مِنْ ذٰلِكَ، فَكَذٰلِكَ ذَوُو قَرَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَضْمُوْمُوْنَ مَعَهُمْ، إِنَّمَا كَانُوْا ضُمُّوْا مَعَهُمْ لِفَقْرِهِمْ، فَإِذَا اسْتَغْنَوْا خَرَجُوْا مِنْ ذٰلِكَ. وَقَالُوْا: لَوْ كَانَ لِقَرَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ حَظٌّ لَكَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ إِذْ كَانَتْ أَقْرَبَهُمْ إِلَيْهِ نَسَبًا وَأَمَسَّهُمْ رَحِمًا، فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا حَظًّا فِي السَّبْيِ الَّذِيْ ذَكَرْنَا، وَلَمْ يُخْدِمْهَا مِنْهُ خَادِمًا، وَلٰكِنَّهُ وَكَلَهَا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، لِأَنَّ مَا كَانَ تَأْخُذُهُ مِنْ ذٰلِكَ إِنَّمَا حُكْمُهَا فِيْهِ حُكْمُ الْمَسَاكِيْنِ، فَلَمَّا كَانَتْ تَأْخُذُ مِنَ الصَّدَقَةِ فَرَأٰى أَنْ تَرَكَهَا

فرمایا اہل بدر کے یتیم بچے تم سے سبقت لے گئے۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے لیے خمس (پانچویں حصہ) میں سے کوئی معلوم مقدار نہیں اور دوسروں کے حصے سے الگ کوئی حصہ نہیں وہ حضرات فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جو حصہ مقرر فرمایا ہے اس کے لیے اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا (ترجمہ) اور جان لو کہ جو کچھ تم مال غنیمت حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ اور اس ارشاد گرامی میں بیان کیا (ترجمہ) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بستیوں والوں کے مال سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا وہ اللہ تعالیٰ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے لیے ہے اور یہ اس صورت میں ہے جب وہ محتاج ہوں اور ان کو حاجت ہو تو ان (قرابت داروں) کو فقراء اور مساکین کے ساتھ شامل فرمایا پس جس طرح فقیر، یتیم اور مسکین اس حکم سے خارج ہو جاتے ہیں جب ان میں استحقاق کا سبب نہ پایا جائے اور وہ اس کے مستحق نہیں ہوں گے اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار جن کو ان حضرات کے ساتھ ملایا گیا انہیں ان کی محتاجی کی وجہ سے ملایا گیا اور اگر وہ مالدار ہوں تو اس حکم سے خارج ہو جائیں گے۔ یہ حضرات مزید فرماتے ہیں اگر محض قرابت ہونے کی وجہ سے ان کا حصہ ہوتا تو حضرت خاتون جنت بھی ان میں سے ہوتیں کیونکہ وہ نسب کے اعتبار سے آپ کے زیادہ قریب اور رحم کے لیے زیادہ مستحق تھیں لیکن آپ نے ان کے لیے ان قیدیوں میں حصہ نہیں رکھا جن کا ہم نے ذکر کیا اور انہیں کوئی خادم عطا نہیں فرمایا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے حوالے کر دیا کیونکہ آپ اس میں سے جو کچھ حاصل کرتیں تو آپ صدقہ لینے کی وجہ سے مساکین میں ہوتیں تو آپ نے دیکھا کہ ان کا اس مطالبہ سے دست بردار ہونا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر، تسبیح اور تہلیل کی طرف متوجہ ہونا اس

ذلك والأدب إلى ذكر الله عز وجل و تسبيحه و تهليله خير لهما من ذلك وأفضل

۹۳۵ - وَقَدْ قَسَمَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيعَ الْخُمُسِ فَلَمْ يَرَيَا لِقَرَابَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ حَقًّا خِلَافَ حَقِّ سَائِرِ الْمُسْلِمِينَ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ هٰذَا هُوَ الْحُكْمُ عِنْدَهُمَا وَثَبَتَ أَنْ لَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُخَالِفْهُمَا غَيْرُهُمَا فِي ذٰلِكَ كَانَ رَأْيُهُمْ فِيهِ أَيْضًا وَإِذَا ثَبَتَ الْإِجْمَاعُ فِي ذٰلِكَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَمِنْ جَمِيعِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثَبَتَ الْقَوْلُ بِهِ وَوَجَبَ الْعَمَلُ بِهِ وَتَرْكُ خِلَافِهِ.

ثُمَّ هٰذَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا صَارَ الْأَمْرُ إِلَيْهِ حَمَلَ النَّاسَ عَلَى ذٰلِكَ أَيْضًا

۹۳۶ - وَذَكَرُوا فِي ذٰلِكَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ حَيْثُ وَلِيَ الْعِرَاقَ وَمَا وَلِيَ مِنْ أُمُورِ النَّاسِ كَيْفَ صَنَعَ فِي سَهْمِ ذَوِي الْقُرْبَى قَالَ سَلَكَ بِهِ وَاللّٰهِ سَبِيلَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ قُلْتُ وَكَيْفَ وَأَنْتُمْ تَقُولُونَ مَا تَقُولُونَ قَالَ أَمَا وَاللّٰهِ مَا كَانَ أَهْلُهُ يَصْدُرُونَ إِلَّا عَنْ رَأْيِهِ قُلْتُ فَمَا مَنَعَهُ قَالَ كَرِهَ وَاللّٰهِ أَنْ يُدَّعَى عَلَيْهِ خِلَافُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ.

فَهٰذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ

سے بہتر اور افضل ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے تمام خمس تقسیم کر دیا اور قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ان کے لیے عام مسلمانوں کے حق سے الگ کوئی حق خیال نہ کیا اس سے ثابت ہوا کہ ان دونوں حضرات کے نزدیک یہی حکم ہے اور جب کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا اور نہ ہی ان کی مخالفت کی تو ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کی رائے بھی یہی تھی پس جب حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع ہو گیا تو یہ قول ثابت ہو گیا اس پر عمل کرنا اور اس کے خلاف کو چھوڑنا واجب ہو گیا۔

پھر جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلافت حاصل ہوئی تو انہوں نے بھی لوگوں کو اسی بات کی ترغیب دی۔

ان حضرات نے اس سلسلے میں یوں ذکر کیا حضرت محمد بن اسحاق فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو جعفر سے سوال کرتے ہوئے کہا کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عراق کے حکمران بنے اور لوگوں کے معاملات آپ کے سپرد ہوئے تو آپ نے قرابت داروں کے حصے کے متعلق کیا عمل کیا انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم وہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے راستے پر چلے، وہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا یہ کیسے ہوا حالانکہ تم فلاں فلاں بات کہتے ہو انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم ان کے ساتھی تو ان کی بات مانتے تھے میں نے پوچھا تو کس چیز نے انہیں روکا؟ انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ ان کے خلاف حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی مخالفت

تو یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اسے

رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يصطفي من المغنم لنفسه سهم الصفي فكان ذلك ما كان حيا يختار لنفسه من المغنم ما شاء فلما مات انقطع ذلك.

وممن ذهب إلى هذا القول أبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد رحمة الله عليهم.

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا بل ذوو القربى الذي جعل الله لهم من ذلك ما جعل هم بنو هاشم وبنو المطلب فأعطاهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أعطاهم من ذلك بجعل الله عز وجل ذلك لهم ولم يكن له حينئذ أن يعطي غيرهم من بني أمية وبني نوفل لأنهم لم يدخلوا في الآية وإنما دخل فيها من قرابة رسول الله صلى الله عليه وسلم بنو هاشم وبنو المطلب خاصة فلما اختلفوا في هذا الاختلاف وذهب كل فريق إلى ما ذكرنا واحتجوا لقوله بما وصفنا وجب أن نكشف كل قول منها مما ذكرنا من حجة قائله لنستخرج من هذه الأقاويل قولا صحيحا فنظرنا في ذلك فابتدأنا بقول الذي نفى أن يكون لهم في الآية شيء بحق القرابة وأن إنما جعل لهم فيها ما جعل لحاجتهم وفقرهم كما جعل للمساكين واليتيم فيها ما جعل لحاجتهما وفقرهما فإذا ارتفع الفقر عنهم جميعا ارتفعت حقوقهم من ذلك فوجدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد قسم سهم ذوي القربى حين قسمه فأعطى بني هاشم وبني المطلب وعمهم

غنیمت میں سے کچھ صاف حصہ رکھتے تھے اور یہ آپ کی ظاہری حیات تک تھا کہ آپ مال غنیمت میں سے جو چاہتے اختیار فرماتے جب آپ کا وصال ہو گیا تو یہ سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔

یہ حضرت امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

لیکن کچھ دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ جن قرابت داروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے حصہ مقرر فرمایا وہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں اور انہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ عطا فرمایا وہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر کیا تھا اور اس وقت آپ ان کے علاوہ بنی امیہ اور بنو نوفل کو نہیں دے سکتے تھے کیونکہ وہ آیت کریمہ میں داخل نہیں تھے بنو ہاشم اور بنو مطلب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصی قرابت کے تحت داخل ہوئے تو جب فقہاء کرام کے درمیان اختلاف ہے تو ہر فریق نے وہ موقف اختیار کیا جو ہم نے ذکر کیا ہے اور اپنے قول پر وہ دلائل پیش کئے جو ہم نے بیان کئے ہیں تو ہم پر واجب ہے کہ ان میں سے ہر قول اور اس کی دلیل کو واضح کریں تاکہ ان اقوال میں سے صحیح قول نکال سکیں چنانچہ ہم نے اس میں غور و فکر کیا تو اس جماعت کے قول سے ابتداء کی جو آیت کریمہ میں قرابت داروں کے حصے کی نفی کرتی ہے انہوں نے حاجت اور محتاجی کے باعث ان کا حصہ قرار دیا جیسا کہ مسکینوں اور یتیموں کے لیے ان کی حاجت اور فقر کی وجہ سے حصہ مقرر کیا گیا جب ان سب کا فقر ختم ہو جائے گا تو اس سے ان کے حقوق بھی ختم ہو جائیں گے۔ تو ہم نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم کے وقت قرابت داروں کا حصہ رکھا اور وہ تمام بنو ہاشم اور بنو مطلب کو دیا اور ان میں مالدار بھی تھے اور فقیر بھی، اس سے ثابت ہوا کہ اگر ان کا حصہ فقر کی وجہ

بِذَلِكَ جَمِيعًا وَقَدْ كَانَ فِيهِمُ الْغَنِيُّ وَالْفَقِيرُ فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّهُ لَوْ كَانَ مَا جَعَلَ لَهُمْ فِي ذَلِكَ هُوَ لِعِلَّةِ الْفَقْرِ لَا لِعِلَّةِ الْقَرَابَةِ إِذًا لَمَا دَخَلَ أَغْنِيَاؤُهُمْ فِي فُقَرَائِهِمْ فِي مَا جَعَلَ لَهُمْ مِنْ ذَلِكَ وَلَقَصَدَ إِلَى الْفُقَرَاءِ مِنْهُمْ دُونَ الْأَغْنِيَاءِ فَأَعْطَاهُمْ كَمَا فَعَلَ فِي الْيَتَامَى فَلَمَّا أَدْخَلَ أَغْنِيَاءَهُمْ فِي فُقَرَائِهِمْ ثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّهُ قَصَدَ بِذَلِكَ إِلَى أَعْيَانِ الْقَرَابَةِ لِعِلَّةِ قَرَابَتِهِمْ لَا لِعِلَّةِ فَقْرِهِمْ.

۱۷۱۹ - وَأَمَّا مَا ذَكَرُوا مِنْ حَدِيثِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَيْثُ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُخْدِمَهَا خَادِمًا مِنَ السَّبْيِ الَّذِي كَانَ قَدِمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَفْعَلْ وَوَكَلَهَا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالتَّسْبِيحِ فَهَذَا لَيْسَ فِيهِ عِنْدَنَا دَلِيلٌ لَهُمْ عَلَى مَا ذَكَرُوا لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقُلْ لَهَا حِينَ سَأَلَتْهُ لَا حَقَّ لَكِ فِيهِ وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ كَذَلِكَ لَبَيَّنَ ذَلِكَ لَهَا كَمَا بَيَّنَهُ لِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَرَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ حِينَ سَأَلَاهُ أَنْ يَسْتَعْمِلَهُمَا عَلَى الصَّدَقَةِ لِيُصِيبَا مِنْهَا فَقَالَ لَهُمَا إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِأَحَدٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ.

وَقَدْ يَجُوزُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ لَمْ يُعْطِهَا الْخَادِمَ حِينَئِذٍ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ قَسَمَهَا ثُمَّ أَعْطَاهَا حَقَّهَا مِنْ ذَلِكَ وَأَعْطَى غَيْرَهَا أَيْضًا حَقَّهُ فَيَكُونُ تَرْكُ إِعْطَائِهَا إِنَّمَا كَانَ لِأَنَّهُ لَمْ يَقْسِمْ وَدَلَّهَا عَلَى تَسْبِيحِ اللَّهِ وَتَحْمِيدِهِ وَتَهْلِيلِهِ الَّذِي يُرْجَى لَهَا بِهِ الْقُرْبُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَالزُّلْفَى عِنْدَهُ وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ قَدْ

ہوتا، قرابت داری کی وجہ سے نہ ہوتا تو اس حصے میں ان کے فقراء کے ساتھ مالدار شریک نہ ہوتے اور صرف فقراء کا ارادہ کیا جاتا مالدار لوگوں کا حصہ نہ ہوتا اور آپ محتاجوں ہی کو دیتے جیسا کہ یتیم کے سلسلے میں کیا تو جب آپ نے ان کے فقراء میں مالداروں کو بھی داخل فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ نے اس کے ساتھ قرابت داروں کا ارادہ صرف ان کی قرابت کے سبب کیا ان کی محتاجی کی وجہ سے نہیں۔

اور وہ جو انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی کہ جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان قیدیوں میں سے ایک غلام کی درخواست کی جو آپ کے پاس آئے تھے تو آپ نے غلام عنایت نہ فرمایا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تسبیح کی طرف متوجہ کیا تو ہمارے نزدیک اس میں ان کے موقف کی کوئی دلیل نہیں کیونکہ جب انہوں نے سوال کیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ اس میں تمہارا حق نہیں اگر یہ بات اس طرح ہوتی تو آپ حضرت خاتون جنت سے بھی اسی طرح بیان فرماتے جیسے حضرت فضل بن عباس اور حضرت ربیعہ بن حارث کو فرمایا تھا جب انہوں نے صدقہ پر عامل مقرر ہونا چاہا تاکہ اس سے کچھ حاصل کریں تو آپ نے فرمایا یہ لوگوں کا میل ہے اور یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کے لئے جائز نہیں۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے اس وقت اس لیے نہ دیا ہو کہ ابھی تقسیم نہیں ہوئی تھی جب تقسیم ہوئی تو آپ نے ان کو ان کا حق دے دیا اور دوسروں کو بھی ان کا حق عنایت فرمایا تو اس وقت نہ دینے کی وجہ عدم تقسیم تھی اور آپ نے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح تحمید اور تہلیل کا راستہ بتایا کہ آپ ان کلمات کے ذریعے ان کے لیے بارگاہ خداوندی سے کامیابی اور اس کے قرب کی امید رکھتے تھے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے ان کو تقسیم کے بعد غلام

الرَّجْعَةِ الثُّلُثَ وَكَمَا كَانَ الرُّبُعُ الَّذِي كَانَ الرُّبُعُ يَنْفُلُهُ فِي الْبَدْأَةِ هُوَ الرُّبُعُ قَبْلَ الْخُمُسِ فَكَذٰلِكَ الثُّلُثُ الَّذِي كَانَ يَنْفُلُهُ فِي الرَّجْعَةِ هُوَ الثُّلُثُ اَيْضًا قَبْلَ الْخُمُسِ وَاِلَّا لَمْ يَكُنْ لِذِكْرِ الثُّلُثِ مَعْنًى۔

قِيْلَ لَهُمْ بَلْ لَهُ مَعْنًى صَحِيْحٌ وَذٰلِكَ اَنَّ الْعَدُوَّ مِنْ نَفْلِهِ فِي الْبَدْأَةِ هُوَ الرُّبُعُ مِمَّا يَجُوْزُ لَهُ النَّفْلُ مِنْهُ فَكَذٰلِكَ نَفْلُهُ فِي الرَّجْعَةِ هُوَ الثُّلُثُ مِمَّا يَجُوْزُ لَهُ النَّفْلُ مِنْهُ وَهُوَ الْخُمُسُ۔

۹۵۶- وَقَالَ اَهْلُ الْمَقَالَةِ الْاُوْلٰى فَقَدْ رُوِيَ حَدِيْثُ حَبِيْبٍ هٰذَا بِلَفْظٍ يَدُلُّ عَلٰى مَا قُلْنَا فَذَكَرُوْا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ ثَوْبَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ حَبِيْبِ ابْنِ مَسْلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُلُ فِي الْبَدْأَةِ الرُّبُعَ وَفِي الرَّجْعَةِ الثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمُسِ۔

۹۵۷- حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ مَسْلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَلَ الثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمُسِ۔

۹۵۸- حَدَّثَنَا فَهْدٌ وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ مَسْلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُلُ فِي الْغَزْوِ الرُّبُعَ

ابتداء میں جو چوتھا حصہ لیتے تھے وہ خمس سے پہلے ہوتا تھا اسی طرح جو تہائی حصہ آپ واپسی پر لیتے تھے وہ بھی خمس نکالنے سے پہلے ہوگا ورنہ تہائی حصے کے ذکر کا کوئی مطلب نہیں بنتا۔

ان سے کہا جائے گا کہ ایسا نہیں بلکہ اس کا صحیح مفہوم ہے وہ یہ کہ ابتداء میں جس چوتھے حصے کا ذکر ہے یہ اس مال میں سے ہے جس سے آپ کے لیے لینا جائز تھا اسی طرح واپسی پر تیسرا حصہ بھی اس میں سے ہوگا جس سے آپ کے لیے لینا جائز تھا اور وہ خمس (یا پانچواں حصہ) ہے۔

پہلے قول والے فرماتے ہیں کہ یہ حضرت حبیب کی روایت ایسے الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے جو ہماری اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔

وہ فرماتے ہیں حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شروع میں چوتھا حصہ لیتے اور واپسی پر خمس کے بعد تیسرا حصہ لیتے تھے۔

ایک دوسرے طریق سے حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پانچویں حصے کے بعد تہائی حصہ لیتے تھے۔

ایک اور طریق سے حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے موقع پر خمس کے بعد چوتھا حصہ لیتے اور جب واپس لوٹتے تو خمس کا تیسرا حصہ لیتے تھے۔

بعد الخمس وينفّل إذا قفل الثلث بعد الخمس.

قالوا فدلّ ما ذكرنا أن ذلك الثلث الذي كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ينفّل في الرجعة هو الثلث بعد الخمس.

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپسی پر غنیمت کا جو تہائی حصہ دیتے تھے وہ خمس کے بعد کا تہائی ہوتا تھا۔

قيل لهم قد يحتمل هذا أيضا ما ذكرنا واحتجوا في ذلك أيضا بما

۹۵۹- حدثنا ابن أبي داود قال ثنا ابن أبي مريم قال أخبرنا ابن أبي الزناد عن عبد الرحمن بن الحارث عن سليمان بن موسى عن مكحول عن أبي سلام عن أبي أمامة الباهلي عن عبادة بن الصامت قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينفّلهم إذا خرجوا بادين الربع وينفّلهم إذا قفلوا الثلث.

ان سے کہا جائے گا کہ اس میں اس بات کا بھی احتمال ہے جو ہم نے ذکر کی ہے انہوں نے اس سلسلے میں اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے حضرت ابوامامہ باھلی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب وہ شروع میں نکلتے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چوتھا حصہ دیتے اور جب واپس لوٹتے تو تیسرا حصہ دیتے۔

قيل لهم وهذا الحديث أيضا قد يحتمل ما احتمله حديث حبيب بن مسلمة الذي أرسله أكثر الناس عن مكحول أنه كان ينفّل في البدأة الربع وفي الرجعة الثلث.

ان کو کہا جائے گا کہ اس حدیث میں بھی وہی احتمال ہے جو حبیب بن مسلمہ کی اس روایت میں احتمال ہے جسے مکحول سے اکثر لوگوں نے مرسل[1] روایت کیا ہے کہ آپ ابتداء میں چوتھا حصہ دیتے اور واپسی پر تہائی حصہ دیتے۔

وقد يجوز أيضا أن يكون عبادة عنى بقوله وينفّلهم إذا قفلوا الثلث فيكون ذلك على قفول من قتال إلى قتال فإن كان ذلك كذلك وكان الثلث المنفّل هو الثلث قبل الخمس فذلك جائز عندنا أيضا لأنه يرجى بذلك صلاح القوم وتحريضهم على قتال عدوهم فأما إذا كان القتال قد انقطع فلا يجوز النفل إذ لا منفعة للمسلمين في ذلك.

ہو سکتا ہے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول کہ آپ ان کو واپسی پر تیسرا حصہ دیتے سے ایک جنگ سے دوسری جنگ کی طرف لوٹنا مراد لیا ہو۔ اگر بات اسی طرح ہے اور غنیمت کا جو تہائی حصہ دیا گیا اس سے خمس سے پہلے کا تہائی مراد ہے تو ہمارے نزدیک یہ بات بھی جائز ہے کیونکہ اس سے قوم کی بہتری کی امید کی جا سکتی ہے اور انہیں دشمنوں سے لڑنے کی رغبت دی جاتی ہے لیکن جب لڑائی نہ ہو رہی ہو تو مال غنیمت میں سے دینا جائز نہیں کیونکہ اس میں مسلمانوں کا کوئی فائدہ نہیں۔

[1] مرسل وہ حدیث ہے جس کو تابعی صحابی کو چھوڑ کر براہ راست حضور علیہ السلام سے روایت کرے۔

٩٦٠ - واحتج أهل المقالة الأولى لقولهم أيضا بما حدثنا ابن مرزوق قال ثنا بشر بن عمر وعبيد الله بن عبد المجيد الحنفي قالا ثنا عكرمة بن عمار عن إياس بن سلمة بن الأكوع عن أبيه قال لما قربنا من المشركين أمرنا أبو بكر فشننا الغارة عليهم فنفلني أبو بكر امرأة من فزارة أتيت بها من الغارة فقدمت بها المدينة فاستوهبها مني رسول الله صلى الله عليه وسلم فوهبتها له ففادى بها أناسا من المسلمين.

فكان من الحجة في ذلك للآخرين عليهم أنه لم يذكر في ذلك الحديث أن أبا بكر كان نفل سلمة قبل انقطاع الحرب أو بعد انقطاعها فلا حجة في ذلك.

٩٦١ - واحتجوا لقولهم أيضا بما حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا يوسف بن عدي قال ثنا ابن المبارك عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث سرية فيها ابن عمر فغنموا غنائم كثيرة فكانت غنائمهم لكل إنسان اثني عشر بعيرا ونفل كل إنسان منهم بعيرا بعيرا سوى ذلك.

٩٦٢ - قالوا فهذا ابن عمر رضي الله عنهما يخبر أنهم قد نفلوا بعد سهامهم بعيرا بعيرا فلم ينكر ذلك النبي صلى الله عليه وسلم.

قيل لهم ما لكم في هذا الحديث

پہلے قول والوں نے اپنے موقف پر اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے حضرت ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب ہم مشرکوں کے قریب ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں حکم دیا تو ہم نے ان پر اچانک حملہ کر دیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھے قبیلہ فزارہ کی ایک عورت بطور غنیمت عطا فرمائی جسے میں لوٹ مار سے لایا تھا میں اسے مدینہ طیبہ لایا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہبہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ میں نے وہ عورت آپ کو ہبہ کر دی تو آپ نے کئی مسلمانوں کے بدلے میں اسے (اس کی قوم کو) دیا۔

دوسرے حضرات اس حدیث سے پہلے قول والوں کے خلاف یوں استدلال کرتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ بات مذکور نہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لڑائی ختم ہونے سے پہلے وہ عورت انہیں دی یا اس کے بعد دی لہٰذا یہ حدیث دلیل نہیں بن سکتی۔

انہوں نے اپنے مذہب پر اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اس میں شامل تھے انہیں بہت سا مال غنیمت ملا چنانچہ ہر آدمی کو بارہ بارہ اونٹ ملے اس کے علاوہ بھی ان سب کو ایک ایک اونٹ ملا۔

تو یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں جو بتاتے ہیں کہ انہوں نے اپنے اپنے حصے سے زائد ایک ایک اونٹ حاصل کیا اور سرکار دو عالم نے ان پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔

ان سے کہا جائے گا کہ اس حدیث میں تمہارے لیے کیا

وَلَهُمْ إِلَى الْحُجَّةِ عَلَيْكُمْ أَقْرَبُ مِنْ حُجَّتِكُمْ لَهُمْ لِأَنَّ فِيهِ فَبَلَغَتْ سُهْمَانُهُمْ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا۔ فَفِي ذٰلِكَ دَلِيلٌ أَنَّ مَا نُفِّلُوا إِيَّاهُ بَعْدَ ذٰلِكَ كَانَ مِنْ غَيْرِ مَا كَانَتْ فِيهِ سُهْمَانُهُمْ وَهُوَ الْخُمُسُ فَلَا حُجَّةَ لَكُمْ بِهٰذَا الْحَدِيثِ فِي النَّفْلِ مِنْ غَيْرِ الْخُمُسِ۔

فَلَمَّا لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِمَّا احْتَجَّ بِهِ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى لِقَوْلِهِمْ مِنَ الْآثَارِ مَا يَجِبُ بِهِ مَا قَالُوا أَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ فِيمَا احْتَجَّ بِهِ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُخْرَى لِقَوْلِهِمْ مِنَ الْآثَارِ أَيْضًا فَنَظَرْنَا فِي ذٰلِكَ فَإِذَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي سَلَّامٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَبَرَةً مِنْ جَنْبِ بَعِيرٍ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِي مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ إِلَّا الْخُمُسُ وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ فِيكُمْ فَأَدُّوا الْخَيْطَ وَالْمَخِيطَ قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الْأَنْفَالَ وَقَالَ لِيَرُدَّ قَوِيُّ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰى ضَعِيفِهِمْ۔

۵۲۶۳ - **أَفَلَا تَرٰى** أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِي مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ إِلَّا الْخُمُسُ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ مَا سِوَى الْخُمُسِ مِنَ الْغَنَائِمِ لِلْمُقَاتِلَةِ لَا حُكْمَ لِلْإِمَامِ فِي ذٰلِكَ ثُمَّ كَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

دلیل نہیں بلکہ تمہارے حق میں سمجھنے کی بجائے اس کا تمہارے خلاف ہونا زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس میں یوں ہے کہ بارہ بارہ اونٹ ان کے حصے میں آئے اور پھر بطور غنیمت ایک ایک اونٹ مزید ملا۔

تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے اس میں سے جو کچھ حاصل کیا وہ ان کے حصے یعنی خمس کے علاوہ تھا پس تمہارے لیے اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ زائد مال غیر مخمس میں سے ہے۔

تو جب پہلے قول والوں کے لیے اپنے موقف پر پیش کردہ روایات میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ واجب ہے تو ہم نے ارادہ کیا کہ دوسرے قول والوں نے جن روایات سے استدلال کیا ہے ان کو دیکھیں چنانچہ ہم نے ان کو دیکھا حضرت ابوامامہ باہلی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین کے دن اونٹ کے پہلو سے اُون لی پھر فرمایا اے لوگو! جو کچھ اللہ تعالیٰ تمہیں غنیمت عطا فرمائے اس میں سے میرے لیے خمس کے علاوہ کچھ بھی حلال نہیں اور خمس بھی تمہاری طرف لوٹا دیا جاتا ہے لہٰذا تم سوئی اور دھاگہ ادا کر دو۔ یعنی اگر تمہارے پاس مال غنیمت میں سے اتنا بھی ہے تو جمع کرا دو (راوی فرماتے ہیں) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اور آپ نے فرمایا طاقتور مومنوں کو چاہیے کہ کمزور (نادار) لوگوں کی طرف لوٹا دیں۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال غنیمت عطا فرمایا اس میں سے میرے لیے صرف خمس جائز ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ غنیمت میں سے خمس کے علاوہ مجاہدین کے لیے ہے اس میں امام کا حکم جاری نہیں ہوتا پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ

الله عليه وسلم الانفال وقال ليردّ قوىّ المسلمين على ضعيفهم اى لا يفضل احد من اقوياء المؤمنين مما آتاه الله عليهم بقوته على ضعيفهم لضعفه ويستوون فيه. فاستحال ايضا ان يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم نفل من الانفال ما كان يكره فكان النفل الذي ليس يكره هو النفل في الخمس فثبت بذلك ان ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم نفله عبادة في هذا الحديث هو من الخمس.

وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ايضا ما يدل على صحة هذا المذهب.

٩٦٥ - حدثنا ابن ابي داود قال ثنا سهل بن بكار قال ثنا ابو عوانة عن عاصم بن كليب عن ابي الجويرية عن معن بن يزيد السلمي قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا نفل الا بعد الخمس.

ومعنى قوله لا بعد الخمس عندنا والله اعلم اى حتى يقسم الخمس فاذا قسم الخمس انفرد حق المقاتلة وهو اربعة اخماس فكان ذلك النفل الذي ينفله الامام من بعد ان اخرجه ان ينفل ذلك من الخمس لا من الاربعة الاخماس التي هي حق المقاتلة.

٩٦٦ - وقد دل على ذلك ايضا ما قد حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا يوسف بن

وسلم نے مال غنیمت (لینا) ناپسند فرمایا اور فرمایا کہ طاقتور مسلمان کمزوروں کی طرف لوٹا دیں یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو مال غنیمت عطا فرمایا اس میں طاقت والوں کو ان کی طاقت کی وجہ سے کمزوروں پر ان کی کمزوری کے باعث کوئی فضیلت نہیں بلکہ اس سلسلے میں وہ سب برابر ہیں اور یہ بات بھی محال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ جانتے کے باوجود مال غنیمت میں سے لیتے ہوں پس جو مال لینا مکروہ نہ تھا وہ خمس میں تھا اسی سے ثابت ہوا کہ اس حدیث میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے جس زائد مال غنیمت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا ہے وہ خمس میں سے تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مذہب کی صحت پر دلالت کرنے والی حدیث بھی مروی ہے۔

حضرت معن بن یزید سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا نفل (زائد مال) خمس کے بعد ہی ہوتا ہے۔

ہمارے نزدیک ان کے قول "خمس کے بعد" کا مطلب یہ ہے کہ خمس الگ کر دیا جائے جب (تقسیم کے بعد) خمس الگ ہو جائے گا تو مجاہدین کا حصہ میں چار خمس الگ ہو جائیں گے (اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے) تو اب جو نفل (زائد مال) امام دیتا تھا اس میں اپنی مرضی سے کوئی راستہ اختیار کرے وہ اس خمس میں سے ہوتا تھا چار خمسوں میں سے نہیں جو مجاہدین کا حق ہے۔

اس بات پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے حضرت ابن سیرین سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت انس بن مالک ایک

عمرو قال ثنا ابن المبارك عن معمر عن أيوب عن ابن سيرين أن أنس بن مالك كان مع عبيد الله بن أبي بكرة في غزاة غزاها فأصابوا سبيا فأراد عبيد الله أن يعطي أنسا من السبي قبل أن يقسم فقال أنس لا ولكن اقسم ثم أعطني من الخمس قال فقال عبيد الله لا إلا من جميع الغنائم فأبى أنس أن يقبل منه وأبى عبيد الله أن يعطيه من الخمس شيئا۔

حدثنا ابن مرزوق قال ثنا أبو عاصم عن كهمس بن الحسن عن محمد بن سيرين عن أنس نحوه۔

فهذا أنس رضي الله تعالى عنه لم يقبل النفل إلا من الخمس۔

وقد روي مثل ذلك أيضا عن جبلة بن عمرو۔

۹۹۶- حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا يوسف بن عدي قال ثنا ابن المبارك عن ابن لهيعة عن بكير بن الأشج عن سليمان بن يسار أنهم كانوا مع معاوية بن حديج في غزوة المغرب فنفل الناس ومعنا أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يردوا ذلك غير جبلة بن عمرو۔

۹۹۷- حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا يوسف قال ثنا ابن المبارك عن ابن لهيعة عن خالد بن أبي عمران قال سألت سليمان بن يسار عن النفل في الغزو فقال لم أر أحدا صنعه غير ابن حديج نفلنا بإفريقية النصف بعد الخمس ومعنا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم

جنگ میں حضرت عبد اللہ بن ابو بکرہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تھے انہیں کچھ قیدی ملے حضرت عبد اللہ نے ارادہ کیا کہ تقسیم سے پہلے ان میں سے کچھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا تم پہلے تقسیم کرو پھر مجھے دو راوی فرماتے ہیں حضرت عبید اللہ نے فرمایا نہیں میں تو پورے مال غنیمت میں سے دوں گا لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ نے لینے سے انکار کر دیا اور حضرت عبید اللہ نے خمس میں سے کچھ دینے سے انکار کیا۔

حضرت کہمس بن الحسن، حضرت محمد بن سیرین سے اور وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

تو یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے خمس کے بغیر مال لینا پسند نہ فرمایا۔

حضرت جبلہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ مغرب کی جنگ میں حضرت معاویہ بن خدیج کے ہمراہ تھے انہوں نے لوگوں کو مال غنیمت دیا ہمارے ساتھ کچھ صحابہ کرام بھی تھے تو حضرت جبلہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی نے واپس نہ کیا۔

حضرت خالد بن ابو عمران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت سلیمان بن یسار سے جہاد میں نفل دینے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں نے حضرت ابن خدیج رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا انہوں نے ہمیں افریقیہ میں خمس کے بعد نصف مال دیا اور ہمارے ساتھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اولین مہاجرین صحابہ کرام میں سے بہت سے

مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ أُنَاسٌ كَثِيْرٌ فَأَبٰى جَبَلَةُ بْنُ عَمْرٍو أَنْ يَأْخُذَ مِنْهَا شَيْئًا.

٩٦٩ - فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِوٰى جَبَلَةَ بْنِ عَمْرٍو قَدْ قَبِلُوْا.

قِيْلَ لَهُ صَدَقْتَ وَنَحْنُ فَلَمْ نُنْكِرْ أَنَّ النَّاسَ قَدِ اخْتَلَفُوْا فِيْ ذٰلِكَ فَمِنْهُمْ مَنْ أَجَازَ لِلْإِمَامِ النَّفْلَ قَبْلَ الْخُمُسِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُجِزْهُ وَأَنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانُوْا فِيْ ذٰلِكَ مُخْتَلِفِيْنَ وَإِنَّمَا أَرَدْنَا بِمَا رَوَيْنَا عَنْ أَنَسٍ وَجَبَلَةَ أَنَّهُمَا يُخْبِرَانِ بِقَوْلِنَا هٰذَا مَعَ مَنْ قَدْ ذَكَرْنَا فِيْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٩٧٠ - فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ فِيْ هٰذَا. فَذَكَرَ مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ يُقَالُ لَهُ بِشْرُ بْنُ عَلْقَمَةَ قَالَ بَارَزْتُ رَجُلًا يَوْمَ الْقَادِسِيَّةِ فَقَتَلْتُهُ فَبَلَغَ سَلَبُهُ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا فَنَفَّلَنِيْهِ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ.

قِيْلَ لَهُ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ سَعْدٌ نَفَّلَهُ ذٰلِكَ وَالْقِتَالُ لَمْ يَرْتَفِعْ فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ فَهٰذَا قَوْلُنَا أَيْضًا وَإِنْ كَانَ إِنَّمَا نَفَّلَهُ بَعْدَ ارْتِفَاعِ الْقِتَالِ فَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ جَعَلَ ذٰلِكَ مِنَ الْخُمُسِ فَإِنْ كَانَ جَعَلَهُ مِنْ غَيْرِ الْخُمُسِ فَهٰذَا فِيْهِ الَّذِيْ ذَكَرْنَا مِنَ الْاِخْتِلَافِ فَلَمْ يَكُنْ فِيْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ لِأَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ حُجَّةٌ إِذَا كَانَ قَدْ

حضرات تھے حضرت جبلہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ لینے سے انکار کر دیا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ اس حدیث کے مطابق حضرت جبلہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی صحابہ کرام نے اسے قبول کر لیا۔

تو اسے (جواباً) کہا جائے گا کہ تم نے ٹھیک کہا ہے ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ اس میں صحابہ کرام کا اختلاف تھا بعض نے خمس نکالنے سے پہلے امام کے لیے کسی کو عطا کرنا جائز قرار دیا اور بعض کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اس سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف ہے ہم تو صرف یہ بتانا چاہتے کہ دیگر صحابہ کرام جن کا ہم نے ذکر کیا کے ساتھ ساتھ حضرت انس اور حضرت جبلہ رضی اللہ عنہما کی روایات بھی ہمارے قول کی خبر دیتی ہیں۔

اگر کوئی شخص کہے کہ اس سلسلے میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اور وہ یوں ذکر کرے۔

حضرت اسود بن قیس اپنی قوم کے ایک شخص جسے بشر بن علقمہ کہا جاتا تھا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے جنگ قادسیہ کے دن ایک شخص سے مقابلہ کیا تو اسے قتل کر دیا اس کا سامان بارہ ہزار کی قیمت کو پہنچا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے وہ مال بطور نفل (زائد) مجھے دے دیا۔

اسے (جواباً) کہا جائے گا کہ ہو سکتا ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جنگ ختم ہونے سے پہلے یہ مال دیا ہو اگر یہ بات اسی طرح ہے تو ہم بھی اس کے قائل ہیں اور اگر انہوں نے جنگ ختم ہونے کے بعد دیا تو اس بات کا احتمال ہے کہ وہ خمس میں سے ہو اور اگر انہوں نے غیر خمس میں سے دیا تو یہ بھی اختلافی بات ہے لہٰذا اس حدیث میں کسی فریق کے لیے بھی حجت نہ ہوگی اس میں اس مفہوم کا بھی احتمال ہے جو مخالف فریق

مَا قَدْ صَرَفَهُ إِلَيْهِ مُخَالِفُهُ.

وَوَجَبَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ نَكْشِفَ وَجْهَ هٰذَا الْبَابِ لِنَعْلَمَ كَيْفَ حُكْمُهُ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ فَكَانَ الْأَصْلُ فِي ذٰلِكَ أَنَّ الْإِمَامَ إِذَا قَالَ فِي حَالِ الْقِتَالِ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ إِنَّ ذٰلِكَ جَائِزٌ وَلَوْ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ كَذَا وَكَذَا دِرْهَمًا كَانَ ذٰلِكَ جَائِزًا أَيْضًا وَلَوْ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ عُشْرُ مَا أَصَابَ لَمْ يَجُزْ ذٰلِكَ لِأَنَّ هٰذَا لَوْ جَازَ جَازَ أَنْ تَكُونَ الْغَنِيمَةُ كُلُّهَا لِلْمُقَاتِلِينَ فَيَبْطُلُ حَقُّ اللّٰهِ تَعَالَى فِيهَا مِنَ الْخُمُسِ فَكَانَ النَّفَلُ لَا يَكُونُ قَبْلَ الْقِتَالِ إِلَّا فِيمَا أَصَابَهُ الْمُنَفَّلُ بِسَيْفِهِ وَلَا يَجُوزُ فِيمَا أَصَابَ غَيْرُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِيمَا حُكْمُهُ حُكْمُ الْإِجَارَةِ فَيَجُوزُ ذٰلِكَ كَمَا يَجُوزُ الْإِجَارَةُ كَقَوْلِهِ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ فَذٰلِكَ جَائِزٌ.

کا مراد ہے۔

اب اس کے بعد واجب ہے کہ قیاس کے طور پر اس بات کا حل تلاش کیا جائے تو اس میں ضابطہ ہے کہ اگر امام جنگ کے دوران اعلان کرے کہ جو شخص کسی کو قتل کرے گا اس (مقتول) کا سامان اسے ملے گا تو یہ جائز ہے اور اگر یہ کہے کہ جو شخص کسی کو قتل کرے گا تو اسے اتنے درہم ملیں گے تو یہ بھی جائز ہے اور اگر کہے کہ جو شخص کسی کو قتل کرے گا مال غنیمت میں سے اس کو دسواں حصہ ملے گا تو یہ جائز نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو تمام مال غنیمت، مجاہدین کے لیے ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا حق یعنی خمس باطل ہو جاتا۔ لہٰذا لڑائی سے پہلے نفل اسی مال میں سے ہوگا جسے نفل لینے والے نے اپنی تلوار کے ذریعے حاصل کیا یا اس کے عمل کی وجہ سے اس کے لیے مقرر کیا گیا جو کچھ دوسروں کو حاصل ہوا وہ اس کے لیے قرار نہیں دیا جائے گا

فَلَمَّا كَانَ مَا ذَكَرْنَا كَذٰلِكَ وَلَمْ يَجُزِ النَّفَلُ إِلَّا فِيمَا أَصَابَهُ الْمُنَفَّلُ بِسَيْفِهِ أَوْ بِمَا جُعِلَ لَهُ لِعَمَلِهِ وَلَمْ يَجُزْ أَنْ يُنَفَّلَ بِمَا أَصَابَهُ غَيْرُهُ كَانَ النَّظَرُ عَلَى ذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ إِحْرَازِ الْغَنِيمَةِ أَحْرَى أَنْ لَا يَجُوزَ أَنْ يُنَفَّلَ مِمَّا أَصَابَ غَيْرُهُ فَفَسَدَ بِذٰلِكَ قَوْلُ مَنْ أَجَازَ النَّفَلَ بَعْدَ إِحْرَازِ الْغَنِيمَةِ وَرَجَعْنَا إِلَى حُكْمِ مَا أَصَابَهُ هُوَ فَكَانَ ذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُنَفِّلَهُ الْإِمَامُ إِيَّاهُ قَدْ وَجَبَ حَقُّ اللّٰهِ تَعَالَى فِي خُمُسِهِ وَحَقُّ الْمُقَاتِلَةِ فِي أَرْبَعَةِ أَخْمَاسِهِ فَلَوْ أَجَزْنَا النَّفَلَ إِذًا كَانَ حَظُّهُمْ قَدْ بَطَلَ بَعْدَ وُجُوبِهِ وَإِنَّمَا يَجُوزُ النَّفَلُ فِيمَا يَدْخُلُ فِي مِلْكِ الْمُنَفَّلِ

تو قیاس کے مطابق یہ بات زیادہ لائق ہے کہ غنیمت کا مال جمع کرنے کے بعد دوسروں کے حاصل کردہ مال میں سے دینا جائز نہ ہو۔ اس سے ان لوگوں کا قول فاسد ہو گیا جو غنیمت جمع کرنے کے بعد نفل دینا جائز قرار دیتے ہیں لہٰذا حکم اس چیز کی طرف لوٹ گیا جو اس نے خود حاصل کی ہے۔ تو امام کے اسے نفل دینے سے پہلے خمس میں امام کا اور چار خمسوں میں مجاہدین کا حق واجب تھا تو اگر ہم اسے دینا جائز قرار دیں تو ان کا حق واجب ہونے کے بعد باطل ہو جائے گا نفل صرف اس چیز میں ہوگا جو دشمن کی ملک سے نکل کر اس کی ملک میں آئی ہے اور جو اس سے پہلے دشمن کی ملک سے نکل کر (عام) مسلمانوں کی ملکیت میں آ چکی ہو اس

من ملك العدو
وإنما ما صار إليهم عن ملك العدو قبل ذلك و صار في ملك المسلمين فلا نفل في ذلك لأنه من مال المسلمين فثبت بذلك أن لا نفل بعد إحراز الغنيمة على ما قد فصلنا في هذا الباب وبينا وهذا قول أبي حنيفة و أبي يوسف و محمد رحمة الله عليهم أجمعين.

میں نفل نہیں ہے کیونکہ وہ مسلمانوں کا مال ہے اس سے ثابت ہوا کہ مال غنیمت جمع کر لینے کے بعد نفل نہیں ہے جیسا کہ ہم نے یہ بات اس باب میں تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

باب ٣٦ المدد يقدمون بعد الفراغ من القتال في دار الحرب بعد ما ارتفع القتال قبل قفول العسكر هل يسهم لهم أم لا

اختتام جنگ کے بعد لشکر کی واپسی سے پہلے مدد کے لیے آنے والوں کو غنیمت سے حصہ ملے گا یا نہیں

٩٧٢ - حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال أخبرنا إسمعيل بن عياش عن محمد بن الوليد الزبيدي عن ابن شهاب الزهري أن عنبسة بن سعيد أخبره أنه سمع أبا هريرة يحدث سعيد بن العاص قال أبو هريرة بعث النبي صلى الله عليه وسلم أبان بن سعيد على سرية من المدينة قبل نجد فقدم أبان وأصحابه على النبي صلى الله عليه وسلم بخيبر بعد ما فتحها وإن حزم خيلهم لليف فقال أبان اقسم لنا يا رسول الله فقال أبو هريرة فقلت لا تقسم لهم شيئا يا نبي الله قال أبان أنت بهذا يا وبر تحدر فقال النبي صلى الله عليه وسلم اجلس يا أبان فلم يقسم لهم شيئا.

قال أبو جعفر فذهب قوم إلى أنه لا يسهم من الغنيمة إلا لمن حضر الوقعة

حضرت ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عنبسہ بن سعید نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے بیان کر رہے تھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابان سعید کی قیادت میں ایک لشکر مدینہ طیبہ سے نجد کی طرف بھیجا حضرت ابان اور ان کے ساتھی فتح خیبر کے بعد اسی مقام پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے گھوڑوں کی لگامیں کھجور کی چھال سے بنی ہوئی تھیں حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے لیے بھی تقسیم فرمائیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! انہیں حصہ نہ دیجئے حضرت ابان نے عرض کیا تم بجو کے جو فخر کے تحائف لایا ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابان! بیٹھ جاؤ اور آپ نے انہیں حصہ نہ دیا۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ مال غنیمت سے حصہ صرف ان لوگوں کو ملے گا جو اس جنگ میں موجود

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا يُسْهَمُ لِكُلِّ مَنْ شَهِدَ الْوَقْعَةَ وَلِمَنْ كَانَ غَائِبًا عَنْهَا فِيْ شَيْءٍ مِّنْ اَسْبَابِهَا فَمِنْ ذٰلِكَ مَنْ خَرَجَ يُرِيْدُهَا فَلَمْ يَلْحَقْ بِالْاِمَامِ حَتّٰى ذَهَبَ الْقِتَالُ غَيْرَ اَنَّهُ لَحِقَ بِهٖ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ قَبْلَ خُرُوْجِهٖ مِنْهَا اُسْهِمَ لَهٗ۔

۹۶۳۔ **وَاحْتَجُّوْا** فِيْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عِيْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا كُلَيْبُ بْنُ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ هَانِئُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا اِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ شَهِدَ عُثْمَانُ بَدْرًا فَقَالَ لَا وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ اِنَّ عُثْمَانَ انْطَلَقَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ لَهٗ بِسَهْمٍ وَلَمْ يَضْرِبْ لِاَحَدٍ غَابَ غَيْرَهٗ۔

۹۶۴۔ **حَدَّثَنَا** اَبُوْ اُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو الْاَزْدِيُّ قَالَ ثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ كُلَيْبِ بْنِ وَائِلٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ اِلٰى هُنَا۔

۹۶۵۔ **اَفَلَا تَرٰى** اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ضَرَبَ لِعُثْمَانَ فِيْ غَنَائِمِ بَدْرٍ بِسَهْمٍ وَلَمْ يَحْضُرْهَا لِاَنَّهٗ كَانَ غَائِبًا فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَجَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَنْ حَضَرَهَا فَكَذٰلِكَ كُلُّ مَنْ غَابَ عَنْ وَقْعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ بِاَهْلِ الْحَرْبِ بِشُغْلٍ يَشْغَلُهٗ بِهِ الْاِمَامُ مِنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ مِثْلَ اَنْ يَبْعَثَهٗ اِلٰى جَانِبٍ اٰخَرَ مِنْ دَارِ الْحَرْبِ لِقِتَالٍ

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ مال غنیمت ان تمام لوگوں کے لیے تقسیم ہوگا جو جنگ میں حصہ لیں اور جو غائب ہوں لیکن اسباب جنگ میں ہوں ان میں وہ لوگ بھی ہوں جنہوں نے نکلنے کا ارادہ کیا لیکن امام کے ساتھ نہ مل سکے حتیٰ کہ جنگ ختم ہوگئی البتہ وہ امام کے دار الحرب سے لوٹنے سے پہلے وہاں جا ملے تو انہیں حصہ دیا جائے گا۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت حبیب بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے؟ انہوں نے فرمایا نہیں لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی حاجت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کام سے گئے ہیں چنانچہ آپ نے ان کے لیے حصہ مقرر فرمایا اور ان کے علاوہ کسی (غائب) کو نہیں دیا۔

حضرت ابو اسحٰق فزاری، حضرت کلیب بن وائل سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل یہاں تک ذکر کیا۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے بدر کی غنیمت میں سے حصہ مقرر فرمایا حالانکہ آپ وہاں موجود نہ تھے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کام میں غائب تھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حاضرین کی طرح قرار دیا اسی طرح ہر وہ شخص جو کفار کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ سے غائب ہو کہ امام اسے مسلمانوں کے کسی کام میں مشغول رکھے مثلاً دار الحرب کی کسی دوسری جانب دوسرے لوگوں کے ساتھ لڑائی کے لیے بھیجے پھر اس شخص کے جانے کے بعد امام کو مالِ

قَوْمِ الْحَرْبِيِّيْنَ فَيُصِيْبُ الْإِمَامُ غَنِيْمَةً بَعْدَ مُفَارَقَةِ ذٰلِكَ الرَّجُلِ إِيَّاهُ وَيَبْعَثُ بِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ مِنْ دَارِ الْحَرْبِ إِلٰى دَارِ الْإِسْلَامِ لِيَمُدَّهُ بِالسِّلَاحِ وَالرِّجَالِ فَلَا يَعُوْدُ ذٰلِكَ الرَّجُلُ إِلَى الْإِمَامِ حَتّٰى يَغْنَمَ غَنِيْمَةً فَهُوَ يُسْهَمُ لَهُ فِيْهَا وَهُوَ كَمَنْ حَضَرَهَا وَكَذٰلِكَ مَنْ أَرَادَهَا فَرَدَّهُ الْإِمَامُ عَنْهَا وَشَغَلَهُ بِشَيْءٍ مِنْ أُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ كَمَنْ حَضَرَهَا وَعَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَسْهَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فِيْ غَنَائِمِ بَدْرٍ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمَا أَسْهَمَ لَهُ كَمَا لَمْ يُسْهِمْ لِغَيْرِهِ مِمَّنْ غَابَ عَنْهَا لِأَنَّ غَنَائِمَ بَدْرٍ لَوْ كَانَتْ وَجَبَتْ لِمَنْ حَضَرَهَا دُوْنَ مَنْ غَابَ عَنْهَا إِذًا لَمَا ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِغَيْرِهِمْ فِيْهَا بِسُهُمٍ وَلٰكِنَّهَا وَجَبَتْ لِمَنْ حَضَرَ الْوَقْعَةَ وَلِكُلِّ مَنْ بَذَلَ نَفْسَهُ لَهَا فَصَرَفَهُ الْإِمَامُ عَنْهَا وَشَغَلَهُ بِغَيْرِهَا مِنْ أُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ كَمَنْ حَضَرَهَا وَأَمَّا حَدِيْثُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَإِنَّمَا ذٰلِكَ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَّهَ أَبَانًا إِلٰى نَجْدٍ قَبْلَ أَنْ يَتَهَيَّأَ خُرُوْجُهُ إِلٰى خَيْبَرَ فَتَوَجَّهَ أَبَانٌ فِيْ ذٰلِكَ ثُمَّ حَدَثَ مِنْ خُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ مَا حَدَثَ فَكَانَ مَا غَابَ فِيْهِ أَبَانٌ مِنْ ذٰلِكَ عَنْ حُضُوْرِ خَيْبَرَ لَيْسَ هُوَ شُغْلًا شَغَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ عَنْ حُضُوْرِهَا بَعْدَ إِرَادَتِهِ إِيَّاهَا فَيَكُوْنُ كَمَنْ حَضَرَهَا۔

غنیمت حاصل ہو یا ان لوگوں میں سے جو دار الحرب میں امام کے ساتھ ہوں کسی کو دار الاسلام میں بھیجے تاکہ ہتھیاروں اور لشکر کے ذریعے مدد حاصل کرے پھر وہ شخص امام کے غنیمت حاصل کرنے تک واپس نہ آئے تو وہ اس میں شریک ہوگا اور وہ حاضر لوگوں کی طرح ہوگا اسی طرح جو آدمی جنگ میں جانے کا ارادہ کرے لیکن اس کو واپس کر کے مسلمانوں کے کسی کام میں مصروف کر دے تو وہ بھی اس جنگ میں حاضر لوگوں کی طرح ہوگا۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن ہمارے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بدر کی غنیمت سے اسی وجہ سے حصہ دیا اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ کو حصہ نہ دیتے جس طرح حاضر نہ ہونے والوں کو حصہ نہیں دیا کیونکہ اگر بدر کا مال غنیمت صرف حاضر ہونے والوں کے لیے واجب ہوتا غیر حاضر صحابہ کرام کے لیے نہ ہوتا تو اس صورت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے غیر کے لیے حصہ مقرر نہ فرماتے لیکن یہ ان کے لیے بھی واجب ہوا جو اس غزوہ میں حاضر تھے اور ان لوگوں کے لیے بھی جنہوں نے اپنے آپ کو اس کے لیے پیش کیا لیکن امام نے ان کو واپس کر کے مسلمانوں کے کسی دوسرے کام میں مشغول کر دیا۔ اب وہ بھی حاضرین کی طرح حصہ دار ہوئے جہاں تک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تعلق ہے تو ہمارے خیال میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی طرف جانے کی تیاری کرنے سے پہلے حضرت ابان کو نجد کی طرف بھیجا پھر آپ نے خیبر کی طرف جانے کا پروگرام بنایا۔ تو حضرت ابان رضی اللہ عنہ کا خیبر کی حاضری سے غائب ہونا اس بنیاد پر نہ تھا کہ انہوں نے ادھر جانے کا ارادہ کیا پھر حضور علیہ السلام نے ان کو کسی دوسری طرف مشغول کر دیا کہ اب انہیں حاضرین میں شمار کیا جائے۔

فَهٰذَانِ الْحَدِيْثَانِ أَصْلَانِ فَكُلُّ مَنْ أَرَادَ الْخُرُوْجَ مَعَ الْإِمَامِ إِلَى قِتَالِ الْعَدُوِّ فَرَدَّهُ الْإِمَامُ عَنْ ذٰلِكَ بِأَمْرٍ آخَرَ مِنْ أُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَتَشَاغَلَ بِهِ حَتّٰى غَنِمَ الْإِمَامُ فَهُوَ كَمَنْ حَضَرَ مَعَ الْإِمَامِ يُسْهَمُ لَهُ مِنَ الْغَنِيْمَةِ كَمَا يُسْهَمُ لِمَنْ حَضَرَهَا وَكُلُّ مَنْ تَشَاغَلَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ شُغْلِ نَفْسِهِ أَوْ شُغْلِ الْمُسْلِمِيْنَ مِمَّا كَانَ دُخُوْلُهُ فِيْهِ قَبْلُ ثُمَّ حَدَثَ لِلْإِمَامِ قِتَالُ الْعَدُوِّ فَتَوَجَّهَ لَهُ فَغَنِمَ فَلَا حَقَّ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ فِي الْغَنِيْمَةِ وَهِيَ بَيْنَ مَنْ حَضَرَهَا دُوْنَهُ ... حُكْمُ الْحَاضِرِ لَهَا۔

وَاحْتَجَّ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى لِقَوْلِهِمْ بِمَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ أَنَّ أَهْلَ الْبَصْرَةِ غَزَوْا نَهَاوَنْدَ فَأَمَدَّهُمْ أَهْلُ الْكُوْفَةِ فَظَفِرُوْا فَأَرَادَ أَهْلُ الْبَصْرَةِ أَنْ لَا يَقْسِمُوْا لِأَهْلِ الْكُوْفَةِ وَكَانَ عَمَّارٌ عَلٰى أَهْلِ الْكُوْفَةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ عُطَارِدٍ أَيُّهَا الْأَجْدَعُ تُرِيْدُ أَنْ تُشَارِكَنَا فِيْ غَنَائِمِنَا فَقَالَ خَيْرَ أُذُنِيْ سَبَبْتَ قَالَ فَكَتَبَ فِيْ ذٰلِكَ إِلٰى عُمَرَ فَكَتَبَ عُمَرُ أَنَّ الْغَنِيْمَةَ لِمَنْ شَهِدَ الْوَقْعَةَ۔

۹۰۰۔ قَالُوْا فَهٰذَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ كَتَبَ أَيْضًا إِلَى أَنَّ الْغَنِيْمَةَ لِمَنْ شَهِدَ الْوَقْعَةَ فَقَدْ وَافَقَ هٰذَا قَوْلَنَا۔

قِيْلَ لَهُمْ قَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ نَهَاوَنْدُ لَمَّا فُتِحَتْ صَارَتْ دَارَ الْإِسْلَامِ وَأُحْرِزَتِ الْغَنَائِمُ وَقُسِمَتْ قَبْلَ وُرُوْدِ أَهْلِ الْكُوْفَةِ

تو یہ دونوں حدیثیں اصل ہیں پس جو شخص جہاد کے لیے امام کے ہمراہ جانا چاہتا ہے لیکن امام اسے مسلمانوں کے کسی دوسرے کام کی وجہ سے واپس کر دیتا ہے تو وہ اس کام میں مشغول ہو جاتا ہے حتیٰ کہ امام مال غنیمت حاصل کر لیتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو امام کے ساتھ حاضر ہوا اور اسے بھی شریک جنگ حضرات کی طرح حصہ ملے گا۔ اور وہ شخص جو ذاتی کام میں مصروف رہا یا مسلمانوں کے کام میں مصروف ہوا لیکن اس جنگ سے پہلے اس میں مصروف ہو گیا تھا پھر امام دشمن کی طرف جانے کا پروگرام بنا کر مقابلے میں گیا اور مال غنیمت حاصل کیا تو اس شخص کا مال غنیمت میں کوئی حصہ نہ ہوگا اور یہ حصہ شرکائے جنگ اور ان لوگوں کے درمیان ہوگا جن کو حکماً شریک قرار دیا۔

پہلے قول والوں نے اپنے موقف پر اس طرح بھی استدلال کیا حضرت قیس بن مسلم فرماتے ہیں میں نے حضرت طارق بن شہاب سے سنا کہ بصرہ والوں نے نہاوند میں جنگ لڑی کوفہ والوں نے ان کی مدد کی پھر انہیں فتح ہو گئی بصرہ والوں نے ارادہ کیا کہ کوفہ والوں کو حصہ نہ دیں حضرت عمار کوفہ والوں کی قیادت کر رہے تھے بنو عطارد میں سے ایک شخص نے کہا اے کان کٹے! کیا تم ہمارے ساتھ غنیمت میں شریک ہونا چاہتے ہو انہوں نے کہا میرے کان میں سے بہتر کو تم نے برا کہا ہے پھر انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے (جواباً) لکھا کہ جو لوگ جنگ میں شریک ہوں غنیمت (صرف) ان کو ملے گی۔

یہ حضرات فرماتے ہیں یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جن کے نزدیک غنیمت صرف ان لوگوں کے لیے ہوگی جو جنگ میں شریک ہوئے۔ پس یہ بات ہمارے قول کے موافق ہے۔

ان حضرات کو (جواباً) کہا جائے گا کہ ہو سکتا ہے نہاوند فتح ہو کر دارالاسلام بن گیا ہو اور مال غنیمت کو اکٹھا کر کے کوفہ والوں کے آنے سے پہلے اسے تقسیم کر دیا گیا ہو۔ اگر یہ بات اس طرح ہے

بما فعل في رقابهم فمنّ عليهم بأن أقرّهم في أرضيهم ونفى الرق منهم وأوجب الخراج عليهم في رقابهم وأرضيهم فملكوا بذلك أرضيهم وانتفى الرق عن رقابهم.

فثبت بذلك أن للإمام أن يفعل هكذا فيما افتتح عنوة فينفي عن أهلها الرق ويرفع عن أرضيهم ملك المسلمين ويوجب ذلك لأهلها ويضع عليهم ما يجب عليهم وضعه من الخراج كما فعل عمر رضي الله تعالى عنه بحضرة أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم واحتج عمر بذلك بقول الله عز وجل ما أفاء الله على رسوله من أهل القرى فلله وللرسول ولذي القربى واليتمى والمساكين وابن السبيل ثم قال للفقراء المهاجرين فأدخلهم معهم ثم قال والذين تبوءوا الدار والإيمان من قبلهم يريد بذلك الأنصار فأدخلهم معهم ثم قال والذين جاءوا من بعدهم فأدخل فيها جميع من يجيء من المؤمنين من بعدهم فللإمام أن يفعل ذلك ويضعه حيث رأى وضعه فيما سمى الله في هذه السورة. فثبت بما ذكرنا ما ذهب إليه أبو حنيفة وسفيان وهو قول أبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم.

٩٨٦ - **فإن** احتج في ذلك محتج بما حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا يوسف بن عدي قال ثنا ابن المبارك عن إسمعيل

فرمایا کہ انہیں ان کی زمینوں پر برقرار رکھا اور ان سے غلامی کو دور کر دیا اور ان کی گردنوں اور زمینوں پر خراج لازم کیا اس طرح وہ اپنی زمینوں کے مالک بن گئے اور ان کی گردنوں سے غلامی کو دور کیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ جس زمین کو امام نے لڑائی کے ذریعے فتح کیا وہ اس میں یہ عمل اختیار کر سکتا ہے وہ ان کو مسلمانوں کے غلام ہونے اور ان کی زمینوں کو مسلمانوں کی ملکیت ہونے سے بچا کر ان پر خراج مقرر کر سکتا ہے جس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ایسا کیا اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے استدلال کیا "جو اللہ تعالیٰ گاؤں والوں (کے مال) سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت عطا فرمائے تو وہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کے لیے ہے پھر فرمایا مہاجر فقراء کے لیے ہے" تو ان کو بھی ان میں داخل کیا، پھر فرمایا "اور وہ لوگ جنہوں نے ان سے پہلے ان کو گھر اور ایمان کا ٹھکانہ دیا" اس سے انصار مراد ہیں چنانچہ ان کو بھی ان میں شامل کیا پھر فرمایا "اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے" اس طرح ان کے بعد آنے والے تمام مومنوں کو بھی اس میں شامل کیا۔ تو امام کو اس بات کا حق ہے اور وہ ان لوگوں کو جن کا اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں ذکر فرمایا جس کو مناسب سمجھے دے تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے حضرت امام ابوجعفر اور حضرت سفیان رحمہ اللہ کا مذہب ثابت ہو گیا اور یہی حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے۔

اگر اس سلسلے میں کوئی شخص اس روایت سے استدلال کرے حضرت قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں جب حضرت جریر بن عبد اللہ اور عمار بن یاسر

بن أبي خالد عن قيس بن أبي حازم قال وفد جرير بن عبد الله وعمار بن ياسر في أناس من المسلمين إلى عمر بن الخطاب قال عمر لجرير يا جرير والله لولا أني قاسم مسؤول لكنتم على ما قسمت لكم ولكني أرى أن أرده على المسلمين فرده وكان ربع السواد لبجيلة فأخذه منهم وأعطاهم ثمانين دينارا۔

٩٨١- **حدثنا** فهد قال ثنا ابن الأصبهاني قال أخبرنا أبو أسامة قال ثني إسماعيل عن قيس عن جرير قال كان عمر قد أعطى بجيلة ربع السواد فأخذناه ثلاث سنين ثم وفد بعد ذلك جرير إلى عمر مع عمار بن ياسر فقال عمر والله لولا أني قاسم مسؤول لتركتكم على ما كنت أعطيتكم فأرى أن تردوه على المسلمين ففعل قال فأجازني عمر ثمانين دينارا۔

فقالوا فهذا يدل على أن عمر قد كان قسم السواد بين الناس ثم أرضاهم بعد ذلك بما أعطاهم على أن يعود للمسلمين۔

قيل له ما يدل هذا الحديث ظاهره على ما ذكرتم ولكن يجوز أن يكون عمر فعل من ذلك ما فعل في طائفة من السواد فجعلها لبجيلة ثم أخذ ذلك منهم للمسلمين وعوضهم منه عوضا من مال المسلمين فكانت تلك الطائفة التي جرى فيها هذا الفعل

کچھ دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت جریر سے فرمایا اے جریر! اللہ کی قسم! اگر میں ایسا قاسم نہ ہوتا جس سے سوال ہوگا تو تم اسی پر قائم رہتے جو میں نے تمہارے لیے تقسیم کیا لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ اسے مسلمانوں کی طرف لوٹا دوں چنانچہ آپ نے اسے لوٹا دیا اور سواد کا چوتھا حصہ بجیلہ والوں کے لیے تھا تو آپ نے ان سے لے لیا اور ان کو اسی دینار دے دیے۔

حضرت قیس ابن جریر فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بجیلہ والوں کو سواد کا چوتھا حصہ عطا فرمایا پھر ہم نے اسے تین سال تک کے لیے رکھا اس کے بعد حضرت جریر، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے حضرت عمار بن یاسر بھی ان کے ہمراہ تھے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر میں ایسا تقسیم کرنے والا نہ ہوتا جس سے سوال ہوگا تو میں تمہیں اسی چیز پر چھوڑ دیتا جو تمہیں دی ہے لیکن میرا خیال ہے اسے مسلمانوں کی طرف لوٹا دو چنانچہ انہوں نے اسی طرح کیا وہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھے اسی دینار (لینے) کی اجازت دی۔

یہ حضرات فرماتے ہیں یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سواد کی زمین کو لوگوں میں تقسیم فرمایا پھر ان کو عطیہ دے کر اسے مسلمانوں کی طرف لوٹانے پر راضی کیا۔

تو اس استدلال کرنے والے شخص کو جواب دیا جائے گا کہ اس حدیث کا ظاہر اس بات پر دلالت نہیں کرتا جسے تم نے ذکر کیا لیکن ہو سکتا ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ عمل سواد کے کسی ایک گروہ کے سلسلے میں کیا ہو اسے قبیلہ بجیلہ کے لیے قرار دیا پھر ان سے مسلمانوں کے لیے لے کر ان کو مسلمانوں کے مال سے عوضانہ عطا فرمایا تو یہ صرف ایک گروہ تھا جسے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عوضانہ دے کر مسلمانوں

عن سالم عن ابن عمر ان غيلان ابن سلمة اسلم وتحته عشر نسوة فقال له النبي عليه السلام خذ منهن اربعا.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ان میں سے چار کو رکھ لو۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الى ان الرجل اذا اسلم وعنده اكثر من اربع نسوة قد كان تزوجهن في دار الحرب وهو مشرك انه يختار منهن اربعا فيمسكهن ويفارق سائرهن وسواء عنده هذا كان تزويجه اياهن في عقدة واحدة او في عقد متفرقة وممن قال هذا القول محمد بن الحسن رحمه الله.

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جب کوئی شخص ایمان لائے اور اس کے پاس چار سے زیادہ بیویاں ہوں اس نے دارالحرب میں ان سے نکاح کیا ہو جب کہ وہ مشرک تھا تو ان میں سے چار کو اختیار کرکے اپنے پاس روک لے اور باقی کو جدا کردے ان کے نزدیک برابر ہے کہ ان سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا ہو یا متفرق طور پر نکاح میں لایا ہو، اس بات کے قائلین میں حضرت امام محمد بن حسن رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔

وخالفهم في ذلك اخرون فقالوا ان كان تزوجهن في عقدة واحدة فنكاحهن كلهن باطل ويفرق بينه وبينهن وان كان تزوجهن في عقد متفرقة فنكاح الاربع الاول منهن ثابت ويفرق بينه وبين سائرهن.

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا اگر ان سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تھا تو ان سب کا نکاح باطل ہوجائے گا اب اس کے اور ان عورتوں کے درمیان تفریق کردی جائے اور اگر ان سے متفرق طور پر نکاح کیا تھا تو ان میں سے پہلی چار کا نکاح ثابت ہوجائے گا اور اس کے اور باقی بیویوں کے درمیان تفریق کردی جائے۔

وممن ذهب الى هذا القول ابو حنيفة وابو يوسف رحمة الله عليهما.

حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہا اللہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

۹۹۷۔ وكان من الحجة لهم في ذلك ان هذا الحديث منقطع ليس كما رواه عبد الاعلى واصحابه البصريون عن معمر انما اصله ما حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب ان مالكا حدثه عن ابن شهاب انه قال بلغنا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لرجل من ثقيف اسلم وعنده اكثر من اربع نسوة امسك منهن اربعا وفارق سائرهن.

ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ مندرجہ بالا حدیث منقطع ہے یہ ایسے نہیں جس طرح عبدالاعلیٰ اور ان کے بصری ساتھیوں نے حضرت معمر سے روایت کی ہے اس کی اصل وہ ہے جو ہم (امام طحاوی) سے حضرت یونس نے بیان کی وہ فرماتے ہیں ہمیں ابن وہب نے خبر دی کہ حضرت مالک نے حضرت ابن شہاب سے روایت کرتے ہوئے ان سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے ایک آدمی سے جو اسلام لایا تھا، اور اس کے پاس چار سے زیادہ بیویاں تھیں فرمایا کہ ان میں سے چار کو روک لو اور باقی کو جدا کردو۔

۹۹۸۔ حدثنا احمد بن داود المكي

حضرت ابن عیینہ، حضرت معمر سے وہ حضرت ابن

قَالَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

شہاب سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۹۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ ثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت عبدالرزاق حضرت معمر سے وہ حضرت ابن شہاب سے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فَهٰذَا هُوَ أَصْلُ هٰذَا الْحَدِيثِ كَمَا رَوَاهُ مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَكَمَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَدْ رَوَاهُ أَيْضًا عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ مَا يَدُلُّ عَلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي أَخَذَهُ الزُّهْرِيُّ مِنْهُ.

تو اس حدیث کی اصل یہ ہے جیسے حضرت مالک نے حضرت زہری سے روایت کیا اور جیسے حضرت عبدالرزاق اور ابن عیینہ نے حضرت معمر سے اور انہوں نے حضرت زہری سے روایت کیا۔
حضرت عقیل نے بھی حضرت زہری سے روایت کیا جو اس مقام پر دلالت کرتی ہے جہاں سے حضرت زہری نے یہ حدیث لی ہے۔

۱۰۰۰- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَا ثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ بَلَغَنِي عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سُوَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِغَيْلَانَ بْنِ سَلَمَةَ الثَّقَفِيِّ حِينَ أَسْلَمَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ خُذْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا وَفَارِقْ سَائِرَهُنَّ.

حضرت عقیل حضرت ابن شہاب زہری سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں مجھے حضرت عثمان بن محمد بن ابو سوید رضی اللہ عنہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ جب حضرت غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لائے اور ان کے پاس دس بیویاں تھیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے چار کو رکھ لو اور باقی کو جدا کر دو۔

۱۰۰۱- فَبَيَّنَ عُقَيْلٌ فِي هٰذَا عَنِ الزُّهْرِيِّ مَخْرَجَ هٰذَا الْحَدِيثِ وَأَنَّهُ إِنَّمَا أَخَذَهُ أَعْنِي بَلَاغًا عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحَالَ أَنْ يَكُونَ الزُّهْرِيُّ عِنْدَهُ فِي هٰذَا شَيْءٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ فَيَدَعُ الْحُجَّةَ بِهِ وَيَحْتَجُّ بِمَا بَلَغَهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سُوَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ إِنَّمَا أَتَى مَعْمَرٌ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ لِأَنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ عَنِ

تو حضرت عقیل نے حضرت زہری سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ حدیث کہاں سے آئی ہے انہوں نے اسے اس شخص سے لیا ہے جس تک یہ روایت حضرت عثمان بن محمد سے پہنچی اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے تو یہ بات محال ہے کہ اس سلسلے میں حضرت زہری کے پاس بواسطہ حضرت سالم ان کے والد سے کوئی روایت ہو تو وہ اس سے استدلال کرنے کی بجائے اس روایت سے استدلال کریں جو ان تک بواسطہ حضرت عثمان بن محمد بن ابو سوید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی لیکن اس حدیث میں حضرت معمر آئے ہیں کیونکہ ان

المعنى وذلك أنهما قالا في رجل من أهل الحرب سبي وله أربع نسوة وسبين معه أن نكاحهن كلهن قد فسد ويفرق بينه وبينهن قال فقد كان ينبغي على ما حملا عليه حديث غيلان أن يجعلا له أن يختار منهن اثنتين فيمسكهما ويفارق الاثنتين الباقيتين لأن نكاح الأربع قد كان كله ثابتا صحيحا وإنما طرأ الرق عليه فحرم عليه ما فوق الاثنتين كما أنه لما طرأ حكم الله في تحريم ما فوق الأربع أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم غيلان باختيار أربع من نسائه وفراق سائرهن.

قيل له ما خرج أبو حنيفة وأبو يوسف رحمهما الله بما ذكرت عن أصليهما ولكنهما ذهبا إلى ما قد خفي عليك.

وذلك أن هذا كان تزوج الأربع في وقت ما تزوجهن بعد ما حرم على العبد تزوج ما فوق الاثنتين فإذا تزوج وهو حربي في دار الحرب ما فوق اثنتين ثم سبي وسبين معه رد حكمه في ذلك إلى حكم تحريمه فكان قبل نكاحه عقدا كأنه تزوجهن في عقدة بعد ما صار رقيقا وهو في ذلك كرجل تزوج صبيتين صغيرتين فجاءت امرأة فأرضعتهما معا فإنهما تبينان منه جميعا ولا يؤمر بأن يختار إحداهما فيمسكها فيفارق الأخرى لأن حرمة الرضاع طرأت عليه بعد نكاحه إياهما وكذلك الرق الطارئ على النكاح الذي وصفنا حكمه حكم هذا الرضاع

طرح کہ جو حربی قید ہو گیا اور اس کی چار بیویاں بھی اس کے ساتھ ہی قید ہو گئیں تو ان سب کا نکاح فاسد ہو جائے گا اب اس کے اور ان کے درمیان تفریق کر دی جائے۔ (معترض) کہتا ہے کہ انہوں نے حدیث غیلان کو جس بات پر محمول کیا اس اعتبار سے مناسب ہے کہ وہ اسے ان میں سے دو عورتوں کو چننے کا اختیار دیں پس وہ انہیں روک لے اور باقی دو کو چھوڑ دے کیونکہ چاروں کا نکاح صحیح ثابت تھا اب اس پر غلامی طاری ہوئی جس سے دو عورتوں سے زائد حرام ہو گئیں جیسا کہ جب چار سے زائد عورتوں کی حرمت کا حکم طاری ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت غیلان کو اپنی بیویوں میں سے چار کو اختیار کرنے اور باقی کو چھوڑنے کا حکم دیا۔

اس شخص کو جواباً کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے ذکر کیا ہے اس کی وجہ سے حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ نے اپنے ضابطہ کو ترک نہیں کیا بلکہ انہوں نے وہ بات اختیار کی جو تم سے پوشیدہ ہے

اور یہ اس لیے کہ جس وقت اس نے چار عورتوں سے نکاح کیا اس وقت غلام پر دو عورتوں سے زائد کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہو چکا تھا جب اس نے دار الحرب میں حربی ہونے کی حیثیت سے دو سے زائد سے نکاح کیا پھر وہ قید ہو گیا اور اس کے ساتھ وہ عورتیں بھی قید ہو گئیں تو اس کا حکم اس تحریم کی طرف لوٹ گیا جو اس کے نکاح سے پہلے موجود تھی گویا اس نے غلام بننے کے بعد ایک عقد میں ان سے نکاح کیا اس سلسلے میں وہ اس شخص کی طرح ہو گا جس نے دو چھوٹی بچیوں سے نکاح کیا پھر کسی عورت نے آکر ان دونوں کو دودھ پلایا تو وہ دونوں اس سے جدا ہو جائیں گی اسے اس بات کا حکم نہیں دیا جائے گا کہ ان میں سے ایک کو اختیار کر کے روک لے اور دوسری کو جدا کر دے کیونکہ دودھ کی وجہ سے حرمت ان دونوں کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد طاری ہوئی ہے اسی طرح جو غلامی اس نکاح کے بعد طاری ہوئی جس کا ذکر ہم نے کیا ہے تو اس کا حکم اس رضاعت جیسا ہو گا جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اور یہ دونوں صورتیں اس صورت سے مختلف ہیں جو سوال والی

فيروز الديلمي عن أبيه قال أسلمت وعندي أختان فأتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال طلق إحداهما.

١٠٠٦- حدثنا علي بن عبد الرحمن قال ثنا يحيى بن معين قال ثنا وهب بن جرير عن أبيه عن يحيى بن أيوب عن يزيد بن أبي حبيب عن أبي وهب الجيشاني عن الضحاك بن فيروز الديلمي عن أبيه قال أسلمت وعندي أختان فأتيت النبي صلى الله عليه وسلم فسألته فقال طلق أيتهما شئت.

قيل لهم هذا يوجب الاختيار كما ذكرتم وهو أوضح من حديث الحارث بن قيس ولكنه قد يحتمل أن يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما خيره لأن نكاحهما كان في الجاهلية قبل تحريم الله عز وجل ما فوق الأربع فيكون معنى هذا الحديث مثل معنى حديث غيلان بن سلمة فثبت بما بينا في هذا الباب ما ذهب إليه أبو حنيفة وأبو يوسف رحمهما الله وفسد ما ذهب إليه محمد بن الحسن رحمه الله وقد ذهب إلى ما ذهب إليه أبو حنيفة وأبو يوسف بعض المتقدمين.

١٠٠٧- حدثنا أحمد بن داود قال ثنا بكر بن خلف قال ثنا غندر وعبد الأعلى عن سعيد عن قتادة قال يأخذ الأولى والثانية والثالثة والرابعة.

بہنیں تھیں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ان میں سے ایک کو طلاق دے دو۔

ایک دوسری سند سے بھی بواسطہ حضرت ضحاک بن فیروز دیلمی، ان کے والد سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں اسلام لایا تو میرے نکاح میں دو بہنیں تھیں میں نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا ان میں سے جس کو چاہو طلاق دے دو۔

ان حضرات کو جواباً کہا جائے گا کہ یہ حدیث اختیار کو واجب کرتی ہے جیسا کہ تم نے کہا اور یہ روایت حضرت حارث بن قیس کی حدیث سے زیادہ واضح ہے لیکن ہو سکتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اختیار اس لیے دیا ہو کہ ان کا نکاح دور جاہلیت میں یعنی چار سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کے حرام ہونے سے پہلے ہوا لہذا اس حدیث کا مفہوم، حضرت غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مفہوم جیسا ہوا تو جو کچھ ہم نے اس باب میں بیان کیا اس سے حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا مذہب ثابت ہوا اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ کا موقف فاسد ہو گیا حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ جس طرف گئے ہیں بعض متقدمین کا بھی یہی مسلک ہے۔

حضرت بکر بن خلف فرماتے ہیں ہم سے حضرت غندر یا عبدالاعلیٰ نے بیان کیا انہوں نے حضرت سعید سے اور انہوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں پہلی دوسری تیسری اور چوتھی عورت کو رکھے

يعني ابن غياث عن الحجاج عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رد زينب على أبي العاص بنكاح جديد.

کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ابن العاص کی طرف نئے نکاح کے ساتھ لوٹایا۔

۱۰۱۱ - **حدثنا** فهد قال ثنا يحيى قال ثنا حفص عن داود عن الشعبي مثله.

حضرت حفص، حضرت داؤد سے اور وہ حضرت شعبی سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

قالوا ففي حديث عبد الله بن عمرو هذا خلاف ما في حديث ابن عباس رضي الله عنهما.

یہ حضرات فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرو کی اس حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے خلاف ہے۔

۱۰۱۲ - **وقد** وافق عبد الله بن عمرو على ذلك عامر الشعبي مع علمه بمغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا فهذا أولى مما قد خالفه لمعان سنبينها في هذا الباب إن شاء الله تعالى.

اور حضرت عبداللہ بن عمرو نے اس سلسلے میں حضرت عامر شعبی کی موافقت کی ہے حالانکہ انہیں حضور علیہ السلام کے غزوات کا علم تھا یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ حدیث چند وجوہ سے اپنی مخالف روایت سے اولیٰ ہے ان وجوہ کو ہم ان شاء اللہ اسی باب میں بیان کریں گے۔

وكان من الحجة لهم في ذلك على من ذهب إلى القول الأول أن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما إنما في حديثه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ردها على أبي العاص على النكاح الأول فليس في ذلك دليل أنه ردها إليه لأنها في العدة ولا كيف كان الحكم يومئذ في المشركة تسلم وزوجها مشرك أتبين بذلك منه أو يكون زوجة له على حالها وإنما يكون حديث ابن عباس حجة لأهل المقالة الأولى لو كان فيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ردها على أبي العاص لأنه أدركها وهي في العدة.

پہلے قول کے قائلین کے خلاف ان لوگوں کی ایک دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت زینب کو حضرت ابن العاص کی طرف لوٹانے کا جو ذکر ہے اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ آپ نے ان کو عدت کے باقی رہنے کی وجہ سے لوٹایا اور یہ بات (واضح) ہے کہ ان دنوں اس مشرکہ عورت کا حکم کیا تھا جو ایمان لائے اور اس کا خاوند مشرک ہی رہے کیا وہ اس سے جدا ہو جائے گی یا پہلے کی طرح اس کی بیوی ہی رہے گی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت پہلے قول والوں کی دلیل اس وقت بنتی جب اس میں یہ بات ہوتی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت ابن العاص رضی اللہ عنہا کی طرف اس لیے لوٹایا کہ انہوں نے ان کو عدت میں پا لیا۔

فأما إذا لم يتبين لنا العلة التي لها ردها عليه فقد يجوز أن تكون هي

تو جب ہمارے لیے یہ بات واضح نہیں کہ آپ نے کس وجہ سے ان کو لوٹایا تو ہو سکتا ہے وہ عدت میں ہوں اور

بعد ذلك فقد يجوز أن تكون لأن الإسلام لم
يكن فرق بينهما منه ولا يزيلها عن حكمها
المتقدم

١٠١٠ - وَلَقَدْ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدَةَ
بْنِ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ
بْنُ نَافِعٍ قَالَ قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ مِنْ أَيْنَ
جَاءَ اخْتِلَافُهُمْ فِي زَيْنَبَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ رَدَّهَا
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ
عَلَى النِّكَاحِ الْأَوَّلِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ رَدَّهَا بِنِكَاحٍ
جَدِيدٍ أَتُرَى كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ
الْحَسَنِ لَمْ يَجِيءْ اخْتِلَافُهُمْ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ
وَلٰكِنْ إِنَّمَا جَاءَ اخْتِلَافُهُمْ أَنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا حَرَّمَ
أَنْ تَرْجِعَ الْمُؤْمِنَاتُ إِلَى الْكُفَّارِ فِي سُورَةِ
الْمُمْتَحِنَةِ بَعْدَ مَا كَانَ ذٰلِكَ جَائِزًا حَلَالًا
فَعَلِمَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو وَتَحَدَّثَ أَنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَدَّ
زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بَعْدَ مَا كَانَ عَلِمَ
حُرْمَتَهَا عَلَيْهِ بِتَحْرِيمِ اللّٰهِ الْمُؤْمِنَاتِ عَلَى الْكُفَّارِ
فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عِنْدَهُ إِلَّا بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ
فَقَالَ رَدَّهَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ وَلَمْ يَعْلَمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا بِتَحْرِيمِ اللّٰهِ
عَزَّ وَجَلَّ الْمُؤْمِنَاتِ عَلَى الْكُفَّارِ حَتَّى عَلِمَ
بِرَدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ عَلَى
أَبِي الْعَاصِ فَقَالَ رَدَّهَا عَلَيْهِ بِالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ
لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ بَيْنَ إِسْلَامِهِ وَإِسْلَامِهَا
فَسْخٌ لِلنِّكَاحِ الَّذِي كَانَ بَيْنَهُمَا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَمِنْ هٰهُنَا

اس وجہ سے لوٹانے کا امکان بھی ہے کہ ان دونوں اسلام اسے جدا نہیں کرتا تھا اور سابقہ حکم کو بھی اس سے زائل نہیں کرتا تھا۔

حضرت ابو توبہ بن ربیع نافع فرماتے ہیں میں نے حضرت امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں اختلاف کہاں سے پیدا ہوا کہ بعض حضرات فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت ابو العاص کی طرف پہلے نکاح کے ساتھ لوٹایا اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ انہیں جدید نکاح کے ساتھ لوٹایا گیا آپ نہیں دیکھتے کہ ان میں ہر گروہ وہی بات کہتا ہے جو اس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان کے درمیان اختلاف اس وجہ سے نہیں آیا بلکہ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ ممتحنہ میں مومنات کے کفار کی طرف لوٹنے کو حرام قرار دیا جب کہ پہلے یہ عمل جائز و حلال تھا حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم تھی پھر انہوں نے دیکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کو حضرت ابو العاص کی طرف لوٹایا اس سے پہلے انہیں علم تھا کہ یہ بات جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنات کے کفار کی طرف رجوع کو حرام قرار دیا تو ان کے نزدیک جدید نکاح کے ساتھ لوٹانا تھا لہٰذا انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جدید نکاح کے ساتھ لوٹایا جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنہ عورتوں کا کفار کی طرف لوٹنا حرام قرار دیا ہے حتیٰ کہ انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت زینب کو حضرت ابو العاص کی طرف لوٹانے کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ نے پہلے نکاح کے ساتھ لوٹایا کیونکہ ان کے نزدیک حضرت ابو العاص کے اسلام لانے اور حضرت زینب کے اسلام کے درمیان (عدت میں) فسخ نہیں ہوا تھا۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس وجہ سے اختلاف

جَاءَ إِخْبَارُهُمْ لَا مِنْ اخْتِلَافِ سَمِعُوهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا ذِكْرَهُ مَا رَدَّ زَيْنَبَ بِهِ عَلَى أَبِي الْعَاصِ أَلنِّكَاحُ الْأَوَّلُ أَوِ النِّكَاحُ الْجَدِيدُ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ وَقَدْ أَحْسَنَ مُحَمَّدٌ فِي هٰذَا وَتَصْحِيحُ الْآثَارِ فِي هٰذَا الْبَابِ عَلَى هٰذَا الْمَعْنَى الصَّحِيحِ يُوجِبُ صِحَّةَ مَا قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو

۱۰۱۴۔ وَالدَّلِيلُ عَلَى ذٰلِكَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَدْ كَانَ يَقُولُ فِي النَّصْرَانِيَّةِ إِذَا أَسْلَمَتْ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ وَزَوْجُهَا كَافِرٌ مَا قَدْ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْيَهُودِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ تَكُونُ تَحْتَ النَّصْرَانِيِّ أَوِ الْيَهُودِيِّ فَتُسْلِمُ هِيَ قَالَ يُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا الْإِسْلَامُ يَعْلُو وَلَا يُعْلَى

۱۰۱۵۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ ثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَقُلِ الْإِسْلَامُ يَعْلُو وَلَا يُعْلَى

۱۰۱۶۔ أَفَيَجُوزُ أَنْ تَكُونَ النَّصْرَانِيَّةُ عِنْدَهُ إِذَا أَسْلَمَتْ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ وَزَوْجُهَا نَصْرَانِيٌّ أَنَّهَا تَبِينُ مِنْهُ وَلَا يُنْتَظَرُ بِهَا إِسْلَامُهُ إِلَى أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْعِدَّةِ وَتَكُونَ الْحَرْبِيَّةُ الَّتِي لَيْسَتْ بِكِتَابِيَّةٍ إِذَا أَسْلَمَتْ فِي دَارِ الْحَرْبِ ثُمَّ جَاءَتْنَا مُسْلِمَةً يُنْتَظَرُ بِهَا

پیدا ہوا اس وجہ سے نہیں کہ انہوں نے حضور علیہ السلام سے حضرت زینب کو ابوالعاص کی طرف لوٹانے کا ذکر سنا کہ کیا کہ آپ نے پہلے نکاح کے ساتھ لوٹایا یا جدید نکاح کے ساتھ واپس کیا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت محمد بن حسن رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں کتنی اچھی بات ارشاد کی ہے اس صحیح بات کی بنیاد پر روایات کے معانی کی تصحیح سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے قول کی صحت واجب ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول اس نصرانیہ عورت کے بارے میں جو دارالاسلام میں اسلام لائی اور اس کا خاوند کافر ہے، اس بات کی دلیل ہے۔ حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اس یہودیہ اور نصرانیہ عورت کے بارے میں روایت کرتے ہیں جو نصرانی یا یہودی کے نکاح میں ہو اور اسلام قبول کرے کہ ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی جائے کیونکہ اسلام بلند ہے اور اس سے کوئی دین بلند نہیں ہے۔

حضرت عبدالکریم جزری حضرت عکرمہ سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔ البتہ انہوں نے یہ الفاظ ذکر نہیں کیے کہ اسلام بلند ہے اور اس سے کوئی دین بلند نہیں ہے۔

تو کیا یہ صحیح ہے کہ ان کے نزدیک یہ بات جائز ہے کہ نصرانیہ جب دارالاسلام میں مسلمان ہو جائے اور اس کا خاوند نصرانی ہو تو وہ جدا ہو جاتی ہے اور اس کے خاوند کے اسلام کا انتظار نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ اس عورت کی عدت ختم ہو جائے اور وہ حربیہ عورت جو کتابیہ نہ ہو وہ دارالحرب میں اسلام لائے بعد ہمارے پاس آ جائے تو اس کے خاوند کا اس کے ساتھ

الكتاب بذكرها وكانت تلك أشياء تختلف فيها الحكم إذا كانت متقدمة للنكاح أو طرأت على النكاح۔

من ذلك أن الله عز وجل حرم نكاح المرأة في عدتها من زوجها وأجمع المسلمون أن العدة من الجماع في النكاح الفاسد يمنع من النكاح كما يمنع إذا كانت بسبب نكاح صحيح وكانت المرأة لو وطئت بشبهة ولها زوج فوجبت عليها بذلك عدة لم تبن بذلك من زوجها ولم يجعل هذه العدة كالعدة المتقدمة للنكاح كفرق في هذا بين حكم المستقبل والمستدبر فأردنا أن ننظر في المرأة إذا أسلمت وزوجها كافر هل تبين منه بذلك ويكون حكم مستقبل ذلك ومستدبره سواء كما كان ذلك في الرضاع الذي ذكرنا أو لا تبين منه بإسلامها فلا يكون حكم إسلامها الحادث كهو إذا كان قبل النكاح كالعدة التي ذكرنا التي فرق بين حكم المستقبل فيها وحكم المستدبر فنظرنا في ذلك فوجدنا العدة الطارئة على النكاح لا تجب بها فرقة في حال وجوبها ولا بعد ذلك وكان الرضاع الذي ذكرنا يجب به الفرقة في حال كونه ولا ينتظر بها شيء بعده وكان الإسلام الطارئ على النكاح كل قد أجمع أن فرقة تجب به فقال قوم تجب في وقت إسلام المرأة وهو قول ابن عباس رضي الله عنهما وقال آخرون لا تجب الفرقة حتى تعرض على الزوج الإسلام

حکم بدل جاتا ہے۔

ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت سے نکاح حرام قرار دیا جو اپنے خاوند کی عدت میں ہو اور مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ نکاح فاسد کے سبب کئے گئے جماع کی عدت بھی نکاح کرنے کو منع کرتی ہے جس طرح وہ نکاح صحیح کی وجہ سے (عدت کے دوران) منع ہے اور اگر کسی عورت سے وطی بالشبہ کی جائے اور اس کا خاوند بھی موجود ہو تو اس پر عدت واجب ہوگی لیکن وہ اپنے خاوند سے جدا نہ ہوگی اور یہ عدت اس عدت کی طرح نہ ہوگی جو نکاح سے پہلے پائی جاتی ہے تو اس میں مقدم و موخر کا فرق کیا جائے گا[1] تو ہم نے ارادہ کیا کہ اس عورت کے بارے میں معلوم کریں جو اسلام لائی اور اس کا خاوند کافر ہے کیونکہ وہ اس وجہ سے اس سے جدا ہو جائے گی اور اس میں مقدم و موخر کا حکم ایک جیسا ہوگا جیسا کہ رضاعت کے سلسلے میں ذکر کیا یا اسلام کی وجہ سے اس سے جدا نہ ہوگی اور اس کے ابھی اسلام قبول کرنے کو نکاح سے پہلے والے اسلام کی طرح قرار نہیں دیا جائے جیسا کہ عدت کا مسئلہ ہم نے ذکر کیا کہ اس میں مقدم و موخر کا حکم مختلف ہے تو ہم نے اس میں غور کیا تو نکاح پر طاری ہونے والی عدت کو یوں پایا کہ جس وقت وہ عدت واجب ہے اس وقت بھی اور اس کے بعد بھی ان کے درمیان تفریق واجب نہیں ہوتی اور جس رضاعت کا ہم نے ذکر کیا اس سے فرقت واجب ہو جاتی ہے اور اس کے بعد کسی اور بات کی انتظار نہیں کی جاتی اور جو اسلام نکاح کے بعد آتا ہے اس کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ اس سے جدائی واجب ہو جاتی ہے۔ تو ایک قوم کے نزدیک عورت کے اسلام لاتے ہی جدائی واجب ہو جاتی ہے اور یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے جبکہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ جب تک خاوند پر اسلام پیش نہ کیا جائے اور وہ انکار نہ کرے ان کے درمیان فرقت نہیں ہوگی اس

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جب شبہ کی وجہ کی عدت گزار رہی ہو تو وہ نکاح باقی رہے گا یہ مقدم ہے اور عدت کے دوران نکاح کرنا چاہے تو جائز نہیں یہ موخر ہے (ہزاروی)

أبى أن يفرق بينه وبين المرأة أو يختاره
فهي امرأته على حالها وهو قول عمر
بن الخطاب رضي الله عنه وقال آخرون
هي امرأته ما لم يخرجها من أرض الهجرة
وهو قول علي بن أبي طالب رضي الله عنه و
سنأتي بأسانيد هذه الروايات في آخر
هذا الباب إن شاء الله تعالى.

فلما ثبت أن إسلام الزوجة
الطارئ على النكاح يوجب الفرقة بين
المرأة وبين زوجها في حال ما ثبت أن
حكم ذلك بحكم الرضاع أشبه منه بحكم
العدة فلما كان الرضاع تجب به الفرقة
ساعة يكون ولا ينتظر به خروج المرأة
من عدتها كان كذلك الإسلام.

فهذا وجه النظر في هذا الباب
أن المرأة تبين من زوجها بإسلامها
في دار الإسلام كانت أو في دار الحرب
وقد كان أبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد
رحمهم الله يخالفون هذا ويقولون في
الحربية إذا أسلمت في دار الحرب وزوجها
كافر إنها امرأته ما لم تحض ثلاث
حيض أو تخرج إلى دار الإسلام فأي ذلك
كان بانت به من زوجها وقالوا كان
النظر في هذا أن تبين من زوجها بإسلامها
ساعة أسلمت وقالوا إذا أسلمت وزوجها
في دار الإسلام فهي امرأته على حالها
حتى يعرض القاضي على زوجها الإسلام
فإن أسلم فتبقى تحته أو يأبى فيفرق بينهما
وقالوا كان النظر في ذلك أن تبين منه

ان کے درمیان تفریق کردی جائے گی یا وہ خاوند اسلام کو اختیار
کرے تو وہ اسی طرح اس کی بیوی رہے گی یہ حضرت فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ کا قول ہے کچھ دوسرے حضرات فرماتے
ہیں کہ جب تک وہ اسے دار الحرب (دار الحرب)
سے نکال نہ دے یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
کا قول ہے ہم ان روایات کی اسناد اس
باب کے آخر میں لائیں گے۔

جب ثابت ہو گیا کہ عورت کا نکاح کے بعد اسلام لانا بیوی اور
خاوند کے درمیان تفریق کو واجب کرتا ہے چاہے کوئی بھی حالت
ہو تو ثابت ہوا کہ اس کا حکم عدت کے حکم کی بجائے رضاعت کے
حکم سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے تو جب رضاعت کی وجہ سے
جدائی واجب ہو جاتی ہے جب بھی رضاعت پائی جائے گی اور عورت
کے عدت سے نکلنے کا انتظار نہیں کیا جاتا تو اسلام لانے
کا بھی یہی حکم ہو گا۔

قیاس کے طور پر اس باب کا یہ بیان ہے کہ عورت اسلام لاتے
ہی خاوند سے جدا ہو جاتی ہے دار الاسلام میں ہو یا دار الحرب میں حضرت
ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ اس کی مخالفت کرتے ہوئے فرماتے
ہیں کہ اگر حربیہ عورت دار الحرب میں اسلام لائے اور اس کا خاوند
کافر ہی رہے تو جب تک اس عورت کو تین حیض نہ آئیں یا وہ
دار الاسلام کی طرف نہ نکلے وہ اس کی بیوی بنی رہے گی ان دونوں
میں سے کوئی بھی بات پائی جائے تو وہ خاوند سے جدا ہو جائے گی
یہ حضرات (امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے علاوہ) یہ حضرات
فرماتے ہیں کہ اس سلسلے میں قیاس یہی ہے کہ عورت اسلام قبول
کرتے ہی خاوند سے جدا ہو جائے وہ فرماتے ہیں جب وہ اسلام لائے
اور اس کا خاوند دار الاسلام میں ہو تو وہ پہلے کی طرح اس کی بیوی
رہے گی یہاں تک قاضی اس کے خاوند پر اسلام پیش کرے پس
وہ اسلام لے آئے تو اس کی بیوی رہے گی یا وہ انکار کرے
تو ان کے درمیان تفریق کردی جائے یہ حضرات مزید فرماتے
ہیں کہ اس سلسلے میں قیاس یہی ہے کہ وہ عورت اسلام لاتے ہی

بن يونس قال ثنا ابن علية فذكر باسناده مثله وزاد وكانوا أسارى بمكة.

روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا اور یہ اضافہ کیا کہ وہ دو مسلمان مکہ مکرمہ میں قید تھے۔

۱۰۲۶ - حَدَّثَنَا يونس بن عبد الأعلى قال ثنا سفيان عن أيوب عن أبي قلابة عن عمه عن عمران بن حصين أن رسول الله صلى الله عليه وسلم فادى برجل من العدو رجلين من المسلمين.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے ایک شخص کے عوض کچھ مسلمانوں کو چھوڑایا۔

۱۰۲۷ - حَدَّثَنَا أحمد بن داود قال ثنا مسدد قال ثنا إسماعيل بن إبراهيم قال أخبرنا أيوب عن أبي قلابة عن أبي المهلب عن عمران بن حصين أن النبي صلى الله عليه وسلم فدى رجلين من المسلمين برجل من المشركين من بني عقيل.

حضرت ابو المہلب حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عقیل کے ایک مشرک شخص کے بدلے دو مسلمانوں کو چھوڑا دیا۔

۱۰۲۸ - حَدَّثَنَا صالح بن عبد الرحمن قال ثنا سعيد بن منصور قال ثنا هشيم قال أخبرنا مجالد قال أخبرنا أبو الوداك جبر بن نوف عن أبي سعيد الخدري قال أصبنا سبيا فأردنا أن نفادي بهن فسألنا النبي صلى الله عليه وسلم فقلنا يا رسول الله الرجل يكون له الأمة فيصيب منها فيعزل عنها مخافة أن تحمل منه فقال اعملوا ما بدا لكم فما يقضي من أمر يكن وإن كرهتم.

حضرت ابو الوداک جبر بن نوف، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم نے کچھ لوگوں کو قیدی بنایا ہم نے ان کے ذریعے اپنے قیدیوں کو چھڑانا چاہا تو ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ ایک شخص کے پاس لونڈی ہو تو وہ اس سے بچے کی پیدائش کے ڈر سے عزل کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا جو چاہو کرو جس کام کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا اگرچہ تم ناپسند کرو۔

قَالَ أبو جعفر فذهب قوم إلى أنه لا بأس أن يفادى ما في أيدي المشركين من أسرى المسلمين بمن في أيدي المسلمين من أهل الحرب من الرجال والنساء واحتجوا في ذلك بهذه الآثار.

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ مسلمانوں کو اہل حرب سے جو مرد یا عورتیں ہاتھ آئیں ان کے ذریعے ان مسلمان قیدیوں کا فدیہ دینے میں کوئی حرج نہیں جو مشرکین کے قبضہ میں ہیں ان حضرات نے ان احادیث و آثار سے استدلال کیا ہے۔

وَمِمَّنْ ذَهَبَ اِلٰى هٰذَا الْقَوْلِ اَبُوْيُوْسُفَ

وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ اَنْ يُّفَادٰى بِمَنْ قَدْ صَارَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَلَيْهِ لِاَنَّهُ قَدْ صَارَتْ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ اِيَّاهُ وَمَكْرُوْهٌ رَدُّهُ حَرْبِيًّا بَعْدَ اَنْ كَانَ ذِمَّةً

وَقَالُوْا اِنَّمَا كَانَ الْفِدَاءُ الَّذِيْ كَانُوْا فِيْ وَقْتٍ كَانَ لَا بَأْسَ اَنْ يُّفَادٰى بِمَنْ اَسْلَمَ مِنْ اَهْلِ الْحَرْبِ فَيَرُدُّوْا اِلَى الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى اَنْ يَّرُدُّوْا اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَسْرَاهُمْ كَمَا صَالَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ مَكَّةَ عَلٰى اَنْ يَّرُدَّ اِلَيْهِمْ مَنْ جَاءَ اِلَيْهِ مِنْهُمْ وَاِنْ كَانَ مُسْلِمًا

فَمِمَّا يُبَيِّنُ اَنَّ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ اَنَّ

١٠٢٧ - حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا يُوْسُفُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ اَسَرَتْ ثَقِيْفٌ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَسَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُوْثَقٌ فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلٰى مَا اُحْبَسُ قَالَ بِجَرِيْرَةِ حُلَفَائِكَ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُ فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ اِنِّيْ مُسْلِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قُلْتَهَا وَاَنْتَ تَمْلِكُ اَمْرَكَ اَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ بھی اسی بات کے قائلین میں شامل ہیں۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان لوگوں کو مسلمانوں کے فدیہ میں دینا ناپسند کیا ہے جو مسلمانوں کی ملک میں آچکے ہیں کیونکہ اب مسلمانوں کی ملک میں آنے کی وجہ سے وہ ذمی قرار پا چکے ہیں تو ذمی بننے کے بعد ان کو حربی بنانا مکروہ ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں ان روایات میں جس فدیہ کا ذکر ہے وہ اس وقت کی بات ہے جب اہل حرب میں سے مسلمان ہونے والے کو بطور فدیہ مشرکین کی طرف لوٹا دیا جاتا تھا تاکہ وہ مسلمانوں میں سے قیدی بنائے گئے لوگوں کو مسلمانوں کی طرف واپس کریں جیساکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے اس بات پر مصالحت کی تھی کہ ان میں سے جو آپ کے پاس آئے گا اسے ان کی طرف لوٹا دیں گے اگرچہ وہ مسلمان ہو۔

جس روایت سے واضح ہوتا کہ بات اس طرح تھی ان میں سے ایک یہ ہے حضرت ابوالمہلب حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں قبیلہ ثقیف نے صحابہ کرام میں سے دو آدمیوں کو قیدی بنا لیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بنو عامر بن صعصعہ کے ایک شخص کو قید کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے تو وہ بندھا ہوا تھا آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا مجھے کیوں قید کیا گیا ہے آپ نے فرمایا تمہارے حلیفوں کے جرم میں۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو اس نے آواز دی آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو قیدی نے عرض کیا میں مسلمان ہو گیا ہوں آپ نے فرمایا اگر تو اس وقت یہ بات کہتا جب تو اپنے معاملے کا مالک تھا تو مکمل طور پر فلاح پاتا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو اس نے پکارا آپ متوجہ ہوئے تو اس نے کہا میں بھوکا ہوں آپ نے فرمایا یہ تمہاری

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُ أَيْضًا فَأَقْبَلَ فَقَالَ إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنْفِذُ لَكَ حَاجَتَكَ ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادَاهُ بِالرَّجُلَيْنِ اللَّذَيْنِ كَانَتْ ثَقِيْفُ أَسَرَتْهُمَا۔

۱۰۳۰- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتِ الْعَضْبَاءُ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ أُسِرَ فَأُخِذَتِ الْعَضْبَاءُ مَعَهُ فَأُتِيَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ عَلٰى مَا تَأْخُذُنِي وَتَأْخُذُ سَابِقَةَ الْحَاجِّ وَقَدْ أَسْلَمْتُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخُذُكَ بِجَرِيْرَةِ حُلَفَائِكَ وَكَانَتْ ثَقِيْفُ قَدْ أَسَرَتْ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي وَظَمْآنُ فَاسْقِنِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ حَاجَتُكَ ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ فُدِيَ بِرَجُلَيْنِ وَحَبَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَضْبَاءَ لِرَحْلِهٖ۔

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَهٰذَا الْحَدِيْثُ مُفَسَّرٌ قَدْ أَخْبَرَ فِيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادٰى بِذٰلِكَ الْمَأْسُوْرِ بَعْدَ أَنْ أَقَرَّ بِالْإِسْلَامِ وَقَدْ أَجْمَعُوْا أَنَّ ذٰلِكَ مَنْسُوْخٌ وَأَنَّهٗ لَيْسَ لِلْإِمَامِ أَنْ يُفَادِيَ مَنْ أُسِرَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِمَنْ فِي يَدَيْهِ مِنْ أَسْرٰى أَهْلِ الْحَرْبِ الَّذِيْنَ قَدْ

حاجت کو پورا کروں گا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ان دو آدمیوں کے عوض میں دیا جنہیں بنو ثقیف نے قیدی بنایا تھا۔

حضرت ابو المہلب، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں عضباء اونٹنی بنو عقیل کے ایک شخص کی تھی جسے قید کیا گیا تھا اس سے وہ اونٹنی لے لی گئی اس شخص کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مجھے کس بات پر پکڑا ہے اور اس اونٹنی کو بھی پکڑا جو سب حاجیوں سے آگے جانے والی تھی حالانکہ میں مسلمان ہو گیا ہوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں تمہارے حلیفوں کے جرم میں پکڑا ہے اور بنو ثقیف نے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کو قیدی بنا لیا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دراز گوش پر سوار تھے اور آپ پر ایک دھاری دار چادر تھی اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلائیں پیاسا ہوں پانی پلائیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہاری حاجت ہے پھر حضور علیہ السلام نے اس کے عوض دو صحابی کو چھڑا لیا اور اونٹنی کو اپنی سواری کے لیے رکھ لیا۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں وضاحت ہے اس میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے اسلام کا اقرار کرنے کے باوجود اسے قیدی صحابی کے عوض دے دیا اور اس پر اتفاق ہے کہ یہ منسوخ ہے اور امام کو اس بات کا حق نہیں ہے کہ وہ اہل حرب میں سے حاصل ہونے والے ان قیدیوں کو جو مسلمان ہو جائیں مسلمان قیدیوں کے عوض دے اور

عن ابی المهلب عن عمران بن حصین قال كانت العضباء من سوابق الحاج فاغار المشركون على سرح المدينة فذهبوا به وفيه العضباء واسروا امراة من المسلمين وكانوا اذا نزلوا يرسلون ابلهم في افنيتهم فلما كانت ذات ليلة قامت المراة وقد نوموا فجعلت لا تضع يدها على بعير الا رغا حتى اذا اتت على العضباء فاتت على ناقة ذلول فركبتها ثم توجهت قبل المدينة ونذرت ان نجاها الله عليها لتنحرنها فلما قدمت عرفت الناقة فاتوا بها النبي صلى الله عليه وسلم فاخبرته بنذرها فقال بئس ما جزيتها او وفيتها لا وفاء لنذر في معصية الله ولا فيما لا يملك ابن آدم۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الى ان ما غنمه اهل الحرب من اموال المسلمين يرد على المسلمين قبل القسمة وبعدها لان اهل الحرب في قولهم لا يملكون اموال المسلمين باخذهم اياها من المسلمين وقالوا قول النبي صلى الله عليه وسلم للمراة التي اخذت العضباء لا نذر لابن آدم فيما لا يملك دليل على انها لم تكن ملكتها باخذها اياها من اهل الحرب وان اهل الحرب لم يكونوا ملكوها على النبي صلى الله عليه وسلم۔

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا ما اخذه اهل الحرب من اموال المسلمين فاحرزوه في دارهم فقد ملكوه وقال

مدینہ طیبہ کی چراگاہ میں لوٹ مار کر کے اسے ریوڑ (اونٹوں) کو ہانک کر لے گئے اس میں عضباء بھی تھی انہوں نے مسلمانوں کی ایک عورت کو بھی قیدی بنا لیا ان کی عادت تھی کہ جب کسی جگہ اترتے تو اپنے اونٹوں کو ان کے میدانوں میں چھوڑ دیتے تھے ایک رات وہ عورت کھڑی ہوئی اور وہ لوگ سو چکے تھے وہ جس اونٹ پر ہاتھ رکھتی وہ شور مچاتا حتی کہ جب وہ عضباء کے پاس آئی تو گویا وہ ایک فرمانبردار اونٹنی کے پاس آئی وہ اس پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف متوجہ ہو گئی اور نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے بچا لیا تو وہ اس اونٹنی کو ذبح کرے گی جب وہ مدینہ طیبہ آئی تو اونٹنی پہچانی گئی چنانچہ صحابہ کرام اس عورت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے اس نے آپ کو اپنی نذر کے بارے میں بتایا آپ نے فرمایا اگر تم یہ نذر پوری کرو تو تم نے برا بدلہ دیا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور غیر مملوک چیز میں نذر پوری نہیں کی جاتی۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک قوم اس بات کی طرف گئی ہے کہ مسلمانوں کے مال میں سے جو کچھ اہل حرب سے بطور غنیمت حاصل ہوا تقسیم سے پہلے یا بعد دونوں صورتوں میں مسلمانوں کی طرف لوٹایا جائے گا کیونکہ ان حضرات کے قول کے مطابق حربی مسلمان جو حاصل کرتے ہیں اس کے مالک نہیں بنتے وہ کہتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عورت کو جس نے عضباء لی تھی یہ فرمانا کہ انسان جس چیز کا مالک نہ ہو اس میں نذر پوری نہیں کی جاتی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اسے اہل حرب سے لینے کے بعد مالک نہیں بنی تھیں اور اہل حرب کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کی ملکیت حاصل نہیں ہوئی تھی۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا اگر مشرکین مسلمانوں کا جو مال حاصل کر کے اسے دارالحرب میں محفوظ کر لیں وہ اس کے مالک بن جاتے ہیں اور اس ے

عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ الطَّائِيِّ
اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ لَهُ الْعَدُوُّ بَعِيْرًا فَاشْتَرَاهُ
رَجُلٌ مِنْهُمْ فَجَاءَ بِهٖ فَعَرَفَهُ صَاحِبُهُ
فَخَاصَمَهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ اِنْ شِئْتَ اَعْطَيْتَهُ ثَمَنَهُ الَّذِيْ اشْتَرَاهُ
بِهٖ وَهُوَ لَكَ وَاِلَّا فَهُوَ لَهُ۔

۱۰۳۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا حُسَيْنُ
بْنُ حَفْصٍ الْاَصْبَهَانِيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ
عَنْ سِمَاكٍ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

فَهٰذَا هُوَ الَّذِيْ بَيَّنَ وَجْهَ الْحُكْمِ
فِيْ هٰذَا الْبَابِ كَيْفَ هُوَ وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا
عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ

۱۰۳۵۔ فَمِمَّا رُوِيَ عَنْهُمْ فِيْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ
قَالَ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ
عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ
عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
قَالَ فِيْمَا اَحْرَزَ الْمُشْرِكُوْنَ فَاَصَابَهُ الْمُسْلِمُوْنَ فَعَرَفَهُ صَاحِبُهُ
قَالَ اِنْ اَدْرَكَهُ قَبْلَ اَنْ يُقْسَمَ فَهُوَ لَهُ
وَاِنْ جَرَتْ فِيْهِ السِّهَامُ فَلَا شَيْءَ لَهُ۔

۱۰۳۶۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا اَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ
السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ
اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَاَبَا عُبَيْدَةَ قَالَا ذٰلِكَ۔

۱۰۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ
ثَنَا يُوْسُفُ قَالَ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ
عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ
ابْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مِثْلَهُ۔

شخص نے اس سے خرید لیا وہ لے کر آیا تو مالک نے اپنا اونٹ پہچان لیا وہ اپنا مقدمہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اس شخص کو اس کی اتنی قیمت دے دو جس کے ساتھ اس نے خریدا ہے اور یہ اونٹ تمہارا ہوگا ورنہ وہ اس کا ہوگا۔

حضرت سفیان ثوری، حضرت سماک سے وہ تمیم بن طرفہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

اس باب میں یہی حکم ہے جو بیان ہوا اور یہی بات متقدمین کی ایک جماعت سے مروی ہے۔

ان سے مروی روایات میں سے ایک یہ ہے حضرت قبیصہ بن ذؤیب سے مروی ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس چیز کے بارے میں جو مشرکین نے حاصل کیا تھا پھر مسلمانوں نے اسے لے لیا اس کے بعد اس کے مالک نے اسے پہچان لیا، فرماتے ہیں اگر اس نے تقسیم سے پہلے اسے پالیا تو وہ اسی کی ہوگی اور اگر اس میں حصے جاری ہو گئے تو اس کے لیے کچھ نہ ہوگا۔

حضرت رجاء بن حیوہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما نے یہ بات فرمائی۔

حضرت بکیر بن عبداللہ بن اشج، حضرت سلیمان بن یسار سے اور وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ

۱۰۴۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ الْمُشْرِكِينَ أَصَابُوا فَرَسًا لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَأَصَابَهُ الْمُسْلِمُونَ بَعْدُ فَأَخَذَهُ عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ قَبْلَ أَنْ يَقْسِمَ الْمَقَاسِمَ وَلَمْ يَذْكُرْ نَافِعٌ هَهُنَا قَبْلَ أَنْ يَقْسِمَ الْمَقَاسِمَ إِلَّا أَنَّ الْحُكْمَ بَعْدَ مَا تَقَعُ الْمَقَاسِمُ بِخِلَافِ ذَلِكَ عِنْدَهُ۔

۱۰۴۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ مَنِ اشْتَرَى مَا أَحْرَزَ الْعَدُوُّ فَهُوَ جَائِزٌ۔

۱۰۴۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ قَالَ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَالْحَسَنِ قَالَا مَا أَحْرَزَ الْمُشْرِكُونَ فَهُوَ فَيْءٌ لِلْمُسْلِمِينَ لَا يُرَدُّ مِنْهُ شَيْءٌ۔

فَكُلُّ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ رَوَيْنَا عَنْهُمْ هَذِهِ الْآثَارَ قَدْ ثَبَتَ مِلْكُ الْمُشْرِكِينَ لِمَا أَحْرَزُوا مِنْ أَمْوَالِ الْمُسْلِمِينَ وَإِنَّمَا اخْتَلَفُوا فِيمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ الْحَسَنُ وَالزُّهْرِيُّ إِنَّ مَا أَحْرَزَ الْمُشْرِكُونَ مِنْ أَمْوَالِ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ قَدَرَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَا سَبِيلَ لِصَاحِبِهِ عَلَيْهِ۔

وَقَدْ خَالَفَهُمَا فِي ذَلِكَ شُرَيْحٌ وَمُجَاهِدٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَعَامِرٌ وَمَنْ تَقَدَّمَهُمْ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَابْنُ عُمَرَ وَزَيْدٌ

حضرت ایوب حضرت نافع سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا گھوڑا لے گئے پھر مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر لیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تقسیم سے پہلے وہ لے لیا۔ نافع نے یہاں یہ ذکر نہیں کیا کہ انہوں نے تقسیم سے پہلے لیا لیکن ان کے نزدیک تقسیم کے بعد اس کا حکم اس کے خلاف ہے۔

حضرت خلاس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دشمن کسی چیز کو قابو کر لے تو اس کے بعد اسے خریدنا جائز ہے۔

حضرت زہری اور حضرت حسن دونوں فرماتے ہیں جو چیز مشرکین کے قابو میں ہو وہ مسلمانوں کے لیے غنیمت ہے اس سے کچھ واپس نہ کیا جائے۔

تو یہ سب حضرات جن سے ہم نے یہ احادیث روایت کی ہیں اس چیز میں مشرکین کی ملک کو ثابت کرتے ہیں جو مشرکین نے مسلمانوں سے اپنے قبضے میں لی ہو لیکن اس سلسلے میں اختلاف یہ ہے حضرت حسن اور زہری فرماتے ہیں کہ مشرکین، مسلمانوں کے مال سے جو کچھ اپنے قابو میں کریں پھر اس کے بعد مسلمان اس پر قادر ہو جائیں تو اب اس کے مالک کا کوئی حق نہیں۔

لیکن اس سلسلے میں حضرت شریح حضرت مجاہد، ابراہیم، عامر اور ان سے مقدم صحابہ کرام حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابوعبیدہ، حضرت ابن عمر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم نے ان دونوں (حضرت زہری اور حضرت حسن رحمہما اللہ)

رضوان الله عليهم أجمعين وخالف
فكان الأولى من ذلك ما قد رويناه عن
النبي صلى الله عليه وسلم في حديث
تميم بن طرفة فذلك أولى مما ذهبنا
إليه وإن كان النظر مخالفا لما ذهب
إليه الفريقان جميعا وذلك أنا رأينا
المسلمين يسبون أهل الحرب وأموالهم
فيملكون أموالهم كما يملكون رقابهم
وكان المشركون إذا أسروا المسلمين
لم يملكوا رقابهم فالنظر على ذلك أن
لا يملكوا أموالهم ويكون حكم أموال
المسلمين كحكم رقابهم كما كان حكم
أموال المشركين كحكم رقابهم ولكنا
تركنا من ذلك لما حكم به رسول الله صلى
الله عليه وسلم وبما حكم به المسلمون
من بعده فلما ثبت ما حكموا به من ذلك
نظرنا إلى ما اختلف فيه من حكم ما ظهر
عليه المسلمون في ذلك فأخذوه من أيدي
المشركين وجاء صاحبه بعد ما قسم
هل له أن يأخذه بالقيمة كما قال بعض
من روينا عنه في هذا الباب أو لا يأخذه
بقيمة ولا بغيرها كما قد قال بعض من
روينا عنه في هذا الباب أيضا فنظرنا في ذلك
فرأينا النبي صلى الله عليه وسلم قد
حكم في مشتري البعير من أهل الحرب
لصاحبه أن يأخذه بالثمن وكان ذلك البعير
قد ملكه المشتري من الحربيين كما
يملك الذي يقع في سهمه من الغنيمة ما
يقع في سهمه منها فالنظر على ذلك أن

کی مخالفت کی ہے انہوں نے پہلے قول کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے موکد کیا ہے جسے ہم نے حضرت تمیم بن طرفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں روایت کیا ہے یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف ہم گئے ہیں اگرچہ قیاس ان دونوں فریقوں کے خلاف ہے وہ اس طرح کہ ہم دیکھتے ہیں مسلمان اہل حرب (کفار) کو قیدی بناتے اور ان کے مال پر قبضہ کر کے ان کے مالوں کے مالک بن جاتے ہیں جس طرح وہ ان کی گردنوں کے مالک ہوتے ہیں اور مشرکین جب مسلمانوں کو قیدی بناتے ہیں تو وہ ان کی گردنوں کے مالک نہیں بنتے تو قیاس کا تقاضا ہے کہ وہ ان کے مالوں کے مالک بھی نہ بنیں اور مسلمانوں کے مال کا حکم وہی ہو جو ان کی گردنوں کا ہے جس طرح مشرکین کے مالوں کا حکم ان کی گردنوں کے حکم جیسا ہے لیکن ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد والے مسلمانوں کے حکم کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا تو جب اس سلسلے میں ان کا فیصلہ ثابت ہو گیا تو ہم نے مختلف فیہ مسئلے میں غور کیا یعنی جب مسلمان اس پر قادر ہو کر مشرکین کے ہاتھوں سے لے لیں اور پھر تقسیم کے بعد اس کا مالک آ جائے تو وہ قیمت کے عوض لے سکتا ہے جیسا کہ ان بعض حضرات نے فرمایا جن سے ہم نے اس باب میں روایت کیا ہے یا وہ قیمت کے ساتھ اور قیمت کے بغیر کسی طرح نہیں لے سکتا جس طرح بعض حضرات نے فرمایا اور ہم نے اس باب میں ان سے روایت کیا ہے ہم نے اس سلسلے میں غور کیا تو دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل حرب سے اونٹ خریدنے والے کے سلسلے میں فرمایا کہ اس کا مالک قیمتاً لے سکتا ہے حالانکہ حربی کفار سے اس اونٹ کو خریدنے والا اس کا مالک بن چکا تھا جس طرح غنیمت سے حصہ حاصل کرنے والا اس حصے کا مالک بن جاتا ہے تو اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ جب امام مال غنیمت تقسیم کر دے اور اس میں سے کوئی چیز کسی شخص کے قبضے میں آ جائے

يَكُونَ الْإِمَامُ إِذَا قَسَمَ الْغَنِيمَةَ ثُمَّ وَقَعَ شَيْءٌ مِنْهَا فِي يَدِ رَجُلٍ وَقَدْ كَانَ أُسِرَ ذٰلِكَ مِنْ يَدِ الْحَرْبِيِّ أَنْ يَكُونَ الْمَأْسُورُ مِنْ يَدِهٖ كَذٰلِكَ وَأَنْ يَكُونَ لَهٗ أَخْذُ مَا كَانَ أُسِرَ مِنْ يَدِهِ الَّذِي وَقَعَ فِي سَهْمِهٖ بِقِيمَتِهٖ كَمَا يَأْخُذُهٗ مِنْ يَدِ مُشْتَرِيهِ الَّذِي ذَكَرْنَا بِثَمَنِهٖ وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔

حالانکہ یہ دوسرے کے ہاتھ سے قبضے میں گئی تھی تو اسیر ماسور (مقبوضہ) چیز کا یہی حکم ہوا اور جو کچھ اس کے ہاتھ سے کسی کے قبضہ میں گئی تھی اب اس آدمی سے جس کے حصے میں آئی ہے قیمت دے کر لے سکتا ہے جس طرح وہ خریدنے والے کو قیمت دے کر لے سکتا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

بَابُ ۲۳۸ مِيرَاثِ الْمُرْتَدِّ لِمَنْ هُوَ

مرتد کی وراثت کسے ملے گی

۱۰۳۵۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ وَلَا الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔

۱۰۳۶۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت ابن وھب فرماتے ہیں حضرت یونس نے ابن شہاب سے نقل کرتے ہوئے مجھے خبر دی انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۰۳۷۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ۔

حضرت عمرو بن عثمان، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا مسلمان، کافر کا وارث نہیں ہوتا۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الْمُرْتَدَّ إِذَا قُتِلَ عَلٰى رِدَّتِهٖ أَوْ مَاتَ عَلَيْهَا كَانَ مَالُهٗ لِبَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا مِيرَاثُهٗ لِوَرَثَتِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ مرتد جب حالت ارتداد میں قتل ہو جائے یا مر جائے تو اس کا مال مسلمانوں کے بیت المال میں جائے گا ان حضرات نے اس سلسلے میں اس (مذکورہ بالا) حدیث سے استدلال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ اس کا مال اس کے مسلمان ورثاء کے لیے ہوگا۔

يقول لا حمى إلا لله ولرسوله

۱۰۶۲- حدثنا يزيد بن أبي داود قال ثنا سعيد بن منصور قال ثنا عبد الرحمن بن الحارث بن عياش بن أبي ربيعة عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما عن الصعب بن جثامة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم حرم البقيع وقال لا حمى إلا لله ولرسوله

۱۰۶۳- حدثنا ابن أبي داود قال ثنا علي بن عياش قال ثنا شعيب بن أبي حمزة عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا حمى إلا لله ولرسوله

فلما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا حمى إلا لله ولرسوله والحمى ما حمي من الأرض دل ذلك أن حكم الأرضين إلى الأئمة لا إلى غيرهم وأن حكم ذلك غير حكم الصيد.

وقد بينا ما يحتمله الأثر الأول فكان الأولى بنا أن نحمل معناه على ما لا يخالف هذا الأثر الثاني.

وأما ما يدخل لأبي حنيفة في ذلك من جهة النظر مما يفرق به بين الأرض الموات وبين ماء الأنهار والقنص إنا رأينا القنص وماء الأنهار لا يجوز للإمام تمليك ذلك أحدا ورأيناه لو ملك رجلا أرضا ميتة ثم ملكها لرجل آخر جاز وكذلك لو احتاج الإمام إلى بيعها في نائبة للمسلمين جاز بيعه لها ولا يجوز ذلك

کے لیے چراگاہ نہیں۔

ایک دوسرے طریق سے بھی حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع کو حرم قرار دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے لیے چراگاہ نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چراگاہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔

تو جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے لیے کوئی چراگاہ نہیں اور چراگاہ سے مراد وہ زمین ہے جسے محفوظ کیا گیا ہو تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ زمینوں کا اختیار حکمرانوں کو حاصل ہے دوسروں کو نہیں اور اس کا حکم، شکار کے حکم کے خلاف ہے۔

پہلی روایت میں جس بات کا احتمال ہے ہم نے اسے بیان کر دیا اور سب سے بہتر بات یہ ہے کہ ہم اسے اس بات پر محمول کریں جو اس دوسری روایت کے خلاف نہ ہو حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف اس سلسلے میں جو بات بطور قیاس پائی جاتی ہے کہ غیر آباد زمینوں اور نہروں کے پانی یا شکار کے درمیان فرق کیا جاتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ امام کے لیے کسی کو شکار یا نہروں کے پانی کا مالک بنانا جائز نہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ اگر وہ کسی شخص کو بنجر زمین کا مالک بنائے پھر کسی دوسرے شخص کو اس کا مالک بنائے تو جائز ہے اسی طرح اگر امام مسلمانوں کے معاملات میں اسے بیچنے کی ضرورت محسوس کرے تو اس کے لیے بیچنا جائز ہے لیکن بنجر کے

أَوْ نَهْرٍ وَلَا فِي صَيْدِ بَرٍّ وَلَا بَحْرٍ فَلَمَّا كَانَ
ذٰلِكَ إِلَى الْإِمَامِ فِي الْأَرَضِينَ دَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ
حُكْمَهَا إِلَى الْإِمَامِ وَأَنَّهَا فِي يَدِهِ كَسَائِرِ الْأَمْوَالِ الَّتِي
لِلْمُسْلِمِينَ الَّتِي لَيْسَ لِأَحَدٍ تَمَلُّكُهَا بِعَيْنِهِ وَلَا يَمْلِكُهَا
أَحَدٌ بِأَخْذِهِ وَإِنَّمَا حَقٌّ يَكُونُ الْإِمَامُ يُمَلِّكُهَا
إِيَّاهُ عَلٰى حُسْنِ النَّظَرِ مِنْهُ لِلْمُسْلِمِينَ وَلَمَّا
كَانَ الصَّيْدُ وَالْمَاءُ لَيْسَ إِلَى الْإِمَامِ بَيْعُهُمَا
وَلَا تَمْلِيكُهُمَا أَحَدًا كَانَ الْإِمَامُ فِيهِمَا كَسَائِرِ
النَّاسِ وَكَانَ مِلْكُهُمَا يَجِبُ بِأَخْذِهِمَا دُونَ
الْإِمَامِ ثَبَتَ بِذٰلِكَ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُو حَنِيفَةَ
لِمَا وَصَفْنَا مِنَ الْآثَارِ وَالدَّلَائِلِ الَّتِي ذَكَرْنَا

فَإِنِ احْتَجَّ مُحْتَجٌّ فِي ذٰلِكَ بِمَا

۱۳۶- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا
وَيُونُسَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَاهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ
سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ
الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ أَحْيَى أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ
وَذٰلِكَ أَنَّ رِجَالًا كَانُوا يَتَحَجَّرُونَ مِنَ الْأَرْضِ

۱۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ
بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ
عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ مِثْلَهُ

قِيلَ لَهُ لَا حُجَّةَ لَكَ فِي هٰذَا لِأَنَّ مَعْنٰى
هٰذَا عِنْدَنَا عَلٰى مَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ مَعْنٰى قَوْلِ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْيَى
أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ.

۱۳۸- قَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
فِي غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيثِ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ مُرَادَهُ
بِهٰذَا الْحَدِيثِ هُوَ مَا ذَكَرْنَاهُ.

۱۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا
أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ

پانی پر خشکی اور سمندر کے شکار کے سلسلے میں یہ بات جائز نہیں تو جب زمینوں
کے سلسلے میں یہ اختیار حکمران کو حاصل ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے
کہ ان زمینوں کا حکم حکمران کے اختیار میں ہے اور یہ زمینیں اس کے قبضے
میں مسلمانوں کے ان دیگر اموال کی طرح ہیں جو حکمران کے قبضے میں ہیں اسے
متعین طور پر کوئی رد نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی شخص اسے لے کر اس کا
مالک بن سکتا ہے جب تک کہ حکمران مسلمانوں کی بھلائی دیکھتے ہوئے
اسے اس کا مالک نہ بنا دے تو جب حکمران شکار اور پانی کو بیچ نہیں سکتا اور نہ
ہی کسی کو ان کا مالک بنا سکتا ہے تو ان دونوں چیزوں کے معاملے میں حکمران
دوسرے لوگوں کی طرح ہے اور ان دونوں چیزوں کو حاصل کرنے سے ان کی ملکیت
واجب ہو جاتی ہے اس پر حکمران کا دخل صحیح نہیں ہوتا ہم نے روایات کا جو مفہوم
بیان کیا اور جو دلائل ذکر کیے ہیں ان سے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ

اگر کوئی شخص حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت
سے استدلال کرے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر
بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے مردہ زمین کو زندہ
کیا وہ اسی کے لیے ہے آپ نے یہ بات اس لیے فرمائی
کہ لوگ زمین کو (ارد گرد پتھر لگا کر) روک لیتے
تھے۔

حضرت سفیان حضرت زہری سے وہ حضرت سالم سے
وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس
کی مثل روایت کرتے ہیں۔

اس استدلال کرنے والے شخص کو جواب دیا جائے گا کہ اس میں
تمہارے لیے کوئی دلیل نہیں اور ہمارے نزدیک اس کا مفہوم وہی ہے
جو ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے ضمن میں ذکر
کیا جس میں آپ نے فرمایا جس نے بے آباد زمین کو آباد کیا وہ اسی کے لیے ہے

اس حدیث کے علاوہ بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے
حدیث مروی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس حدیث
سے وہی معنی مراد ہے جو ہم نے ذکر کیا۔

حضرت محمد بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے
ہیں بصرہ والوں میں سے ایک شخص جسے ابو عبد اللہ کہا جاتا تھا۔

وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ۔

۱۰۸۱- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيَّاهُمْ وَهُوَ رَاكِبٌ عَلَى بَغْلَتِهِ۔

حضرت عبداللہ بن بُسر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس تشریف لائے اور آپ اپنی خچر پر سوار تھے۔

۱۰۸۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ ثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ وَحُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ شَهْبَاءَ فَمَرَّ عَلَى حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ فَإِذَا الْقَبْرُ يُعَذَّبُ صَاحِبُهُ وَنَحَاصَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ يُسْمِعُكُمْ عَذَابَ الْقَبْرِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر شہباء پر سوار تھے آپ بنو نجار کے ایک باغ کے پاس سے گزرے تو وہاں ایک قبر تھی اور صاحب قبر کو عذاب ہو رہا تھا خچر اُچھلی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ تم (مُردوں کو) دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذابِ قبر سُنا دے۔

۱۰۸۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشَّافِعِيُّ قَالَ ثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ ثَنَا أَبُو عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى بَغْلَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْبَاءَ وَكَانَتْ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ۔

حضرت عبید اللہ بن علی بن ابو رافع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر شہباء کو دیکھا اور وہ حضرت علی بن حسین (حضرت امام زین العابدین) رضی اللہ عنہما کے پاس تھی۔

۱۰۸۴- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا فِيهِ فَمَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْهَزِمًا وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ الشَّهْبَاءِ۔

حضرت ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم نے حنین کے دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا پھر انہوں نے ایک طویل حدیث ذکر کی اس میں یہ بات بھی ہے کہ میں بھاگتا ہوا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ اپنی خچر شہباء پر (سوار) تھے۔

۱۰۸۵- حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا

حضرت اسلم بن ابو عمران، حضرت عقبہ بن عامر رضی

[…]ـب عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ أَسْلَمَ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً فَاتَّبَعْتُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ.

اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر پر سوار ہوئے تو میں آپ کے پیچھے ہوا پھر انہوں نے حدیث ذکر کی۔

فَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْآثَارُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِبَاحَةِ رُكُوبِ الْبِغَالِ.

تو خچر پر سواری کے جواز پر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ احادیث مروی ہیں۔

۱۰۸۶ - وَقَدْ رُوِيَ فِي ذٰلِكَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا قَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيبِ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَشْوَعَ عَنْ حَنَشِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا أُتِيَ بِبَغْلَةٍ يَوْمَ الْأَضْحٰى فَرَكِبَهَا فَلَمْ يَزَلْ يُكَبِّرُ حَتّٰى أَتَى الْجَبَّانَةَ.

اس سلسلے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے حضرت حنش بن معتمر فرماتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا قربانی کے دن آپ کے پاس خچر لائی گئی تو آپ اس پر سوار ہوئے اور صحراء تک مسلسل تکبیر کہتے رہے۔

۱۰۸۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ الْجَزَّارِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمَ النَّحْرِ عَلٰى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ يُرِيدُ الصَّلٰوةَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَأَخَذَ بِخِطَامِ بَغْلَتِهِ فَسَأَلَهُ عَنْ يَوْمِ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ فَقَالَ هُوَ يَوْمُكَ هٰذَا خَلِّ سَبِيلَهَا.

حضرت حکم فرماتے ہیں میں نے حضرت یحییٰ بن جزار سے سنا وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپ قربانی کے دن اپنی سفید خچر پر نماز کے ارادے سے نکلے تو ایک شخص آیا جس نے آپ کی خچر کی لگام پکڑ کر حج اکبر کے دن سے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا وہ یہی دن ہے اس (خچر) کا راستہ چھوڑ دو۔

۱۰۸۸ - فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَمَا مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ.

اگر کوئی معترض کہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی "یہ عمل وہ لوگ کرتے ہیں جنہیں علم نہیں" کا کیا مطلب ہے۔

قِيلَ لَهُ قَدْ قَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي ذٰلِكَ مَعْنَاهُ أَنَّ الْخَيْلَ قَدْ جَاءَ فِي ارْتِبَاطِهَا وَاكْتِسَابِهَا وَعَلْفِهَا الْأَجْرُ وَلَيْسَ ذٰلِكَ فِي الْبِغَالِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسے (جواباً) کہا جائے گا کہ علماء نے اس کا مطلب یوں بیان کیا ہے کہ گھوڑے کو باندھنے، اسے حاصل کرنے اور اسے چارہ دینے میں ثواب ہے جب کہ خچر میں یہ بات نہیں ہے چنانچہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑی پر گھوڑا

أن ينزوا فرس على فرس حتى يكون عنهما ما فيه الأجر ويحمل حمارا على فرس فيكون عنهما بغل لا أجر فيه الذين لا يعلمون أي لأنهم يتركون بذلك إنتاج ما في ارتباطه الأجر وينتجون ما لا أجر في ارتباطه.

۱۰۸۹- فَمِمَّا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّوَابِ فِي ارْتِبَاطِ الْخَيْلِ مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْلِ فَقَالَ هِيَ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَلِرَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا مَنْ رَبَطَهَا عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنَّهُ لَوْ طَوَّلَ لَهَا فِي مَرْجٍ خَصِيبٍ أَوْ رَوْضَةٍ خَصِيبَةٍ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٍ وَعَدَدَ أَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَلَوِ انْقَطَعَ طِوَلُهَا ذَلِكَ فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَتَبَ اللَّهُ عَدَدَ آثَارِهَا حَسَنَاتٍ وَلَوْ مَرَّتْ بِنَهْرٍ عَجَّاجٍ لَا يُرِيدُ السَّقْيَ بِهِ فَشَرِبَتْ مِنْهُ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ وَمَنِ ارْتَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَظُهُورِهَا كَانَتْ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ وَمَنِ ارْتَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً عَلَى الْمُسْلِمِينَ كَانَتْ لَهُ وِزْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوا فَالْحُمُرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ.

جفت کرے اسے حاصل کرے تاکہ ان دونوں سے وہ چیز حاصل ہو جس میں ثواب ہے گھوڑی پر گدھے کی جفت وہ لوگ کرواتے ہیں جو بے علم ہیں کیونکہ ان دونوں سے خچر پیدا ہوتی ہے جس میں کوئی ثواب نہیں وہ (اپنی لاعلمی کی وجہ سے) اس سے اُس بچے کا حصول چھوڑ دیتے ہیں جس کے باندھنے میں ثواب ہے اور وہ ایسا جانور حاصل کرتے ہیں جس کے باندھنے میں کوئی ثواب نہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گھوڑے باندھنے کے ثواب کے سلسلے میں روایات مروی ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گھوڑے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ تین قسم کے لوگوں کیلئے ہیں ایک کیلئے اجر ہے دوسرے کیلئے پردہ ہے اور تیسرے کیلئے بوجھ ہے جو شخص اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی تیاری کے لیے گھر میں باندھتا ہے اور اسے زیادہ عرصہ تک سرسبز و شاداب چراگاہ یا مرغزار میں رکھتا ہے تو جس قدر وہ کھاتا ہے اور جس قدر وہ لید کرتا ہے اس کے مطابق اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اگر وہ رسی توڑ کر ایک یا دو ٹیلوں پر چڑھے تو اس کے قدموں کے نشانات کے مطابق اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اگر وہ ٹھاٹھیں مارتے دریا سے گزرے اور پانی پلانے کا ارادہ نہ ہو لیکن وہ اس سے پی لے تو جس قدر اس نے پیا اللہ تعالیٰ اس کے مطابق اس شخص کیلئے نیکیاں لکھ دیتا ہے اور جو شخص اسے مالداری کے حصول اور مانگنے سے بچنے کے لیے باندھتا ہے پھر اس کی گردن اور پیٹھ میں اللہ تعالیٰ کا حق نہیں بھلاتا تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے آڑ بنے گا اور جو آدمی اسے تکبر، ریاکاری اور مسلمانوں سے دشمنی کے لیے باندھتا ہے تو وہ قیامت کے دن اس کے لیے بوجھ ہوگا صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! گدھوں کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا گدھوں کے بارے میں مجھ پر اس ایک آیت کے سوا کچھ نازل نہیں ہوا "جو شخص ایک ذرہ کے برابر نیکی کرے وہ اسے دیکھ لے گا اور جو آدمی ایک ذرہ کے برابر برائی کرے وہ اسے دیکھ لے گا۔"

قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عُقْبَةُ بْنُ أَبِي حُكَيْمٍ عَنِ الْحُصَيْنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْمَهْرِيِّ عَنْ أَبِي الْمُصَبِّحِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ وَالنَّيْلُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَأَهْلُهَا مُعَانُونَ عَلَيْهَا وَقَلِّدُوهَا وَلَا تُقَلِّدُوهَا الْأَوْتَارَ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک بھلائی اور ثواب رکھا گیا ہے ان کے گلے میں ہار ڈالو لیکن تانت کا ہار نہ ڈالو۔

۱۰۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ الْأَجْرُ وَالْغَنِيمَةُ۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت تک بھلائی ثواب اور غنیمت وابستہ ہے۔

۱۰۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُونُسَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت یزید بن زریع حضرت یونس سے روایت کرتے ہیں وہ اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کرتے ہیں۔

۱۰۹۹۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ صَالِحٍ يُحَدِّثُ قَالَ حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ نُعَيْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا كَبْشَةَ يُحَدِّثُ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ وَأَهْلُهَا مُعَانُونَ عَلَيْهَا وَالْمُنْفِقُ عَلَيْهَا كَالْبَاسِطِ يَدَيْهِ بِالصَّدَقَةِ۔

حضرت زیاد بن نعیم سے مروی ہے انہوں نے حضرت ابوکبشہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ گھوڑوں کی پیشانیوں سے بھلائی وابستہ ہے ان کے مالک ان کی وجہ سے مشقت اٹھاتے ہیں اور ان پر خرچ کرنے والا صدقہ کرنے کے لیے ہاتھ پھیلانے والے کی طرح ہے۔

۱۱۰۰۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا بَكْرُ بْنُ إِدْرِيسَ وَابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلائی گھوڑوں کی پیشانیوں سے وابستہ ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ کیسے؟ فرمایا قیامت تک ثواب اور مال غنیمت ملتا ہے

۱۱۰۵۔ وَقِيْلَ لَهٗ نِتَاجَةٌ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ ثَنَا الْمُرَجَّى بْنُ رَجَاءٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ جَهْضَمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا اخْتَصَّنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا بِثَلَاثٍ اَنْ لَّا نَاْكُلَ الصَّدَقَةَ وَاَنْ نُّسْبِغَ الْوُضُوْءَ وَاَنْ لَّا نُنْزِيَ حِمَارًا عَلٰى فَرَسٍ قَالَ فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَسَنِ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ صَدَقَ كَانَتِ الْخَيْلُ قَلِيْلَةً فِيْ بَنِيْ هَاشِمٍ فَاَحَبَّ اَنْ تَكْثُرَ فِيْهِمْ فَبَيَّنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَسَنِ بِتَفْسِيْرِهٖ هٰذَا الْمَعْنَى الَّذِيْ اخْتَصَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْ لَّا يُنْزُوْا حِمَارًا عَلٰى فَرَسٍ وَاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِلتَّحْرِيْمِ وَاِنَّمَا كَانَتِ الْعِلَّةُ قِلَّةَ الْخَيْلِ فِيْهِمْ فَاِذَا ارْتَفَعَتْ تِلْكَ الْعِلَّةُ وَكَثُرَتِ الْخَيْلُ فِيْ اَيْدِيْهِمْ صَارُوْا فِيْ ذٰلِكَ كَغَيْرِهِمْ ۔ وَفِي اخْتِصَاصِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاهُمْ بِالنَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى اِبَاحَتِهٖ اِيَّاهُ لِغَيْرِهِمْ وَلَمَّا كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَعَلَ فِي ارْتِبَاطِ الْخَيْلِ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الثَّوَابِ وَالْاَجْرِ وَسُئِلَ عَنِ ارْتِبَاطِ الْحَمِيْرِ فَلَمْ يَجْعَلْ فِي ارْتِبَاطِهَا شَيْئًا وَالْبِغَالُ الَّتِيْ هِيَ خِلَافُ الْخَيْلِ مِثْلُهَا كَانَ مَنْ تَرَكَ اَنْ تَنْتِجَ مَا فِي ارْتِبَاطِهٖ وَكَسْبِهٖ ثَوَابٌ وَاَنْتَجَ مَا لَا ثَوَابَ فِي ارْتِبَاطِهٖ وَكَسْبِهٖ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔

تو اسے رجوانا کہا جائے گا۔ حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صرف تین باتوں کے ساتھ خاص کیا یہ کہ ہم صدقہ نہ کھائیں، وضو مکمل کریں اور گدھے سے گھوڑی کو جفتی نہ کریں حضرت عبید اللہ فرماتے ہیں پھر میں حضرت عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہ سے ملا اور وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے میں نے ان سے یہ بات بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے) سچ فرمایا ہے بنو ہاشم میں گھوڑے کم تھے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کثرت کو پسند فرمایا۔ تو حضرت عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر سے اس بات کو واضح کر دیا جس کے سبب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم کو گدھوں سے گھوڑیوں کو جفتی کرنے سے منع فرمایا نیز یہ کہ یہ کام حرام نہیں ان کے پاس گھوڑوں کی قلت اس کا سبب تھا، جب یہ علت ختم ہو گئی اور ان کے پاس گھوڑے زیادہ ہو گئے تو وہ اس سلسلے میں دوسرے لوگوں کی طرح ہو گئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ان کو اس بات سے منع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ دوسروں کے لیے یہ عمل جائز ہے اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کے باندھنے پر اجر و ثواب کا ذکر فرمایا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور آپ سے گدھوں کے باندھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ان کے باندھنے میں کوئی ثواب نہ بتایا تو خچر بھی جو گھوڑوں کے خلاف ہیں وہ بھی ان (گدھوں) کی مثل ہیں تو جو شخص جانوروں کے وہ بچے لینا چھوڑ دے جن کو باندھنے اور حاصل کرنے میں ثواب ہے اور وہ بچے حاصل کرے جن میں ثواب نہیں ہے تو وہ بے علم لوگوں میں سے ہے۔

فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا اِبَاحَةُ نَتْجِ الْبِغَالِ لِبَنِي هَاشِمٍ وَغَيْرِهِمْ وَاِنْ كَانَ اِنْتَاجُ الْخَيْلِ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِي حَنِيْفَةَ وَاَبِي يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔

تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ بنو ہاشم اور ان کے غیر کے لیے خچر بچے پیدا کرنا جائز ہے اگرچہ گھوڑوں کے بچے حاصل کرنا اس سے افضل ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

۱۳

كِتَابُ وُجُوهِ الْفَيْءِ وَخُمُسِ الْغَنَائِمِ

فَیْ اور غنیمتوں کے خمس کی اقسام کا بیان

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَكَانَ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْآيَةِ الْأُوْلٰى هُوَ مَا صَالَحَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ أَهْلَ الشِّرْكِ مِنَ الْأَمْوَالِ فَأَخَذُوْهُ مِنْهُمْ فِي جِزْيَةِ رِقَابِهِمْ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ وَكَانَ مَا ذَكَرَ فِي الْآيَةِ الثَّانِيَةِ هُوَ خُمُسُ مَا غَلَبَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ بِأَسْيَافِهِمْ وَمَا أَشْبَهَهُ مِنَ الرِّكَازِ الَّذِي جَعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخُمُسَ وَتَوَاتَرَتْ بِذٰلِكَ الْآثَارُ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

۱۱۰۲ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو کچھ اللہ تعالیٰ بستیوں والوں سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے تو وہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرابت داروں یتیموں محتاجوں اور مسافروں کے لیے ہے نیز ارشاد فرمایا اور جو کچھ تم مال غنیمت سے حاصل کرو تو بے شک اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کے لیے ہے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں جو کچھ ذکر فرمایا یہ مشرکین کے اس مال کے بارے میں ہے جس پر مسلمان مشرکین سے صلح کریں اور وہ مال جو ان سے ان کی جانوں کے جزیہ کے طور پر حاصل کریں اور اسی قسم کے دوسرے مال ہیں اور جو کچھ دوسری آیت میں ذکر فرمایا تو وہ اس مال کا پانچواں حصہ ہے جس پر مسلمانوں نے اپنی تلواروں کے ذریعے غلبہ حاصل کیا یا وہ مال دفینوں سے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے خمس قرار دیا اس سلسلے میں آپ سے متواتر احادیث مروی ہیں۔

حضرت سعید بن مسیب اور حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دفینوں میں

۱۱۱۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ فِي قَوْلِهِ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ قَالَ فَمَا شَذَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ مِنْ غَيْرِ قِتَالٍ مِنْ دَابَّةٍ وَنَحْوِ ذٰلِكَ فَهُوَ نَفْلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَالدَّلِيلُ عَلَى صِحَّةِ هٰذَا التَّأْوِيلِ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرِ أَبِي بَكْرَةَ۔

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں ہم سے حضرت عبدالملک بن سلیمان نے بیان کیا وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی سے غنیمتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں آخر تک کے بارے میں حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ مشرکین کا جو جانور لڑائی کے بغیر بھاگ کر مسلمانوں کی طرف آجائے یا اس قسم کی کوئی صورت ہو تو وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے وہ فرماتے ہیں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایت اس تاویل کی صحت پر دلالت کرتی ہے۔

۱۱۱۷- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ ثَنَا أَبِي عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ مَنْ خَرَجَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الطَّائِفِ أَعْتَقَهُ فَكَانَ أَبُو بَكْرَةَ مِنْهُمْ فَهُوَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ طائف کے دن جو بھی حضور علیہ السلام کی طرف آگیا آپ نے اسے آزاد کر دیا حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے تھے اور وہ آپ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

۱۱۱۸- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ الْخَلِيلِ الْكُوفِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَعْتَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الطَّائِفِ مَنْ خَرَجَ إِلَيْهِ مِنْ عَبِيدِ الطَّائِفِ فَكَانَ مِمَّنْ عَتَقَ يَوْمَئِذٍ أَبُو بَكْرَةَ وَغَيْرُهُ فَكَانُوا مَوَالِيَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں طائف کے دن وہاں کا جو غلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا آپ نے اسے آزاد کر دیا اور اس دن آپ نے جن کو آزاد کیا ان میں حضرت ابو بکرہ اور دوسرے حضرات بھی تھے تو یہ حضرات آپ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

۱۱۱۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ مُوسَى قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ صَالِحٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ الْفُضَيْلِ

حضرت شعبی، ثقیف کے ایک مرد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ حضرت

يكرهون يقول اطيعوا في هذا الامر كما رأيتم كراهية امري حيث خرجتم وانتم كارهون فقسم بينهم بالسوية افلا ترى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد قسمه كله بينهم كما انزل الله تعالى يسألونك عن الانفال قل الانفال لله والرسول وكان ما اضافه الله الى نفسه على سبيل الفرض وما اضافه الى رسوله على سبيل التمليك وقد روي في ذلك وجه آخر ايضا

پس آپ نے ان کے درمیان برابر تقسیم فرمایا تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ جوں ہی اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ "لوگ آپ سے غنیمتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں" نازل فرمائی تو آپ نے تمام مال ان کے درمیان تقسیم فرما دیا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا وہ فرض کے طور پر اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جس کی نسبت کی وہ تملیک (مالک بنانے) کے طور پر ہے۔ اس سلسلے میں ایک اور مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے۔

١١٣١ - حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا وهب بن جرير قال ثنا شعبة عن سماك بن حرب عن مصعب بن سعد عن ابيه قال نزلت في اربع آيات اصبت سيفا يوم بدر فقلت يا رسول الله نفلنيه فقال ضعه من حيث اخذته ثم قلت يا رسول الله نفلنيه فقال ضعه من حيث اخذته قلت يا رسول الله نفلنيه فقال ضعه من حيث اخذته اتجعل كمن لا غناء له او قال اجعل كمن لا غناء له الشك من ابن مرزوق قال ونزل يسألونك عن الانفال الى آخر الآية

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میرے بارے میں چار آیات نازل ہوئیں بدر کے دن مجھے ایک تلوار ملی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ مجھے عطا کیجئے آپ نے فرمایا اسے جہاں سے لیا ہے وہاں ہی رکھ دو میں پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تلوار مجھے عطا کیجئے آپ نے فرمایا اسے وہیں رکھو جہاں سے تم نے اسے لیا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مجھے عطا کیجئے آپ نے فرمایا اسے وہاں رکھیں جہاں سے لیا ہے کیا مجھے اس شخص کی طرح قرار دیا جائے جو مالدار نہیں یا فرمایا اسے اس کی طرح کر دیا جائے جسے مالداری حاصل نہیں (ابن مرزوق کو شک ہے) وہ فرماتے ہیں اس پر آیت کریمہ "لوگ آپ سے غنیمتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں" نازل ہوئی۔

قال ابو جعفر ففي هذه الآثار كلها ان اباحة الغنائم انما جعلت في بدء تحليلها لله والرسول فلم يكن ما اضاف الله سبحانه وتعالى منها الى نفسه على ان يصرف شيء منها في حق الله تعالى فيصرف ذلك في ذلك الحق بعينه لا يجوز ان يتعدى الى غيره ويصرف بقيتها الى سهم لرسول الله صلى الله عليه وسلم فيكون مقسومة على سهمين مفروزة في وجهين بل جعلت كلها

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان تمام روایات میں غنیمتوں کے حلال ہونے کا جو ذکر ہے وہ ابتداء میں اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قرار دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے حق پر خرچ کیا جائے وہ بعینہ اسی کے حق پر خرچ کیا جائے اور کسی دوسری طرف اس کا پھیرنا جائز نہ ہو، اور اسے بقیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کی طرف پھیرا جائے اور اس کو دو حصوں پر تقسیم کرکے دو جگہوں پر خرچ کیا جائے بلکہ یہ تمام مال ایک ہی مصرف پر خرچ کیا جائے گا وہ

ابن حنبل يقول لو أن رجلا رحل إلى مصر
فانصرف منها بكتاب التأويل لمعاوية بن
صالح ما رأيت رحلته ذهبت باطلة فوجدنا
ما أضيف إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم
والتحية في آية الأنفال قد كان على التمليك
وعلى ما سواه فقد كان في هذا حجة قاطعة
تغنينا عن الاحتجاج بما سواها على أهل
هذا القول ولكنا نريد في الاحتجاج عليهم
فنقول فقد وجدنا الله عز وجل أضاف
إلى رسوله صلى الله عليه وسلم شيئا من
الفيء في غير الآيتين اللتين قد ذكرناهما
في أول هذا الباب فكان ذلك على التمليك
عندنا مما أضافه إليه من ذلك عز وجل قال
ما أفاء الله على رسوله منهم فما أوجفتم
عليه من خيل ولا ركاب.

شخص مصر جا کر معاویہ بن صالح کی "کتاب التاویل" لے آئے تو
میں اس کے اس سفر کو بے فائدہ نہیں سمجھتا پس ہم نے یوں
پایا کہ آیت انفال میں جو کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف منسوب ہے وہ محض تملیک کے لیے ہے کوئی دوسرا
مفہوم نہیں اس میں قطعی دلیل ہے جو ہمیں کسی دوسری دلیل
کے ساتھ ان لوگوں کے خلاف استدلال سے بے نیاز کر دیتی
ہے لیکن ہم ان کے خلاف مزید دلیل پیش کرنا چاہتے ہیں پس ہم
کہتے کہ جن دو آیتوں کا ہم نے اس باب کے شروع میں ذکر کیا
ہے ان کے علاوہ آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے فیئ کا کچھ
حصہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب
کیا ہے اس سے مراد بھی "تملیک" ہے ارشاد خداوندی
ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کو ان کفار سے بطور فیئ عطا فرمایا تو تم نے اس پر
گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔

١١٢٤ - حدثنا يزيد بن سنان وأبو أمية
قالا ثنا بشر بن عمر الزهراني قال ثنا
مالك بن أنس عن ابن شهاب عن مالك
بن أوس النصري قال أرسل إلى عمر بن
الخطاب رضي الله عنه فقال إنه قد حضر
المدينة أهل أبيات من قومك وقد أمرنا لهم
برضخ فاقسمه بينهم فبينما أنا كذلك إذ
جاءه حاجبه يرفا فقال هذا عثمان وعبد الرحمن
وسعد والزبير وطلحة يستأذنون عليك فقال
ائذن لهم ثم مكثنا ساعة فقال هذا العباس
وعلي يستأذنان عليك فقال ائذن لهما فدخل
العباس قال يا أمير المؤمنين اقض بيني و
بين هذا الرجل وهما حينئذ فيما أفاء الله
على رسوله من أموال بني النضير فقال القوم

حضرت مالک بن اوس نصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا اور فرمایا کہ آپ کی قوم کے
کچھ خاندان مدینہ طیبہ میں آ گئے ہیں اور ہم نے انہیں عطا کرنے کا
فیصلہ کیا ہے لہٰذا آپ ان میں تقسیم فرمائیں (فرماتے ہیں) ہم اسی
حالت میں تھے کہ آپ کا دربان یرفا آ گیا اس نے کہا حضرت
عثمان، عبدالرحمٰن بن سعد، زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہم آپ
کے پاس آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں فرمایا انہیں
اجازت دو پھر ہم کچھ دیر ٹھہرے تو اس (دربان) نے
کہا حضرت عباس اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما آپ کی خدمت
میں حاضری کی اجازت مانگتے ہیں آپ نے فرمایا ان کو اجازت
دو حضرت عباس رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور فرمایا اے امیر المؤمنین
میرے اور اس شخص کے درمیان فیصلہ کیجیے وہ دونوں اسی وقت
بنو نضیر سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہونے
والے مال فیئ میں جھگڑ رہے تھے، حاضرین نے کہا اے امیر المؤمنین

بَيْنَهُمَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَأَرِحْ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْشُدُكُمَا اللّٰهَ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ قَالُوا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ لَهُمَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ فَإِنِّي سَأُخْبِرُكُمْ عَنْ هٰذَا الْفَيْءِ إِنَّ اللّٰهَ خَصَّ نَبِيَّهُ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ غَيْرَهُ فَقَالَ مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ قَسَمَهَا بَيْنَكُمْ وَبَثَّهَا فِيكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ وَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهُ عَلَى أَهْلِهِ رِزْقَ سَنَةٍ ثُمَّ يَجْمَعُ مَا بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالَ وَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهُ عَلَى أَهْلِهِ رِزْقَ سَنَةٍ ثُمَّ يَجْمَعُ مَا بَقِيَ مَجْمَعَ مَالِ اللّٰهِ أَفَلَا تَرٰى أَنَّ قَوْلَهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ هُوَ عَلَى التَّمْلِيكِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُونَ سَائِرِ النَّاسِ لَيْسَ عَلَى مِفْتَاحِ الْكَلَامِ الَّذِي لَا يَجِبُ لَهُ بِهِ مِلْكٌ فَكَذٰلِكَ مَا أَضَافَهُ إِلَيْهِ أَيْضًا فِي آيَةِ الْفَيْءِ وَفِي آيَةِ الْغَنِيمَةِ اللَّتَيْنِ قَدْ مَنَّا ذَكَرْنَاهُمَا فِي صَدْرِ هٰذَا الْكِتَابِ هُوَ عَلَى التَّمْلِيكِ لَهُ لَيْسَ عَلَى افْتِتَاحِ الْكَلَامِ الَّذِي لَا يَجِبُ لَهُ بِهِ مِلْكٌ فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ الْفَيْءَ وَالْخُمُسَ مِنَ الْغَنَائِمِ قَدْ كَانَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفَانِ فِي خَمْسَةِ أَوْجُهٍ لَا فِي أَكْثَرَ مِنْهَا وَلَا فِيمَا دُونَهَا۔

ان کے درمیان فیصلہ کیجئے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے کی طرف سے راحت پہنچائیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری (انبیاء کرام کی) وراثت نہیں ہوتی ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے ان سب نے کہا ہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے پھر آپ نے ان دونوں حضرات سے یہی بات فرمائی ہے تو انہوں نے بھی جواب "ہاں" فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا عنقریب میں تمہیں اس مال فئی کے بارے میں خبر دوں گا بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چیز کے ساتھ خاص فرمایا وہ کسی اور کو نہیں دی ارشاد خداوندی ہے "جو مال اللہ تعالیٰ نے ان کفار سے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دلایا تم نے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے اللہ تعالیٰ کی قسم! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مال تمہارے علاوہ کسی کے لیے اٹھا نہیں رکھا اور نہ ہی تم پر کسی کو ترجیح دی ہے آپ نے وہ مال تم لوگوں میں تقسیم کر دیا اور پھیلا دیا حتیٰ کہ اس سے یہ مال باقی رہ گیا آپ اس میں سے اپنے گھر والوں پر سال بھر خرچ فرماتے تھے پھر باقی مال کو اللہ تعالیٰ کا مال قرار دے کر جمع فرماتے کیا تم نے انہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی "جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کفار سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دلایا" یہ اس فئی کے بارے میں جس کی ملکیت صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی دوسرے لوگوں کو نہیں اور یہ افتتاح کلام کے لیے نہیں کہ اس کے ساتھ ملک واجب نہ ہو اسی طرح آیت فئی اور آیت غنیمت جو ہم نے پہلے ذکر کی ہیں ان میں بھی آپ کی طرف نسبت تملیک کے طور پر ہے ایسے افتتاح کلام کے طور پر نہیں جس کے سبب آپ کے لیے اس کی ملک واجب نہیں ہوتی تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہو گیا کہ فئی اور غنیمتوں کا خمس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں پانچ مصارف پر صرف ہوتے تھے نہ اس سے زیادہ پر اور نہ کم پر۔

۱۱۲۵ - وَقَدْ كَتَبَ إِلَيَّ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ يُحَدِّثُنِي عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُفَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ الْغَنَائِمَ تُجَزَّأُ خَمْسَةَ أَجْزَاءٍ ثُمَّ تُسْهَمُ عَلَيْهِمْ فَمَا أَصَابَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ لَهُ لَا يُتَخَيَّرُ۔

اور حضرت علی بن عبدالعزیز نے مجھے (امام طحاوی کو) لکھا وہ اپنی سند سے روایت کرتے ہوئے حضرت نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ غنیمتیں پانچ حصوں میں تقسیم ہوتی تھیں پھر ان میں سے ہر ایک کو حصہ ملتا تھا جو کچھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتا وہ آپ ہی کے لیے ہوتا کسی اور کے لیے جمع نہ کیا جاتا۔

۱۱۲۶ - ثُمَّ حَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ ثَنَا أَبِي وَسَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ عَنْهُمَا۔

پھر مجھ (امام طحاوی) سے یہی حدیث یحیی بن عثمان نے بیان کی وہ فرماتے ہیں میرے والد اور سعید بن عفیر نے ہم سے بیان کیا۔ پھر انہوں نے ان دونوں کی سند اور متن کے ساتھ ذکر کیا

۱۱۲۷ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مِمَّا أَصَابَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ لَهُ وَيُقْسَمُ الْبَقِيَّةُ بَيْنَهُمْ وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ

حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں ہمیں ابن لہیعہ نے خبر دیتے ہوئے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ آپ ہی کے لیے ہوتا اور باقی ماندہ ان حضرات میں تقسیم کردیا جاتا ہے۔ یہی بات حضرت یحیی بن جزار اور عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے۔

۱۱۲۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ الْجَزَّارِ يَقُولُ سَهْمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُمُسُ الْخُمُسِ

حضرت موسیٰ بن ابو عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے یحیی بن جزار سے سنا وہ فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ، خُمس کا خُمس (پانچویں حصہ کا پانچواں حصہ) ہوتا تھا۔

۱۱۲۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ خُمُسُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَخُمُسُ الرَّسُولِ وَاحِدٌ ثُمَّ تَكَلَّمُوا فِي تَأْوِيلِ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِذِي الْقُرْبٰى مِنْهُمْ۔

حضرت عبدالملک بن ابو سلیمان، حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا پانچواں حصہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچواں حصہ ایک ہی چیز ہے۔ پھر محدثین نے ارشاد خداوندی "اور ان میں سے قرابت داروں کے لیے" کے مفہوم سے متعلق گفتگو کی ہے۔

۱۱۳۰- **فَقَالَ** بَعْضُهُمْ هُمْ بَنُو هَاشِمٍ الَّذِيْنَ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الصَّدَقَةَ لَا مَنْ سِوَاهُمْ مِنْ ذَوِيْ قُرْبٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ مِنَ الْفَيْءِ وَمِنْ خُمُسِ الْغَنَائِمِ مَا جَعَلَ لَهُمْ مِنْهَا بَدَلًا مِمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ الصَّدَقَةِ وَقَالَ قَوْمٌ هُمْ بَنُوْ هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ خَاصَّةً دُوْنَ مَنْ سِوَاهُمْ مِنْ قَرَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ان میں سے بعض نے فرمایا کہ اس سے بنو ہاشم مراد ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے صدقہ حرام کیا ہے ان کے علاوہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے قرابت دار مراد نہیں ہیں ان (بنو ہاشم) کے لیے اللہ تعالیٰ نے مال فئی اور غنیمتوں کے خمس سے حصہ مقرر فرمایا یہ اس صدقہ کا بدلہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام فرمایا بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے صرف بنو ہاشم اور بنو مطلب مراد ہیں ان کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے رشتہ دار مراد نہیں ہیں۔

۱۱۳۱- **وَقَالَ** قَوْمٌ هُمْ قُرَيْشٌ كُلُّهَا الَّذِيْنَ يَجْمَعُهُ وَإِيَّاهُمْ أَقْصٰى آبَائِهِ مِنْ قُرَيْشٍ دُوْنَ مَنْ سِوَاهُمْ مِمَّنْ يُقَارِبُهُ مِنْ قِبَلِ أُمَّهَاتِهِ مِنْ بَنِيْ قَيْسٍ مِنْ قُرَيْشٍ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ أَنْ يَعُمَّهُمْ إِنَّمَا كَانَ عَلَيْهِ أَنْ يُعْطِيَ مَنْ رَأٰى إِعْطَاءَهُ مِنْهُمْ دُوْنَ بَقِيَّتِهِمْ۔

کچھ حضرات نے فرمایا اس سے وہ تمام قریش مراد ہیں جو ان (بنو ہاشم) کے ساتھ جد اعلیٰ قریش پر اکٹھے ہو جاتے ہیں اس میں آپ کے وہ رشتہ دار داخل نہیں جو ماؤں کی طرف سے آپ کے قریبی ہیں لیکن قریش نہیں ہیں لیکن آپ پر واجب نہیں تھا کہ ان سب کو عطا کریں بلکہ آپ جس کو دینا مناسب سمجھتے اس کو عطا کرنا واجب تھا دوسروں کو نہیں۔

۱۱۳۲- **وَقَالَ** قَوْمٌ هُمْ قَرَابَتُهُ مِنْ قِبَلِ آبَائِهِ إِلٰى أَقْصٰى أَبٍ لَهُ مِنْ قُرَيْشٍ وَمِنْ قِبَلِ أُمَّهَاتِهِ إِلٰى أَقْصٰى أُمٍّ لِكُلِّ أُمٍّ مِنْهُنَّ مِنَ الْعَشِيْرَةِ الَّتِيْ هِيَ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ أَنْ يَعُمَّهُمْ بِعَطِيَّتِهِ إِنَّمَا يُعْطِيْ مَنْ رَأٰى إِعْطَاءَهُ مِنْهُمْ۔

بعض حضرات کے نزدیک اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کے آباؤ و اجداد کی طرف سے قریش کے آخری باپ تک آپ سے رشتہ رکھتے ہوں اور آپ کی ماؤں کی طرف سے اس قبیلہ کی آخری ماں تک جس قبیلہ سے اس کا تعلق ہے البتہ ان سب کو دینا بھی واجب نہ تھا بلکہ آپ جسے مناسب سمجھتے عطا فرماتے۔

۱۱۳۳- **وَقَدِ احْتَجَّ** كُلُّ فَرِيْقٍ مِنْهُمْ لِمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ بِمَا سَنَذْكُرُهُ فِيْ كِتَابِنَا هٰذَا وَنَذْكُرُ مَعَ ذٰلِكَ مَا يَلْزَمُهُمْ مِنْ مَذْهَبِهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَأَمَّا أَهْلُ الْقَوْلِ الْأَوَّلِ الَّذِيْنَ جَعَلُوْهُ لِبَنِيْ هَاشِمٍ خَاصَّةً۔

ان میں سے ہر مسلک والے نے اپنے موقف پر استدلال کیا ہے جسے ہم اپنی اس کتاب میں عنقریب ذکر کریں گے اس کے ساتھ ہی ہم وہ بات بھی ذکر کریں گے جو ان کے مذہب سے لازم آتی ہے (ان شاء اللہ تعالیٰ) پہلے قول والے جنہوں نے اسے صرف بنو ہاشم کے لیے قرار دیا ہے۔

۱۱۳۴- **فَاحْتَجُّوْا** فِيْ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا خَصَّهُمْ بِذٰلِكَ بِتَحْرِيْمِ الصَّدَقَةِ عَلَيْهِمْ فَإِنَّ قَوْلَهُمْ هٰذَا عِنْدَنَا فَاسِدٌ لِأَنَّ

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صدقہ کے حرام ہونے کے سلسلے میں انہیں مختص کیا لیکن ہمارے نزدیک ان کا یہ قول صحیح نہیں کیونکہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ

رسول الله صلى الله عليه وسلم لما حرم الصدقة على بني هاشم قد حرمها على مواليهم كتحريمه اياها عليهم وتواترت عنه الآثار بذلك

علیہ وسلم نے جب بنو ہاشم پر صدقہ حرام کیا تو جس طرح ان پر حرام فرمایا اسی طرح ان کے غلاموں پر بھی حرام کیا ہے اس سلسلے میں متواتر روایات مروی ہیں

۱۱۳۵- حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا محمد بن كثير قال ثنا سفيان الثوري عن ابن ابي ليلى عن الحكم عن المقسم عن ابن عباس رضي الله عنهما قال استعمل ارقم بن ارقم على الصدقة فاستتبع ابا رافع فاتى النبي صلى الله عليه وسلم فسأله فقال يا ابا رافع ان الصدقة حرام على محمد وآل محمد وان مولى القوم من انفسهم.

حضرت مقسم، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ارقم بن ارقم رضی اللہ عنہ کو صدقات پر عامل مقرر کیا گیا ہے تو انہوں نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا اے ابو رافع! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر صدقہ حرام ہے اور قوم کا غلام انہی میں سے ہوتا ہے۔

۱۱۳۶- حدثنا بكار بن قتيبة وابراهيم بن مرزوق قالا ثنا وهب بن جرير قال ثنا شعبة عن الحكم عن ابن ابي رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث رجلا من بني مخزوم على الصدقة فقال لابي رافع اصحبني كيما تصيب منها فقال حتى استأذن رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتى النبي صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك له فقال ان آل محمد لا يحل لهم الصدقة وان مولى القوم من انفسهم.

حضرت حکم، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع کے بیٹے سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مخزوم کے ایک شخص کو صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا تو انہوں نے کہا اے ابو رافع! آپ بھی میرے ساتھ چلیں تاکہ آپ کو بھی کچھ حاصل ہو انہوں نے کہا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیے بغیر نہیں جا سکتا پھر وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور یہ معاملہ ذکر کیا آپ نے فرمایا آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے صدقہ حلال نہیں اور کسی قوم کا غلام ان ہی میں سے ہوتا ہے۔

۱۱۳۷- حدثنا ربيع بن سليمان المؤذن قال ثنا اسد بن موسى قال ثنا ورقاء بن عمر عن عطاء بن السائب قال دخلت على ام كلثوم ابنة علي رضي الله عنهما

حضرت ورقاء بن عمر حضرت عطاء بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے ایک آزاد کردہ غلام

فقالت ان مولى لنا يقال له هرمز او كيسان
اخبره انه مر على رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال فدعاني فقال يا فلان
انا اهل بيت قد نهينا ان ناكل الصدقة
وان مولى القوم من انفسهم فلا تاكل
الصدقة فلما كانت الصدقة المحرمة
على بني هاشم قد دخل فيهم مواليهم
ولم يدخل مواليهم معهم في سهم
ذوي القربى باتفاق المسلمين ثبت
بذلك فساد قول من قال انما جعلت
لذوي القربى في اية الفيء وفي اية
خمس الغنيمة بدلا مما حرم عليهم
الصدقة۔

ويفسد هذا القول ايضا من جهة
اخرى وذلك انا راينا الصدقة لو كانت
حلالا لبني هاشم كهي لجميع المسلمين
كانت حراما على اغنيائهم كتحريمها على
اغنياء جميع المسلمين ممن سواهم وقد
راينا رسول الله صلى الله عليه وسلم
ادخل بني هاشم في سهم ذوي القربى
جميعا وفيهم العباس بن عبد المطلب
وقد كان موسرا في الجاهلية والاسلام
جميعا الا ترى ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم قد تعجل منه زكوة ماله عامين
لكونه موسرا ولم يمنعه من سهم
ذوي القربى وكان ذلك اليسار يمنعه من
الصدقة قبل تحريم الله اياها على بني
هاشم فدل ذلك ان سهم ذوي القربى
لم يجعل لمن جعل له خلفا من الصدقة التي

ہرمز یا (فرمایا) کیسان نے خبر دی کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس سے گزرے فرماتے ہیں مجھے رسول اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا اے فلاں ہم اہل بیت
کو صدقہ کھانے سے روکا گیا ہے اور قوم کا غلام ان ہی میں سے
ہوتا ہے لہذا تم بھی صدقہ نہ کھانا" تو جب صدقہ کے حرام
ہونے کے سلسلے میں بنو ہاشم میں ان کے غلام بھی شامل ہیں
اس بات پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ قرابت داروں
کے حصے میں ان کے ساتھ غلام شامل نہیں تو اس سے
ان لوگوں کے قول کا فساد ثابت ہو گیا جو کہتے ہیں کہ
آیت فئی اور خمس غنیمت کی آیت میں قرابت داروں کا
حصہ ان پر صدقہ کے حرام ہونے کے بدلے میں رکھا
گیا ہے۔

یہ قول ایک اور وجہ سے بھی فاسد ہو جاتا ہے وہ یوں کہ ہم
دیکھتے ہیں کہ اگر صدقہ بنو ہاشم کے لیے بھی حلال ہوتا جس طرح تمام
مسلمانوں کے لیے حلال ہے تو ان کے مالداروں پر حرام ہوتا جس طرح
دیگر مسلمانوں کے مالداروں پر حرام ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرابت داروں کے حصے میں تمام
بنو ہاشم کو داخل فرمایا اور ان میں حضرت عباس بن عبدالمطلب
رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں حالانکہ وہ دور جاہلیت اور اسلام
کے دونوں میں ہی مالدار تھے کیا تم نہیں دیکھتے کہ سرکار دو
عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دو سال کی زکوۃ پیشگی
وصول فرمائی تو جب ہم نے دیکھا کہ ان کی مالداری نے ان کو
قرابت داروں کے حصے سے محروم نہیں کیا حالانکہ یہ مالداری
بنو ہاشم پر صدقہ کے حرام ہونے سے پہلے بھی ان
کے لیے صدقہ کو حرام کرتی تھی تو یہ اس بات پر
دلالت ہے کہ جن لوگوں کے لیے یہ حصہ مقرر کیا
گیا حرمت صدقہ کے بدلے میں مقرر نہیں کیا گیا
اور جو لوگ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ اس

۱۱۳۴ - حَدَّثَنَا احمد بن داود بن موسى قال ثنا مسدد بن مسرهد قال ثنا يزيد بن زريع قال ثنا سليمان التيمي عن ابي عثمان النهدي عن قبيصة بن مخارق و زهير بن عمرو قال لما نزلت وانذر عشيرتك الاقربين انطلق رسول الله صلى الله عليه وسلم الى رضمة من جبل فعلا اعلاها ثم قال يا بني عبد مناف اني نذير ففي هذا الحديث ادخاله بني عبد مناف فيمن هو اقرب اليه منهم في قرابته

حضرت قبیصہ بن مخارق اور حضرت زہیر بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب آیت کریمہ "اور اپنے قرابت داروں کو ڈرائیں" نازل ہوئی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک پہاڑ کے کنگرہ والے حصے پر تشریف لے گئے پھر اس کے اوپر چڑھ گئے اس کے بعد فرمایا اے بنو مناف میں ڈرانے والا ہوں اس حدیث کے مطابق آپ نے بنو عبد مناف کو ان لوگوں میں شامل کیا جنہیں آپ کے ساتھ ان کی نسبت زیادہ قرب حاصل تھا۔

۱۱۳۵ - حَدَّثَنَا ربيع بن سليمان قال ثنا ابو الاسود و حسان بن غالب قالا ثنا ضمام بن اسمعيل عن موسى بن وردان عن ابي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال يا بني هاشم يا بني قصي يا بني عبد مناف انا النذير والموت المغير والساعة الموعد ففي هذا الحديث ادخاله بني قصي فيمن هو اقرب اليه منهم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا اے بنو ہاشم! اے بنو عبد مناف! میں ڈرانے والا ہوں موت لوٹنے والی ہے اور قیامت کا وعدہ ہے اس حدیث میں ہے کہ آپ نے زیادہ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ قصی کی اولاد کو بھی ملایا۔

۱۱۳۶ - حَدَّثَنَا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا ابو الوليد و عفان عن ابي عوانة عن عبد الملك بن عمير عن موسى بن طلحة عن ابي هريرة رضي الله عنه قال لما نزلت وانذر عشيرتك الاقربين قام نبي الله صلى الله عليه وسلم فنادى يا بني كعب بن لؤي انقذوا انفسكم من النار يا بني عبد مناف انقذوا انفسكم من النار يا بني هاشم انقذوا انفسكم من النار يا بني عبد المطلب انقذوا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں جب آیت کریمہ اور قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں نازل ہوئی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ نے آواز دی اے کعب بن لوی کی اولاد! اپنے آپ کو آگ (جہنم) سے بچاؤ اے عبد مناف کی اولاد! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ اے بنو ہاشم اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ اے عبدالمطلب کی اولاد اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ اے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہا! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ بے شک میں

انزل عليه ﴿وانذر عشيرتك الاقربين﴾ يا معشر قريش اشتروا انفسكم من الله لا اغني عنكم من الله شيئا يا بني عبد مناف اشتروا انفسكم من الله لا اغني عنكم من الله شيئا يا عباس بن عبد المطلب لا اغني عنك من الله شيئا يا صفية عمة رسول الله لا اغني عنك من الله شيئا يا فاطمة ابنة رسول الله

اپنے نفسوں کا اللہ تعالیٰ سے سودا کر لو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے عذاب کو دور نہیں کروں گا اے عباس بن عبدالمطلب میں تمہیں خدا کے عذاب سے نہیں بچاؤں گا اے رسول اللہ کی پھوپھی حضرت صفیہ میں تم سے عذاب خداوندی کو دور نہیں کروں گا اے فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہا میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کے سلسلے میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔[1]

۱۱۳۹ - حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب قال اخبرني سعيد وابو سلمة ان ابا هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم ذكر مثله غير انه قال يا صفية يا فاطمة فلما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما امره الله عز وجل ان ينذر عشيرته الاقربين انذر قريشا بعيدها وقريبها دل ذلك انهم جميعا اولو قرابته ولولا ذلك لقصد بانذاره الى ذوي قرابته منهم وترك من ليس منهم بذي قرابة له فلم ينذره كما لم ينذر من يجمعه واياه اب غير قريش.

حضرت ابن شہاب سے مروی ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت سعید اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا البتہ اس میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اے صفیہ اے فاطمہ! تو جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قبیلے کو ڈرانے کا حکم دیا تو آپ نے قریش کے قریب و بعید تمام لوگوں کو ڈرایا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ وہ سب آپ کے قرابت دار ہیں اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ ان میں سے صرف قرابت داروں کو ڈرانے کا قصد فرماتے اور جو آپ کے قرابت دار نہ تھے ان کو چھوڑ دیتے اور نہ ڈراتے جیسا کہ آپ نے ان لوگوں کو نہیں ڈرایا جن کا آپ سے تعلق تھا لیکن ان کے باپ غیر قریشی تھے۔

فان قال قائل انه انما جمع قريشا كلها فانذرها لان الله عز وجل امره ان ينذر عشيرته الاقربين ولا عشيرة له اقرب من قريش فلذلك دعا قريشا كلها اذ كانت باجمعها عشيرته التي هي اقرب العشائر اليه.

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ آپ نے تمام قریش کو جمع کیا اور انہیں ڈرایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں اور قریش سے زیادہ قریبی رشتہ دار کوئی نہیں تھا اس لیے آپ نے قریش کو بلایا کیونکہ وہ تمام آپ کے اس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جو دیگر قبائل کی نسبت آپ کے زیادہ قریب تھا۔

---

[1] اس کا یہ مطلب نہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن کسی کے کام نہیں آ سکیں گے بلکہ محض تنبیہ مقصود ہے اور بتانا ہے کہ صرف خاندان والوں کے ساتھ محض تعلق ہی کافی نہیں ہے تو دوسرے اس سے کیسے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔

قِيلَ لَهُ: لَوْ كَانَ كَمَا ذَكَرْتَ إِذًا كَانَ يَقُولُ لَهُ: وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْقُرْبَى، وَلَكِنَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَقُلْ لَهُ كَذَلِكَ وَقَالَ لَهُ: وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ، فَأَعْلَمَنَا أَنَّ كُلَّ أَهْلِ عَشِيرَتِهِ مِنْ أَقْرَبِيهِ، فَبَطَلَ بِمَا ذَكَرْنَا قَوْلُ مَنْ جَعَلَ ذَا قُرْبَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ خَاصَّةً، وَفِيمَا ذَكَرْنَا مِنْ هَذِهِ الْحُجَّةِ مَا يُغْنِينَا عَنِ الِاحْتِجَاجِ لِقَوْلِ مَنْ قَالَ: إِنَّ ذَوِي قُرْبَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمْ قُرَيْشٌ كُلُّهَا.

تو اس شخص کو جواب کہا جائے گا اگر یہ بات اسی طرح ہوتی جس طرح تم کہہ رہے ہو تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا "وانذر عشیرتک القربیٰ" یعنی مفرد کا صیغہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا اور "وانذر عشیرتک الاقربین" فرمایا اور آپ کو بتایا کہ اس قبیلے کے تمام لوگ آپ کے زیادہ قریبی ہیں تو اس سے ان لوگوں کا قول باطل ہو گیا جو صرف بنو ہاشم اور بنو مطلب کو آپ کے قرابت دار قرار دیتے ہیں اور یہ دلیل جو ہم نے ذکر کی اور ہم نے اس سے استدلال کیا اس کی وجہ سے ان لوگوں کی دلیل لانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی جو کہتے ہیں کہ تمام قریش آپ کے قرابت دار ہیں۔

١٥١٠ - وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي تَأْوِيلِ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى مَا يَدُلُّ عَلَى هَذَا الْمَعْنَى أَيْضًا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ" آپ فرما دیجئے میں تم سے اس (تبلیغ دین) پر قرابت کی محبت کے علاوہ کوئی اجرت نہیں مانگتا کی تفسیر کے سلسلے میں ایسی بات مروی ہے جو اس معنی پر دلالت کرتی ہے

١٥١١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى قَالَ: أَنْ تَصِلُوا قَرَابَتِي وَلَا تُكَذِّبُونِي، فَهَذَا عَلَى الْخِطَابِ لِقُرَيْشٍ كُلِّهَا، فَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ قُرَيْشًا كُلَّهَا ذَوُو قَرَابَتِهِ، وَقَدْ رُوِيَ فِي ذَلِكَ أَيْضًا عَنْ عِكْرِمَةَ مَا يَدُلُّ عَلَى هَذَا الْمَعْنَى أَيْضًا.

حضرت شعبی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد خداوندی "قل لا اسئلکم الآیۃ" کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ میرے قرابت داروں سے صلہ رحمی کرو اور مجھے نہ جھٹلاؤ اور یہ مفہوم تمام قریش کو خطاب کی صورت میں ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ تمام قریش آپ کے قرابت دار ہیں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس قسم کا مفہوم مروی ہے جو اس معنی پر دلالت کرتا ہے۔

١٥١٢ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ الْبَجَلِيُّ

حضرت یحییٰ بن ایوب بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ

قَالَ سَأَلْتُ عِكْرِمَةَ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى فَقَالَ كَانَتْ قَرَابَاتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بُطُونِ قُرَيْشٍ كُلِّهَا فَكَانُوا أَشَدَّ النَّاسِ لَهُ أَذًى فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِيهِمْ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى

تو اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی آپ فرما دیجئے میں تم سے اس (تبلیغ) پر اجرت نہیں مانگتا صرف اپنی قرابت داری کے سبب صلہ رحمی چاہتا ہوں۔

۱۱۵۳ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ فَرُّوخٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ أَتَى رَجُلٌ عِكْرِمَةَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى فَقَالَ أَسَبَائِيٌّ أَنْتَ قَالَ لَسْتُ بِسَبَائِيٍّ وَلَكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَعْلَمَهُ قَالَ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَعْلَمَ فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ حَيٌّ مِنْ أَحْيَاءِ قُرَيْشٍ إِلَّا وَقَدْ عَرَقَ فِيهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ كَانَتْ قُرَيْشٌ يَصِلُونَ أَرْحَامَهُمْ مِنْ قَبْلِهِ فَلَمَّا عَادَاهُمْ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ قَطَعُوهُ وَمَنَعُوهُ وَحَرَمُوهُ فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى أَنْ تَصِلُونِي لِمَا كُنْتُمْ تَصِلُونَ بِهِ قَرَابَتَكُمْ قَبْلِي

حضرت حبیب بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا اے ابو عبد اللہ ارشاد خداوندی "قل لا اسئلکم الآیۃ" کا کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا کیا تو سبائی[1] ہے اس نے کہا میں سبائی نہیں ہوں لیکن میں جاننا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر تو جاننا چاہتا ہے تو (سن لے کہ) قریش کے ہر قبیلے میں حضور (اکرم) صلی اللہ علیہ وسلم کی رگ (اصل) تھی اس سے پہلے وہ اپنوں اور دوسروں سب سے صلہ رحمی کرتے تھے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے ان کو اسلام کی طرف بلایا تو انہوں نے آپ سے قطع تعلق کیا، آپ کو روکا اور محروم کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ فرما دیجئے میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا صرف قرابت کی صلہ رحمی چاہتا ہوں مجھ سے اسی طرح صلہ رحمی کرو جس طرح تم مجھ سے پہلے اپنے قرابتداروں سے کرتے تھے۔

۱۱۵۴ - وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُجَاهِدٍ فِي ذَلِكَ أَيْضًا مَا يَدُلُّ عَلَى هَذَا الْمَعْنَى

اسی معنی پر دلالت کرنے والی تفسیر حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

۱۱۵۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ ثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ

حضرت ابن ابی نجیح، حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "قل لا اسئلکم الآیۃ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا میری اتباع

[1] سبائی۔ شیعہ کا ایک فرقہ ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا کہتے ہیں نعوذ باللہ من ذلک

أَنَّهُ يَرِثُ إِخْوَتَهُ لِأَبِيهِ وَإِخْوَتَهُ لِأُمِّهِ وَتَرِثُهُ إِخْوَتُهُ لِأَبِيهِ وَإِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ وَإِنْ كَانَ مِيرَاثُ فَرِيقٍ مِمَّنْ ذَكَرْنَا مُخَالِفًا لِمِيرَاثِ الْفَرِيقِ الْآخَرِ وَلَيْسَ اخْتِلَافُ ذَلِكَ بِمَانِعٍ مِنْهُ الْقَرَابَةَ فَلَمَّا كَانَ ذَوُو قُرْبَى أُمِّهِ قَدْ صَارُوا ذَوِي قَرَابَةٍ لَهُ كَمَا أَنَّ ذَوِي قُرْبَى أَبِيهِ قَدْ صَارُوا لَهُ قَرَابَةً كَانَ مَا يَسْتَحِقُّهُ ذَوُو قُرْبَى أَبِيهِ بِقَرَابَتِهِمْ مِنْهُ يَسْتَحِقُّ ذَوُو قُرْبَى أُمِّهِ بِقَرَابَتِهِمْ مِنْهُ مِثْلَهُ ـ

وَقَدْ تَكَلَّمَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي مِثْلِ هَذَا فِي رَجُلٍ أَوْصَى لِذِي قَرَابَةِ فُلَانٍ بِثُلُثِ مَالِهِ فَقَالُوا فِي ذَلِكَ أَقْوَالًا سَنُبَيِّنُهَا وَنُبَيِّنُ مَعْنَى صَاحِبِ كُلِّ قَوْلٍ مِنْهَا الَّذِي أَدَّاهُ إِلَى قَوْلِهِ الَّذِي قَالَهُ مِنْهَا فِي كِتَابِنَا هَذَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى فَكَانَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ هِيَ لِكُلِّ ذِي رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْ فُلَانٍ الْمُوصَى لِقَرَابَتِهِ بِمَا أَوْصَى لَهُمْ بِهِ مِنْ قِبَلِ أَبِيهِ وَمِنْ قِبَلِ أُمِّهِ غَيْرَ أَنَّهُ يَبْدَأُ فِي ذَلِكَ بِمَنْ كَانَتْ قَرَابَتُهُ مِنْهُ مِنْ قِبَلِ أَبِيهِ عَلَى مَنْ كَانَتْ قَرَابَتُهُ مِنْهُ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ وَتَفْسِيرُ ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ لَهُ عَمٌّ وَخَالٌ فَقَرَابَةُ عَمِّهِ مِنْهُ مِنْ قِبَلِ أَبِيهِ كَقَرَابَةِ خَالِهِ مِنْهُ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ فَيَبْدَأُ فِي ذَلِكَ عَمَّهُ عَلَى خَالِهِ فَيَجْعَلُ الْوَصِيَّةَ لَهُ وَكَانَ زُفَرُ بْنُ الْهُذَيْلِ يَقُولُ الْوَصِيَّةُ لِكُلِّ مَنْ قَرُبَ مِنْهُ مِنْ قِبَلِ أَبِيهِ أَوْ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ دُونَ مَنْ كَانَ

کی میراث ایک دوسرے کے خلاف ہے لیکن یہ بات قرابت سے منع نہیں کرتا تو جب ماں کے قرابت دار اس کے بھی قرابت دار ہوئے جیسے باپ کے قرابت دار اس کے قریبی ہوتے ہیں تو جس طرح باپ کے حق دار اس کے قرابت دار ہوں گے اسی طرح ماں کے قرابت دار بھی قرابت کی وجہ سے اسی طرح کے مستحق ہوں گے۔

اہل علم نے اس قسم کے مسئلے میں بحث کی ہے کہ ایک شخص کسی کے قرابت دار کے لیے تہائی مال کی وصیت کرتا ہے تو اس سلسلے میں کئی اقوال ہیں جنہیں عنقریب ہم اپنی اس کتاب میں بیان کریں گے اور ہر قول والے کے مذہب پر اس کی دلیل بھی ذکر کریں گے جس کی وجہ سے اس نے یہ مذہب اختیار کیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے تھے یہ مال اس فلاں آدمی کے قرابت داروں کے سلسلے میں (جس کے لیے وصیت کی گئی ہے) ان ذو رحم محرموں کو ملے گا جنہیں اس کے باپ اور ماں کی طرف سے رشتہ داری حاصل ہے البتہ جن پر باپ کی طرف سے قرابت حاصل ہے انہیں ان لوگوں پر مقدم کیا جائے گا جو ماں کی طرف سے اس کے رشتہ دار ہیں اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ مثلاً اس کا چچا اور ماموں ہے تو باپ کی طرف سے چچا کی قرابت اسی طرح ہے جیسے ماں کی طرف سے ماموں کی قرابت ہے لہٰذا یہاں چچا کو ماموں پر مقدم کرتے ہوئے وصیت کو اس کے حق میں کیا جائے گا۔ حضرت زفر بن ہذیل فرماتے تھے کہ وصیت ہر اس شخص کے لیے ہو گی جو باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے قریبی رشتہ دار ہے دور والے رشتہ دار مراد نہیں ہیں اسی میں

منهم سواء في ذلك من منهم ذو الرحم للموصى بقرابته منهم وذو الرحم. وقال أبو يوسف ومحمد رحمة الله عليهما الوصية لمن يجمعه وفلانا أب واحد في الإسلام من قبل أبيه أو من قبل أمه مستويا في ذلك بين من بعد منهم وبين من قرب، وبين من كانت رحمه محرمة منهم، وبين من كانت رحمه منهم غير محرمة، ولم يفضلا في ذلك من كانت رحمه منهم من قبل الأب على من كانت رحمه منهم من قبل الأم.

کے ذو رحم محرم اور ان کے علاوہ رشتہ دار دونوں برابر ہیں حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ موصی لہ اور ان کا جد اعلیٰ ایک ہو جب سے ہجرت ہوئی خواہ ماں کی طرف سے ہوں یا باپ کی طرف سے نیز اس میں دور کے رشتہ دار اور قریب کے ذو رحم محرم اور غیر ذی رحم محرم برابر ہیں ان دونوں ائمہ نے باپ کی طرف سے رشتہ دار کو ماں کی طرف سے رشتہ دار پر فضیلت نہیں دی۔

وكان آخرون يذهبون في ذلك إلى أن الوصية إنما تكون لمن يجمعه والموصى لقرابته أبوه الثالث إلى من هو أسفل من ذلك. وكان آخرون يذهبون في ذلك إلى أن الوصية لكل من يجمعه وفلانا الموصى لقرابته أبوه الرابع إلى من هو أسفل من ذلك.

وكان آخرون يذهبون في ذلك إلى أن الوصية فيما ذكرنا لكل من جمعه وفلانا الموصى لقرابته أب واحد في الإسلام أو في الجاهلية ممن يرجع بآبائه أو بأمهاته إليه أبا عن أب أو أما عن أم إلى أن يلقاه ويثبت المواريث ويقوم بهم الشهادات. فأما ما ذهب إليه أبو حنيفة رحمة الله عليه فيما ذكرنا في هذا الفصل ففاسد عندنا

دوسرے حضرات اس سلسلے میں اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جس وصیت کا ذکر ہم نے کیا یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو وصیت کرنے والے شخص کے ساتھ تیسرے باپ اور اس سے نیچے رشتہ میں شریک ہو کچھ دوسرے حضرات اس سلسلے میں اس بات کی طرف گئے ہیں کہ یہ وصیت ہر اس شخص کے لیے ہوگی جو اس (موصی لہ) کے ساتھ چوتھے باپ (پردادا) اور اس سے نیچے کی قرابت میں شریک ہو کچھ اور حضرات اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جس وصیت کا ہم نے ذکر کیا ہے اس میں وہ سب لوگ شریک ہیں جو اس (موصی لہ) کے ساتھ اسلام یا جاہلیت میں ایک باپ کی قرابت میں ہوں اور وہ اپنے باپوں یا ماؤں کے ساتھ اس کی طرف لوٹتا ہو یا باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے یہاں تک کہ وہ اس سے مل جائے اس رشتہ داری کے ساتھ وراثت ثابت ہوگی اور اس کے ساتھ شہادتیں قائم ہوں گی لیکن جس بات کی طرف حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ گئے ہیں اور ہم نے اسے بیان کیا ہے وہ صحیح نہیں

النبي رضي الله تعالى عنه وكان اقرب
اليه مني۔

۱۱۶۱ - حدثنا يونس بن عبد الاعلى قال
اخبرنا عبد الله بن وهب ان مالكا حدثه
عن اسحاق بن عبد الله بن ابي طلحة
انه سمع انس بن مالك رضي الله عنه
يقول كان ابو طلحة اكثر الانصار
بالمدينة مالا من نخل وكان احب
امواله اليه حائطا حديقة وكانت
مستقبلة المسجد وكان رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم يدخلها
ويشرب من ماء فيها طيب قال انس
فلما نزلت هذه الآية لن تنالوا البر
حتى تنفقوا مما تحبون قال ابو طلحة
الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال يا رسول الله ان الله عز وجل
يقول في كتابه لن تنالوا البر حتى تنفقوا
مما تحبون وان احب الاموال الي
الحائط فانها صدقة ارجو برها و
ذخرها عند الله فضعها يا رسول الله
حيث شئت فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم بخ ذلك مال رابح ذلك
مال رابح وقد سمعت ما قلت فيه وانا
ارى ان تجعلها في الاقربين فقال ابو
طلحة افعل يا رسول الله فقسمها ابو
طلحة في اقاربه وبني عمه۔

قال ابو جعفر فهذا ابو طلحة رضي
الله عنه قد جعلها في ابي وحسان وانما
يلتقي هو وابي عند ابيه السابع لان ابا

تمامہ ہے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ
ہیں یہ دونوں حضرات (حضرت حسان اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما)

حضرت اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ
انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا حضرت ابوطلحہ
رضی اللہ عنہ کھجوروں کے اعتبار سے مدینہ طیبہ کے انصار میں
سے زیادہ مالدار تھے اور ان کا محبوب ترین مال حدیقہ کا باغ تھا
اور وہ مسجد کے سامنے تھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں
تشریف لے جاتے اور وہاں سے عمدہ پانی نوش فرماتے حضرت
انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آیت کریمہ "اور تم ہرگز نیکی
نہیں پا سکتے جب تک اپنی محبوب ترین چیز خرچ نہ کرو" نازل ہوئی
تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ
تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے "لن تنالوا البر الآیۃ" اور مجھے سب
سے پسندیدہ مال باغ ہے تو وہ صدقہ ہے میں اللہ تعالیٰ سے اس
کی نیکی (ثواب) اور ذخیرہ کی امید کرتا ہوں یا رسول اللہ
آپ جہاں چاہیں اسے استعمال کریں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا واہ یہ تو نفع بخش مال ہے واہ یہ تو
نفع بخش مال ہے اس کے بارے میں تو جو کچھ تم نے
کہا وہ میں نے سن لیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ
تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دو حضرت
ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
میں ایسا ہی کروں گا چنانچہ حضرت ابوطلحہ
رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے قریبی رشتہ
داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر
دیا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
یہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے وہ باغ حضرت ابی بن کعب
اور حضرت حسان رضی اللہ عنہما میں تقسیم کر دیا حالانکہ وہ اور

قَالُوْا قَرَابَةُ الرَّجُلِ كُلُّ مَنْ جَمَعَهُ وَإِيَّاهُ
أَبُوْهُ الرَّابِعُ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ مِنْ
آبَائِهِ كَذٰلِكَ أَيْضًا لِأَنَّ أَهْلَهُ الَّذِيْنَ
جَمَعُوْا إِلَيْهِ أَيْضًا ثُمَّ عَلَيْهِ فِيْمَا ذَكَرُوْا
إِعْطَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى بَنِي الْمُطَّلِبِ وَهُمْ
بَنُوْ أَبِيْهِ الرَّابِعِ وَلَمْ يُعْطِ بَنِي أَبِيْهِ الْخَامِسِ
وَلَا بَنِي أَحَدٍ مِّنْ آبَائِهِ الَّذِيْنَ فَوْقَ ذٰلِكَ
وَقَدْ رَأَيْنَاهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَمَ
بَنِي أُمَيَّةَ وَبَنِي نَوْفَلٍ فَلَمْ يُعْطِهِمْ شَيْئًا
لَيْسَ لِأَنَّهُمْ لَيْسُوْا مِنْ ذَوِي قَرَابَتِهِ فَكَذٰلِكَ
يَحْتَمِلُ أَيْضًا أَنْ يَكُوْنَ إِنَّمَا حَرَمَ مَنْ هُوَ فَوْقَهُمْ
وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ مِنْهُ لَيْسَ لِأَنَّهُمْ لَيْسُوْا مِنْ
قَرَابَتِهِ وَهٰذَا أَبُوْ طَلْحَةَ فَقَدْ أَعْطَى مَا أَمَرَهُ
اللّٰهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِعْطَائِهِ
إِيَّاهُ وَأَقْرَبَ إِلَيْهِ الْفُقَرَاءُ بَعْضَ بَنِي أَبِيْهِ
السَّابِعِ فَلَمْ يَكُنْ بِذٰلِكَ أَبُوْ طَلْحَةَ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ لِمَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَالِفًا وَلَا أَنْكَرَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ
مِنْ ذٰلِكَ وَقَالَ آخَرُوْنَ قَرَابَةُ
الرَّجُلِ كُلُّ مَنْ جَمَعَهُ وَإِيَّاهُ أَبُوْهُ الثَّالِثُ
إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَإِنَّهُمْ قَالُوْا لَمَّا
قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَهْمَ ذَوِي الْقُرْبٰى أَعْطَى بَنِي هَاشِمٍ جَمِيْعًا
وَهُمْ بَنُوْ أَبِيْهِ الثَّالِثِ فَكَانُوْا قَرَابَتَهُ كُلَّهُمْ
ثُمَّ وَأَعْطَى بَنِي الْمُطَّلِبِ مَا أَعْطَاهُمْ لِأَنَّهُمْ
حُلَفَاءُ وَلَوْ كَانَ أَعْطَاهُمْ لِأَنَّهُمْ قَرَابَتُهُ
لَأَعْطَى مَنْ هُوَ فِي الْقَرَابَةِ مِثْلُهُمْ مِنْ بَنِي

جو انہوں نے ذکر کی یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرابت داروں کا حصہ بنو مطلب کو دیا اور وہ چوتھی پشت میں آپ کے ساتھ شریک تھے اور آپ نے پانچویں پشت والوں سے اوپر کے حضرات کو عطا نہیں فرمایا حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو امیہ اور بنو نوفل کو محروم کیا اور انہیں کچھ نہیں دیا کیونکہ وہ آپ کے قرابتداروں میں سے نہیں تھے اسی طرح اس بات کا بھی احتمال ہے کہ جب آپ نے اوپر کے لوگوں کو محروم رکھا تو اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ قرابت دار نہیں تھے حالانکہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنے بعض ایسے قرابت داروں کو عطا فرمایا جو ساتویں پشت میں آپ کے ساتھ جمع ہوتے ہیں اس عمل میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل پر اعتراض کیا اور جو لوگ یہ مذہب رکھتے ہیں کہ کسی شخص کے قرابتدار وہ لوگ ہیں جو اس کے ساتھ تیسری پشت سے نیچے تک جمع ہوتے ہیں تو ان کا کہنا یہ ہے کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرابتداروں کا حصہ تقسیم کیا تو تمام بنو ہاشم کو دیا اور وہ آپ کے ساتھ تیسری پشت سے شریک تھے لہٰذا آپ کے ساتھ ان کو قرابت حاصل تھی اور بنو مطلب کو عطا فرمایا کیونکہ وہ آپ کے حلیف تھے اگر آپ ان کو قرابتداری کی وجہ سے عطا فرماتے تو جو قرابت داری میں ان کی مثل تھے یعنی بنو امیہ اور بنو نوفل تو ان کو بھی عطا کرتے تو ہمارے نزدیک یہ قول فاسد ہے کیونکہ اگر حضور علیہ السلام بنو مطلب کو معاہدے کی وجہ سے عطا کرتے قرابتداری

وَنَسَبُوا إِلَيْهِ فِي الْإِسْلَامِ فَكَانَ هَؤُلَاءِ وَلَدُهُ يُنْسَبُونَ جَمِيعًا إِلَى عَشِيرَةٍ وَاحِدَةٍ قَدْ تَقَدَّمَتِ الْإِسْلَامَ فَهُمْ جَمِيعًا مِنْ أَهْلِ تِلْكَ الْعَشِيرَةِ وَهَذَا أَحْسَنُ الْأَقْوَالِ فِي هَذَا الْبَابِ عِنْدَنَا وَاللهَ نَسْأَلُهُ التَّوْفِيقَ۔

ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى مَا أَعْطَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَوِي قُرْبَاهُ فَوَجَدْنَا النَّاسَ قَدِ اخْتَلَفُوا فِي ذَلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أَعْطَاهُ بِحَقٍّ قَدْ وَجَبَ لَهُمْ بِذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ إِيَّاهُمْ فِي آيَةِ الْغَنَائِمِ وَفِي آيَةِ الْفَيْءِ وَلَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْعُهُمْ مِنْ ذَلِكَ وَلَا التَّخَطِّي بِهِ عَنْهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ وَلِأَنْفُسِهِمْ مِنْ خُمُسِ جَمِيعِ الْفَيْءِ وَمِنْ خُمُسِ خُمُسِ جَمِيعِ الْغَنَائِمِ كَمَا لَيْسَ لَهُ مَنْعُ الْمُقَاتِلَةِ مِنْ أَرْبَعَةِ أَخْمَاسِ الْغَنَائِمِ وَلَا التَّخَطِّي بِهِ عَنْهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ۔

وَقَالَ آخَرُونَ لَمْ يَجِبْ لِذَوِي قَرَابَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ فِي الْفَيْءِ وَلَا فِي خُمُسِ الْغَنَائِمِ بِالْآيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ ذَكَرْنَاهُمَا فِي أَوَّلِ كِتَابِنَا هَذَا وَإِنَّمَا وَلَكِنَّ اللهَ أَكَّدَ أَمْرَهُمْ بِذِكْرِهِ إِيَّاهُمْ فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ثُمَّ لَا يَجِبُ بَعْدَ ذَلِكَ لَهُمْ فِي الْفَيْءِ وَخُمُسِ الْغَنَائِمِ إِلَّا كَمَا يَجِبُ لِغَيْرِهِمْ مِنْ سَائِرِ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ الَّذِينَ لَا قَرَابَةَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْقَوْلُ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ۔

سب ایک قبیلہ (عشیرہ) کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں جو اسلام سے پہلے ہوا اور وہ سب اس قبیلہ (عشیرہ) سے تعلق رکھتے ہیں ہمارے نزدیک اس باب میں یہ سب سے اچھا قول ہے اور ہم اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق مانگتے ہیں۔

پھر ہم نے اس مال کے بیان کی طرف رجوع کیا جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قرابت داروں کو عطا فرمایا تو ہم نے دیکھا کہ اس سلسلے میں لوگوں (محدثین) کا اختلاف ہے ان میں سے بعض فرماتے ہیں کہ آپ نے ان کو وہ حق دیا جسے اللہ تعالیٰ نے آیت غنیمت اور آیت فئی میں ذکر کرتے ہوئے ان کے لیے واجب کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار نہیں تھا کہ آپ ان سے یہ حق روکتے یا ان کو چھوڑ کر دوسروں کو عطا فرماتے ان کے لیے تمام فئی کے پانچویں حصے میں سے اور تمام مال غنیمت کے پانچویں حصے میں سے ہوتا جیسا کہ غنیمتوں کے پانچ حصوں میں چار حصے مجاہدین سے روکنے یا ان کو چھوڑ کر دوسروں کو عطا کرنے کا آپ کو اختیار نہیں تھا۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قرابتداروں کے لیے فئی اور غنیمتوں کے خمس میں حق واجب ہوا وہ ان دو آیتوں کے باعث نہیں جنہیں اس کتاب کے شروع میں ذکر کیا گیا اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس حق کا تاکیداً ذکر فرمایا پھر ان کے لیے فئی اور غنیمت کے خمس میں اسی طرح واجب ہوا جس طرح ان دیگر فقراء مسلمانوں کے لیے واجب ہے جنہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت حاصل نہ تھی۔ یہ قول حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے مروی ہے۔

لہ علامہ [illegible] نے کہا دور جاہلیت میں جو باپ تھے اس کی اولاد عشیرہ کہلاتی ہے پھر آگے اسلام میں جو جد اعلیٰ ہوگا اسی کی اولاد فخذ کہلاتے ہیں گویا فخذ عشیرہ کی تقسیم ہے ۱۲ [illegible]

قرابة واخوال ابيه وجدته وكل من قرابته برحم ما اتفقنا القرابة لهما وكما لو كان ذلك كما قالوا لاعطاهم اياه ابو بكر وعمر بعدهما وسع الفيء وكذلك وابو الحسن رضي الله عنهما حين ملك ما ملك ولم يكن عليه فيه فاتيان احدا منهم من ذلك امرا يعمل به فيه ويعرف بعده ولو كان ذلك كما قالوا ايضا لما قال الله تعالى كيلا يكون دولة بين الاغنياء منكم فان من ذوي قرابة رسول الله صلى الله عليه وسلم لمن كان غنيا وكان في سعة يوم نزل القرآن وبعد ذلك فلو كان ذلك السهم جائزا له ولهم كانت تلك دولة بل كانت ميراث القرابة لا يحل لاحد قطعها ولا نقصها ولكنه يقول لذي قربى بحقهم وقرابتهم في الحاجة والحق اللازم لحق المسلمين في مسكنته وحاجته فاذا استغنى فلا حق له واليتيم في يتمه وان كان اليتيم ورث عن والديه فلا حق له وابن السبيل في سفره وضيعه وان كان كثير المال موسعا عليه فلا حق له فيه ورد ذلك الحق الى اهل الحاجة وبعث الله الذي بعث وذكر اليتيم وذا المقربة والمسكين ذا متربة كل هؤلاء فكذلك كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا سابقة من قضى لنبيه عنهم حقا فرضه الله عز وجل لذوي قرابة رسول الله صلى الله

ماموں اور آپ کے تمام ذی رحم محارم "ذوی القربیٰ" میں شامل ہوتے کیونکہ یہ سب آپ کے قرابتدار تھے اور اگر یہ بات اسی طرح ہوتی جس طرح یہ حضرات خیال کرتے ہیں تو مال فئی کے زیادہ ہونے کے بعد حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ان کو عطا فرماتے اور جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان پر کوئی اعتراض کرنے والا بھی نہ تھا تو انہوں نے اس سلسلے ان (قرابتداروں) کو وہ بات یاد نہ دلائی جس پر ان کے لیے عمل کیا جاتا اور بعد میں مشہور ہو جاتی نیز اگر یہ بات اسی طرح ہوتی جس طرح ان لوگوں نے خیال کیا تو اللہ تعالیٰ یوں نہ فرماتا "تاکہ وہ تمہارے مالداروں کے درمیان گردش نہ کرتے" کیونکہ نزول قرآن کے وقت اور اس کے بعد بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتداروں میں مالدار لوگ بھی تھے اگر یہ حصہ ان کے لیے جائز ہوتا تو یہ ان کے درمیان گردش کرنے والی دولت ہوتی بلکہ آپ کی قرابت کی وجہ سے مال وراثت بن جاتا کسی کو اس کے توڑنے کا حق نہ ہوتا لیکن وہ فرماتا ہے کہ قرابتداروں کا حق ان کی قرابت کی وجہ سے حاجت کے وقت ہے اور لازم حق، محتاج اور حاجت کے وقت مسلمانوں کے حق کی طرح ہے پس جب وہ ضرورت مند نہ رہے تو اس کا کوئی حق نہیں اور یتیم کا حق یتیمی کی حالت میں ہے اگر وہ اپنے وارث سے حصہ لیتا ہے تو اب اس کا کوئی حق نہیں "ابن السبیل" کا حق سفر کی حالت میں ہے اور اگر وہ زیادہ مالدار ہے اور اس کے پاس وسیع مال ہے تو اس کا کوئی حق نہیں بلکہ یہ حق ضرورتمندوں کی طرف لوٹایا جائے گا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا اور قرابت دار یتیم کا ذکر کیا اور مسکین کا ذکر کیا جو محتاج ہے ان سب کا یہی حکم ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین میں سے کوئی آپ کے قرابتداروں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ حق کو چھوڑنے والا نہ تھا بلکہ وہ سب ان کا حق ادا کرتے تھے جیسا کہ ارشاد خداوندی اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو

ولا في قرباه لم يعمهم به قرابته كلهم
استحال بذلك أن يكون الله عز وجل
يعم قرابته صلى الله عليه وسلم ما قد
منعهم منه لأن قرابته لو كان جعل
لهم شيء بعينه كانوا كذي قرابة
فلان الموصى لهم بثلث المال الذي
ليس للموصي منعه بعضهم ولا إيثار
أحدهم دون أحد فبطل بذلك هذا
القول ثم اعتبرنا قول الذين قالوا
لم يجب لذي قرابة رسول الله صلى
الله عليه وسلم حق في آية الغنيمة
ولا في آية الفيء وإنما ذكرهم
الله بذكره إياهم أي يعطون
لقرابتهم ولفقرهم وحاجتهم
فوجدنا هذا القول فاسدا لأنه
لو كان ذلك كما قالوا لما أعطى
رسول الله صلى الله عليه وسلم
أغنياء بني هاشم منهم العباس
بن عبد المطلب رضوان الله عليهم
فقد أعطاه منهم وكان موسرا
في الجاهلية والإسلام حتى لقد جعل
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
ذي القربى ليس للفقر لكن لمعنى سواه
ولو كان للفقر أعطاهم لكان ما أعطاهم
ما سبيله سبيل الصدقة والصدقة
محرمة عليهم.

١٦٥ - حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال
ثنا وهب بن جرير قال ثنا شعبة
عن بريد بن أبي مريم عن أبي الحوراء

سے متعلق اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ کو روک دیتے کیونکہ اگر ان
کے لیے کوئی حصہ مقرر ہوتا تو وہ اس فلاں موصی لہ (جس کے لیے
وصیت کی گئی) کے قرابتداروں کی طرح ہوتے جن کے لیے مال
کے تہائی کی وصیت کی گئی تھی تو وہاں وصیت کرنے والے کے لیے
جائز نہیں کہ ان میں سے بعض کو نہ دے اور کسی ایک کو دوسرے پر
ترجیح دے تو اس سے یہ قول باطل ہو گیا۔ پھر ہم نے ان لوگوں
کے قول کا جائزہ لیا جو کہتے ہیں کہ آیت فئے اور آیت غنیمت
میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے
لیے کچھ بھی واجب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر
محض تاکید کے لیے کیا یعنی ان کو ان کی قرابت اور
فقر و احتیاج کی وجہ سے دیا جائے تو ہم نے اس
قول کو بھی فاسد پایا کیونکہ اگر بات اس طرح ہوتی
جس طرح وہ کہتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
بنو ہاشم کے مالدار لوگوں کو عطا نہ فرماتے جن
میں حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ
بھی شامل ہیں آپ نے انہیں عطا فرمایا حالانکہ
وہ جاہلیت اور اسلام دونوں حالتوں میں مالدار
تھے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
قرابت داروں کو فوری طور پر جو کچھ عنایت
فرمایا وہ ان کے فقر کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ
کسی اور وجہ سے تھا اگر آپ ان کو محتاجی
کی وجہ سے عنایت فرماتے تو جو کچھ عطا
فرماتے وہ صدقہ ہوتا جب کہ صدقہ ان پر
حرام ہے۔

حضرت ابو الجوزاء سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے
عرض کیا کہ آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے

السَّعْدِيِّ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَا تَحْفَظُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَذْكُرُ أَنِّي أَخَذْتُ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلْتُهَا فِي فِيَّ فَأَخْرَجَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْقَاهَا فِي التَّمْرِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا كَانَ عَلَيْكَ فِي هٰذِهِ التَّمْرَةِ لِهٰذَا الصَّبِيِّ فَقَالَ إِنَّا آلَ مُحَمَّدٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ۔

حَدَّثَنَا بَكَّارُ بْنُ قُتَيْبَةَ وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَا ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ سِنَانٍ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ وَلَا لِأَحَدٍ مِنْ أَهْلِهِ۔

حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ وَسَعِيْدٌ ابْنَا زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَهْضَمٍ مُوْسَى بْنِ سَالِمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ مَا خَصَّنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ دُوْنَ النَّاسِ إِلَّا بِثَلَاثٍ إِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ وَأَنْ لَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ وَأَنْ لَا نُنْزِيَ الْحُمُرَ عَلَى الْخَيْلِ۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ ثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

کیا بات یاد کی ہے انہوں نے فرمایا مجھے یاد ہے کہ میں نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اسے اپنے منہ میں ڈالا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نکالا پھر اسے کھجوروں میں ڈال دیا ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! اس بچے کے لیے اس کھجور میں آپ پر کوئی حرج نہ تھا، آپ نے فرمایا ہم آل محمد کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔

حضرت ربیعہ بن سنان فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا، پھر انہوں نے اس کی مثل ذکر کیا البتہ اس کے آخر میں فرمایا کہ نہ آپ کے گھر والوں کے لیے (حلال ہے)

حضرت ابوجہضم موسیٰ بن سالم حضرت عبید اللہ بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے لوگوں سے الگ ہمیں صرف تین باتوں کے ساتھ خاص کیا ہے کہ ہم وضو مکمل طور پر کریں صدقہ نہ کھائیں اور گدھے سے گھوڑی کو جفتی نہ کریں۔

حضرت ابوعمر حوضی فرماتے ہیں ہم سے حضرت شبابہ بن سوار نے بیان کیا اور حضرت سلیمان بن شعیب فرماتے ہیں ہم سے عبدالرحمن بن زیاد نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اسے اپنے منہ میں ڈال

يعني في غير فاطمة من بني هاشم مثل هذا أيضا

١١٧٦ - فذكر ما حدثنا ابن أبي داود قال ثنا محمد بن عبد الله بن نمير قال ثنا زيد بن الحباب قال حدثني عياش بن عقبة قال حدثني الفضل بن الحسن عن عمرو بن الحكم أن أمه حدثته أنها ذهبت هي وأمها حتى دخلتا على فاطمة رضي الله عنها فخرجن جميعا فأتين رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد أقبل من بعض مغازيه ومعه رقيق فسألنه أن يخدمهن فقال سبقكن يتامى أهل بدر

١١٧٧ - حدثنا يحيى بن عثمان بن صالح قال ثنا محمد بن سلمة المرادي قال أملى علينا عبد الله بن وهب عن عياش بن عقبة الحضرمي عن الفضل بن الحسن بن عمرو بن أمية حدثه أن ابن أم الحكيم أو ضباعة ابنتي الزبير بن عبد المطلب حدثه عن إحداهما أنها قالت أصاب رسول الله صلى الله عليه وسلم سبيا فذهبت أنا وأختي فاطمة ابنة النبي صلى الله عليه وسلم فشكونا إليه ما نحن فيه وسألنا أن تعطينا شيئا من السبي فقال النبي صلى الله عليه وسلم سبقكن يتامى بدر ولكن سأدلكن على ما هو خير لكن تكبرن الله على أثر كل صلاة ثلاثا وثلاثين تكبيرة وثلاثا وثلاثين تسبيحة وثلاثا وثلاثين تحميدة ولا إله إلا الله وحده لا شريك

اللہ عنہا کے علاوہ دوسرے بنو ہاشم کے بارے میں بھی اس کی مثل مروی ہے۔

اور وہ یوں ذکر کرے حضرت فضل بن حسن حضرت عمرو بن حکیم سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی ماں نے ان سے بیان کیا کہ وہ اور ان کی ماں (یعنی حضرت عمرو بن حکیم کی نانی) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں پھر وہ سب وہاں سے نکل کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے تھے آپ کے ساتھ کچھ غلام تھے حضرت خاتون جنت نے ان سب کے لیے غلام مانگے تو آپ نے فرمایا اہلِ بدر کے یتیم تمہاری نسبت پہلے سے ہو گئے (حاجت مند) ہیں۔

حضرت عیاش بن عقبہ حضرمی سے روایت ہے۔ فضل بن حسن بن عمرو بن امیہ نے ان سے بیان کیا کہ حضرت زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادی ام حکیم یا ضباعہ کے بیٹے نے ان میں سے ایک سے روایت کرتے ہوئے ان سے بیان کیا وہ فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے تو میں اور میری بہن یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں ہم نے اپنی حالت کی شکایت کی اور آپ سے سوال کیا کہ قیدیوں میں سے کچھ ہمیں عطا فرمائیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدر والوں کے یتیم تم پر سبقت رکھتے ہیں لیکن میں عنقریب تمہیں اس سے بہتر بات کی راہنمائی کردوں گا۔ ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ بار اللہ اکبر پڑھو تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار الحمد للہ اور ایک بار لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر پڑھو حضرت عیاش فرماتے ہیں وہ دونوں (حضرت ام حکیم اور حضرت ضباعہ) رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی چچا زاد بہنیں تھیں۔

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ... وَاحِدَةٌ قَالَ عَيَّاشٌ وَهُمَا ابْنَتَا عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۸۰۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ ثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَلَا أَدْرِي مَا اسْمُ الرَّجُلِ وَلَا اسْمُ أَبِيهِ۔

حضرت اصبغ بن فرج فرماتے ہیں ہم سے حضرت عبداللہ بن وہب نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس شخص (راوی) اور اس کے باپ کا نام معلوم نہیں۔

قِيلَ لَهُ لَيْسَ هٰذَا احْتِجَاجَةً لَكَ عَلٰى مَنْ أَوْجَبَ سَهْمَ ذَوِي الْقُرْبٰى لِقَرَابَتِهِمْ إِنَّمَا يُحْتَجُّ بِهِ لِمَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيثَارَهُ بِهِ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ آثَرَ بِهِ ذَا قُرْبَاهُ مِنْ يَتَامٰى أَهْلِ بَدْرٍ وَمِنَ الضُّعَفَاءِ الَّذِينَ قَدْ صَارُوا لِضَعْفِهِمْ مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ فَلَمَّا انْتَفٰى قَوْلُ مَنْ رَأَى سَهْمَ ذَوِي الْقُرْبٰى وَاجِبًا بِحَاجَتِهِمْ عَلٰى أَنَّهُمْ عِنْدَهُ بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ عَامَّةً لَا يَتَخَطَّوْنَ إِلٰى غَيْرِهِمْ وَقَوْلُ مَنْ قَالَ إِنَّ حَقَّ ذَوِي الْقُرْبٰى فِي خُمُسِ الْغَنَائِمِ وَفِي الْفَيْءِ بِفَقْرِهِمْ وَلِحَاجَتِهِمْ بِمَا احْتَجَجْنَا بِهِ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْقَوْلَيْنِ ثَبَتَ الْقَوْلُ الْآخَرُ وَهُوَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ لَهُ أَنْ يَخُصَّ بِهِ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ وَيَحْرِمَ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ۔

اس قائل سے کہا جائے گا کہ یہ بات تمہارے لیے ان لوگوں کے خلاف دلیل نہیں بن سکتی جو قرابتداروں کا حصہ واجب قرار دیتے ہیں کیونکہ وہ اسے ان لوگوں کے لیے واجب قرار دیتا ہے جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ترجیح دینا مناسب سمجھیں تو ہوسکتا ہے کہ آپ نے اس کے ساتھ اپنے قرابتداروں میں اہل بدر کے یتیموں اور ان کمزوروں کو ترجیح دی ہو جو اپنی کمزوری کی وجہ سے اہل صفہ میں سے ہوگئے۔ تو جب ہمارے دلائل سے دونوں قولوں کی نفی ہوگئی یعنی اس شخص کے قول کی بھی جو قرابتداروں کے لیے ایک ہی حصہ قرار دیتا ہے یعنی وہ ان کے نزدیک صرف بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لیے ان سے دوسروں کی طرف تجاوز نہیں کرتا اور اس شخص کا قول بھی جو غنیمتوں کے خمس اور مال فے میں ان کا حصہ ان کی محتاجی اور حاجت کی وجہ سے قرار دیتا تو دوسرا قول ثابت ہوگیا وہ یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ اس کے ساتھ ان میں سے جس کو چاہیں خاص کریں اور جسے چاہیں محروم کریں۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ وَمَا دَلِيلُكَ عَلٰى ذٰلِكَ۔

اگر کوئی معترض کہے کہ اس پر تمہارے پاس کیا دلیل ہے تو اسے کہا جائے گا

قِيلَ لَهُ قَدْ ذَكَرْنَا مِنَ الدَّلَائِلِ عَلٰى ذٰلِكَ فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ مَا يُغْنِينَا عَنْ إِعَادَتِهِ هٰهُنَا مَعَ أَنَّا نَزِيدُ فِي ذٰلِكَ بَيَانًا أَيْضًا۔

کہ ہم نے اس کتاب میں اس سے پہلے دلائل ذکر کر دیئے ہیں اب ان کو لوٹانے کی ضرورت نہیں البتہ ہم اس کی وضاحت کے لیے کچھ اضافہ کرتے ہیں۔

۱۱۷۵ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَآءَ قَالَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَآءَ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ اَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ اجْتَمَعَ رَبِيْعَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَا لَوْ بَعَثْنَا هٰذَيْنِ الْغُلَامَيْنِ لِيْ وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ عَلَى الصَّدَقَةِ فَاَدَّيَا مَا يُؤَدِّي النَّاسُ وَاَصَابَا مَا يُصِيْبُ النَّاسُ قَالَ فَبَيْنَمَا هُمَا فِيْ ذٰلِكَ جَآءَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا فَذَكَرَا لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ لَا تَفْعَلَا فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ بِفَاعِلٍ فَقَالَا لَا مَا يَمْنَعُكَ هٰذَا اِلَّا نَفَاسَةً عَلَيْنَا فَوَاللّٰهِ لَقَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا نَفِسْنَا عَلَيْكَ فَقَالَ عَلِيٌّ اَنَا اَبُوْ حَسَنٍ اَرْسِلُوْهُمَا فَانْطَلَقَا وَاضْطَجَعَ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ سَبَقْنَاهُ اِلَى الْحُجْرَةِ فَقُمْنَا عِنْدَهَا حَتّٰى جَآءَ فَاَخَذَ بِاٰذَانِنَا فَقَالَ اَخْرِجَا مَا تُصَرِّرَانِ ثُمَّ دَخَلَ وَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ ثُمَّ تَكَلَّمَ اَحَدُنَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْتَ اَبَرُّ النَّاسِ وَاَوْصَلُ النَّاسِ وَقَدْ بَلَغْنَا النِّكَاحَ وَقَدْ جِئْنَاكَ لِتُؤَمِّرَنَا عَلٰى بَعْضِ الصَّدَقَاتِ فَنُؤَدِّيْ اِلَيْكَ كَمَا يُؤَدُّوْنَ وَنُصِيْبُ كَمَا يُصِيْبُوْنَ فَسَكَتَ حَتّٰى اَرَدْنَا اَنْ نُكَلِّمَهُ وَجَعَلَتْ زَيْنَبُ تُلْمِعُ اِلَيْنَا مِنْ وَرَآءِ الْحِجَابِ اَنْ لَا

حضرت مالک بن انس حضرت زہری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن نوفل بن حارث نے بیان کیا کہ عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث نے ان سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں حضرت ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب اکٹھے ہوئے اور باہم گفتگو کی کہ اگر ہم ان دو بچوں یعنی میرے اور حضرت فضل بن عباس کے بارے میں فرمایا، صدقہ کی وصولی کے لیے بھیجیں تو جو کچھ لوگ دیتے ہیں یہ بھی دیں اور جو کچھ لوگ حاصل کرتے ہیں یہ بھی حاصل کریں۔ راوی فرماتے ہیں وہ دونوں اسی حالت میں تھے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ان دونوں کے پاس کھڑے ہو گئے انہوں نے آپ کے سامنے ذکر کیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا نہ کرو اللہ کی قسم! حضور علیہ السلام ایسا نہیں کریں گے ان دونوں نے فرمایا کہ آپ کا اس وجہ سے اس بات سے رک رہے ہیں۔ اللہ کی قسم آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں لیکن ہم آپ سے بخل نہیں کرتے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ابوالحسن ہوں (یعنی میں خوبیوں کا مالک ہوں حسد نہیں کرتا) ان دونوں کو بھیجو۔ پھر وہ دونوں چلے گئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ لیٹ گئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ہم آپ سے پہلے حجرہ اطہر پر پہنچ گئے اور وہاں کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ آپ تشریف لائے اور آپ نے ہم دونوں کے کان پکڑ کر فرمایا جو کچھ تمہارے دل میں ہے ظاہر کرو۔ پھر آپ اندر تشریف لے گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اندر گئے آپ ان دنوں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے ہم نے ایک دوسرے کو بات کرنے کا وکیل بنایا پھر ہم میں سے ایک نے کلام کیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ لوگوں میں سے سب سے زیادہ نیکی کرنے والے اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں ہم نکاح کی عمر کو

١١٨٧- حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ تَنَفَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْفَهُ ذَا الْفَقَارِ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ الَّذِيْ رَأَى فِيْهِ الرُّؤْيَا يَوْمَ أُحُدٍ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالفقار نامی تلوار بدر کے دن بطور نفل لی اور یہ وہی تلوار ہے جس کے بارے میں آپ نے غزوۂ احد کے دن خواب دیکھا تھا۔

١١٨٨- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اللَّيْثِيِّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ فِيْمَا يَحْتَجُّ بِهِ كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ صَفَايَا بَنِي النَّضِيْرِ وَخَيْبَرُ وَفَدَكُ فَأَمَّا بَنُو النَّضِيْرِ فَكَانَتْ تَجَزَّأَهَا ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ فَقَسَمَ مِنْهَا جُزْءًا بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَحَبَسَ جُزْءًا لِنَفَقَتِهٖ ثُمَّ مَا فَضَلَ عَنْ أَهْلِهٖ رَدَّهُ إِلٰى فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ۔

حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (فرماتے ہیں) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی دلیل میں فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تین منتخب مال تھے یعنی بنو نضیر اور خیبر (کا مال) اور فدک (کا باغ) (بنو نضیر سے حاصل ہونے والے مال) کو آپ نے تین حصوں میں تقسیم فرمایا ایک حصہ مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا ایک حصہ اپنے خرچ کے لیے رکھا اور جو کچھ آپ کے گھر والوں سے بچا اسے مہاجرین فقراء رضی اللہ عنہم کی طرف لوٹا دیا۔

١١٨٩- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ يَحْيَى الْهَمْدَانِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ مُطَرِّفٍ بِأَعْلَى الْمِرْبَدِ إِذْ أَتٰى عَلَيْنَا أَعْرَابِيٌّ مَعَهُ قِطْعَةُ أَدِيْمٍ أَوْ قِطْعَةُ جِرَابٍ شَكَّ الْجُرَيْرِيُّ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ يَقْرَأُ فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَأُ قَالَ فَاقْرَأْ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ لَنَا فَإِذَا فِيْهِ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ لِبَنِيْ زُهَيْرِ بْنِ قَيْسٍ حَيٍّ مِنْ عُكْلٍ أَنَّهُمْ إِنْ شَهِدُوْا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَفَارَقُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَأَقَرُّوْا بِالْخُمُسِ فِيْ غَنَائِمِهِمْ

حضرت جریری، حضرت ابوالعلاء سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں اس دوران کہ میں اونٹوں کے بازار میں مربد کے بالائی حصہ میں تھا کہ اچانک ہمارے پاس ایک اعرابی آیا اس کے پاس چمڑے یا جراب (تلوار کا میان) کا ایک ٹکڑا تھا حضرت جریری کو شک ہے، اس نے کہا کیا تم میں سے کوئی پڑھا ہوا ہے (حضرت ابوالعلاء فرماتے ہیں) میں نے کہا میں پڑھتا ہوں اس نے کہا یہ لو اور پڑھو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہمارے لیے لکھا ہے دیکھا تو اس میں (یوں تحریر) تھا حضرت محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بنو زہیر بن قیس کی طرف جو عکل قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے

النبي صلى الله عليه وسلم وصفيه فقيل له يشترون بآيات الله فقال له بعضهم هل سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا تحدثنا فقال نعم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سره أن يذهب كثير من وحر الصدر فليصم شهر الصبر وثلاثة أيام من كل شهر فقال رجل من القوم أأنت سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ألا أراكم تتهمونني أن أكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم لا والله لا حدثتكم اليوم حديثا فأخذها ثم انطلق.

قال أبو جعفر: وأجمعوا جميعا أن هذا السهم ليس للخليفة بعد النبي صلى الله عليه وسلم وأنه ليس فيه كالنبي صلى الله عليه وسلم فلما كان الخليفة لا يخلف النبي صلى الله عليه وسلم فيما كان له مما خصه الله به دون سائر المقاتلين معه كانت قرابته أحرى أن لا تخلف قرابة النبي صلى الله عليه وسلم فيما كان لهم في حياته من الفيء والغنيمة فبطل بهذا قول من قال إن سهم ذوي القربى بعد موت النبي صلى الله عليه وسلم لقرابة الخليفة من بعده. ثم رجعنا إلى ما قال الناس سوى هذا القول من هذه الأقوال التي ذكرناها في هذا الفصل فقائل لا نخص بني هاشم وبني المطلب دون من سواهم من ذوي قربى رسول الله صلى الله عليه وسلم وجعل سهم ذوي القربى لهم خاصة فقد ذكرنا فساد قوله

رسول میں وہ مشرکین سے جدا ہو گئے انہوں نے اپنی غنیمتوں میں خمس اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ اور آپ کے منتخب (صفی) مال کا اقرار کیا انہیں اللہ تعالیٰ کی امان کے ساتھ اس ہے حاضرین میں سے بعض نے کہا کیا تم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنی ہے جو ہم سے بیان کرے اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس کے سینے سے نکل جائے تو وہ صبر کے مہینے (رمضان المبارک کے مکمل) اور ہر مہینے میں تین روزے رکھے قوم میں سے ایک شخص نے کہا کیا تم نے یہ بات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ اس نے کہا اپنے خیال میں تم مجھے حضور علیہ السلام پر جھوٹ بولنے والا سمجھتے ہو کوئی حدیث ہرگز نہیں سناؤں گا پھر وہ چلا گیا

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر ان سب کا اتفاق ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ حصہ خلیفہ کو نہیں ملے گا اور وہ اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نہیں ہے تو جب خلیفہ اس مال میں جو مجاہدین کے علاوہ صرف آپ کے ساتھ خاص ہے، آپ کا نائب نہیں بن سکتا تو یہ بات زیادہ مناسب ہے کہ آپ کی قرابت کو آپ کی حیات طیبہ میں جو کچھ غنیمت اور مال فے سے ملتا تھا اس میں خلیفہ کی قرابت کو نیابت حاصل نہ ہو۔ اس سے اس شخص کا قول باطل ہو گیا جو کہتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے قرابتداروں کا حصہ خلیفہ کے قرابتداروں کے لیے ہو گا پھر ہم اس قول کے علاوہ دوسرے اقوال کی طرف لوٹتے ہیں جن کا ہم نے اس فصل میں ذکر کیا تو جس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی قرابتداروں کو چھوڑ کر اسے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ساتھ خاص کیا تو ہم نے اس سے پہلے اپنی اس کتاب میں اس کے قول کا فساد ذکر کیا ہے لہٰذا اب اسے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ مال آپ کے ان رشتہ داروں کے لیے ہے جو محتاج ہوں مالداروں کے لیے نہیں اور انہوں نے ان لوگوں کو دوسرے مسلمانوں کے فقراء کی

فِيْمَا تَقَدَّمَ فِيْ كِتَابِنَا هٰذَا فَأَغْنَانَا ذٰلِكَ
عَنْ إِعَادَتِهٖ هٰهُنَا وَكَذٰلِكَ مَنْ جَعَلَهٗ لِفُقَرَاءِ
قَرَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُوْنَ
أَغْنِيَائِهِمْ وَجَعَلَهُمْ كَغَيْرِهِمْ مِنْ سَائِرِ
فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَدْ ذَكَرْنَا أَيْضًا فِيْمَا
تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ فَسَادَ قَوْلِهٖ فَأَغْنَانَا
عَنْ إِعَادَتِهٖ هٰهُنَا وَبَقِيَ قَوْلُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
لَهٗ أَنْ يَضَعَهٗ فِيْمَنْ رَأَى وَضْعَهٗ فِيْهِ مِنْ ذَوِيْ
قَرَابَتِهٖ وَإِنَّ أَحَدًا مِنْهُمْ لَا يَسْتَحِقُّ مِنْهُ
شَيْئًا حَتّٰى يُعْطِيَهٗ إِيَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ لَهٗ أَنْ يَصْطَفِيَ
مِنَ الْمَغْنَمِ لِنَفْسِهٖ مَا رَأَى فَكَانَ ذٰلِكَ
مُنْقَطِعًا بِوَفَاتِهٖ غَيْرَ وَاجِبٍ لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِ
وَفَاتِهٖ فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ
مَالُهٗ أَنْ يَخُصَّ بِهٖ مَنْ رَأَى مِنْ ذَوِيْ قُرْبَاهُ
دُوْنَ مَنْ سِوَاهُ مِنْ ذَوِيْ قُرْبَاهُ فِيْ حَيَاتِهٖ إِلَّا
أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ إِلٰى أَحَدٍ مِنْ بَعْدِ وَفَاتِهٖ
وَلَمَّا بَطَلَ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ إِلٰى أَحَدٍ بَعْدَ وَفَاتِهٖ
بَطَلَ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ السَّهْمُ لِأَحَدٍ مِنْ
ذَوِيْ قَرَابَتِهٖ بَعْدَ وَفَاتِهٖ

طرح قرار دیا ہے تو ہم نے اس کتاب میں ان لوگوں کے قول
کا فساد بھی ذکر کر دیا ہے لہٰذا اس کے اعادہ کی
ضرورت نہیں اب ان لوگوں کا قول باقی رہ گیا جو
کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار
تھا کہ ان قرابت داروں میں سے جسے مناسب سمجھیں
عطا فرمائیں اور جب تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم عطا نہ فرمائیں ان میں سے کوئی مستحق نہیں
آپ کو یہ بھی حق تھا کہ مالِ غنیمت میں سے اپنی
ذات کے لیے جو کچھ چاہیں چن لیں تو یہ آپ
کے وصال سے منقطع ہو گیا آپ کے بعد کسی کے لیے
واجب نہیں تو قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ آپ کو اپنی
زندگی میں اختیار تھا اپنے قرابت داروں میں سے
جسے چاہیں عطا فرمائیں اور دوسروں کو چھوڑ دیں
آپ کے وصال کے بعد کسی کو یہ حق حاصل نہیں تو
پھر جب آپ کے وصال کے بعد کسی کے لیے
اس اختیار کا ہونا باطل ہو گیا تو آپ کی وفات
کے بعد اس حصے کا آپ کے کسی قرابتدار
کے لیے ہونا بھی باطل ہو گیا۔

۱۱۹۰- فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَقَدْ أَبٰى ذٰلِكَ
عَلَيْكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْهُمَا ثُمَّ ذَكَرَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِيْ دَاوُدَ
قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ
حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ
مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هُرْمُزَ
حَدَّثَهٗ أَنَّ نَجْدَةَ صَاحِبَ الْيَمَامَةِ كَتَبَ إِلٰى

اگر کوئی معترض کہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
عنہما اس بات میں تم سے اختلاف کرتے ہیں حضرت ابن شہاب
حضرت یزید بن ہرمز سے روایت کرتے ہیں انہوں نے
بیان کیا کہ نجدہ صاحب یمامہ نے حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما نے "ذوی القربیٰ" کا حصہ معلوم کرنے کے لیے ان کو
خط لکھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو لکھا کہ وہ
(حصہ) ہمارے لیے تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہمیں

ابن عباس رضي الله عنهما يسأله عن سهم ذوي القربى فكتب إليه ابن عباس رضي الله عنهما أنه لنا وقد كان عمر بن الخطاب دعانا إلى أن ينكح منه أيّمنا ويقضي منه عن غارمنا فأبينا إلا أن يسلمه لنا كله ورأينا أنه لنا.

بلایا تاکہ وہ اس مال سے ہمارے رنڈووں کا نکاح کریں اور اس سے ہمارے قرضوں کو ادا کریں تو ہم نے انکار کیا مگر یہ کہ وہ مال ہمیں دیں ہمارا یہی خیال ہے کہ وہ ہمارا حق ہے۔

۱۱۹۱۔ حَدَّثَنَا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا وهب بن جرير قال ثنا أبي قال سمعت قيسا يحدث عن يزيد بن هرمز قال كتب نجدة إلى ابن عباس رضي الله عنهما يسأله عن سهم ذوي القربى الذين ذكرهم الله عز وجل وفرض لهم فكتب إليه وأنا شاهد كتابه أنهم قرابة رسول الله صلى الله عليه وسلم فأبى ذلك علينا قومنا.

حضرت یزید بن ہرمز فرماتے ہیں حضرت نجدہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک تحریر کے ذریعے ان "ذوی القربیٰ" کے بارے میں پوچھا جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا اور ان کا حصہ مقرر کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا اور میں ان کی تحریر کا گواہ ہوں کہ ہم ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت ہیں لیکن ہماری قوم نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔

قِيلَ لَهُ إنا لم ندفع أن يكون قد خولفنا فيما ذهبنا إليه مما ذكرنا ولكن عبد الله بن عباس رأى في ذلك أن سهم ذوي القربى ثابت وأنهم بنو هاشم في حياة النبي صلى الله عليه وسلم وبعد وفاته وقد أخبر أن قومه أبوا ذلك عليهم وفيهم عمر بن الخطاب ومن تابعه منهم رضوان الله عليهم على ذلك فمثل من ذكرنا يكون قوله معارضا لقول عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما.

تو اس معترض کو جواب دیا جائے گا کہ ہم اس بات کا رد نہیں کرتے کہ ہمارے مذکورہ بالا موقف پر جاری مخالفت کی گئی لیکن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اس سلسلے میں خیال ہے کہ ذوی القربیٰ کا حق ثابت ہے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی اور آپ کے بعد بھی بنو ہاشم کے لیے ہے اور انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کی قوم نے ان کی اس بات کا انکار کیا۔ ان (انکار کرنے والوں) میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور آپ کی اتباع کرنے والے دوسرے حضرات بھی ہیں تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے خلاف ہے۔

۱۱۹۲۔ وَلَقَدْ حدثنا يونس بن عبد الأعلى قال ثنا سفيان ابن عيينة عن عبد الله بن بشر الخثعمي عن ابن حميد قال وقعت جرة فيها ورق من دير بحرب فأتيت بها علي بن أبي طالب رضي الله عنه فقال

حضرت عبداللہ بن بشر خثعمی، حضرت ابن حمید سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں چاندی کا ایک گھڑا گرا ہوا تھا میں اسے لے کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے فرمایا اسے پانچ حصوں میں تقسیم کر کے چار حصے لے لو اور پانچواں حصہ میرے پاس لاؤ

أَقْسِمْهَا عَلَى خَمْسَةِ أَخْمَاسٍ فَخُذْ أَرْبَعَةً وَهَاتِ خُمُسًا فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ أَفِي نَاحِيَتِكَ مَسَاكِينُ فُقَرَاءُ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَخُذْهُ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ أَفَلَا يُرَى أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَدْ أَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ الْخُمُسَ مِنَ الرِّكَازِ فِي فُقَرَاءِ نَاحِيَتِهِ فَلَمْ يُوجِبْ عَلَيْهِ دَفْعَ شَيْءٍ مِنْهُ إِلَى أَحَدٍ مِنْ ذَوِي قُرْبَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَذَا خِلَافُ مَا كَانَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَآهُ فِي ذَلِكَ.

جب اس نے پیٹھ پھیری تو آپ نے فرمایا کیا تمہارے ہاں کچھ مساکین فقراء ہیں میں نے عرض کیا جی ہاں تو فرمایا یہ لو اور ان کے درمیان تقسیم کر دو تو کیا یہ شخص نہیں دیکھتا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے حکم دیا کہ وہ دفینوں مال میں سے اپنی پڑوسی فقراء پر تقسیم کرے اور آپ نے اس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی رشتہ دار کے لیے کچھ بھی واجب نہ فرمایا تو یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موقف کے خلاف ہے۔

۱۱۹۳ - وَقَدْ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُمَيَّةَ اللَّهُمَّ أَوْ حَدَّثَ الْقَوْمَ وَأَنَا فِيهِمْ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ عُمَرُ ظُهْرًا فَأَتَيْتُهُ فَلَمَّا انْتَهَيْتُ إِلَى الْبَابِ سَمِعْتُ نَحِيبًا شَدِيدًا فَقُلْتُ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اعْتُرِيَ عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَدَخَلْتُ حَتَّى جِئْتُ فَوَقَعْتُ بِيَدِي عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَا بَأْسَ بِكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ أَعْجَبُكَ مَا رَأَيْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ الْخَطَّابَ عَلَى اللَّهِ لَوْ كُنْتُ سِنَا عَلَيْهِ كَانَ حَذْوًا إِلَى صَاحِبِي قَبْلِي قَالَ ثُمَّ قَالَ ثُمَّ اجْلِسْ بِنَا نَتَذَكَّرْ فَكَتَبْنَا الْمُحِقِّينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَكَتَبْنَا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ دُونَ ذَلِكَ فَأَصَابَ الْمُحِقِّينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ وَأَصَابَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِنَّ وَمَنْ دُونَ ذَلِكَ أَلْفًا

حضرت عمیر بن اسحٰق فرماتے ہیں (اللہ تعالیٰ جانتا ہے) حضرت عبداللہ بن عبداللہ ابن امیہ نے مجھ سے یا قوم سے بیان کیا اور میں بھی ان میں تھا فرمایا مجھ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ظہر کے وقت کسی کو میری طرف بھیجا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا جب میں دروازے تک پہنچا تو میں نے بہت زیادہ بلند آواز سے رونے کی آواز سنی میں نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا یہ میرے سردار حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں کیا ہو گیا حتیٰ کہ ان کے پاس پہنچا تو میرا ہاتھ ان پر لگا میں نے عرض کیا امیر المومنین! آپ کو کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ انہوں نے فرمایا جو کچھ تم نے دیکھا اس پر تمہیں تعجب ہوا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا دیکھو اگر میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر سختی سے عمل پیرا ہوں تو میرے پہلے ساتھی (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی برابری ہو گی فرماتے ہیں پھر فرمایا ہمارے پاس بیٹھو تاکہ ہم غور و فکر کریں ہم نے ان لوگوں کے نام لکھے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں مستحق ہیں ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور ان کے علاوہ دوسروں کے نام بھی لکھے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مستحق ہیں ان کو چار ہزار ملے جب کہ ازواج مطہرات اور دوسرے لوگوں کو ایک ہزار (حتیٰ کہ ہم نے

عن المال أفلا ترى أن عمر وعبد الرحمن بن عوف قد سويا بين المستحقين من أهل الدرجة التي بعدهم ولم يجعلا في ذلك ذوي قربى رسول الله صلى الله عليه وسلم لقرابتهم كما أدخلا المستحقين باستحقاقهم.

وقد حدثنا أيضا يزيد بن
۱۱۹۳ - ... قال ثنا محمد بن أبي رجاء الهاشمي قال ثنا أبو معشر عن زيد بن أسلم عن أبيه عن عمر بن عبد الله مولى غفرة قال لما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم ولي أبو بكر رضي الله عنه قدم عليه مال من البحرين فقال من كان له على رسول الله صلى الله عليه وسلم عدة فليأتني وليأخذ فأتى جابر بن عبد الله فقال وعدني رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتاه مال من البحرين أعطاني هكذا وهكذا ثلاث مرات ملء كفيه فقال خذ بيدك فأخذ بيده فوجدها خمسمائة فقال أعدد إليها ألفا ثم أعطى من كان وعده رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا ثم قسم بين الناس ما بقي فأصاب كل إنسان منهم عشرة دراهم فلما كان العام المقبل جاءه مال كثير أكثر من ذلك فقسمه بين الناس فأصاب كل إنسان عشرون درهما وفضل من المال فضل فقال يا أيها الناس قد فضل فضل ولكم خدم يعالجون لكم ويعملون لكم فإن شئتم رضخنا لهم

تقسیم کر دیا تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما نے مستحقین اور ان کے بعد قرابت داروں میں مساوات قائم کی ان میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کو قرابت کی وجہ سے شامل نہ کیا جیسا کہ مستحقین کو ان کے استحقاق کی وجہ سے شامل کیا۔

حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے اور وہ حضرت عمر بن عبد اللہ (غفرہ کے آزاد کردہ غلام) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ کے پاس بحرین سے مال آیا آپ نے فرمایا جس کسی سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا ہو وہ میرے پاس آئے اور (وعدہ کے مطابق) لے جائے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ آئے اور فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جب بحرین سے مال آیا تو آپ مجھے اتنا اتنا دیں گے تین مرتبہ ہاتھوں کو ملا کر فرمایا آپ نے فرمایا اپنے ہاتھ سے لے لیں انہوں نے اپنے ہاتھ سے لیا تو اسے پانچ سو پایا فرمایا اس کے ساتھ ایک ہزار گن لو پھر جس جس سے حضور علیہ السلام کا وعدہ تھا اسے عطا فرمایا پھر باقی مال کو صحابہ کرام میں تقسیم کر دیا تو ہر شخص کو دس درہم ملے جب دوسرا سال ہوا تو آپ کے پاس پہلے سے بھی زیادہ مال آیا آپ نے اسے صحابہ کرام کے درمیان تقسیم کر دیا تو ہر شخص کو بیس درہم ملے اور کچھ مال بچ گیا آپ نے فرمایا اے لوگو! کچھ مال بچ گیا ہے تم سے کچھ لوگ خادم ہیں وہ تمہارے لیے محنت اور کام کاج کرتے ہیں اگر تم چاہو تو ہم انہیں (مزید) دے دیں چنانچہ ان کو پانچ درہم عطا کیے عرض کیا اے خلیفۂ رسول! اگر آپ مہاجرین و انصار کو ان کی فضیلت کے باعث زیادہ دیتے (تو اچھا تھا) آپ نے فرمایا ان کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے یہ مال غنیمت ہے اور مال غنیمت میں کسی کو ترجیح دینے کی بجائے مساوات افضل ہے جب

فِيْهِمْ وَعَلَى مِثْلِ مَا عَنَى بِهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا جَعَلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا مِنَ السَّهْمِ الَّذِيْ أَضَافَهُ إِلَيْهِ فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ السَّهْمُ جَارِيًا لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَيَاتِهِ وَبَعْدَ وَفَاتِهِ غَيْرَ مُنْقَطِعٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ بَلْ كَانَ جَارِيًا لَهُ فِيْ حَيَاتِهِ مُنْقَطِعًا عَنْهُ بِمَوْتِهِ وَكَذٰلِكَ مَا أَضَافَهُ فِيْهَا إِلَى ذَوِي قُرْبَاهُ كَذٰلِكَ أَيْضًا وَاجِبًا لَهُمْ فِيْ حَيَاتِهِ يَضَعُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْمَنْ شَاءَ مِنْهُمْ مُرْتَفِعًا بِوَفَاتِهِ كَمَا لَمْ يَكُنْ قَوْلُ عُمَرَ فِيْهِمْ هٰذَا لَا يَجِبُ بِهِ بَقَاءُ سَهْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْوَقْتِ الَّذِيْ قَالَ فِيْهِ مَا قَالَ كَانَ ذٰلِكَ قَوْلُهُ فِيْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجِبُ بِهِ بَقَاءُ سَهْمِ ذَوِي الْقُرْبَى إِلَى الْوَقْتِ الَّذِيْ قَالَ فِيْهِ مَا قَالَ مُعَارَضَةً صَحِيْحَةً بَاقِيَةً أَنْ يَكُوْنَ حَدِيْثُ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ هٰذَا عَنْ عُمَرَ مُخَالِفًا لِحَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ عُمَرَ فِيْ سَهْمِ ذَوِي الْقُرْبَى۔

۴۹۶۱: وَلَقَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْكَلْبِيِّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ يَا أَبَا بَكْرٍ مَنْ يَرِثُكَ إِذَا مِتَّ قَالَ وَلَدِيْ وَأَهْلِيْ قَالَتْ فَمَا لَكَ تَرِثُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُوْنِيْ قَالَ يَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا وَرِثْتُ أَبَاكِ دَارًا وَلَا ذَهَبًا وَلَا غُلَامًا قَالَتْ وَلَا سَهْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ الَّذِيْ جَعَلَهُ لَنَا وَصَافِيَتَنَا الَّتِيْ

دیں لیکن انہوں نے اس بات سے انکار کر دیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما خبر دیتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ذوی القربیٰ کا حصہ اقربا کو نہیں دیا کیونکہ ان کے نزدیک یہ ان حضرات کا حق نہیں تھا تو جیسے حضرت مالک بن اوس کی ان سے روایت کی روشنی میں اس کے علاوہ بات کا وہم کیا جا سکتا ہے بلکہ حضرت مالک بن اوس نے ان سے جو کچھ روایت کیا کہ یہ ان لوگوں کیلئے ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی تو اس وقت یہ ان کا حصہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر فرمایا جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ آپ کی طرف اضافت ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ آپ کی حیات طیبہ اور آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کیلئے نہ تھا بلکہ آپ کی زندگی میں تو جاری تھا لیکن وصال مبارک سے منقطع ہو گیا اسی طرح جو کچھ آپ کے قرابتداروں کی طرف منسوب ہوا وہ بھی آپ کی حیات طیبہ میں ان کیلئے وصال سے یہ حصہ اٹھ گیا تو جس طرح حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کہ یہ ان لوگوں کیلئے ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اس وقت تک باقی رہے جب آپ نے یہ بات کہی اسی طرح آپ کے اس ارشاد سے کہ یہ مال ان لوگوں کے لیے ہے لازم نہیں آتا کہ اس قول تک ذوی القربیٰ کا حصہ باقی رہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حضرت مالک بن اوس کی یہ روایت اس حدیث کے خلاف ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذوی القربیٰ کے حصہ کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے وصال کے بعد آپ کا وارث کون ہوگا آپ نے فرمایا میری اولاد اور میری بیوی۔ انہوں نے فرمایا پھر کیا وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت میری بجائے آپ لیتے ہیں انہوں نے فرمایا اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی! میں آپ کے والد ماجد سے کسی مکان، سونے اور غلام کا وارث نہیں بنا انہوں نے فرمایا اور آپ اس حصے کے وارث بھی نہیں بنے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے قرار دیا اور وہ تو خالصتاً ہمارے لیے ہے اور آپ کے قبضہ میں ہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

وَاحِدَةٌ وَهُوَ أَحَقُّ بِهَا وَإِنِ اخْتَارَتْ
زَوْجَهَا فَلَا شَيْءَ فَلَمْ أَسْتَطِعْ إِلَّا مُتَابَعَةَ
أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا آلَ الْأَمْرُ إِلَيَّ عَرَفْتُ
أَنِّي مَسْئُولٌ عَنِ الْفُرُوجِ فَأَخَذْتُ بِمَا
كُنْتُ أَرَى فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ رَأْيٌ رَأَيْتَهُ
تَابَعَكَ عَلَيْهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ
رَأْيٍ انْفَرَدْتَ بِهِ فَقَالَ أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ
أَرْسَلَ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَخَالَفَنِي وَإِيَّاهُ
فَقَالَ إِذَا اخْتَارَتْ زَوْجَهَا فَوَاحِدَةٌ وَهُوَ
أَحَقُّ بِهَا وَإِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَثَلَاثٌ لَا
تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ أَفَلَا يُرَى
أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدْ أَخْبَرَ فِي هٰذَا
الْحَدِيثِ أَنَّهُ لَمَّا خَلَصَ إِلَيْهِ الْأَمْرُ وَعَرَفَ
أَنَّهُ مَسْئُولٌ عَنِ الْفُرُوجِ أَخَذَ بِمَا كَانَ
يَرَى وَأَنَّهُ لَمْ يَرَ تَقْلِيدَ عُمَرَ فِيمَا يَرَى
خِلَافَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَكَذٰلِكَ أَيْضًا لَمَّا
خَلَصَ إِلَيْهِ الْأَمْرُ اسْتَحَالَ مَعَ مَعْرِفَتِهِ
بِاللَّهِ وَمَعَ عِلْمِهِ أَنَّهُ مَسْئُولٌ عَنِ الْأَمْوَالِ
أَنْ يَكُونَ يُبِيحُهَا مَنْ يَرَاهُ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا
وَيَمْنَعُ مِنْهَا أَهْلَهَا وَلٰكِنَّهُ كَانَ الْقَوْلُ
عِنْدَهُ فِي سَهْمِ ذَوِي الْقُرْبٰى كَالْقَوْلِ فِيمَا
كَانَ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
فَأَجْرَى الْأَمْرَ عَلَى ذٰلِكَ لَا عَلَى
مَا سِوَاهُ فَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ وَأَبُو يُوسُفَ وَ
مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ فَإِنَّ
الْمَشْهُورَ عَنْهُمْ فِي سَهْمِ ذَوِي الْقُرْبٰى
أَنَّهُ قَدِ ارْتَفَعَ بِوَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَأَنَّ الْخُمُسَ مِنَ الْغَنَائِمِ وَجَمِيعَ
الْفَيْءِ يُقْسَمَانِ فِي ثَلَاثَةِ أَسْهُمٍ لِلْيَتَامٰى

حق دار ہوگا (یعنی رجوع کرے) اور اگر وہ اپنے خاوند کو اختیار کرے تو
کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی تو میرے لیے امیر المومنین کی اتباع کے
سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ جب معاملہ میرے سپرد ہوا (مجھے خلافت ملی)
تو میں نے جان لیا کہ مجھ سے (عورتوں کی) شرمگاہوں کے بارے
میں سوال ہوگا تب میں نے اپنی رائے پر عمل کیا اس وقت ان
کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ اگر امیر المومنین آپ کی رائے کے ساتھ
تو مجھے یہ بات اس سے زیادہ پسند تھی کہ آپ اپنی رائے میں منفرد
ہوں انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! حضرت عمر فاروق رضی اللہ
عنہ نے کسی شخص کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف
بھیجا تو انہوں نے میری اور ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا
وہ اپنے خاوند کو اختیار کرے تو ایک طلاق ہوگی اور وہ خاوند
اس عورت کا زیادہ حق دار ہوگا اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرے
تین طلاقیں ہوں گی جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے اس
کے لیے حلال نہ ہوگی۔ تو کیا یہ شخص (معترض) انہیں دیکھتا کہ حضرت علی
المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں خبر دی کہ جب حکومت ان کے
سپرد ہوئی اور انہیں معلوم ہوا کہ عورتوں کے بارے میں ان سے سوال ہوگا
تو انہوں نے اپنی رائے پر عمل کیا اور انہوں نے جس معاملہ میں حضرت
فاروق رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی اس میں ان کی تقلید کو جائز نہ سمجھا
اسی طرح جب آپ کو خلافت ملی تو محال تھا کہ خدا کی معرفت اور اس
علم کے باوجود کہ مالوں کے بارے میں ان سے سوال ہوگا آپ ان (مالوں)
کو غیر اہل کے لیے جائز قرار دیتے اور اہل لوگوں سے روک دیتے بلکہ
قرابتداروں کے حصے کے بارے میں ان کا قول حضرت ابوبکر صدیق
اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے قول کی طرح تھا لہذا انہوں نے
اسی پر حکم جاری کیا اس کے علاوہ پر نہیں حضرت امام ابوحنیفہ امام
ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مشہور مسلک یہی ہے کہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے قرابت داروں کا حصہ
ختم ہوگیا اور غنیمتوں کا خمس نیز مال فے تین حصوں میں یعنی یتیموں
محتاجوں اور مسافروں کے لیے تقسیم ہوگا۔

وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

وَكَذٰلِكَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ
بْنِ الرَّبِيْعِ اللُّؤْلُؤِيُّ
قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ
بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَهٰكَذَا يُعْرَفُ
قَوْلُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ فِيْ جَمِيْعِ مَا رُوِيَ
عَنْهُ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ رَأْيِهٖ وَمِمَّا حَكَاهُ عَنْ أَبِيْ
حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا
وَأَمَّا أَصْحَابُ الْإِمْلَاءِ فَإِنَّ جَعْفَرَ بْنَ أَحْمَدَ
حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ أَمْلَى
عَلَيْنَا أَبُوْ يُوْسُفَ فِيْ رَمَضَانَ فِيْ سَنَةِ إِحْدٰى
وَثَمَانِيْنَ وَمِائَةٍ قَالَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَ
اعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ
خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى
وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَهٰذَا فِيْمَا بَلَغَنَا
وَاللّٰهُ أَعْلَمُ فِيْمَا أَصَابَ مِنْ عَسَاكِرِ أَهْلِ
الشِّرْكِ مِنَ الْغَنَائِمِ وَالْخُمُسُ مِنْهَا عَلٰى مَا
سَمَّى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ كِتَابِهٖ أَرْبَعَةُ أَخْمَاسِهَا
بَيْنَ الْجُنْدِ الَّذِيْ أَصَابُوْا ذٰلِكَ لِلْفَرَسِ
سَهْمًا وَلِلرَّجُلِ سَهْمًا عَلٰى مَا جَاءَ مِنَ
الْأَحَادِيْثِ وَالْآثَارِ وَقَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحْمَةُ
اللّٰهِ عَلَيْهِ لِلرَّجُلِ سَهْمٌ وَلِلْفَرَسِ سَهْمٌ وَ
الْخُمُسُ يُقْسَمُ عَلٰى خَمْسَةِ أَسْهُمٍ خُمُسٌ
لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَاحِدٌ وَخُمُسٌ ذَوِي الْقُرْبٰى
وَلِكُلِّ صِنْفٍ سَمَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ هٰذِهِ
الْآيَةِ خُمُسُ الْخُمُسِ فَفِيْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ ثُبُوْتُ
سَهْمِ ذَوِي الْقُرْبٰى قَالُوْا وَأَمْلٰى عَلَيْنَا أَبُوْ
يُوْسُفَ فِيْ مَسَائِلَ قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ إِذَا ظَهَرَ
الْإِمَامُ عَلٰى بَلَدٍ مِنْ بِلَادِ أَهْلِ الشِّرْكِ فَهُوَ

حضرت یعقوب بن ابراہیم حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ
سے اسی طرح نقل کرتے ہیں حضرت امام محمد بن حسن رحمہ اللہ سے جن
روایات میں ان کی رائے مذکور ہے ان سے بھی یہی بات معلوم ہوتی
ہے اسی طرح انہوں نے جو کچھ حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف
رحمہما سے نقل کیا وہ بھی یہی ہے جہاں تک اصحاب املاء احادیث
لکھنے والے محدثین کا تعلق ہے تو جعفر بن احمد فرماتے ہیں ہم سے
حضرت بشر بن ولید نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہمیں حضرت
امام ابویوسف رحمہ اللہ نے رمضان المبارک ۱۸۱ھ میں لکھوایا
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی "اور جان لو! جو کچھ تم مال غنیمت سے حاصل
کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس کے رسول صلی
اللہ علیہ وسلم آپ کے قرابت داروں، یتیموں، مساکین اور
مسافروں کے لیے ہے" تو یہ اس چیز کے بارے میں جیسا کہ ہم
تک بات پہنچی اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مشرکین کے لشکروں
سے جو مال غنیمت کے طور پر حاصل ہو اور اس میں سے خمس ہوگا
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر فرمایا چار حصے
اس لشکر کے لیے ہوں گے جس نے اسے حاصل کیا ایک حصہ
گھوڑے کا اور ایک حصہ مرد کا ہوگا جیسا کہ احادیث
و آثار میں آیا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں
مرد کے لیے ایک حصہ اور گھوڑے کے لیے ایک حصہ ہوگا خمس
کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اللہ اور اس کے رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کا پانچواں حصہ ایک ہی ہوگا پانچواں حصہ آپ
کے قرابت داروں کے لیے ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں
جن لوگوں کا ذکر کیا ان میں سے ہر قسم کے لوگوں کے لیے پانچواں
حصہ ہوگا تو اس روایت میں قرابت داروں کے حصے کا ثبوت
ہے اور یہ حضرات فرماتے ہیں ایک مسئلہ میں حضرت امام ابو
یوسف رحمہ اللہ نے ہمیں لکھایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ
نے فرمایا جب (مسلمانوں کا) امام مشرکین کے کسی شہر پر
غلبہ حاصل کرے تو اسے اختیار ہے جو کچھ مسلمانوں کے لیے

بِالْخِيَارِ يَفْعَلُ فِيهِ الَّذِي يَرَى أَنَّهُ أَفْضَلُ وَخَيْرٌ لِلْمُسْلِمِينَ إِنْ رَأَى أَنْ يُخَمِّسَ الْأَرْضَ وَالْمَتَاعَ وَيَقْسِمَ أَرْبَعَةَ أَخْمَاسِهِ بَيْنَ الْجُنْدِ الَّذِينَ افْتَتَحُوا مَعَهُ فَعَلَ وَيَقْسِمُ الْخُمُسَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَسْهُمٍ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَإِنْ رَأَى أَنْ يَتْرُكَ الْأَرَضِينَ وَيَتْرُكَ أَهْلَهَا فِيهَا وَيَجْعَلَهَا ذِمَّةً وَيَضَعَ عَلَيْهِمْ وَعَلَى أَرْضِيهِمُ الْخَرَاجَ كَمَا فَعَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالسَّوَادِ كَانَ ذَٰلِكَ لَهُ.

بہتر اور افضل سمجھے کرے اگر مناسب سمجھے کہ زمین اور سامان پانچ حصوں میں تقسیم کرے چار حصے ان مجاہدین میں تقسیم کرے جنہوں نے اسے فتح کیا اور پانچویں حصے کو تین حصوں پر تقسیم کرے فقراء، مساکین اور مسافروں کو دے اور اگر زمینوں کو اسی طرح ان کے مالکوں کے پاس چھوڑ دے انہیں ذمی قرار دے کر ان پر جزیہ اور زمینوں پر خراج مقرر کرے تو ایسا کرے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عراق والوں کے ساتھ کیا تھا اس بات کی اسے اجازت ہے۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَفِي هَذِهِ الرِّوَايَةِ سُقُوطُ سَهْمِ ذَوِي الْقُرْبَى وَهَذَا الْقَوْلُ الْمَشْهُورُ عَنْهُمْ وَالَّذِي اتَّفَقَتْ عَلَيْهِ هَاتَانِ الرِّوَايَتَانِ فِي الْفَيْءِ وَفِي خُمُسِ الْغَنِيمَةِ أَنَّهُمَا إِذَا حَصَلَا جَمِيعًا وُضِعَ خُمُسُ الْغَنَائِمِ فِيمَا يَجِبُ وَضْعُهُ فِيهِ مِمَّا ذَكَرْنَا وَمَالُ الْفَيْءِ فَيُبْدَأُ مِنْهُ بِإِصْلَاحِ الْقَنَاطِرِ وَبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ وَأَرْزَاقِ الْقُضَاةِ وَأَرْزَاقِ الْجُنْدِ وَحَرَا[illegible] ثُمَّ يُقْسَمُ مَا بَقِيَ مِنْهُ بَعْدَ ذَٰلِكَ [illegible] فِيهِ خُمُسُ الْغَنَائِمِ سَوَاءً فَهَذِهِ وُجُوهُ الْفَيْءِ وَأَخْمَاسُ الْغَنَائِمِ الَّتِي كَانَتْ تَجْرِي عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْ تُوُفِّيَ وَمَا يَجِبُ أَنْ يُعْمَلَ فِيهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَدْ بَيَّنَّا ذَٰلِكَ وَشَرَحْنَاهُ بِغَايَةِ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت کے مطابق قرابتداروں کا حصہ ساقط ہو گیا اور ان حضرات سے یہی قول مشہور ہے فے اور غنیمت کے خمس کے بارے میں جس بات پر یہ دو روایتیں متفق ہیں وہ یہ ہے کہ یہ دونوں حاصل ہوں تو غنیمت کا خمس ان لوگوں کو دیا جائے جن کا حق ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا لیکن مال فے سے پہلے پلوں کی مرمت کی جائے مسجدیں بنائی جائیں، قاضیوں کی تنخواہیں، فوج کی تنخواہ، [illegible] کے اخراجات حاصل کئے جائیں اس کے بعد باقی مال ان لوگوں میں برابر تقسیم کیا جائے جن کو خمس دیا جاتا ہے یہ مال فے اور غنیمت کے خمس کی وہ صورتیں ہیں جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں جاری تھیں اور آپ کی وفات کے بعد قیامت تک اسی پر عمل ہونا چاہیے ہم نے اپنے بساط کے مطابق اسے خوب واضح کیا اور تشریح کر دی اور اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق کا سوال کرتے ہیں۔

... واللّٰه سبحانه التوفيق.

وأما سفيان الثوري فإنه

[١٢٠] ... بن يحيى قال حدثنا أبو النضر ... الأشجعي قال حدثنا سفيان سهم ... صلى الله عليه وسلم من الخمس ... الخمس وما بقي فلهذه الطبقات ... سمى الله والأربعة الأخماس لمن ... عليه.

جہاں تک حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کا تعلق ہے تو حضرت اشجعی فرماتے ہیں ہم سے حضرت سفیان ثوری نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ خمس سے ہے اور وہ خمس کا خمس ہے اور جو باقی رہا وہ ان لوگوں کے لیے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا جبکہ چار حصے مجاہدین کے لیے ہیں۔

۱۴

كِتَابُ الْحُجَّةِ فِي فَتْحِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ عَنْوَةً

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو بطور غلبہ فتح فرمایا

۱۳۰۲- قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ اجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَالَحَ أَهْلَ مَكَّةَ قَبْلَ افْتِتَاحِهِ إِيَّاهَا ثُمَّ افْتَتَحَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ قَوْمٌ كَانَ افْتِتَاحُهُ إِيَّاهَا بَعْدَ أَنْ نَقَضَ أَهْلُ مَكَّةَ الْعَهْدَ وَخَرَجُوا مِنَ الصُّلْحِ فَافْتَتَحَهَا وَهِيَ دَارُ حَرْبٍ لَا صُلْحَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَهْلِهَا وَلَا عَقْدَ وَلَا عَهْدَ وَمِمَّنْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَبُو حَنِيفَةَ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَسُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّوْرِيُّ وَأَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ.

وَقَالَ قَوْمٌ بَلِ افْتَتَحَهَا صُلْحًا. ثُمَّ احْتَجَّ كُلُّ فَرِيقٍ مِنْ هٰذَيْنِ الْفَرِيقَيْنِ لِقَوْلِهِ مِنَ الْآثَارِ بِمَا سَنُبَيِّنُهُ فِي كِتَابِنَا هٰذَا وَنَذْكُرُ مَعَ ذٰلِكَ صِحَّةَ مَا احْتَجَّ بِهِ أَوْ فَسَادَهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى.

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو فتح کرنے سے پہلے مصالحت فرمائی اس کے بعد اسے فتح کیا ایک جماعت کہتی ہے کہ آپ نے اسے اہل مکہ کے عہد شکنی کرنے اور صلح کو توڑنے کے بعد فتح کیا اور یہ دارالحرب تھا ان لوگوں کے ساتھ نہ صلح تھی نہ کوئی معاہدہ اور نہ عہد و پیمان تھا اس قول کے قائلین میں حضرت امام ابوحنیفہ، امام اوزاعی، مالک بن انس، سفیان بن سعید ثوری، ابویوسف اور امام محمد بن حسن رحمہم اللہ شامل ہیں۔

ایک جماعت کہتی ہے کہ آپ نے صلح کے طور پر اسے فتح کیا۔ پھر ان میں سے ہر گروہ نے اپنے موقف پر روایات سے دلائل دیئے جنہیں ہم اپنی اس کتاب میں عنقریب ذکر کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ہر ایک کی دلیل کی صحت افساد کو بھی ذکر کریں گے (ان شاء اللہ تعالیٰ)

وَكَانَ حُجَّةُ مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَحَهَا صُلْحًا أَنْ قَالَ: إِنَّ الصُّلْحَ قَدْ كَانَ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَهْلِ مَكَّةَ فَأَمِنَ كُلُّ فَرِيقٍ مِنْهُمْ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ مِنَ الْفَرِيقِ الْآخَرِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ فِي ذٰلِكَ مَا يُوجِبُ نَقْضَ الصُّلْحِ وَإِنَّمَا كَانَتْ بَنُو نُفَاثَةَ دُونَ غَيْرِهِمْ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَاتَلُوا خُزَاعَةَ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَثَبَتَتْ بَقِيَّةُ أَهْلِ مَكَّةَ عَلَى صُلْحِهِمْ وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِهِمُ الَّذِي عَاهَدُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَتْ بَنُو نُفَاثَةَ وَمَنْ تَابَعَهُمْ عَلَى مَا فَعَلُوا مِنْ ذٰلِكَ مِنَ الصُّلْحِ وَثَبَتَتْ بَقِيَّةُ أَهْلِ مَكَّةَ عَلَى الصُّلْحِ الَّذِي كَانُوا صَالَحُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جن لوگوں کا موقف ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صلح کے طور پر فتح کیا ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل مکہ کے درمیان صلح ہو گئی تھی۔ اور ہر گروہ دوسرے سے بے خوف ہو چکا تھا بنو نفاثہ جو اہل مکہ میں سے نہیں تھے انہوں نے خزاعہ قبیلے سے لڑائی کی اور اس پر قریش کے کچھ لوگوں نے ان کی مدد کی، جبکہ باقی اہل مکہ اپنی صلح پر قائم رہے اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو معاہدہ کیا تھا اسے مضبوطی سے تھامے رکھا پس بنو نفاثہ اور ان کے پیچھے چلنے والے اس صلح سے نکل گئے جب کہ باقی اہل مکہ اس صلح پر قائم رہے جو انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی۔

قَالُوا: وَالدَّلِيلُ عَلَى ذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا افْتَتَحَهَا لَمْ يَقْسِمْ فِيهَا فَيْئًا وَلَمْ يَسْتَعْبِدْ فِيهَا أَحَدًا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں اس کی دلیل یہ ہے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو مال فے تقسیم نہیں فرمایا اور نہ ہی کسی کو غلام بنایا۔

۱۲۰۲- وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ فِي ذٰلِكَ لِمُخَالِفِيهِمْ أَنَّ عِكْرِمَةَ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَمُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيَّ عَلَيْهِمَا يَدُورُ أَكْثَرُ أَخْبَارِ الْمَغَازِي قَدْ رُوِيَ عَنْهُمَا مَا يَدُلُّ عَلَى خُرُوجِ أَهْلِ مَكَّةَ مِنَ الصُّلْحِ الَّذِي كَانُوا صَالَحُوا عَلَيْهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَحْدَاثٍ أَحْدَثُوهَا۔

ان کے خلاف ان کے مخالفین کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عکرمہ، جو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام تھے اور حضرت محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ جن پر لڑائیوں کی اکثر خبروں کا دارومدار ہے ان دونوں سے مروی ہے کہ اہل مکہ اپنے عمل کی وجہ سے اس صلح سے نکل گئے تھے جو انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی تھی۔

١٢٠٥ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ لَمَّا وَادَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ مَكَّةَ وَكَانَتْ خُزَاعَةُ حُلَفَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَتْ بَنُوْ بَكْرٍ حُلَفَاءَ قُرَيْشٍ فَدَخَلَتْ خُزَاعَةُ فِي صُلْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَتْ بَنُوْ بَكْرٍ فِي صُلْحِ قُرَيْشٍ فَكَانَ بَيْنَ خُزَاعَةَ وَبَيْنَ بَنِي بَكْرٍ بَعْدُ قِتَالٌ فَأَمَدَّتْهُمْ قُرَيْشٌ بِسِلَاحٍ وَطَعَامٍ وَظَلَّلُوْا عَلَيْهِمْ وَظَهَرَتْ بَنُوْ بَكْرٍ عَلَى خُزَاعَةَ فَقَتَلُوْا فِيْهِمْ فَخَافَتْ قُرَيْشٌ أَنْ يَكُوْنُوْا عَلَى قَوْمٍ قَدْ نَقَضُوْا فَقَالُوْا لِأَبِي سُفْيَانَ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَأَجِدَّ الْحِلْفَ وَأَصْلِحْ بَيْنَ النَّاسِ وَأَنْ لَيْسَ فِي قَوْمٍ ظَلَّلُوْا عَلَى قَوْمٍ وَأَمَدُّوْهُمْ بِسِلَاحٍ وَطَعَامٍ مَا أَنْ يَكُوْنُوْا نَقَضُوْا فَانْطَلَقَ أَبُوْ سُفْيَانَ وَسَارَ حَتَّى قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَكُمْ أَبُوْ سُفْيَانَ وَسَيَرْجِعُ رَاضِيًا بِغَيْرِ حَاجَةٍ فَأَتَى أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَجِدَّ الْحِلْفَ وَأَصْلِحْ بَيْنَ النَّاسِ أَوْ بَيْنَ قَوْمِكَ قَالَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْأَمْرُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى وَإِلَى رَسُوْلِهِ وَقَدْ قَالَ فِيْمَا قَالَ لَهُ أَنْ لَيْسَ فِي قَوْمٍ ظَلَّلُوْا عَلَى قَوْمٍ وَأَمَدُّوْهُمْ بِسِلَاحٍ وَطَعَامٍ مَا أَنْ يَكُوْنُوْا نَقَضُوْا قَالَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْأَمْرُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى رَسُوْلِهِ قَالَ ثُمَّ أَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت ایوب حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے صلح کی اور قبیلہ خزاعہ دور جاہلیت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیف تھا جبکہ بنو بکر قریش کے حلیف تھے خزاعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صلح میں اور بنو بکر، قریش کی صلح میں شامل ہو گئے اس کے بعد خزاعہ اور بنو بکر میں لڑائی ہو گئی قریش نے اسلحہ اور کھانے کے ذریعے ان کی مدد کی اور ان پر سایہ کیا جبکہ بنو بکر، خزاعہ پر غالب آ گئے انہوں نے ان کو قتل کیا تو قریش کو نقض عہد کرنے والی قوم کا ساتھ دینے سے ڈر محسوس ہوا (ندامت ہوئی) انہوں نے ابوسفیان سے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر معاہدہ کی تجدید کریں اور لوگوں کے درمیان صلح کروائیں اور کہیں کہ اگر کچھ لوگوں نے ان کی ہتھیاروں اور کھانے سے مدد کی اور ان پر سایہ کیا تو یہ عہد توڑنا نہیں ہے حضرت ابوسفیان وہاں سے چلے حتیٰ کہ مدینہ طیبہ پہنچے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوسفیان تمہارے پاس آ گئے ہیں لیکن یہ مقصد حاصل کئے بغیر خوش ہو کر چلے جائیں گے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! معاہدے کی تجدید کیجئے اور لوگوں کے درمیان یا (کہا) اپنی قوم کے درمیان صلح کروائیں راوی کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا معاملہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے انہوں نے اس دوران یہ بھی کہا کہ اگر کچھ لوگوں نے ان لوگوں پر سایہ کیا اور ہتھیار اور کھانے سے ان کی مدد کی تو یہ عہد کو توڑنا نہیں ہے راوی فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا معاملہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے راوی فرماتے ہیں پھر وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے بھی کہا

لہ نحوا مما قال لابی بکر رضی اللہ
عنہ فقال عمر رضی اللہ عنہ انقضتم عنہا
فما کان منہ جدیدا فابلاہ اللہ تعالٰی وما کان
منہ شدیدا او قال متینا فقطعہ اللہ
فقال ابو سفیان وما رایت کالیوم
شاہد عشیرۃ ثم اتی فاطمۃ رضی اللہ عنہا
فقال لہا یا فاطمۃ ہل لک فی امر تسودین
فیہ نساء قومک ثم ذکر لہا نحوا مما
قال لابی بکر رضی اللہ عنہ ثم قال لہا
تجددین الحلف وتصلحین بین الناس
قالت رضی اللہ عنہا لیس الامر الا الی اللہ
ورسولہ قال ثم اتی علیا رضی اللہ
عنہ فقال لہ نحوا مما قال لابی بکر
رضی اللہ عنہ فقال علی رضی اللہ عنہ
ما رایت کالیوم رجلا اضل انت سید
الناس فجدد الحلف واصلح بین الناس
فضرب ابو سفیان احدی رجلیہ علی
الاخری وقال قد اجرت بین الناس
بعضہم من بعض قال ثم انطلق حتی
قدم قالوا واللہ ما اتیتنا بحرب فنحذر
ولا اتیتنا بصلح فنامن ارجع ارجع قال وقدم وفد خزاعۃ
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاخبرہ بما صنع القوم ودعاہ بالنصرۃ
وقال فی ذلک ؎

لا ہم انی ناشد محمدا
حلف ابینا وابیہ الاتلدا
والدا کنا وکنت ولدا
ان قریشا اخلفوک الموعدا

بات کہی جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہی تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے عہد شکنی کی ہے جو عہد نیا تھا اسے اللہ تعالٰی نے پرانا کر دیا اور وہ جو اس سے سخت تھا یا فرمایا مضبوط تھا اللہ تعالٰی نے توڑ دیا ابوسفیان کہتے ہیں میں نے آج کے دن کی طرح کوئی سخت دن نہیں دیکھا پھر وہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کے اور عرض کیا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا کیا آپ کسی معاملے میں اپنی قوم کی عورتوں کی سرداری کریں گی پھر ان سے بھی وہی بات کہی جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہی تھی پھر ان سے کہا معاہدہ کی تجدید کریں اور لوگوں کے درمیان صلح کرائیں حضرت خاتون جنت نے فرمایا معاملہ صرف اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے راوی فرماتے ہیں پھر وہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے ان سے بھی وہی بات کہی جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہی تھی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے آج کے دن کی طرح (کسی دن) بہت طلسماز آدمی نہیں دیکھا تم لوگوں کے سردار ہو تم ہی تجدید عہد کرو اور لوگوں کے درمیان صلح کراؤ حضرت ابوسفیان نے اپنا پاؤں دوسرے پاؤں پر مارا اور کہا میں نے لوگوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دیا راوی کہتے ہیں پھر وہ چلے گئے حتی کہ مکہ مکرمہ آ گئے لوگوں نے کہا اللہ کی قسم نہ تو تم لڑائی کی خبر لائے کہ اس سے بچا جاتا اور نہ صلح کا پیغام لائے ہو کہ اس سے امن ہو جاتا واپس جاؤ واپس جاؤ راوی فرماتے ہیں خزاعہ کا وفد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ کو قوم کی خبر سنائی اور مدد کی درخواست کی اور اس سلسلے میں یہ شعر پڑھے۔

؎ اے اللہ! میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے اور ان کے جد امجد کا حلف پڑھتا ہوں (اے محمد صلی اللہ علیک وسلم!) ہم والد (کی جگہ تھے) اور آپ بچے تھے بے شک قریش نے آپ سے بدعہدی کی اور مضبوط معاہدے کو توڑ دیا میرے لیے کداء

وَنَقَضُوا مِيثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا
وَجَعَلُوا لِي بِكَدَاءٍ رُصَّدَا
وَزَعَمُوا أَنْ لَسْتُ أَدْعُو أَحَدَا
وَهُمْ أَذَلُّ وَأَقَلُّ عَدَدَا
وَهُمْ أَتَوْنَا بِالْوَتِيرِ هُجَّدَا
نَتْلُو الْقُرْآنَ رُكَّعًا وَسُجَّدَا
ثُمَّتَ أَسْلَمْنَا وَلَمْ نَنْزِعْ يَدَا
فَانْصُرْ رَسُولَ اللَّهِ نَصْرًا أَعْتَدَا
وَابْعَثْ جُنُودَ اللَّهِ تَأْتِي مَدَدَا
فِي فَيْلَقٍ كَالْبَحْرِ يَأْتِي مُزْبِدَا
فِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ قَدْ تَجَرَّدَا
إِنْ سِيمَ خَسْفًا وَجْهُهُ تَرَبَّدَا

قَالَ حَمَّادٌ هَذَا الشِّعْرُ بَعْضُهُ عَنْ أَيُّوبَ وَبَعْضُهُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَازِمٍ وَأَكْثَرُهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيثِ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ مَا قَالَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ؎

أَتَانِي وَلَمْ أَشْهَدْ بِبَطْحَاءِ مَكَّةَ
رِجَالُ بَنِي كَعْبٍ تُحَزُّ رِقَابُهَا
وَصَفْوَانُ عَوْدٌ حُزَّ مِنْ وَدْقِ اسْتِهِ
فَذَاكَ أَوَانُ الْحَرْبِ شُدَّ عِصَابُهَا
فَيَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ تَنَالَنَّ نُصْرَتِي
سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو حَرُّهَا وَعِقَابُهَا

قَالَ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالرَّحِيلِ فَارْتَحَلُوا فَسَارُوا حَتَّى نَزَلُوا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ قَالَ وَجَاءَ أَبُو سُفْيَانَ حَتَّى نَزَلَ لَيْلًا فَرَأَى الْعَسْكَرَ وَالنِّيرَانَ فَقَالَ مَا هَذَا قِيلَ هَذِهِ تَمِيمٌ أَمْحَلَتْ بِلَادُهَا فَانْتَجَعَتْ بِلَادَكُمْ قَالَ هَؤُلَاءِ

میں گھات بنادی اور انہوں نے گمان کیا کہ میں کسی کو نہیں بلاؤں گا وہ کمزور اور تعداد میں تھوڑے ہیں وہ وتیر میں ہم پر پچھلے پہر آئے جب کہ ہم رکوع وسجدہ کرتے اور قرآن پڑھ رہے تھے اس جگہ ہم نے صلح کی اور ہم نے ہاتھ نہ کھینچا اے اللہ! اپنے رسول کی قوی مدد فرما ان کی مدد کے لیے اپنے لشکر بھیج اتنا بڑا لشکر جو سمندر کی طرح جھاگ چھوڑتا ہو ان میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے تلوار کو ننگا کیا اگر قوم کو ذلت پہنچے تو آپ کا چہرہ انور دوسری طرف ہو۔

حضرت حماد فرماتے ہیں ان میں سے بعض اشعار حضرت ایوب سے، بعض یزید بن حازم سے اور اکثر حضرت محمد اسحٰق سے مروی ہیں، پھر وہ (راوی) حضرت ایوب کی حضرت عکرمہ سے روایت کی طرف لوٹے اور جو کچھ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ بات کہی۔

"میرے پاس مکہ مکرمہ کے میدان میں بنو کعب کے لوگ آئے جن کی گردنیں کاٹی جاتی تھیں لیکن میں موجود نہ تھا اور صفوان ایک ایسی لکڑی ہے جو اپنی جڑ کے کنارے سے کاٹی گئی پس یہ لڑائی کا وقت ہے جو مشکل وقت تک آ گیا ہے ہائے افسوس مجھے معلوم ہوتا کہ میری مدد کا جوش اور بدلہ لینے کا جذبہ سہیل بن عمرو کو پالے گا۔

راوی کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا حکم دیا صحابہ کرام روانہ ہوئے اور چلے حتیٰ کہ مر الظہران میں اترے فرماتے ہیں ابوسفیان حاضر ہوئے حتیٰ کہ ایک رات وہاں اترے لشکر اور آگ کو دیکھا تو کہا یہ کیا ہے کسی نے کہا یہ قبیلہ تمیم ہے جن کے ملک میں قحط سالی پڑ گئی ہے اور وہ رزق کی تلاش میں تمہارے علاقے میں آ گئے ہیں کہا

والله لهم أكثر من أهل منا أو مثل أهل منا
فلما عرفه أنه النبي صلى الله عليه وسلم
ساءه ذلك فقال دلوني على العباس بن عبد المطلب
فأتى العباس فأخبره الخبر وانطلق به
إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم
ورسول الله صلى الله عليه وسلم
في قبة له فقال يا أبا سفيان
أسلم تسلم قال وكيف أصنع باللات والعزى
قال أيوب فحدثني أبو الخليل
عن سعيد بن جبير رحمه الله قال قال
عمر رضي الله عنه وهو خارج من القبة
أما لو كنت خارجا ما قلتها أبدا قال أبو سفيان من هذا؟
قالوا عمر رضي الله عنه فأسلم أبو سفيان
وانطلق به العباس فلما أصبحوا ثار
الناس لطهورهم قال فقال أبو سفيان
يا أبا الفضل ما للناس أمروا في شيء
قال فقال لا ولكنهم قاموا إلى الصلاة
فأمره فتوضأ وانطلق به إلى رسول
الله صلى الله عليه وسلم فلما دخل
رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلاة
كبر فكبر الناس ثم ركع فركعوا ثم رفع
فرفعوا فقال أبو سفيان ما رأيت كاليوم
طاعة قوم جمعهم من ههنا وههنا ولا
فارس الأكارم ولا الروم ذات القرون
بأطوع منهم قال حماد وزعم يزيد
بن حازم عن عكرمة قال قال أبو سفيان
يا أبا الفضل أصبح والله ابن أخيك عظيم
الملك قال ليس بملك ولكنها نبوة قال أو
ذاك أو ذاك قال ثم رجع إلى حديث أيوب عن

اللہ کی قسم! یہ تو منی والوں سے زیادہ ہیں یا منی والوں جتنے ہیں جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو حالت خراب ہوگئی۔ کہا حضرت عباس بن عبد المطلب کے بارے میں میری راہنمائی کرو پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آکر ماجرا ذکر کیا وہ انہیں لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ایک خیمہ میں تھے آپ نے فرمایا اے ابوسفیان! ایمان لاؤ بچ جاؤ گے انہوں نے کہا لات وعزیٰ کا کیا کروں؟ حضرت ایوب فرماتے ہیں حضرت ابوالخلیل نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور آپ میدان سے باہر کھڑے تھے، تم نے یہ بات کبھی نہیں کہی تھی، ابوسفیان نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں تو ابوسفیان نے اسلام قبول کرلیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کو لے کر چلے جب صبح ہوئی تو صحابہ کرام وضو کیلئے دوڑے ابوسفیان نے کہا اے ابوالفضل لوگوں کو کیا ہوا انہیں کوئی حکم ملا ہے انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ یہ نماز کی تیاری کر رہے ہیں انہوں نے ابوسفیان کو بھی حکم دیا چنانچہ انہوں نے وضو کیا اور وہ ان کو لے کر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کرتے ہوئے اللہ اکبر کہا تو صحابہ کرام نے بھی اللہ اکبر کہا پھر رکوع کیا تو انہوں نے بھی رکوع کیا پھر سر اٹھایا (تو بعد نماز) ابوسفیان نے کہا میں نے آج کی طرح کسی قوم کو اکٹھے یہاں سے وہاں تک (اپنے سردار کی) اطاعت کرتے نہیں دیکھا بڑے بڑے معزز ایرانیوں اور گھوڑوں والے رومیوں کو اس سے زیادہ اطاعت گزار نہیں دیکھا حماد فرماتے ہیں یزید بن حازم نے حضرت عکرمہ سے روایت کرتے ہوئے یہ خیال کیا کہ حضرت ابوسفیان نے کہا اے ابوالفضل (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی کنیت)! اللہ کی قسم تمہارا بھتیجا تو بہت بڑا بادشاہ ہوگیا ہے انہوں نے فرمایا یہ بادشاہی

عکرمة قال فقال ابو سفیان واصباح قریش قال فقال العباس رضی الله عنه یا رسول الله لو اذنت لی فاتیت اهل مکة فدعوتهم وامنتهم وجعلت لابی سفیان شیئا یذکر به قال فانطلق فرکب بغلة رسول الله صلی الله علیه وسلم الشهباء وانطلق قال فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ردوا علی ابی ردوا علی ابی ان عم الرجل صنو ابیه انی اخاف ان تفعل بك قریش کما فعلت ثقیف بعروة بن مسعود دعاهم الی الله فقتلوه اما والله لئن رکبوها منه لاضرمنها علیهم نارا قال فانطلق العباس رضی الله عنه فقال یا اهل مکة اسلموا تسلموا فقد استبطنتم باشهب بازل قال وقد کان رسول الله صلی الله علیه وسلم بعث الزبیر من قبل اعلی مکة وبعث خالد بن الولید من قبل اسفل مکة قال فقال لهم هذا الزبیر من قبل اعلی مکة وهذا خالد من قبل اسفل مکة وما خالد وخزاعة مجدعة الانوف ثم قال من القی سلاحه فهو امن ومن اغلق بابه فهو امن ومن دخل دار ابی سفیان فهو امن ثم قدم النبی صلی الله علیه وسلم فتراموا بشیء من النبل ثم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ظهر علیهم فامن الناس الا خزاعة عن بنی بکر وذکر اربعة مقیس بن صبابة وعبد الله بن ابی سرح وابن خطل وسارة مولاة بنی هاشم

نہیں نبوت ہے انہوں نے کہا چلو یہی سہی (چلو یہی سہی) پھر وہ (راوی) حضرت عکرمہ سے حضرت ایوب کی روایت کی طرف لوٹے وہ فرماتے ہیں ابوسفیان نے کہا قریش کی صبح پر افسوس ہے راوی کہتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اہل مکہ کے پاس جا کر ان کو دعوت دوں اور انہیں امن کی خوشخبری سناؤں اور آپ ابوسفیان کو کوئی ایسا حکم دیں جسے وہ یاد رکھیں پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید خچر پر سوار ہو کر چلے راوی فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے باپ کو میری طرف لوٹاؤ میرے باپ کو میری طرف لوٹاؤ یقیناً آدمی کا چچا اس کے باپ کی طرح ہوتا ہے مجھے ڈر ہے کہ قریش تمہارے ساتھ وہ معاملہ کریں جو ثقیف نے عروہ بن مسعود کے ساتھ کیا تھا انہوں نے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور انہوں نے (قبیلہ ثقیف نے) ان کو شہید کر دیا سنو! اللہ کی قسم! اگر انہوں نے بھی وہی چال چلی تو میں ان پر آگ برسا دوں گا راوی فرماتے ہیں پھر حضرت عباس چلے اور فرمایا اے اہل مکہ! اسلام لاؤ امن پاؤ گے اس وادی میں تم دشوار اور سخت معاملہ میں الجھ گئے وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کی اوپر والی جانب سے بھیجا راوی فرماتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا یہ حضرت زبیر ہیں جو مکہ مکرمہ کی اوپر والی جانب سے آئے ہیں اور یہ حضرت خالد ہیں جو اس کی نچلی طرف سے آئے ہیں حضرت خالد اور قبیلہ خزاعہ کو جانتے ہو وہ ناک کاٹنے والے ہیں پھر فرمایا جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اسے امن ملے گا جو اپنا دروازہ بند کر دے گا وہ امن میں ہوگا جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے گا وہ مامون ہوگا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کچھ تیر ایک دوسرے پر پھینکے پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غالب آگئے تو لوگوں کو امن حاصل ہوا مگر خزاعہ اور بنو بکر کی لڑائی جاری رہی، اور چار آدمیوں کا ذکر کیا مقیس بن ضبابہ، عبد اللہ بن ابی سرح، ابن خطل اور بنو ہاشم کی آزاد کردہ لونڈی سارہ، حضرت حماد نے

وَزِيَادَةٌ فِي حَدِيثِ أَيُّوبَ أَوْ فِي
غَيْرِهِ قَالَ فَمَا تَلَبَّثَهُمْ خُزَاعَةُ إِلَى
... فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَلَا تُقَاتِلُونَ
قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ
إِلَى قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ
مُؤْمِنِينَ قَالَ خُزَاعَةُ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ
وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ۔

۱۲۰۶- حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ ثَنَا
يُوسُفُ بْنُ بُهْلُولٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ
قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ إِسْحَاقَ يَقُولُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
بْنُ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ وَغَيْرُهُ قَالَ
كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ
صَالَحَ قُرَيْشًا عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى أَنَّهُ
مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ فِي عَقْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَهْدِهِ دَخَلَ فِيهِ
وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ فِي عَقْدِ قُرَيْشٍ وَعَهْدِهِمْ دَخَلَ فِيهِ فَتَوَاثَبَتْ
خُزَاعَةُ وَبَنُو كَعْبٍ وَغَيْرُهُمْ مَعَهُمْ فَقَالُوا نَحْنُ فِي عَقْدِ رَسُولِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَهْدِهِ
وَتَوَاثَبَتْ بَنُو بَكْرٍ فَقَالُوا نَحْنُ فِي عَقْدِ
قُرَيْشٍ وَعَهْدِهِمْ فَأَقَامَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْوَفَاءِ
بِذَلِكَ سَنَةً وَبَعْضَ سَنَةٍ ثُمَّ إِنَّ بَنِي بَكْرٍ
عَدَوْا عَلَى خُزَاعَةَ عَلَى مَاءٍ لَهُمْ بِأَسْفَلِ
مَكَّةَ فَقَالَ لَهُ الزُّبَيْرُ بَيِّتُوهُمْ فِيهِ فَأَصَابُوا
مِنْهُمْ رَجُلًا وَتَجَاوَزَ الْقَوْمُ فَاقْتَتَلُوا وَ
رَفَدَتْ قُرَيْشٌ بَنِي بَكْرٍ بِالسِّلَاحِ وَقَاتَلَ مَعَهُمْ
مَنْ قَاتَلَ مِنْ قُرَيْشٍ بِاللَّيْلِ مُسْتَخْفِيًا حَتَّى
حَازُوا خُزَاعَةَ إِلَى الْحَرَمِ وَقَائِدُ بَنِي
بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ نَوْفَلُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَلَمَّا انْتَهَوْا
إِلَى الْحَرَمِ قَالَتْ بَنُو بَكْرٍ يَا نَوْفَلُ الْهُلْكَ
الْهُلْكَ إِنَّا قَدْ دَخَلْنَا الْحَرَمَ فَقَالَ كَلِمَةً

حضرت ایوب کی روایت میں یا کسی دوسری روایت میں اس کا اضافہ
بتایا ہے فرماتے ہیں خزاعہ دوپہر تک ان سے لڑتے رہے تو
اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی کیا تم ان لوگوں سے نہیں لڑتے
جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو
نکالنے کا ارادہ کیا (یہاں تک) اور وہ مومنوں کے سینے کو ٹھنڈک
عطا فرمائے فرماتے ہیں اس سے خزاعہ مراد ہیں اور ان کے دلوں سے
غصہ لے جائے اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔

حضرت ابن اسحق فرماتے ہیں ہم سے حضرت محمد بن مسلم بن شہاب
زہری وغیرہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
حدیبیہ کے سال قریش سے اس بات پر مصالحت کی کہ جو شخص رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ
اس میں داخل ہو تو خزاعہ اور بنو کعب کود پڑے اور ان کے ساتھ
کچھ دوسرے لوگ بھی کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان
میں داخل ہوتے ہیں جبکہ بنو بکر نے جلدی کرتے ہوئے کہا کہ ہم
قریش کے عہد و پیمان میں داخل ہوتے ہیں قریش ایک سال اور
کچھ اوپر اس وعدے پر قائم رہے پھر بنو بکر نے مکہ مکرمہ کی
نچلی جانب خزاعہ کا مال لوٹا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے
ان سے فرمایا اسی وقت (رات کو) ان پر حملہ کر دو چنانچہ
انہوں نے ان کے ایک آدمی کو مار ڈالا اور قوم آگے بڑھی
اور وہ باہم لڑنے لگے قریش نے بنو بکر کو ہتھیاروں سے
مدد دی اور چھپ کر ان کے ہمراہ لڑنے لگے حتی کہ وہ حرم کی
طرف خزاعہ سے آگے بڑھے اس دن بنو بکر کی قیادت نوفل بن
معاویہ کے ہاتھ میں تھی جب وہ حرم شریف تک پہنچے تو بنو بکر
نے کہا اے نوفل! ہلاکت ہے ہلاکت ہے بے شک ہم
حرم میں داخل ہو گئے تو انہوں نے ایک بڑی بات کہی کہ
آج اس کا کوئی معبود نہیں اے بنو بکر! تم اپنا بدلہ لو اور
خزاعہ نے اسلام سے پہلے تین آدمیوں کو قتل کر ڈالا تھا
اور وہ (لڑائی سے) الگ تھے (ان کے نام یہ تھے)
ذویب، کلثوم اور سلیمان بن اسود بن رزین یعمری۔ مجھے

عبيد ... له اليوم يا بني بكر أصيبوا ثأركم فقد كانت خزاعة أصابت قبل الإسلام منهم ثلاثة وهم متحرفون ذويبا وكلثوما وسليمان بن الأسود بن رزين بن يعمر فتلقى يا بني بكر إنكم تسرفون في الحرم أفلا تصيبون ثأركم فيه قال وقد كانوا أصابوا منهم رجلا ليلة بيتوهم بالوتير ومعه رجل من قومه يقال له منبه رجلا مفردا فخرج هو وتميم فقال منبه يا تميم انج بنفسك فأما أنا فوالله إني لميت قتلوني أو لم يقتلوني فانطلق تميم فأدركوا منبه فقتلوه وأفلت تميم فلما دخل مكة لجأ إلى دار بديل بن ورقاء ودار رافع مولى لهم وخرج عمرو بن سالم حين قدم على رسول الله صلى الله عليه وسلم فوقف ورسول الله صلى الله عليه وسلم جالس في المسجد فقال عمرو بن سالم

اپنی عمر کی قسم اے بنو بکر! تم حرم میں پہنچ گئے ہو تو کیا تم اس میں اپنا بدلہ نہیں لو گے۔ راوی فرماتے ہیں انہوں نے رات کے وقت ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا انہوں نے وتیر میں ان پر شب خون مارا، اس کے ساتھ اس کی قوم کا ایک آدمی تھا جس کو منبہ کہتے تھے وہ تنہا تھا وہ اور تمیم نکلے تو منبہ نے کہا اے تمیم! تم اپنی جان پر نرمی کرو اللہ کی قسم! میں تو مر چکا ہوں وہ مجھے قتل کریں یا نہ، تو تمیم چلا اس نے منبہ کو اس حالت میں پایا کہ اسے لوگوں نے قتل کر دیا تھا تمیم بچ کر نکل گیا جب کہ مکہ میں داخل ہوئے تو بدیل بن ورقاء اور ان کے غلام رافع سے جا ملے اور عمرو بن سالم نکل کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے وہ کھڑے ہو گئے جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے تو عمرو نے وہاں یہ اشعار پڑھے (ترجمہ)

لاهم إني ناشد محمدا
حلف أبينا وأبيه الأتلدا
والدا كنا وكنت ولدا
ثمة أسلمنا فلم ننزع يدا
فانصر رسول الله نصرا عتدا
وادع عباد الله يأتوا مددا
فيهم رسول الله قد تجردا
إن سيم خسفا وجهه تربدا
في فيلق كالبحر يأتي مزبدا
إن قريشا أخلفوك الموعدا

اے اللہ! میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے باپ اور ان کے دادا کا معاہدہ یاد دلاتا ہوں ہم باپ (کی جگہ تھے) اور یہ بچے تھے ہم نے وہاں صلح کی اور اس سے ہاتھ نہیں نکالا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قوی مدد فرمایا اور آپ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو پکاریں مدد کے لیے آئیں گے ان میں اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جنہوں نے تلوار نکالی ہے اگر ذلت در سوائی ہو تو ان کا چہرہ انور دوسری طرف ہو گا (یعنی آپ محفوظ ہوں گے) وہ بہت بڑے لشکر میں ہیں جو ایسے دریا کی طرح ہے جس سے جھاگ نکلتی ہے بے شک قریش نے آپ سے وعدہ خلافی کی ہے اور آپ کے ساتھ کیا ہوا مضبوط عہد توڑا ہے انہوں نے مقام کداء

وَنَقَضُوْا مِيْثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا
وَجَعَلُوْا لِيْ فِيْ كَدَاءٍ رُصَّدَا
وَزَعَمُوْا اَنْ لَسْتُ اَدْعُوْا اَحَدًا
وَهُمْ اَذَلُّ وَاَقَلُّ عَدَدًا
هُمْ بَيَّتُوْنَا بِالْوَتِيْرِ هُجَّدًا
وَقَتَلُوْنَا رُكَّعًا وَّسُجَّدًا

میں میرے گھات لگائی اور ان کا خیال تھا کہ میں کسی کو نہیں بلاؤں گا وہ نہایت کمزور اور کم تعداد والے ہیں انہوں نے رات پچھلے پہر مقام وتیر میں ہم پر حملہ کیا اور انہوں نے ہمیں رکوع و سجود کی حالت میں قتل کیا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتَ بَنِيْ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ خُزَاعَةَ حَتّٰى قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَخْبَرُوْهُ بِمَا اُصِيْبَ مِنْهُمْ وَقَدْ رَجَعُوْا وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّكُمْ بِاَبِيْ سُفْيَانَ قَدْ قَدِمَ لِيَزِيْدَ فِي الْعَهْدِ وَيَزِيْدَ فِي الْمُدَّةِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوًا مِّمَّا فِيْ حَدِيْثِ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ فِيْ طَلَبِ اَبِيْ سُفْيَانَ الْجَوَابَ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّمِنْ عُمَرَ وَمِنْ عَلِيٍّ وَّمِنْ فَاطِمَةَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَجَوَابَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ لَهٗ بِمَا اَجَابَهٗ بِذٰلِكَ عَلٰى مَا فِيْ حَدِيْثِ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ خَبَرَ اَبِيْ سُفْيَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَا اَمَانَ الْعَبَّاسِ اِيَّاهُ وَلَا اِسْلَامَهٗ وَلَا بَقِيَّةَ الْحَدِيْثِ۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنو کعب کو فتح ہوگی پھر بدیل بن ورقہ خزاعہ کے چند آدمیوں کے ہمراہ مدینہ طیبہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور جو کچھ ان پر بیتی اس کا ماجرا سنا کر واپس لوٹ گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گویا تم ابوسفیان سے مل گئے جو اس لیے آرہا ہے کہ معاہدے کو بڑھائے اور مدت میں اضافہ کرے پھر اس قسم کی حدیث بیان کی جو حضرت ایوب نے حضرت عکرمہ سے روایت کی کہ ابوسفیان نے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہم سے سوال کیا تھا اور ان حضرات نے جو جوابات دیئے جیسا کہ حضرت عکرمہ سے حضرت ایوب نے روایت کیا انہوں نے حضرت عباس کے ساتھ ابوسفیان کی گفتگو اور حضرت عباس کے ان کو امن دینے نیز ان کے اسلام لانے کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی حدیث کا باقی حصہ نقل کیا۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فِيْ هٰذَيْنِ الْحَدِيْثَيْنِ اَنَّ الصُّلْحَ الَّذِيْ كَانَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَهْلِ مَكَّةَ دَخَلَتْ خُزَاعَةُ فِيْ صُلْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحِلْفِ الَّذِيْ كَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهٗ وَدَخَلَتْ بَنُوْ بَكْرٍ فِيْ صُلْحِ قُرَيْشٍ لِلْحِلْفِ الَّذِيْ كَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهٗ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان دو حدیثوں میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل مکہ کے درمیان جو صلح ہوئی اس میں خزاعہ آپ کی صلح میں داخل ہو گئے اور اس کی وجہ وہ پرانا معاہدہ تھا جو آپ کے اور ان کے درمیان تھا اور بنو بکر اس معاہدے کی وجہ سے جو ان کے اور قریش کے درمیان تھا، قریش کے ساتھ شریک ہوئے تو ان میں سے ہر فریق کے حلیف کا حکم اس کی طرح ہو گیا

فصار حكم حلفاء كل فريق من رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن قريش في الصلح كحكم رسول الله صلى الله عليه وسلم وحكم قريش وكان بين حلفاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وبين حلفاء قريش من القتال ما كان فكان ذلك نقضا من حلفاء قريش للصلح الذي كانوا دخلوا فيه وخروجا منهم بذلك منه فصاروا بذلك حربا لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولأصحابه رضي الله عنهم ثم أمدت قريش حلفاءها هؤلاء بما قووا به على قتال خزاعة حتى قتل منهم من قتل وقد كان الصلح منعهم من ذلك فكان فيما فعلوا من ذلك نقضا للعهد وخروجا من الصلح فصارت قريش بذلك حربا لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولأصحابه.

یعنی حضور علیہ السلام کے حلیف کا حکم آپ کے حکم کی طرح اور قریش کے حلیف کا حکم ان کے حکم جیسا ہو گیا۔ پھر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیفوں اور قریش کے حلیفوں کے درمیان جنگ ہوئی تو یہ قریش کی طرف سے اس صلح کو توڑنا تھا جس میں وہ داخل ہو گئے تھے نیز اس معاہدے سے نکلنا تھا اس طرح وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے لڑنے والے قرار پائے پھر قریش نے اپنے حلیفوں کی مدد کرتے ہوئے انہیں خزاعہ کے ساتھ لڑائی پر برقرار رکھا حتیٰ کہ ان میں سے کچھ لوگ شہید ہو گئے حالانکہ صلح ان کو اس بات سے روکتی تھی تو اس سلسلے میں انہوں نے جو کچھ کیا وہ نقض عہد اور صلح سے نکلنا تھا تو اس طرح قریش نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام سے لڑائی کی۔

فقال الآخرون وكيف يكون بما ذكرتم كما وصفتم وقد رويتم أن أبا سفيان وفد على رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة بعد أن كان بين بني بكر وبين خزاعة من القتال ما كان وبعد أن كان من قريش لبني بكر من المعونة لهم ما كان فعلم رسول الله صلى الله عليه وسلم بموضعه فلم يصله ولم يعرض له فدل ذلك على أنه كان عنده في أمانه على حاله غير خارج منه مما كان من بني بكر في قتال خزاعة وما كان

دوسرے حضرات فرماتے ہیں جو کچھ تم نے ذکر کیا وہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ ابو سفیان، مدینہ طیبہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ حاضری بنو بکر اور خزاعہ کے درمیان لڑائی کے بعد ہوئی اور قریش اس سے پہلے بنو بکر کی مدد کر چکے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس (ابو سفیان) کی حالت کا علم تھا اس کے باوجود نہ تو آپ نے کوئی صلہ رحمی کی اور نہ ہی تعرض فرمایا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک وہ امان میں تھے بنو بکر اور خزاعہ کے درمیان لڑائی کی وجہ سے وہ اس امان سے خارج نہیں ہوئے اور قریش نے کھانے ہتھیاروں اور سواری کے ذریعے بنو بکر کی جو مدد کی اس سے بھی وہ صلح ختم نہیں

قُرَيْشٍ فِي مَعُونَةِ بَنِي بَكْرٍ بِمَا أَعَانُوهُمْ بِهِ مِنَ الطَّعَامِ وَالسِّلَاحِ وَالْقِتَالِ فَغَيَّرُوا فِي ذٰلِكَ بِصُلْحِهِمُ الَّذِي كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِ خُرُوجٍ لَهُ مِنْهُ۔

ہوئی جو ان کے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھی اور نہ ہی وہ اس سے خارج ہوئے۔

فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ لِلْآخَرِينَ أَنَّ تَرْكَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّعَرُّضَ لِأَبِي سُفْيَانَ لَمْ يَكُنْ لِأَنَّ الصُّلْحَ الَّذِي كَانَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَهْلِ مَكَّةَ قَائِمٌ وَلٰكِنَّهُ تَرَكَهُ لِأَنَّهُ كَانَ وَافِدًا إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ طَالِبًا صُلْحًا ثَانِيًا سِوَى الصُّلْحِ الْأَوَّلِ لِانْتِقَاضِ الصُّلْحِ الْأَوَّلِ فَلَمْ يَتَعَرَّضْ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلٍ وَلَا غَيْرِهِ لِأَنَّ مِنْ سُنَّةِ الرُّسُلِ أَنْ لَا يُقْتَلُوا۔

ان کے خلاف دوسرے حضرات کی دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوسفیان سے تعرض نہ کرنے کی وجہ یہ نہ تھی کہ آپ کے اور اہل مکہ کے درمیان صلح باقی تھی بلکہ آپ نے اسے اس لیے چھوڑا کہ وہ پہلی صلح کے علاوہ دوسری صلح کے لیے بطور وفد آپ کی خدمت میں آئے کیونکہ پہلی صلح ٹوٹ چکی تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل وغیرہ کے ذریعے تعرض نہیں فرمایا بلکہ دستور یہ ہے کہ قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاتا۔

١٢٠١۔ ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو وَائِلٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ مُعَيْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ خَرَجْتُ أَسْقِي فَرَسًا لِي بِالسَّحَرِ فَمَرَرْتُ عَلَى مَسْجِدٍ مِنْ مَسَاجِدِ بَنِي حَنِيفَةَ فَسَمِعْتُهُمْ يَشْهَدُونَ أَنَّ مُسَيْلِمَةَ رَسُولُ اللّٰهِ فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ فَذَكَرْتُ لَهُ أَمْرَهُمْ فَبَعَثَ الشُّرَطَ فَأَخَذُوهُمْ فَجِيءَ بِهِمْ إِلَيْهِ فَتَابُوا وَرَجَعُوا عَمَّا قَالُوا وَقَالُوا لَا نَعُودُ فَخَلَّى سَبِيلَهُمْ وَقَدَّمَ رَجُلًا مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ النَّوَّاحَةِ فَضَرَبَ عُنُقَهُ فَقَالَ النَّاسُ أَخَذْتَ قَوْمًا

پھر اس سلسلے میں آپ سے مروی ہے حضرت ابووائل فرماتے ہیں ہم سے ابن معیر سعدی نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں میں اپنے گھوڑے کو درخت کے ساتھ باندھنے کے لیے آگے بڑھا، تو میں بنو حنیفہ کی مساجد میں سے ایک مسجد کے پاس سے گزرا میں نے سنا کہ وہ گواہی دے رہے ہیں کہ مسیلمہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹا اور ان سے ان لوگوں کا معاملہ ذکر کیا انہوں نے کچھ سپاہیوں کو بھیجا انہوں نے ان کو پکڑا چنانچہ ان کو آپ کی خدمت میں لایا گیا انہوں نے توبہ کی اور اپنے قول سے رجوع کر لیا کہنے لگے ہم آئندہ ایسی بات نہیں کہیں گے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو چھوڑ دیا پھر ان میں سے ایک شخص آیا جسے عبداللہ بن نواحہ کہا جاتا تھا آپ نے اس کی گردن مار دی صحابہ کرام نے پوچھا آپ

فِیْ اَمْرٍ وَّاحِدٍ فَخَلَّیْتَ سَبِیْلَ بَعْضِهِمْ وَقَتَلْتَ بَعْضَهُمْ فَقَالَ کُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَجَآءَهُ ابْنُ النَّوَّاحَةِ وَرَجُلٌ مَعَهُ یُقَالُ لَهُ ابْنُ وَثَّالِ ابْنِ حَجَرٍ وَافِدَیْنِ مِنْ عِنْدِ مُسَیْلِمَةَ فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَتَشْهَدَانِ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَا اَتَشْهَدُ اَنْتَ اَنَّ مُسَیْلِمَةَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ لَوْ کُنْتُ قَاتِلًا وَفْدًا لَقَتَلْتُکُمَا فَلِذٰلِکَ قَتَلْتُ هٰذَا۔

۱۲۰۸- حَدَّثَنَا یُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُکَیْرِ بْنِ الْاَشَجِّ اَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا رَافِعٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ اَقْبَلَ بِکِتَابٍ مِنْ قُرَیْشٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُلْقِیَ فِیْ قَلْبِیَ الْاِسْلَامُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ وَاللّٰهِ لَا اَرْجِعُ اِلَیْهِمْ اَبَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنِّیْ لَا اَخِیْسُ بِالْعَهْدِ وَلَا اَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلٰکِنْ اِرْجِعْ فَاِنْ کَانَ فِیْ قَلْبِکَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِکَ الْاٰنَ فَارْجِعْ قَالَ فَرَجَعْتُ ثُمَّ اَقْبَلْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَسْلَمْتُ قَالَ بُکَیْرٌ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اَبَا رَافِعٍ کَانَ قِبْطِیًّا۔

۱۲۰۹- حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ قَالَ ثَنَا یُوْنُسُ بْنُ بُکَیْرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ

نے ایک قوم کو ایک بات میں پکڑا تو ان میں سے بعض کو چھوڑ دیا اور بعض کو قتل کر دیا آپ نے فرمایا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابن نواحہ اور اس کے ساتھ ایک دوسرا شخص آیا جسے وثال بن حجر کہا جاتا تھا یہ دونوں مسیلمہ کے نمائندے بن کر آئے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں انہوں نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اگر میں کسی قاصد کو قتل کرتا تو تم دونوں کو قتل کرتا (حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں) میں نے اس لیے انکو قتل کیا (کیونکہ یہ مسیلمہ کو رسول مان کر آئے حضور علیہ السلام کی ...)

حضرت حسن بن علی بن ابی رافع فرماتے ہیں حضرت ابورافع نے ان کو خبر دی کہ وہ قریش کا خط لیکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے فرماتے ہیں جب میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام ڈال دیا گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں ان کی طرف کبھی بھی واپس نہیں جاؤں گا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عہد شکنی نہیں کرتا اور نہ قاصدوں کو روکتا ہوں اس لیے تم واپس جاؤ اگر تمہارے دل میں وہ بات ہوئی جو اس وقت ہے تو دوبارہ آجانا (فرماتے ہیں) پھر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور اسلام قبول کیا حضرت بکیر فرماتے ہیں مجھے حضرت حسن نے خبر دی کہ حضرت ابورافع قبطی تھے۔

حضرت مسلمہ بن نعیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

ابن إسحاق قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ طَارِقٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُعَيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَاءَهُ رَسُوْلُ مُسَيْلِمَةَ بِكِتَابِهِ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَهُمَا وَأَنْتُمَا تَقُوْلَانِ بِمِثْلِ مَا يَقُوْلُ فَقَالَا نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا لَوْلَا أَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُمَا

پاس تھا جب آپ کے پاس مسیلمہ کا قاصد اس کا خط لے کر آیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں قاصدوں سے فرما رہے تھے کہ تم بھی وہی بات کہتے ہو جو وہ کہتا ہے انہوں نے کہا جی ہاں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر قاصدوں کو قتل نہ کرنے کا دستور نہ ہوتا تو میں تم دونوں کی گردن مار دیتا۔

وَالدَّلِيْلُ عَلَى خُرُوْجِ أَهْلِ مَكَّةَ

مِنَ الصُّلْحِ بِمَا كَانَ بَيْنَ بَنِي بَكْرٍ وَبَيْنَ خُزَاعَةَ وَبِهَا كَانَ مِنْ مَعُوْنَةِ قُرَيْشٍ لِبَنِي بَكْرٍ فِي ذٰلِكَ وَطَلَبِ أَبِي سُفْيَانَ تَجْدِيْدَ الْحِلْفِ وَتَوْكِيْدَ الصُّلْحِ عِنْدَ سُؤَالِ أَهْلِ مَكَّةَ إِيَّاهُ ذٰلِكَ وَلَوْ كَانَ الصُّلْحُ لَمْ يَنْتَقِضْ إِذًا لَمَا كَانَ بِهِمْ إِلَى ذٰلِكَ حَاجَةٌ وَلَمَّا كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سَأَلَهُمْ أَبُوْ سُفْيَانَ مَا سَأَلَهُمْ مِنْ ذٰلِكَ يَقُوْلُوْنَ مَا حَاجَتُكَ وَحَاجَةُ أَهْلِ مَكَّةَ وَذٰلِكَ أَنَّهُمْ جَمِيْعًا فِي صُلْحٍ وَفِي أَمَانٍ لَا يَحْتَاجُوْنَ مَعَهُمَا إِلَى غَيْرِهِمَا

اس بات کی دلیل کہ بنو بکر اور خزاعہ کے درمیان لڑائی ہونے اور قریش کے ان کی مدد کرنے کی وجہ سے اہل مکہ سے صلح ختم ہو گئی، ابوسفیان کا معاہدے کی تجدید کرنا اور صلح کی تاکید طلب کرنا ہے جب اہل مکہ نے ان سے یہ مطالبہ کیا اگر صلح ختم نہ ہو جاتی تو انہیں اس بات کی حاجت نہ تھی اور جب ابوسفیان نے حضرت ابوبکر صدیق حضرت فاروق اعظم حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہم سے سوال کیا تو وہ پوچھتے کہ تمہیں اور اہل مکہ کو اس کی کیا حاجت ہے وہ تمام لوگ صلح اور امان میں ہیں اب ان کو کسی دوسری صلح یا معاہدے ہم کی ضرورت نہیں ہے۔

ثُمَّ هٰذَا عَمْرُو بْنُ سَالِمٍ وَاحِدُ خُزَاعَةَ يُنَاشِدُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَدْ ذَكَرْنَا مِنْ مُنَاشَدَتِهِ إِيَّاهُ فِي حَدِيْثِ عِكْرِمَةَ وَالزُّهْرِيِّ وَسُؤَالِهِ النَّصْرَ وَيَقُوْلُ فِيْمَا يُنَاشِدُهُ مِنْ ذٰلِكَ

پھر یہ عمرو بن سالم ہیں جو خزاعہ قبیلہ کے ایک فرد ہیں وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ (اشعار یعنی) معاہدہ سناتے ہیں جس کا ہم نے حضرت عکرمہ اور حضرت زہری کی روایات میں ذکر کیا ہے وہ اس میں آپ سے مدد طلب کرتے ہیں اور ان اشعار کے ضمن میں وہ کہتے ہیں۔

إِنَّ قُرَيْشًا أَخْلَفُوْكَ الْمَوْعِدَا
وَنَقَضُوْا مِيْثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا

بے شک قریش نے آپ سے کیے ہوئے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے اور آپ کے ساتھ کیا ہوا پکا معاہدہ توڑا ہے رسول

وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ثُمَّ كَشَفَ لَهُ عَمْرُو بْنُ سَالِمٍ الْمَعْنَى الَّذِي بِهِ كَانَ نَقْضُ قُرَيْشٍ مَا كَانُوا عَاهَدُوهُ عَلَيْهِ وَمَا نَقَضُوهُ بِأَنْ قَالَ

وَهُمْ أَتَوْنَا بِالْوَتِيرِ هُجَّدًا
فَقَتَّلُونَا رُكَّعًا وَسُجَّدًا

وَلَمْ يَذْكُرْ فِي ذٰلِكَ أَحَدًا غَيْرَ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي نُفَاثَةَ وَلَا مِنْ غَيْرِهِمْ ثُمَّ أَنْشَدَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ فِي الشِّعْرِ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِ عِكْرِمَةَ الْمَعْنَى الَّذِي ذَكَرَهُ عَمْرُو بْنُ سَالِمٍ فِي الشِّعْرِ الَّذِي نَاشَدَ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فَفِي ذٰلِكَ دَلِيلٌ أَنَّ رِجَالَ بَنِي كَعْبٍ أَصَابَهُمْ مَا أَصَابَهُمْ مِنْ نَقْضِ قُرَيْشٍ الَّذِي بِهِ خَرَجُوا مِنْ عَهْدِهِمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ أَلَا تَرَاهُ يَقُولُ

أَتَانِي وَلَمْ أَشْهَدْ بِبَطْحَاءِ مَكَّةَ
رِجَالُ بَنِي كَعْبٍ تُحَزُّ رِقَابُهَا

ثُمَّ ذَكَرَ مَا بَيَّنَّاهُ مِمَّنْ كَانَ سَبَبًا مِنْ ذٰلِكَ قُرَيْشٌ وَرِجَالُهَا فَقَالَ

فَيَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ تَنَالَنَّ نُصْرَتِي
سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو حَرُّهَا وَعِقَابُهَا

وَسُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهُوَ كَانَ أَحَدَ مَنْ عَاقَدَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّلْحَ.

فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا افْتَتَحَهَا لَمْ يَقْسِمْ مَالًا وَلَمْ يَسْتَعْبِدْ أَحَدًا وَلَمْ يَغْنَمْ أَرْضًا فَكَيْفَ يَسْتَعْبِدُ مَنْ قَدْ

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس بات کا انکار نہیں فرمایا پھر عمرو بن سالم نے اس بات کو واضح کیا جس کے سبب قریش کا معاہدہ ٹوٹ گیا وہ فرماتے ہیں

"وہ اندھیرے منہ مقام وتیر میں ہم پر حملہ آور ہوئے اور انہوں نے ہمیں رکوع اور سجدے کی حالت میں قتل کیا"

انہوں نے اس سلسلے میں قریش کے علاوہ نفاثہ وغیرہ کا ذکر نہیں کیا پھر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے اس شعر میں اس کا ذکر کیا جسے ہم نے ان سے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں نقل کیا اس کا مفہوم وہی ہے جو حضرت عمرو بن سالم نے اس شعر میں ذکر کیا جسے انہوں نے حضور علیہ السلام کے سامنے پڑھا۔

اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ بنو کعب کے لوگوں کو جو اذیت پہنچی وہ قریش کی اس عہد شکنی کی وجہ سے پہنچی جو انہوں نے مکہ مکرمہ کی وادی میں کی کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ (حضرت عمرو بن سالم) فرماتے ہیں

"بنو کعب کے کچھ لوگ جن کی گردنیں کاٹی گئیں، وادی مکہ میں میرے پاس آئے اور میں وہاں موجود نہیں تھا۔"

پھر انہوں نے قیدیوں کا حال بیان کیا جسے ہم نے ذکر کیا ان میں قریش اور ان کے کچھ لوگ تھے وہ کہتے ہیں۔

"ہائے افسوس! مجھے معلوم ہوتا کہ میری مدد کا جوش اور بدلہ لینے کا جذبہ سہیل بن عمرو کو پالے گا۔"

اور یہ سہیل بن عمرو ان لوگوں میں سے ایک ہے جن سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کیا تھا۔

اور وہ جو اس نے تم سے ذکر کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ کو فتح کیا تو مال تقسیم نہیں فرمایا نہ کسی کو غلام بنایا اور نہ زمین کو غنیمت قرار دیا تو آپ ان لوگوں کو کیسے غلام بناتے جن پر ان کے خون اور مال کے

فِي دَمِهِ وَمَالِهِ.

فَأَمَّا أَرْضُ مَكَّةَ فَإِنَّ النَّاسَ قَدِ اخْتَلَفُوا فِي تَرْكِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا، فَمِنْهُمْ مَنْ يَذْهَبُ إِلَى أَنَّهُ تَرَكَهَا مِنَّةً عَلَيْهِمْ كَمَا مَنَّ عَلَيْهِمْ فِي دِمَائِهِمْ وَفِي سَائِرِ أَمْوَالِهِمْ.

وَمِمَّنْ ذَهَبَ إِلَى ذَلِكَ أَبُو يُوسُفَ فَذَهَبَ إِلَى أَنَّ أَرْضَ مَكَّةَ تَجْرِي عَلَيْهَا الْأَمْلَاكُ كَمَا تَجْرِي عَلَى سَائِرِ بُلْدَانِ الْمُسْلِمِينَ.

وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَمْ تَكُنْ أَرْضُ مَكَّةَ مِمَّا وَقَعَتْ عَلَيْهِ الْغَنَائِمُ لِأَنَّ أَرْضَ مَكَّةَ لَا تَجْرِي عَلَيْهَا الْأَمْلَاكُ.

وَمِمَّنْ ذَهَبَ إِلَى ذَلِكَ أَبُو حَنِيفَةَ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ رَحِمَهُمَا.

وَقَدْ ذَكَرْنَا فِي هَذَا الْبَابِ الْآثَارَ الَّتِي رَوَاهَا كُلُّ فَرِيقٍ مِمَّنْ ذَهَبَ إِلَى مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُمَا اللهُ فِي كِتَابِ الْبُيُوعِ مِنْ شَرْحِ مَعَانِي الْآثَارِ الْمُخْتَلِفَةِ الْمَرْوِيَّةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَحْكَامِ فَأَغْنَانَا ذَلِكَ عَنْ إِعَادَتِهِ هَهُنَا.

ثُمَّ رَجَعَ الْكَلَامُ إِلَى مَا يُثْبِتُ أَنَّ مَكَّةَ فُتِحَتْ عَنْوَةً.

فَإِنْ قُلْتُمْ إِنَّ حَدِيثَيِ الزُّهْرِيِّ وَعِكْرِمَةَ اللَّذَيْنِ ذَكَرْنَا مُنْقَطِعَانِ.

قِيلَ لَكُمْ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ يَدُلُّ عَلَى مَا ذَكَرْنَا.

سلسلے میں احسان فرما چکے تھے۔

جہاں تک سرزمین کا تعلق ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے تعرض نہ فرمانے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے بعض حضرات اس طرف گئے ہیں کہ آپ نے اسے غلبہ کے طور پر فتح کیا تو وہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ان لوگوں پر احسان فرماتے ہوئے اسے اسی طرح چھوڑ دیا جیسا کہ ان کی جانوں اور اموال کے سلسلے میں احسان فرمایا۔

اس موقف والوں میں حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ بھی شامل ہیں کیونکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی زمین میں ملکیت جاری ہوگی جس طرح باقی تمام زمینوں میں جاری ہوتی ہے۔

اور بعض دوسرے حضرات نے فرمایا کہ سرزمین مکہ ان زمینوں میں سے نہیں جس پر غنیمتوں کا اجراء ہو کیونکہ ان کے نزدیک مکہ مکرمہ کی زمین کا کوئی مالک نہیں بن سکتا۔

اس مذہب والوں میں حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت سفیان ثوری رحمہما اللہ بھی شامل ہیں۔

ہم نے اس سلسلے میں حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ دونوں کے مذہب پر ان کی روایات کردہ روایات کو کتاب البیوع میں نقل کیا احکام کے سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی مختلف روایات کے معانی کو واضح کیا ہے یہاں اس کے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر کلام اس بات کو ثابت کرنے کی طرف لوٹ گیا کہ مکہ مکرمہ بطور غلبہ فتح ہوا۔

اگر تم یہ کہو کہ حضرت زہری اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما کی جو روایات ہم نے ذکر کی ہیں وہ منقطع ہیں۔

تو تمہیں (جواباً) کہا جائے گا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس بات پر دلالت کرنے والی روایت مروی ہے۔

۱۲۱۱ - حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ بَهْلُولٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضَى لِسَفَرِهِ وَخَرَجَ لِعَشْرٍ مَضَيْنَ مِنْ رَمَضَانَ فَصَامَ وَصَامَ النَّاسُ مَعَهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالْكَدِيدِ أَفْطَرَ ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَزَلَ مَرَّ الظَّهْرَانِ فِي عَشْرَةِ آلَافٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَسَبَعَتْ سُلَيْمٌ وَمُزَيْنَةُ فَلَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنَ الظَّهْرَانِ وَقَدْ عُمِّيَتِ الْأَخْبَارُ عَلَى قُرَيْشٍ فَلَا يَأْتِيهِمْ خَبَرٌ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَدْرُونَ مَا هُوَ فَاعِلٌ وَخَرَجَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَحَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ وَبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ يَنْظُرُونَ هَلْ يَجِدُونَ خَبَرًا أَوْ يَسْمَعُونَهُ فَلَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ الظَّهْرَانِ قَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ وَاصَبَاحَ قُرَيْشٍ لَئِنْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ عَنْوَةً قَبْلَ أَنْ يَأْتُوهُ فَيَسْتَأْمِنُوهُ إِنَّهُ لَهَلَاكُ قُرَيْشٍ إِلَى آخِرِ الدَّهْرِ قَالَ فَجَلَسْتُ عَلَى بَغْلَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْضَاءِ فَخَرَجْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى دَخَلْتُ الْأَرَاكَ فَلَقِيتُ بَعْضَ الْحَطَّابَةِ أَوْ صَاحِبَ لَبَنٍ أَوْ ذَا حَاجَةٍ يَأْتِيهِمْ يُخْبِرُهُمْ بِمَكَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجُوا إِلَيْهِ قَالَ فَإِنِّي

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی گیارہ تاریخ کو سفر پر تشریف لے گئے صحابہ کرام نے آپ کے ساتھ روزہ رکھا حتی کہ جب مقام کدید پر تشریف لائے تو روزہ افطار کیا پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے یہاں تک کہ دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مرالظہران (مقام) پر پہنچے تو قبیلہ سلیم اور قبیلہ مزینہ نے سنا جب آپ مرالظہران پر اترے اور قریش پر آپ کی خبریں بند ہو چکی تھیں لہذا ان کو آپ کے آنے کی اطلاع نہ ہو سکی اور نہ انہیں معلوم تھا کہ آپ کیا کرنے والے ہیں اس رات ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء یہ دیکھنے نکلے کہ انہیں آپ کی کوئی خبر ملے یا آپ کے بارے میں وہ کچھ سنیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرالظہران میں اترے تو حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا قریش کے لیے بری صبح ہے اگر وہ آکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے امن طلب نہ کریں اور آپ مکہ مکرمہ میں بطور غلبہ داخل ہوئے تو قریش کے لیے عمر بھر کی ہلاکت ہے فرماتے ہیں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید خچر پر بیٹھا حتی کہ پیلو کے درختوں (کے جھنڈ) میں داخل ہوا تاکہ لکڑیاں جمع کرنے والوں، دودھ والوں اور کام کرنے والوں سے مل کر انہیں بتاؤں کہ وہ قریش کو جا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں آنے کی خبر دیں اور بتائیں کہ وہ آپ کے پاس آئیں فرماتے ہیں میں اپنے مقصد کی تلاش میں تھا کہ اچانک ابوسفیان اور بدیل کی گفتگو سنی وہ واپس لوٹ رہے تھے ابوسفیان کہہ رہے تھے آج رات کی طرح میں نے آگ نہیں دیکھی اور نہ ایسا لشکر دیکھا بدیل نے کہا اللہ کی قسم! یہ خزاعہ ہیں جو لڑائی کے لیے جمع ہوئے ہیں ابوسفیان نے کہا خزاعہ اللہ کی قسم وہ تو نہایت کمزور ہیں ان کی ایسی آگ کہاں

عَلَيْهِ وَالشَّمْسُ مَا خَرَجَتْ لَهُ إِذَا
سَمِعْتُ كَلَامَ أَبِي سُفْيَانَ وَبُدَيْلٍ وَهُمَا
يَتَرَاجَعَانِ وَأَبُو سُفْيَانَ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ
كَاللَّيْلَةِ نِيرَانًا قَطُّ وَلَا عَسْكَرًا قَالَ بُدَيْلٌ
هَذِهِ وَاللَّهِ خُزَاعَةُ حَمَشَتْهَا الْحَرْبُ فَقَالَ
أَبُو سُفْيَانَ خُزَاعَةُ وَاللَّهِ أَذَلُّ مِنْ أَنْ يَكُونَ
هَذِهِ نِيرَانُهُمْ فَعَرَفْتُ صَوْتَ أَبِي سُفْيَانَ
فَقُلْتُ يَا أَبَا حَنْظَلَةَ فَقَالَ أَعَرَفْتَ صَوْتِي فَقَالَ
أَبُو الْفَضْلِ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا لَكَ فِدَاكَ
أَبِي وَأُمِّي قَالَ قُلْتُ وَيْلَكَ هَذَا وَاللَّهِ رَسُولُ
اللَّهِ فِي النَّاسِ وَاصَبَاحَ قُرَيْشٍ وَاللَّهِ لَئِنْ
دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ
عَنْوَةً قَبْلَ أَنْ يَأْتُوهُ فَيَسْتَأْمِنُوهُ إِنَّهُ
لَهَلَاكُ قُرَيْشٍ إِلَى آخِرِ الدَّهْرِ قَالَ فَمَا
الْحِيلَةُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي قَالَ قُلْتُ وَاللَّهِ
إِلَّا أَنْ تَرْكَبَ فِي عَجُزِ هَذِهِ الدَّابَّةِ فَنَأْتِيَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَإِنَّهُ وَاللَّهِ لَئِنْ ظَفِرَ بِكَ لَيَضْرِبَنَّ
عُنُقَكَ قَالَ فَرَكِبَ فِي عَجُزِ الْبَغْلَةِ وَرَجَعَ
صَاحِبَاهُ قَالَ فَكُلَّمَا مَرَرْتُ بِنَارٍ مِنْ
نِيرَانِ الْمُسْلِمِينَ قَالُوا مَنْ هَذَا فَإِذَا
رَأَوْا قَالُوا عَمُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ حَتَّى مَرَرْتُ بِنَارِ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ هَذَا وَقَامَ
إِلَيَّ فَلَمَّا رَآهُ عَلَى عَجُزِ الدَّابَّةِ عَرَفَهُ وَقَالَ
أَبُو سُفْيَانَ عَدُوُّ اللَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
أَمْكَنَ مِنْكَ ثُمَّ خَرَجَ يَشْتَدُّ نَحْوَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكَضْتُ الْبَغْلَةَ
فَسَبَقْتُهُ كَمَا تَسْبِقُ الدَّابَّةُ الْبَطِيئَةُ الرَّجُلَ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ابوسفیان
کی آواز پہچان لی میں نے کہا اے ابوحنظلہ! انہوں نے بھی
میری آواز پہچان لی اور کہا ابوالفضل ہو؟ فرماتے ہیں میں نے
کہا ہاں میں ہی ہوں۔ انہوں نے کہا آپ کو کیا ہوا میرے
ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ فرماتے ہیں میں نے کہا تمہارے
لیے ہلاکت ہے اللہ کی قسم! یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپ کے صحابہ کرام ہیں قریش کی صبح پر افسوس، اللہ کی
قسم! اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غلبہ پاتے
ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور اس سے پہلے ان لوگوں
نے آکر آپ سے امان نہ مانگی تو قریش کے لیے دائمی
ہلاکت ہے انہوں نے کہا تو اس کی تدبیر کیا ہے میرے ماں
باپ آپ پر قربان ہوں۔ فرماتے ہیں میں نے کہا اللہ کی قسم
کوئی تدبیر نہیں البتہ یہ کہ تم میری سواری پر پیچھے بیٹھ جاؤ
اور میں تمہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے
جاؤں اللہ کی قسم! اگر حضور نے تم پر قابو پا لیا تو تمہاری
گردن مار دیں گے فرماتے ہیں وہ خچر کی پیٹھ پر سوار ہو
گئے اور ان کے دونوں ساتھی واپس لوٹ گئے حضرت
عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں مسلمانوں کی کسی آگ
(یعنی ڈیرے) کے پاس سے گزرتا تو وہ پوچھتے یہ کون ہے
جب دیکھتے تو کہتے یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں
جو آپ کی خچر پر سوار ہیں حتی کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ
عنہ کی آگ (پڑاؤ) سے گزرا تو انہوں نے فرمایا یہ کون
ہے؟ اور (پھر) میری طرف اٹھے جب ابوسفیان کو سواری
پر میرے پیچھے دیکھا تو اسے پہچان لیا اور فرمایا ابوسفیان؟
اللہ کا دشمن اللہ تعالیٰ کے لیے حمد ہے جس نے اسے
میرے قابو میں دیا اور تیزی سے سرکار دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف نکل گئے میں نے بھی خچر کو ایڑ لگائی (تیز
دوڑایا) پھر میں خچر سے بعجلت اترا اور بارگاہ نبوی میں حاضر
ہو گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور

البغلة ثم اقتحمت عن البغلة ودخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وجاء عمر رضي الله عنه فدخل فقال يا رسول الله هذا أبو سفيان قد أمكن الله منه بلا عقد ولا عهد فدعني فأضرب عنقه قال قلت يا رسول الله إني قد أجرته قال ثم جلست إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخذت برأسه فقلت والله لا يناجيه رجل دوني قال فلما أكثر عمر رضي الله عنه في شأنه فقلت مهلا يا عمر والله لو كان رجلا من بني عدي بن كعب ما قلت هذا ولكن قد عرفت أنه رجل من بني عبد مناف قال فقال مهلا يا عباس لإسلامك يوم أسلمت كان أحب إلي من إسلام الخطاب وما لي إلا أني قد عرفت أن إسلامك كان أحب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من إسلام الخطاب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذهب به إلى رحلك فإذا أصبحت فأتنا به قال فلما أصبحت غدوت به إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما رآه قال ويحك يا أبا سفيان ألم يأن لك أن تشهد أن لا إله إلا الله فقال بأبي أنت وأمي فما أحلمك وأكرمك وأوصلك أما والله لقد كاد يقع في نفسي أن لو كان مع الله غيره لقد أغنى شيئا بعد وقال ويلك يا أبا سفيان ألم يأن لك أن تشهد أني رسول الله فقال بأبي أنت وأمي ما أحلمك وأكرمك

داخل ہوئے عرض کیا یارسول اللہ! یہ ابوسفیان ہے اللہ تعالیٰ نے کسی عہد و ذمہ کے بغیر اس پر قابو دیا ہے مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دیجئے (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے اسے پناہ دی ہے فرماتے ہیں پھر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھ گیا اور آپ کے سر کو پکڑ کر کہا اللہ کی قسم! آپ سے میرے سوا کوئی خفیہ مشورہ نہیں کرے گا فرماتے ہیں جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے بارے میں زیادہ بولنے لگے تو میں نے کہا اے عمر! ٹھہر جائیے اگر بنو عدی بن کعب میں سے کوئی شخص ہوتا تو آپ یہ بات نہ کہتے لیکن آپ جانتے ہیں کہ یہ بنو عبد مناف میں سے ایک شخص ہیں انہوں نے فرمایا اے عباس! ٹھہر جائیے اللہ کی قسم! جس دن آپ اسلام لائے تو آپ کا اسلام لانا مجھے (اپنے باپ) خطاب کے ایمان لانے سے زیادہ پسند تھا (یعنی اگر وہ اسلام لاتے تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی خوشی آپ کے اسلام لانے پر ہوئی) اور یہ اس لیے کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کا اسلام لانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسند ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو اپنے مسکن میں لے جائیں صبح ہو جائے تو میرے پاس لے آنا ازاں بعد صبح ہوئی تو میں اسکو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دیکھا تو فرمایا اے ابوسفیان! تجھ پر افسوس ہے کیا تمہارے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا جس میں تم گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر بردبار، کریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں اللہ کی قسم! میرے دل میں یہ بات آرہی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہوتا تو ابھی تک کچھ فائدہ تو دیتا۔ آپ نے فرمایا اے ابوسفیان تجھ پر افسوس ہے کیا تمہارے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ تم گواہی دو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حلیم، کریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں اللہ کی قسم

اَمَا وَاللّٰهِ هٰذِهٖ فَاِنَّ فِي النَّفْسِ مِنْهَا
حَتَّى الْاٰنَ شَيْئًا قَالَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
فَقُلْتُ وَيْلَكَ اَسْلِمْ وَاشْهَدْ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ
تُضْرَبَ عُنُقُكَ قَالَ فَشَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ
فَاَسْلَمَ قَالَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُّحِبُّ
هٰذَا الْفَخْرَ فَاجْعَلْ لَهٗ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ فَمَنْ
دَخَلَ دَارَ اَبِيْ سُفْيَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ
اَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهٗ فَهُوَ اٰمِنٌ فَلَمَّا ذَهَبَ
لِيَنْصَرِفَ قَالَ يَا عَبَّاسُ اِحْبِسْهُ بِمَضِيْقِ
الْوَادِيْ عِنْدَ خَطْمِ الْجَبَلِ حَتّٰى يَمُرَّ بِهٖ
جُنُوْدُ اللّٰهِ فَيَرَاهَا قَالَ فَحَبَسْتُهٗ حَيْثُ
اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ وَمَرَّتْ بِهِ الْقَبَائِلُ عَلٰى رَايَاتِهَا
فَكُلَّمَا مَرَّتْ بِهٖ قَبِيْلَةٌ قَالَ مَنْ هٰذِهٖ قُلْتُ
بَنُوْ سُلَيْمٍ قَالَ يَقُوْلُ مَالِيْ وَلِبَنِيْ سُلَيْمٍ ثُمَّ
تَمُرُّ بِهٖ قَبِيْلَةٌ فَيَقُوْلُ مَنْ هٰذِهٖ فَاَقُوْلُ
مُزَيْنَةُ فَقَالَ مَالِيْ وَلِمُزَيْنَةَ حَتّٰى نَفَدَتِ
الْقَبَائِلُ لَا تَمُرُّ بِهٖ قَبِيْلَةٌ اِلَّا سَاَلَنِيْ
عَنْهَا فَاُخْبِرُهٗ اِلَّا قَالَ مَالِيْ وَلِبَنِيْ فُلَانٍ
حَتّٰى مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الْخَضْرَاءِ كَتِيْبَةٍ فِيْهَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَ
الْاَنْصَارُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَا يُرٰى مِنْهُمْ اِلَّا
الْحَدَقُ فِي الْحَدِيْدِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَنْ
هٰؤُلَاءِ يَا عَبَّاسُ قُلْتُ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُهَاجِرِيْنَ وَ
الْاَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَقَالَ مَا لِاَحَدٍ
بِهٰؤُلَاءِ قِبَلٌ وَاللّٰهِ يَا اَبَا الْفَضْلِ لَقَدْ

یہی ایک بات ہے جس کے بارے میں ابھی تک میرے دل میں کھٹکا رہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا تمہارے لیے ہلاکت ہو اس سے پہلے کہ آپ تمہیں قتل کر دیں اسلام لاؤ اور گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں فرماتے ہیں چنانچہ انہوں نے سچی گواہی دی اور اسلام لائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان اس فخر کو پسند کرتے ہیں انہیں کوئی اعزاز عطا فرمائیں آپ نے فرمایا ہاں جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اسے امن حاصل ہوگا جو اپنا دروازہ بند کر دے گا (مزاحمت نہیں کرے گا) اسے بھی امن ملے گا جب میں واپس لوٹنے لگا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس! انہیں وادی کی کسی تنگ جگہ میں لشکر کی گزرگاہ پر کھڑا کریں یہاں تک کہ وہاں سے اللہ تعالیٰ کے لشکر گزریں اور یہ ان کو دیکھیں فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ کا مجھے حکم دیا تھا میں نے ان کو وہاں کھڑا کیا فرماتے ہیں وہاں سے مختلف قبائل اپنے جھنڈوں کے ساتھ گزرتے جب ان کے پاس سے ایک قبیلہ گزرا تو پوچھا یہ کونسا قبیلہ ہے؟ میں نے کہا قبیلہ بنو سلیم فرماتے ہیں حضرت ابوسفیان نے کہا مجھے بنو سلیم سے کیا کام، پھر ایک اور قبیلہ گزرا تو پوچھنے لگے یہ کون سا قبیلہ ہے؟ میں نے کہا مزنیہ قبیلہ ہے تو کہا میرا مزنیہ قبیلہ سے کیا واسطہ حتی کہ قبیلے گزر گئے جو قبیلہ بھی گزرتا وہ مجھ سے اس کے بارے میں پوچھتے اور میں ان کو اس کے بارے میں بتاتا اور وہ کہتے مجھے اس فلاں قبیلے سے کیا غرض ہے حتی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سبز پوش لشکر میں گزرے ان میں مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم دونوں تھے ان میں سے ہر ایک لوہے میں حرکت کرنے والا دکھائی دیتا ابوسفیان نے کہا سبحان اللہ! اے عباس یہ کون ہیں میں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کے ساتھ مہاجرین و انصار ہیں انہوں نے کہا

أصبح ملك ابن أخيك العداة قال قلت ويلك يا أبا سفيان إنها النبوة قال فنعم قال قلت التجاء إلى قومك احذرهم حتى إذا جاءهم صرخ بأعلى صوته يا معشر قريش هذا محمد قد جاءكم فيما لا قبل لكم به فمن دخل دار أبي سفيان فهو آمن فقامت إليه هند بنت عتبة بن ربيعة فأخذت شاربه فقالت اقتلوا الحميت الدسم بئس طليعة قوم قال ويلكم لا تغرنكم هذه من أنفسكم فإنه قد جاء ما لا قبل لكم به من دخل دار أبي سفيان فهو آمن قالوا قاتلك الله وما يغني عنا دارك قال ومن أغلق عليه بابه فهو آمن.

فهذا حديث متصل الإسناد صحيح ما فيه معنى يدل على فتح مكة عنوة وينفي أن تكون صلحا ويثبت أن الهدنة التي كانت تعقدت بين رسول الله صلى الله عليه وسلم وبين قريش قد كانت انقطعت وذهبت قبل ورود رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة.

ألا يرى إلى قول العباس رضي الله عنه واصباح قريش والله لئن دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة عنوة قبل أن يأتوه فيستأمنوه إنه لهلاك قريش إلى آخر الدهر.

أفترى العباس على فضل رأيه وعقله يتوهم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم يتعرض قريشا وهم منه في

اللہ کی قسم! کسی کو ان کے ساتھ مقابلے کی طاقت نہیں ہے اے ابو الفضل اللہ کی قسم تمہارا بھتیجا تو دشمنوں پر حکمران بن گیا فرماتے ہیں میں نے کہا تمہارے لیے ہلاکت ہو اے ابوسفیان! یہ نبوت ہے (بادشاہی نہیں) ابوسفیان نے کہا "ہاں" فرماتے ہیں میں نے کہا اپنی قوم کے پاس جاؤ یہاں تک کہ جب وہ ان کے پاس گئے تو بلند آواز سے پکارا اے قریش کے گروہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لشکر کے ہمراہ تشریف لائے ہیں کہ تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے پس جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اسے امن حاصل ہوگا چنانچہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کھڑی ہوئی اور مونچھوں کو پکڑ کر کھینچنے لگی کیا سخت چربی والے (بدکار) قتل ہو گئے یہ تو برا لشکر ہے ابوسفیان نے کہا تمہارے لیے ہلاکت ہو تم اس دھوکے میں نہ رہنا تمہارے پاس وہ لشکر آیا ہے جس کے مقابلے کی کسی کو طاقت نہیں جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اسے امن ہے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کرے تیرے گھر سے کس قدر فائدہ حاصل ہوگا آپ نے فرمایا جو آدمی اپنا دروازہ بند کر دے گا وہ بھی محفوظ و مامون ہوگا۔

تو اس حدیث کی سند متصل ہے صحیح ہے اس میں وہ معنی پایا جاتا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مکہ مکرمہ بطور غلبہ فتح ہوا اور صلح کے ساتھ فتح کی نفی ہے اور یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان جو صلح تھی وہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے ختم ہو گئی تھی۔

کیا وہ شخص حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول کی طرف نہیں دیکھتا کہ قریش کی صبح پر افسوس اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زبردستی مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے اس سے پہلے کہ وہ آکر امن طلب کریں، تو قریش کے لیے دائمی ہلاکت ہے۔

تو تمہارا کیا خیال ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی بہترین رائے اور عقل کے باوجود یہ خیال کرتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود امان اور صلح کے قریش سے تعرض فرمائیں

وَصُلْحٍ وَهُدْنَةٍ هٰذَا مِنَ الْمُحَالِ الَّذِيْ
لَا يَكُوْنُ وَلَا يَنْبَغِيْ لِذِيْ لُبٍّ أَوْ لِذِيْ عَقْلٍ
وَدِيْنٍ أَنْ يَتَوَهَّمَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ثُمَّ هٰذَا
الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدْ خَاطَبَ أَبَا سُفْيَانَ
بِهٖ فَقَالَ وَاللهِ لَئِنْ ظَفِرَ بِكَ رَسُوْلُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقْتُلَنَّكَ وَاللهِ إِنَّهُ
لَهَلَاكُ قُرَيْشٍ إِنْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ عَنْوَةً فَلَا يَرُدُّ ثُمَّ أَبُوْ
سُفْيَانَ قَوْلَهُ وَلَا يَقُوْلُ لَهُ وَمَا خَوْفُ
قُرَيْشٍ مِنْ دُخُوْلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَنَحْنُ فِيْ أَمَانٍ مِنْهُ إِنَّمَا يَقْصِدُ
بِدُخُوْلِهِ أَنْ يَنْتَصِفَ خُزَاعَةَ مِنْ بَنِيْ نُفَاثَةَ
دُوْنَ قُرَيْشٍ وَسَائِرِ أَهْلِ مَكَّةَ وَلَمْ يَقُلْ
لَهُ أَبُوْ سُفْيَانَ وَلِمَ يَضْرِبُ عُنُقِيْ إِذْ قَالَ
لَهُ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاللهِ لَإِنْ
ظَفِرَ بِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَيَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ وَأَنَا فِيْ أَمَانٍ مِنْهُ۔

۲۱۲- ثُمَّ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ
اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَمَّا رَأٰى أَبَا سُفْيَانَ يَا رَسُوْلَ اللهِ
هٰذَا أَبُوْ سُفْيَانَ قَدْ أَمْكَنَ اللهُ مِنْهُ بِلَا
عَهْدٍ وَلَا عَقْدٍ فَدَعْنِيْ أَضْرِبْ عُنُقَهُ وَلَمْ
يُنْكِرْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ
عَلَيْهِ إِذْ كَانَ أَبُوْ سُفْيَانَ عِنْدَهُ لَيْسَ فِيْ
أَمَانِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا
فِيْ صُلْحٍ مِنْهُ۔

۲۱۳- ثُمَّ لَمْ يُحَاجَّ أَبُوْ سُفْيَانَ عُمَرَ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِذٰلِكَ وَلَا حَاجَّهُ عَنْهُ الْعَبَّاسُ

گے یہ بات محال ہے جو نہیں ہو سکتی اور کسی بھی عقل مند اور دین
دار کے لیے جائز نہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
بارے میں ایسا گمان کرے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے
ابوسفیان کو اس طرح خطاب کیا فرمایا اللہ کی قسم! اگر نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے تم پر قابو پالیا تو تمہیں قتل کر دیں گے
اللہ کی قسم! اگر آپ بطور غلبہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو
قریش کے لیے ہلاکت ہے اور ابوسفیان نے ان کے قول کا رد
نہیں کیا اور یہ نہیں کہا کہ مجھے اور قریش کو نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا کیا خوف ہے ہمیں تو
ان سے امان حاصل ہے آپ تو مکہ مکرمہ میں بنو نفاثہ سے خزاعہ
کا بدلہ لیں گے باقی قریش سے نہیں اور نہ ہی تمام اہل مکہ سے
اور جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قابو میں آ گئے تو آپ تمہاری
گردن اڑا دیں گے تو جواب میں ابوسفیان نے یہ نہیں
کہا کہ آپ میری گردن کیوں ماریں گے مجھے تو آپ
کی طرف سے امان حاصل ہے۔

پھر یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جو
حضرت ابوسفیان کو دیکھ کر عرض کرتے ہیں یا رسول
اللہ! یہ ابوسفیان ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی عہد و پیمان کے
بغیر آپ کو ان پر قابو دیا ہے آپ مجھے اجازت
دیں کہ میں ان کی گردن ماروں تو رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کی اس بات کا رد نہیں فرمایا کیونکہ
ان کے نزدیک ابوسفیان کو رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف سے امان اور صلح حاصل نہ
تھی۔

پھر ابوسفیان نے اس بات پر حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ سے جھگڑا نہیں کیا اور نہ ان کی طرف سے حضرت عباس

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَلْ قَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنِّيْ قَدْ أَجَرْتُهُ فَلَمْ يُنْكِرْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُمَرَ وَلَا عَلَى الْعَبَّاسِ مَا كَانَ مِنْهُمَا مِنَ الْقَوْلِ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ عَنْهُمَا فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّهُ لَوْلَا جِوَارُ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذًا لَمَا مَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْمَا أَرَادَ مِنْ قَتْلِ أَبِيْ سُفْيَانَ فَأَيُّ خُرُوْجٍ مِنَ الصُّلْحِ أَشَدُّ مِنْ هٰذَا أَيُّ نَقْضٍ يَكُوْنُ أَبْيَنَ مِنْ هٰذَا۔

رضی اللہ عنہ نے دلیل پیش کی بلکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ میں نے ان کو پناہ دی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما دونوں کی بات کو رد نہیں کیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف سے پناہ حاصل نہ ہوتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ابوسفیان کے قتل کے ارادے سے باز نہ رکھتے تو صلح سے کون سا نکلنا معدوم ہے اور اس سے زیادہ واضح نقض عہد کونسا ہوگا۔

ثُمَّ أَبُوْ سُفْيَانَ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ بَعْدَ ذٰلِكَ نَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهِ بِمَا جَعَلَهُ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِيْ سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ وَلَمْ يَقُلْ لَهُ قُرَيْشٌ وَمَا حَاجَتُنَا إِلٰى دُخُوْلِنَا دَارَكَ وَإِلٰى إِغْلَاقِنَا أَبْوَابَنَا وَنَحْنُ فِي الْأَمَانِ قَدْ أَغْنَانَا عَنْ طَلَبِ الْأَمَانِ بِغَيْرِهِ وَلٰكِنَّهُمْ عَرَفُوْا خُرُوْجَهُمْ مِنَ الْأَمَانِ الْأَوَّلِ وَانْتِقَاضَ الصُّلْحِ الَّذِيْ كَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُمْ عِنْدَ مَا خُوْطِبُوْا بِمَا خُوْطِبُوْا بِهِ مِنْ هٰذَا الْكَلَامِ غَيْرُ آمِنِيْنَ إِلَّا أَنْ يَفْعَلُوْا مَا جَعَلَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ آمِنِيْنَ أَنْ يَفْعَلُوْهُ مِنْ دُخُوْلِهِمْ دَارَ أَبِيْ سُفْيَانَ أَوْ مِنْ إِغْلَاقِهِمْ أَبْوَابَهُمْ۔

پھر اس کے بعد جب ابوسفیان مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو جو اعزاز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیا تھا بآواز بلند اس کا اعلان کیا کہ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر دے گا وہ بھی امن میں ہوگا۔ اور قریش نے بھی ان سے نہیں کہا کہ ہمیں آپ کے گھر میں داخل ہونے اور اپنے دروازے بند کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں امان حاصل ہے جس نے ہمیں کوئی اور امان طلب کرنے سے بے نیاز کر دیا ہے لیکن انہوں نے معلوم کر لیا تھا۔ کہ وہ پہلے امان سے نکل چکے ہیں اور ان کے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو صلح تھی وہ ٹوٹ چکی ہے اور جب انہیں ان الفاظ کے ساتھ مخاطب کیا گیا تو وہ امن میں نہیں البتہ یہ کہ وہ اس امن کو حاصل کریں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عطا فرمایا یعنی ابوسفیان کے گھر داخل ہوں یا اپنے دروازے بند کر دیں۔

۱۲۱۴- ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ

پھر حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے ایسی بات مروی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل

دار حرب لا دار امان۔

۱۲۱- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ بُهْلُولٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلَى مَكَّةَ فَرَّ إِلَيَّ رَجُلَانِ مِنْ أَحْمَائِي مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ وَكَانَتْ عِنْدَ هُبَيْرَةَ بْنِ أَبِي وَهْبٍ الْمَخْزُومِيِّ فَدَخَلَ عَلَيَّ أَخِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَأَقْتُلَنَّهُمَا فَأَغْلَقْتُ عَلَيْهِمَا بَيْتِي ثُمَّ جِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلَى مَكَّةَ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ فِي جَفْنَةٍ إِنَّ فِيهَا أَثَرَ الْعَجِينِ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ فَلَمَّا اغْتَسَلَ أَخَذَ ثَوْبَهُ فَتَوَشَّحَ بِهِ ثُمَّ صَلَّى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الضُّحَى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيَّ فَقَالَ مَرْحَبًا وَأَهْلًا يَا أُمَّ هَانِئٍ مَا جَاءَ بِكِ فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرَ الرَّجُلَيْنِ وَخَبَرَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ وَأَمَّنَّا مَنْ أَمَّنْتِ۔

ہو گئے تو وہ دار الحرب تھا دار الامان نہیں تھا۔

عقیل بن ابی طالب کے غلام ابو مرہ سے مروی ہے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کی بلند جگہ پر اترے تو میرے دیوروں میں سے دو شخص جن کا قبیلہ بنو مخزوم سے تعلق تھا میری طرف بھاگ کر آئے حضرت ام ہانی ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی کے پاس تھیں فرماتی ہیں میرے بھائی حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور فرمایا میں ان دونوں کو ضرور بضرور قتل کروں گا میں نے ان پر اپنا گھر اندر سے بند کر دیا پھر میں مکہ مکرمہ کی بلند جگہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے آپ کو ایک ٹب (کی طرح برتن) میں غسل کرتے ہوئے پایا اس میں آٹے کے آثار تھے آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے آگے پردہ کیا ہوا تھا جب آپ غسل کر چکے تو اپنا کپڑا پکڑا اور اس سے بدن کو لپیٹ لیا پھر چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھیں پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ام ہانی کا آنا مبارک ہو کیسے آنا ہوا؟ فرماتی ہیں میں نے ان دو آدمیوں اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا واقعہ سنایا آپ نے فرمایا جسے تم نے پناہ دی ہم نے پناہ دے دی اور جسے آپ نے امن دیا ہم نے بھی اسے امان دے دی۔

۱۲۱۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلٍ عَنْ فَاخِتَةَ أُمِّ هَانِئٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُخَالِفًا بَيْنَ طَرَفَيْهِ

حضرت فاختہ یعنی حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن غسل فرمایا پھر ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے آٹھ رکعات ادا فرمائیں اس کپڑے کی دو طرفوں کو مخالف سمت میں کر کے باندھ لیا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا میں نے اپنے مشرک دیوروں کو پناہ دی ہے اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ان کو قتل کرنے کے لیے چھوٹ پڑے فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

قالت فقلت إني أجرت حموين من المشركين وإن عليا رضي الله عنه يفلت عليهما يقتلهما قالت فقال ما كان له ذلك قد أجرنا من أجرت وأمنا من أمنت۔

١٢١٧ - أفلا ترى أن عليا رضي الله عنه قد أراد قتل المخزوميين بمكة ولو كان في أمان لما طلب ذلك منهما أم هانئ رضي الله عنها لتحرم بذلك دماءهما على علي رضي الله عنه ولم تقل له ما لك إلى قتلهما من سبيل لأنهما وسائر أهل مكة في صلح وأمان۔

١٢١٨ - ثم أخبرت أم هانئ رضي الله عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم بما كان من علي رضي الله عنه وبما كان من جوارها ذينك المخزوميين فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أجرنا من أجرت وأمنا من أمنت ولم يعنف رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا رضي الله تعالى عنه في إرادته قتلهما قبل جوار أم هانئ إياهما فدل ذلك أنه لولا جوارها لصح قتلهما ومحال أن يكون له قتلهما وثم أمان قائم وصلح متقدم لهما وهذا دخول رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة فأي شيء أبين من هذا۔

ثم قد روى أبو هريرة رضي الله عنه في هذا الباب ما هو أبين من هذا۔

١٢١٩ - حدثنا عبد الله بن محمد بن سعيد بن أبي مريم قال ثنا أمية بن موسى قال ثنا يحيى بن زكريا بن أبي زائدة قال

فرمایا ان کو اس بات کا حق نہیں جس کو تم نے پناہ دی اس کو ہم نے بھی پناہ دی اور جس کو تم نے امان دی ہم نے بھی اسے امان دی۔

تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت علی المکرم رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کے مخزومیوں کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اگر ان کو امان حاصل ہوتی تو آپ ان کا پیچھا نہ کرتے پھر حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے ان کو پناہ دی تاکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر ان کا خون حرام ہو جائے اور ان کو نہیں کہا کہ آپ ان کو قتل نہیں کر سکتے کیونکہ یہ دونوں اور تمام اہل مکہ صلح اور امان میں ہیں۔

پھر حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دو مخزومیوں کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارادے اور اپنی طرف سے پناہ دینے کے بارے میں بتایا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جس کو تم نے پناہ دی ہم نے بھی اسے پناہ دی اور جس کو تم نے امن دیا ہم نے بھی اسے امن دیا اور آپ نے حضرت ام ہانی کے پناہ دینے سے پہلے ان حضرات کے ارادۂ قتل کی وجہ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر عتاب نہیں فرمایا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اگر ان کی طرف سے پناہ صحیح نہ ہوتی تو ان دونوں حضرات کا قتل صحیح ہوتا اور یہ بات محال ہے کہ انہیں قتل کیا جاتا جب کہ وہاں امن قائم ہوتا اور اس سے پہلے صلح بھی موجود ہوتی یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ میں داخلہ تھا تو اس سے واضح بات کونسی ہو سکتی ہے۔

پھر اس بات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سے بھی روشن بات مروی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن رباح فرماتے ہیں ہم ایک وفد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے فرمایا اے انصار

حدثنا سليمان بن المغيرة عن ثابت البناني
عن عبد الله بن رباح قال وفدنا الى معاوية
... ابو هريرة فقال الا اخبركم بحديث
من حديثكم يا معشر الانصار ثم ذكر فتح
مكة فقال اقبل النبي صلى الله عليه وسلم
حتى قدم مكة فبعث الزبير بن العوام
على احدى المجنبتين وبعث خالد بن
الوليد على المجنبة الاخرى وبعث ابا
عبيدة على الحسر فاخذوا بطن الوادي
ورسول الله صلى الله عليه وسلم في
كتيبة فنظر فراني فقال يا ابا هريرة
قلت لبيك يا نبي الله قال اهتف لي بالانصار
ولا يأتيني الا انصاري قال فهتفت بهم
حتى اطافوا به وقد وبشت قريش
اوباشها واتباعها فقالوا نقدم هؤلاء
فان كان لهم شيء كنا معهم وان اصيبوا
اعطينا الذي سألنا فقال النبي صلى الله
عليه وسلم للانصار رضي الله عنهم
حين طافوا به انظروا الى اوباش قريش
واتباعهم ثم قال باحدى يديه على
الاخرى احصدوهم حصدا حتى توافوني
بالصفا فانطلقنا فما يشاء احد منا
ان يقتل ما شاء الا قتل وما توجه الينا
احد منهم فقال ابو سفيان يا رسول الله
ابيحت خضراء قريش لا قريش بعد
اليوم فقال النبي صلى الله عليه وسلم من
اغلق بابه فهو امن ومن دخل دار ابي
سفيان فهو امن فاغلق الناس ابوابهم
واقبل النبي صلى الله عليه وسلم حتى اتى

کی جماعت! کیا میں تم سے متعلق ایک حدیث نہ سناؤں پھر
انہوں نے فتح مکہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ وہاں یوں داخل ہوئے
کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو لشکر کے ایک حصے پر مقرر
فرمایا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دوسرے حصے پر
مقرر کیا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو اگلے حصے پر مقرر کیا وہ
بطن وادی میں چلے گئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے ایک
دستے میں تھے آپ نے دیکھا تو مجھ پر نظر پڑی فرمایا اے ابوہریرہ!
میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی حاضر ہوں، فرمایا انصار کو میرے
پاس بلاؤ اور انصار کے علاوہ کسی کو نہ بلانا فرماتے ہیں انہیں
بلایا حتی کہ وہ آپ کے گرد اکٹھے ہو گئے اور قریش نے اپنے بدمعاشوں
اور ان کے چیلوں کو جمع کیا اور کہنے لگے یہ لوگ آگے بڑھتے ہیں اگر ان
کو کامیابی ہو گئی تو ہم ان کے ساتھ ہو جائیں گے اور اگر یہ مارے گئے
تو ہم انہیں اتنا مال دیں گے جتنا وہ مانگیں گے نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس جب انصار اکٹھے ہوئے تو آپ نے فرمایا قریش کے
بدمعاشوں اور ان کے چیلوں کو دیکھو پھر ایک ہاتھ کو دوسرے پر
رکھ کر ارشاد فرمایا ان کو اسی طرح کاٹو (قتل کر دو) حتی کہ تم صفا پر
میرے پاس آجاؤ پس وہ چلے تو ہم میں سے جو بھی جس کو چاہتا
قتل کرتا اور ان میں سے کوئی بھی ہماری طرف متوجہ نہ ہوا ابوسفیان
نے کہا یا رسول اللہ قریش کے نوجوانوں کو بچائیے ورنہ آج
کے بعد قریش نہیں ہوں گے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص اپنا دروازہ بند کر دے گا اسے امن ہو گا اور جو ابوسفیان
کے گھر میں داخل ہو گا اسے بھی امن ہو گا چنانچہ لوگوں نے اپنے
دروازے بند کر دیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے
حتی کہ حجر اسود کے پاس آ کر اسے چوما پھر بیت اللہ شریف کا
طواف کیا اس کے بعد بیت اللہ شریف کی ایک طرف رکھے ہوئے
بت کے پاس آئے جس کی وہ پوجا کرتے تھے آپ کے ہاتھ میں کمان
تھی آپ نے کمان کا سرا پکڑا ہوا تھا جب آپ بت کے پاس
آئے تو اس کی آنکھوں میں (کمان کا سرا) چبھونے لگے اور

الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ فَأَتَى
عَلَى صَنَمٍ إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ يَعْبُدُوْنَهُ وَفِي
يَدِهِ قَوْسٌ وَهُوَ آخِذٌ بِسِيَةِ الْقَوْسِ فَلَمَّا
أَتَى عَلَى الصَّنَمِ جَعَلَ يَطْعَنُ فِي عَيْنَيْهِ
وَيَقُوْلُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ
كَانَ زَهُوْقًا حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهِ أَتَى
الصَّفَا فَصَعِدَ عَلَيْهَا حَتَّى نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ
فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيَدْعُوْهُ
بِمَا شَاءَ اللّٰهُ وَالْأَنْصَارُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
تَحْتَهُ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَمَّا
الرَّجُلُ فَقَدْ أَدْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِي قَرَابَتِهِ
وَرَأْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهِ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ وَجَاءَهُ الْوَحْيُ بِهِ وَكَانَ إِذَا جَاءَ
لَمْ يَخْفَ عَلَيْنَا فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَرْفَعُ
رَأْسَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَقْضِيَ
الْوَحْيُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا
مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَقُلْتُمْ أَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ
أَدْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِي قَرَابَتِهِ وَرَأْفَةٌ
بِعَشِيْرَتِهِ قَالُوْا لَوْ كَانَ ذٰلِكَ قَالَ كَلَّا إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ
وَرَسُوْلُهُ هَاجَرْتُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَيْكُمْ
فَالْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ فَأَقْبَلُوْا
يَبْكُوْنَ إِلَيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ وَاللّٰهِ مَا قُلْنَا الَّذِي
قُلْنَا إِلَّا ضَنًّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهُ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذِرَانِكُمْ۔

آپ فرما رہے تھے حق آگیا اور باطل چلا گیا بے شک باطل مٹنے
جانے والا ہے جب آپ طواف سے فارغ ہو گئے تو صفا کی
طرف تشریف لائے اس پر چڑھ گئے حتی کہ بیت اللہ شریف کی طرف
دیکھا تو اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنے لگے اور
دعا مانگی جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا انصار رضی اللہ عنہ نیچے
تھے انصار ایک دوسرے سے کہنے لگے آپ کو قرابت کی رغبت
اور قبیلہ کی مہربانی نے پکڑ لیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں آپ پر وحی آگئی اور جب آپ پر وحی آتی تھی تو وہ صحابہ کرام
پر پوشیدہ نہ رہتی اور ہم میں سے کوئی بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف سر نہ اٹھا سکتا حتی کہ وحی ختم ہو جاتی نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ انصار! کیا تم نے یہ بات
کہی ہے کہ اس شخص کو (آپ کو) قرابت کی رغبت اور قبیلہ کی
رحمت و مہربانی نے پا لیا ہے انہوں نے کہا تاہم یہ ذکر ہوا ہو
آپ نے فرمایا ہرگز نہیں میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول ہوں
میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف اور تم لوگوں کی طرف ہجرت کی میری
زندگی، تمہاری زندگی کے ساتھ اور میری موت تمہاری موت کے
ساتھ ہے چنانچہ وہ روتے ہوئے آگے بڑھے اور کہتے تھے
اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم نے تو یہ بات صرف اللہ
تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ بخل کی
وجہ سے کہی (یعنی ہم خدا ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کو
کسی دوسرے کو نہیں دینا چاہتے تھے) آپ نے فرمایا اللہ
تعالیٰ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور
تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔

۱۳۳۰- فَهٰذَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
يُخْبِرُ أَنَّ قُرَيْشًا عِنْدَ دُخُوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَبَّشَتْ
أَوْبَاشَهَا وَأَتْبَاعَهَا فَقَالُوْا نُقَدِّمُ هٰؤُلَاءِ

"تو یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جو خبر دیتے
ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ میں داخل
ہوتے وقت قریش نے اپنے بدمعاشوں اور ان کے چیلوں
کو لڑائی کے لیے جمع کیا اور کہا کہ یہ لوگ آگے ہیں اگر ان کو فتح حاصل

فإن كان لهم شيء كنا معهم وإن أصيبوا أعطينا الذي سئلنا فرأى رسول الله صلى الله عليه وسلم ووقف على ذلك منهم فقال يا للأنصار انظروا إلى أوباش قريش وأتباعهم ثم قال بإحدى يديه على الأخرى احصدوهم حصدا حتى توافوني بالصفا فما شاء أحد منا أن يقتل من شاء إلا قتل وما توجه إلينا أحد منهم فيكون من هذا الموضع على أمان ثم كان من رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ذلك المن عليهم والصفح۔

ہوگئی تو ہم ان کے ساتھ ہو جائیں گے اور اگر ان کو کچھ گزند پہنچی تو جو کچھ ہم سے مانگیں گے ہم دیں گے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس بات سے آگاہ ہو گئے تھے آپ نے انصار سے فرمایا قریش کے بدمعاشوں اور ان کے چیلوں کو دیکھو پھر اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مار کر فرمایا ان کو اچھی طرح کاٹ دو حتیٰ کہ تم صفا پر مجھ سے آملو تو ہم میں سے جس نے جس کو چاہا قتل کیا اور ان میں سے کوئی بھی ہماری طرف متوجہ نہ ہوا تو گویا یہ داخلہ امان پر تھا پھر اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر احسان اور درگزر فرمایا۔

١٢٢١ - وقد روي عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه في هذا الحديث زيادة على ما في حديث سليمان بن المغيرة۔

اس حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سلیمان بن مغیرہ کی روایت سے کچھ اضافہ بھی ہے۔

١٢٢٢ - حدثنا إبراهيم بن أبي داود قال ثنا القاسم بن سلام بن مسكين قال حدثني أبي قال ثنا ثابت البناني عن عبد الله بن رباح عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم حين سار إلى مكة ليستفتحها فسرح أبا عبيدة بن الجراح والزبير بن العوام وخالد بن الوليد رضي الله عنهم فلما بعثهم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأبي هريرة رضي الله عنه اهتف بالأنصار فنادى يا معشر الأنصار أجيبوا رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاءوا كأنما كانوا على ميعاد ثم قال اسلكوا هذا الطريق ولا يشرفن لكم أحد إلا أنمتموه فسار رسول الله صلى الله عليه

حضرت عبداللہ بن رباح رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ کو فتح کرنے تشریف لے گئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کو بھیجا جب ان کو بھیج چکے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا انصار کو آواز دو انہوں نے پکارا اے گروہ قریش! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ، چنانچہ وہ حاضر ہوئے جیسا کہ ان کی عادت تھی پھر فرمایا اس راستے پر چلو اور جو کوئی بھی بلندی کی طرف آئے اس کو قتل کر دو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی کہ اس دن ان کے چار آدمی قتل ہوئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر قریش کے سردار کعبہ شریف میں داخل ہوئے اور ان کا خیال تھا کہ ان سے تلوار اٹھائی نہیں جائے گی پھر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا اور دو رکعتیں پڑھیں پھر کعبہ شریف کے پاس آکر دروازے کی

وسلم فتح الله عليهم مما قتل يومئذ الاربعة قال ثم دخل صناديد قريش من المشركين الكعبة وهم يظنون ان السيف لا يرفع عنهم ثم طاف وصلى ركعتين ثم اتى الكعبة واخذ بعضادتي الباب فقال ما تقولون وما تظنون فقالوا نقول اخ وابن عم حليم رحيم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقول كما قال يوسف لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو ارحم الراحمين قال فخرجوا كانما نشروا من القبور فدخلوا في الاسلام فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من الباب الذي يلي الصفا فخطب والانصار اسفل منه فقالت الانصار بعضهم لبعض اما الرجل اخذته الرافة بقومه وادركته الرغبة في قرابته قال فانزل الله عز وجل عليه الوحي فقال يا معشر الانصار اقلتم اخذته الرافة بقومه وادركته الرغبة في قرابته فما نبي انا اذا كلا والله اني رسول الله حقا ان المحيا لمحياكم وان الممات لمماتكم قالوا والله يا رسول الله ما قلنا الا مخافة ان تفارقنا قلنا الا ضنا بك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انتم صادقون عند الله ورسوله قال فوالله ما بقي منهم رجل الا بل نحره بدموع عينيه.

چوکھٹ کے دونوں بازوؤں کو پکڑا اور فرمایا تم کیا کہتے ہو اور تمہارا کیا گمان ہے انہوں نے کہا ہم کہتے ہیں آپ بھائی ہیں چچازاد ہیں اور حلیم و رحیم ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہی بات کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہی تھی آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور وہ سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں وہ اس سے نکلے گویا کہ انہیں قبروں سے نکالا گیا ہو (یعنی نئی زندگی مل گئی) اور وہ اسلام لائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دروازے سے نکلے جو صفا سے ملا ہوا ہے آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا انصار نچلی جانب تھے انصار ایک دوسرے سے کہنے لگے آپ کو قوم پر مہربانی اور قرابت کی رغبت نے پکڑ لیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی آپ نے فرمایا اے گروہ انصار! کیا تم نے کہا کہ ان کو قوم پر مہربانی اور قرابت کی رغبت نے گھیر لیا ہے اس صورت میں تو میں نبی نہیں ہوں گا ہرگز نہیں اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہوں بے شک میری زندگی تمہاری زندگی کے ساتھ اور میری موت تمہاری موت کے ساتھ ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم ہم نے یہ بات صرف اس ڈر سے کہی تھی کہ آپ ہم سے جدا نہ ہو جائیں اور ہم آپ پر بخل کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سچے ہو۔ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو آنسو بھری آنکھوں کے ساتھ آپ کے سامنے جھکا نہ ہو۔

۱۲۲۳- افلا يرى ان قريشا بعد دخول رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة قد كانوا يظنون ان السيف لا يرفع عنهم فقد اخبرهم كانوا يخافون ذلك من رسول

تو کیا یہ شخص نہیں دیکھتا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد قریش کا خیال تھا کہ ان سے تلوار نہیں اٹھائی جائے گی تمہارا کیا خیال ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کو امن دینے کے باوجود وہ آپ سے ڈرتے تھے

[illegible] اللہ علیہ وسلم وقد امنھم قبل
[illegible] صلی اللہ علیہ غیر مخوف منہ صلی اللہ
[illegible] ولکنھم علموا ان الیہ قتلھم
[illegible] وان الیہ المن علیھم ان شاء
[illegible] اللہ عز وجل قد اظھرہ علیھم و
[illegible] فی یدہ یحکم فیھم بما اراد اللہ
[illegible] قبل ومن بعد ذلک علیھم وعفا
[illegible] قال لھم یومئذ لا تغزی مکۃ بعد ھذا
[illegible] ابدا۔

اللہ کی قسم آپ کی ذات اقدس مقام خوف میں نہیں تھی بلکہ وہ جانتے تھے کہ آپ کو اختیار ہے چاہیں تو قتل کردیں اور چاہیں تو احسان فرمائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پر غالب فرمایا تھا اور انہیں اختیار دیا کہ ان کے بارے میں پہلے بھی اور اس کے بعد بھی جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے فیصلہ فرمائیں اور آپ نے ان کو معاف کر دیا پھر اس دن ان سے فرمایا کہ آج کے بعد مکہ مکرمہ میں کبھی بھی لڑائی نہیں ہوگی۔

١٢٢٣ ۔ حدثنا [illegible] قال ثنا [illegible] بن یحیی قال ثنا سفیان بن عیینۃ عن [illegible] بن ابی زائدۃ عن الشعبی عن [illegible] بن البرصاء قال سمعت رسول [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکۃ [illegible] مکۃ بعد ھذا الیوم ابدا قال ابو [illegible] تفسیر ھذا الحدیث انھم لا یکفرون [illegible] فلا یغزون علی الکفر ھذا [illegible] یکون [illegible] دخولہ ایاھا دخول غزو [illegible] قال [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم لا یقتل قرشی [illegible] ھذا الیوم صبرا۔

حضرت حارث بن برصاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فتح مکہ کے دن فرمارہے تھے کہ آج کے بعد مکہ مکرمہ میں کبھی بھی لڑائی نہیں ہوگی حضرت ابوسفیان فرماتے ہیں اس کی وضاحت یہ ہے کہ وہ کبھی بھی کفر نہیں کریں گے پس کفر پر ان سے لڑائی نہیں ہوگی اور آپ کا یہ فرمانا اس صورت میں ہو سکتا ہے جب اس (مکہ مکرمہ) میں آپ کا داخلہ لڑائی کے لیے ہو پھر آپ نے فرمایا آج کے بعد کسی قریشی کو قید کر کے قتل نہیں کیا جائے گا۔

١٢٢٤ ۔ حدثنا عبد اللہ بن محمد بن [illegible] قال ثنا اسد بن موسی قال ثنا [illegible] بن زکریا قال ثنا ابی عن الشعبی [illegible] قال عبد اللہ بن مطیع سمعت مطیعا [illegible] سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible] یوم فتح مکۃ یقول لا یقتل [illegible] صبرا بعد ھذا الیوم الی یوم [illegible] قال فقال ان دماء قریش انما [illegible] بعد ذلک الیوم لما کان من رسول

حضرت شعبی سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مطیع نے فرمایا میں نے حضرت مطیع سے سنا فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن فرماتے ہوئے سنا کہ آج کے بعد قیامت تک کسی قریشی کو قید کر کے قتل نہیں کیا جائے گا فرماتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس دن کے بعد قریش کے خون حرام ہو گئے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن اسے حرام قرار دیا پھر آپ نے اس دن خطبہ ارشاد فرمایا جس میں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے کا حکم اس میں داخل ہوتے وقت اور

اللهِ صلى الله عليه وسلم حرمتها يومئذ عليهم ثم خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ خطبة بين فيها حكم مكة قبل دخوله إياها وحكمها وقت دخوله إياها وحكمها بعد ذلك.

١٢٢٦- حدثنا إبراهيم بن أبي داود قال ثنا عمرو بن عون بن إسمعيل أنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله حرم مكة يوم خلق الله عز وجل السموات والأرض والشمس والقمر ووضعها بين هذين الأخشبين ثم لم تحل لأحد قبلي ولم تحل لي إلا ساعة من نهار ولا يختلى خلاها ولا يعضد شجرها ولا ينفر صيدها ولا يرفع لقطتها إلا منشدها فقال العباس رضي الله عنه إلا الإذخر.

١٢٢٧- حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا يحيى عن ابن أبي ذئب قال ثنا سعيد المقبري قال سمعت أبا شريح الكعبي يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله حرم مكة ولم يحرمها الناس فمن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يسفكن فيها دما ولا يعضدن فيها شجرا فإن ترخص مترخص فقال قد أحلت لرسول الله صلى الله عليه وسلم فإن الله أحلها لي ولم يحلها للناس وإنما أحلها لي ساعة.

١٢٢٨- حدثنا فهد بن سليمان قال ثنا يوسف بن بهلول قال ثنا عبد الله بن إدريس عن محمد بن إسحق قال وحدثني سعيد بن أبي سعيد المقبري عن أبي شريح الخزاعي

اس کے بعد کا حکم بیان فرمایا۔

حضرت عمرو بن عون بن اسماعیل سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو اس دن حرام قرار دیا جس دن اس نے آسمانوں، زمین، سورج اور چاند کو پیدا فرمایا اور اسے ان دو سنگلاخ پہاڑوں کے درمیان رکھا پھر مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کیا گیا اور میرے لیے بھی دن کی ایک گھڑی حلال ہوا اس کا گھاس نہ کاٹا جائے نہ اس کے درخت کاٹے جائیں، اس کے شکار کو بھگایا نہ جائے اس میں گری پڑی کو بھی صرف وہی شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کا اعلان کرے حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اذخر (خوشبودار گھاس) کو کاٹا جا سکتا ہے۔

حضرت سعید مقبری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرام کیا لوگوں نے اسے حرام قرار نہیں دیا پس جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتا ہے وہ ہرگز اس میں خون نہ بہائے نہ اس کے درخت کاٹے اگر کوئی شخص اس میں رخصت سمجھے اور کہے کہ اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال قرار دیا گیا تھا تو (سن لو) اللہ تعالیٰ نے اسے میرے لیے حلال کیا لوگوں کے لیے حلال نہیں کیا اور میرے لیے بھی اسے ایک ساعت حلال کیا ہے۔

حضرت ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عمرو بن سعید نے مکہ مکرمہ کی جانب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف لشکر بھیجا تو وہ (ابو شریح خزاعی) ان کے پاس آئے اور جو کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا ان سے بیان کیا

لما بعث عمرو بن سعيد البعث إلى مكة
إلى ابن الزبير أتاه أبو شريح الخزاعي
فكلمه وأخبره بما سمع من رسول الله صلى الله عليه
وسلم ثم خرج إلى نادي قومه فجلس فقمت
إليه فجلست معه فحدث عما حدثه
عمرو بن سعيد عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم وعما جاء به عمرو بن سعيد
قال قلت له إنا كنا مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم حين افتتح مكة فلما كان الغد
من يوم الفتح عدت خزاعة على رجل
من هذيل فقتلوه بمكة وهو مشرك قال
فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فينا
خطيبا فقال أيها الناس إن الله حرم مكة
يوم خلق السموات والأرض فهي حرام إلى
يوم القيامة لا يحل لأحد يؤمن بالله
واليوم الآخر أن يسفك بها دما ولا يعضد
بها شجرا لم تحل لأحد كان قبلي ولا تحل
لأحد بعدي ولم تحل لي إلا هذه الساعة
غضبا ألا ثم عادت كحرمتها ألا فمن
قال لكم إن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قد أحلها فقولوا إن الله قد أحلها
لرسوله ولم يحلها لكم يا معشر خزاعة
ارفعوا أيديكم فقد قتلتم قتيلا لأدينه
فمن قتل بعد مقامي هذا فهو بخير النظرين
إن أحب فدم قاتله وإن أحب فعقله قال
انصرف أيها الشيخ فنحن أعلم بحرمتها
منك إنها لا تمنع سافك دم ولا مانع
جزية ولا خالع طاعة قال قلت قد كنت
شاهدا وكنت غائبا وقد أمرنا رسول

پھر وہ اپنی قوم کی ایک مجلس کی طرف نکلے اور وہاں بیٹھ گئے (ابو
خریح فرماتے ہیں) میں بھی اٹھ کر ان کے پاس گیا اور ان کے
پاس بیٹھ گیا اور ان سے وہ حدیث بیان کی جو رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے عمرو بن سعید سے بیان
کی تھی اور عمرو بن سعید نے جو کچھ کہا وہ بھی بیان کیا وہ فرماتے
ہیں میں نے کہا جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ
فتح کیا تو ہم آپ کے ساتھ تھے جب فتح کا دوسرا دن ہوا تو خزاعہ
نے ہذیل کے ایک شخص پر زیادتی کرتے ہوئے اسے مکہ مکرمہ
میں قتل کر دیا اور وہ مشرک تھا فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ دینے کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا
اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے اس دن مکہ مکرمہ کو حرم قرار
دیا جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا پس یہ قیامت تک
حرام ہے ایسے شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان
رکھتا ہے جائز نہیں کہ وہ اس میں خون بہائے اور نہ وہاں کے
درخت کاٹے مجھ سے پہلے یہ کسی کے لیے حلال نہیں تھا اور
نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا اور میرے لیے بھی صرف
ایک گھڑی غضب الٰہی (کے اظہار) کے لیے حلال ہوا سنو
اس کی حرمت پہلے کی طرح لوٹ آئی ہے سنو! جو شخص تم سے
کہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حلال قرار دیا ہے
تو کہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کے لیے اسے
حلال قرار دیا تمہارے لیے حلال نہیں کیا اے خزاعہ کے گروہ!
اپنے ہاتھوں کو روکو تم نے ایک شخص کو قتل کیا میں ضرور اس
کی دیت دوں گا اس کے بعد جو شخص یہاں قتل کرے گا تو
اس (مقتول کے ورثاء) کے لیے دو باتوں میں سے ایک کا
اختیار ہے چاہے تو (بطور قصاص) قاتل کا خون بہائے
اور اگر چاہے تو دیت لے انہوں نے (ابو سعید نے) کہا بزرگو!
اس کی حرمت کو ہم آپ سے زیادہ جانتے ہیں وہ (مکہ مکرمہ)
قاتل، مانع حرمت اور باغی (کے قتل) سے نہیں روکتا
حضرت ابو خریح فرماتے ہیں میں نے کہا کہ میں وہاں موجود تھا اور

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تبلغہ شاھدنا غائبنا وقد ابلغتک.

۱۲۲۹- حدثنا محمد بن حمید بن ہشام الرعینی قال ثنا عبد اللہ بن صالح قال حدثنی اللیث ابن سعد عن ابی سعید المقبری انہ قال سمعت ابا شریح الخزاعی یقول لعمرو بن سعید وھو علی المنبر حین قطع بعثا الی مکۃ لقتال ابن الزبیر یا ھذا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان مکۃ حرام حرمھا اللہ ولم یحرمھا الناس وان اللہ انما احلنی القتال بھا ساعۃ من النھار وتعلمہ ان یکون بعدی رجال یستحلون القتال بھا فمن فعل ذلک منھم فقولوا ان اللہ احلھا لرسولہ ولم یحلھا لک ولیبلغ الشاھد الغائب ولو لا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیبلغ الشاھد الغائب ما حدثتک بھذا الحدیث قال عمرو انک شیخ قد خرفت ولقد ھممت بک قال اما واللہ لتھکمن بالحق وان شددت رقابنا

۱۲۳۰- حدثنا نصر عن شعیب بن اللیث عن ابی سعید المقبری عن ابی شریح الخزاعی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثل معنی حدیث نصر الذی قبل ھذا الحدیث

۱۲۳۱- حدثنا علی بن عبد الرحمن قال ثنا ابن ابی مریم قال اخبرنا الدراوردی قال ثنا محمد بن عمرو بن علقمۃ عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ رضی

تم غائب تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم میں سے حاضر، غائب تک پہنچا دے تو بلاشبہ میں نے پہنچا دیا۔

حضرت ابوسعید مقبری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حضرت ابو شریح خزاعی سے سنا وہ عمرو بن سعید سے فرما رہے تھے جب کہ وہ منبر پر تھا جب اس نے مکہ مکرمہ کی طرف ایک لشکر بھیجا تھا تاکہ وہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑائی کریں ابو شریح نے فرمایا اے شخص! میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے بے شک مکہ مکرمہ حرام ہے اللہ تعالیٰ نے اسے حرم قرار دیا لوگوں نے اسے حرم نہیں بنایا اور اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بھی دن کی ایک گھڑی اس میں لڑنا جائز قرار دیا اور ہو سکتا ہے میرے بعد کچھ لوگ اس میں لڑائی کو جائز و حلال سمجھیں تو ان میں سے جو ایسا کرے تو کہو بے شک اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال قرار دیا تمہارے لیے حلال نہیں کیا اور چاہیے کہ حاضر، غائب تک یہ بات پہنچا دے اور اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات نہ فرمائی ہوتی کہ حاضر غائب تک پہنچا دے تو میں تم سے یہ حدیث بیان نہ کرتا عمرو بن سعید نے کہا بے شک تم بوڑھے ہو چکے ہو اور تمہاری عقل زائل ہو چکی ہے میں تمہیں سزا دوں گا انہوں نے فرمایا سنو! اللہ کی قسم ہم ضرور بالضرور حق بات کہیں گے اگرچہ تم ہم پر سختی کرو

ایک دوسری سند سے حضرت ابوسعید مقبری حضرت ابو شریح خزاعی سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کا مفہوم روایت کرتے ہیں جو اس گزشتہ حدیث سے پہلے ذکر کی گئی ہے (یعنی حدیث ۱۲۲۹)

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجون پہاڑ پر کھڑے ہوئے پھر فرمایا اللہ کی قسم! بے شک تم اللہ تعالیٰ کی

وَسَلَّمَ قَالَ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحَجُوْنِ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ كَانَ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ وَاِنَّمَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ وَهِيَ سَاعَتِيْ هٰذِهٖ حَرَامٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

زمین میں سے بہتر (زمین) ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پیاری زمین ہو مجھ سے پہلے کسی کے لیے اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہو اور میرے لیے بھی دن کی ایک گھڑی حلال کیا گیا اور اب اس ساعت کے بعد یہ قیامت تک حرام ہے۔

۱۲۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ قَالَا ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت حماد بن سلمہ، حضرت محمد بن عمرو سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۲۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مَكَّةَ قَتَلَتْ هُذَيْلٌ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ لَيْثٍ بِقَتِيْلٍ كَانَ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَبَسَ عَنْ اَهْلِ مَكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ وَاِنَّمَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ وَاِنَّهَا سَاعَتِيْ هٰذِهٖ حَرَامٌ لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا اِلَّا مُنْشِدُهَا۔

حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ مکرمہ کو فتح فرمایا تو ہذیل نے بنو لیث کے ایک شخص کو اپنے ایک مقتول کے بدلے میں جو دورِ جاہلیت میں قتل ہوا تھا، قتل کر دیا فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ سے ہاتھی والوں کو روک دیا اور اپنے رسول اور مومنوں کو ان پر غلبہ دیا اور مجھ سے پہلے اس کو کسی کے لیے حلال نہیں کیا اور نہ ہی میرے بعد یہ حلال ہے اور میرے لئے بھی دن کی ایک ساعت حلال ہوا اور اس وقت یہ حرام ہے اس کے درخت نہ کاٹے جائیں اس کے کانٹے نہ توڑے جائیں اور اس میں گری ہوئی (گم شدہ) چیز بھی وہی اٹھا سکتا ہے جو اس کا اعلان کرے۔

۱۲۳۴۔ حَدَّثَنَا بَكَّارُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ دَاؤُدَ قَالَ ثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَبَسَ عَنْ اَهْلِ مَكَّةَ

حضرت حرب بن شداد، حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ سے ہاتھی کو روکا اور فرمایا اس میں گمشدہ چیز

الفصل وقال لا يلتقط ضالتها الا لمنشد۔

أفلا يرى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أخبر به في خطبته هذه ان الله تعالى أحل له مكة ساعة من النهار ثم عادت حراما الى يوم القيامة فلو كان لا حاجة به الى القتال في تلك الساعة اذا لكانت في تلك الساعة وفيما قبلها وفيما بعدها على معنى واحد وكان حكمها في تلك الاوقات كلها حكما واحدا۔

کو صرف وہی اٹھائے جو اس کا اعلان کرے۔

تو کیا یہ شخص نہیں دیکھتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبے میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو دن کی ایک گھڑی حلال کیا پھر قیامت تک اس کی حرمت واپس آگئی اور اگر اس گھڑی آپ کو لڑائی کی ضرورت نہ ہوتی تو اس وقت اس سے پہلے اور اس کے بعد یہی بات ہوتی اور ان تمام اوقات میں اس کا ایک ہی حکم ہوتا۔

فان قال قائل انما أبيح له اظهار السلاح بها لا غير۔

قيل له وأي حاجة به الى اظهار السلاح بها لا يستطيع أن يقاتل به أحدا فيها هذا محال عندنا ولا يجوز اظهار السلاح بها الا وهو مباح له القتال به۔

١٢٣٥ - وقد بين هشام بن سعد في حديثه الذي رويناه عنه في هذا الفصل عن أبي سعيد المقبري هذا المعنى فقال فيه وان الله انما أحل لي القتال فيها ساعة من نهار أفيجوز له أن يحل له قتال من هو في هدنة منه وأمان هذا لا يجوز۔

اگر کوئی معترض کہے کہ آپ کے لیے صرف ہتھیاروں کا اظہار کرنا جائز کیا گیا اس کے علاوہ کی اجازت نہ تھی۔

تو اسے (جواباً) کہا جائے گا کہ ہتھیاروں کو ظاہر کرنے کی کیا ضرورت تھی اگر آپ (امان کی وجہ سے) کسی سے لڑ نہ سکتے ہمارے نزدیک یہ بات محال ہے اور وہاں ہتھیاروں کا اظہار اسی لیے جائز ہوا کہ آپ کو لڑنے کی اجازت ملی۔

ہشام بن سعد نے اپنی حدیث میں جسے ہم نے اس فصل میں حضرت ابوسعید مقبری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، یہ معنی بیان کیا ہے انہوں نے اس سلسلے میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دن کی ایک گھڑی اس میں لڑنا جائز کیا تو کیا آپ کے لیے ان لوگوں سے لڑنا جائز ہوگا جنہیں آپ کی طرف سے صلح اور امان حاصل تھی یہ تو جائز نہیں۔

ثم قد كان دخوله اياها صلى الله عليه وآله وسلم دخول محارب لا دخول آمن لأنه دخلها وعلى رأسه المغفر۔

١٢٣٦ - حدثنا يونس بن عبد الاعلى قال أخبرنا عبد الله بن وهب أن مالكا أخبره عن ابن شهاب عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه

پھر آپ کا دخول مکہ، ایک محارب (لڑنے والے) کے طور پر تھا امن والے کی طرح نہیں کیونکہ آپ داخل ہوئے تو آپ کے سر انور پر خود تھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی جب آپ نے اسے اتارا تو ایک شخص نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ابن خطل ہے جو

دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوهُ قَالَ مَالِكٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا.

کعبہ شریف کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے آپ نے فرمایا اس کو قتل کر دو حضرت مالک فرماتے ہیں حضرت ابن شہاب نے فرمایا کہ اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں نہیں تھے۔

۱۲۳۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا وَقَالَ إِنَّهُ دَخَلَهَا وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

حضرت ابو الولید فرماتے ہیں ہم سے حضرت مالک بن انس نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا اور یہ نہیں فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دن احرام میں نہیں تھے یہ بھی کہا گیا کہ آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر انور پر سیاہ عمامہ تھا۔

۱۲۳۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ ثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپ کے سر انور پر سیاہ عمامہ تھا۔

۱۲۳۹- حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَصْبَهَانِيُّ قَالَ ثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

حضرت ابو الزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۴۰- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

حضرت ابو الزبیر رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ مکرمہ میں) داخل ہوئے تو آپ پر سیاہ عمامہ تھا۔

۱۲۴۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ قَالَ ثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

ایک دوسرے طریق سے حضرت ابو الزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ۔

قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍ فَلَوْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ دُخُوْلِہٖ اِیَّاھَا غَیْرَ مُحَارِبٍ اِذًا لَّمَا دَخَلَھَا۔

١٢٤٢- وَھٰذَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا وَھُوَ اَحَدُ مَنْ رَوٰی عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْلَالَ اللّٰہِ مَکَّۃَ لَہٗ کَمَا قَدْ رَوَیْنَاہُ فِیْ ھٰذَا الْفَصْلِ فَقَدْ مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یَّدْخُلَ الْحَرَمَ غَیْرَ مُحْرِمِیْنَ۔

١٢٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَیْمَۃَ قَالَ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْھَالِ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَیْسٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ لَا یَدْخُلُ اَحَدٌ مَّکَّۃَ اِلَّا مُحْرِمًا۔

١٢٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْھَیْثَمِ بْنِ الْجَھْمِ قَالَ ثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا لَا عُمْرَۃَ عَلَی الْمَکِّیِّ اِلَّا اَنْ یَّخْرُجَ مِنَ الْحَرَمِ فَلَا یَدْخُلُہٗ اِلَّا حَرَامًا فَقِیْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَاِنْ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ مَّکَّۃَ قَرِیْبًا قَالَ نَعَمْ یَقْضِیْ حَاجَتَہٗ وَیَجْعَلُ مَعَ قَضَائِھَا عُمْرَۃً۔

١٢٤٥- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ ثَنَا ھُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِکِ عَنْ عَطَآءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ مَکَّۃَ تَاجِرٌ وَّلَا طَالِبُ حَاجَۃٍ اِلَّا وَھُوَ مُحْرِمٌ۔

کرتے ہیں۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت محارب (لڑائی والے) نہ ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے۔

اور یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں (جو) ان راویوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مکہ مکرمہ (میں لڑائی) کو حلال کیا جیسا کہ ہم نے ان سے اس فصل میں روایت کیا کہ انہوں نے صحابہ کرام کو مکہ مکرمہ میں غیر محرم ہو کر داخل ہونے سے منع فرمایا۔

حضرت عطاء، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص مکہ مکرمہ میں احرام کے بغیر داخل نہ ہو۔

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مکی پر عمرہ نہیں مگر یہ کہ وہ حرم سے باہر چلا جائے تو اب احرام کے بغیر داخل نہ ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ سے قریب نکلے تو بھی؟ فرمایا ہاں اپنا کام پورا کرلے اس کے ساتھ عمرہ بھی کرے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے تھے کہ کوئی تاجر اور حاجت مند مکہ مکرمہ میں احرام کے بغیر داخل نہ ہو۔

فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا أَنَّ إِحْلَالَ اللهِ إِيَّاهَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَ لِحَاجَتِهِ إِلَى الْقِتَالِ فِيهَا لَا لِغَيْرِ ذٰلِكَ.

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّنَ النَّاسَ جَمِيعًا إِلَّا سِتَّةَ نَفَرٍ.

جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال قرار دینا لڑائی کی ضرورت کے لیے تھا کسی اور بات کے لیے نہیں اگر کوئی شخص کہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ آدمیوں کے علاوہ سب کو امن دیا۔

وَذَكَرَ فِي ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُفَضَّلٍ قَالَ ثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ زَعَمَ السُّدِّيُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَّا أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَقَالَ اقْتُلُوهُمْ وَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ عِكْرِمَةَ بْنَ أَبِي جَهْلٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ خَطَلٍ وَمِقْيَسَ بْنَ صُبَابَةَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ فَأَمَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ خَطَلٍ فَأُتِيَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَبَقَ إِلَيْهِ سَعِيدُ بْنُ حُرَيْثٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَسَبَقَ سَعِيدٌ عَمَّارًا وَكَانَ أَشَبَّ الرَّجُلَيْنِ فَقَتَلَهُ وَأَمَّا مِقْيَسُ بْنُ صُبَابَةَ فَأَدْرَكَهُ النَّاسُ فِي السُّوقِ فَقَتَلُوهُ وَأَمَّا عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ فَرَكِبَ الْبَحْرَ فَأَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِينَةِ لِأَهْلِ السَّفِينَةِ أَخْلِصُوا فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا هٰهُنَا فَقَالَ عِكْرِمَةُ وَاللهِ لَئِنْ لَمْ يُنَجِّنِي فِي الْبَحْرِ إِلَّا الْإِخْلَاصُ لَمْ يُنَجِّنِي فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ اللّٰهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا إِنْ أَنْتَ أَنْجَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ أَنْ آتِيَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِهِ فَلَأَجِدَنَّهُ

اور وہ اس سلسلے میں یوں ذکر کرے حضرت مصعب بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب فتح مکہ کا دن ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مردوں اور دو عورتوں کے علاوہ سب کو امن دیا آپ نے ان کے بارے میں فرمایا ان کو قتل کرو اگرچہ ان کو کعبۃ اللہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا پاؤ وہ حضرات عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھے عبداللہ بن خطل کعبۃ اللہ کے پردوں سے لٹکا ہوا تھا حضرت سعید بن حریث اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما دونوں اس کی طرف بڑھے تو حضرت سعید، حضرت عمار سے سبقت لے گئے اور وہ حضرت عمار سے زیادہ سخت تھے انہوں نے اسے قتل کر دیا مقیس بن صبابہ کو صحابہ کرام نے بازار میں پایا تو قتل کر دیا عکرمہ بن ابی جہل دریا میں (کشتی پر) سوار ہو گئے ان کشتی والوں پر تیز ہوا آئی تو کشتی والوں نے کہا کہ سب لوگ خالصتاً اللہ تعالیٰ کو یاد کرو تمہارے معبود تمہیں یہاں کوئی فائدہ نہ دیں گے عکرمہ نے کہا اللہ کی قسم! اگر اس دریا میں صرف اخلاص ہی نجات دے سکتا ہے تو خشکی میں اس کے علاوہ نجات نہیں اے اللہ! میرا تجھ سے وعدہ ہے اگر مجھے اس حالت سے نجات عطا فرمائے تو میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گا پھر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھ دوں گا تو میں ضرور انہیں معاف کرنے والا کریم پاؤں گا پھر وہ اسلام لائے عبداللہ بن ابی سرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاں چھپ گیا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو)

عَفُوًّا كَرِيْمًا فَأَسْلَمُوْا قَالَ وَأَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ سَرْحٍ فَإِنَّهٗ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمَّا دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَأْبٰى فَبَايَعَهٗ بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى أَصْحَابِهٖ فَقَالَ أَمَا كَانَ فِيْكُمْ رَجُلٌ يَقُوْمُ إِلٰى هٰذَا حِيْنَ رَآنِيْ كَفَفْتُ يَدِيْ عَنْ بَيْعَتِهٖ فَيَقْتُلَهٗ قَالُوْا وَمَا يُدْرِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا فِيْ نَفْسِكَ فَهَلَّا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ فَقَالَ إِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُوْنَ لَهٗ خَائِنَةُ أَعْيُنٍ۔

بلایا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! عبداللہ کو بیعت فرمائیں راوی فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور اسے تین بار دیکھا ہر مرتبہ نگاہ ہٹا لیتے تھے پھر تین کے بعد بیعت فرمایا پھر اپنے صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ جب اس نے دیکھا کہ میں نے اس کی بیعت سے ہاتھ روک لیا وہ اسے قتل کر دیتا انہوں نے عرض کیا ہمیں معلوم نہ ہوسکا کہ آپ کے دل میں کیا ہے؟ آپ نے اپنی آنکھ سے ہمیں اشارہ کیوں نہ کیا آپ نے فرمایا کسی نبی کے لیے جائز نہیں کہ وہ چور آنکھ سے دیکھے۔

١٢٣٧- حَدَّثَنَا أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

قِيْلَ لَهٗ هٰذَا مَا كَانَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ أَظْفَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔

أَلَا يَرٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ صَالَحَ أَوَّلًا قَدْ كَانَ دَخَلَ فِيْ صُلْحِهٖ ذٰلِكَ هٰؤُلَاءِ السِّتَّةُ النَّفَرِ ثُمَّ حَلَّتْ دِمَاؤُهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ بِأَسْبَابٍ حَدَثَتْ مِنْهُمْ بَعْدَ الصُّلْحِ وَكَذٰلِكَ أَبُوْ سُفْيَانَ أَيْضًا كَانَ فِي الصُّلْحِ۔

حضرت ابو امیہ فرماتے ہیں ہم سے احمد بن فضل نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اسی طرح ذکر کیا۔

تو اس معترض کو کہا جائے گا کہ یہ معاملہ اس کے بعد ہوا جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر کامیابی عطا فرمائی۔

کیا وہ نہیں دیکھتا کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ ان سے مصالحت کی تو اس میں یہ چھ افراد بھی داخل تھے اور اس کے بعد ان کا خون ان اسباب سے حلال ہو گیا جو صلح کے بعد پیدا ہوئے اسی طرح ابو سفیان بھی صلح میں تھے۔

١٢٣٨- ثُمَّ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَتَاهُ بِهِ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا أَبُوْ سُفْيَانَ قَدْ أَمْكَنَ اللّٰهُ مِنْهُ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَلَا عَهْدٍ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ

پھر جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ، ابو سفیان کو لے کر آئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے کسی عہد و پیمان کے بغیر اسے آپ کے قابو میں دیا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں فرمایا حتیٰ کہ اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان

رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى
العباس بعد ذلك بحقن دمائهم وكذلك
هبيرة بن أبي وهب المخزومي وابن
عمه كانا لجأا بعد دخول رسول الله
صلى الله عليه وسلم مكة إلى أم هانئ
رضي الله عنها فأراد علي
بن أبي طالب رضي الله عنه أن يقتلهما وقد
كانا دخلا في الصلح الأول ثم قد حلت
دماؤهما بعد ذلك بالأسباب التي كانت
منهما حتى أجارتهما أم هانئ رضي الله
عنها فحرمت بذلك دماؤهما وكذلك
من لم يدخل دار أبي سفيان يوم فتح مكة
ولم يغلق عليه بابه قد كان دخل
في الصلح الأول على غير اشتراط عليه فيه
دخول دار أبي سفيان ولا يغلق باب نفسه
عليه ثم حل دمه بعد الصلح الأول بالأسباب
التي كانت منه بعد ذلك.

کو پناہ دی تو ان کی پناہ کی وجہ سے ان کا خون محفوظ ہو گیا اسی طرح ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی اور اس کے چچا زاد بھائی کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے پناہ دی پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ فرمایا یہ دونوں پہلی صلح میں داخل تھے پھر ان اسباب کی وجہ سے جو ان سے صادر ہوئے ان کا خون حلال ہو گیا حتیٰ کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے ان کو پناہ دی اس سے ان کا خون حرام ہو گیا اسی طرح فتح مکہ کے دن جو آدمی حضرت ابوسفیان کے گھر داخل نہ ہوا یا جس نے اپنا دروازہ بند نہ کیا تھا تو وہ حضرت ابوسفیان کے گھر میں داخل ہونے یا اپنا دروازہ بند کرنے کی شرط کے بغیر صلح میں داخل تھا پھر صلح اول کے بعد ان اسباب کی وجہ سے جو اس کی طرف سے پائے گئے اس کا خون حلال ہو گیا۔

۱۲۰۶- فدل بما حدثنا إسحاق بن
إبراهيم بن يونس البغدادي قال ثنا محمد
بن منصور الطوسي قال ثنا يعقوب بن إبراهيم
بن سعد قال ثنا أبي عن ابن إسحاق قال حدثني
شعبة عن عبد الله بن أبي السفر عن الشعبي
عن عبد الله بن مطيع بن الأسود عن أبيه و
كان اسمه العاص فسماه رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم مطيعا قال سمعت رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم حين أمر
بقتل هؤلاء الرهط يقول لا تغزى
مكة بعد اليوم أبدا ولا يقتل رجل من
قريش صبرا بعد العام.

اسحٰق بن ابراہیم کی روایت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے وہ یوں ہے حضرت عبداللہ بن مطیع بن اسود اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا نام عاص تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام مطیع رکھا فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جس وقت آپ نے مکہ مکرمہ میں اس گروہ کے قتل کا حکم دیا تو فرمایا آج کے بعد مکہ مکرمہ میں کبھی بھی لڑائی نہیں ہو گی اور اس سال کے بعد قریش میں سے کوئی شخص بھی قید کر کے قتل نہیں کیا جائے گا۔

فَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ كَانَ غَزْوُهَا فِيْ ذٰلِكَ الْعَامِ بِخِلَافِ مَا بَعْدَهٗ مِنَ الْاَعْوَامِ فَفِيْ ذٰلِكَ مَا قَدْ دَلَّ عَلٰى اَنَّهٗ كَانَ لَا اَمَانَ لِاَهْلِهَا فِيْ ذٰلِكَ الْعَامِ لِاَنَّهَا لَا تَخْلُوْ مَنْ هُوَ فِيْ اَمَانٍ وَقَوْلُهٗ لَا يُقْتَلُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ صَبْرًا بَعْدَ ذٰلِكَ الْعَامِ لِذٰلِكَ ۔

تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اس سال کا غزوہ آئندہ سالوں کے برخلاف تھا اور اس میں اس بات پر بھی دلیل پائی جاتی ہے کہ اس سال اہل مکہ کے لیے امان نہیں تھی کیونکہ جو شخص امان میں ہو اس سے لڑائی نہیں کی جاتی اور آپ کا ارشاد گرامی کہ اس سال کے بعد کسی قریشی کو قید کر کے قتل نہیں کیا جائے گا اس کا مطلب بھی یہی تھا۔

فَفِيْمَا رَوَيْنَا وَذَكَرْنَا مِنَ الْاٰثَارِ وَكَشَفْنَا مِنَ الدَّلَائِلِ مَا تَقُوْمُ الْحُجَّةُ بِهٖ فِيْ كَشْفِ مَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَاتِّضَاحِ فَتْحِ مَكَّةَ اَنَّهٗ عَنْوَةً وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ ۔

جو روایات ہم نے نقل کی ہیں اور دلائل واضح کئے ہیں انہوں نے اس اختلاف کو کھول کر بیان کر دیا اور اس بات کی وضاحت کر دی کہ مکہ مکرمہ بطور غلبہ فتح ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

۱۳۵۰ - وَلَقَدْ رُوِيَ فِيْ اَمْرِ مَكَّةَ مَا يَمْنَعُ اَنْ يَكُوْنَ صُلْحًا مَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ صَالِحٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ ح وَحَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُكَيْرٍ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ لَهِيْعَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَقَدْ اَظْهَرَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِسْلَامَ فَاَسْلَمَ اَهْلُ مَكَّةَ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ حَتّٰى اِنْ كَانَ لَيَقْرَأُ بِالسَّجْدَةِ وَيَسْجُدُ فَيَسْجُدُوْنَ فَمَا يَسْتَطِيْعُ بَعْضُهُمْ اَنْ يَّسْجُدَ مِنَ الزِّحَامِ وَضِيْقِ الْمَكَانِ لِكَثْرَةِ النَّاسِ حَتّٰى قَدِمَ رُؤُوْسُ قُرَيْشٍ الْوَلِيْدُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ وَاَبُوْ جَهْلٍ وَغَيْرُهُ فَكَانُوْا بِالطَّائِفِ فِيْ اَرَاضِيْهِمْ فَقَالَ اَتَدَعُوْنَ دِيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَفَرُوْا ۔

مکہ مکرمہ کے مسئلہ میں صلح کے خلاف یہ حدیث مروی ہے حضرت مسور بن مخرمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو ظاہر فرمایا پس اہل مکہ نے اسلام قبول کیا اور یہ بات نماز کے فرض ہونے سے پہلے کی ہے حتیٰ کہ آپ آیت سجدہ پڑھتے اور سجدہ کرتے تو وہ بھی سجدہ کرتے اور لوگوں کی کثرت کے باعث اور جگہ کی قلت کے سبب ان میں سے بعض سجدہ نہیں کر سکتے تھے یہاں تک کہ قریش کے سردار ولید بن مغیرہ اور ابو جہل وغیرہ آئے اور وہ طائف میں اپنی زمینوں پر گئے ہوئے تھے تو وہ کہنے لگا کیا تم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دین کو مانتے ہو چنانچہ انہوں نے انکار کر دیا۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِنَّ اِسْلَامَ اَهْلِ مَكَّةَ قَدْ كَانَ تَقَدَّمَ وَاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ فَكَيْفَ

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں یہ بات ہے کہ اہل مکہ پہلے اسلام لائے پھر انہوں نے کفر کیا تو کیسے جائز تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

أن يؤمنهم رسول الله صلى الله عليه وسلم قوما ارتدوا من بعد قدرته عليهم هذا لا يجوز عليه صلى الله عليه وسلم ولقد أجمع المسلمون جميعا أن المرتد يمنع الطعام إلا ما يقوم بنفسه ويحال بينه وبين سعة العيش والتصرف في أرض الله حتى يراجع دين الله تعالى أو يأبى ذلك فيمضي عليه حكم الله تعالى وأنه لو سأل الإمام أن يؤمنه على أن يقيم مرتدا في دار الإسلام أن الإمام لا يجيبه إلى ذلك ولا يعطيه ما سأل ففي ثبوت ما ذكرنا من إجماع المسلمين على ما وصفنا دليل وحجة قاطعة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يؤمن أهل مكة بعد قدرته عليهم وظفره بهم والله أعلم بالصواب.

سے جائز نہیں حالانکہ اس بات پر اجماع ہے کہ مرتد کے طعام میں رکاوٹ ڈالی جائے البتہ جتنا وہ کھا سکے اسے دیا جائے (عیش عشرت اور زمین میں تصرف کرنے پر پابندی لگائی جائے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف لوٹ آئے یا اس کا انکار کر دے پھر اس پر اللہ تعالیٰ کا حکم جاری ہوگا (قتل کیا جائے گا) اگر وہ مسلمان بادشاہ سے سوال کرے کہ وہ اسے حالتِ ارتداد میں بھی دارالاسلام کے اندر امن دے تو بادشاہ اس کی بات نہ مانے اور اس کا مطالبہ پورا نہ کرے جو کچھ ہم نے مسلمانوں کے اجماع کے سلسلے میں ذکر کیا ہے اس پر واضح اور قطعی دلیل پائی جاتی ہے وہ یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ پر قدرت حاصل کرنے اور فتح پانے کے بعد ان کو امن نہیں دیا۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جانتا ہے۔

کِتَابُ الْبُیُوْعِ

خرید و فروخت کا بیان

بَابُ بَیْعِ الشَّعِیْرِ بِالْحِنْطَةِ مُتَفَاضِلًا

۱۲۵۱: حَدَّثَنَا یُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی الصَّدَفِیُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ اَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهٗ اَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِیْدٍ حَدَّثَهٗ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ اَرْسَلَ غُلَامًا لَهٗ بِصَاعٍ مِنْ قَمْحٍ فَقَالَ لَهٗ بِعْهُ ثُمَّ اشْتَرِ بِهٖ شَعِیْرًا فَذَهَبَ الْغُلَامُ فَاَخَذَ صَاعًا وَزِیَادَةً بَعْضَ صَاعٍ فَلَمَّا جَاءَ مَعْمَرًا اَخْبَرَهٗ فَقَالَ لَهٗ مَعْمَرٌ لِمَ فَعَلْتَ اِنْطَلِقْ فَرُدَّهٗ وَلَا تَاْخُذْ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَاِنِّیْ كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلطَّعَامُ بِالطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَكَانَ طَعَامُنَا يَوْمَئِذٍ الشَّعِيْرَ قِيْلَ لَهٗ فَاِنَّهٗ لَيْسَ مِثْلَهٗ قَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ يُضَارِعَ۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰی هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَلَّدُوْهُ وَقَالُوْا لَا يَجُوْزُ بَيْعُ الْحِنْطَةِ بِالشَّعِيْرِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ۔

وَخَالَفَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ فَقَالُوْا لَا بَاْسَ بِبَيْعِ الْحِنْطَةِ بِالشَّعِيْرِ مُتَفَاضِلًا مِثْلَيْنِ

گندم کے بدلے جو، کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا

حضرت بسر بن سعید، حضرت معمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے غلام کو گندم کا ایک صاع دے کر بھیجا پھر فرمایا کہ اس کے بدلے جو خرید لاؤ غلام گیا اور ایک صاع سے زائد جو لایا حضرت معمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر اس نے بتایا تو حضرت معمر نے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا اسے واپس کرو اور برابر برابر لو میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ نے فرمایا غلہ غلہ کے بدلے برابر برابر ہو اور ان دنوں ہمارا غلہ جو تھا ان سے کہا گیا کہ یہ اس کی مثل نہیں تو فرمایا مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ یہ اس کے مشابہ ہو۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس حدیث کی طرف گئی ہے انہوں نے اس کو اپناتے ہوئے فرمایا کہ گندم کو جو کے بدلے صرف برابر برابر ہی بیچا جائے لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ گندم کو جو کے بدلے کمی زیادتی کے ساتھ ایک مثل کے

عليه الآخرون من ذلك۔ وكان من الحجة لهم على أهل المقالة الأولى أن الحديث الذي احتجوا به في ذلك إنما هو في الخبر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان يسمعه يقول الطعام بالطعام مثلا بمثل ثم قال معمر وكان طعامنا يومئذ الشعير فقد يجوز أن يكون النبي صلى الله عليه وسلم أراد بقوله الذي حكاه عنه معمر الطعام الذي كان طعامهم يومئذ فيكون ذلك على الشعير بالشعير فلم يكن في هذا الحديث شيء من ذكر الحنطة بالشعير عن النبي صلى الله عليه وسلم وإنما ذكر فيه فإنما هو ما قاله معمر من رأيه ومن تأويله ما كان سمع من النبي صلى الله عليه وسلم ألا ترى أنه قيل له فإنه ليس بمثله فلم ينكر ذلك على من قاله وكان جوابه له إني أخشى أن يضارع فكأنه خاف أن يكون قول النبي صلى الله عليه وسلم الذي سمعه يقوله هو ما ذكرنا بالحرمة على الأطعمة كلها فتوقى ذلك وتنزه عنه للريب الذي وقع في قلبه منه فلما انتفى أن يكون في هذا الحديث حجة لأحد الفريقين على صاحبه نظرنا هل في غيره ما يدلنا على حكم ذلك كيف هو فاعتبرنا ذلك۔

۲۲۔ فإذا علي بن شيبة قد حدثنا قال ثنا يزيد بن هارون قال أخبرنا سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن مسلم بن يسار عن أبي الأشعث عن عبادة بن الصامت

سے دو گنا یا زیادہ بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

پہلے قول والوں نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے انہوں نے ان کے خلاف اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت معمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ وہ آپ سے سن رہے تھے آپ نے فرمایا کہ غلے کے بدلے غلہ برابر برابر ہو پھر حضرت معمر نے فرمایا کہ ان دنوں ہمارا غلہ جو تھے تو ممکن ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے جو حضرت معمر نے آپ سے روایت کیا وہ غلہ مراد ہو جو ان دنوں تھا تو جو کی جو سے بیع مراد ہوگی لہٰذا اس حدیث میں جو کے بدلے گندم کی بیع کے بارے میں کچھ بھی مذکور نہیں جو کچھ مذکور ہے وہ حضرت معمر رضی اللہ عنہ کی اپنی رائے ہے اور جو کچھ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اس کی تاویل ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ان سے کہا گیا یہ اس کی مثل نہیں یا اس کی نوع سے نہیں تو انہوں نے اس بات کا انکار نہیں فرمایا ان کا جواب تھا کہ مجھے اس کے مشابہ ہونے کا خوف ہے گویا ان کو اس بات کا ڈر تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں جسے انہوں نے سنا اور ہم نے بیان کیا تمام غلے مراد نہ ہوں تو وہ محض شک کی وجہ سے جو ان کے دل میں پیدا ہوا اس سے بچتے تھے جب اس حدیث میں کسی ایک گروہ کے لیے دلیل کی نفی ہو گئی تو ہم نے دوسری روایات کو دیکھا کہ کیا ان میں اس کے حکم پر کوئی دلیل ہے کہ وہ کیسا ہے؟

تو حضرت ابوالاشعث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! تم نے نئے قسم کے سودے جاری کیے جن کو میں نہیں جانتا بے شک سونا، سونے کے بدلے برابر

أَتَى ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ قَدْ أَحْدَثْتُمْ بُيُوعًا لَا أَدْرِي مَا هِيَ وَإِنَّ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا وَالْفِضَّةَ وَزْنًا بِوَزْنٍ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةُ أَكْثَرُهُمَا يَدًا بِيَدٍ لَا يَصْلُحُ نَسِيئَةً وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ حَتَّى عَدَّ الْمِلْحَ مِثْلًا بِمِثْلٍ مَنْ زَادَ وَاسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى۔

برابر ہو اس کی ڈلی ہو یا سکہ، چاندی، چاندی کے بدلے اس کی ڈلی ہو یا سکہ، سونے کو چاندی کے بدلے یوں بیچنے میں کوئی حرج نہیں کہ چاندی زیادہ ہو لیکن نقد ہو ادھار صحیح نہیں گندم، گندم کے بدلے ایک مُد ایک مُد کے بدلے، نقد ہو جو، جو کے بدلے ایک مُد، ایک مُد کے بدلے ہو اور نقد ہو گندم کے بدلے جو اس طرح بیچا کہ جو زیادہ ہوں ہاتھوں ہاتھ (نقد) صحیح ہے ادھار صحیح نہیں کھجور، کھجور کے بدلے حتیٰ کہ نمک کو شمار کیا کہ برابر جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا اس شخص نے سُود کا معاملہ کیا۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَهَذَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ قَدْ خَالَفَ مَعْمَرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فِيمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ مِمَّا ذَكَرْنَا عَنْهُ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هَذَا الْكَلَامُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت امام ابوجعفر رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس موقف کی مخالفت کر رہے ہیں جو ہم نے پہلی حدیث کے ضمن میں ان سے نقل کیا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ بات روایت کی ہے۔

۱۲۵۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ وَرَجُلٍ آخَرَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ وَلَا الْبُرَّ بِالْبُرِّ وَلَا الشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ وَلَا التَّمْرَ بِالتَّمْرِ وَلَا الْمِلْحَ بِالْمِلْحِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ عَيْنًا بِعَيْنٍ يَدًا بِيَدٍ وَلَكِنْ بِيعُوا الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيرِ وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ وَالتَّمْرَ بِالْمِلْحِ وَالْمِلْحَ بِالتَّمْرِ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْتُمْ قَالَ وَنَقَصَ أَحَدُهُمَا التَّمْرَ بِالْمِلْحِ وَزَادَ الْآخَرُ مَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى۔

حضرت محمد بن سیرین، حضرت مسلم بن یسار اور ایک دوسرے شخص سے اور وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کو سونے کے بدلے، چاندی کو چاندی کے بدلے گندم کو گندم کے بدلے جَو کو جَو کے بدلے کھجور کو کھجور کے بدلے اور نمک کو نمک کے بدلے برابر بیچو لیکن سونے کو چاندی کے بدلے چاندی کو سونے کے بدلے گندم کو جو کے بدلے، جو کو گندم کے بدلے کھجور کو نمک کے بدلے اور نمک کو کھجور کے بدلے نقد جیسے چاہو بیچو کھجور اور نمک میں سے ایک چیز کم ہو اور دوسری زیادہ ہو تو جائز ہے (ایک جنس کی اشیاء میں) جو زیادہ دے یا زیادہ لے اس نے سُود کا معاملہ کیا۔

۱۲۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت وہیب حضرت ایوب سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ الْكَيْسَانِيُّ قَالَ ثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي يُوسُفَ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ قَالَ سَمِعْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ وَلَا التَّمْرَ بِالتَّمْرِ وَلَا الْحِنْطَةَ بِالْحِنْطَةِ وَلَا الشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ وَلَا الْمِلْحَ بِالْمِلْحِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ عَيْنًا بِعَيْنٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى وَلَكِنْ بِيعُوا الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ وَالْحِنْطَةَ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرَ بِالْمِلْحِ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْتُمْ۔

حضرت ابوالاشعث فرماتے ہیں میں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ فرماتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، کھجور کے بدلے کھجور، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو اور نمک کے بدلے نمک کو برابر برابر بیچو جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا اس نے سُودی کاروبار کیا البتہ سونے کو چاندی کے بدلے، گندم کو جو کے بدلے، کھجور کو نمک کے بدلے ہاتھوں ہاتھ (نقد) جیسے چاہو بیچ سکتے ہو۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ مُسْلِمٍ الْمَكِّيِّ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُبَاعَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ تِبْرُهُ وَعَيْنُهُ إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَذَكَرَ الشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرَ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ كَيْلًا بِكَيْلٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الشَّعِيرِ بِالْحِنْطَةِ يَدًا بِيَدٍ وَالشَّعِيرُ أَكْثَرُهُمَا

ایک دوسرے طریق سے بھی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کا ٹکڑا اور سکہ سونے کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا مگر یہ کہ دونوں کا وزن برابر ہو۔ چاندی کا ٹکڑا اور اس کا سکہ چاندی کے بدلے بھی برابر برابر وزن ہو آپ نے جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور، نمک کے بدلے نمک کا ذکر فرمایا کہ پیمانہ پیمانہ کے برابر ہو جس نے زیادہ دیا یا زیادہ کیا اس نے سُود کمایا جو کو گندم کے بدلے ہاتھوں ہاتھ یوں بیچنا کہ جو زیادہ ہوں اس سے کوئی حرج نہیں۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت ابوقلابہ حضرت ابوالاشعث سے وہ حضرت عبادہ بن صامت سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ

حضرت محمد بن سیرین، حضرت مسلم بن یسار اور ایک دوسرے شخص سے روایت کرتے ہیں ان دونوں نے بیان

قال ثنا سلمة بن علقمة عن محمد بن سيرين عن مسلم بن يسار ورجل آخر حدثاه أو حدثنا قال جمع المنزل بين عبادة بن الصامت ومعاوية في كنيسة أو بيعة فحدث عبادة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تبيعوا الذهب بالذهب ولا الورق بالورق ولا البر بالبر ولا الشعير بالشعير ولا التمر بالتمر ولا الملح بالملح إلا سواء بسواء عينا بعين قال أحدهما ولم يقل الآخر قال عبادة أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نبيع الذهب بالفضة والبر بالشعير والشعير بالبر يدا بيد كيف شئنا۔

قال أبو جعفر ففي هذه الآثار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم إباحة بيع الشعير بالحنطة مثلين بمثل فقد ثبت القول بذلك من طريق الآثار ثم التمسنا حكم ذلك بعد من طريق النظر لنعلم كيف هو فرأينا أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم رضي الله عنهم قد اختلفوا في كفارة اليمين من الحنطة كم هي فقال بعضهم هي نصف صاع لكل مسكين وقال بعضهم هي مد لكل مسكين فكان الذين جعلوها من الحنطة نصف صاع يجعلونها من الشعير صاعا وكان الذين جعلوها من الحنطة مدا يجعلونها من الشعير مدين وقد ذكرنا ذلك بأسانيده عنهم في غير هذا الموضع فثبت بذلك أنهما نوعان مختلفان لأنهما لو كانا من نوع واحد إذا لأجزى من أحدهما ما يجزي من الآخر فإن قال قائل إنما زيد في الشعير

کیا کہ حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما عیسائیوں کی ایک عبادت گاہ میں جمع ہوئے (کنیسہ اور بیعہ یہودیوں کے عبادت خانہ یا عیسائیوں کے گرجے کو کہتے ہیں) حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کو سونے کے بدلے چاندی کو چاندی کے بدلے گندم کو گندم کے بدلے، جو کو جو کے بدلے، کھجور کو کھجور کے بدلے، نمک کو نمک کے بدلے برابر برابر بیچو۔ ان میں سے ایک راوی نے فرمایا اور دوسرے نے نہیں کہا کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سونے کو چاندی کے بدلے، گندم کو جو کے بدلے اور جو کو گندم کے بدلے ہاتھوں ہاتھ جس طرح چاہیں بیچ سکتے ہیں۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ان روایات میں جو کی گندم کے بدلے دو مثل کی ایک مثل کے ساتھ بیع کا جواز ہے روایات کے طریقے پر یہ بات ثابت ہو گئی پھر ہم نے غور و فکر کے طریقے پر اس کا حکم تلاش کیا کہ وہ کیا ہے؟ تو ہم نے دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کفارہ قسم کے سلسلے میں گندم کے بارے میں اختلاف کیا کہ وہ کس قدر ہے بعض نے فرمایا ہر مسکین کے لیے نصف صاع ہے اور بعض نے فرمایا کہ ہر مسکین کے لیے ایک مد ہے جنہوں نے نصف صاع گندم کو کفارہ قرار دیا وہ جو سے ایک صاع مقرر کرتے ہیں اور جو لوگ ایک مد گندم سے حکم کرتے ہیں وہ دو مد کو کفارہ قرار دیتے ہیں یہ بات ہم دوسرے مقام پر سند کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں الگ الگ نوع ہیں کیونکہ اگر یہ ایک ہی نوع سے ہوتیں تو ایک سے جس قدر کفایت کرتی وہی مقدار دوسری سے بھی کافی ہوتی۔ اگر کوئی کہے کہ گندم کے مقابلے میں جو کو اس لیے زیادہ

فلم تجعل فى ذلك من الحنطة بعلو الحنطة
على الشعير فالجواب له فى ذلك انا رأينا
ما يعطى من جيد الحنطة ومن رديها فى كفارة
اليمين سواء وكذلك الشعير الا ترى من وجبت
عليه كفارة يمين فاعطى كل مسكين نصف مد
حنطة يبلغ نصف صاع ان ذلك لا يجزئه من
نصف صاع ولا من مد فما كان مما ذكرنا كذلك
الا ان الشعير يؤدى منه فى كفارة الايمان
مثل ما يؤدى من الحنطة فثبت بذلك انه
فى اخلاف الحنطة فثبت بذلك ان لا بأس
ببيعه بالحنطة مثلين بمثل والاكثر من
ذلك وهذا قول ابى حنيفة وابى يوسف
ومحمد۔

رکھا گیا کہ گندم بھاری ہوتی ہے جبکہ جو ہلکے ہوتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ قسم کے کفارہ میں عمدہ اور ردی دونوں قسم کی گندم برابر برابر جاتی ہے اسی طرح جو کا حکم ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جس پر قسم کا کفارہ واجب ہو جائے اور وہ ہر مسکین کو نصف مُد دے جو نصف صاع کے برابر ہو تو یہ نصف صاع کی جگہ کفایت نہیں کرے گی اور نہ ایک مُد کی جگہ کافی ہو گی تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ بھی اسی طرح ہے اور قسموں کے کفاروں میں جو اس طرح ادا کئے جاتے تھے جس طرح گندم سے کفارہ ادا ہوتا تھا اس سے ثابت ہوا کہ یہ (جو) گندم کے خلاف نوع ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک مثل گندم کے بدلے دو مثل یا زائد جو بیچے جا سکتے ہیں یہ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

باب بيع الرطب بالتمر

چھوہاروں کے بدلے کھجور کی بیع

١١٥٩- حدثنا يونس بن عبد الاعلى قال ثنا ابن وهب ان مالكا واسامة بن زيد حدثاه عن عبد الله بن يزيد مولى الاسود بن سفيان ان زيدا ابا عياش اخبره انه سأل سعدا عن السلت بالبيضاء فقال سعد شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم يسأل عن الرطب بالتمر فقال اينقص الرطب اذا جف فقالوا نعم قال فلا اذا وكرهه۔

حضرت ابو عیاش خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے گندم کو جو کے بدلے بیچنے کے بارے میں پوچھا تو حضرت سعد نے فرمایا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ سے چھوہاروں کے بدلے کھجور کی بیع کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا کیا کھجور خشک ہو کر کم ہو جاتی ہے انہوں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا تو پھر یہ جائز نہیں اور آپ نے ناپسند فرمایا

١١٦٠- حدثنا صالح بن عبد الرحمن قال ثنا القعنبي قال ثنا مالك عن عبد الله بن يزيد عن زيد ابى عياش عن سعد بن ابى وقاص قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فذكر مثله۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا پھر انہوں نے اس (پہلی حدیث) کی مثل ذکر کیا۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الى هذا

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک

الحديث فقلدوه وجعلوه أصلا وعملوا به [في] بيع الرطب بالتمر، وممن ذهب إلى ذلك أبو يوسف ومحمد بن الحسن رحمة الله عليهما.

وخالفهم في ذلك آخرون فجعلوا الرطب والتمر نوعا واحدا وأجازوا بيع كل واحد منهما بصاحبه مثلا بمثل، وكرهوه نسيئة. فاعتبرنا هذا الحديث الذي احتج به عليهم مخالفهم هل دخله شيء.

۱۳۶۱ - فإذا ابن أبي داود قد حدثنا قال ثنا يحيى بن صالح الوحاظي قال ثنا معاوية بن سلام عن يحيى بن أبي كثير عن عبد الله بن يزيد أن زيدا أبا عياش أخبره عن سعد بن أبي وقاص أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع الرطب بالتمر نسيئة.

هذا أصل الحديث فيه ذكر النسيئة زاده يحيى بن أبي كثير على مالك بن أنس فهو أولى وقد روى هذا الحديث أيضا غير عبد الله بن يزيد على مثل ما رواه يحيى بن أبي كثير أيضا.

۱۳۶۲ - حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرنا عمرو بن الحارث عن بكير بن عبد الله حدثه عن عمران بن أبي أنس أن مولى لبني مخزوم حدثه أنه سأل سعد بن أبي وقاص عن الرجل يسلف الرجل الرطب بالتمر إلى أجل فقال سعد نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن هذا.

فهذا عمران بن أبي أنس وهو رجل متقدم معروف قد روى هذا الحديث كما رواه يحيى فكان ينبغي في تصحيح معاني الآثار أن يكون حديث عبد الله

جماعت اسی حدیث کی طرف گئی ہے انہوں نے اس پر عمل کرتے ہوئے اسے اصل قرار دیا اور چھوہاروں کے بدلے تر کھجوروں کی بیع کو منع کیا حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ بھی ان حضرات میں شامل ہیں۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کھجور اور چھوہارے کو ایک قسم قرار دیا اور ان میں سے ہر ایک کو دوسری کے بدلے میں برابر برابر بیچنا جائز قرار دیا لیکن ادھار کے طور پر ناجائز کہا چنانچہ ہم نے دیکھا کہ ان مخالفین نے جس حدیث سے استدلال کیا اس میں کوئی اور بات داخل ہے۔

تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوہاروں کے بدلے کھجوروں کو بطور ادھار بیچنے سے منع فرمایا تو اس حدیث کی اصل یہ ہے اور اس میں ادھار کا ذکر ہے یحییٰ بن ابی کثیر (اس حدیث کے راوی) نے مالک بن انس (پہلی حدیث کے راوی) کی نسبت اضافہ کے ساتھ بیان کیا اور یہ اولیٰ ہے اسے عبد اللہ بن یزید کے علاوہ حضرات نے بھی یحییٰ بن ابی کثیر کی مثل روایت کیا ہے۔

حضرت عمران بن ابی انس جو بنو مخزوم کے آزاد کردہ غلام ہیں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو کسی کو ایک میعاد پر چھوہاروں کے بدلے کھجوریں دیتا ہے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔

تو یہ حضرت عمران بن ابی انس ہیں جو مقدم اور معروف ہیں انہوں نے حضرت یحییٰ کی روایت کی طرح روایت کیا تو معانی احادیث کی تصحیح کا تقاضا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن یزید کی مخالف غیر روایت اٹھ جائے اور حضرت عمران کی یہ روایت

فَلَمَّا اخْتَلَفَ عَنْهُ فِيْهِ اَنْ يَرْتَفِعَ وَ
يَثْبُتَ حَدِيْثُ غَيْرِهٖ اَنَّ هٰذَا فَيَكُوْنُ هٰذَا النَّهْيُ
الَّذِيْ جَاءَ فِيْ حَدِيْثِ سَعْدٍ هٰذَا اِنَّمَا هُوَ لِعِلَّةِ
النَّسِيْئَةِ لَا لِغَيْرِ ذٰلِكَ فَهٰذَا سَبِيْلُ هٰذَا
الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ تَصْحِيْحِ الْاٰثَارِ۔

ثابت رہے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں جو نہی آئی ہے وہ ادھار کی وجہ سے ہوگی کسی اور وجہ سے نہیں مطابق روایات کی تصحیح کے طور پر اس باب کا بیان یہ ہے۔

وَاَمَّا وَجْهُهُ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ فَاِنَّا
قَدْ رَاَيْنَاهُمْ لَا يَخْتَلِفُوْنَ فِيْ بَيْعِ الرُّطَبِ
بِالرُّطَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ اَنَّهٗ جَائِزٌ وَكَذٰلِكَ التَّمْرُ
بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَاِنْ كَانَتْ فِيْ اَحَدِهِمَا رُطُوْبَةٌ
لَيْسَتْ فِي الْاٰخَرِ وَكُلُّ ذٰلِكَ يَنْقُصُ اِذَا بَقِيَ نُقْصَانًا
مُخْتَلِفًا وَيَجِفُّ فَلَمْ يَنْظُرُوْا اِلٰى ذٰلِكَ فِيْ حَالِ
بُيُوْعِهِمْ فَيُبْطِلُوا الْبَيْعَ بِهٖ بَلْ نَظَرُوْا اِلٰى
حَالِهٖ فِيْ وَقْتِ وُقُوْعِ الْبَيْعِ فَعَمِلُوْا
عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يُرَاعُوْا مَا يَؤُوْلُ اِلَيْهِ بَعْدَ
ذٰلِكَ مِنْ جُفُوْفٍ وَنُقْصَانٍ فَالنَّظَرُ عَلٰى ذٰلِكَ
اَنْ يَكُوْنَ كَذٰلِكَ الرُّطَبُ بِالتَّمْرِ يُنْظَرُ اِلٰى
حَالِهٖ فِيْ وَقْتِ وُقُوْعِ الْبَيْعِ وَلَا يُنْظَرُ اِلٰى
مَا يَؤُوْلُ اِلَيْهِ مِنْ تَغَيُّرٍ وَجُفُوْفٍ وَهٰذَا
قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَهُوَ النَّظَرُ
عِنْدَنَا۔

اور غور وفکر کے طور پر اس کا بیان یوں ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کھجوروں کو کھجوروں کے بدلے برابر برابر بیچنے کے جواز میں فقہاء کرام کا کوئی اختلاف نہیں اسی طرح چھواروں کو چھواروں کے بدلے برابر بیچنا بھی جائز ہے اگرچہ ان میں سے ایک میں رطوبت ہے جو دوسری میں نہیں ہے ان میں سے ہر ایک باقی رہنے اور خشک ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کچھ کم ہو جاتی ہے لیکن انہوں نے خشکی کی حالت میں اس بات کا لحاظ کر کے بیع کو باطل نہیں کیا بلکہ انہوں نے سودا ہوتے وقت کی حالت کو دیکھا اور اس پر عمل کیا مستقبل میں اس کے خشک یا کم ہو جانے کو مدنظر نہیں رکھا تو قیاس کا تقاضا ہے کہ کھجوروں اور چھواروں کا بھی یہی حکم ہو بیع کے وقت ان کو دیکھا جائے اور مستقبل میں تبدیلی یا خشکی کا لحاظ نہ کیا جائے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۳۳ تَلَقِّي الْجَلَبِ

باہر جا کر سوداگروں سے ملنا

۳۳۲: حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ
قَالَ ثَنَا اَسَدٌ قَالَ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ قَالَ اَنَا
سِمَاكٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَقْبِلُوا
السُّوْقَ وَلَا يَتَلَقَّ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بازار سے آگے نہ بڑھو اور نہ ہی تم میں سے کوئی دوسرے سے (بازار میں آنے سے پہلے) ملاقات کرے۔

۳۳۱: وَحَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا
يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ قَالَ

ایک دوسرے طریق سے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ

ثَنَا سِمَاكٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَقْبِلُوا السُّوْقَ۔

وسلم نے فرمایا بازار سے آگے نہ بڑھو

١٢٦٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُونُسَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَلَقَّى السِّلَعُ حَتّٰى تَدْخُلَ الْأَسْوَاقَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودا بیچنے والوں کے بازار میں داخل ہونے سے پہلے ان سے ملاقات کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

١٢٦٦۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت ابن نمیر نے بیان کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

١٢٦٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ أَخْبَرَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَلَقَّوُا الْبُيُوْعَ

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سودا بیچنے والوں (کے بازار میں پہنچنے سے پہلے ان) سے ملاقات نہ کرو۔

١٢٦٨۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَزِيْزٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا سَلَامَةُ بْنُ رَوْحٍ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُتَلَقَّى السِّلَعُ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا الْأَسْوَاقَ

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک سوداگر بازار میں اتر نہ جائیں ان سے ملاقات نہ کی جائے۔

١٢٦٩۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْخَيَّاطِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سواروں (سودا لانے والوں) سے ملاقات کرنے سے منع فرمایا۔

١٢٧٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَقَّوْا شَيْئًا مِنَ الْبَيْعِ حَتّٰى يَقْدَمَ سُوْقَكُمْ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوداگروں سے (آگے جاکر) نہ ملو یہاں تک کہ سودا تمہارے بازار میں آجائے۔

١٢٧١۔ وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے

... بن زیاد قال ثنا شعبة عن عدي بن ثابت قال سمعت أبا حازم يحدث عن أبي هريرة قال نهينا أو نهي عن التلقي.

حدثنا أبو بكرة قال ثنا مؤمل بن إسماعيل قال ثنا سفيان عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تلقوا الركبان.

حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا بشر بن عمر قال ثنا شعبة عن الحكم عن ابن أبي ليلى عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تلقوا الجلب.

قال أبو جعفر فذهب قوم إلى هذه الآثار فقالوا من تلقى شيئا قبل دخوله السوق فاشتراه فشراؤه باطل. وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا كل مدينة يضر التلقي بأهلها فالتلقي فيها مكروه والشراء جائز وكل مدينة لا يضر التلقي بأهلها فلا بأس بالتلقي فيها.

واحتجوا في ذلك بما حدثنا فهد قال ثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال ثنا علي بن مسهر عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر قال كنا نتلقى الركبان فنشتري منهم الطعام جزافا فنهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نبيعه حتى نحوله من مكانه أو ننقله.

وحدثنا ربيع الجيزي قال ثنا حسان بن غالب قال ثنا يعقوب بن عبد الرحمن عن موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر

ہیں سوداگروں سے (آگے جاکر ملنے سے) انہیں منع کیا گیا یا فرمایا منع کیا گیا۔

حضرت اعرج، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سواروں (سے آگے جاکر) نہ ملو

حضرت ابن ابی لیلی، ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (آگے جاکر) سوداگروں سے نہ ملو۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے ان روایات سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص کسی چیز کے بازار میں پہنچنے سے پہلے باہر جاکر اس (کے مالک) سے ملتا ہے پھر اسے خریدتا ہے تو اس کا سودا باطل ہے لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ جس شہر میں سوداگروں کو آگے جاکر ملنے سے شہر والوں کو نقصان پہنچتا ہے اس میں ایسی ملاقات مکروہ ہے لیکن سودا جائز ہے اور جہاں سوداگروں سے باہر جاکر ملاقات کرنے سے

ان حضرات نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم (آگے جاکر) سواروں سے ملتے اور ان سے اندازے کے ساتھ غلہ خریدتے (یعنی بازاروں والے بھاؤ پر نہ خریدتے) تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ ہم اسے اس کی جگہ سے پھیر دیں یا منتقل کر دیں۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (صحابہ کرام) عہد رسالت میں باہر سے آنے والے تاجروں سے غلہ خریدتے تھے تو آپ کچھ حضرات کو

أَنَّهُمْ كَانُوا يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ عَلَيْهِمْ مَنْ يَمْنَعُهُمْ أَنْ يَبِيعُوهُ حَيْثُ اشْتَرَوْهُ حَتَّى يُبَلِّغُوهُ إِلَى حَيْثُ يَبِيعُونَ الطَّعَامَ۔

بھیجتے تاکہ وہ اس جگہ بیچنے سے منع کریں جہاں سے خریدا ہے بلکہ وہاں پہنچائیں جہاں غلہ بیچتے ہیں۔

فَفِي هٰذِهِ الْآثَارِ إِبَاحَةُ التَّلَقِّي وَفِي الْأُوَلِ النَّهْيُ عَنْهُ فَأَوْلَى بِنَا أَنْ نَجْعَلَ ذٰلِكَ عَلَى غَيْرِ التَّضَادِّ وَالتَّعَارُضِ فَيَكُونُ مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنَ التَّلَقِّي لِمَا فِي ذٰلِكَ مِنَ الضَّرَرِ عَلَى غَيْرِ الْمُتَلَقِّينَ الْمُقِيمِينَ فِي الْأَسْوَاقِ وَيَكُونُ مَا أُبِيحَ مِنَ التَّلَقِّي هُوَ الَّذِي لَا ضَرَرَ فِيهِ عَلَى الْمُقِيمِينَ فِي الْأَسْوَاقِ۔ ١٢٧٦- فَهٰذَا وَجْهُ هٰذِهِ الْآثَارِ عِنْدَنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

تو ان روایات میں (باہر جاکر) ان سوداگروں سے ملنے کی اجازت ہے جب کہ پہلی روایات میں ممانعت ہے تو ہمارے لیے بہتر ہے کہ ہم انہیں ایسے مفہوم پر محمول کریں جس سے ان کی درمیان تضاد ثابت نہ ہو تو جس ملاقات کو منع کیا گیا ہے وہ اس صورت میں ہے جب ملاقات نہ کرنے والوں اور بازاروں میں ٹھہرے رہنے والوں کو اس سے نقصان پہنچے اور جس ملاقات کی اجازت دی گئی یہ وہ ہے جس سے بازاروں میں ٹھہرے رہنے والوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہمارے نزدیک ان روایات کا یہی مفہوم ہے۔

وَاحْتَجُّوا فِي إِجَازَةِ الشِّرَاءِ مَعَ التَّلَقِّي الْمَنْهِيِّ عَنْهُ بِمَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَقَّوُا الْجَلَبَ فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرَى مِنْهُ شَيْئًا فَهُوَ بِالْخِيَارِ إِذَا أَتَى السُّوقَ۔

(باہر جاکر) سوداگروں سے ملاقات کی ممانعت کے باوجود خریداری کے صحیح ہونے پر ان حضرات نے یوں استدلال کیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (باہر جاکر) سوداگروں سے ملاقات نہ کرو جس نے ان سے ملاقات کی اور کچھ سودا خریدا تو بازار میں آنے کے بعد اسے اختیار ہے۔

١٢٧٧- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَقَّوُا الْجَلَبَ وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَالْبَائِعُ بِالْخِيَارِ إِذَا دَخَلَ السُّوقَ۔

حضرت ابن سیرین، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (باہر جاکر) تاجروں سے ملاقات نہ کرو اور کوئی شہری دیہاتی کے لیے سودا نہ بیچے، بیچنے والا بازار میں داخل ہو تو اسے اختیار ہے۔

فَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ ثُمَّ جَعَلَ لِلْبَائِعِ فِي ذٰلِكَ الْخِيَارَ إِذَا دَخَلَ السُّوقَ وَالْخِيَارُ لَا يَكُونُ إِلَّا فِي بَيْعٍ صَحِيحٍ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ فَاسِدًا لَأُجْبِرَ بَائِعُهُ وَمُشْتَرِيهِ عَلَى فَسْخِهِ

تو اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے (باہر جاکر) تاجروں سے ملاقات کرنے سے منع فرمایا پھر بازار میں داخل ہونے کے بعد بائع کو اختیار دیا اور اختیار صحیح بیع ہی میں ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ فاسد ہوتی تو بائع اور مشتری پر فسخ بیع کے لیے جبر کیا جاتا اور ان میں سے کسی ایک کو بھی اختیار

لكل واحد منهما الخيار عن ذلك ما لم يتفرقا، فقد أثبت النبي صلى الله عليه وسلم الخيار في ذلك للمبتاع بعد ما صح البيع، وإن كان معه تلقي من تلقاه.

فإن قال قائل: فأنتم لا تجعلون الخيار للبائع الذي تلقاه المتلقي كما جعله له النبي صلى الله عليه وسلم في هذا الحديث.

فجوابنا له في ذلك وبالله التوفيق أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد ثبت عنه أنه قال: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، وقد ذكرت الآثار بذلك وسنذكرها في مواضعها من هذا الكتاب إن شاء الله تعالى، فعلمنا بذلك أنهما إذا تفرقا فلا خيار لهما.

فإن قال قائل: فأنت قد جعلت لمن اشترى ما لم يره خيار الرؤية حتى يراه، فما أنكرت أن يكون خيار المتلقي كذلك أيضا؟ قيل له: إن خيار الرؤية لم نوجبه قياسا، وإنما وجدنا أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قد قالوا به وعملوا به وأجمعوا عليه ولم يختلفوا فيه، وإنما جاء الاختلاف في ذلك ممن بعدهم، فكان ذلك عندنا مخرجا من قول النبي صلى الله عليه وسلم البيعان بالخيار حتى يتفرقا، وعلمنا أن النبي صلى الله عليه وسلم لم يعن بذلك الخيار في خروجه منه، كما علمنا بإجماعهم على تجويز السلم أنه خارج من نهي النبي صلى الله عليه وسلم عن بيع ما ليس عندك.

فإن قال قائل: فهل روي عن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم في خيار الرؤية شيئا؟ قيل له: نعم.

کا حق حاصل نہ ہوتا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں بائع کو اختیار دیا تو اس سے اس بیع کی صحت ثابت ہو گئی اگرچہ اس میں ممنوع ملاقات پائی گئی۔

اگر کوئی شخص کہے کہ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بائع کو اختیار دیا جس سے ملاقات کی گئی تم اختیار نہیں دیتے۔

تو اس سلسلے میں ہمارا جواب یہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جدا ہونے سے پہلے پہلے بائع اور مشتری کو اختیار ہوتا ہے اس سلسلے میں روایات تو اتر کے ساتھ مروی ہیں ہم ان شاء اللہ اس کتاب میں ان کو مناسب مقام پر ذکر کریں گے تو معلوم ہوا کہ جب وہ جدا ہو جائیں تو ایک کے لیے بھی اختیار نہیں ہوگا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ خریدنے والے نے اگر مبیع کو نہ دیکھا ہو تو اسے خیار رؤیت دیا گیا حتی کہ وہ اسے دیکھ کر راضی ہو جائے تو اسی طرح باہر جا کر ملاقات کی صورت میں اختیار ہونا چاہیے۔

اس شخص کو کہا جائے گا کہ ہم خیار رؤیت کو قیاس کے ساتھ ثابت نہیں کرتے ہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا انہوں نے اسے ثابت کیا اور اس پر اجماع کیا اور اس میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا اس میں اختلاف صحابہ کرام کے بعد پیدا ہوا تو ہم نے اسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے خارج کر لیا کہ خرید و فروخت کرنے والے جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں انہیں اختیار ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اختیار مراد نہیں لیا کیونکہ آپ کے قول سے اس کے خارج ہونے پر اتفاق ہے جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ صحابہ کرام نے بیع سلم کے جواز پر اجماع کیا اور وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی چیز کے سودے کی ممانعت سے

اگر کوئی شخص کہے کہ کیا تم نے خیار رؤیت کے سلسلے میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کوئی بات روایت کی ہے تو اسے جواب دیا جائے گا "جی ہاں"

١٢٧٨- حدثنا أبو بكرة بكار بن قتيبة ومحمد بن شاذان قالا ثنا هلال بن يحيى بن مسلم قال ثنا عبد الرحمن بن مهدي عن رباح بن أبي معروف المكي عن ابن أبي مليكة عن علقمة بن وقاص الليثي قال اشترى طلحة بن عبيد الله من عثمان بن عفان مالا فقيل لعثمان إنك قد غبنت وكان المال بالكوفة وهو مال آل طلحة الآن بها فقال عثمان لي الخيار لأني بعت ما لم أر فقال طلحة لي الخيار لأني اشتريت ما لم أر فحكما بينهما جبير بن مطعم فقضى أن الخيار لطلحة ولا خيار لعثمان۔

والآثار في ذلك قد جاءت متواترة وإن كان أكثرها منقطعا فإنه منقطع لم يضاده متصل۔

وفي هذا أيضا حجة أخرى وهي أن النبي صلى الله عليه وسلم جعل في حديث أبي هريرة للمتلقى البائع الخيار فيما باع إذا دخل الأسواق وعلم بالأسعار فأردنا أن ننظر هل ضاد ذلك شيء أم لا فاعتبرنا ذلك۔

١٢٧٩- فإذا أبو بكرة قد حدثنا قال ثنا حسين بن حفص الأصبهاني قال ثنا سفيان عن يونس بن عبيد عن ابن سيرين عن أنس قال نهينا أن يبيع حاضر لباد وإن كان أباه أو أخاه۔

١٢٨٠- حدثنا أبو أمية قال ثنا عبد الله بن حمران عن ابن عون عن محمد عن أنس قال نهينا أن يبيع حاضر لباد۔

حضرت علقمہ بن وقاص لیثی فرماتے ہیں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کچھ مال خریدا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ آپ دھوکہ ہوا ہے وہ مال کوفہ میں ہے اور اس وقت وہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کا ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اختیار ہے کیونکہ میں وہ چیز بیچ رہا ہوں جسے میں نے نہیں دیکھا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے بھی اختیار ہے کیونکہ میں نے وہ چیز خریدی ہے جسے میں نے نہیں دیکھا دونوں اپنا مقدمہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے تو انہوں نے فیصلہ فرمایا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اختیار ہے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اختیار نہیں ہے۔

اس سلسلے میں تواتر سے روایت آئی ہیں اگرچہ وہ منقطع ہیں لیکن ان کے مقابلے میں متصل روایات نہیں ہیں۔

اس میں بھی ایک دوسری دلیل ہے وہ یہ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بائع کو اختیار دیا جس سے باہر جا کر ملاقات کی گئی کہ وہ جب بازار میں داخل ہو اور اسے مہنگائی کا علم ہو (تو سودا توڑ سکتا ہے) تو ہم نے دیکھا کہ کیا کوئی روایت اس کے مقابلے میں ہے یا نہیں تاکہ ہم کوئی فیصلہ کر سکیں۔

تو حضرت ابن سیرین، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا ہمیں منع کیا گیا کہ کوئی شہری، دیہاتی کا سودا (مارکیٹ میں آنے سے پہلے) بیچے اگرچہ وہ اس کا باپ یا بھائی ہو۔

حضرت محمد، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہمیں منع کیا گیا کہ کوئی شہری دیہاتی کے لیے سودا بیچے۔

۱۲۸۱۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْخَيَّاطِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شہری کسی دیہاتی کا سودا نہ بیچے۔

۱۲۸۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ أَخْبَرَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۸۳۔ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا مُوْسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَزَادَ وَلَا يَشْتَرِيْ لَهُ۔

حضرت مجاہد، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۸۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کوئی شہری، دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے۔

۱۲۸۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ ح وَحَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ایک اور سند سے حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَسْبَاطٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابن سیرین، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۸۷۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ رَاشِدٍ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت سعید بن مسیب، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٢٨٨۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ ثنا حُسَيْنُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثنا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحِ بْنِ نَبْهَانَ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت صالح بن بنہان (حضرت توأمہ کے غلام) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٢٨٩۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثنا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى اَوْ نُهِيَ اَنْ يَّبِيْعَ الْمُهَاجِرُ لِلْاَعْرَابِيِّ۔

حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوحازم سے سنا وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں منع فرمایا یا منع کیا گیا کہ مہاجر دیہاتی کے لیے سودا بیچے۔

١٢٩٠۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثنا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ۔

حضرت ابن ابی لیلیٰ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے شہری کے دیہاتی کے لیے سودا کرنے سے منع فرمایا۔

١٢٩١۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ ثنا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّشْتَرِيَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ

حضرت صالح (توأمہ کے غلام) فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شہری دیہاتی کے لیے خریدے۔

١٢٩٢۔ فَنَظَرْنَا فِي الْعِلَّةِ الَّتِيْ لَهَا نُهِيَ الْحَاضِرُ اَنْ يَّبِيْعَ لِلْبَادِيْ مَا هِيَ

ہم نے دیکھا کہ کس علت کے تحت شہری کو دیہاتی کے لیے خریدنے سے منع کیا گیا۔

١٢٩٢۔ فَاِذَا يُوْنُسُ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثنا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِّنْ بَعْضٍ

تو حضرت ابوالزبیر سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہری، دیہاتی کے لیے نہ بیچے لوگوں کو چھوڑ دو اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض کو بعض سے رزق عطا فرمائے گا

١٢٩٣۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثنا مُوْسَى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثنا وُهَيْبٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ اَنَّهٗ دَعَاهُ فِيْ حَاجَةٍ قَالَ فَحَدَّثَنِيْ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت وہیب سے مروی ہے وہ حضرت عطاء بن حکیم بن ابی یزید سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ان کے پاس کسی ضرورت کے تحت آئے فرماتے ہیں پھر انہوں نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

دعوا الناس فليصب بعضهم من بعض فإذا استنصح أحدكم أخاه فلينصح له۔

فعلمنا بذلك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما نهى الحاضر أن يبيع للبادي لأنه يعلم أسعار الأسواق فيستقصي على الحاضرين فلا يكون لهم في ذلك ربح وإذا باعهم الأعرابي على غرته وجهله بأسعار ذلك ربح عليه الحاضرون فأمر النبي صلى الله عليه وسلم أن يخلى بين الحاضرين وبين الأعراب في البيوع ومنع الحاضرين أن يدخلوا عليهم في ذلك۔

فإذا كان ما وصفنا كذلك وثبت إباحة التلقي الذي لا ضرر فيه مما وصفنا من الآثار ثبت أن ما اشترى المتلقي منهم شيئا من باد فهو داخل في قول النبي صلى الله عليه وسلم دعوا الناس يرزق الله بعضهم من بعض وبطل أن يكون في ذلك خيار للبائع لأنه لو كان له فيه خيار إذا لما كان للمشتري في ذلك ربح ولا أمر النبي صلى الله عليه وسلم حاضرا أن يعترض عليه وأن يتولى البيع للبادي منه لأنه يكون بالخيار في فسخ ذلك البيع إذ يرد له ثمنه إلى الأثمان التي تكون في مبايعات أهل الحضر بعضهم من بعض۔

ففي منع النبي صلى الله عليه وسلم الحاضرين من ذلك إباحة الحاضرين التماس غرة البادين في البيع منهم والشراء منهم وهذا قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين۔

لوگوں کو (آزاد) چھوڑ دو انہیں ایک دوسرے سے رزق پہنچے اگر تم میں کوئی اپنے (مسلمان) بھائی سے خیر خواہی کرے تو چاہیے کہ وہ اس سے بھلائی کرے۔

اس سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہری کو دیہاتی کے لیے بیچنے سے اس لیے منع فرمایا کہ وہ بازار کے بھاؤ سے واقف ہے لہٰذا وہ اسے (دیہاتی کو) شہریوں سے دور کر دے گا اس طرح ان کے لیے نفع نہیں ہوگا اور جب دیہاتی بازار کا بھاؤ معلوم نہ ہونے کی صورت میں بیچے گا تو شہریوں کو نفع پہنچے گا۔ تو حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ شہریوں اور دیہاتیوں کو خرید و فروخت میں آزاد میں چھوڑ دیا جائے اور شہریوں کو اس سلسلے میں ان کے پاس جانے سے منع فرمایا۔

جو کچھ ہم نے بیان کیا جب اس کی صورت یہ ہے اور اس ملاقات کا جواز ثابت ہو گیا جس میں نقصان نہ ہو جیسا کہ میں نے مذکورہ بالا روایات کے حوالے سے بیان کیا تو ملاقات کرنے والے کا ان سے خریدنا شہری کے دیہاتی سے خریدنے کی طرح ہوا اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں داخل ہے کہ لوگوں کو آزاد چھوڑ دو اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض کو بعض سے رزق عطا فرمائے اور اس میں بائع کے لیے خیار باطل ہو گیا کیونکہ اگر اس میں اس کے لیے خیار ہوگا تو خریدنے والے کے لیے کوئی نفع نہ ہوتا اور نہ حضور علیہ السلام شہری کو حکم دیتے کہ وہ اس سے اعراض کرے اور دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے کیونکہ وہ (بائع) اختیار کی وجہ سے بیع کو فسخ کر سکتا ہے یا واپس قیمت میں اضافہ کر کے وہ رقم لیتا جو شہری اپنے سودے میں ایک دوسرے سے لیتے ہیں۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہریوں کو منع کر کے اس بات کو جائز کر دیا کہ شہری سودے میں دیہاتیوں کی بے خبری سے فائدہ اٹھائیں اور ان سے سودا خریدیں۔

یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

بَابُ ۳۳ خِيَارِ الْبَيِّعَيْنِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا

جدا ہونے سے پہلے بائع اور مشتری کا خیار

۱۲۹۴۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ ثَنَا اَبُوْ حُذَيْفَةَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالُوْا جَمِيْعًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ بَيِّعَيْنِ فَلَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا اَوْ يَكُوْنَ بَيْعَ خِيَارٍ۔

حضرت شعبہ، حضرت سفیان اور حضرت اسماعیل بن جعفر تینوں حضرت عبداللہ بن دینار سے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا خرید و فروخت کرنے والوں کے درمیان اس وقت تک سودا مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں یا اس سودے میں خیار رکھ لیں۔

۱۲۹۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا عَارِمٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا قَالَ اَوْ يَقُوْلُ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اخْتَرْ وَرُبَّمَا قَالَ اَوْ يَكُوْنُ بَيْعَ خِيَارٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرید و فروخت کرنے والوں کو جدا ہونے تک اختیار ہوتا ہے یا ان میں سے ایک دوسرے سے کہہ دے کہ تمہیں اختیار ہے بعض اوقات آپ یوں بھی فرماتے کہ یا وہ بیع خیار ہو۔

۱۲۹۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا شُجَاعٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَيِّعَيْنِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ يَكُوْنُ بَيْعَ خِيَارٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سودے کرنے والے دونوں حضرات کو اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں یا وہ بیع خیار ہو۔

۱۲۹۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا اَوْ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ

حضرت حکیم بن حزام، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا سودا کرنے والوں کو اختیار ہے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں یا فرمایا جب تک وہ الگ نہ ہو جائیں اگر وہ (بیع اور ثمن کی کیفیت کے بارے میں) سچ کہیں اور بیان کر دیں تو انہیں ان کے سودے میں برکت دی جائے گی اور اگر وہ جھوٹ بولیں

محقت بركة بيعهما۔

اور (عیب کو) چھپائیں تو ان کے سودے کی برکت مٹ جائے گی۔

١٢٠٨۔ حدثنا صالح بن عبد الرحمن قال ثنا سعيد بن منصور قال ثنا هشيم قال ثنا هشام بن حسان عن ابي الوضيء عن ابي برزة انهم اختصموا اليه في رجل باع جارية فنام معها البائع فلما اصبح قال لا ارضاها فقال ابو برزة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال البيعان بالخيار ما لم يتفرقا وكانا في خباء شعر۔

حضرت ابو الوضی، حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ لوگ ان کے پاس ایک شخص کے بارے میں مقدمہ لائے جس نے اپنی لونڈی بیچی پھر بائع ان دونوں کے پاس ہی سو گیا صبح ہوئی تو اس نے کہا میں اسے پسند نہیں کرتا، حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا بائع اور مشتری کو اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں۔ اور وہ دونوں ایک اونی خیمے میں تھے۔

١٢٠٩۔ حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا سليمان بن حرب قال ثنا حماد بن زيد عن جميل بن مرة عن ابي الوضيء قال نزلنا منزلا فباع صاحب لنا من رجل فرسا فاقمنا في منزلنا يومنا وليلتنا فلما كان من الغد قام الرجل يسرج فرسه فقال له صاحبه انك قد بعتني فاختصما الى ابي برزة فقال ان شئتما قضيت بينكما بقضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول البيعان بالخيار ما لم يتفرقا وما اراكما تفرقتما۔

حضرت جمیل بن مرہ، حضرت ابو الوضی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم ایک پڑاؤ پر اترے تو ہمارے ایک ساتھی نے ایک شخص پر گھوڑا بیچا ہم اپنی منزل میں ایک رات دن ٹھہرے دوسرا دن ہوا تو وہ شخص کھڑا ہوا اور گھوڑے پر زین کسنے لگا خریدنے والے نے کہا کہ تم نے اسے مجھ پر بیچا تھا پھر وہ دونوں اپنا جھگڑا لے کر حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہارے درمیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا خرید و فروخت کرنے والوں کو اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں اور میرے خیال میں تم ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے۔

١٢١٠۔ حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو داود قال ثنا همام عن قتادة عن صالح ابي الخليل عن عبد الله بن الحارث عن حكيم بن حزام ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال البيعان بالخيار حتى يتفرقا او ما لم يتفرقا فان صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما وان كذبا وكتما فعسى ان يدور بينهما فضل تمحق بركة بيعهما قال همام فسمعت ابا التياح يقول سمعت هذا الحديث من

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرید و فروخت کرنے والوں کو اختیار ہوتا یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں یا جب تک وہ جدا نہ ہو جائیں اگر وہ سچ کہیں اور بیان کر دیں تو ان کے سودے میں برکت دی جاتی ہے اور اگر جھوٹ بولیں اور (عیب کو) چھپائیں تو ہو سکتا ہے ان کے درمیان مال گردش کرے اور سودے کی برکت مٹ جائے حضرت ہمام فرماتے ہیں میں نے ابو التیاح سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن حارث سے سنی وہ حکیم بن حزام سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ

بن عبد الله بن الحارث عن حكيم بن حزام عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثل هذا۔

۳۰۱۔ حدثنا محمد بن بحر بن مطر قال ثنا أبو النضر هاشم بن القاسم قال أخبرنا أيوب بن عتبة عن أبي كثير الغبري عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال البيعان بالخيار ما لم يتفرقا أو يكون بيع خيار۔

۳۰۲۔ حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا عفان قال ثنا همام قال ثنا قتادة قال ثنا الحسن عن سمرة بن جندب أن النبي صلى الله عليه وسلم قال البيعان بالخيار ما لم يتفرقا ويأخذ كل واحد منهما ما رضي من البيع قال أبو جعفر فاختلف الناس في تأويل قول رسول الله صلى الله عليه وسلم البيعان بالخيار ما لم يتفرقا فقال قوم هذا على الافتراق بالأقوال فإذا قال البائع قد بعت منك وقال المشتري قد قبلت فقد تفرقا وانقطع خيارهما والذي كان لهما من الخيار هو ما كان للبائع أن يبطل قوله للمشتري قد بعتك هذا العبد بألف درهم قبل قبول المشتري فإذا قبل المشتري فقد تفرق هو والبائع وانقطع الخيار وقالوا هذا كما ذكر الله عز وجل في الطلاق فقال وإن يتفرقا يغن الله كلا من سعته فكان الزوج إذا قال للمرأة قد طلقتك على كذا وكذا فقالت المرأة قد قبلت فقد بانت وتفرقا بذلك القول وإن لم يتفرقا بأبدانهما قالوا فكذلك إذا قال الرجل للرجل قد بعتك عبدي هذا بألف درهم فقال المشتري قد قبلت فقد تفرقا

علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا بائع اور مشتری کو اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں یا بیع خیار ہو۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرید و فروخت کرنے والوں کو اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں اور ان میں سے ہر ایک بیع سے وہ چیز لے جس پر وہ راضی ہے۔ حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کہ "سودا کرنے والوں کو اختیار ہے جب تک دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہو جائیں" کی مراد میں علماء کرام کا اختلاف ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی [illegible] قبول سے متعلق گفتگو ختم ہو جائے جب بیچنے والا کہہ دے کہ میں نے تم پر بیچا اور خریدنے والا کہے میں نے اسے قبول کیا تو وہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور ان کا اختیار ختم ہو گیا وہ فرماتے ہیں ان دونوں کو جو اختیار حاصل تھا بائع کے مشتری کو یہ کہنے سے کہ میں نے تم پر یہ غلام ایک ہزار درہم کے بدلے بیچا مشتری کے قبول کرنے سے پہلے ہی بائع کا اختیار ختم ہو گیا جب خریدار اسے قبول کر لے تو وہ اور بائع دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور اختیار ختم ہو گیا یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اسی طرح ہے اللہ تعالیٰ نے طلاق کے سلسلے میں ذکر فرمایا "اگر وہ دونوں (میاں بیوی) ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ (ان میں سے) ہر ایک کو اپنی وسیع رحمت کے ساتھ (دوسرے سے) بے نیاز کر دے گا" تو جب خاوند نے اپنی بیوی سے کہا میں نے تجھے اتنی رقم پر طلاق دی اور عورت نے قبول کر لی تو طلاق بائن واقع ہو گئی اور وہ دونوں اس بات کے ساتھ ہی ایک دوسرے

ثَبَتَ بِذٰلِكَ مَا ذَكَرْنَا۔

وَقَالَ آخَرُوْنَ: هٰذِهِ الْفُرْقَةُ الْمَذْكُوْرَةُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ هِيَ الْفُرْقَةُ بِالْأَبْدَانِ فَلَا يَتِمُّ الْبَيْعُ حَتّٰى تَكُوْنَ فَإِذَا كَانَتْ تَمَّ الْبَيْعُ۔

وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِأَنَّ الْخَبَرَ إِنَّمَا ذَكَرَ الْمُتَبَايِعَيْنِ فَقَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِنَّهُمَا قَبْلَ الْبَيْعِ مُتَسَاوِمَانِ فَإِذَا تَبَايَعَا صَارَا مُتَبَايِعَيْنِ فَكَانَ اسْمُ الْبَيْعِ يَجِبُ لَهُمَا إِذًا بَعْدَ الْعَقْدِ فَثَمَّ يَجِبُ لَهُمَا الْخِيَارُ۔

وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا بِمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا بَايَعَ رَجُلًا شَيْئًا فَأَرَادَ أَنْ لَا يُقِيْلَهُ قَامَ فَمَشٰى ثُمَّ رَجَعَ قَالُوْا فَهُوَ قَدْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَهُ عَلَى التَّفَرُّقِ بِالْأَبْدَانِ وَعَلٰى أَنَّ الْبَيْعَ يَتِمُّ بِذٰلِكَ فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا عَلٰى أَنَّ مُرَادَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَذٰلِكَ أَيْضًا۔

وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا بِحَدِيْثِ أَبِيْ بَرْزَةَ الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ عَنْهُ فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ وَبِقَوْلِهِ لِلرَّجُلَيْنِ اللَّذَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَيْهِ مَا أُرَاكُمَا تَفَرَّقْتُمَا فَكَانَ ذٰلِكَ التَّفَرُّقُ عِنْدَهُ هُوَ التَّفَرُّقُ بِالْأَبْدَانِ وَلَمْ يَتِمَّ الْبَيْعُ عِنْدَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ التَّفَرُّقِ۔

فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ عِنْدَنَا عَلٰى أَهْلِ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ لِأَهْلِ الْمَقَالَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ أَنَّ مَا ذَكَرُوْا مِنْ قَوْلِهِمْ إِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنَا مُتَبَايِعَيْنِ إِلَّا بَعْدَ أَنْ يَتَعَاقَدَا الْبَيْعَ وَهُمَا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتَسَاوِمَانِ غَيْرُ مُتَبَايِعَيْنِ فَذٰلِكَ إِغْفَالٌ مِنْهُمْ لِسَعَةِ اللُّغَةِ لِأَنَّهُ قَدْ

قرار دیں اس سے اس فساد کا ازالہ ہو جائے گا جو پہلے [illegible]

کچھ دوسرے حضرات نے فرمایا کہ اس حدیث میں جس جدائی کا ذکر کیا ہے اس سے جسمانی فرقت مراد ہے پس جب تک یہ نہ پائی جائے سودا مکمل نہیں ہو گا جب یہ پائی جائے گی تو بیع مکمل ہو جائے گی۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا کہ روایت میں بائع اور مشتری کا ذکر ہے آپ نے فرمایا خرید و فروخت کرنے والوں کو اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ سودا کرنے سے پہلے وہ ایک دوسرے پر بھاؤ لگانے والے ہوتے ہیں جب وہ سودا کر لیتے ہیں تو بائع و مشتری بن جاتے ہیں لہذا ان پر بائع کا نام عقد کے بعد ہی بولا جاتا ہے [illegible]

انہوں نے اس سلسلے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ آپ جب کسی شخص سے سودا کرتے اور اس کو ختم نہ کرنا چاہتے تو کھڑے ہو جاتے کچھ دور چلتے پھر واپس لوٹ آتے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا قول سنا تھا بائع اور مشتری جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں انہیں اختیار ہے لہذا ان کے نزدیک اس سے مراد جسمانی طور پر جدا ہونا ہے نیز اس سے بیع مکمل ہو جاتی ہے تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ اس بات پر دلالت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہی ہو سکتی ہے۔

انہوں نے اس سلسلے میں حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے جسے ہم نے اس باب کے شروع میں ذکر کیا اور انہوں نے ان دو آدمیوں سے جو آپ کے پاس اپنا مقدمہ لے کر آئے تھے فرمایا کہ میں تمہیں جدا ہونے والا نہیں سمجھتا تو ان کے نزدیک جدائی جسمانی مراد ہے لہذا ان کے نزدیک اس جدائی سے پہلے بیع مکمل نہیں ہوتی۔

ہمارے نزدیک اس قول والوں کے خلاف پہلے دو اقوال کے قائلین کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے جو ذکر کیا ہے کہ عقد بیع کے بعد ہی وہ بائع اور مشتری کہلاتے ہیں اور اس سے پہلے وہ خرید و فروخت کرنے والے نہیں بلکہ بھاؤ لگانے والے ہوتے ہیں تو یہ لغت کی وسعت کے اعتبار سے توجہ نہ کرنا اور چشم پوشی کرنا ہے کیونکہ

فقد يحتمل أن يكونا سميا متبايعين لقربهما من التبايع وإن لم يكونا تبايعا وهذا موجود في اللغة قد سمي إسحق أو إسمعيل عليهما السلام ذبيحا لقربه من الذبح وإن لم يكن ذبيحا فكذلك يطلق على المتساومين اسم المتبايعين لقربهما من البيع وإن لم يكونا تبايعا.

وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يسوم الرجل على سوم أخيه وقال لا يبيع الرجل على بيع أخيه ومعناهما واحد.

فلما سمى رسول الله صلى الله عليه وسلم المساوم الذي قد قرب من البيع متبايعا وإن كان ذلك قبل عقد البيع احتمل أيضا أن يكون كذلك المتساومان سماهما متبايعين لقربهما من البيع وإن لم يكونا عقدا عقدة بيع.

فهذه معارضة صحيحة.

وأما ما ذكروا عن ابن عمر رضي الله عنهما من فعله الذي استدلوا به على مراد رسول الله صلى الله عليه وسلم في الفرقة فإن ذلك قد يحتمل عندنا ما قالوا ويحتمل غير ذلك.

فقد يجوز أن يكون ابن عمر رضي الله عنهما أشكلت عليه تلك الفرقة التي سمعها من النبي صلى الله عليه وسلم ما هي فاحتملت عنده الفرقة بالأبدان على ما ذكره أهل المقالة الأولى واحتملت عنده الفرقة بالأبدان على ما ذكره أهل المقالة التي ذهب إليها عيسى واحتملت عنده الفرقة بالأقوال مما ذهب إليه الآخرون ولم يحضره دليل يدله

فروخت کے قریب ہونے کی وجہ سے ان کو بائع اور مشتری کہا جا سکتا ہے اگرچہ انہوں نے (ابھی تک) سودا نہیں کیا اور لغت میں یہ بات موجود ہے حضرت اسحٰق یا حضرت اسماعیل علیہما السلام کو ذبح کے قریب ہونے کی وجہ سے ذبیح کہا گیا اگرچہ وہ ذبح نہیں ہوئے اسی طرح بھاؤ لگانے والوں کو بھی سودا کرنے والا کہا جا سکتا ہے جب وہ سودے کے قریب ہوں اگرچہ ابھی تک انہوں نے سودا نہ کیا ہو۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ لگائے اور آپ نے فرمایا اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے تو ان دونوں کا ایک مفہوم ہے۔

تو جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بولی لگانے والے کو سودے کے قریب ہونے کی وجہ سے خرید و فروخت کرنے والا قرار دیا اگرچہ یہ بات عقد بیع سے پہلے کی ہے تو اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ بھاؤ لگانے والوں کو خرید و فروخت کرنے والا قرار دیا ہو اگرچہ انہوں نے ابھی تک عقد بیع نہیں کیا

یہ صحیح معارضہ ہے۔

اور جو کچھ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ذکر کیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے تو اس میں ہمارے نزدیک وہ احتمال بھی ہے جو ان لوگوں نے کہا اور اس کے علاوہ کا بھی احتمال ہے۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر اس جدائی کا مفہوم مشتبہ ہو گیا ہو جس کے بارے میں انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ کیا ہے؟ تو یہ بھی احتمال ہے کہ ان کے نزدیک وہ جسمانی فرقت مراد ہو جو اس قول والوں نے کہا اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ ان کے نزدیک وہ جسمانی فرقت مراد ہو جس کی طرف حضرت عیسیٰ بن ابان گئے ہیں اور ممکن ان کے نزدیک گفتگو کے ساتھ جدائی مراد ہو جیسے دوسرے حضرات نے قول کیا ہے اور ان (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) کے پاس ایسی دلیل نہ ہو جس کی وجہ سے وہ کسی ایک مفہوم کو اولیٰ

أَنَّهُ يَأْخُذُهَا أَوْلَى مِنْهُ بِمَا سِوَاهُ مِنْهَا فَفَارَقَ بَائِعَهُ لِيَبَرَّ بِهِ احْتِيَاطًا۔

وَيَحْتَمِلُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ فَعَلَ ذٰلِكَ لِأَنَّ بَعْضَ النَّاسِ يَرَى أَنَّ الْبَيْعَ لَا يَتِمُّ إِلَّا بِذٰلِكَ وَهُوَ يَرَى أَنَّ الْبَيْعَ يَتِمُّ بِغَيْرِهِ فَأَرَادَ أَنْ يَتِمَّ الْبَيْعُ فِي قَوْلِهِ وَقَوْلِ مُخَالِفِهِ حَتَّى لَا يَكُونَ لِبَائِعِهِ نَقْضُ الْبَيْعِ عَلَيْهِ فِي قَوْلِهِ وَلَا فِي قَوْلِ مُخَالِفِهِ۔

قرار دیں تو انہوں نے احتیاطاً سودا کرنے والوں کے جدا ہونے کو اس فرقت کا مصداق قرار دیا۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے یہ عمل اس لیے کیا ہو کہ بعض لوگوں کے نزدیک سودا اس عمل سے مکمل ہوتا ہے جبکہ ان کا اپنا خیال یہ ہو کہ اس کے بغیر بھی سودا مکمل ہو جاتا ہے تو انہوں نے ارادہ فرمایا کہ ان کے اپنے قول اور مخالف کے قول دونوں کے مطابق بیع مکمل ہو جائے تاکہ ان کے قول کے مطابق بھی اور مخالف کے قول کے مطابق بھی بائع کے لیے سودے کو توڑنے کا حق باقی نہ رہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ مَا يَدُلُّ أَنَّ رَأْيَهُ فِي الْفُرْقَةِ كَانَ عَلَى خِلَافِ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ الْبَيْعَ يَتِمُّ بِهَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسی بات مروی ہے جو فرقت کے سلسلے میں آپ کی رائے پر دلالت کرتی ہے کہ وہ ان لوگوں کے مذہب کے خلاف ہے جن کے نزدیک بیع اس (فرقت) سے مکمل ہو جاتی ہے۔

١٣٠٤- وَذٰلِكَ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ شُعَيْبٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ مَا أَدْرَكَتِ الصَّفْقَةُ حَيًّا فَهُوَ مِنْ مَالِ الْمُبْتَاعِ۔

حضرت حمزہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو کچھ سودے سے موجود پایا جائے وہ خریدنے والے کے مال سے ہے۔

١٣٠٥- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ كَانَ يَذْهَبُ فِيمَا أَدْرَكَتِ الصَّفْقَةُ حَيًّا فَهَلَكَ بَعْدَهَا أَنَّهُ مِنْ مَالِ الْمُشْتَرِي فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ يَرَى أَنَّ الْبَيْعَ يَتِمُّ بِالْأَقْوَالِ قَبْلَ الْفُرْقَةِ الَّتِي تَكُونُ بَعْدَ ذٰلِكَ وَأَنَّ الْمَبِيعَ يَنْتَقِلُ بِالْأَقْوَالِ مِنْ مِلْكِ الْبَائِعِ إِلَى مِلْكِ الْمُبْتَاعِ حَتَّى يَهْلِكَ مِنْ مَالِهِ إِنْ هَلَكَ۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں جن کا مذہب یہ ہے کہ سودے میں سے جو چیز موجود حاصل ہو جائے اس کے بعد وہ ہلاک ہو جائے تو وہ خریدنے والے کا مال ہے یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ان کے نزدیک گفتگو (ایجاب وقبول) سے بیع مکمل ہو جاتی ہے اور بعد والی فرقت سے پہلے ہے اور اس کلام کے ذریعے بھی بیچی جانے والی چیز بائع کی ملک سے نکل کر مشتری کی ملک میں مل جاتی ہے حتیٰ کہ اگر وہ ہلاک ہو تو مشتری کے مال سے ہلاک ہوتی ہے۔

فَهٰذَا الَّذِي ذَكَرْنَا أَدَلُّ عَلَى مَذْهَبِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي الْفُرْقَةِ الَّتِي سَمِعَهَا

یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس جدائی کے سلسلے میں موقف پر زیادہ دلالت کرتا ہے جس جدائی کے

صلى الله عليه وسلم فيما ذكروا.

وأما ما ذكروا عن أبي برزة عن النبي صلى الله عليه وسلم فلا حجة لهم فيه أيضا لأن ذلك الحديث إنما هو فيما رواه حماد بن زيد عن جميل بن مرة أن رجلا باع صاحبه فرسا فباتا في منزل فلما أصبحا قام الرجل يسرجه فقال له بعتني فقال أبو برزة إن شئتما قضيت بينكما بقضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم البيعان بالخيار حتى يتفرقا وما أراكما تفرقتما.

ففي هذا الحديث ما يدل على أنهما قد كانا تفرقا بأبدانهما لأن فيه أن الرجل قام إلى فرسه فقد تنحى بذلك من موضع إلى موضع فلم يراع أبو برزة ذلك وقال ما أراكما تفرقتما لأنكما متشاجران أحدكما يدعي البيع والآخر ينكره لم تكونا تفرقتما الفرقة التي يتم بها البيع وهي خلاف ما قد تفرق به بدناهما.

ثم بعد هذا فقد وجدنا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يدل على أن البيع يملكه المشتري بالقول دون التفرق بالأبدان.

وذلك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من ابتاع طعاما فلا يبيعه حتى يقبضه فكان ذلك دليلا على أنه إذا قبضه حل له بيعه وقد يكون قابضا له قبل افتراق بدنه وبدن بائعه.

وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

بارے میں آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

اور جو کچھ انہوں نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اس میں ان کے لیے کوئی دلیل نہیں کیونکہ اس حدیث میں حضرت حماد بن زید نے جمیل بن مرہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے اپنے ساتھی پر گھوڑا بیچا پھر ان دونوں نے رات اپنی منزل میں گزاری صبح ہوئی تو وہ شخص (بائع) کھڑا ہوا اور اپنے گھوڑے پر زین کسنے لگا خریدنے والے نے کہا تم نے تو یہ گھوڑا مجھ پر بیچا تھا تو اس سلسلے میں حضرت ابو برزہ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہارے درمیان سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں آپ نے فرمایا خرید و فروخت کرنے والوں کو جدا ہونے تک اختیار ہے اور میں تمہیں جدا ہونے والا خیال نہیں کرتا۔

تو اس حدیث میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ وہ جسمانی طور پر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے کیونکہ اس حدیث میں ہے کہ وہ شخص کھڑا ہو کر گھوڑے پر زین کسنے لگا لہذا وہ ایک جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ چلا گیا تو حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے اس بات کی رعایت نہیں کی اور فرمایا کہ میں تمہیں جدا ہونے والا نہیں سمجھتا کیونکہ تمہارا ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑا ہے ایک دعویٰ کرتا ہے اور دوسرا منکر ہے تو یہ وہ فرقت نہیں جس کے ذریعے سودا مکمل ہو جاتا ہے اور یہ بات تمہاری اس جسمانی جدائی کے خلاف ہے۔

پھر اس کے بعد ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات پائی جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بات چیت سے ہی مشتری مبیع کا مالک ہو جاتا ہے جسمانی فرقت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

وہ یوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلہ خریدے تو اسے قبضہ کرنے سے پہلے نہ بیچے تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ قبضہ کرنے کے بعد اس کے لیے بیچنا جائز ہو جاتا ہے اور بعض اوقات وہ بائع سے جسمانی طور پر الگ ہونے سے پہلے ہی قبضہ کر لیتا ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا جس نے کوئی

مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ وَسَنَذْكُرُ هٰذِهِ الْآثَارَ فِي مَوَاضِعِهَا مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

۱۳۷- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ ح وَحَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ كُنْتُ أَشْتَرِي التَّمْرَ فَأَبِيعُهُ بِرِبْحِ الْآصُعِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَرَيْتَ فَاكْتَلْ وَإِذَا بِعْتَ فَكِلْ۔

فَكَانَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا مُكَايَلَةً فَبَاعَهُ قَبْلَ أَنْ يَكْتَالَهُ لَا يَجُوزُ بَيْعُهُ فَإِذَا ابْتَاعَهُ فَاكْتَالَهُ وَقَبَضَهُ ثُمَّ فَارَقَ بَايِعَهُ فَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّهُ لَا يَحْتَاجُ بَعْدَ الْفُرْقَةِ إِلَى إِعَادَةِ الْكَيْلِ وَخُولِفَ بَيْنَ اكْتِيَالِهِ إِيَّاهُ بَعْدَ الْبَيْعِ قَبْلَ التَّفَرُّقِ وَبَيْنَ اكْتِيَالِهِ إِيَّاهُ قَبْلَ الْبَيْعِ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا اكْتَالَهُ اكْتِيَالًا يَحِلُّ لَهُ بَيْعُهُ فَقَدْ كَانَ ذٰلِكَ الْاكْتِيَالُ مِنْهُ وَهُوَ لَهُ مَالِكٌ وَإِذَا اكْتَالَهُ اكْتِيَالًا لَا يَحِلُّ لَهُ بَيْعُهُ فَقَدْ كَالَهُ وَهُوَ غَيْرُ مَالِكٍ لَهُ فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا وُقُوعُ مِلْكِ الْمُشْتَرِي فِي الْمَبِيعِ بِابْتِيَاعِهِ إِيَّاهُ قَبْلَ فُرْقَةٍ تَكُونُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيقِ الْآثَارِ۔

وَأَمَّا مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْأَمْوَالَ تُمْلَكُ بِعُقُودٍ فِي أَبْدَانٍ وَفِي أَمْوَالٍ وَفِي مَنَافِعَ وَفِي أَبْضَاعٍ فَكَانَ مَا يُمْلَكُ مِنَ الْأَبْضَاعِ هُوَ النِّكَاحُ وَكَانَ ذٰلِكَ يَتِمُّ بِالْعَقْدِ لَا بِفُرْقَةٍ بَعْدَهُ وَكَانَ مَا يُمْلَكُ بِهِ الْمَنَافِعُ

کھانے کی چیز خریدی تو جب تک اسے وصول نہ کرے اسے فروخت نہ کرے ہم ان روایات کو ان شاء اللہ ان کے مقام پر ذکر کریں گے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا وہ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ میں کھجوریں خرید کر ایک صاع کے نفع پر بیچتا تھا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا جب خریدو تو ماپ کر لو اور جب بیچو تو ماپ کر دو۔

تو جو شخص غلہ (پیمانے کے ساتھ) ماپ کر لیتا ہے اور پھر ماپنے سے پہلے اسے بیچ دیتا ہے اس کا سودا جائز نہیں لیکن جب خریدنے کے بعد ماپ کرکے پھر قبضہ کرتا ہے اور اس کے بعد بائع سے جدا ہوتا ہے تو اس پر سب کا اجماع ہے کہ اس فرقت کے بعد دوبارہ ماپنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ سودے کے بعد اور جدا ہونے سے پہلے ماپنے اور سودے سے پہلے ماپنے کے درمیان اختلاف کیا گیا ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اگر وہ اس کا ایسا ماپ کرے جس کے بعد اس کا بیچنا جائز ہے تو یہ ماپ اس کی طرف سے ہوگا اور وہ اس کا مالک ہوگا اور اگر وہ ایسا ماپ کرے کہ جس کے بعد اس کے لیے بیچنا جائز نہیں تو اس نے اس حالت میں ماپا کہ وہ اس کا مالک نہیں تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوگیا کہ خریدنے والے کو جدا ہونے سے پہلے ہی محض سودے کے ساتھ ملک حاصل ہو جاتی ہے۔ روایات کے طریقے پر اس باب کا یہ بیان ہے۔

اور غور و فکر کے طریقے پر اس کا بیان اس طرح ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ عقود کے ذریعے جسموں، مالوں اور شرمگاہوں کی ملکیت مکمل ہو جاتی ہے شرمگاہوں کی ملک نکاح کے ذریعے حاصل ہوتی ہے اور یہ عقد سے مکمل ہو جاتا ہے اس کے بعد جدا ہونے کے ساتھ نہیں منافع کی ملک، اجارہ کی صورت میں حاصل ہوتی ہے اور یہ بھی محض عقد

... أنْ يَكُونَ ذٰلِكَ أَيْضًا مَمْلُوكًا بِالْعَقْدِ وَيَكُونُ بَعْدَ الْعَقْدِ فَالنَّظَرُ عَلَى ذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ الْأَمْوَالُ الْمَمْلُوكَةُ بِسَائِرِ الْعُقُودِ مِنَ الْبُيُوعِ وَغَيْرِهَا تَكُونُ مَمْلُوكَةً بِالْأَقْوَالِ لَا بِالتَّفَرُّقِ بَعْدَهَا قِيَاسًا وَنَظَرًا عَلَى مَا ذَكَرْنَا وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ ـ

سے حاصل ہو جاتی ہے جدا ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تو قیاس کا تقاضا ہے کہ بیع وغیرہ کے ذریعے جن اموال کی ملکیت حاصل ہوتی ہے ان کا بھی یہی حکم ہو عقد کے بعد فرقت پر موقوف نہ ہو قیاس اور غور و فکر سے ہماری اس مذکورہ بالا تقریر کی تائید ہو رہی ہے اور یہی حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

بَابُ ۲۲۵ بَيْعِ الْمُصَرَّاةِ ـ

باب تھنوں میں دودھ روکے ہوئے جانور کی بیع

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ بَكَّارُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ ثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ وَخِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُصَرَّاةً أَوْ لِقْحَةً مُصَرَّاةً فَحَلَبَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَيْنَ أَنْ يَأْخُذَهَا وَبَيْنَ أَنْ يَرُدَّهَا وَإِنَاءً مِنْ طَعَامٍ ـ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جس نے ایسی بکری یا ایسی اونٹنی خریدی جس کے تھنوں میں دودھ روکا گیا (تاکہ خریدنے والے کو زیادہ معلوم ہو اور وہ یہ سمجھے کہ حقیقۃً اسی طرح ہوتا ہے) تو اسے دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے یا تو اسے رکھ لے اور یا اسے واپس کرے اور اس کے ساتھ غلے سے بھرا ہوا برتن (جس برتن میں دودھ دوہتے ہیں) بھی دے۔

حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَحَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ إِلَّا أَنَّ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ وَفِي حَدِيثِ أَيُّوبَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَاءَ ـ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جس نے تھنوں میں دودھ روکا ہوا جانور خریدا تو اسے اختیار ہے چاہے تو اسے واپس کرے اور اس کے ساتھ ایک صاع کھجوریں بھی دے محمد بن زیاد کی روایت میں اسی طرح ہے لیکن ایوب کی روایت میں ہے کہ وہ گندم نہ ہو۔

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ وَصَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایسی بکری خریدی جس کے تھنوں میں دودھ روکا گیا تھا تو اسے لے جائے اس

نافع ح وحدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب قالا ثنا داود بن قيس عن موسى بن يسار عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اشترى شاة مصراة فلينقلب بها فليحلبها فإن رضي حلابها أمسكها وإلا ردها ورد معها صاعا من تمر۔

١٣١١- حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال أخبرني ابن لهيعة عن الأعرج عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله۔

١٣١٢- حدثنا ابن أبي داود قال ثنا عبد الغفار بن داود قال ثنا ابن لهيعة حدثنا أبو الأسود عن عبد الرحمن بن سعيد وعكرمة عن أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال من اشترى شاة مصراة أو لقحة مصراة ولم يعلم أنها مصراة فإنه إن شاء ردها ومعها صاع من تمر وإن شاء أمسكها۔

١٣١٣- حدثنا علي بن عبد الرحمن قال أخبرنا عبد الله بن صالح قال حدثني بكر بن مضر عن عمرو بن الحارث عن بكير بن عبد الله أن أبا إسحاق حدثه عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من اشترى شاة مصراة فلينقلب بها فليحلبها فإن رضي حلابها أمسكها وإلا ردها ورد معها صاعا من تمر۔

قال أبو جعفر فقد رويت هذه الآثار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم كما ذكرنا ولم يذكر فيها لخيار المشتري وقتا۔
وقد روي عنه أنه جعل الخيار له في ذلك ثلاثة أيام۔

١٣١٤- حدثنا بذلك أبو أمية قال ثنا

کا دودھ دوہے اگر اس کے دودھ پر راضی ہو جائے تو روک لے ورنہ اسے واپس لوٹا دے اور اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دے۔

حضرت اعرج، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایسی بکری یا ایسی اونٹنی خریدی جس کے تھنوں میں دودھ روکا گیا تھا اور اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ اس کے تھنوں میں دودھ روکا گیا ہے اگر چاہے تو اسے لوٹا دے اور اس کے ساتھ ایک صاع کھجوریں بھی دے اور اگر چاہے تو اسے رکھ لے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جس نے ایسی بکری خریدی جس کے تھنوں میں دودھ روکا گیا ہے تو وہ اسے لے جائے اور دودھ دوہے اگر اس کے دودھ پر راضی ہو جائے تو رکھ لے ورنہ واپس کر دے اور اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دے۔

حضرت ابوطحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ روایات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح مروی ہیں جس طرح ہم نے ذکر کیا لیکن اس میں خریدار کے اختیار کی مدت بیان نہیں کی گئی۔
آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ اسے تین دن تک اختیار ہے۔

حضرت اعرج، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ

حدثنا محمد بن جعفر الرقي قال ثنا ابن المبارك
قال انا عبد الله بن عمر عن ابي الزناد عن الاعرج
عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه نهى عن بيع الشاة وهي محفلة فاذا
باعها فان صاحبها بالخيار ثلاثة ايام
ان شاء ردها ورد معها صاعا من تمر۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایسی بکری کے بیچنے سے منع فرمایا جس کے تھنوں میں دودھ روکا گیا ہو پس جب اسے بیچے تو خریدنے والے کو تین دن کا اختیار ہے اگر نا پسند کرے تو واپس لوٹا دے اور اس کے ساتھ ایک صاع کھجوریں بھی دے۔

---

۲۱۵ حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال
اخبرني يعقوب بن عبد الرحمن ان سهيل
بن ابي صالح اخبره عن ابيه عن ابي هريرة
عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من ابتاع
شاة مصراة فهو فيها بالخيار ثلاثة ايام ان شاء
امسكها وان شاء ردها ورد معها صاعا من تمر۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایسی بکری بیچی جس کے تھنوں میں دودھ روکا گیا ہو تو اسے تین دن کا اختیار ہے اگر چاہے تو اس کو رکھ لے اور چاہے تو اسے واپس کر دے اور اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دے۔

---

۲۱۶ حدثنا نصر بن مرزوق قال اخبرنا
قال ثنا حماد بن سلمة عن ايوب وهشام
بن عروة وحبيب عن محمد بن سيرين عن
ابي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
مثله غير انه قال ردها ورد صاعا من طعام لا
سمراء

حضرت محمد ابن سیرین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے نقل کیا کہ ایک صاع غلہ دے لیکن وہ گندم نہ ہو۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الى ان الشاة
المصراة اذا اشتراها رجل فحلبها فلم يرض
حلابها فله ان يردها ويرد معها ثلاثة ايام بعد
الحلاب ان شاء امسكها وان شاء ردها ورد
معها صاعا من تمر واحتجوا في ذلك
بهذه الآثار۔ وممن ذهب الى ذلك ابن ابي ليلى الا انه
قال يردها ويرد معها قيمة صاع من تمر وقد كان ابو يوسف ايضا
قال بهذا القول في بعض اماليه غير انه ليس بالمشهور عنه وخالف
ذلك آخرون فقالوا ليس للمشتري ردها بالعيب ولكنه يرجع على
البائع بنقصان العيب۔ وممن قال ذلك ابو حنيفة ومحمد بن
الحسن رحمة الله عليهما۔ وذهبوا الى ان ما روي عن
النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك مما قد ذكرنا

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ تھنوں میں دودھ روکے ہوئے دودھ والی بکری کو جب کوئی شخص خریدے پھر اس کا دودھ دوہے اور تین دن اس کے دودھ سے راضی (مطمئن) نہ ہو تو اسے اختیار ہے اگر چاہے تو اسے رکھ لے اور اگر چاہے تو واپس کر دے اور اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دے۔
ان حضرات نے ان مندرجہ بالا روایات سے استدلال کیا ہے حضرت ابن ابی لیلیٰ بھی ان حضرات میں شامل ہیں البتہ انہوں نے فرمایا کہ وہ اسے واپس کرے اور اس کے ساتھ ایک صاع کھجوروں کی قیمت بھی دے حضرت امام ابو یوسف نے بھی اپنی بعض املاء میں اسی طرح فرمایا ہے لیکن ان سے یہ بات مشہور نہیں ہے۔
لیکن دوسرے حضرات نے ان تمام باتوں کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں خریدنے والے کے لیے جائز نہیں کہ وہ عیب کی وجہ سے لوٹائے البتہ اسے نقصان کے سلسلے میں بائع کی طرف رجوع کرے اس بات کے قائلین میں حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت محمد بن حسن رحمہما اللہ بھی شامل ہیں۔

له في هذا الباب منسوخ فروي عنهم هذا الكلام مجملا ثم اختلفت عنهم من بعد في الذي نسخ ذلك ما هو فقال محمد بن شجاع فيما أخبرني عنه ابن أبي عمران نسخه قول رسول الله صلى الله عليه وسلم البيعان بالخيار ما لم يتفرقا وقد ذكرنا ذلك بأسانيده فيما تقدم من هذا الكتاب فلما قطع رسول الله صلى الله عليه وسلم بالفرقة الخيار ثبت بذلك أنه لا خيار لأحد بعدها إلا من استثناه رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذا الحديث بقوله إلا بيع الخيار.

قال أبو جعفر وهذا التأويل عندي فاسد لأن الخيار المجعول في المصراة إنما هو خيار عيب وخيار العيب لا يقطعه الفرقة. ألا ترى أن رجلا لو اشترى عبدا فقبضه وتفرقا ثم رأى به عيبا بعد ذلك أن له رده على بائعه باتفاق المسلمين ولا يقطع ذلك التفرق الذي روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في الآثار المذكورة عنه في ذلك فكذلك المبتاع للشاة المصراة إذا قبضها فاحتلبها ثم وقف على ما كان ظهر له منها وذلك لا يعلمه في احتلابه مرة ولا مرتين جعلت له في ذلك هذه المدة وهي ثلاثة أيام حتى يحلبها في ذلك فيقف على حقيقة ما هي عليه فإن كان باطنها كظاهرها فقد لزمته واستوفى ما اشترى وإن كان ظاهرها خلاف باطنها فقد ثبت العيب ووجب له ردها به فإن حلبها بعد الثلاثة الأيام فقد حلبها بعد

ان کا موقف یہ ہے کہ اس باب میں جو روایات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہیں وہ منسوخ ہیں ان حضرات سے یہ کلام مجمل طور پر مروی ہے پھر اس بارے میں اختلاف ہے کہ ان کا ناسخ کیا ہے محمد بن شجاع فرماتے ہیں مجھے جو کچھ ابن ابی عمران سے خبر ملی ہے وہ یہ ہے کہ ان روایات کا ناسخ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے خرید و فروخت کرنے والے جب تک ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں انہیں اختیار ہے اس روایت کو اس کی اسناد کے ساتھ اس سے پہلے ہم نے ذکر کیا ہے جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے الگ الگ ہو جانے پر اختیار کو ختم کر دیا تو اس سے ثابت ہوا کہ اس کے بعد کسی کو اختیار نہیں البتہ اسکو اختیار حاصل رہے گا جسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد کے ذریعے مستثنیٰ قرار دیا آپ نے فرمایا مگر یہ کہ بیع میں خیار رکھا جائے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ آخری توجیہ و تاویل فاسد ہے کیونکہ مصراۃ (تھنوں میں دودھ روکے ہوئے جانور) کی بیع میں خیار عیب ہے اور وہ بائع اور مشتری کی جدائی سے ختم نہیں ہوتا۔

کیا تو نہیں دیکھتا کہ اگر کوئی شخص ایک غلام خرید کر اس پر قبضہ لے پھر وہ دونوں (بائع اور مشتری) ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اس کے بعد اس (غلام) میں عیب دیکھے تو مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اسے واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ان روایات میں جس فرقت کا ذکر ہے وہ اس حق کو ختم نہیں کرتا اسی طرح اگر مصراۃ بکری کو خریدنے والا اس پر قبضہ کرنے کے بعد اس کا دودھ دوہتا ہے تو اسے معلوم ہو کہ جو کچھ ظاہر تھا یہ اس کے خلاف ہے اور اس بات کا علم ایک دو بار دوہنے سے نہیں ہوتا تو اس کو اتنی مدت یعنی تین دن دیئے جائیں گے تاکہ وہ (بار بار) دوہنے کے بعد حقیقت سے آگاہ ہو سکے اگر اس کا باطن ظاہر کی طرح ہے تو بیع لازم ہو جائے گی اور جو کچھ خریدا ہے اسے حاصل کرے اگر ظاہر باطن کے خلاف ہو تو عیب ثابت ہو جائے گا۔ اور اس کے لیے لوٹانا واجب ہو جائے گا اگر تین دن کے بعد دوہتا ہے تو گویا اس نے عیب کا علم حاصل ہونے کے بعد اس کو دوہا ہے تو یہ اس کی طرف سے رضامندی ہوئی تو اس علت کی وجہ سے جو ذکر کی گئی، وہ تاویل جو بیان ہوئی، فاسد ہے

... رضاءً منه بها فلظلمه والعلة التي ذكرت وجب فساد التأويل الذي وصفت.

گئی۔

وقال عيسى بن أبان كان ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من الحكم في المصراة بما ذكرنا في أول الإسلام في وقت كانت العقوبات في الذنوب يؤخذ بها الأموال.

حضرت عیسیٰ بن ابان فرماتے ہیں مصراۃ کے حکم کے سلسلے میں جو کچھ روایات میں آیا ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب گناہوں کی سزائیں مالوں کے ذریعے دی جاتی ہیں۔

فمن ذلك ما قد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في الزكوة أنه من أداها فلله أجرها وإلا أخذناها منه وشطر ماله عزمة من عزمات ربنا عز وجل.

اسی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے زکوٰۃ کے سلسلے میں فرمایا جو شخص خوشی ادا کرے گا اس کے لیے اس کا اجر ہے ورنہ ہم خود اس سے وصول کریں گے اور اسکے مال کا کچھ حصہ بطور تاوان لیں گے یہ ہمارے رب کے تاکیدی حکموں میں سے ہے۔

ومن ذلك ما روي عنه في حديث عمرو بن شعيب في سارق الثمرة التي لم تحرز أنه يضرب جلدات ويغرم مثليها وقد ذكرنا ذلك بأسانيده في باب وطي الرجل جارية امرأته فأغنانا ذلك عن إعادته ههنا قال فلما كان الحكم في أول الإسلام كذلك نسخ الله الربوا فردت الأشياء المأخوذة إلى أمثالها إن كانت لها أمثال وإلى قيمتها إن كانت لا أمثال لها وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن التصرية وروي عنه في ذلك

اسی سے وہ روایت ہے جو حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے اس پھل کی چوری کے سلسلے میں روایت کی ہے جسے محفوظ نہیں کیا گیا کہ اسے کچھ کوڑے مارے جائیں اور اس (پھل) سے دوگنا بطور تاوان لیا جائے یہ حدیث ہم نے "بیوی کی لونڈی سے وطی کرنے" کے باب میں اس کی اسناد کے ساتھ ذکر کی ہے لہٰذا یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں حضرت عیسیٰ بن ابان فرماتے ہیں جب آغاز اسلام میں حکم اس طرح تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے سود کو منسوخ فرمایا تو اشیاء اپنی مثل کی طرف لوٹ گئیں اگر ان کی مثل ہو اور قیمت کی طرف لوٹ گئیں اگر ان کی مثل نہ ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تھنوں میں دودھ روکنے سے منع فرمایا اس سلسلے میں آپ سے مروی ہے۔

۵۳۰، فذكر ما قد حدثنا الربيع المؤذن قال ثنا أسد قال ثنا المسعودي عن جابر الجعفي عن أبي الضحى عن مسروق عن عبد الله قال أشهد على الصادق المصدوق أبي القاسم صلى الله عليه وسلم أنه قال إن بيع المحفلات خلابة ولا يحل خلابة مسلم فكان من فعل ذلك وباع ما قد حفل ببيعه إياه

حضرت مسروق، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں صادق مصدوق ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے فرمایا تھنوں میں دودھ روکے ہوئے جانوروں کی بیع دھوکا ہے اور مسلمان کے ساتھ دھوکہ کرنا جائز نہیں لہٰذا جو شخص ایسا کرے کہ اس چیز کو فروخت کرے تو وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے روگردانی کرنے والا ہے اور آپ نے اس چیز سے منع فرمایا اس پر عمل پیرا ہونے والا ہے اس کی سزا یہ ہے کہ تین دن

مخالفات أمر به رسول الله صلى الله عليه وسلم ودوده جزيئا التي حتة فكانت عقوبته في ذلك أن يجعل اللبن المحلوب في الأيام الثلاثة للمشتري بصاع من تمر ولعله يساوي أضعافا كثيرة ثم نسخت العقوبات في الأموال بالمعاصي وردت الأشياء إلى ما ذكرنا۔

تھا جو دودھ اس نے دوہا ہے وہ مشتری کو ایک صاع کھجور کے بدلے حاصل ہو سکتا ہے وہ کئی صاع کے برابر ہو، اس کے بعد اموال کے ذریعے سزاؤں کا حکم منسوخ ہو گیا اور اشیاء کو اس بات طرف لوٹایا گیا جس کا ہم نے ذکر کیا (یعنی جس کی قیمت ہو اس کی مثل ورنہ قیمت دی جائے)

فلما كان ذلك كذلك وجب رد المصراة بعينها وقد زال منها اللبن على أن ذلك اللبن أخذه المشتري منها ثم كان بعضه في ضرعها في وقت وقوع البيع عليها فهو في حكم المبيع وبعضه حدث في ضرعها في ملك المشتري بعد وقوع البيع عليها فذلك للمشتري فلما لم يمكن رد اللبن بكماله على البائع إذ كان بعضه مما لم يملك ببيعه ولم يمكن أن يجعل اللبن كله للمشتري إذا كان ملك بعضه من قبل البائع ببيعه إياه الشاة التي قد ردها عليه بالعيب وكان ملكه له إياه بجزء من الثمن الذي كان وقع به البيع فلا يجوز أن يرد الشاة بجميع الثمن ويكون ذلك اللبن سالما له بغير ثمن فلما كان ذلك كذلك منع المشتري من ردها ورجع على بائعه بنقصان عيبها قال عيسى فهذا وجه حكم بيع المصراة۔

جب بات یوں ہے اور مصراۃ جانور کو بعینہ واپس لوٹانا ضروری ہے اور اس سے دودھ زائل ہو چکا ہے تو اس سے معلوم ہوا جو دودھ خریدنے والے کو حاصل ہوا اس میں سے کچھ سودے کے وقت اس کے تھنوں میں تھا وہ بیع کے حکم میں ہوگا اور کچھ دودھ خریدنے کے بعد مشتری کی ملکیت میں پیدا ہوا وہ مشتری کا ہے جب سارے کے سارے دودھ کو بائع کی طرف نہیں لوٹایا جا سکتا کیونکہ بعض دودھ کی بیع کا وہ مالک نہیں ہے اور تمام دودھ کو مشتری کی ملک بھی قرار نہیں دے سکتے کیونکہ کچھ دودھ کا وہ بائع کی طرف سے مالک ہوا جب اس نے اس پر اس بکری کو بیچا جسے اس نے عیب کی وجہ سے لوٹا دیا اور بائع نے اسے اتنی قیمت پر اس کو بکری کا مالک بنایا تھا جس کے ساتھ سودا ہوا پس جائز نہیں کہ بکری کو پوری قیمت کے بدلے لوٹایا جائے اور یہ دودھ کسی قیمت کے بغیر مکمل طور پر اس (مشتری) کے لیے ہو جب معاملہ یوں ہے تو خریدنے والے کو واپس لوٹانے سے منع کیا جائے گا اور وہ عیب کی وجہ سے ہونے والا نقصان کے لیے بائع کی طرف رجوع کرے گا۔ حضرت عیسیٰ بن ابان فرماتے ہیں مصراۃ کے سودے کا حکم اس طریقے پر ہے۔

قال أبو جعفر والذي قاله عيسى من هذا يحتمل غير أني رأيت في ذلك وجها هو أشبه عندي بنسخ هذا الحديث من ذلك الوجه الذي ذهب إليه عيسى

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ بن ابان نے یہ جو بات فرمائی ہے اس میں ان کے قول کے علاوہ کا بھی احتمال ہے میں اس میں ایک اور وجہ دیکھتا ہوں جو اس حدیث کے منسوخ ہونے کے سلسلے میں اس سے زیادہ بہتر ہے جس کی طرف حضرت عیسیٰ گئے ہیں۔

وذلك أن لبن المصراة الذي احتلبه المشتري منها في الثلاثة الأيام التي احتلبها

وہ اس طرح ہے کہ مصراۃ جانور کا وہ دودھ جو تین تک خریدنے والا دوہتا رہا اس میں سے بعض دودھ سودے سے پہلے بائع کی ملک تھا

فلأنه قد كان بعضه في ملك البائع قبل الشراء
وحدث بعضه في ملك المشتري بعد الشراء
ثم اختلطا مرة بعد مرة فكان ما
للبائع من ذلك مجهول المقدار أوجب
ذلك في الشاة وجب نقض البيع فيه وردها
مع المبيع بما حدث في يد المشتري من ذلك فإنما كان
حدث بسبب البيع أيضا وحكمه حكم الشاة
فثبت بهذا فساد هذا على مذهبنا وكان النبي
صلى الله عليه وسلم قد جعل للمشتري المصراة
مع ردها جميع لبنها الذي كان حلبه منها
صاعا من التمر الذي أوجب عليه رده
مع الشاة وذلك اللبن حينئذ قد تلف أو
تلف بعضه فكان المشتري قد ملك لبنا
بالصاع تمر دينا فدخل ذلك في بيع
الدين بالدين وقد نهى رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن بيع الدين بالدين۔

اور کچھ دودھ خریدنے کے بعد مشتری کی ملک میں پیدا ہوا البتہ اس نے
بار بار دوہا تو جو کچھ بائع کے قبضہ میں تھا وہ سودے میں شامل ہو گیا جب
بکری کی بیع کو توڑنا واجب ہوا تو اس کو توڑنا بھی ضروری ہوگا اور جو دودھ
مشتری کے پاس جا کر پیدا ہوا وہ بھی سودے کی وجہ سے اس کی ملک میں
آیا اس کا حکم بھی وہی ہے جو بکری کا ہے تو وہ اس کے بدن کا حصہ ہے
یہ ہمارے مذہب کے مطابق ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصراۃ
جانور خریدنے والے کے سودا توڑنے کے بعد تمام دودھ کا ایک صاع کھجوریں
کے بدلے مشتری کے لیے قرار دیا جو کھجوریں وہ بکری کے ساتھ بائع کو
دیتا ہے اس وقت وہ دودھ پورا یا بعض ضائع ہو چکا ہوتا ہے تو
گویا مشتری اس دودھ کا بطور قرض مالک ہوا جو ایک صاع کھجوروں
کے بدلے ہے اور وہ بھی قرض ہیں تو یہ قرض کے بدلے قرض
کی بیع ہو گئی پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض
کے بدلے قرض کی بیع سے منع فرمایا۔

۳۲۰- حدثنا أبو بكرة وابن مرزوق قالا ثنا
أبو عاصم قال أبو بكرة في حديثه أخبرنا موسى
بن عبيدة وقال ابن مرزوق في حديثه عن
موسى بن عبيدة الربذي عن عبد الله بن
دينار عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم
نهى عن بيع الكالي بالكالي يعني الدين بالدين
فكان ذلك ما كان تقدم منه مما روي عنه
في المصراة مما حكمه حكم الدين بالدين۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کی قرض کے بدلے بیع سے
منع فرمایا اس سے مصراۃ کا وہ حکم جو قرض کے بدلے
قرض کی بیع قرار پاتا تھا منسوخ ہو گیا۔

ويقال للذي ذهب إلى العمل بما روي
في المصراة مما قد ذكرناه في أول هذا الباب
قد روي عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم أنه قال الخراج بالضمان وعملت
بذلك العلماء۔

جو لوگ مصراۃ کے سلسلے میں مروی روایات پر عمل
کے قائل ہیں ان سے کہا جائے گا۔
کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ
نے فرمایا (مشتری کو) ضمان کے بدلے نفع کا استحقاق حاصل
ہے اور اس پر علماء کا عمل ہے۔

۱۲۲۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ ح وَحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خُفَافٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضمان کی وجہ سے (مشتری کو) نفع کا استحقاق ہے۔

۱۲۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ ثَنَا الزَّنْجِيُّ بْنُ خَالِدٍ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ زَعَمُوْا لَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَجُلًا اشْتَرٰى عَبْدًا فَاسْتَغَلَّهُ ثُمَّ رَأٰى بِهِ عَيْبًا فَخَاصَمَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّهُ بِالْعَيْبِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ قَدِ اسْتَغَلَّهُ فَقَالَ لَهُ الْغَلَّةُ بِالضَّمَانِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک شخص نے غلام خریدا پھر اس سے نفع حاصل کیا پھر اس میں عیب پایا تو وہ اپنا مقدمہ لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عیب کے ساتھ لوٹا دیا اس شخص (بائع) نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے نفع حاصل کیا ہے آپ نے فرمایا وہ ضمان کی وجہ سے نفع کا مستحق ہو گیا۔

۱۲۲۳۔ حَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْجِيْزِيُّ قَالَ ثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا الزَّنْجِيُّ بْنُ خَالِدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتی ہیں۔

۱۲۲۴۔ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنُ قَالَ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت عبد الملک بن عبد العزیز فرماتے ہیں ہم نے حضرت مسلم بن خالد سے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

فَتَلَقَّى الْعُلَمَاءُ هٰذَا الْخَبَرَ بِالْقَبُوْلِ وَزَعَمْتَ أَنْتَ أَنَّ رَجُلًا لَوِ اشْتَرٰى شَاةً فَحَلَبَهَا ثُمَّ أَصَابَ بِهَا عَيْبًا غَيْرَ التَّحْفِيْلِ أَنَّهُ يَرُدُّهَا وَيَكُوْنُ اللَّبَنُ لَهُ وَكَذٰلِكَ لَوْ كَانَ مَكَانَ اللَّبَنِ وَلَدٌ وَلَدَتْهُ رَدَّهَا عَلَى الْبَائِعِ وَكَانَ الْوَلَدُ لَهُ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَكَ مِنَ الْخَرَاجِ الَّذِيْ جَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُشْتَرِيْ بِالضَّمَانِ فَلَيْسَ يَخْلُو الصَّاعُ الَّذِيْ تُوْجِبُهُ عَلٰى مُشْتَرِي الْمُصَرَّاةِ إِذَا رَدَّهَا بِالْبَائِعِ بِالتَّصْرِيَةِ أَنْ

علماء کرام کے نزدیک اس حدیث کو قبولیت حاصل ہے اور تمہارا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص بکری خریدے پھر اس کا دودھ دوہے پھر اس میں ایسا عیب پائے جو تھنوں میں دودھ روکنے کے علاوہ ہو تو وہ اسے لوٹا دے اور وہ دودھ اس کا اپنا ہوگا اسی طرح اگر دودھ کی جگہ بچہ جنے تو اس جانور کو بائع کی طرف لوٹائے گا لیکن بچہ اس (خریدنے والے) کے لیے ہوگا اور تمہارے نزدیک یہ وہ نفع ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضمان کے بدلے مشتری کے لیے قرار دیا لیکن کھجوروں کا صاع جسے تم مصراۃ جانور کے خریدار پر واجب کرتے ہو کہ بائع کی طرف لوٹانے کی صورت میں یا اس تمام دودھ کا عوض ہوگا جسے

كَانَ عِوَضًا مِنْ جَمِيعِ اللَّبَنِ الَّذِي احْتَلَبَهُ
الَّذِي كَانَ بَعْضُهُ فِي ضَرْعِهَا فِي وَقْتِ الْبَيْعِ
وَبَعْضُهُ حَدَثَ فِي ضَرْعِهَا بَعْدَ الْبَيْعِ أَوْ يَكُونُ
بَعْضُهُ مِنَ اللَّبَنِ الَّذِي كَانَ فِي ضَرْعِهَا فِي وَقْتِ
الْبَيْعِ خَاصَّةً فَإِنْ كَانَ عِوَضًا مِنْهُمَا فَقَدْ
أَخَذْتَ بِذَلِكَ أَصْلَكَ الَّذِي جَعَلْتَ الْوَلَدَ وَ
الْغَلَّةَ لِلْمُشْتَرِي بَعْدَ الرَّدِّ بِالْعَيْبِ لِأَنَّكَ جَعَلْتَ
لَهُمَا حُكْمَ الْخَرَاجِ الَّذِي جَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُشْتَرِي بِالضَّمَانِ وَإِنْ كَانَ
ذَلِكَ الصَّاعُ عِوَضًا مِمَّا كَانَ فِي ضَرْعِهَا
فِي وَقْتِ وُقُوعِ الْبَيْعِ خَاصَّةً وَإِنَّمَا فِي سَائِرِهِ
لِلْمُشْتَرِي لِأَنَّهُ مِنَ الْخَرَاجِ فَقَدْ جَعَلْتَ
لِلْبَائِعِ صَاعًا بِلَبَنٍ دَيْنٍ وَهَذَا غَيْرُ جَائِزٍ
فِي قَوْلِكَ وَلَا فِي قَوْلِ غَيْرِكَ فَعَلَى أَيِّ الْوَجْهَيْنِ
كَانَ هَذَا الْمَعْنَى عَلَيْهِ عِنْدَكَ فَإِنَّكَ قَدْ
تَرَكْتَ أَصْلًا مِنْ أُصُولِكَ وَقَدْ كُنْتَ أَنْتَ
بِالْقَوْلِ بِنَسْخِ هَذَا الْحُكْمِ فِي الْمُصَرَّاةِ أَوْلَى
مِنْ غَيْرِكَ لِأَنَّكَ أَنْتَ تَجْعَلُ اللَّبَنَ فِي حُكْمِ
الْخَرَاجِ وَغَيْرُكَ لَا يَجْعَلُهُ كَذَلِكَ۔

اس نے دوہا ہے جس میں سے کچھ سودا کرتے وقت اس کے تھنوں میں تھا اور بعض دودھ سودے کے بعد اس کے تھنوں میں آیا یا وہ کھجوریں صرف اس دودھ کا عوض ہوں گی جو سودے کے وقت اس کے تھنوں میں تھا اگر وہ ان دونوں کے عوض ہو تو اس سے تمہارا ضابطہ ٹوٹ گیا تم نے عیب کی وجہ سے بیع کو رد کرنے کی صورت میں بچہ اور غلہ دونوں مشتری کے لیے قرار دیئے کیونکہ تم نے اس کا حکم اس نفع کی طرح قرار دیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاوان کی وجہ سے مشتری کے لیے قرار دیا اور اگر کھجوروں کا ایک صاع اس دودھ کا عوض ہو جو سودا کرتے وقت اس کے تھنوں میں تھا اور باقی صحیح سالم مشتری کے لیے ہوگا کیونکہ یہ نفع میں سے ہے تو تم نے دودھ کے بدلے بائع کے لیے ایک صاع کھجور بطور قرض لازم کر دیں اور یہ بات تمہارے نزدیک میں اور دوسروں کے نزدیک بھی جائز نہیں تو ان دو باتوں میں سے جو بات بھی تمہارے نزدیک صحیح ہو تم اپنے قواعد میں سے کسی نہ کسی قاعدے کو چھوڑنے والے قرار پاؤ گے جبکہ تمہارا یہ قول دوسروں کے قول سے بہتر ہے کہ مصراۃ کا حکم منسوخ ہو چکا ہے کیونکہ تم اس دودھ کو نفع (خراج) کے حکم میں قرار دیتے ہو اور دوسرے ایسا نہیں کرتے۔

بَابُ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ تَتَنَاهَى

ظہور صلاحیت سے پہلے پھلوں کی بیع

[illegible]۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو زُرْعَةَ وَهْبُ اللَّهِ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ لَا تُشْتَرَى حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ۔

حضرت نافع، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ان کو بیچنے اور خریدنے سے منع فرماتے تھے۔

[illegible]۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا أَبُو [illegible] قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي

حضرت سالم، اپنے والد سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا

سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ ثَنَا أَبُو صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قَالَا جَمِيعًا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ.

اس وقت تک پھلوں کو نہ بیچو جب تک ان کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے۔

۱۳۲۷۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ان کا سودا نہ کرو۔

۱۳۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ هُوَ الْغُدَانِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَزَادَ فَكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاحِهَا قَالَ حَتَّى تَذْهَبَ عَاهَتُهَا.

ایک دوسرے طریق سے بھی بواسطہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل مروی ہے البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ جب آپ سے اس کی صلاحیت کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ فرماتے یہاں تک کہ وہ قدرتی آفت سے محفوظ ہو جائے۔

۱۳۲۹۔ حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُرَاقَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى يَذْهَبَ الْعَاهَةُ قَالَ قُلْتُ مَتَى ذَاكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ طُلُوعُ الثُّرَيَّا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ قدرتی آفت سے محفوظ ہو جائے راوی فرماتے ہیں میں نے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن! یہ کس وقت ہوتا ہے (آفات سے محفوظ کب ہوتا ہے) تو انہوں نے فرمایا ثریا ہے۔

۱۳۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ ثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ.

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور صلاحیت سے پہلے پھلوں کی تجارت سے منع فرمایا۔

حدثنا ابراهیم بن مرزوق قال ثنا ابو داود عن سلیم بن حیان قال ثنا سعید بن میناء عن جابر بن عبد اللہ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع الثمار حتی تشقح قیل لجابر وما تشقح قال تحمر وتصفر ویؤکل منہا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ان کی تجارت سے منع فرمایا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ صلاحیت سے کیا مراد ہے تو انہوں نے فرمایا وہ سرخ اور زرد ہو جائے اور اسے کھایا جا سکے۔

حدثنا صالح بن عبد الرحمن وربیع الجیزی قال ثنا عبد اللہ بن مسلمۃ بن قعنب قال ثنا خارجۃ بن عبد اللہ بن سلیمان بن زید بن ثابت عن ابی الرجال عن امہ عمرۃ عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن بیع الثمار حتی تنجو من العاہۃ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا جب تک کہ وہ آفات سماویہ سے محفوظ ہو جائے۔

حدثنا محمد بن سلیمان الباغندی قال ثنا ابراہیم بن حمید الطویل قال ثنا صالح بن ابی الاخضر عن الزہری عن خارجۃ بن زید عن زید بن ثابت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن بیع الثمر حتی یبدو صلاحہ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور صلاحیت سے پہلے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا۔

حدثنا ابن مرزوق قال ثنا عمر بن یونس بن القاسم الیمامی قال حدثنی اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع المحاقلۃ والمزابنۃ والمخاضرۃ والملامسۃ والمنابذۃ قال عمر فسر لی ابی المخاضرۃ قال لا ینبغی ان یشتری شیء من ثمر النخل حتی یونع یحمر ویصفر۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع محاقلہ، مزابنہ، مخاضرہ، ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا حضرت عمر بن یونس فرماتے ہیں میرے باپ نے مخاضرہ کی وضاحت یوں فرمائی کہ کھجوروں کا سودا اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ سرخ یا زرد رنگ اختیار نہ کریں۔

حدثنا ابراہیم بن محمد ابو بکر البغدادی قال ثنا ابو الولید قال ثنا حماد

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کو سرخ یا زرد

بن سلمة عن حميد عن أنس قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الثمرة حتى تزهو وعن العنب حتى يسود وعن الحب حتى يشتد۔

ہونے سے پہلے انگور سیاہ ہونے سے پہلے اور دانے کو سخت ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔

۱۳۳۶۔ حدثنا نصر بن مرزوق قال ثنا علي بن معبد قال ثنا إسماعيل بن جعفر عن حميد عن أنس أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع النخل حتى تزهو فقلت لأنس وما زهوها فقال تحمر أو تصفر أرأيت إن منع الله الثمرة بم يستحل أحدكم مال أخيه۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے زرد یا سرخ ہونے سے پہلے ان کے سودے سے منع فرمایا۔ حضرت حمید فرماتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کھجوروں کے زہو کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا سرخ اور زرد ہونا بتائیے اگر اللہ تعالیٰ پھل کو روک دے تو تم میں کوئی شخص اپنے بھائی کا مال کس چیز کے ذریعے حلال کرے گا۔

۱۳۳۷۔ حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال أخبرنا عبد الله بن بكر قال أخبرنا حميد عن أنس قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع ثمرة النخل حتى تزهو قيل له وما تزهو قال تحمر أو تصفر۔

حضرت حمید، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کو ان کے رنگ پکڑنے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا ان سے پوچھا گیا کہ رنگ پکڑنے سے کیا مراد ہے تو انہوں نے فرمایا سرخ یا زرد ہو جائے۔

۱۳۳۸۔ حدثنا فهد قال ثنا عبد الله بن صالح قال حدثني الليث قال حدثني يحيى بن أيوب عن حميد الطويل عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تبايعوا الثمار حتى تزهو قلنا يا رسول الله وما تزهو قال تحمر أو تصفر أرأيت إن منع الله الثمرة بم يستحل أحدكم مال أخيه۔

حضرت حمید طویل حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھلوں کے رنگ پکڑنے سے پہلے ان کا سودا نہ کرو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ رنگ پکڑنا کیا ہے تو آپ نے فرمایا سرخ یا زرد ہونا بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ پھل کو روک دے تو تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کے مال کو کس چیز کے بدلے (اپنے لیے) حلال کرے گا۔

۱۳۳۹۔ حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس عن ابن شهاب قال حدثني سعيد وأبو سلمة أن أبا هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تبايعوا الثمر حتى يبدو صلاحه۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھلوں کو ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے نہ بیچو۔

قال أبو جعفر فذهب قوم إلى هذه

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک

بعضهم أن الثمار لا يجوز بيعها في رؤوس النخل حتى تحمر أو تصفر۔

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا هذه الآثار عندنا ثابتة صحيحة ولسنا تاركين لها ولكنا نأولها على غير ما تأولها عليه أهل المقالة الأولى۔ وذلك أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع الثمار حتى يبدو صلاحها فيحتمل ذلك أن يكون على ما تأوله عليه أهل المقالة الأولى ويحتمل أن يكون أراد به بيع الثمار قبل أن تكون فيكون البائع بائعا لما ليس عنده وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك في نهيه عن بيع السنين۔

جماعت کا یہی موقف ہے ان کا خیال یہ ہے کہ درختوں کے اوپر پھلوں کی فروخت اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ سرخ یا زرد نہ ہو جائیں۔

جبکہ دوسرے حضرات نے ان سے مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تمام (مذکورہ بالا) روایات ہمارے نزدیک صحیح ثابت ہیں ہم ان پر عمل کرتے ہیں ان کو چھوڑتے نہیں لیکن ہمارے نزدیک ان کا مطلب وہ نہیں جو پہلے قول والوں نے بیان کیا ہے۔

یہ اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ان کا سودا کرنے سے منع فرمایا تو اس میں اس مفہوم کا بھی احتمال ہے جو پہلے قول والوں نے بیان کیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ پھل لگنے سے پہلے اس کی بیع مراد ہو اس طرح بیچنے والا اس چیز کو بیچے گا جو اس کے پاس نہیں ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سالوں (کے پھلوں) کی بیع سے منع کرتے ہوئے اس سے بھی منع فرمایا۔

حدثنا يونس قال ثنا سفيان بن عيينة عن حميد الأعرج عن سليمان بن عتيق عن جابر بن عبد الله أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع السنين قال يونس قال لنا سفيان هو بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنین کی بیع سے منع فرمایا یونس (راوی) فرماتے ہیں ہم سے حضرت سفیان نے بیان کیا کہ یہ پھلوں کو ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے بیچنا ہے۔

حدثنا ربيع الجيزي وابن أبي داود قالا ثنا سعيد بن كثير بن عفير قال ثنا كهمس بن المنهال عن سعيد بن أبي عروبة عن الحسن عن سمرة بن جندب قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع السنين۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (آئندہ) کئی سالوں کے لیے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا۔

حدثنا ربيع الجيزي قال ثنا ابن أبي مريم قال ثنا يحيى بن أيوب عن ابن جريج عن عطاء وأبي الزبير عن جابر أن النبي صلى

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ وہ کھانے کے قابل ہو جائیں۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يُطْعَمَ۔

٣٣٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

٣٣٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ وَأَبُو الْوَلِيدِ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَأْكُلَ مِنْهُ أَوْ حَتّٰى يُؤْكَلَ مِنْهُ۔

٣٣٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيَّ يَقُولُ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ السَّلَمِ فَقُلْتُ إِنَّا نَدَعُ أَشْيَاءَ لَا نَجِدُ لَهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ تَحْرِيمًا قَالَ إِنَّا نَفْعَلُ ذٰلِكَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يُؤْكَلَ مِنْهُ

٣٣٦۔ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ يَسْأَلُ عَنِ الرَّجُلِ يَبِيعُ ثَمَرَةَ أَرْضِهِ نَخْلًا كَانَ أَوْ عِنَبًا يُسْلِفُ فِيهَا قَبْلَ أَنْ تَطِيبَ فَقَالَ لَا يَصْلُحُ أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ بَاعَ ثَمَرَةَ أَرْضٍ لَهُ ثَلَاثَ سِنِينَ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ فِي النَّاسِ مَنَعَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَبِيعَ الثَّمَرَةَ حَتّٰى تَطِيبَ۔

٣٣٧۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي

ایک دوسری سند سے بھی بواسطہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل مروی ہے۔

حضرت ابوالبختری فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کھجوروں کی بیع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا یہاں تک کہ ہم اس سے کھا سکیں یا (فرمایا) اس سے کھایا جا سکے۔

حضرت ابوالبختری طائی فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیع سلم کے بارے میں پوچھا میں نے کہا ہم بعض چیزوں کو چھوڑتے ہیں ہم قرآن پاک میں ان کی حرمت نہیں پاتے تو انہوں نے فرمایا ہم یہ عمل اس لیے کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا یہاں تک کہ اس سے کھایا جا سکے۔ (کھانے کے قابل ہو جائے)

حضرت خالد سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے سنا حضرت عطاء بن ابی رباح سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی زمین کے پھل کو چاہے کھجوریں ہوں یا انگور ظہور صلاحیت سے پہلے بطور بیع سلم بیچتا ہے تو انہوں نے فرمایا یہ درست نہیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی زمین کا پھل تین سال کے لیے بیچا حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کی موجودگی میں فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پھلوں کو ظہور صلاحیت سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔

حضرت ابوالبختری سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پھلوں میں بیع سلم ... کے بارے میں پوچھا

قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ السَّلَفِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى ... حَتَّى يَصْلُحَ۔

فَدَلَّتْ هٰذِهِ الْآثَارُ الَّتِيْ ذَكَرْنَاهَا عَلَى أَنَّ النَّهْيَ عَنْ بَيْعِهَا قَبْلَ بُدُوِّ صَلَاحِهَا إِنَّمَا ... الْمَبِيْعَةُ قَبْلَ كَوْنِهَا لِيُسْلَفَ عَلَيْهَا ... رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ... حَتَّى يَكُوْنَ وَيُؤْمَنَ عَلَيْهَا الْعَاهَةُ فَحِيْنَئِذٍ ... السَّلَمُ فِيْهَا

أَفَلَا تَرٰى أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا سَأَلَهُ أَبُو الْبَخْتَرِيِّ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ ... لَهُ فِي ذٰلِكَ مَا ذَكَرَ فِيْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ مِنَ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تُطْعَمَ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّ النَّهْيَ إِنَّمَا وَقَعَ فِي الْآثَارِ الَّتِيْ ذَكَرْنَاهَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ عَلَى بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ تَكُوْنَ ثِمَارًا۔

أَلَا تَرٰى إِلَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيْهِ فَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ إِلَّا عَلَى ... مِنْ ثَمَرَةٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ أَنْ تَكُوْنَ فَإِنَّمَا ... فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ هُوَ النَّهْيُ عَنِ السَّلَمِ فِي الثِّمَارِ فِيْ غَيْرِ حِيْنِهَا فَهٰذِهِ الْآثَارُ تَدُلُّ عَلَى النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ۔

فَأَمَّا بَيْعُ الثِّمَارِ فِيْ أَشْجَارِهَا بَعْدَ مَا ظَهَرَتْ فَإِنَّ ذٰلِكَ عِنْدَنَا جَائِزٌ صَحِيْحٌ۔

وَالدَّلِيْلُ عَلَى ذٰلِكَ مَا جَاءَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ

تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے انہیں بیچنے سے منع فرمایا۔

تو یہ روایات جو ہم نے ذکر کی ہیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جن پھلوں کو انکی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے بیچنے سے منع کیا گیا وہ کون سے پھل ہیں تو یہ وہ سودا ہے جس کا ابھی وجود نہیں ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ وہ وجود میں آجائے اور آسمانی آفات سے محفوظ ہو جائے اس وقت اس میں بیع سلم جائز ہے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت ابو البختری نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کھجوروں میں بیع سلم کے بارے میں پوچھا تو ان کا جواب جو حدیث میں مذکور ہے یعنی کہ جب تک وہ کھانے کے قابل نہ ہو اس کا بیچنا ممنوع ہے۔ تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ مذکورہ بالا روایات میں جو ممانعت مذکور ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک وہ پھل نہ ہو جائیں ان کی بیع جائز نہیں۔

کیا تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی طرف نہیں دیکھتے آپ نے فرمایا بتایئے اگر اللہ تعالیٰ پھلوں کو روک دے تو تم کس چیز کے بدلے اپنے بھائی کا مال حاصل کرو گے تو یہ ممانعت صرف ان پھلوں کے بارے میں ہے جو ابھی تک پھل نہیں بنے ان روایات میں پھلوں میں بے وقت بیع سلم کی ممانعت ہے تو یہ روایات اس بات سے منع پر دلالت کرتی ہیں۔

جہاں تک درختوں کے اوپر پھلوں کو ان کے ظاہر ہونے کے بعد بیچنے کا تعلق ہے تو وہ ہمارے نزدیک صحیح ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی (مندرجہ ذیل) احادیث اس بات کی دلیل ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جس نے کھجور کا درخت پیوندکاری کے بعد بیچا تو اس کا پھل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ اَنْ يُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلَّذِيْ بَاعَهَا اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنْ بَاعَ عَبْدًا فَمَالُهُ لِلَّذِيْ بَاعَهُ اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ۔

بیچنے والے کے لیے ہوگا مگر یہ کہ خریدار اس کی شرط رکھے اور جس نے غلام بیچا تو اس (غلام) کا مال بھی بیچنے والے کے لیے ہوگا مگر یہ کہ خریدار اس کی شرط رکھے

۴۳۴۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَعْنَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى عَبْدًا وَلَمْ يَشْتَرِطْ مَالَهُ فَلَا شَيْءَ لَهُ وَمَنِ اشْتَرٰى نَخْلًا بَعْدَ مَا يُؤَبِّرُهَا وَلَمْ يَشْتَرِطِ الثَّمَرَ فَلَا شَيْءَ لَهُ۔

حضرت سالم، اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جس نے غلام خریدا اور اس کے مال کی شرط نہیں رکھی تو اس کے لیے کچھ نہیں اور جس نے کھجور کا درخت پیوندکاری کے بعد خریدا اور پھل کی شرط نہیں رکھی تو اس کے لیے کچھ نہیں۔

۴۳۵۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ سَمِعْتُ يَزِيْدَ بْنَ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدِ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا اشْتَرٰى نَخْلًا قَدْ اَبَّرَهَا صَاحِبُهَا فَخَاصَمَهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الثَّمَرَ لِصَاحِبِهَا الَّذِيْ اَبَّرَهَا اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطَ الْمُشْتَرِيْ۔

حضرت عکرمہ بن خالد مخزومی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کھجور کا درخت خریدا جس میں اس کے مالک نے پیوندکاری کی تھی وہ دونوں اپنا مقدمہ بارگاہ نبوی میں لائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ اس کا پھل اس کے اس مالک کے لیے ہے جس نے اس کی پیوندکاری کی ہے البتہ یہ کہ خریدار اس کی شرط رکھے۔

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذِهِ الْاٰثَارِ النَّخْلَ لِبَائِعِهَا اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطَ مُبْتَاعُهَا فَيَكُوْنُ لَهُ بِاشْتِرَاطِهِ اِيَّاهَا وَيَكُوْنُ بِذٰلِكَ مُبْتَاعًا لَهَا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان روایات کے مطابق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کا پھل بائع کے لیے قرار دیا البتہ یہ کہ خریدار اس کی شرط رکھے تو اس شرط کی وجہ سے وہ اس کے لیے ہوگا اور اس وجہ سے وہ اس کا بھی خریدار ہو جائے گا۔

وَقَدْ اَبَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰهُنَا بَيْعَ ثَمَرَةٍ فِيْ رُءُوْسِ النَّخْلِ قَبْلَ بُدُوِّ صَلَاحِهَا فَدَلَّ ذٰلِكَ اَنَّ الْمَعْنَى الْمَنْهِيَّ عَنْهُ فِي الْاٰثَارِ الْاُوَلِ خِلَافُ هٰذَا الْمَعْنٰى۔

تو اس جگہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کے (اوپر) پھلوں کو ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے بیچنا جائز قرار دیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ پہلی روایات میں جو ممانعت مذکور ہے اس کا مفہوم اس معنی کے خلاف ہے۔

فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ اِنَّمَا اُجِيْزَ بَيْعُ الثَّمَرِ فِيْ هٰذِهِ الْاٰثَارِ لِاَنَّهُ مَبِيْعٌ مَعَ غَيْرِهِ وَلَيْسَ لِاَحَدٍ بَيْعُهُ مَعَ غَيْرِهِ مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنْ يَبِيْعَهُ

اگر کوئی معترض کہے کہ ان روایات میں جس بات کا جواز ہے وہ پھلوں کی بیع ہے کیونکہ وہ اپنے غیر کے ساتھ بیچے جا رہے ہیں اور غیر کے ساتھ ان کے بیچنے کا جواز اس بات پر دلالت نہیں

لأنا قد رأينا أشياء تدخل مع هذه الأشياء في البياعات ولا يجوز إفرادها بالبيع. من ذلك الطرق والأفنية تدخل في بيع الدور ولا يجوز أن تفرد بالبيع.

کرتا کہ تنہا ان کی بیع بھی جائز ہو کیونکہ ہم بہت سی چیزوں کو دیکھتے ہیں کہ دوسرے میں اپنے غیر کے ساتھ شامل ہوتی ہیں لیکن تنہا ان کی بیع جائز نہیں ہوتی۔
ان میں سے راستے اور صحن ہیں جو مکانات کی بیع میں داخل ہوتے ہیں لیکن ان کو الگ طور پر بیچنا جائز نہیں۔

فجوابنا في ذلك وبالله التوفيق أن الطرق والأفنية تدخل في البيع وإن لم تشترط ولا يدخل الثمر في بيع النخل إلا أن يشترطه المشتري فالذي يدخل في بيع غيره بغير شرط لا يجوز أن يكون مبيعا وحده والذي لا يدخل في بيع غيره إلا باشتراط فهو الذي إذا كان مبيعا فلم يجز أن يكون مبيعا مع غيره إلا وبيعه وحده جائز.

اس سلسلے میں توفیق الٰہی ہمارا جواب یہ ہے کہ راستے اور صحن شرط رکھنے کے بغیر بھی (مکان کی) بیع میں داخل ہوتے ہیں لیکن درخت کی بیع میں پھل شرط کے بغیر داخل نہیں ہوتے تو جو چیز دوسری چیز کے سودے میں کسی شرط کے بغیر داخل ہوا سے تنہا بیچنا جائز نہیں اور وہ چیز جو دوسری چیز کی بیع میں شرط کے بغیر شامل نہ ہو تو وہ شرط کی صورت میں ہی بیع بنے گی لہٰذا غیر کے ساتھ وہی چیز مبیع بن سکتی ہے جسے انفرادی طور پر بیچا جا سکتا ہو۔

ألا ترى أن رجلا لو باع دارا وفيها متاع أن ذلك المتاع لا يدخل في البيع وأن مشتريها إن اشترطه في شرائه الدار صار له باشتراطه ولو كان الذي في الدار خمرا أو خنزيرا فاشترطه في البيع فسد البيع فكان لا يدخل في شراء الدار باشتراطه في ذلك إلا ما يجوز له شراؤه ولو اشترى وحده وكان الثمر الذي ذكرنا يجوز له اشتراطه مع النخل فلم يكن ذلك إلا لأنه يجوز بيعه وحده.

کیا وہ معترض نہیں دیکھتا کہ اگر کوئی شخص مکان بیچے اور اس میں سامان ہو تو وہ سامان (مکان کے سودے میں) داخل نہیں ہوگا اور اگر خریدار سودے میں اس کی شرط رکھے تو اس شرط کی وجہ سے وہ سامان اس کا ہو جائے گا اور اگر گھر میں شراب یا خنزیر ہو اور وہ سودے میں اس کی شرط رکھے تو بیع فاسد ہو گی لہٰذا مکان کو خریدتے وقت شرط رکھنے سے وہی چیز داخل ہوگی جسے خریدا جا سکتا ہو اگرچہ انفرادی طور پر خریدے اور جس پھل کا ہم نے ذکر کیا ہے درخت کے ساتھ اس کی شرط رکھنا صحیح ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے تنہا فروخت کیا جا سکتا ہے۔

ولا يرى أن النبي صلى الله عليه وسلم قال في هذا الحديث وقرنه مع ذكر النخل من باع عبدا له مال فماله للبائع إلا أن يشترطه المبتاع فجعل المال للبائع إذا لم يشترطه المبتاع وجعله للمبتاع باشتراطه إياه وكان ذلك المال لو كان خمرا أو خنزيرا فسد بيع العبد إذا اشترطه

کیا وہ شخص نہیں دیکھتا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (مذکورہ بالا) حدیث میں اس کو درخت کے ذکر سے ملایا آپ نے فرمایا جس نے اپنا غلام بیچا جس کے پاس مال تھا تو وہ مال بیچنے والے کا ہوگا مگر یہ کہ خریدنے والا اس کی شرط رکھے تو آپ نے خریدار کے شرط نہ رکھنے کی صورت میں مال بائع کے لیے قرار دیا اور ایسا شرط رکھنے کی وجہ سے کیا اور اگر یہ مال شراب یا خنزیر ہو تو شرط کی صورت میں بیع فاسد ہو جائے گی غلام کے ساتھ اس مال کی

بیعه ولما یجوز ان یشترط مع العبد من ماله ما یجوز بیعه وحده وما کان مالا یجوز بیعه وحده لم یجز اشتراطه فی بیعه لانه یکون بذلک مبیعا وبیع ذلک الشیء لا یصلح فذلک ایضا دلیل صحیح علی ما ذکرنا فی الثمرة الداخلة فی بیع النخل بالاشتراط انها الثمار التی یجوز بیعها علی الانفراد دون بیع النخل۔

فثبت بذلک ما ذکرنا وهذا قول ابی حنیفة وابی یوسف رحمة الله علیهما۔

وکان محمد بن الحسن یذهب الی ان النهی الذی ذکرناه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی اول هذا الباب هو بیع الثمر علی ان یترک فی رؤوس النخل حتی یبلغ ویتناهی وحتی یجد فاذا وقع البیع علیه قبل التناهی فیکون المشتری قد ابتاع ثمرا ظاهرا وما ینمیه نخل البائع بعد ذلک الی ان یجد فذلک باطل قال واما اذا وقع البیع بعد ما تناهی عظمه وانقطعت زیادته فلا باس بابتیاعه واشتراط ترکه الی حصاده وجداده قال وانما وقع النهی عن ذلک لاشتراط الترک لمکان الزیادة وفی ذلک دلیل علی ان لا باس بذلک الاشتراط فی ابتیاعه بعد عدم الزیادة حدثنی سلیمان بن شعیب بهذا عن ابیه عن محمد وتاویل ابی حنیفة وابی یوسف فی هذا احسن عندنا والله اعلم۔

والنظر ایضا یشهد له لانه اذا وقع البیع علی الثمار بعد تناهیها علی ان تترک الی الحصاد والنخل ههنا مستاجرة لیکون

شرط اس لیے جائز ہے کہ انہیں الگ طور پر بیچا جا سکتا ہے اور جو نہیں بیچ سکتے۔ سودے میں اس کی شرط رکھنا جائز نہیں کیونکہ وہ مبیع بن جائے گا جبکہ اس میں بیچے جانے کی صلاحیت نہیں پس یہ اس بات کی ایک صحیح دلیل ہے جو ہم نے ذکر کی کہ درخت کے سودے میں پھل صرف شرط رکھنے کی صورت میں داخل ہوں گے کیونکہ ان پھلوں کو درخت کا سودا کیے بغیر الگ طور پر بھی بیچا جا سکتا ہے۔

اس سے ہماری مذکورہ بالا بات ثابت ہو گئی حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا یہی مسلک ہے۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ممانعت باب کے شروع میں ذکر کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پھلوں کو اس طرح بیچا کہ ان کو درخت کے اوپر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ انتہاء کو پہنچ جائیں اور انہیں کاٹا جائے حالانکہ سودا ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ہوا تو اس طرح خریدار ظاہری پھل کو خریدتا ہے اس کے بعد کاٹنے تک جو اضافہ ہوتا ہے وہ بائع کے درخت پر ہوتا ہے۔ اور یہ باطل ہے وہ فرماتے ہیں جب پھل کا بڑھنا بند ہو جائے اور اب انہیں میں اضافہ نہ ہو سکے تو اب اس کو خریدنے اور اسے کاٹنے اور چننے تک درخت پر رکھنے کی شرط لگانے میں کوئی حرج نہیں وہ فرماتے ہیں درخت پر چھوڑنے کی شرط اس لیے منع ہے کہ اس میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ اب اضافہ نہ ہونے کی صورت میں خریدتے وقت (درخت پر رہنے کی) شرط لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے (حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں) مجھ سے یہ بات حضرت سلیمان بن شعیب نے اپنے والد کے واسطے سے حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے بیان کی ہے اور اس سلسلے میں حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا بیان کردہ مفہوم زیادہ اچھا ہے۔

قیاس بھی اسی بات کی تائید کرتا ہے کیونکہ اگر پھل کے مکمل ہو جانے کے بعد اس کا سودا اس شرط پر کیا جائے کہ وہ کاٹنے تک درخت پر رہیں گے تو اس صورت میں درخت کرایہ پر حاصل ہو گا

...حدا إذا عقدا عليها وذلك لم يكن ... إلى ... ثبت ... لم يجز فلما كان مع غيره فهو أيضا ...

تاکہ کاٹنے تک پھل اسی پر رہیں انفرادی طور پر یہ بات جائز نہیں تو دوسرے کے ساتھ مل کر بھی جائز نہیں ہو گی۔

وقد قال قوم إن النهي الذي كان من رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها لم يكن منه على تحريم بيعها ولكنه كان على المشورة عليهم بذلك لما كانوا يختصمون إليه فيه. ورووا ذلك عن زيد بن ثابت رضي الله عنه

بعض لوگوں نے کہا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پھلوں کو ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا تو یہ حرام ہونے کے طور پر نہیں بلکہ مشورہ کے طور پر ہے کیونکہ وہ لوگ اکثر اس بات میں جھگڑتے رہتے تھے۔

حدثنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم قال أخبرنا أبو زرعة وهب الله عن يونس عن الزهري قال قال أبو الزناد كان عروة بن الزبير يحدث عن سهل بن أبي حثمة الأنصاري أنه أخبره أن زيد بن ثابت كان يقول كان الناس في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يتبايعون الثمار فإذا جد الناس وحضر تقاضيهم قال المبتاع إنه أصاب الثمر العفن والدمان وأصابه مراق وأصابه قشام عاهات يحتجون بها والقشام شيء يصيبه حتى لا يرطب قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما كثرت عنده الخصومة في ذلك فلا تبايعوا حتى يبدو صلاح الثمر كالمشورة يشير بها لكثرة خصومتهم.

انھوں نے اس سلسلے میں یوں روایت کیا ہے حضرت سہیل بن ابو حثمہ انصاری بتاتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں لوگ پھلوں کی تجارت کرتے جب بائع (مشتری سے رقم کا) تقاضا کرتا تو وہ کہتا کہ پھل تو کسی آفت یا بیماری کی وجہ سے خراب ہو گیا ہے تو وہ آپس میں جھگڑنے لگتے. قشام وہ بیماری ہے جو پھل کو پہنچے تو اس کی رطوبت باقی نہ رہے راوی فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب زیادہ مقدمات آنے لگے تو آپ نے فرمایا جب تک پھل کی صلاحیت ظاہر نہ ہو اس کا سودا نہ کرو گویا آپ نے زیادہ جھگڑوں کی وجہ سے ان کو بطور مشورہ یہ بات فرمائی۔

فدل ما ذكرنا أن ما روي في أول هذا الباب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من نهيه عن بيع الثمار حتى يبدو صلاحها إنما كان على هذا المعنى لا على ما سواه.

تو جو کچھ ہم نے باب کے شروع میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ان کو بیچنے سے منع فرمایا تو وہ اسی معنی کے اعتبار سے ہے کوئی اور وجہ نہیں ہے۔

بَابُ الْعَرَايَا

عرایا کا بیان

١٣٥٢ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَحَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ فِي الْعَرَايَا

حضرت سالم، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک کھجوروں کے بدلے تازہ کھجور کی بیع سے منع فرمایا حضرت عبداللہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی ہے۔

١٣٥٣ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا عَارِمٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ فِي الْعَرَايَا۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں (آپ نے مزابنہ (تازہ کھجوروں کو چھواروں کے عوض بیچنے) سے منع فرمایا حضرت ابن عمر فرماتے ہیں مجھے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی۔

١٣٥٤ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هٰرُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ فِي الْعَرَايَا۔

حضرت ابن عمر، حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی ہے۔

١٣٥٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا۔

حضرت علی بن شیبہ اسی (مذکورہ بالا) سند سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا اور عرایا کی اجازت دی۔

١٣٥٦ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِالتَّمْرِ وَالرُّطَبِ۔

حضرت خارجہ اپنے والد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تازہ یا خشک کھجوروں کے ساتھ عرایا کو بیچنے کی اجازت دی ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

حضرت اسماعیل شیبانی فرماتے ہیں میں نے اپنے درخت کے اوپر لگا ہوا پھل ایک سو وسق کے بدلے بیچا اگر وہ

... الشَّيْبَانِيِّ قَالَ بِعْتُ مَا فِي رُؤُوسِ نَخْلِي بِمِائَةِ وَسْقٍ إِنْ زَادَ فَلَهُمْ وَإِنْ نَقَصَ فَعَلَيْهِمْ فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا۔

اور درخت پر لگا ہوا پھل (اگر) زیادہ ہوا تو ان (خریداروں) کا ہوگا اور اگر کم ہوا تو نقصان بھی ان کا ہی ہوگا میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھواروں کو تازہ کھجوروں کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا البتہ عرایا کی اجازت دی ہے۔

حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْجِيزِيُّ قَالَ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يُطْعَمَ وَقَالَ لَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنْهُ إِلَّا بِالدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيرِ إِلَّا الْعَرَايَا فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ فِيهَا۔

حضرت عطاء اور حضرت ابوالزبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کو کھانے کے قابل ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ ان میں کوئی چیز بھی نہ بیچی جائے تو درہموں اور دیناروں کے بدلے بیچی جائے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی اجازت دی ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا البتہ عرایا کا سودا کرنے کی اجازت دی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبِي أَبُو دَاوُدَ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ مِينَا عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَقَالَ أَحَدُهُمَا وَالْمُعَاوَمَةِ وَقَالَ الْآخَرُ بَيْعِ السِّنِينَ وَنَهَى عَنِ الثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم محاقلہ مزابنہ اور مخابرہ سے منع فرمایا حضرت ابوالزبیر یا سعید بن میناء دونوں میں سے ایک نے معاومہ کا اور دوسرے نے کئی سالوں کی بیع کا ذکر کیا اور آپ نے (معلوم مقدار کی) استثناء سے منع فرمایا اور عرایا کی اجازت دی۔

حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ يَحْيَى قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ

حضرت سہل بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھواروں کے بدلے تازہ کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا البتہ عریہ کی اجازت دی کہ تازہ کھجوروں کا اندازہ کر کے اسے بیچا جائے تاکہ اس کے مالک تازہ کھجوریں

التَّمْرِ بِالتَّمْرِ إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا۔

کھائیں ۔

۳۳۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ دَارِهِمْ مِنْهُمْ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَقَالَ ذَلِكَ الرِّبَا تِلْكَ الْمُزَابَنَةُ إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ النَّخْلَةِ وَالنَّخْلَتَيْنِ يَأْخُذُهَا أَهْلُ الْبَيْتِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا يَأْكُلُونَهَا رُطَبًا۔

حضرت بشیر بن یسار رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کے بعض صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں حضرت سہل بن ابی حثمہ بھی انہی میں سے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوہاروں کے بدلے تازہ کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا آپ نے فرمایا یہ سود ہے یہ مزابنہ ہے البتہ ایک یا دو درختوں کے ... کی اجازت دی تاکہ گھر والے اس کے بدلے ... تازہ کھجوریں لے کر انہیں کھائیں ۔

۳۳۶۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِي مَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ يَشُكُّ دَاوُدُ فِي خَمْسَةٍ أَوْ فِي مَا دُونَ خَمْسَةٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ... ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ وسق ... یا اس سے کم میں عرایا کی اجازت دی ... داؤد راوی کو پانچ یا کم کا شک ہے ۔

۳۳۶۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ فِي الْوَسْقِ وَالْوَسْقَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ وَالْأَرْبَعَةِ وَقَالَ فِي كُلِّ عَشَرَةِ أَقْنَاءٍ قِنْوٌ يُوضَعُ فِي الْمَسْجِدِ لِلْمَسَاكِينِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو، تین اور چار وسق میں عرایا کی اجازت فرمائی اور فرمایا ہر دس خوشوں میں سے ایک خوشہ محتاج لوگوں کے لیے مسجد میں رکھا جائے۔

۳۳۶۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا الْوَهْبِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ الْوَسْقَ وَالْوَسْقَيْنِ وَ

حضرت اسحٰق نے اپنی سند سے اس کی مثل روایت کیا البتہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وسق، دو، تین اور چار وسق اور آپ نے

[illegible] ولم يذكر قوله في كل عشرة.
قال أبو جعفر فقد جاءت هذه الآثار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتواترت في الرخصة في بيع العرايا وقبلها أهل العلم جميعا ولم يختلفوا في صحة مجيئها وتنازعوا في تأويلها فقال قوم العرايا أن الرجل يكون له النخلة والنخلتان في وسط النخل الكثير لرجل آخر قالوا وقد كان أهل المدينة إذا كان وقت الثمار خرجوا بأهليهم إلى حوائطهم فيجيء صاحب النخلة أو النخلتين بأهله فيضر ذلك بأهل النخل الكثير فرخص رسول الله صلى الله عليه وسلم لصاحب النخل الكثير أن يعطي صاحب النخلة أو النخلتين خرص ما له من ذلك تمرا لينصرف هو وأهله عنه ويخلص تمر الحائط كله لصاحب النخل الكثير فيكون فيه هو وأهله.

وقد روي هذا القول عن مالك بن أنس رضي الله عنه وكان أبو حنيفة رحمه الله يقول فيما سمعت أحمد بن أبي عمران يذكر أنه سمعه من محمد بن سماعة عن أبي يوسف عن أبي حنيفة قال معنى ذلك عندنا أن يعري الرجل الرجل ثمر نخلة من نخله فلا يسلم ذلك إليه حتى يبدو له فرخص له أن يحبس ذلك ويعطيه مكانه بخرصه تمرا وكان هذا التأويل أشبه وأولى مما قال مالك لأن العرية إنما هي العطية.

ألا ترى إلى الذي مدح الأنصار كيف مدحهم إذ يقول ليست بسنهاء ولا رجبية ولكن عرايا في السنين الجوائح أي أنهم كانوا

ہر دس میں سے ایک گچھے کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تواتر کے ساتھ روایات میں بیع عرایا کی اجازت کا ذکر آیا ہے اہل علم نے ان روایات کو قبول کیا ان روایت میں ان کا کوئی اختلاف نہیں البتہ عرایا کے مفہوم میں اختلاف ہے ایک جماعت کہتی ہے عرایا یہ ہے کہ ایک شخص کے ایک یا دو درخت دوسرے شخص کے بہت سے درختوں کے درمیان ہوں یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ پھلوں کے موسم میں اپنے گھر والوں کو لے کر باغات کی طرف جاتے تھے تو ایک یا دو درختوں کا مالک اپنے گھر والوں کے ساتھ آتا اس طرح زیادہ درختوں کے مالک کو اذیت ہوتی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ درختوں والے کو اجازت دی کہ وہ ایک یا دو درختوں کے مالک کو اس کے مال کے اندازے پر کھجوریں دے تاکہ وہ اور اس کے اہل خانہ واپس لوٹ جائیں اور باغ کی تمام کھجوریں زیادہ درختوں کے مالک کے لیے خاص ہو جائیں اور اب صرف اس کا اور اس کے اہل خانہ کا ہی حق ہوتا۔

یہ قول حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ سے مروی ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہمارے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے آدمی کو ایک درخت کا پھل بطور عطیہ دے اور پھل کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے اس کے حوالے نہ کرے تو اسے اجازت ہے کہ اس (عطیہ) کو روک لے اور اس کی جگہ اندازے سے کھجوریں دے دے (امام طحاوی فرماتے ہیں) یہ مفہوم حضرت امام مالک کے بیان کردہ مفہوم سے زیادہ مناسب اور بہتر ہے کیونکہ عرایا سے یہی عطیات مراد ہیں۔

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ جس نے انصار کی تعریف کی تو وہ کس طرح کی ہے ان کے عطیات ان درختوں کی صورت میں نہیں ہوتے جو ایک سال پھل دیتے ہیں اور دوسرے سال پھل نہیں لاتے اور

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا فَصَارَ ذَلِكَ مُسْتَثْنًى مِنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّهُ بَيْعُ تَمْرٍ بِتَمْرٍ۔

اگر کوئی معترض کہے کہ حضرت ابن عمر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم کی روایت میں ہے مگر آپ ﷺ نے عرایا میں اجازت دی تو چھوہاروں کے بدلے کھجوروں کی بیع سے مستثنیٰ ہوا اس سے ثابت ہوا کہ یہ بھی چھوہاروں کے بدلے کھجوروں کی بیع ہے۔

قِيلَ لَهُ قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ قَصَدَ بِذَلِكَ إِلَى الْمُعْرَى لَهُ فَرَخَّصَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ تَمْرًا بَدَلًا مِنْ تَمْرٍ فِي رُءُوسِ النَّخْلِ لِأَنَّهُ يَكُونُ بِذَلِكَ فِي مَعْنَى الْبَائِعِ وَذَلِكَ لَهُ حَلَالٌ فَيَكُونُ الِاسْتِثْنَاءُ لِهَذِهِ الْعِلَّةِ وَفِي حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا فَقَدْ ذَكَرَ لِلْعَرِيَّةِ أَهْلًا وَجَعَلَهُمْ يَأْكُلُونَهَا رُطَبًا وَلَا يَكُونُ ذَلِكَ إِلَّا وَمَلَكَهَا الَّذِينَ عَادَتْ إِلَيْهِمْ بِالْبَدَلِ الَّذِي أُخِذَ مِنْهُمْ فَذَلِكَ يُثْبِتُ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ۔

تو اس معترض کو کہا جائے گا کہ آپ ﷺ نے اس سے اس آدمی کا قصد کیا ہو جس کو عطیہ (عریہ) دیا گیا ہے تو اسے اجازت دی گئی کہ درخت کے اوپر والی کھجوروں کے بدلے اتری ہوئی کھجور لے لے کیونکہ اس طرح وہ معنوی طور پر بائع کہلائے گا اور اس کے لیے حلال ہے لہٰذا اس علت کی بنیاد پر استثناء کیا گیا ہے۔ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے مگر آپ ﷺ نے اندازے کے ساتھ کھجوروں کے بدلے عریہ بیچنے کی اجازت دی تاکہ اس کے مالک تازہ کھجوریں کھائیں تو عریہ کے لیے اہل کا ذکر کیا اور انہیں تازہ کھجوریں کھانے والا قرار دیا اور یہ بات اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک وہ لوگ جن کے پاس یہ کھجوریں آ رہی ہیں عوض دے کر اس کے مالک بن جائیں اور یہ بات حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو ثابت کرتی ہے۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ لَوْ كَانَ تَأْوِيلُ هَذَا مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُو حَنِيفَةَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ لَمَا كَانَ لِذِكْرِ الرُّخْصَةِ فِيهَا مَعْنًى قِيلَ لَهُ بَلْ لَهُ مَعْنًى صَحِيحٌ وَلَكِنْ قَدِ اخْتُلِفَ فِيهِ مَا هُوَ۔

اگر کوئی شخص کہے کہ اگر ان روایات کا وہ مفہوم ہوتا جسے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنایا ہے تو اس کی اجازت دینے کا کوئی مطلب نہ ہوتا تو اسے کہا جائے گا کہ اس کا ایک صحیح معنی ہے لیکن اس میں یہ اختلاف کیا گیا ہے کہ وہ کیا ہے۔

فَقَالَ عِيسَى بْنُ أَبَانَ مَعْنَى الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ أَنَّ الْأَمْوَالَ كُلَّهَا لَا يَمْلِكُ بِهَا أَبَدًا إِلَّا مَنْ كَانَ مَالِكَهَا لَا يَبِيعُ الرَّجُلُ مَا لَا يَمْلِكُ بِبَدَلٍ فَيَمْلِكُ ذَلِكَ الْبَدَلَ وَإِنَّمَا يَمْلِكُ ذَلِكَ الْبَدَلَ إِذَا مَلَّكَهُ بِصِحَّةِ مِلْكِهِ لِلشَّيْءِ الَّذِي هُوَ بَدَلٌ مِنْهُ قَالَ وَالْمُعْرَى لَمْ يَكُنْ مَلَكَ الْعَرِيَّةَ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ قَبَضَهَا وَالتَّمْرُ الَّذِي يَأْخُذُهُ بَدَلًا مِنْهَا قَدْ جُعِلَ طَيِّبًا لَهُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَهُوَ بَدَلٌ مِنْ رُطَبٍ لَمْ يَكُنْ مَلَكَهُ قَالَ فَهَذَا هُوَ الَّذِي قُصِدَ بِالرُّخْصَةِ إِلَيْهِ۔

حضرت عیسیٰ بن ابان نے فرمایا اس کی اجازت کا مطلب یہ ہے کہ بدل کے طور پر مال کا مالک وہی شخص ہو سکتا ہے جو اس (ادا کیے جانے والی) چیز کا مالک ہو اور جو شخص کسی چیز کا بدل کی وجہ سے مالک ہوتا ہے وہ اسے بیع نہیں سکتا وہ بدل کی وجہ سے مالک ہو اس طرح تو وہ اس بدل کا مالک ہو جائے گا اس بدل کا مالک اسی صورت میں ہوتا جب بدلے میں دی جانے والی چیز کا صحیح طور پر مالک ہو۔ لہٰذا جس کو عطیہ دیا گیا وہ اس عطیہ کا مالک نہیں کیونکہ اس نے اس پر قبضہ نہیں کیا اور جو کھجوریں وہ اس کے عوض میں لیتا ہے اس حدیث کے مطابق وہ اس کے لیے درست قرار دی گئی ہیں اور وہ ان تازہ کھجوروں کا عوض ہے جن کا وہ مالک نہیں ہوا وہ فرماتے ہیں اجازت سے یہی مراد ہے۔

وقال غيره: رخصة ان الرجل اذا اعرى الرجل الشيء من تمره، وقد وعده ان يسلمه اليه يمنعه السلم اليه بقبضه اياه وعلى الرجل في دينه ان يفي بوعده وان كان غير ماخوذ به في الحكم فرخص للمعري ان يحبس ما اعرى بان يعطي المعرى خرصه تمرا بدلا منه من غير ان يكون اثما ولا في حكم من اخلف موعدا فهذا موضع الرخصة۔

دوسرے حضرات نے فرمایا اجازت اس بات کی ہے کہ ایک شخص جب کسی دوسرے آدمی کو اپنا کچھ پھل بطور عطیہ دیتا ہے اور اس سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ اسے اس کے حوالے کردے گا اور (اس کو سونپا گیا) قبضہ کی وجہ سے اس کا مالک ہو جائے اور دینی معاملے میں وعدہ کو پورا کرنا آدمی پر لازم ہوتا ہے اگرچہ اس کا حکم پر اس سے مواخذہ نہیں ہوتا تو آپ نے عطیہ دینے والے کو اجازت دی کہ وہ اس چیز کو روک رکھے جو اس نے عطیہ دیا ہے اور اس کے بدلے میں اندازے سے کھجوریں دے دے اس میں وہ گناہ گار نہیں ہوگا اور وعدہ خلاف بھی نہیں ہوگا۔

وهذا التاويل الذي ذكرناه عن ابي حنيفة رحمة الله عليه اولى مما حمل عليه وجه هذا الحديث لان الاثار قد جاءت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم متواترة بالنهي عن بيع الثمر بالتمر۔

حدیث کی جتنی توجیہات کی گئی ہیں ان میں وہ توجیہ زیادہ بہتر ہے جو حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کی ہے کیونکہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی متعدد روایات میں چھوہاروں کے بدلے تازہ کھجوروں کی بیع سے منع کیا گیا ہے۔

فمنها ما قد ذكرناه في اول هذا الباب۔

ان میں سے کچھ احادیث ہم نے باب کے شروع میں ذکر کی ہیں۔

١٣٦٦ـ ومنها ما قد حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرني يونس عن ابن شهاب قال حدثني سعيد و ابو سلمة عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تبيعوا الثمر بالتمر قال ابن شهاب وحدثني سالم بن عبد الله عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله سواء۔

اور کچھ یہ ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تازہ کھجوروں کو چھوہاروں کے بدلے نہ بیچو۔ حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل بیان کیا۔

١٣٦٧ـ حدثنا يزيد وابن ابي داود قالا ثنا عبد الله بن صالح قال حدثني الليث قال حدثني عقيل عن ابن شهاب عن سالم عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله۔

حضرت سالم اپنے والد سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٣٦٨ـ حدثنا محمد بن الحجاج قال ثنا خالد بن عبد الرحمن قال ثنا حماد بن سلمة عن عمرو بن دينار قال سمعت ابن عمر سئل عن

حضرت عمرو بن دینار سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا انہوں نے ایک شخص کے بارے میں پوچھا جو سو نوکروں کے بدلے (درخت پر لگا ہوا)

بِمِائَةِ فَرَقٍ يَكِيْلُ لَهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذَا يَعْنِي الْمُزَابَنَةَ.

پھل فروخت کرتا ہے اور وہ اسے پیمانے کے ساتھ ناپ کر دیتا تھا تو انہوں نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا یعنی یہ مزابنہ ہے۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَ الزَّبِيْبِ بِالْعِنَبِ كَيْلًا وَ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ كَيْلًا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت پر پھل کو خشک کھجوروں کے بدلے پیمانے کے ساتھ بیچنے، منقہ کو انگور کے بدلے پیمانے کے ساتھ اور کھڑی فصل کو گندم کے بدلے پیمانے کے ساتھ بیچنے سے منع فرمایا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ بَاعَ ثَمَرَةَ أَرْضِهِ مِنْ رَجُلٍ بِمِائَةِ فَرَقٍ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذَا وَهُوَ الْمُزَابَنَةُ.

حضرت عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی زمین کا پھل کسی شخص پر ایک سو فرق کے بدلے بیچتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور یہ مزابنہ ہے۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ وَهْبُ اللّٰهِ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ ثَمَرَ حَائِطِهِ بِتَمْرٍ كَيْلًا أَوْ كَرْمًا بِزَبِيْبٍ كَيْلًا أَوْ أَنْ يَبِيْعَ الزَّرْعَ كَيْلًا بِشَيْءٍ مِنَ الطَّعَامِ.

حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا وہ فرماتے ہیں مزابنہ یہ ہے کہ کوئی شخص باغ کو خشک کھجوروں کے بدلے یا انگور کو منقے کے بدلے، اور کھڑی فصل کو غلے کے بدلے پیمانے کے ساتھ خریدے یا بیچے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ يُوْنُسَ ثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ ثَنَا مُحَمَّدٌ الْإِدْرِيْسِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ أَنْ يَبِيْعَ الرَّجُلُ الزَّرْعَ بِمِائَةِ فَرَقٍ حِنْطَةٍ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يَبِيْعَ التَّمْرَ فِيْ رُؤُوْسِ النَّخْلِ بِمِائَةِ فَرَقٍ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے یہ اضافہ کیا کہ کوئی شخص کھڑی فصل کو گندم کے ایک سو فرق کے ساتھ بیچے اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت کے اوپر موجود پھل کو ایک سو فرق کے بدلے بیچے۔

٣٧٤- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ، مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا (ان کی تعریفیں پیچھے گزر چکی ہیں)

٣٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ بَكَّارُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُحَاقَلَةُ الشِّرْكُ فِي الزَّرْعِ وَالْمُزَابَنَةُ الثَّمَرُ بِالتَّمْرِ فِي النَّخْلِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا وہ فرماتے ہیں محاقلہ کھیتی میں شراکت رکھنا اور مزابنہ درخت کی کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے بیچنا ہے۔

فَهٰذَا كُلُّهُ قَدْ تَوَاتَرَتْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْكَيْلِ مِنَ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ فِي رُءُوسِ النَّخْلِ فَإِنْ حُمِلَ تَأْوِيلُ الْعَرَايَا عَلَى مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُو حَنِيفَةَ كَانَ النَّهْيُ عَلَى عُمُومِهِ وَلَمْ يَبْطُلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ حُمِلَ عَلَى مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ مَالِكٌ خَرَجَ مِنْهُ مَا تَأَوَّلَ فِيهِ الْعَرِيَّةَ عَلَيْهِ فَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَخْرُجَ شَيْءٌ مِنْ حَدِيثٍ مُتَّفَقٍ عَلَيْهِ بِحَدِيثٍ مُخْتَلَفٍ فِي تَأْوِيلِهِ أَوْ يَدُلُّ عَلَيْهِ أُخْرَى مُتَّفَقٌ عَلَيْهَا.

وَقَدْ رُوِيَ أَيْضًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ فَإِنْ حَمَلْنَا مَعْنَى الْعَرِيَّةِ عَلَى مَا قَالَ مَالِكٌ ضَادَّ مَا رُوِيَ فِيهَا مَا رُوِيَ فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ وَإِنْ حَمَلْنَاهُ عَلَى مَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ اتَّفَقَتْ مَعَانِيهَا وَلَمْ تَتَضَادَّ وَالْأَوْلَى بِنَا فِي صَرْفِ وُجُوهِ الْآثَارِ

تواتر کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات آئی ہیں جن میں درخت کے پھل کے بدلے اترے ہوئے پھل کو ماپ کر ساتھ بیچنے سے منع فرمایا۔ اگر عرایا کا وہ مفہوم لیا جائے جس کی طرف حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ گئے ہیں تو نہی اپنے عموم پر ہوگی اور اس میں سے کچھ بھی باطل نہیں ہوگا اور اگر حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی تاویل کو اپنایا جائے تو اس ممانعت سے وہ بات جس کو عریہ کہا گیا خارج ہو جائے گا اور کسی متفق علیہ حدیث سے کسی چیز کا ایسی صورت میں خارج کیا جانا ہے جب اس کے مقابل حدیث کے مفہوم پر اتفاق ہو یا کوئی اور دلالت ہو جس پر اتفاق کیا گیا ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تر کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے بیچنے کی ممانعت کے سلسلے میں اس کے علاوہ بھی مروی ہے اگر ہم عریہ کا وہ معنی لیں جو حضرت مالک نے بیان کیا تو تر کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے بیچنے کی ممانعت سے تضاد لازم آئے گا اور اگر ہم حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر محمول کریں اور ان کے معانی ایک جیسے ہوں گے اور تضاد نہیں ہوگا اور زیادہ مناسب یہی ہوتا ہے کہ روایات کے معانی اور

صرفناها إلى ما ليس فيه تضاد ولا تنافٍ بتاويل مستقيم بيّنٍ۔

معانی کو ایسی بات کی طرف پھیر دیا جائے جس سے سنت کا سنت سے تضاد اور ٹکراؤ ثابت نہ ہو۔

فقد ثبت بما ذكرنا في معنى العرايا ما ذهب إليه أبو حنيفة والله ولي التوفيق۔

تو عرایا کے مفہوم کے سلسلے میں جو کچھ ہم نے روایت کیا اس سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ثابت ہو گیا۔

وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال خففوا في الصدقات فإن في المال العرية والوصية۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا صدقات میں تخفیف کرو کیونکہ مال میں عریہ (عطیہ) اور وصیت بھی ہے۔

حدثنا بذلك أبو بكرة قال ثنا أبو عاصم قال سمعت يحيى بن سعيد يحدث عن مكحول الشامي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك۔

یہ بات حضرت مکحول شامی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فدل ذلك أن العرية إنما هي شيء يملكه أرباب الأموال قوما في حياتهم كما يملكون الوصايا بعد وفاتهم۔

تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ عریہ وہ چیز ہے کہ مالدار لوگ اپنی زندگی میں اس کا مالک بناتے ہیں جیسا کہ وہ وصیت کا اپنی موت کے بعد مالک بناتے ہیں۔

وحجة أخرى في أن معنى العرية ما قال أبو حنيفة رحمه الله لا كما قال مخالفه۔

اس بات پر کہ عریہ کا معنی وہی ہے جو حضرت امام ابو حنیفہ نے اپنایا ہے نہ وہ کہ جو ان کے مخالف نے بیان کیا دوسری دلیل یہ ہے۔

حدثنا أحمد بن داود قال ثنا معلى بن منصور قال ثنا حماد بن سلمة عن أيوب وعبيد الله عن نافع عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن البيع والمزابنة قال وقال زيد بن ثابت رخص في العرايا في النخلة والنخلتين توهبان للرجل فيبيعهما بخرصهما تمرا۔

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے اور خریدنے والے (دونوں) کو مزابنت سے منع فرمایا وہ فرماتے ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے ایک اور دو درختوں کے عرایا کی اجازت دی ہے کہ وہ کسی شخص کو بطور ہبہ دیئے جائیں پھر وہ ان کے اندازے کے مطابق کھجوروں کے بدلے بیچے۔

فهذا زيد بن ثابت رضي الله عنه هو أحد من روى عن النبي صلى الله عليه وسلم الرخصة في العرية فقد أخبر أنها الهبة والله أعلم۔

تو یہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عریہ کی اجازت کے راویوں میں سے ایک ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ ہبہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ الرَّجُلِ يَشْتَرِي الثَّمَرَةَ فَيَقْبِضُهَا فَيُصِيبُهَا جَائِحَةٌ

خریدے ہوئے پھل پر قبضہ کے بعد آفت آجائے

١٣٧٨ـ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ يَحْيٰى الْمُزَنِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حُمَيْدِ الْأَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيْقٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ السِّنِيْنَ وَأَمَرَ بِوَضْعِ الْجَوَائِحِ۔

حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سالوں کی بیع سے منع فرمایا اور ہلاک ہونے والے پھل کو اس سے وضع کرنے کا حکم دیا۔

١٣٧٩ـ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابوالزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٣٨٠ـ حَدَّثَنَا بَكَّارُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيْرِ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدِ الْأَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيْقٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِوَضْعِ الْجَوَائِحِ۔

حضرت سلیمان بن عتیق، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قدرتی آفات سے ہلاک ہونے والے پھل کو وضع کرنے کا حکم دیا۔

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ مَعْنٰى هٰذِهِ الْجَوَائِحِ الَّتِيْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضْعِهَا هِيَ الثِّمَارُ يَبْتَاعُهَا الرَّجُلُ فَيَقْبِضُهَا فَيُصِيْبُهَا جَائِحَةٌ فَيَذْهَبُ بِثُلُثِهَا فَصَاعِدًا قَالُوْا فَذٰلِكَ يَبْطُلُ ثَمَنُهَا عَنِ الْمُشْتَرِيْ قَالُوْا وَمَا أَصَابَهَا فَأَذْهَبَ بِشَيْءٍ مِنْهَا دُوْنَ ثُلُثِهَا ذَهَبَ ذٰلِكَ مِنْ مَالِ الْمُشْتَرِيْ وَلَمْ يَبْطُلْ عَنْهُ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْءٌ قَلِيْلٌ وَلَا كَثِيْرٌ قَالُوْا وَهٰذَا مِثْلُ الْحَدِيْثِ الْآخَرِ الْمَرْوِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے ان آفات سے جنہیں حضور علیہ السلام نے وضع کرنے کا حکم دیا وہ پھل مراد لئے ہیں جنہیں ایک آدمی خرید کر ان پر قبضہ کر لیتا ہے پھر اس کے قبضے میں کوئی آسمانی آفت آجاتی ہے جس کی وجہ سے اس کا تہائی حصہ یا اس سے زائد ضائع ہو جاتا ہے یہ حضرات فرماتے ہیں اس سبب سے اتنے پھلوں کی قیمت خریدنے والے سے ساقط ہو جاتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو آفت پہنچے اور تہائی سے کم حصہ ضائع کر دے تو یہ خریدنے والے کے مال سے ضائع ہوگا اور اسکی قیمت سے کچھ بھی ساقط نہ ہوگا وہ کم ہو یا زیادہ وہ فرماتے ہیں یہ ایک دوسری حدیث کی طرح ہے جو حضور علیہ السلام سے مروی ہے۔

١٣٨١ـ فَذَكَرُوْا مَا قَدْ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ

انہوں نے اس سلسلے میں یوں ذکر کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم

أن أبا الزبير أخبره عن جابر بن عبد الله أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن بعت من أخيك تمرًا فأصابته جائحة فلا يحل لك أن تأخذ منه شيئا بم تأخذ مال أخيك بغير حق۔

اپنے (مسلمان) بھائی پر کھجوریں بیچو پھر انہیں کوئی آفت پہنچ جائے تو تمہارے لیے اس سے کچھ بھی لینا جائز نہیں تم کس چیز کے بدلے میں اپنا بھائی کا مال ناحق طور پر لو گے۔

حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال حدثنا أبو عاصم عن ابن جريج فذكر بإسناده مثله.

حضرت ابوعاصم، حضرت ابن جریج سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

قالوا فقد بين هذا الحديث المعنى الذي قلنا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں اس حدیث نے وہ معنی بیان کر دیا ہے جسے ہم نے ذکر کیا ہے۔

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا ما ذهب من ذلك من شيء قل أو كثر بعد أن يقبضه المشتري ذهب من مال المشتري وما ذهب في يد البائع قبل أن يقبضه المشتري بطل ثمنه عن المشتري۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں انکی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ خریدار کے قبضہ کرنے کے بعد جو کچھ بھی ضائع ہوگا وہ تھوڑا ہو یا زیادہ، اسی (خریدار) کے مال سے ضائع ہوگا اور جو کچھ خریدار کے قبضہ کرنے سے پہلے بیچنے والے کے پاس ضائع ہوگا اس کے حساب سے خریدار سے قیمت اتر جائے گی۔

وقالوا ما في هذه الآثار المروية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم التي ذكرتموها فصحيح ثابت ولسنا ندفع من ذلك شيئا لصحة مخرجه ولكنا نخالف التأويل الذي تأولها عليه أهل المقالة الأولى ونقول إن معنى الجوائح المذكورة فيها هي الجوائح التي تصاب الناس بها وتجتاحهم في الأرضين الخراجية التي خراجها للمسلمين فوضع ذلك الخراج عنهم واجب لازم لأن في ذلك صلاحا للمسلمين وتقوية لهم في عمارة أرضيهم وأما في الأشياء المبيعات فلا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں جو کچھ ان روایات میں تم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے وہ منقول ہے ٹھیک ہے ہم اس کے صحیح مخرج کی وجہ سے کسی کا بھی انکار نہیں کرتے لیکن ہم اس تاویل کی مخالفت کرتے ہیں جو پہلے قول والوں نے بیان کی ہے ہم کہتے ہیں کہ آفات مذکورہ سے مراد وہ آفات ہیں جو لوگوں کو پہنچیں اور ان کو خراجی زمینوں میں حاجت مند کر دیں جن کا خراج مسلمانوں کے لیے ہوتا ہے پس ان سے خراج اٹھا لیا جائے گا یہ بات ضروری ہے اور لازم ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں کے لیے اپنی زمینوں کو آباد کرنے کے سلسلے میں بھلائی اور مضبوطی ہے لیکن جن چیزوں کا سودا کیا جائے یہ آفات ان کے بارے میں نہیں ہیں۔

فهذا تأويل حديث جابر الذي في أول هذا الباب۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی جو حدیث باب کے شروع میں بیان ہوئی اس کا مفہوم یہ ہے۔

وأما حديث جابر الثاني فمعناه غير هذا المعنى۔

لیکن حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث کا مفہوم اس کے علاوہ ہے۔

وَذٰلِكَ اَنَّهُ اِنَّمَا ذَكَرَ فِيْهِ الْبَيْعَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ الْقَبْضَ فَذٰلِكَ عِنْدَنَا عَلَى الْبَيْعِ لِلثِّمَارِ الَّتِيْ تُصَابُ فِيْ اَيْدِيْ بَائِعِهَا قَبْلَ قَبْضِ الْمُشْتَرِيْ لَهَا فَلَا يَحِلُّ لِلْبَائِعِ اَخْذُ اَثْمَانِهَا اِذَا تَلِفَتْ لِاَنَّهُ يَأْخُذُهَا بِغَيْرِ حَقٍّ۔

فَهٰذَا تَاْوِيْلُ هٰذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَهُمْ۔

فَاَمَّا مَا قَبَضَهُ الْمُشْتَرُوْنَ وَصَارَ فِيْ اَيْدِيْهِمْ فَذٰلِكَ كَسَائِرِ الْاَشْيَاءِ الَّتِيْ يَقْبِضُهَا الْمُشْتَرُوْنَ لَمَّا يَحْدُثُ بِهَا الْآفَاتُ فِيْ اَيْدِيْهِمْ كَمَا كَانَ غَيْرُ الثِّمَارِ يَذْهَبُ مِنْ اَمْوَالِ الْمُشْتَرِيْنَ لَهَا لَا مِنْ اَمْوَالِ بَاعَتِهَا فَكَذٰلِكَ الثِّمَارُ۔

فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ وَهُوَ اَوْلٰى مَا حُمِلَ عَلَيْهِ هٰذَا الْحَدِيْثُ۔

۱۳۸۳- لِاَنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ح وَحَدَّثَنَا رَبِيْعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ اُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اِسْحَاقَ السَّيْلَحِيْنِيُّ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ قَالُوْا اَبِي الْاَشَجِّ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ اُصِيْبَ رَجُلٌ فِيْ ثِمَارٍ اِبْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوْا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ۔

فَلَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُبْطِلْ دَيْنَ الْغُرَمَاءِ بِذَهَابِ الثِّمَارِ وَفِيْهِمْ بَاعَتُهَا وَلَمْ يَرُدَّ مَا عَلَى الْبَائِعِ بِالثَّمَنِ اِنْ كَانُوْا قَدْ قَبَضُوْا ذٰلِكَ مِنْهُ۔

وہ یوں کہ انہوں نے اس میں بیچنے کا ذکر کیا لیکن قبضہ کا ذکر نہیں کیا تو ہمارے نزدیک اس سے مراد وہ پھل ہیں جو ابھی تک بیچنے والوں کے قبضہ میں ہیں اور خریداروں نے قبضہ نہیں کیا تو بیچنے والوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ انکی قیمت وصول کریں کیونکہ اس طرح وہ کسی حق کے بغیر وصول کریں گے۔

ان حضرات کے نزدیک حدیث کا مفہوم یہ ہے۔

لیکن جس پر خریدار نے قبضہ کر لیا تو وہ ان تمام سودوں کی طرح ہو جائے گا جن پر خریدار قبضہ کر لیتے ہیں پھر ان کے پاس آفات پہنچتی ہیں تو جس طرح پھلوں کے علاوہ یہ مال مشتری کا مال ضائع قرار پاتا ہے۔ بیچنے والے کی طرف سے نہیں پھلوں کا حکم بھی یہی ہے۔

قیاس بھی یہی ہے اور اس حدیث کو اس معنی پر محمول کرنا اولیٰ ہے۔

کیونکہ مختلف طرق سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ایک شخص نے پھل خریدے تو ان پر آفت آگئی اور اس پر بہت زیادہ قرض ہو گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے صدقہ دو، چنانچہ اسے صدقہ دیا گیا لیکن وہ اتنی مقدار کو نہ پہنچا کہ قرض کی ادائیگی ہو سکے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جو کچھ پاتے ہو لے لو اور اس کے علاوہ تمہارے لیے کچھ نہیں

تو جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے ضائع ہو جانے کی وجہ سے قرض خواہوں کے قرض کو باطل قرار نہیں دیا اور ان میں پھلوں کے بیچنے والے بھی تھے اور آپ نے (پھلوں کی) قیمت کے سلسلے میں اسے (فرمایا)

ثبت أن الجوائح الحادثة في يد المشتري
... عنه شيئا من الثمن الذي عليه
... بمثله

فإن قال قائل إن الثمار لا تشبه سائر
... لأنها معلقة في رؤوس النخل لا يصل
... إليها إلا بقطعه إياها وسائر الأشياء
... فيكون مقبوضا بغير قطع
... فهو الذي يذهب من مال المشتري
... لا يقبض إلا بقطع متشابه فهو الذي
... يذهب من مال البائع۔

قيل له هذا الكلام فاسد من وجهين۔
أما أحدهما فإنا رأينا الثمار إذا
... في رؤوس النخل فذهبت بكمالها أو ذهب
... التي في أيدي بائعها ذهب ذلك من أموالهم
... أموال المشترين فكان ذهاب قليلها وكثيرها
... سواء إلا أنهم لم يقبضوها فإذا قبضوها
... ذهب منها ما دون الثلث فقد أجمع أنه
... من مال المشتري لأنه ذهب بعد قبضه
... فلما استوى ذهاب قليله وكثيره في
... البائع فكان قليله إذا ذهب في يد المشتري
... من ماله كان ذهاب كثيره كذلك وكان
المشتري بتخلية البائع بينه وبين ثمر
النخل قابضا له وإن لم يقطعه فهذا وجه
ووجه آخر إنا رأينا رسول الله صلى الله
عليه وسلم قد نهى عن بيع الطعام حتى يقبض
... المسلمون على ذلك وكانت الثمار في
... داخلة باتفاقهم وأجمعوا أن المشتري
... قبضها في يدي بائعها كان بيعه باطلا ولو
... بعد أن خلى البائع بينه وبينها ولم

تو ثابت ہوا کہ خریدار کے پاس جو آفات ظاہر ہوں تو ان کے برابر قیمت بائع سے نہیں مانگی جائے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ پھل باقی فروخت ہونے والی اشیاء کے مشابہ نہیں ہیں کیونکہ وہ درختوں کے اوپر لٹکے ہوئے ہیں جب تک ان کو کاٹا نہ جائے خریدار کا ہاتھ ان تک نہیں پہنچتا جب باقی چیزوں کا یہ حال نہیں تو جو چیز اس وقت کاٹنے کے بغیر قبضہ میں آجاتی ہے وہ خریدار کے مال سے ضائع ہوتی ہے اور جو چیز اس وقت کاٹے بغیر قبضہ میں نہیں آتی وہ بیچنے والے کے مال سے ضائع ہوتی ہے۔

تو اس شخص کو جواب کہا جائے گا کہ یہ کلام دو طرح غلط ہے۔

ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب پھلوں کو درختوں کے اوپر بیچا جائے اور وہ مکمل طور پر یا کچھ حصہ بیچنے والے کے قبضہ کی صورت میں ضائع ہو جائے تو وہ بیچنے والوں کے مال سے ضائع ہوتا ہے خریدار کے مال سے نہیں اس میں تھوڑا یا زیادہ کا ضائع ہونا برابر ہے کیونکہ انہوں نے (خریدنے والوں نے) قبضہ نہیں کیا جب وہ قبضہ کر لیں اب تہائی سے کم حصہ ضائع ہو تو بالاتفاق یہ خریدار کے مال سے ضائع ہوگا کیونکہ یہ اس کے قبضہ کرنے کے بعد ضائع ہوا تو جب بیچنے والے کے ہاتھ میں قلیل و کثیر کا ضائع ہونا برابر ہے تو خریدار کے ہاتھ میں تھوڑے مال کا ضائع ہونا جب اسی کی طرف سے ضائع ہوتا ہے تو زیادہ مال بھی اسی کی طرف سے ضائع ہوگا اور بائع کا مشتری کو پھل کی اجازت دے دینا اس کا قبضہ قرار پائے گا یہ ایک وجہ فساد ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ کئے بغیر غلہ بیچنے سے منع فرمایا اور اس بات پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اور پھل بھی بالاتفاق اس میں داخل ہیں اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ اگر وہ بائع کے قبضہ میں ہوں اور خریدار بیچ دے تو یہ بیع باطل ہوگی اور اگر وہ بائع کی طرف پھلوں تک رسائی کی اجازت دینے کے بعد بیچے اور ابھی تک نہ کاٹے تو یہ

بِقَطْعِهَا كَانَ بَيْعُهُ جَائِزًا فَصَارَ قَابِضًا لَهَا بِتَخْلِيَةِ الْبَائِعِ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا قَبْلَ قَطْعِهِ إِيَّاهَا۔

فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ قَبْضَ الْمُشْتَرِي الْمُعَلَّقَةَ فِي رُءُوسِ النَّخْلِ هُوَ بِتَخْلِيَةِ الْبَائِعِ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا وَإِمْكَانِهِ إِيَّاهُ مِنْهَا فَإِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ بِهِ فَقَدْ صَارَتْ فِي يَدِهِ وَفِي ضَمَانِهِ وَبَرِئَ مِنْهَا الْبَائِعُ فَمَا حَدَثَ فِيهَا مِنْ جَائِحَةٍ أَتَتْ عَلَيْهَا كُلِّهَا أَوْ عَلَى بَعْضِهَا فَهِيَ ذَاهِبَةٌ مِنْ مَالِ الْمُشْتَرِي لَا مِنْ مَالِ الْبَائِعِ وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔

بیع جائز ہے کیونکہ بائع کی طرف سے رکاوٹ ہٹا لینے سے مشتری پھلوں پر قابض ہو گیا ہے اگرچہ ابھی اس نے انہیں توڑا نہیں ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ درخت پر لٹکے ہوئے پھلوں پر مشتری کا قبضہ یہ ہے کہ بائع اسے پھلوں تک پہنچنے کی اجازت دے دے اور وہ ان پر قادر ہو جائے جب وہ ایسا کرے گا تو پھل اس کے قبضہ اور ضمان میں ہوں گے اور بائع بری الذمہ ہو جائے گا اب اگر کوئی آفت ان پھلوں پر آئے گی چاہے تمام پر آئے یا بعض پر تو وہ مشتری کے مال کو ہلاک کرے گی بائع کے مال کو نہیں، یہ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

بَابُ ۲۳۹ مَا نُهِيَ عَنْ بَيْعِهِ قَبْلَ الْقَبْضِ

قبضہ کرنے سے پہلے کسی چیز کو بیچنا منع ہے

۱۲۵۱ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا وَهْبٌ وَعَفَّانُ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اشْتَرَى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ۔

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو شخص غلہ خریدے وہ اسے نہ بیچے یہاں تک کہ اس پر قبضہ کرلے۔

۱۲۵۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ایک دوسرے طریق سے بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۵۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۵۴ - حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ ثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرَى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلہ خریدے وہ اسے قبضہ کئے بغیر نہ بیچے۔

۱۲۵۵ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرٰى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ.

حضرت عبد اللہ بن دینار، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلہ خریدے وہ قبضہ کرنے سے پہلے اسے نہ بیچے۔

۱۲۵۶ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَعُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمَالِكٌ وَغَيْرُهُمْ اَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ.

حضرت عبید اللہ بن عمر، عمر بن محمد اور مالک وغیرہ فرماتے ہیں حضرت نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے ان سے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلہ خریدے وہ اس پر قبضہ کیے بغیر اسے نہ بیچے۔

۱۲۵۷ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ قَالَ مَالِكٌ حَتّٰى يَقْبِضَهُ.

حضرت مالک، حضرت عبد اللہ بن دینار سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں حضرت مالک نے (یستوفیہ کی بجائے) "یقبضہ" (قبضہ کرلے) کا لفظ فرمایا ہے۔

۱۲۵۸ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَغَيْرُهُ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ عُبَيْدٍ الْمَدَنِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَبِيْعَ اَحَدٌ طَعَامًا اشْتَرَاهُ بِكَيْلٍ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ.

حضرت قاسم بن محمد، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص غلہ (پیمانے کے ساتھ) ماپ کر خریدے تو پھر اسے قبضہ کیے بغیر بیچ دے۔

۱۲۵۹ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى طَعَامًا فَلَا يَبِيْعُهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جس نے غلہ خریدا وہ اسے قبضہ کرنے تک نہ بیچے۔

۱۲۶۰ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

... بن حميد قال ثنا ابن ابي حازم عن ... بن عثمان عن بكير بن عبد الله ... عن سليمان بن يسار عن ابي هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من اشترى طعاما فلا يبيعه حتى يستوفيه.

فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص غلہ خریدے وہ اسے قبضہ کرنے سے پہلے نہ بیچے۔

۱۳۶۱- حَدَّثَنَا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا عثمان بن عمر قال اخبرنا ابن جريج عن عطاء عن عبد الله بن عصمة الجشمي عن حكيم بن حزام قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم الم انبأ او الم اخبر انك تبيع الطعام فلا تبيعه حتى تقبضه.

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کیا میں تجھے خبر نہ دوں کہ جب تو غلہ بیچے تو اس پر قبضہ کرنے سے پہلے نہ بیچ۔

۱۳۶۲- حَدَّثَنَا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا ابو عاصم عن ابن جريج قال اخبرني عطاء عن صفوان بن موهب عن عبد الله بن محمد بن صيفي عن حكيم بن حزام عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله غير انه قال حتى يقبضه.

حضرت عبداللہ بن محمد بن صیفی، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے "قبضہ کرے" کا لفظ فرمایا۔

۱۳۶۳- حَدَّثَنَا ابن ابي داود قال ثنا ابو الوليد قال ثنا ابو الاحوص عن عبد العزيز بن رفيع عن عطاء عن حزام بن حكيم عن حكيم بن حزام قال كنت اشترى طعاما فاربح فيها قبل ان اقبضه فسألت النبي صلى الله عليه وسلم فقال لا تبعه حتى تقبضه.

حضرت حزام بن حکیم، حضرت حکیم بن حزام سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں غلہ خریدا کرتا تھا تو قبضہ کرنے سے پہلے اس سے نفع حاصل کرتا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا قبضہ کرنے سے پہلے اسے نہ بیچو۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الى ان من اشترى طعاما لم يجز له بيعه حتى يقبضه ومن اشترى غير الطعام حل له

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ جو شخص غلہ خریدے اس کے لیے جائز نہیں کہ اس پر قبضہ کرنے

بَيْعُهُ وَإِنْ لَمْ يَقْبِضْهُ. وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ، وَقَالُوا: لَمَّا قَصَدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهْيِ إِلَى الطَّعَامِ دَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ حُكْمَ غَيْرِ الطَّعَامِ فِي ذٰلِكَ بِخِلَافِ حُكْمِ الطَّعَامِ.

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا: ذٰلِكَ النَّهْيُ قَدْ وَقَعَ عَلَى الطَّعَامِ وَغَيْرِ الطَّعَامِ، وَإِنْ كَانَ الْمَذْكُورُ فِي الْآثَارِ الَّتِي ذُكِرَ ذٰلِكَ النَّهْيُ فِيهَا هُوَ الطَّعَامَ.

١٣٦٣ - وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ابْتَعْتُ زَيْتًا بِالسُّوقِ فَلَمَّا اسْتَوْجَبْتُهُ لِنَفْسِي لَقِيَنِي رَجُلٌ فَأَعْطَانِي بِهِ رِبْحًا حَسَنًا فَأَرَدْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلَى يَدِهِ فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي بِذِرَاعِي فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ: لَا تَبِعْهُ حَيْثُ ابْتَعْتَهُ حَتَّى تَحُوزَهُ إِلَى رَحْلِكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَبِيعَ السِّلَعَ حَيْثُ تُبْتَاعُ حَتَّى يَحُوزَهَا التُّجَّارُ إِلَى رِحَالِهِمْ. فَلَمَّا أَخْبَرَ زَيْدٌ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّ الزَّيْتَ قَدْ دَخَلَ فِيمَا كَانَ نَهَى عَنْ بَيْعِهِ قَبْلَ قَبْضِهِ وَهُوَ غَيْرُ الطَّعَامِ الَّذِي كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلِمَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّهْيَ عَنْ بَيْعِهِ بَعْدَ ابْتِيَاعِهِ حَتَّى يُقْبَضَ، وَعَمِلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلَى ذٰلِكَ فَأَرَادَ بَيْعَ الزَّيْتِ

سے پہلے اسے بیچے اور جو آدمی غلہ کے علاوہ کچھ خریدے اس کے لیے قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا بھی جائز ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں (مندرجہ بالا) روایات سے استدلال کیا ہے اور فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت میں غلے کا ارادہ فرمایا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ غلہ کے علاوہ چیزوں کا حکم اس کے خلاف ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ نہی غلہ اور اس کے علاوہ سب کو شامل ہے اگرچہ ان مذکورہ روایات میں نہی غلے سے متعلق ذکر کی گئی ہے۔

انہوں نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے کہ حضرت عبید بن حنین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے بازار میں زیتون کا تیل خریدا جب میں نے سودا کر لیا تو مجھے ایک شخص ملا اس نے مجھے اس کا اچھا نفع دیا میں نے اس کے ساتھ سودا کرنے کا ارادہ کر لیا تو پیچھے سے ایک شخص نے میرا بازو پکڑا میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے فرمایا جہاں سے خریدا ہے وہاں ہی نہ بیچو بلکہ اسے اپنی رہائش گاہ میں منتقل کر دو کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس جگہ سودا کرنے سے منع فرمایا جہاں سے وہ خریدا گیا حتی کہ تاجر حضرات اسے اپنی رہائش گاہ میں لے جائیں۔ تو جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ قبضہ کرنے سے پہلے بیچنے کی ممانعت میں زیتون بھی داخل ہے اور وہ اس غلہ کا غیر ہے جس کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل ہوا کہ خریدنے کے بعد اسے قبضہ کرنے سے پہلے نہ بیچا جائے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس پر عمل کیا چنانچہ قبضہ کرنے سے پہلے زیتون کو بیچنے کا ارادہ فرمایا کیونکہ

لِاَنَّهٗ لَيْسَ مِنَ الطَّعَامِ فَيَقْبَلُ ذٰلِكَ مِنْهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَلَمْ يَكُنْ كَانَ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِمَّا قَدْ ذَكَرْنَاهُ عَنْهُ فِيْ اَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ مِنْ قَصْدِهٖ اِلَى الطَّعَامِ بِمَا يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ غَيْرُ الطَّعَامِ فِيْ ذٰلِكَ بِخِلَافِ الطَّعَامِ ثُمَّ جَاءَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا عَنِ ابْتِيَاعِ السِّلَعِ حَيْثُ تُبْتَاعُ حَتّٰى تَحُوْزَهَا التُّجَّارُ اِلٰى رِحَالِهِمْ فَجَمَعَ فِيْ ذٰلِكَ كُلَّ مَا اسْتَثْنَوْهُ مِنْهَا غَيْرَ الطَّعَامِ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ بَيْعُ شَيْءٍ ابْتِيْعَ اِلَّا بَعْدَ قَبْضِ مُبْتَاعِهٖ اِيَّاهُ طَعَامًا كَانَ اَوْ غَيْرَ الطَّعَامِ وَقَدْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَدْ عَلِمَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْدَهٗ بِالنَّهْيِ عَنْ بَيْعِ مَا لَمْ يُقْبَضْ اِلَى الطَّعَامِ۔

٣٧٦- مَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاؤسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَمَّا الَّذِيْ نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْعُ الطَّعَامِ قَبْلَ اَنْ يُسْتَوْفٰى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِرَاْيِهٖ وَاَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَهٗ فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا لَمْ يَمْنَعْهُ قَصْدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالنَّهْيِ اِلَى الطَّعَامِ اَنْ يُدْخِلَ فِيْ ذٰلِكَ النَّهْيِ غَيْرَ الطَّعَامِ۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلُ ذٰلِكَ اَيْضًا۔

وہ غلہ نہیں ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے اس بات کو قبول کیا اور انہوں نے ان روایات کے ضمن میں جن کو باب کے شروع میں ذکر کیا گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلہ کا ارادہ کرنے کے سلسلے میں کوئی ایسی بات نہیں سنی جو اس سلسلے میں غیر غلہ کے لیے خلاف حکم میں رکاوٹ بنتی ہو پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس بات کو یکجا کر دیا انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سامان کے اسی جگہ بیچنے سے منع کرتے تھے جہاں سے وہ خریدا گیا یہاں تک کہ تاجر حضرات اسے اپنے گھروں میں لے جائیں تو آپ نے اس میں ہر قسم کے سامان کا ذکر کیا جس میں غلہ کے علاوہ اشیاء بھی داخل ہیں تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جس چیز کو خریدا جائے وہ غلہ ہو یا کوئی دوسری چیز قبضہ کیے بغیر اسے بیچنا جائز نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہی بات فرمائی حالانکہ وہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کر چکے تھے کہ آپ نے قبضہ سے پہلے بیچنے کی ممانعت سے غلے کا ارادہ فرمایا۔

حضرت طاؤس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا جس چیز سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا وہ قبضہ کرنے سے پہلے غلہ بیچنا ہے حضرت ابن عباس اپنی رائے سے فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں ہر چیز اس کی مثل ہے۔

تو یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہی سے غلہ مراد لینے نے ہر چیز کو اس ممانعت میں داخل کرنے سے نہیں روکا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

۱۲۶۶ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ فِي الرَّجُلِ يَبْتَاعُ الْمَبِيعَةَ فَيَبِيعُهُ قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَهُ قَالَ أَكْرَهُهُ.

حضرت ابوالزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں روایت کرتے ہیں جو کسی چیز کو خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے بیچ دیتا ہے وہ فرماتے ہیں میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔

۱۲۶۷ - فَهٰذَا جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ سَوَّى بَيْنَ الْأَشْيَاءِ الْمَبِيعَةِ فِي ذٰلِكَ وَقَدْ عَلِمَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَصْدَهُ بِالنَّهْيِ عَنِ الْبَيْعِ فِيْهِ حَتّٰى يُقْبَضَ إِلَى الطَّعَامِ بِعَيْنِهِ.

تو یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اس سلسلے میں تمام فروخت شدہ اشیاء کو برابر رکھا حالانکہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کر چکے تھے کہ آپ نے قبضہ سے پہلے بیچنے کی ممانعت میں غلہ مراد لیا ہے۔

فَدَلَّ ذٰلِكَ النَّهْيُ عَلَى مَا قَدْ تَقَدَّمَ وَصْفُنَا لَهُ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَكَيْفَ قَصَدَ بِالنَّهْيِ فِي ذٰلِكَ إِلَى الطَّعَامِ بِعَيْنِهِ وَلَمْ يَعُمَّ الْأَشْيَاءَ.

تو یہ نہی اس بات پر دلالت کرتی ہے جسے ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نہی سے صرف غلہ کیسے مراد لیا اور اس حکم کو عام نہیں رکھا۔

قِيلَ لَهُ قَدْ وَجَدْنَا مِثْلَ هٰذَا فِي الْقُرْآنِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَأَوْجَبَ عَلَيْهِ الْجَزَاءَ الَّذِي ذَكَرَهُ فِي الْآيَةِ وَلَمْ يَخْتَلِفْ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي قَاتِلِ الصَّيْدِ خَطَأً أَنَّ عَلَيْهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَأَنَّ ذِكْرَهُ الْعَمْدَ لَا يَنْفِي الْخَطَأَ فَكَذٰلِكَ ذِكْرُهُ الطَّعَامَ فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِهِ قَبْلَ الْقَبْضِ لَا يَنْفِي غَيْرَ الطَّعَامِ.

تو اس شخص کو جواباً کہا جائے گا کہ ہم نے قرآن پاک میں اس کی مثل پایا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جب تم احرام میں ہو تو شکار کو قتل نہ کرو اور تم میں سے جو شخص اسے جان بوجھ کر قتل کرے گا (آخر تک) تو اس کی وہ سزا واجب فرمائی جو اس آیت میں مذکور ہے اور اہل علم نے غلطی سے شکار کرنے والے کے بارے میں اختلاف نہیں کیا کہ اس کی سزا بھی یہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا لفظ "عمد" (ارادتاً) ذکر کرنا خطا کی نفی نہیں کرتا اسی طرح قبضہ کرنے سے پہلے بیچنے کی ممانعت کے سلسلے میں غلے کا ذکر اس کے غیر کی نفی نہیں کرتا۔

وَقَدْ رَأَيْنَا الطَّعَامَ يَجُوْزُ السَّلَمُ فِيْهِ وَلَا يَجُوْزُ فِي الْعُرُوْضِ

وَكَانَ الطَّعَامُ أَوْسَعَ أَمْرًا فِي الْبُيُوْعِ مِنْ غَيْرِ الطَّعَامِ لِأَنَّ الطَّعَامَ يَجُوْزُ السَّلَمُ فِيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَ الْمُسْلَمِ إِلَيْهِ وَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ فِي غَيْرِهِ فَلَمَّا كَانَ الطَّعَامُ أَوْسَعَ أَمْرًا فِي الْبُيُوْعِ وَأَكْثَرَ جَوَازًا وَرَأَيْنَاهُ قَدْ نُهِيَ عَنْ بَيْعِهِ حَتّٰى يُقْبَضَ كَانَ ذٰلِكَ فِيمَا

اور ہم دیکھتے ہیں کہ غلے میں بیع سلم (رقم پہلے دینا اور چیز بعد میں لینا) بیع سلم ہے جائز ہے اور سامان میں بیع جائز نہیں خرید و فروخت کے سلسلے میں غلے میں زیادہ گنجائش ہے کیونکہ اس میں بیع سلم جائز ہے اگرچہ وہ غلہ مسلم الیہ (جس سے وہ خریدا جا رہا ہے) کے پاس نہ ہو جبکہ دیگر اشیاء میں یہ بیع جائز نہیں تو جب خرید و فروخت کے معاملے میں غلے سے زیادہ گنجائش ہے اور اس کا جواز بھی زیادہ ہے اور قبضے سے پہلے اس کا بیچنا جائز نہیں تو جن اشیاء میں بیع سلم جائز نہیں تو وہ اس بات کے زیادہ

فیہ أخرى أن لا یجوز بیعہ
السلم فیہ
قبل قبضہ فقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بالنھی إلى الذی إذا نھی عنہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی نھیہ
عن غیرہ واستغنی بذکرہ لہ عن ذکرہ لغیرہ
لأن ذلک مقام النھی لو عم بہ الأشیاء
کلھا ولو قصد بالنھی إلى غیر الطعام أشکل
علی السامع فی ذلک حکم الطعام فلم
یدر ھل ھو کذلک أم لا لأنہ یجوز الطعام
یجوز السلم فیہ ولیس ھو بقائم حینئذ
ولیس یجوز ذلک فی العروض فیحتمل
لما خالف الطعام العروض فی جواز السلم
فیہ ولیس عند المسلم إلیہ ولیس ذلک
فی العروض فکذلک یحتمل أن یکون مخالفا
لھا فی جواز بیعہ قبل أن یقبض وإن کان
ذلک غیر جائز فی العروض۔

فھذا ھو المعنى الذی لہ قصد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بالنھی عن بیع ما
لم یقبض إلى الطعام خاصۃ وفی ذلک
دلالۃ أخرى وذلک أن المعنى الذی حرم بہ
علی مشتری الطعام بیعہ قبل قبضہ ھو أن
لا یطیب لہ ربح ما فی ضمان غیرہ فإذا
قبضہ صار فی ضمانہ فطاب لہ ربحہ
فجاز لہ أن یبیعہ حتی أحب والعروض
فیھا ھذا المعنى بعینہ موجود فیھا و
إلا أن الربح فیھا قبل قبضھا غیر
حلال لمبتاعھا لأن النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم قد نھی عن ربح ما لم
یضمن فلما کان ذلک قد دخل فیہ

لائق ہیں کہ قبضہ کرنے سے پہلے ان کا بیچنا جائز نہ ہو تو نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی کرتے ہوئے جس چیز کا ارادہ فرمایا وہ
اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کے علاوہ اشیاء بھی اس
نہی میں شامل ہوں اور اس کے ذکر نے دوسری اشیاء کے ذکر
سے بے نیاز کر دیا تو یہ ان کی نہی کے قائم مقام ہو جائے گی اگر
تمام اشیاء مراد ہوں اور اگر آپ نہی سے غیر طعام کا قصد فرماتے
تو سننے والے پر غلے کا حکم مشتبہ ہو جاتا اور اسے معلوم نہ ہوتا
کہ آیا اس کا حکم بھی یہی ہے یا نہیں کیونکہ وہ دیکھتا کہ غلے میں
بیع سلم جائز ہے حالانکہ وہ اس وقت موجود نہیں جب کہ سامان
میں یہ جائز نہیں۔ تو وہ کہہ سکتا ہے کہ جس طرح بیع سلم
کے جواز میں غلہ دوسرے اسباب سے مختلف
ہے حالانکہ وہ مسلم الیہ کے پاس موجود نہیں
جب کہ سامان کا یہ حکم نہیں تو اس بات
کا احتمال ہے کہ باقی سامان کے برعکس
غلہ کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز
ہو۔

تو اس وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ سے
پہلے فروخت کرنے کی ممانعت میں صرف غلے کا قصد فرمایا اس سلسلے
میں ایک اور دلیل بھی ہے وہ یہ کہ غلہ خریدنے والے پر قبضہ کرنے
سے پہلے اس کا بیچنا اس لیے حرام ہے کہ اس کے لیے اس چیز کا
نفع لینا جائز نہیں جو دوسرے کی ضمان میں ہے جب اس پر
قبضہ کرے گا تو اس کی اپنی ضمان میں آجائے گی اور اب اس کا نفع لینا
جائز ہو جائے گا جب چاہے۔ تو ہر بیچے جانے والے سامان
میں یہ معنی پایا جاتا ہے یعنی خریدنے والے کے لیے قبضہ کرنے
سے پہلے نفع لینا حلال نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس وقت تک نفع لینے سے منع فرمایا جب تک وہ چیز
اپنی ضمان میں نہ آجائے تو جس طرح اس میں غلہ اور اس کے
علاوہ سامان داخل ہے اور کسی کے لیے بھی ضمان حاصل
کرنے سے پہلے نفع لینا جائز نہیں کیونکہ یہ نفع ممنوع ہے

الطعام وغير الطعام ولم يكن الربح يطيب لأحد إلا بتقدم ضمانه بما كان عنه ذلك الربح فكذلك الأشياء المبيعة كلها ما كان منها يطيب الربح فيه لبائعه فحلال له بيعه وما كان منها يحرم الربح فيه على بائعه فحرام عليه بيعه وقد جاءت أيضا آثار أخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالنهي عن بيع ما لم يقبض لم يقصد فيها إلى الطعام ولا إلى غيره.

١٢٦٨ - حدثنا أبو خازم عبد الحميد بن عبد العزيز قال ثنا محمد بن بشار بندار قال ثنا حبان بن هلال عن أبان بن يزيد عن يحيى بن أبي كثير أن يعلى بن حكيم أخبره أن يوسف بن ماهك أخبره أن عبد الله بن عصمة أخبره أن حكيم بن حزام أخبره قال أخذ النبي صلى الله عليه وسلم بيدي فقال إذا ابتعت شيئا فلا تبعه حتى تقبضه.

١٢٦٩ - حدثنا محمد بن عبد الله بن ميمون قال ثنا الوليد بن مسلم عن الأوزاعي عن يحيى بن أبي كثير قال حدثني يعلى بن حكيم بن حزام أن أباه سأل النبي صلى الله عليه وسلم فقال إني أشتري بيوعا فما يحل لي منها قال إذا اشتريت بيعا فلا تبعه حتى تقبضه.

قال أبو جعفر فبهذا نأخذ وهو قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم غير أن أبا حنيفة قال

تو اس طرح وہ تمام اشیاء جنہیں بیچا جائے اگر ضمان مجھی ہے ان کا نفع لینا حلال ہے تو ان کا بیچنا بھی جائز ہے اور اگر بائع کے پر اس کا نفع لینا حرام ہے تو اس کا بیچنا بھی حرام ہوگا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور احادیث بھی مروی ہیں جن میں آپ نے قبضہ کرنے سے پہلے کسی چیز کو بیچنے سے منع فرمایا اور ان میں آپ نے غلے اور اس کا علاوہ کا قصد نہیں فرمایا (مطلق حکم ہے)

حضرت عبداللہ بن عصمہ خبر دیتے ہیں کہ حضرت حکیم بن حزام نے ان کو بتایا وہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جب تم کوئی چیز خریدو تو قبضہ کرنے سے پہلے نہ بیچو۔

حضرت یحیی بن ابی کثیر فرماتے ہیں مجھے حضرت یعلی بن حکیم بن حزام نے بیان کیا کہ ان کے والد نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں کچھ اشیاء خریدتا ہوں تو ان میں کون سی چیز میرے لیے حلال ہے آپ نے فرمایا جب کوئی چیز خریدو تو اسے قبضہ کرنے سے پہلے نہ بیچو۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم اسی بات کو اختیار کرتے ہیں حضرت امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

...بيع الدور والأرضين قبل قبضها ... بيعها إياها لأنها لا تنقل ولا تحول و ... فليست كذلك والنظر في هذا الباب ... أن يكون العروض وسائر الأشياء ... سواء على ما قد ذكرنا في الطعام.

باب البيع يشترط فيه شرط ليس منه

۱۲۱۰ـ حدثنا علي بن شيبة قال ثنا يزيد بن هارون قال أخبرنا زكريا ابن أبي زائدة عن الشعبي عن جابر بن عبد الله أنه كان يسير مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على جمل له فأعيا فأدركه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال ما شأنك يا جابر فقال أعيى ناضحي يا رسول الله فقال أمعك شيء فأعطاه قضيبا أو عودا فنخسه به أو قال ضربه فسار سيرة لم يكن يسير مثلها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بعنيه بأوقية قال قلت يا رسول الله هو ناضحك قال فبعته بأوقية و استثنيت حملانه حتى أقدم على أهلي فلما قدمت أتيته بالبعير فقلت هذا بعيرك يا رسول الله قال لعلك ترى أني إنما حبستك لأذهب ببعيرك يا بلال أعطه من العيبة أوقية وقال انطلق ببعيرك فهما لك

قال أبو جعفر فذهب قوم إلى أن الرجل إذا باع من رجل دابة بثمن

البتہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مکانات اور زمینوں کو خریدنے والا قبضہ کرنے سے پہلے بیچ سکتا ہے کہ وہ غیر منقول ہیں اور اپنی جگہ سے پھیری نہیں جاتیں جبکہ دوسری اشیاء کا یہ حال نہیں ہے اس سلسلے میں ہمارے نزدیک قیاس یہی ہے کہ سامان اور تمام اشیاء برابر ہیں جیسا کہ ہم نے غلے کے سلسلے میں ذکر کیا۔

سودے میں ایسی شرط لگانا جس کا سودے سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اپنے اونٹ پر جا رہے تھے کہ وہ تھک گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ملے تو فرمایا اے جابر کیا حال ہے؟ عرض کیا میرا اونٹ تھک گیا ہے آپ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے ایک شاخ یا لکڑی آپ کو پیش کی آپ نے وہ لکڑی اسے (اونٹ کو) چبھو دی وہ فرماتے ہیں یا اس کے ساتھ اسے مارا تو وہ اس طرح چلنے لگا کہ اس طرح (پہلے) نہیں چلتا تھا (فرماتے ہیں) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اس کو مجھ پر ایک اوقیہ (چھٹانک کا چوتھا حصہ) میں بیچ دو فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ اونٹ آپ ہی کا ہے فرماتے ہیں میں نے اسے ایک اوقیہ کے بدلے بیچ دیا اور گھر آنے تک اس پر سواری کو مستثنیٰ کیا (فرماتے ہیں) جب میں آیا تو اونٹ آپ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کا اونٹ ہے آپ نے فرمایا شاید تمہارا خیال ہو کہ میں نے تمہیں اس لیے روکا کہ تیرا اونٹ لے لوں اے بلال رضی اللہ عنہ! انہیں تھیلی میں سے ایک اوقیہ چاندی دے دیں اور فرمایا اپنا اونٹ لے جائیں یہ دونوں (چاندی اور اونٹ) تمہارے ہیں۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جب کوئی شخص معلوم قیمت

مَعْلُوْمٍ عَلٰى اَنْ يَرْكَبَهَا الْبَائِعُ اِلٰى مَوْضِعٍ مَعْلُوْمٍ بِاَنَّ الْبَيْعَ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ جَائِزٌ وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِحَدِيْثِ جَابِرٍ هٰذَا۔

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ اٰخَرُوْنَ ثُمَّ افْتَرَقَ الْمُخَالِفُوْنَ لَهُمْ عَلٰى فِرْقَتَيْنِ فَقَالَتْ فِرْقَةٌ اَلْبَيْعُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَتْ فِرْقَةٌ اَلْبَيْعُ فَاسِدٌ وَسَنُبَيِّنُ مَا ذَهَبَتْ اِلَيْهِ الْفِرْقَتَانِ جَمِيْعًا فِيْ هٰذَا الْبَابِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

فَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لِهَاتَيْنِ الْفِرْقَتَيْنِ جَمِيْعًا عَلَى الْفِرْقَةِ الْاُوْلٰى فِيْ حَدِيْثِ جَابِرٍ الَّذِيْ ذَكَرْنَا اَنَّ فِيْهِ مَعْنَيَيْنِ يَدُلَّانِ اَنْ لَا حُجَّةَ لَهُمْ فِيْهِ فَاَمَّا اَحَدُ الْمَعْنَيَيْنِ فَاِنَّ مُسَاوَمَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِجَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّمَا كَانَتْ عَلَى الْبَعِيْرِ وَلَمْ يَشْتَرِطْ فِيْ ذٰلِكَ لِجَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ رُكُوْبًا قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَبِعْتُهُ وَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهُ اِلٰى اَهْلِيْ فَوَجْهُ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ الْبَيْعَ اِنَّمَا كَانَ عَلٰى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ الْمُسَاوَمَةُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ كَانَ الْاِسْتِثْنَاءُ لِلرُّكُوْبِ مِنْ بَعْدُ فَكَانَ ذٰلِكَ الْاِسْتِثْنَاءُ مَفْصُوْلًا مِنَ الْبَيْعِ لِاَنَّهٗ اِنَّمَا كَانَ بَعْدَهٗ فَلَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ حُجَّةٌ تَدُلُّنَا كَيْفَ حُكْمُ الْبَيْعِ لَوْ كَانَ ذٰلِكَ الْاِسْتِثْنَاءُ مَشْرُوْطًا فِيْ عُقْدَةِ الْبَيْعِ هَلْ هُوَ كَذٰلِكَ اَمْ لَا۔

پر اپنا جانور بیچے اور بائع ایک معلوم جگہ تک اس پر سوار ہونے کی شرط رکھے تو یہ سودا اور شرط دونوں جائز ہیں انہوں نے اس سلسلے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

لیکن اس سلسلے میں دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی ہے پھر مخالفین دو جماعتوں میں بٹ گئے ایک جماعت کہتی ہے کہ بیع جائز ہے اور شرط باطل ہے اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ بیع فاسد ہو جاتی ہے ہم اس باب میں دونوں گروہوں کا مذہب بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پہلے گروہ کے خلاف ان دونوں گروہوں کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت جو ہم نے ذکر کی ہے اس میں ایسے دو مفہوم پائے جاتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس میں ان لوگوں کے لیے کوئی دلیل نہیں ایک یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے لیے نرخ مقرر کرنا اونٹ پر تھا اور اس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے لیے سواری کی شرط نہیں رکھی گئی حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس کو بیچا اور اپنے گھر آنے تک اس پر سواری کو مستثنیٰ کیا۔ تو اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ اس کا سودا صرف اس چیز پر تھا جس کا نرخ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا پھر سواری کا استثناء اس کے بعد ہوا لہذا یہ استثناء بیع سے جدا تھا۔ کیونکہ وہ اس کے بعد تھا۔ تو اس حدیث میں اس بات پر دلیل نہیں جو اس بیع کے حکم پر دلالت کرے اگر یہ استثناء بیع میں شرط ہوتی تو اس کا حکم بھی یہی ہوتا یا نہ؟

وَأَمَّا الْحُجَّةُ الْأُخْرٰى فَإِنَّ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَعِيرِ فَقُلْتُ هٰذَا بَعِيرُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لَعَلَّكَ تَرٰى أَنَّمَا حَبَسْتُكَ لِأَذْهَبَ بِبَعِيرِكَ يَا بِلَالُ أَعْطِهِ أُوقِيَّةً وَخُذْ بَعِيرَكَ فَهُمَا لَكَ۔

فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ ذٰلِكَ الْقَوْلَ الْأَوَّلَ لَمْ يَكُنْ عَلَى التَّبَايُعِ فَإِنْ ثَبَتَ أَنَّ الْاِشْتِرَاطَ لِلرُّكُوبِ كَانَ فِي أَصْلِهِ بَعْدَ ثُبُوتِ هٰذَا لَمْ يَكُنْ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ حُجَّةٌ لِأَنَّ ذٰلِكَ الشَّرْطَ لَمْ يَكُنْ بَيْعًا لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَمْلِكِ الْبَعِيرَ عَلٰى جَابِرٍ فَكَانَ اشْتِرَاطُ جَابِرٍ لِرُكُوبِ الْبَعِيرِ اشْتِرَاطًا فِيمَا هُوَ لَهُ فَلَيْسَ فِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى حُكْمِ ذٰلِكَ الشَّرْطِ لَوْ وَقَعَ فِي بَيْعٍ يُوجِبُ الْمِلْكَ لِلْمُشْتَرِي كَيْفَ كَانَ حُكْمُهُ۔

وَذَهَبَ الَّذِينَ أَبْطَلُوا الشُّرُوطَ فِي ذٰلِكَ وَجَوَّزُوا الْبَيْعَ إِلٰى حَدِيثِ بَرِيرَةَ۔

۱۲۷۲۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ لِتُعْتِقَهَا فَقَالَ لَهَا أَهْلُهَا نَبِيعُكِهَا عَلٰى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔

۱۲۷۳۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ

دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب میں مدینہ طیبہ آیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اونٹ لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ اونٹ آپ کا ہے آپ نے فرمایا شاید تمہارا خیال ہو کہ میں نے تمہیں تمہارا اونٹ حاصل کرنے کے لیے ٹھہرایا ہے اے بلال! انہیں ایک اوقیہ چاندی دے دیں اور (اے جابر) آپ اپنا اونٹ بھی لے جائیں یہ دونوں تمہارے لیے ہیں۔

تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ پہلا قول سودے کے بارے میں نہیں تھا اگر اس حالت کے ثابت ہونے کے بعد یہ بات ثابت بھی ہو جائے کہ سواری کی شرط اصل بیع میں تھی پھر بھی یہ حدیث حجت نہیں بن سکتی کیونکہ جس میں یہ شرط ہو وہ بیع نہیں ہوتی نیز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ کے مالک نہیں ہوئے لہٰذا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا سواری کی شرط لگانا اپنی ملکیت میں تھا اور اگر یہ شرط ایسی بیع میں واقع ہو جس سے خریدنے والے کے لیے ملک ثابت ہو جاتی ہے تو اس کے حکم پر بھی اس حدیث میں دلالت نہیں پائی جاتی جن لوگوں نے شرط کو باطل قرار دیا اور بیع کو جائز رکھا انہوں نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو خرید کر آزاد کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کے گھر والوں نے کہا ہم اس شرط پر اسے بیچتے ہیں کہ اس کی ولاء[1] ہمارے لیے ہوگی ام المؤمنین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا اس میں تمہارے لیے کوئی رکاوٹ نہیں کیونکہ ولاء اس کے لیے ہوتی ہے جو آزاد کرے۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن فرماتی ہیں حضرت بریرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے امداد طلب کرنے آئیں تو ام المؤمنین

[1] ولاء کا مطلب یہ ہے کہ جو غلام آزاد کیا جائے آزاد کرنے والا اس کا وارث قرار پائے۔

سعيد عن عمرة بنت عبد الرحمن أن بريرة جاءت تستعين عائشة فقالت لها عائشة إن أحب أهلك أن أصب لهم ثمنك صبة واحدة وأعتقك فعلت فذكرت ذلك بريرة لأهلها فقالوا إلا أن يكون ولاؤك لنا قال مالك قال يحيى فزعمت عمرة أن عائشة ذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اشتريها فأعتقيها فإنما الولاء لمن أعتق۔

۱۲۷۴۔ وحدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا بشر بن عمر قال ثنا شعبة عن الحكم عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة أنها أرادت أن تشتري بريرة فتعتقها فاشترط مواليها ولاءها فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال اشتريها فأعتقيها فإنما الولاء لمن أعتق۔

۱۲۷۵۔ وحدثنا أبو بشر الرقي قال ثنا أبو معاوية عن الأعمش عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة أن أهل بيت بريرة أرادوا أن يبيعوها ويشترطوا الولاء فذكرت ذلك للنبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال اشتريها فأعتقيها فإنما الولاء لمن أعتق۔

۱۲۷۶۔ حدثنا علي بن عبد الرحمن قال ثنا القعنبي قال ثنا سليمان بن بلال عن ربيعة بن أبي عبد الرحمن عن القاسم بن محمد عن عائشة أن بريرة جاءت

نے ان سے فرمایا اگر تمہارے مالک پسند کریں کہ میں تمہاری قیمت یکمشت ان کے حوالے کر دوں اور تمہیں آزاد کر دوں تو میں ایسا کروں حضرت بریرہ نے اپنے گھر والوں سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا نہیں البتہ یہ کہ تمہاری ولاء ہمارے لیے ہو حضرت مالک فرماتے ہیں حضرت یحییٰ نے فرمایا حضرت عمرہ کا خیال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ بات عرض کی تو آپ نے فرمایا اسے خرید کر آزاد کر دو کیونکہ ولاء اس کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

حضرت اسود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنے کا ارادہ کیا تاکہ اسے آزاد کر دیں تو اس کے مالکوں نے اس کی ولاء کی شرط رکھی ام المؤمنین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا آپ نے فرمایا اسے خرید کر آزاد کر دو بے شک ولاء اس کے لیے ہے جو اسے آزاد کرے۔

ایک دوسرے طریق سے حضرت اسود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بریرہ کے گھر والوں (مالکوں) نے انہیں بیچنے کا ارادہ کیا اور ولاء کی شرط رکھی ام المؤمنین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا اسے خرید کر آزاد کر دو بلاشبہ ولاء اس کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بریرہ اپنے بدل کتابت کے سلسلے میں تعاون حاصل کرنے آئیں تو ام المؤمنین نے فرمایا اگر تمہارے گھر والے چاہیں تو میں خرید لوں اور تمہاری

تستعينها في كتابتها فقالت عائشة إن كان أهلك اشتريتك ونقدت لهم ثمنك صبة واحدة فذهبت إلى أهلها فذكرت لهم ذلك فأبوا إلا أن يكون الولاء لهم فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اشتريها ولا يضرك ما قالوا فإنما الولاء لمن أعتق.

قالوا فلما كان أهل بريرة أرادوا بيعها على أن تعتق ويكون ولاؤها لهم فقال النبي صلى الله عليه وسلم لعائشة رضي الله عنها لا يضرك ذلك فإنما الولاء لمن أعتق دل ذلك أن هكذا الشروط كلها التي تشترط في البيوع فإنها تبطل وتثبت البيوع.

وكان من الحجة عليهم أن هذه الآثار هكذا رويت أنها أرادت أن تشتريها فتعتقها فأبى أهلها إلا أن يكون ولاؤها لهم.

١٢٤٤ - **وقد** رواها آخرون على خلاف ذلك **حدثنا** يونس قال ثنا ابن وهب قال أخبرني رجال من أهل العلم منهم يونس بن يزيد والليث عن ابن شهاب حدثهم عن عروة بن الزبير عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت جاءت بريرة إلي فقالت يا عائشة إني قد كاتبت أهلي على تسع أواق في كل عام أوقية فأعينيني ولم تكن قضت من كتابتها شيئا فقالت لها

قیمت یکمشت انہیں ادا کر دوں چنانچہ وہ اپنے مالکوں کے پاس گئیں اور ان سے یہ بات کہی تو انہوں نے انکار کر دیا البتہ یہ کہ ولاء ان کو حاصل ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا اسے خرید لو ان لوگوں کی بات تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی بے شک ولاء اس کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

یہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ جب حضرت بریرہ کے گھر والوں نے انہیں اس شرط پر بیچنے کا ارادہ کیا کہ ان کو آزاد کیا جائے گا اور ولاء ان کو حاصل ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تمہارے لیے یہ بات مضر نہیں ہے بے شک ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ بیع میں اس قسم کی تمام شروط باطل ہیں اور بیع ثابت ہو جاتی ہے۔

ان حضرات کے خلاف دلیل یہ ہے کہ یہ تمام روایات اسی طرح مروی ہیں کہ ام المومنین نے ان کو خرید کر آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت بریرہ کے مالکوں نے انکار کیا البتہ یہ کہ ولاء ان کو حاصل ہو۔

لیکن اسے دوسرے حضرات نے اس کے خلاف روایت کیا ہے حضرت عروہ بن زبیر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بریرہ نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ پر کتابت کی ہے ہر سال ایک اوقیہ دینا ہے لہذا آپ میری مدد فرمائیں اور ابھی تک انہوں نے بدل کتابت میں سے کچھ نہیں دیا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ اگر وہ پسند کریں کہ میں ان کو یہ تمام مال دے دوں اور تمہاری ولاء مجھے حاصل ہو تو میں ایسا کر دوں گی وہ اپنے گھر والوں کے پاس گئیں اور انہیں یہ

لِعَائِشَةَ ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أُعْطِيَهُمْ ذَلِكَ جَمِيعًا وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ إِلَى أَهْلِهَا فَعَرَضَتْ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا وَقَالُوا إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونُ وَلَاؤُكِ لَنَا فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَمْنَعُكِ ذَلِكِ مِنْهَا ابْتَاعِي وَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ نَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللَّهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللَّهِ أَوْثَقُ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

بات بتائی تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر ام المومنین رضی اللہ عنہا ثواب کی نیت سے ایسا کرنا چاہیں (وہ) تو ایسا کریں اور تمہاری ولاء ہمیں حاصل ہوگی (پھر) ام المومنین نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے فرمایا یہ بات تمہیں حضرت بریرہ (کے خریدنے) سے نہ روکے تم اسے خرید کر آزاد کرو کیونکہ ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا حمد و ثنا کے بعد! ان لوگوں کا کیا حال ہے جو (سودے میں) ایسی شرائط رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہیں ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے اگرچہ وہ سو شرطیں ہوں، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ زیادہ حق رکھتا ہے اور اس کی شرط زیادہ مضبوط ہے بے شک ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہے۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ غَيْرُ مَا فِي الْأَحَادِيثِ الْأُوَلِ أَنَّ أَهْلَ بَرِيرَةَ أَرَادُوا أَنْ يَبِيعُوهَا عَلَى أَنْ تُعْتِقَهَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَيَكُونَ وَلَاؤُهَا لَهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعُكِ ذَلِكِ اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث کا مفہوم پہلی احادیث کے علاوہ ہے وہ یوں کہ پہلی احادیث میں ہے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالکوں نے (ان کو) بیچنے کا ارادہ کیا اور یہ شرط رکھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسے آزاد کریں اور ولاء ان (مالکوں) کے لیے ہوگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات تمہارے لیے رکاوٹ نہیں بنتی اسے آزاد کر دو ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہے۔

فَكَانَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ إِبَاحَةُ الْبَيْعِ عَلَى أَنْ يُعْتِقَ الْمُشْتَرِي وَعَلَى أَنْ يَكُونَ وَلَاءُ الْمُعْتَقِ لِلْبَائِعِ فَإِذَا وَقَعَ ذَلِكَ ثَبَتَ الْبَيْعُ وَبَطَلَ الشَّرْطُ وَكَانَ الْوَلَاءُ لِلْمُعْتِقِ.

تو اس حدیث میں اس بات کا جواز ہے کہ خریدنے والا آزاد کرے اور اس کی ولاء بائع کو حاصل ہو جب یہ بات واقع ہو تو بیع ثابت ہو جائے گی شرط باطل ہوگی اور ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہوگی۔

وَفِي حَدِيثِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

جب کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین سے جو روایت

...الله تعالىٰ عنها ان عائشة رضي الله عنها
...ان احب اهلك ان اعطيهم ذلك
...كتابة صبة واحدة فعلت ويكون
...فلما عرضت عليهم بريرة ذلك
...شاءت ان تحتسب عليك فلتفعل
...رسول الله صلى الله عليه وسلم
...رضي الله عنها لا يمنعك ذلك منها
...اشتريها فاعتقيها فانما الولاء لمن
اعتق

فكان الذي في هذا الحديث مما
...من اهل بريرة من اشتراط الولاء
...في بيع ولكن في اداء عائشة رضي
...تعالىٰ عنها اليهم الكتابة عن بريرة
...تولوا عقد تلك الكتابة ولم يكن
...ذلك الاداء من عائشة رضي الله
...تعالىٰ عنها ملك فذكرت ذلك عائشة رضي
...تعالىٰ عنها للنبي صلى الله عليه وسلم
...لا يمنعك ذلك منها اي لا ترجعين
...عما كنت نويت في عتاقها
...الثواب اشتريها فاعتقيها فانما
...لمن اعتق فكان ذكر ذلك الشراء
...ابتداء من النبي صلى الله عليه و
...وسلم ليس مما كان قبل ذلك بين
...عائشة رضي الله تعالىٰ عنها وبين اهل
...بريرة في شيء ثم كان قام النبي صلى
...الله عليه وسلم فخطب فقال ما بال
...اقوام يشترطون شروطا ليست في كتاب
...الله عز وجل كل شرط ليس في كتاب
...الله فهو باطل وان كان مائة شرط

نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت بریرہ سے فرمایا اگر تمہارے گھر والے پسند کریں کہ میں ان کو بدل کتابت یکشت ادا کروں تو میں ایسا کروں گی اور تمہاری ولاء میرے لیے ہوگی جب حضرت بریرہ نے ان لوگوں کو یہ بات بتائی تو انہوں نے کہا اگر ام المؤمنین محض ثواب کے لیے ایسا کرنا چاہیں تو کریں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا یہ بات نہیں اس سے نہیں روکتی اسے خرید کر آزاد کر دو بے شک ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہے۔

تو گویا اس حدیث میں حضرت بریرہ کے مالکان نے جو ولاء کی شرط رکھی تھی وہ سودے میں نہیں تھی بلکہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے حضرت بریرہ کے بدل کتابت کی ادائیگی میں تھی۔ اور عقد کتابت انہی لوگوں نے کیا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے بدل کتابت کی ادائیگی سے پہلے ملک ثابت نہ ہوئی تھی تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا یہ بات تمہیں اس (حضرت بریرہ) سے نہیں روکتی اس وجہ سے اس ثواب سے رجوع نہ کرو جس کا حضرت بریرہ کو آزاد کرنے سے تم نے ارادہ کیا اسے خرید کر آزاد کر دو ولاء تو آزاد کرنے والے کے لیے ہے تو اس خریدنے کا ذکر ابتدائی طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اس سے پہلے حضرت عائشہ اور مالکان بریرہ کے درمیان ایسی بات نہیں ہوئی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا آپ نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرائط مقرر کرتے ہیں جو قرآن پاک میں نہیں ہیں ہر وہ شرط جو قرآن پاک سے نہ ہو وہ باطل ہے اگرچہ سو شرائط ہوں تو آپ کا یہ ارشاد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اس ولاء کی طلب پر اعتراض ہے جس کا مالک کوئی دوسرا تھا کیونکہ اس نے اپنی ملک کی وجہ سے اس کو مکاتبہ بنایا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المؤمنین کو متنبہ فرمایا اور اس

الْكِتَابَةِ أَعْتَقَتْهُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فِي عَلَيْهَا وَلَاءَ مَنْ تَوَلَّى غَيْرَهَا الْكِتَابَةَ بِهَا بِحَقِّ مِلْكِهِ عَلَيْهَا ثُمَّ بَيْعُهَا وَعِتْقُهَا بِقَوْلِهِ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ أَنَّ الْمُكَاتَبَ إِذَا أُعْتِقَ بِأَدَاءِ الْكِتَابَةِ فَمُكَاتِبُهُ هُوَ الَّذِي أَعْتَقَهُ فَوَلَاؤُهُ لَهُ.

فَهٰذَا حَدِيثٌ فِيهِ ضِدُّ مَا فِي غَيْرِهِ مِنَ الْأَحَادِيثِ الْأُوَلِ وَلَيْسَ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى اشْتِرَاطِ الْوَلَاءِ فِي الْبَيْعِ كَيْفَ حُكْمُهُ هَلْ يَجِبُ فِيهِ فَسَادُ الْبَيْعِ أَمْ لَا.

۱۲۷۹ - فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَإِنَّ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ قَدْ رَوَاهُ عَنْ أَبِيهِ فَزَادَ فِيهِ شَيْئًا قُلْنَا لَهُ صَدَقْتَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ يَحْيَى قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدًّا وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ ذٰلِكَ فَأَبَوْا عَلَيْهَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِ أَهْلِهَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا فَأَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ فَقَالَ خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بات کی تعلیم دی کہ ولاء اس شخص کے لیے ہے جو اسے آزاد کرے یعنی جب مکاتب، بدل کتابت کے بدلے آزاد کرے تو مکاتب ہی نے اسے آزاد کیا تو اس کی ولاء بھی اسی کے لیے ہوگی۔

تو یہ حدیث ان گزشتہ احادیث کے خلاف ہے اور اس میں ولاء کی شرط نہ رکھنے پر کہ اس کا کیا حکم ہے کہ اس سے بیع فاسد ہوگی یا نہ کوئی دلیل نہیں۔

اگر کوئی معترض کہے کہ حضرت ہشام بن عروہ نے اسے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے اس میں کچھ اضافہ کیا ہے، ہم اسے کہیں گے کہ تو نے سچ کہا حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہ میرے پاس آئیں اور کہا کہ میں نے نو اوقیہ پر کتابت کی ہے ایک سال میں ایک اوقیہ دینا ہے لہذا میری مدد کیجئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر تمہارے مالکان چاہیں کہ میں انہیں یہ (نو اوقیہ) گن دوں تو میں ایسا کر دوں گی حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکان کے پاس گئیں اور ان سے یہ بات کہی تو انہوں نے انکار کیا وہ اپنے مالکان کے پاس سے آگئیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے عرض کیا، میں نے یہ بات اپنے مالکان کو بتائی لیکن انہوں نے انکار کر دیا البتہ یہ کہ ان کی ولاء انہیں حاصل ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو حضرت بریرہ سے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا تو آپ نے فرمایا اسے لے لو اور شرط رکھو ولاء تو اسی کے لیے ہے جس نے اسے آزاد کیا ہو چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا کیا پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان کھڑے ہوئے

الناس فذكر مثل ما في حديث الزهري.

١٢٨ - حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرني مالك فذكر باسناده مثله.

ففي هذا الحديث مثل ما في حديث الزهري ان الذي كان فيه الاشتراط من اهل بريرة ان يكون الولاء لهم وابت عائشة رضي الله عنها الا ان يكون الولاء لها فهو اداء عائشة رضي الله تعالى عنها عن بريرة الكتابة.

فقد اتفق الزهري وهشام على هذا وخالفهما في ذلك اصحاب الاحاديث الاولى وزاد هشام على الزهري قول رسول الله صلى الله عليه وسلم ابتاعيها واشترطي فانما الولاء لمن اعتق هكذا في حديث هشام وموضع هذا الكلام في حديث الزهري ابتاعي واعتقي فانما الولاء لمن اعتق.

ففي هذا اختلف هشام والزهري فان كان الذي يعتبر في هذا هو الضبط والحفظ فيؤخذ بما روى اهل الضبط والحفظ ويترك ما روى الآخرون فان ما روى الزهري اولى لانه اتقن واضبط واحفظ من هشام.

وان كان الذي يعتبر في ذلك هو التأويل فان قوله خذيها قد يجوز ان يكون معناه ابتاعيها كما يقول الرجل لصاحبه بكم اخذت هذا العبد يريد بذلك بكم ابتعت هذا العبد وكما

پھر حضرت زہری کی حدیث کی مثل ذکر کیا۔

حضرت ابن وہب فرماتے ہیں مجھے حضرت مالک نے خبر دی پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

تو اس حدیث میں حدیث زہری کی مثل ہے حضرت بریرہ کی طرف سے جو شرط تھی وہ یہ تھی کہ ولاء ان کے مالکان کے لیے ہوگی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے انکار کیا مگر یہ کہ ولاء ان کے لیے ہو اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے حضرت بریرہ کا بدل کتابت ادا کرنا تھا۔

حضرت زہری اور حضرت ہشام میں اس بات پر اتفاق ہے اس سلسلے میں پہلی احادیث پیش کرنے والوں نے اختلاف کیا ہے حضرت ہشام نے حضرت زہری کی حدیث پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا اضافہ کیا ہے کہ اسے خریدو اور شرط رکھو کیونکہ ولاء آزاد کرنے والے کے لیے ہے حضرت ہشام کی روایت میں بھی اسی طرح ہے اس گفتگو کے سلسلے حضرت زہری کی روایت میں یہ ہے کہ خریدو اور آزاد کرو کیونکہ ولاء آزاد کرنے والوں کے لیے ہے۔

تو اس میں حضرت زہری اور ہشام (کی روایات) کا اختلاف ہے

اگر اس سلسلے میں ضبط و حفظ کا اعتبار کیا جائے تو جو کچھ اہل ضبط و حفظ نے روایت کیا اسے لیا جائے گا اور دوسرے لوگوں کی روایت کو چھوڑ دیا جائے گا اس طرح جو کچھ حضرت زہری نے روایت کیا وہ اولیٰ ہے کیونکہ وہ حضرت ہشام کی نسبت زیادہ مضبوط اور اچھے ضبط و حفظ کے مالک ہیں۔

اور اگر اس میں تاویل کا اعتبار کیا جائے تو آپ کے ارشاد گرامی "اسے لے لو" کا مطلب "خرید لو" بھی ہو سکتا ہے کیونکہ آدمی اپنے ساتھی سے پوچھتا ہے یہ غلام کتنے میں لیا یعنی کتنی قیمت پر خریدا ہے؟ اور جس طرح ایک شخص دوسرے کو کہتا ہے یہ غلام ایک ہزار درہم میں لے لو تو اس سے بھی

يقول الرجل للرجل خذ هذا العبد بألف درهم يريد بذلك البيع.

سودا مراد ہوتا ہے۔

ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم واشترطي فلم يبين ما تشترط فقد يجوز أن يكون أراد واشترطي ما يشترط في البياعات الصحاح فليس في حديث هشام هذا لما كشف معناه خلاف لشيء مما في حديث الزهري ولا بيان فيهما كيف حكم البيع إذا وقع فيه مثل هذا الشرط هل يكون فاسدا أو هل يكون جائزا.

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرط رکھو اور بیان نہیں فرمایا کہ کون سی بات شرط رکھی جائے تو ہو سکتا ہے ان کا ارادہ یہ ہو کہ وہ بات شرط رکھو جو صحیح سودوں میں ہوتی ہے تو حضرت ہشام کی اس حدیث کا مفہوم جب واضح ہوا تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو اس کے خلاف ہو جو حضرت زہری کی حدیث میں ہے اور ان دونوں حدیثوں میں اس بیع کا حکم ہی بیان نہیں ہوا جب اس میں یہ شرط پائی جائے کہ آیا وہ فاسد ہے یا جائز؟

وأما ما احتج به الذين أفسدوا البيع بذلك الشرط.

اس شرط کی وجہ سے بیع کو فاسد قرار دینے والوں نے یوں استدلال کیا ہے۔

۱۲۸۱ - فما حدثنا نصر بن مرزوق قال ثنا الخصيب بن ناصح قال أخبرنا حماد بن سلمة عن داود بن أبي هند عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن بيع وسلف وعن شرطين في بيعة.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے بیع اور قرض نیز ایک بیع میں دو شرطوں سے منع فرمایا۔

۱۲۸۲ - حدثنا ابن أبي داود قال ثنا مسدد قال ثنا حماد عن أيوب عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لا يحل سلف وبيع ولا شرطان في بيع.

ایک دوسرے طریق سے بھی حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض اور بیع نیز ایک سودے میں دو شرطوں سے منع فرمایا۔

۱۲۸۳ - حدثنا ابن أبي داود قال ثنا سليمان بن حرب قال ثنا حماد بن زيد فذكر بإسناده مثله.

حضرت سلیمان بن حرب، حضرت حماد بن زید سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۲۸۴ - حدثنا أبو أمية قال ثنا محمد بن الفضل قال ثنا حماد بن زيد

حضرت محمد بن فضل فرماتے ہیں ہم سے حضرت حماد بن زید نے بیان کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے

بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

اسی کی مثل ذکر کیا۔

۱۲۸۵ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيْلٍ قَالَ [illegible] عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرْطَيْنِ فِيْ بَيْعٍ وَّعَنْ سَلَفٍ وَّبَيْعٍ۔

حضرت عبدالملک بن ابو سلیمان حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سودے میں دو شرطوں نیز قرض مع بیع سے منع فرمایا۔

۱۲۸۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ اَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَامِرٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت عامر احول حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۲۸۷ - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعٍ وَّسَلَفٍ۔

حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودے اور قرض سے منع فرمایا۔

قَالُوْا فَالْبَيْعُ فِيْ نَفْسِهٖ شَرْطٌ فَاِذَا شُرِطَ فِيْهِ شَرْطٌ اٰخَرُ فَكَانَ هٰذَا شَرْطَيْنِ فِيْ بَيْعٍ فَهٰذَا هُوَ الشَّرْطَانِ الْمَنْهِيُّ عَنْهُمَا اللَّذَانِ هُمَا الْمَذْكُوْرَانِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ۔ وَقَدْ خُوْلِفُوْا فِيْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ الشَّرْطَانِ فِي الْبَيْعِ هُوَ اَنْ يَّقَعَ الْبَيْعُ عَلٰى اَلْفِ دِرْهَمٍ حَالًّا اَوْ عَلٰى مِائَةِ دِيْنَارٍ اِلٰى سَنَةٍ فَيَقَعُ الْبَيْعُ عَلٰى اَنْ يُّعْطِيَهُ الْمُشْتَرِيْ اَيَّهُمَا شَاءَ فَالْبَيْعُ فَاسِدٌ لِاَنَّهٗ وَقَعَ بِثَمَنٍ مَّجْهُوْلٍ۔

یہ حضرات فرماتے ہیں بیع فی نفسہٖ شرط ہے جب اس میں دوسری شرط رکھ دی گئی تو یہ سودے میں دو شرطیں ہوگئیں تو اس حدیث میں جن دو شرطوں سے منع کیا گیا ہے وہ یہی ہیں۔

اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ ان دو شرطوں سے مراد یہ ہے کہ اگر نقد دے تو ایک ہزار درہم دے اور ایک سال بعد دے تو ایک سو دینار دے تو اس طرح سودا اس بات پر واقع ہوگا کہ خریدنے والا جو چاہے دے تو یہ بیع فاسد ہے کیونکہ مجہول قیمت پر ہے۔

۱۲۸۸ - وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ بِمَا قَدْ رُوِيَ عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ مُبَشِّرَ بْنَ الْحَسَنِ

ان حضرات کی دلیل صحابہ کرام کی یہ روایات بھی ہیں
حضرت محمد بن عمرو بن حارث، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے

حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهَا بَاعَتْ عَبْدَ اللّٰهِ جَارِيَةً وَاشْتَرَطَتْ خِدْمَتَهَا فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِعُمَرَ فَقَالَ لَا يَقْرَبْهَا وَلِاَحَدٍ فِيْهَا مَثْنَوِيَّةٌ۔

ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ پر ایک لونڈی بیچی اور ایک مہینہ خدمت لینے کی شرط رکھی یہ بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی تو انہوں نے فرمایا وہ ہرگز اس کے قریب نہ جائیں اور شرط میں اس کا کوئی بدلا پاتا ہوں۔

۱۲۸۹- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا يَحِلُّ فَرْجٌ اِلَّا فَرْجٌ اِنْ شَاءَ صَاحِبُهُ بَاعَهُ وَاِنْ شَاءَ وَهَبَهُ وَاِنْ شَاءَ اَمْسَكَهُ لَا شَرْطَ فِيْهِ۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کوئی شرمگاہ حلال نہیں مگر یہ کہ اس کا مالک اگر چاہے تو اسے بیچ دے چاہے تو ہبہ کرے اور اگر چاہے تو روک دے اور کوئی شرط نہ ہو۔

۱۲۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الْاَمَةَ عَلٰى اَنْ لَا يَبِيْعَ وَلَا يَهَبَ۔

حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ لونڈی کو اس طرح خریدنا مکروہ جانتے تھے کہ وہ (خریدنے والا) نہ اسے بیچ سکے اور نہ ہبہ کر سکے۔

فَقَدْ اَبْطَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَيْعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَتَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يُخَالِفْهُ فِيْهِ۔

تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود کے سودے کو باطل قرار دیا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں ان کی اتباع کی اور مخالفت نہ کی۔

وَقَدْ كَانَ لَهُ خِلَافُهُ اِنْ لَوْ كَانَ يَرٰى خِلَافَ ذٰلِكَ لِاَنَّ مَا كَانَ مِنْ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ عَلٰى جِهَةِ الْحُكْمِ وَاِنَّمَا كَانَ عَلٰى جِهَةِ الْفُتْيَا۔

حالانکہ اگر ان کا نظریہ اس کے خلاف ہوتا تو ان کے لیے مخالفت جائز تھی کیونکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بات، حکم کے طور پر نہ تھی بلکہ بطور فتویٰ تھی۔

وَتَابَعَتْهُمَا زَيْنَبُ امْرَاَةُ عَبْدِ اللّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صُحْبَةٌ۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی ان دونوں حضرات کی اتباع کی حالانکہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیہ ہیں۔

وَتَابَعَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی ان کی

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَقَدْ عَلِمُوْا مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مِنْ قَوْلِهٖ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فِيْ أَمْرِ بَرِيْرَةَ عَلَى مَا قَدْ رَوَيْنَاهُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ.

اتباع کی حالانکہ ان کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد معلوم تھا جو آپ نے حضرت بریرہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا جیسا کہ ہم نے اس باب میں اسے روایت کیا۔

فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ مَعْنَاهُ كَانَ عِنْدَهُ عَلَى خِلَافِ مَا حَمَلَهُ عَلَيْهِ الَّذِيْنَ احْتَجُّوْا بِهٖ وَلَمْ نَعْلَمْ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ مَنْ ذَكَرْنَا ذَهَبَ فِيْ ذٰلِكَ إِلَى غَيْرِ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ وَمَنْ تَابَعَهُ عَلَى ذٰلِكَ مِمَّنْ ذَكَرْنَا فِيْ هٰذِهِ الْآثَارِ فَإِنَّهُ يَنْبَغِيْ أَنْ يُّجْعَلَ هٰذَا أَصْلًا وَإِجْمَاعًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهُمْ وَلَا يُخَالَفَ. فَهٰذَا وَجْهُ هٰذَا الْبَابِ مِنْ طَرِيْقِ الْآثَارِ.

تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ ان کے نزدیک اس حدیث کا وہ مفہوم نہیں جو اس حدیث سے استدلال کرنے والوں نے اپنایا ہے اور ان مذکورہ بالا صحابہ کرام کے علاوہ کوئی ایسا صحابی ہمارے علم میں نہیں ہے جس نے اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق اور ان کے متبعین جن کا ان روایات میں ذکر ہوا کے خلاف مذہب اختیار کیا ہو لہذا اس بات کو اصل اور صحابہ کرام کا اجماع قرار دیا جائے اور اس کی مخالفت نہ کی جائے روایات کے طریقے پر اس باب کا یہ بیان تھا۔

وَأَمَّا وَجْهُهٗ مِنْ طَرِيْقِ النَّظَرِ فَإِنَّا رَأَيْنَا الْأَصْلَ الْمُجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَنَّ شُرُوْطًا صِحَاحًا قَدْ تُعْقَدُ فِي الشَّيْءِ الْمَبِيْعِ مِثْلَ الْخِيَارِ إِلَى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ لِّلْبَائِعِ وَلِلْمُبْتَاعِ فَيَكُوْنُ الْبَيْعُ عَلَى ذٰلِكَ جَائِزًا وَكَذٰلِكَ الْأَثْمَانُ قَدْ تُعْقَدُ فِيْهَا آجَالٌ يَشْتَرِطُهَا الْمُبْتَاعُ فَتَكُوْنُ لَازِمَةً إِذَا كَانَتْ مَعْلُوْمَةً وَيَكُوْنُ الْبَيْعُ بِهَا مُضَمَّنًا وَرَأَيْنَا ذٰلِكَ الْأَجَلَ لَوْ كَانَ فَاسِدًا فَسَدَ بِفَسَادِهِ الْبَيْعُ وَلَمْ يَثْبُتِ الْبَيْعُ وَيَنْتَفِيْ هُوَ إِذَا كَانَ مَعْقُوْدًا فِيْهِ.

جبکہ غور و فکر کے طریقے پر اس کا بیان یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں ایک متفق علیہ ضابطہ ہے وہ یہ کہ بیچی جانے والی چیز میں صحیح شرائط رکھی جاتی ہیں مثلاً بائع یا مشتری کو ایک معلوم وقت تک خیار حاصل ہوتا ہے اس شرط پر بیع جائز ہوتی ہے اسی طرح قیمت کی ادائیگی کے لیے ایک وقت مقرر کیا جاتا ہے اور یہ خریدنے والے کی طرف سے شرط ہوتی ہے اور یہ لازم ہو جاتی ہے جبکہ معلوم ہو اور ان کے ساتھ بیع مشروط ہو جاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ اگر یہ میعاد فاسد ہو تو اس سے بیع بھی فاسد ہو جاتی ہے اور وہ ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس کی نفی ہوتی ہے جبکہ اس کو عقد میں ذکر کیا جائے۔

فَلَمَّا جُعِلَ الْبَيْعُ مُضَمَّنًا بِهٰذِهِ الشَّرَائِطِ الْمَشْرُوْطَةِ فِيْ ثَمَنِهٖ فِيْ صِحَّتِهَا وَفَسَادِهَا فَجُعِلَ جَائِزًا بِجَوَازِهَا وَفَاسِدًا

تو جب سودے کی صحت و فساد قیمت میں رکھی جانے والی ان شرائط سے مشروط ہے تو ان کے جائز ہونے سے سودا جائز ہوگا اور ان کے فساد سے بیع بھی فاسد ہوگی پھر جب غلام

بفسادها ثم كان البيع إذا وقع على المبيع وكان عبدا على أن يخدم البائع شهرا فقد ملك البائع المشتري عبده على أن ملكه المشتري ألف درهم وخدمة العبد شهرا والمشتري حينئذ غير مالك لخدمة ذلك العبد لأن ملكه للعبد إنما يكون بعد تمام البيع فصار البيع واقعا بمال وبخدمة عبد لا يملكه المشتري في وقت ابتياعه بالمال وبخدمته وقد رأيناه لو ابتاع عبدا بخدمة أمة لا يملكها كان البيع فاسدا۔

فالنظر على ذلك أن يكون البيع أيضا كذلك إذا عقد بخدمة من لم يتقدم ملكه له قبل ذلك العقد لأن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قد نهى عن بيع ما ليس عندك

ولما كانت الأثمان المضمنة بالآجال الصحيحة والفاسدة على ما قد ذكرنا كان كذلك الأشياء المثمونة أيضا المضمنة بالشرائط الفاسدة والصحيحة

فثبت بذلك أن البيع لو وقع واشترط فيه شرط مجهول أن البيع يفسد بفساد ذلك الشرط على ما قد ذكرنا۔

فقد انتفى قول من قال يجوز البيع ويبطل الشرط وقول من قال يجوز البيع ويثبت الشرط ولم يكن في هذا الباب قول غير هذين القولين وغير القول الآخر أن البيع يبطل إذا اشترط فيه

کی بیع اس شرط پر کی جائے کہ وہ ایک مہینہ بیچنے والے کی خدمت کرے گا تو بلاشبہ بائع نے خریدنے والے کو اپنے غلام کا ایسا مالک بنایا کہ وہ اسے ہزار درہم اور ایک مہینہ تک غلام کے اس کی خدمت کرنے کا مالک بنائے اور خریدنے والا اس وقت خدمت کا مالک نہیں اور نہ ہی غلام کا مالک ہے کیونکہ اسے بیع کے مکمل ہونے کے بعد ملکیت حاصل ہوگی تو (اس طرح) یہ سودا مال اور غلام کے خدمت کرنے پر واقع ہوا اور مشتری مال اور خدمت کے بدلے اسے خریدتے وقت اس غلام کا مالک ہی نہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ اگر وہ غلام کو کسی ایسی لونڈی کی خدمت کے لیے خریدے جس کا وہ مالک نہیں ہوا تو یہ بیع فاسد ہوتی ہے۔

تو اس پر قیاس کا تقاضا ہے کہ جس کا وہ اس عقد سے پہلے مالک نہیں ہوا اس کے خدمت کرنے کی شرط پر بیع کا حکم بھی یہی ہو کیونکہ حضور علیہ السلام نے اس چیز کے سودے سے منع فرمایا جو تمہارے پاس نہ ہو۔

تو جب قیمتیں صحیح اور فاسد میعاد کے ساتھ مشروط ہو جاتی ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تو اسی طرح وہ اشیاء جن کی یہ قیمتیں ہیں وہ بھی شرائط فاسدہ اور صحیحہ کے ساتھ مشروط ہوں گی۔

تو اس سے ثابت ہوا کہ اگر سودا اس طرح واقع ہو کہ اس میں مجہول شرط رکھی جائے تو اس کے فساد سے بیع فاسد ہوگی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

تو (اس طرح) ان لوگوں کے قول کی نفی ہو گئی جو کہتے ہیں کہ بیع جائز اور شرط باطل ہو جائے گی اور جو کہتے ہیں کہ بیع جائز اور شرط ثابت ہو گی اس باب میں ان دو قولوں اور اس قول کے سوا کوئی اور قول نہیں کہ جب بیع میں ایسی شرط لگائی جائے جو اس سے نہیں تو وہ بیع باطل

يبقى منه فلما انتفى القولان الأولان ثبت القول الآخر وهذا قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد بن الحسن رحمة الله عليهم أجمعين۔

ہو جاتی ہے۔

تو جب پہلے دو قول باطل ہو گئے تو یہ تیسرا قول ثابت ہو گیا امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

باب (۲۵) بيع أرض مكة وإجارتها

مکہ مکرمہ کی زمین کو بیچنا اور کرایہ پر دینا

۱۳۶۱۔ حدثنا روح بن الفرج قال ثنا يوسف بن عدي قال ثنا عبد الرحيم بن سليمان عن إسماعيل بن إبراهيم بن المهاجر عن أبيه عن مجاهد عن عبد الله بن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يحل بيع بيوت مكة ولا إجارتها۔

حضرت مجاہد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ کے گھروں کو بیچنا اور انہیں کرایہ پر دینا جائز نہیں۔

حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا أبو عاصم عن عمر بن سعيد عن ابن أبي سليمان عن علقمة بن نضلة قال توفي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وأبو بكر وعمر وعثمان ورباع مكة تدعى السوائب من احتاج سكن ومن استغنى أسكن۔

حضرت علقمہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کا انتقال ہو گیا اور مکہ مکرمہ کی رہائش گاہوں کو سوائب (ایسی جگہیں جن کا کوئی مالک نہ ہو سب کے لیے مشترک ہوں) کہا جاتا تھا جس کو حاجت ہوتی وہ رہائش اختیار کرتا اور جسے ضرورت نہ ہوتی دوسرے کو ٹھہراتا۔

حدثنا ربيع المؤذن قال أخبرنا أسد قال ثنا يحيى بن سليمان عن عمر بن سعيد قال حدثني عثمان بن أبي سليمان عن علقمة بن نضلة قال كانت الدور على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وأبي بكر وعمر وعثمان ما تباع ولا تكرى ولا تدعى إلا السوائب من احتاج سكن ومن استغنى

حضرت علقمہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے زمانے میں مکانات کو بیچا جاتا تھا نہ کرایہ پر دیا جاتا اور ان کو سوائب کہا جاتا جو شخص ضرورت مند ہوتا وہ رہائش پذیر ہو جاتا اور جسے ضرورت نہ ہوتی وہ دوسرے کو ٹھہراتا۔

أَرْضِهَا.

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ: فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هٰذِهِ الْآثَارِ، فَقَالُوْا: لَا يَجُوْزُ بَيْعُ أَرْضِ مَكَّةَ وَلَا إِجَارَتُهَا.

وَمِمَّنْ قَالَ بِهٰذَا الْقَوْلِ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٌ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ.

وَقَدْ رُوِيَ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ عَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ.

١٢٩٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا قُرَّةُ بْنُ حَبِيْبٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أُجُوْرَ بُيُوْتِ مَكَّةَ.

١٢٩٣ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ قَالَ: مَكَّةُ مُبَاحٌ لَا يَحِلُّ بَيْعُ رِبَاعِهَا وَلَا إِجَارَةُ بُيُوْتِهَا.

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا: لَا بَأْسَ بِبَيْعِ أَرْضِهَا وَإِجَارَتِهَا وَجَعَلُوْهَا فِيْ ذٰلِكَ كَسَائِرِ الْبُلْدَانِ. وَمِمَّنْ ذَهَبَ إِلَى هٰذَا الْقَوْلِ أَبُوْ يُوْسُفَ.

١٢٩٤ - وَاحْتَجُّوْا فِيْ ذٰلِكَ بِمَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنْزِلُ فِيْ دَارِكَ بِمَكَّةَ؟ فَقَالَ: وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُوْرٍ؟ وَكَانَ عَقِيْلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے ان روایات کو اپناتے ہوئے فرمایا کہ مکہ مکرمہ کی زمین کو بیچنا اور اسے کرایہ پر دینا جائز نہیں۔

اس قول کے قائلین میں حضرت امام ابوحنیفہ امام محمد اور امام سفیان ثوری رحمہم اللہ بھی شامل ہیں۔

حضرت عطاء اور حضرت مجاہد رحمہم اللہ سے بھی یہی بات مروی ہے۔

حضرت عطا ابن ابی رباح سے مروی ہے کہ وہ مکہ کے مکانات کو کرایہ پر دینا مکروہ خیال کرتے تھے۔

حضرت مجاہد سے مروی ہے انہوں نے فرمایا مکہ مکرمہ مباح ہے اس کی رہائش گاہوں کو بیچنا اور اس کے مکانات کو کرایہ پر دینا جائز نہیں۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا اس (مکہ مکرمہ) کی زمین کو بیچنے اور اسے کرایہ پر دینے میں کوئی حرج نہیں انہوں نے اسے اس معاملے میں عام شہروں کی طرح قرار دیا ہے اس قول کے قائلین میں حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ ہیں۔

ان حضرات نے اس مسئلے میں یوں استدلال کیا ہے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مکہ مکرمہ میں اپنے گھر تشریف لے جائیں گے آپ نے فرمایا کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی رہائش یا مکان چھوڑا ہے عقیل اور طالب، ابوطالب کے وارث بنے جبکہ حضرت جعفر اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما وارث نہیں ہوئے کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے عقیل اور طالب کافر تھے اسی لیے حضرت عمر

الحكم بن مروان الضرير الكوفي قال ثنا إسرائيل عن إبراهيم بن المهاجر عن يوسف بن ماهك عن أمه عن عائشة قالت قلت يا رسول الله ألا نتخذ لك بمنى شيئا تستظل به فقال يا عائشة إنها مناخ لمن سبق أفلا ترى أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لم يأذن لهم أن يجعلوا له فيها شيئا يستظل به لأنها مناخ لمن سبق ولأن الناس كلهم فيها سواء۔

١٢٩٧ - حدثنا حسين بن نصر قال ثنا الفريابي ح وحدثنا عبد الرحمن بن عمرو الدمشقي قال ثنا أبو نعيم قالا ثنا إسرائيل عن إبراهيم بن المهاجر عن يوسف بن ماهك عن أمه وكانت تخدم عائشة أم المؤمنين فحدثته عن عائشة مثله قال وسألت أمي مكان عائشة رضي الله عنها بعد ما توفي النبي صلى الله عليه وسلم أن تعطيها إياه فقالت لها عائشة لا أحل لك ولا لأحد من أهل بيتي أن يستحل هذا المكان تعني منى قال أبو جعفر فهذا حكم المواضع التي الناس فيها سواء ولا ملك لأحد عليها ورأينا مكة على غير ذلك قد أجيز البناء فيها۔

وقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم دخلها من دخل دار أبي سفيان فهو آمن ومن أغلق عليه بابه فهو آمن۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں ام المؤمنین فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم منیٰ میں آپ کے لیے کوئی چیز نہ بنا دیں جس سے آپ سایہ حاصل کریں آپ نے فرمایا اے عائشہ! وہ ان لوگوں کے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے جو پہلے پہنچیں۔

تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے لیے سایہ دار جگہ بنانے کی اجازت نہیں دی کیونکہ وہ پہلے پہنچنے والوں کے لیے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے اور اس لیے کہ اس میں تمام لوگ برابر ہیں۔

حضرت ابراہیم بن مہاجر، حضرت یوسف بن ماہک سے اور وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کیا کرتی تھیں، انہوں نے ام المؤمنین سے اس (پہلی حدیث) کی مثل روایت کرتے ہوئے ان سے (یوسف بن ماہک سے) بیان کیا وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد میری ماں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس جگہ کا سوال کیا کہ وہ انہیں دے دیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں تیرے لیے اور اپنے اہل بیت میں سے کسی کے لیے جائز نہیں سمجھتی کہ وہ اس جگہ (منیٰ) ...

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جن مقامات میں لوگ برابر کے شریک ہیں اور ان پر کسی کی ملکیت نہیں ان کا یہی حکم ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کا حکم اس کے علاوہ ہے وہاں عمارتیں بنانا جائز ہے۔

اور جس دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اسے امان ہے اور جو آدمی اپنا دروازہ بند کرلے گا اسے بھی امن ہوگا۔

۱۲۹۷- حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت عبداللہ بن رباح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (یہ بات) روایت کرتے ہیں۔

فَلَمَّا كَانَتْ مَكَّةُ مِمَّا تُغْلَقُ أَبْوَابُهَا وَمِمَّا تُبْنَى فِيهَا الْمَنَازِلُ كَانَتْ صِفَتُهَا صِفَةَ الْمَوَاضِعِ الَّتِي تَجْرِي فِيهَا الْأَمْلَاكُ وَيَقَعُ فِيهَا الْمَوَارِيثُ.

جب مکہ مکرمہ کی یہ حالت ہے کہ اس کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور یہاں جگہوں میں سے ہے جہاں عمارت بنائی جاتی ہے تو اس کی شان ان جگہوں کی طرح ہوگی جن پر املاک جاری ہوتی ہیں اور ان میں وراثت نافذ ہوتی ہے۔

۱۲۹۸- فَإِنِ احْتَجَّ مُحْتَجٌّ فِي ذٰلِكَ بِقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ.

اگر کوئی شخص اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی سے استدلال کرے ”بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے اور اس مسجد حرام سے روکتے ہیں جسے ہم نے لوگوں کے لیے بنایا اس میں وہاں کے رہنے والے اور باہر کے لوگ برابر ہیں“ تو اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا کہ اس آیت کی تاویل میں متقدمین سے روایات آئی ہیں۔

۱۲۹۹- قِيلَ لَهُ قَدْ رُوِيَ فِي تَأْوِيلِ هٰذَا عَنِ الْمُتَقَدِّمِينَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَقَالَ خَلْقُ اللهِ فِيهِ سَوَاءٌ.

حضرت سعید بن جبیر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ”یہاں کے باشندے اور باہر کے لوگ برابر ہیں“ سے مراد یہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق برابر ہے۔

۱۳۰۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ قَالَ أَرَدْتُ أَنْ أَعْتَكِفَ فَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ وَأَنَا بِمَكَّةَ فَقَالَ أَنْتَ عَاكِفٌ ثُمَّ قَرَأَ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ.

حضرت سفیان، حضرت ابوحصین سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے اعتکاف کا ارادہ کیا تو میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور اس وقت میں مکہ مکرمہ میں تھا انہوں نے فرمایا تو عاکف (وہاں کا رہنے والا) ہے پھر انہوں نے پڑھا ”اس میں یہاں کے رہائش پذیر اور باہر کے لوگ برابر ہیں“۔

۱۳۰۱- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ

حضرت عبدالملک، حضرت عطاء سے روایت کرتے ہیں انہوں نے ”سواء العاکف فیہ والباد“ کی تفسیر میں فرمایا کہ بیت اللہ شریف میں سب برابر ہیں

قَالَ النَّاسُ فِي الْبَيْتِ سَوَآءٌ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَقَّ بِهِ مِنْ أَحَدٍ۔ فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّهُ إِنَّمَا قَصَدَ بِذٰلِكَ إِلَى الْبَيْتِ أَوْ إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ لَا إِلَى سَائِرِ مَكَّةَ وَهٰذَا قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔

کسی ایک کو دوسرے سے زیادہ حق حاصل نہیں ہے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ اس سے بیت اللہ شریف یا مسجد حرام مراد ہیں تمام مکہ مراد نہیں یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول ہے۔

بَابُ ۲۳۴ ثَمَنِ الْكَلْبِ

کتے کی قیمت

۱۳۰۲ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن (نجومی) کی اجرت سے منع فرمایا۔

۱۳۰۳ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت ابن وہب فرماتے ہیں مجھے حضرت مالک نے حضرت زہری سے روایت کرتے ہوئے خبر دی پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۳۰۴ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ هُنَّ سُحْتٌ فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابو مسعود، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تین چیزیں حرام ہیں پھر اس (پہلی حدیث) کی مثل روایت کیا۔

۱۳۰۵ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازُ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ وَمَهْرُ الْبَغِيِّ وَثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ۔

حضرت رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نشتر لگانے والے کی کمائی خبیث ہے، زانیہ کی کمائی ناپاک ہے اور کتے کی قیمت ناپاک ہے۔

١٣٠٦- حَدَّثَنَا رَبِيعُ الْمُؤَذِّنُ وَنَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَا ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ۔

حضرت عاصم بن ضمرہ، حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا۔

١٣٠٧- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ حَبْتَرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَمَنُ الْكَلْبِ حَرَامٌ۔

حضرت ابن عباس، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کتے کی قیمت حرام ہے۔

١٣٠٨- حَدَّثَنَا يُونُسُ وَحُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَا ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

حضرت عبید اللہ، حضرت عبد الکریم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل روایت کیا۔

١٣٠٩- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ التُّجِيبِيُّ قَالَ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَا ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَإِنْ كَانَ ضَارِيًا۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا اگرچہ شکاری کتا ہو۔

١٣١٠- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ أَثْبَتَهُ مَرَّةً وَمَرَّةً شَكَّ فِي أَبِي سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ۔

حضرت اعمش کہتے ہیں مجھ سے حضرت ابو سفیان نے بیان کیا انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کبھی انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو ثابت رکھا اور کبھی حضرت سفیان کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کا شک کیا آپ نے کتے اور بلی کی قیمت سے منع فرمایا۔

١٣١١- حَدَّثَنَا رَبِيعُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا

حضرت اعمش، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور

أسد قال ثنا عيسى بن يونس عن الأعمش عن أبي سفيان عن جابر عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم مثله ولم يشك.

۱۳۱۲- حدثنا ابن أبي داود قال ثنا عبد الغفار بن داود قال ثنا ابن لهيعة عن أبي الزبير عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله.

۱۳۱۳- حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني معروف بن سويد أن علي بن رباح حدثهم أنه سمع أبا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحل ثمن الكلب

۱۳۱۴- حدثنا ابن أبي داود قال ثنا المقدمي قال ثنا حميد بن الأسود قال ثنا عبيد الله بن سعيد بن أبي هند عن شريك بن أبي نمر عن عطاء بن يسار عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن ثمن الكلب ومهر البغي.

۱۳۱۵- حدثنا إبراهيم بن مرزوق قال ثنا أبو عاصم قال ثنا رباح عن عطاء عن أبي هريرة قال قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم ثمن الكلب من السحت

۱۳۱۶- حدثنا فهد قال ثنا محمد بن سعيد الأصبهاني قال أخبرنا محمد بن الفضيل عن الأعمش عن أبي حازم عن أبي هريرة قال نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن ثمن الكلب

۱۳۱۷- حدثنا أبو بكرة قال ثنا أبو الوليد ح وحدثنا علي بن شيبة قال ثنا

وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں اور وہ شک نہیں کرتے۔

حضرت ابو الزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت معروف بن سوید فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن رباح نے ان سے بیان کیا انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتے کی قیمت حلال نہیں۔

حضرت عطا بن یسار، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور زنا کاری کی اجرت سے منع فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتے کی قیمت حرام ہے۔

حضرت ابو حازم، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا۔

حضرت شعبہ فرماتے ہیں ہم سے حضرت عون بن ابی جحیفہ نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد

قال ثنا شعبة قال ثنا عون بن أبي جحيفة عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله.

سے روایت کرتے ہوئے خبر دی کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا۔

حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا أسد قال ثنا وكيع عن ابن أبي ليلى عن عطاء عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله.

حضرت عطا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حدثنا أحمد بن داود قال ثنا عمرو بن خالد قال ثنا ابن لهيعة قال ثنا أبو الزبير قال سألت جابرا عن الكلب والسنور فقال زجر عن ذلك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم.

حضرت ابو الزبیر فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کتے اور بلی کے جھوٹے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے جھڑکا (منع فرمایا)

قال أبو جعفر فذهب قوم إلى تحريم أثمان الكلاب كلها واحتجوا في ذلك بهذه الآثار.

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت نے تمام کتوں کی قیمت حرام ہونے کا موقف اپنایا ہے انہوں نے اس سلسلے میں ان (مذکورہ بالا) روایات سے استدلال کیا ہے

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا لا بأس بأثمان الكلاب كلها التي ينتفع بها وكان من الحجة لهم في ذلك على أهل المقالة الأولى فيما احتجوا به عليهم من الآثار التي ذكرنا أن الكلاب قد كان أمر فيها أن تقتل كلها ولا يحل لأحد إمساك شيء منها فلم يكن بيعها حينئذ جائزا ولا ثمنها بحلال.

لیکن دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کی ہے وہ فرماتے ہیں ان کتوں کی قیمت لینے میں کوئی حرج نہیں جن سے نفع حاصل کیا جاتا ہے اس سلسلے میں پہلے قول والوں کے خلاف ان کی حجت یہ ہے کہ جو روایات تم نے ذکر کی ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب ہر قسم کے کتے کو ہلاک کرنے کا حکم تھا اور کسی شخص کے لیے کسی قسم کا کتا رکھنے کی اجازت نہیں تھی اس وقت ان کی بیع جائز نہیں تھی اور نہ ہی ان کی قیمت حلال تھی۔

فمما روي في ذلك ما حدثنا فهد قال ثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال ثنا أبو أسامة عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر قال أمر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بقتل الكلاب كلها فأرسل في أقطار المدينة أن تقتل.

اس سلسلے میں مروی روایات میں سے ہے حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کتوں کو مارنے کا حکم دیا اور آپ نے شہر کے مختلف اطراف میں ان کو قتل کرنے کا پیغام بھیجا۔

۱۳۲۱۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَافِعًا صَوْتَهُ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ۔

حضرت سالم اپنے والد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے بآواز بلند کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

۱۳۲۲۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔

۱۳۲۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ بِنْتِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَفَعَ الْعَنَزَةَ إِلَى أَبِي فَأَمَرَهُ أَنْ تُقْتَلَ كِلَابُ الْمَدِينَةِ كُلُّهَا حَتَّى أَفْضَى بِهِ الْقَتْلُ إِلَى كَلْبٍ لِعَجُوزٍ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِهِ۔

حضرت ابو رافع کے نواسے حضرت ابو رافع سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نیزہ دیا اور مدینہ طیبہ کے تمام کتوں کو مارنے کا حکم فرمایا حتیٰ کہ اگر بڑھیا کے کتے کو قتل کرنے کی نوبت آئی تو آپ نے اسے بھی قتل کرنے کا حکم دیا۔

۱۳۲۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ وَصَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَحْلَاءَ عَنْ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ فَخَرَجْتُ أَقْتُلُهَا لَا أَرَى كَلْبًا إِلَّا قَتَلْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ مَوْضِعَ كَذَا وَسَمَّاهُ فَإِذَا فِيهِ كَلْبٌ يَدُورُ بِبَيْتٍ فَذَهَبْتُ أَقْتُلُهُ فَنَادَانِي إِنْسَانٌ مِنْ جَوْفِ الْبَيْتِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا تُرِيدُ أَنْ تَصْنَعَ قُلْتُ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَقْتُلَ هٰذَا الْكَلْبَ قَالَتْ إِنِّي امْرَأَةٌ بِدَارٍ مَضْيَعَةٍ وَإِنَّ هٰذَا الْكَلْبَ يَطْرُدُ عَنِّي السِّبَاعَ وَيُؤْذِنُنِي

حضرت ابو عامر عقدی اور حضرت صالح بن عبدالرحمٰن دونوں سے دوری ہے وہ اپنی سند سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں حضرت ابو رافع نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا۔ میں انہیں قتل کرنے نکلا تو میں جس کتے کو بھی دیکھتا اسے قتل کر دیتا حتیٰ کہ میں فلاں جگہ آیا انہوں نے جگہ کا نام لیا۔ اس میں ایک کتا تھا جو مکان کے گرد گھوم رہا تھا میں اسے قتل کرنے لگا تو گھر کے اندر سے ایک شخص نے آواز دی اے بندۂ خدا! کیا کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا میں اس کتے کو قتل کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا میں ایک عورت ہوں اور اس خطرناک گھر میں رہتی ہوں اور یہ کتا مجھ سے درندوں کو دور کرتا ہے اور مجھے معلوم ہونے کے لیے بھونکتا

[illegible] فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
[illegible] ذٰلِكَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ فَأَمَرَنِي بِقَتْلِهِ ۔

جب تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر یہ بات عرض کرو
وہ فرماتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور
یہ واقعہ سنایا تو آپ نے مجھے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

۱۳۲۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا
هَوْذَةُ ابْنُ خَلِيفَةَ عَنْ عَوْفٍ عَنِ الْحَسَنِ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ
أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا فَاقْتُلُوا
مِنْهَا كُلَّ أَسْوَدَ بَهِيمٍ

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کتے
اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق نہ ہوتے تو
میں ان کے قتل کا حکم دیتا ہر خالص سیاہ
کتے کو قتل کرو۔

۱۳۲۶- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ
بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ
أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَعَدَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَاعَةٍ
يَأْتِيهِ فِيهَا فَذَهَبَتِ السَّاعَةُ وَلَمْ يَأْتِهِ
فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا
بِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ مَا
مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ الْبَيْتَ قَالَ إِنَّ فِي
الْبَيْتِ كَلْبًا وَإِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ
وَلَا صُورَةٌ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْكَلْبِ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَمَرَ
بِالْكِلَابِ أَنْ تُقْتَلَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ
حضرت جبریل علیہ السلام نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سے ایک وقت آنے کا وعدہ کیا وقت گزر گیا اور وہ نہ آئے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو (دیکھا کہ)
حضرت جبریل علیہ السلام دروازے پر ہیں آپ نے پوچھا
کہ آپ کو گھر میں داخل ہونے سے کون سی چیز مانع تھی؟
انہوں نے عرض کیا کہ گھر میں کتا تھا اور ہم اس گھر
میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا کوئی تصویر ہو
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو
کتے کو نکال دیا گیا پھر آپ نے کتوں
کو ہلاک کرنے کا حکم دیا۔

۱۳۲۷- وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ
قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ قَالَ
ثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ سَلَّامٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ
أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ
سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ
أَمْسَكَ الْكَلْبَ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ
يَوْمٍ قِيرَاطٌ ۔

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ بتاتے
ہیں کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کتا رکھا اس
کے عمل سے ہر روز ایک قیراط (درہم کا
چوبیسواں حصہ) کم ہوتا ہے۔

قال ابو جعفر فكان هذا الحكم في الكلاب ان تقتل ولا يحل امساكها ولا الانتفاع بها فما كان الانتفاع به حراما وامساكه حراما فثمنه حرام فان كان نهي النبي صلى الله عليه وسلم عن ثمن الكلب كان وهذا حكمها فان ذلك قد نسخ فابيح الانتفاع بالكلاب.

۱۳۲۸ - وروي في ذلك ما حدثنا علي بن معبد قال ثنا مكي بن ابراهيم قال ثنا حنظلة بن ابي سفيان قال سمعت سالم بن عبد الله يقول سمعت ابن عمر يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول من اقتنى كلبا الا كلبا ضاريا بالصيد او كلب ماشية فانه ينقص من اجره كل يوم قيراطان.

۱۳۲۹ - حدثنا يونس قال ثنا سفيان عن الزهري عن سالم عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال من اقتنى كلبا الا كلب صيد او ماشية نقص من عمله كل يوم قيراطان.

۱۳۳۰ - حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب ان مالكا اخبره عن نافع عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثله.

۱۳۳۱ - حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا عارم قال ثنا حماد بن زيد عن ايوب عن نافع عن ابن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثله.

۱۳۳۲ - حدثنا فهد قال ثنا ابو بكر

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کتوں کے بارے میں حکم تھا کہ ان کو قتل کر دیا جائے ان سے نفع اٹھانا جائز نہیں تھا تو جس چیز سے نفع اٹھانا اور اسے رکھنا حرام ہو اس کی قیمت بھی حرام ہوتی ہے اگر حضور علیہ السلام کی طرف سے کتے کی قیمت سے منع کیا گیا تھا اور اس کا یہ حکم تھا تو یہ حکم منسوخ ہو گیا پس کتے سے نفع حاصل کرنا جائز قرار دیا گیا

اس سلسلے میں مروی ہے حضرت سالم بن عبد اللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے شکاری کتے یا جانوروں کی حفاظت کے علاوہ کتا رکھا اس کے عمل سے روزانہ دو قیراط کم ہوں گے۔

حضرت سالم اپنے والد (رضی اللہ عنہما) سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جس نے شکاری کتے یا جانوروں کی حفاظت والے کتے کے علاوہ کتا رکھا اس کے عمل سے روزانہ دو قیراط کم ہوں گے۔

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

ایک دوسرے طریق سے حضرت نافع حضرت ابن عمر سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابو اسامہ، حضرت عبید اللہ سے اور وہ

وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قِيرَاطٌ۔

حضرت نافع سے روایت کرتے ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے ایک قیراط فرمایا۔

١٣٣٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت عبداللہ بن دینار، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

١٣٣٣ - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ۔

حضرت عمرو بن دینار، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری کتے یا جانوروں کی حفاظت والے کتے کے علاوہ کتوں کو مارنے کا حکم فرمایا۔

١٣٣٤ - حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رَافِعًا صَوْتَهُ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَكَانَتِ الْكِلَابُ تُقْتَلُ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ۔

حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد (رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ باآواز بلند کتوں کو قتل کرنے کا حکم دے رہے تھے اور شکاری کتوں یا جانوروں کی حفاظت والے کتوں کے علاوہ کتوں کو قتل کیا جاتا تھا۔

١٣٣٥ - قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ وَلَا مَاشِيَةٍ وَلَا أَرْضٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ قِيرَاطَانِ فِي كُلِّ يَوْمٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایسا کتا رکھا جو شکار کے لیے نہیں نہ جانوروں اور زمین کی حفاظت کے لیے ہے اس کے عمل سے روزانہ دو قیراط کم ہوتے ہیں۔

١٣٣٦ - وَحَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا غَيْرَ كَلْبِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کتا رکھے حالانکہ وہ کھیتی کی حفاظت یا شکار کے لیے نہیں تو اس کے عمل سے یومیہ دو قیراط کم ہوتے ہیں۔

زَرْعٍ وَلَا صَيْدٍ نُقِصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ

۱۳۳۸ - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا مُوسَى عَنْ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ إِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے فرمایا مگر شکاری کتا یا جانوروں کی حفاظت کے لیے کتا (جائز ہے)

۱۳۳۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ بُحَيْرِ بْنِ أَبِي بُحَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْكِلَابَ فَقَالَ مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ قَنَصٍ أَوْ كَلْبِ مَاشِيَةٍ نُقِصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ۔

حضرت بحیر بن ابی بحیر، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کا ذکر کیا اور فرمایا جس نے کتا رکھا اور وہ کتا شکار نہیں کرتا یا جانوروں کی حفاظت کے لیے نہیں تو اس کے عمل سے روزانہ دو قیراط کم ہوتے ہیں۔

۱۳۴۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَغَيْرِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكِلَابِ وَقَالَ لَا يَتَّخِذُ الْكِلَابَ إِلَّا صَيَّادٌ أَوْ خَائِفٌ أَوْ صَاحِبُ غَنَمٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ کتے نہ رکھے مگر شکار کرنے والا یا ڈرنے والا یا بکریوں والا۔

۱۳۴۱ - وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کتا رکھتا ہے اس کے عمل سے یومیہ ایک قیراط کم ہوتا ہے البتہ کھیتی یا جانوروں کی حفاظت کے لیے رکھ سکتا ہے۔

۱۳۲۲ - حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي الْكِلَابِ شَيْئًا فَقَالَ أَمَرَ بِقَتْلِهِنَّ ثُمَّ أَذِنَ بِطَوَائِفَ.

حضرت ابو الزبیر بتاتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے بارے میں کچھ فرمایا تو انہوں نے فرمایا آپ نے ان کو ہلاک کرنے کا حکم دیا پھر خاص طرح کے کتوں کو اجازت دی۔

۱۳۲۳ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا لِي وَلِلْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَفِي كَلْبِ الْحَرْثِ ... نَسِيَهُ.

حضرت عبد اللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا مجھے کتوں سے کیا غرض؟ اس کے بعد شکاری کتے اور ایک دوسرے کتے (کے رکھنے) کی اجازت دی حضرت سعید بن عامر (راوی) اسے بھول گئے۔

۱۳۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ الشَّنَائِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ قَالَ فَقَالَ السَّائِبُ لِسُفْيَانَ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِي وَرَبِّ الْقِبْلَةِ.

حضرت ابو زہیر الشنائی نے خبر دی کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جس نے ایسا کتا رکھا جو اسے جانوروں اور کھیتی کی حفاظت کے سلسلے میں کام نہیں آتا اس شخص کے عمل سے ہر دن ایک قیراط کم ہوتا ہے یزید بن خصیفہ کہتے ہیں حضرت سائب نے حضرت سفیان سے پوچھا کیا آپ نے یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں رب قبلہ کی قسم۔

۱۳۲۵ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

حضرت مالک نے یزید بن خصیفہ سے روایت کیا پھر انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۳۲۶ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ السَّائِبِ لِسُفْيَانَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ

حضرت محمد بن جعفر، حضرت یزید بن خصیفہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل روایت کیا البتہ انہوں نے حضرت سائب کا یہ قول نقل نہیں کیا کہ کیا آپ نے خود حضور علیہ السلام سے

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَلَمَّا ثَبَتَتِ الْإِبَاحَةُ بَعْدَ النَّهْيِ وَأَبَاحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ كِتَابِهِ مَا أَبَاحَ بِقَوْلِهِ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ اعْتَبَرْنَا حُكْمَ مَا يُنْتَفَعُ بِهِ هَلْ يَجُوْزُ بَيْعُهُ وَيَحِلُّ ثَمَنُهُ أَمْ لَا فَرَأَيْنَا الْحِمَارَ الْأَهْلِيَّ قَدْ نُهِيَ عَنْ أَكْلِهِ وَأُبِيْحَ كَسْبُهُ وَالْإِنْتِفَاعُ بِهِ فَكَانَ بَيْعُهُ كَذٰلِكَ حَلَالًا وَثَمَنُهُ حَلَالًا

وَكَانَ يَجِيْءُ فِي النَّظَرِ أَيْضًا أَنْ تَكُوْنَ كَذٰلِكَ الْكِلَابُ لَمَّا أُبِيْحَ الْإِنْتِفَاعُ بِهَا حَلَّ بَيْعُهَا وَأَكْلُ ثَمَنِهَا وَيَكُوْنُ مَا رُوِيَ فِيْ حُرْمَةِ أَثْمَانِهَا كَانَ وَقْتَ حُرْمَةِ الْإِنْتِفَاعِ بِهَا وَمَا رُوِيَ فِيْ إِبَاحَةِ الْإِنْتِفَاعِ بِهَا دَلِيْلٌ عَلٰى حِلِّ أَثْمَانِهَا وَهٰذَا قَوْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ.

۱۳۴۷- وَقَدْ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ سَلْمٰى أُمِّ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَأَذِنَ لَهُ فَأَبْطَأَ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَخَرَجَ فَقَالَ قَدْ أَذِنَّا لَكَ قَالَ أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَلَا كَلْبٌ فَنَظَرُوْا فَإِذَا فِيْ بَعْضِ بُيُوْتِهِمْ جَرْوٌ فَأَمَرَ أَبَا رَافِعٍ أَنْ لَا يَدَعَ كَلْبًا بِالْمَدِيْنَةِ إِلَّا قَتَلَهُ فَإِذَا

یہ بات سنی ہے۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب نہی کے بعد اباحت ثابت ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اباحت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا "اور جو تم شکاری جانوروں کو سکھاؤ اس حال میں کہ ان کو شکار پر چھوڑو" تو ہم نے ان چیزوں میں غور کیا جن سے نفع حاصل کرنا جائز ہے کہ کیا ان کو بیچنا اور ان کی قیمت لینا جائز ہے یا نہیں تو ہم نے گھریلو گدھوں کو دیکھا ان کو کھانے سے روکا گیا لیکن ان کی کمائی اور ان سے نفع حاصل کرنا جائز قرار دیا گیا تو جب ان کو بیچنا حلال ہے اور اس کی قیمت بھی حلال ہے

تو قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ کتوں کا حکم بھی اسی طرح ہو جب ان سے نفع حاصل جائز ہے تو ان کو بیچنا جائز اور ان کی قیمت کھانا حلال ہے ان کی قیمت کے حرام ہونے کے بارے میں جو روایات ہیں وہ اس وقت کی بات ہے جب ان سے نفع حاصل کرنا حرام تھا اور جو کچھ ان سے حصول نفع کے بارے میں مروی ہے وہ ان کی قیمت کے حلال ہونے کی دلیل ہے یہ حضرت امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اجازت مانگی آپ نے اجازت دے دی تو انہوں نے (اندر آنے میں) تاخیر فرمائی آپ نے اپنی چادر مبارک پکڑی اور باہر تشریف لے گئے اور فرمایا ہم نے آپ کو اجازت دی تھی انہوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ لیکن ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر اور کتا ہو گھر والوں نے دیکھا تو ایک کمرے میں کتے کا بچہ تھا آپ نے حضرت ابورافع کو حکم دیا کہ مدینہ طیبہ میں کسی کتے کو قتل کیے بغیر نہ چھوڑا جائے، تو مدینہ طیبہ کے ایک کنارے میں ایک بڑھیا تھی جس کے پاس بکریوں کی حفاظت کے لیے کتا تھا حضرت ابورافع فرماتے ہیں میں نے اس پر رحم کھایا پھر میں

امرأة في ناحية المدينة لها كلب
فأردت قتله فمنعتني قال فرحمتها فأتيت
النبي صلى الله عليه وآله وسلم فأمرني
بقتله فأتاه ناس من الناس فقالوا
يا رسول الله ماذا يحل لنا من هذه الأمة
التي أمرتنا بقتلها قال فنزلت يسألونك
ماذا أحل لهم قل أحل لكم الطيبات
وما علمتم من الجوارح مكلبين

حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے اس کے قتل کا حکم دیا چنانچہ میں نے اسے قتل کر دیا بعض صحابہ کرام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! جس مخلوق (کتوں) کے قتل کا آپ نے حکم دیا اس میں سے ہمارے لیے کیا جائز ہے فرماتے ہیں اس پر آیت نازل ہوئی آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال ہے آپ فرما دیجئے تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئیں اور جن شکاری جانوروں کو تم سکھاؤ اس حال میں کہ تم ان کو شکار پر چھوڑو۔

١٣٢١ - حدثنا روح بن الفرج قال ثنا يحيى بن سليمان الجعفي قال ثنا يحيى بن زكريا ابن أبي زائدة قال حدثني موسى بن عبيدة قال حدثني أبان بن صالح عن القعقاع بن حكيم عن سلمى أم رافع عن أبي رافع قال لما أمر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بقتل الكلاب أتاه ناس فقالوا يا رسول الله ما يحل لنا من هذه الأمة التي أمرت بقتلها فنزلت يسألونك ماذا أحل لهم قل أحل لكم الطيبات وما علمتم من الجوارح مكلبين.

حضرت ام رافع حضرت ابو رافع سے روایت کرتی ہیں وہ فرماتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو کچھ صحابہ کرام حاضر ہوئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس مخلوق میں سے جس کے قتل کا آپ نے حکم دیا ہے ہمارے لیے کیا جائز ہے اس پر آیت نازل ہوئی (ترجمہ پچھلی حدیث میں گزر چکا ہے)

ففي هذا الحديث أيضا مثل ما في الحديث الذي قبله من إباحة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بعد ما أمر بقتلها وإن كان لم يذكر في هذا الحديث غير ما يصاد به منها وفيه زيادة على ما قبله من الأحاديث في الإباحة التي ذكرنا أن فيه نزول هذه الآية بعد تحريم الكلاب وأن هذه الآية أعادت الجوارح المكلبين إلى أن صيرتها

تو اس حدیث میں بھی پہلی روایات کی طرح یہی بات ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دینے کے بعد ان کو رکھنے کی اجازت دی۔ اگرچہ اس میں شکاری کتوں کے علاوہ کسی کتے کا ذکر نہیں ہے اور اس میں کتوں کو حرام قرار دینے کے بعد آیت مذکورہ بالا کے نزول کا ذکر ہے اور اس آیت نے شکاری کتوں کے رکھنے کو جائز قرار دیا جب صورت حال یہ ہے تو کتوں کو رکھنے، ان کی قیمت کے حلال ہونے اور ان کو ضائع کرنے والے پر تاوان واجب ہونے کے سلسلے میں ان کا حکم

حَلَالًا وَصَارَتْ كَذٰلِكَ كَالْغَنَمِ وَسَائِرِ الْأَشْيَاءِ الَّتِي هِيَ حَلَالٌ فِي حَيَاتِهَا كُلِّهَا وَإِبَاحَةِ أَثْمَانِهَا وَضَمَانِ مُتْلِفِيهَا مَا أَتْلَفُوا مِنْهَا لِغَيْرِهِمْ۔

دیگر حلال اشیاء کی طرح ہوگیا۔

وَقَدْ رُوِيَ فِي ذٰلِكَ عَمَّنْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی روایات آئی ہیں۔

۱۳۴۹۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ قَضَى فِي كَلْبِ صَيْدٍ قَتَلَهُ رَجُلٌ بِأَرْبَعِينَ دِرْهَمًا وَقَضَى فِي كَلْبِ مَاشِيَةٍ بِكَبْشٍ۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک شکاری کتے (کے تاوان) کے سلسلے میں چالیس درہم کا فیصلہ کیا اسے ایک شخص نے قتل کیا تھا اور جانوروں کی حفاظت والے کتے کے سلسلے میں ایک مینڈھے کا فیصلہ فرمایا۔

۱۳۵۰۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ۔

حضرت ابو الزبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے شکاری کتے کے علاوہ کتے اور بلی کی قیمت (لینے) سے منع فرمایا

وَقَدْ رَوَيْنَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْبَابِ أَنَّهُ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَلَمْ يَسْتَثْنِ كَلْبًا هُوَ فَلَا يَخْلُو ذٰلِكَ مِنْ أَحَدِ وَجْهَيْنِ إِمَّا أَنْ يَكُونَ أَرَادَ خِلَافَ كِلَابِ الْمَنَافِعِ أَوْ يَكُونَ أَرَادَ كُلَّ الْكِلَابِ ثُمَّ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُ كَلْبِ الصَّيْدِ مِنْهَا فَاسْتَثْنَاهُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ۔

ہم نے اس باب میں ان کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے کتے کی قیمت لینے سے منع فرمایا لیکن یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ وہ کونسا کتا ہے تو یہ دو صورتوں میں سے ایک سے خالی نہیں۔

یا تو نفع دینے والے کتوں کا ارادہ فرمایا یا تمام کتوں کا ارادہ کیا پھر ان کے نزدیک شکاری کتے کے حکم کا (ممانعت سے) منسوخ ہونا ثابت ہو گیا تو انہوں نے اسے اس حدیث میں مستثنیٰ کر دیا۔

۱۳۵۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ ثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَا بَأْسَ بِثَمَنِ الْكَلْبِ السَّلُوقِيِّ فَهٰذَا عَطَاءٌ يَقُولُ هٰذَا وَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّ ثَمَنَ الْكَلْبِ مِنَ السُّحْتِ۔

حضرت اسرائیل حضرت جابر سے اور وہ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں سلوقی (یمن کا ایک گاؤں) کتوں کی قیمت میں کوئی حرج نہیں۔

تو یہ حضرت عطاء ہیں جو یہ بات فرماتے ہیں حالانکہ انہوں نے بواسطہ حضرت ابوہریرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ کتے کی قیمت حرام ہے۔

فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمَعْنَى الَّذِيْ ذَكَرْنَا فِيْ حَدِيْثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

تو یہ اسی معنی پر دلالت ہے جو ہم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر کیا۔

۱۳۵۲- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ قَالَ اِذَا قُتِلَ الْكَلْبُ الْمُعَلَّمُ فَاِنَّهُ يُقَوَّمُ قِيْمَتُهُ فَيَغْرَمُهُ الَّذِيْ قَتَلَهٗ.

حضرت ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا جب سکھائے ہوئے کتے کو ہلاک کیا جائے تو اس کی قیمت کر کے قتل کرنے والے سے تاوان لیا جائے۔

فَهٰذَا الزُّهْرِيُّ يَقُوْلُ هٰذَا وَقَدْ رَوٰى عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ ثَمَنَ الْكَلْبِ سُحْتٌ وَالْكَلَامُ فِيْ هٰذَا مِثْلُ الْكَلَامِ فِيْ حَدِيْثِ جَابِرٍ۔

تو حضرت زہری یہ بات فرما رہے ہیں حالانکہ انہوں نے بواسطہ حضرت ابو بکر بن عبد الرحمٰن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ کتے کی قیمت حرام ہے تو اس حدیث میں بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث کی طرح کلام ہوگا۔

۱۳۵۳- حَدَّثَنَا بَحْرٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ يُقَالُ يُجْعَلُ فِي الْكَلْبِ الضَّارِيْ اِذَا قُتِلَ اَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا۔

حضرت محمد بن یحییٰ انصاری سے مروی ہے فرماتے ہیں کہا جاتا تھا کہ شکاری کتے (کے قتل) میں چالیس درہم مقرر کئے جائیں۔

۱۳۵۴- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَا بَاْسَ بِثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ

حضرت مغیرہ، حضرت ابراہیم سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا شکاری کتے کی قیمت (لینے) میں کوئی حرج نہیں۔

بَابُ ۲۵۳ اِسْتِقْرَاضِ الْحَيَوَانِ

جانور کو قرض کے طور پر لینا

۱۳۵۵- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَكْرًا فَقَدِمَتْ عَلَيْهِ اِبِلُ الصَّدَقَةِ فَاَمَرَ اَبَا رَافِعٍ اَنْ يَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهٗ فَرَجَعَ

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے نوعمر اونٹ بطور قرض لیا آپ کے پاس صدقے کے اونٹ آئے تو آپ نے حضرت ابو رافع کو حکم دیا کہ اس شخص کو نوعمر اونٹ واپس لوٹا دیں ابو رافع دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں ان میں بہتر سات سالہ اونٹ ہی

إليه أبو رافع فقال له أجد فيها إلا جملا خيارا رباعيا فقال أعطه إياه إن خيار الناس أحسنهم قضاء۔

پاتا ہوں آپ نے فرمایا وہی سب سے بہتر لوگ ہیں جو احسن طریقے پر قرض ادا کرتے ہیں۔

۱۳۵۶ - حدثنا حسين بن نصر قال ثنا شبابة بن سوار قال أخبرنا شعبة عن سلمة بن كهيل قال سمعت أبا سلمة بن عبد الرحمن يحدث عن أبي هريرة قال كان لرجل على النبي صلى الله عليه وسلم دين فتقاضاه فأغلظ عليه فأقبل عليه أصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم وهموا به فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم دعوه فإن لصاحب الحق مقالا اشتروا له سنا فأعطوه إياه فإن خيركم أو من خيركم أحسنكم قضاء۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے (نقل کرتے ہوئے) بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک شخص کا قرض تھا اس نے تقاضا کیا اور سختی برتی صحابہ کرام اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے دست درازی کا ارادہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو حق والا بات کر سکتا ہے اس کے لیے ایک اونٹ خرید و اور اسے دے دو کیونکہ تمہارا بہتر یا فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو ادائیگی اچھی طریقے سے کرتا ہے۔

۱۳۵۷ - حدثنا حسين قال سمعت يزيد بن هارون قال أخبرنا سفيان الثوري عن سلمة فذكر بإسناده مثله إلا أنه لم يقل اشتروا له وقال اطلبوا۔

حضرت سفیان ثوری، حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا البتہ یہ نہیں فرمایا کہ اس کے لیے خریدو بلکہ فرمایا تلاش کرو۔

قال أبو جعفر فذهب قوم إلى إجازة استقراض الحيوان واحتجوا في ذلك بهذه الآثار۔

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا لا يجوز استقراض الحيوان وقالوا يحتمل أن يكون هذا كان قبل تحريم الربوا ثم حرم الربوا بعد ذلك وحرم كل قرض جر منفعة وردت الأشياء المستقرضة إلى أمثالها فلم يجز القرض إلا فيما له مثل وقد كان أيضا قبل نسخ الربوا يجوز بيع الحيوان نسيئة۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جانور کو بطور قرض لینا جائز ہے انہوں نے ان (مندرجہ بالا) روایات سے استدلال کیا ہے۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ جانور کو قرض کے طور پر لینا جائز نہیں وہ فرماتے ہیں ہو سکتا ہے یہ سود کے حرام ہونے سے پہلے کی بات ہو۔ اس کے بعد سود حرام کیا گیا تو وہ تمام قرض حرام ہو گئے جو نفع لائیں اور قرض کے طور پر لی جانے والی اشیاء کو ان کی ہم مثل اشیاء کی طرف لوٹا دیا گیا لہذا قرض صرف ان چیزوں میں جائز ہے جو مثلی ہوں نیز سود کے جواز کے منسوخ ہونے سے پہلے جانور کی جانور کے بدلے بطور ادھار بیع جائز تھی۔

وَالدَّلِيلُ عَلٰى ذٰلِكَ اَنَّ ابْنَ اَبِي

۱۳۵۹ - دَاوٗدَ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا اَبُوْ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ ح وَحَدَّثَنَا ... قَالَ ... بْنُ مُوْسٰى ... قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ قَالَا ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِي حَبِيْبٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِي سُفْيَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْشٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يُّجَهِّزَ جَيْشًا فَنَفِدَتِ الْاِبِلُ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّاْخُذَ فِي قِلَاصِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَ يَاْخُذُ الْبَعِيْرَ بِالْبَعِيْرَيْنِ اِلٰى اِبِلِ الصَّدَقَةِ ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ۔

اس پر دلیل یہ ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (فرماتے ہیں) کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لشکر تیار کرنے کا حکم دیا تو اونٹ ختم ہو گئے آپ نے ان کو حکم دیا کہ صدقہ کی اونٹنیوں کے بدلے لیں چنانچہ وہ صدقہ کے دو اونٹوں کے بدلے ایک اونٹ لینے لگے پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

وَرُوِيَ فِيْهِ مَا قَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

۱۳۶۰ - بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحْرِزٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً۔

اس سلسلے میں مروی ہے حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کے بدلے جانور کو بطور ادھار بیچنے سے منع فرمایا۔

۱۳۶۱ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ ثَنَا دَاوٗدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَعْمَرٍ فَذَكَرَ بِاِسْنَادِهٖ مِثْلَهٗ۔

حضرت داؤد بن عبدالرحمن نے حضرت معمر سے روایت کیا انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

۱۳۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الصَّيْرَفِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ عَمْرِو بْنِ صَالِحٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَرٰى بَاْسًا بِبَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ يَكْرَهُهٗ نَسِيْئَةً۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جانور کے بدلے دو کی بیع میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے البتہ آپ اسے بطور ادھار ناپسند فرماتے تھے۔

۱۳۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ سَالِمٍ الصَّائِغُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّيْرَفِيُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دِيْنَارٍ الطَّاحِيُّ قَالَ ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کو جانور کے بدلے ادھار کے طور پر بیچنے سے منع فرمایا۔

۱۳۶۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

حضرت قتادہ، حضرت حسن سے وہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۳۶۴ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا عَفَّانُ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

ایک دوسرے طریق سے بھی حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۳۶۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ قَالَ ثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

ایک دوسرے طریق سے بھی حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَكَانَ هٰذَا نَاسِخًا لِمَا رَوَيْنَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ إِجَازَةِ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً فَدَخَلَ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا اسْتِقْرَاضُ الْحَيَوَانِ۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جانور کو جانور کے بدلے بطور ادھار خریدنے کی اجازت کے سلسلے میں ہم نے جو کچھ روایت کیا یہ حدیث اس کے لیے ناسخ ہے تو اس میں جانور کو بطور قرض لینا بھی داخل ہے۔

فَقَالَ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلٰى هٰذَا لَا يَلْزَمُنَا لِأَنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْحِنْطَةَ لَا يُبَاعُ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ نَسِيْئَةً وَقَرْضُهَا جَائِزٌ فَكَذٰلِكَ الْحَيَوَانُ

پہلے قول والے فرماتے ہیں کہ یہ ہم پر لازم نہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں گندم کو گندم کے بدلے بطور ادھار فروخت نہیں کیا جاتا لیکن اسے بطور قرض لینا جائز ہے اسی طرح

... بَيْعُ بَعْضِهِ بِبَعْضٍ نَسِيئَةً وَقَرْضُهُ

فَكَانَ مِنْ حُجَّتِنَا عَلَى أَهْلِ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ فِي تَثْبِيتِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلَى أَنَّ نَهْيَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ لِعَدَمِ الْوُقُوفِ مِنْهُ عَلَى الْمِثْلِ وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مِنْ قِبَلِ مَا قَالَ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُوْلَى الْمُحْتَجَّةِ فِي الْبَيْعِ وَالْقَرْضِ فَإِنْ كَانَ إِنَّمَا نَهَى عَنْ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيقِ عَدَمِ وُجُودِ الْمِثْلِ ثَبَتَ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الثَّانِيَةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ قِبَلِ أَنَّهُمَا نَوْعٌ وَاحِدٌ لَا يَجُوزُ بَيْعُ بَعْضِهِ بِبَعْضٍ نَسِيئَةً لَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ حُجَّةٌ لِأَهْلِ الْمَقَالَةِ الثَّانِيَةِ عَلَى أَهْلِ الْمَقَالَةِ الْأُوْلَى.

فَاعْتَبَرْنَا ذٰلِكَ فَرَأَيْنَا الْأَشْيَاءَ الْمَكِيلَاتِ لَا يَجُوزُ بَيْعُ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ نَسِيئَةً وَلَا بَأْسَ بِقَرْضِهَا وَرَأَيْنَا الْمَوْزُونَاتِ حُكْمُهَا فِي ذٰلِكَ كَحُكْمِ الْمَكِيلَاتِ سَوَاءٌ خَلَا الذَّهَبَ وَالْوَرِقَ وَرَأَيْنَا مَا كَانَ مِنْ غَيْرِ الْمَكِيلَاتِ وَالْمَوْزُونَاتِ مِثْلَ الثِّيَابِ وَمَا أَشْبَهَهَا فَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ وَإِنْ كَانَتْ [illegible] وَبَيْعُ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ نَسِيئَةً فِيهِ اخْتِلَافٌ بَيْنَ النَّاسِ.

فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا كَانَ مِنْهَا مِنْ نَوْعٍ وَاحِدٍ فَلَا يَصْلُحُ بَيْعُ بَعْضِهِ بِبَعْضٍ نَسِيئَةً وَمَا كَانَ مِنْهَا مِنْ نَوْعَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ فَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ بَعْضِهِ بِبَعْضٍ نَسِيئَةً.

وَمِمَّنْ قَالَ بِهٰذَا الْقَوْلِ أَبُو حَنِيفَةَ وَ

جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنا جائز نہیں لیکن اس کو بطور قرض لینا جائز ہے۔

پہلے قول والوں کے اپنے قول کو ثابت رکھنے کے سلسلے میں ان کے خلاف ہماری حجت یہ ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کو جانور کے بدلے بطور ادھار بیچنے سے منع فرمایا تو اس میں احتمال ہے کہ ان کے درمیان مماثلت معلوم نہیں ہوسکتی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ وہ ہو جو پہلے قول والوں نے گندم کے سودے اور قرض پر قیاس کرتے ہوئے کہی ہے اگر یہ عدم مماثلت کی وجہ سے ہو تو اس سے دوسرے قول والوں کا مذہب ثابت ہوگا اور اگر یہ بات ہو کہ دونوں ایک نوع ہیں لہٰذا ان کو بطور ادھار ایک دوسرے کے بدلے بیچنا جائز نہیں تو اس صورت میں دوسرے قول والوں کے لیے پہلے قول والوں کے خلاف حجت نہ ہوگی۔

تو ہم نے ماپی جانے والی اشیاء سے اس کا اعتبار کیا کہ ان کو ایک دوسرے کے بدلے بطور ادھار بیچنا جائز نہیں البتہ ان کو قرض کے طور پر لینے میں کوئی حرج نہیں اور ہم نے وزنی اشیاء کو دیکھا تو سونے اور چاندی کے علاوہ کا وہی حکم ہے جو کیلی (ماپی جانے والی) اشیاء کا ہے اور ہم نے کیلی اور وزنی اشیاء کے علاوہ چیزوں کو دیکھا مثلاً کپڑے وغیرہ کو تو انکو ایک دوسرے کے بدلے بیچنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ وہ کم زیادہ ہوں لیکن انہیں ایک دوسرے کے بدلے ادھار کے طور پر بیچنے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض فرماتے ہیں کہ جو ایک نوع سے تعلق رکھتی ہیں ان کو ایک دوسرے کے بدلے بطور ادھار بیچنا صحیح نہیں اور جن کا مختلف انواع سے تعلق ہے ان کو ایک دوسرے کے بدلے بطور ادھار بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

اس قول کے قائلین میں حضرت امام ابوحنیفہ اور امام

بُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ. وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ لَا بَأْسَ بِبَيْعِ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ يَدًا بِيَدٍ وَنَسِيْئَةً وَسَوَاءٌ عِنْدَهُ كَانَتْ مِنْ نَوْعٍ وَاحِدٍ أَوْ مِنْ نَوْعَيْنِ.

ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بھی شامل ہیں۔
ان میں سے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ بعض کو بعض کے بدلے نقداً اور بطور ادھار دونوں طرح فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں چاہے وہ ایک نوع سے ہوں یا دو نوع سے۔

فَهٰذِهِ أَحْكَامُ الْأَشْيَاءِ الْمَكِيْلَاتِ وَالْمَوْزُوْنَاتِ وَالْمَعْدُوْدَاتِ غَيْرِ الْحَيَوَانِ عَلٰى مَا ذَكَرْنَا فَكَانَ غَيْرُ الْمَكِيْلِ وَالْمَوْزُوْنِ لَا بَأْسَ بِبَيْعِهِ بِمَا هُوَ مِنْ خِلَافِ نَوْعِهِ نَسِيْئَةً وَإِنْ كَانَ الْمَبِيْعُ وَالْمُبْتَاعُ بِهِ ثِيَابًا كُلُّهَا وَكَانَ الْحَيَوَانُ لَا يَجُوْزُ بَيْعُ بَعْضِهِ بِبَعْضٍ نَسِيْئَةً وَإِنِ اخْتَلَفَتْ أَجْنَاسُهُ بِأَنَّهُ لَا يَجُوْزُ بَيْعُ عَبْدٍ بِبَعِيْرٍ وَلَا بِبَقَرَةٍ وَلَا بِشَاةٍ نَسِيْئَةً وَلَوْ كَانَ النَّهْيُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً إِنَّمَا كَانَ لِاتِّفَاقِ النَّوْعَيْنِ لَجَازَ بَيْعُ الْعَبْدِ بِالْبَقَرَةِ نَسِيْئَةً لِأَنَّهَا مِنْ غَيْرِ نَوْعِهِ كَمَا جَازَ بَيْعُ الثَّوْبِ الْكَتَّانِ بِالثَّوْبِ الْقُطْنِ الْمَوْصُوْفِ نَسِيْئَةً.

یہ حیوان کے علاوہ کیلی، وزنی اور عددی اشیاء کے احکام ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا لہٰذا کیلی اور وزنی اشیاء کے علاوہ کو اس کے خلاف نوع کے بدلے بطور ادھار بیچنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ فروخت شدہ چیز اور اس کا بدل دونوں کپڑے ہوں لیکن حیوان کو حیوان کے بدلے ادھار کے طور پر بیچنا جائز نہیں اگر ان کی جنس مختلف ہو تو بھی ان کی بیع جائز نہیں مثلاً اونٹ گائے اور بکری کے بدلے غلام کو ادھار کے طور پر بیچنا جائز نہیں ہے۔ اگر حضور علیہ السلام کی طرف سے حیوان کی حیوان کے بدلے ادھار کے طور پر بیع کی ممانعت ان کے ایک نوع ہونے کی وجہ سے ہوتی تو گائے کے بدلے غلام کی بیع جائز ہوتی کیونکہ وہ الگ نوع سے ہے جیسا کہ ریشمی کپڑے کو سوتی کپڑے کے بدلے فروخت کرنا جائز ہے۔

فَلَمَّا بَطَلَ ذٰلِكَ فِيْ نَوْعِهِ وَفِيْ غَيْرِ نَوْعِهِ ثَبَتَ أَنَّ النَّهْيَ فِيْ ذٰلِكَ إِنَّمَا كَانَ لِعَدَمِ وُجُوْدِ مِثْلِهِ لِأَنَّهُ غَيْرُ مَوْقُوْفٍ عَلَيْهِ وَإِذَا كَانَ إِنَّمَا بَطَلَ بَيْعُ بَعْضِهِ بِبَعْضٍ نَسِيْئَةً لِأَنَّهُ غَيْرُ مَوْقُوْفٍ عَلَيْهِ بَطَلَ قَرْضُهُ أَيْضًا لِأَنَّهُ غَيْرُ مَوْقُوْفٍ عَلَيْهِ.

تو جب یہ حکم اپنی نوع اور غیر نوع دونوں میں باطل ہو گیا تو ثابت ہو گیا کہ نہی کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ اس کی مثل نہیں اور نہ اس پر آگاہی ہو سکتی ہے تو جب ان (حیوانات) میں سے بعض کو بعض کے بدلے ادھار کے طور پر بیچنا ناجائز ہو گیا کیونکہ اس (کے مثل ہونے) پر آگاہی نہیں تو اس کو قرض کے طور پر لینا بھی جائز نہیں کیونکہ اس کی مثل پر اطلاع نہیں ہو سکتی۔

فَهٰذَا هُوَ النَّظَرُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ أَيْضًا مَا قَدْ أَجْمَعُوْا عَلَيْهِ فِي اسْتِقْرَاضِ الْإِمَاءِ أَنَّهُ لَا يَجُوْزُ وَهُنَّ حَيَوَانٌ فَاسْتِقْرَاضُ سَائِرِ الْحَيَوَانِ فِي النَّظَرِ أَيْضًا كَذٰلِكَ.

اس سلسلے میں قیاس یہ ہے اور اس بات پر دلالت کرنے والی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ لونڈیوں کو قرض کے طور پر لینے کے بارے میں اجماع ہے کہ جائز نہیں اور وہ بھی حیوان ہیں لہٰذا قیاس کے طور پر تمام حیوانات کا یہی حکم ہوگا۔

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَكَمَ فِي الْجَنِينِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ وَحَكَمَ فِي الدِّيَاتِ بِمَا حَكَمَ بِهِ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي أُرُوشِ الْأَعْضَاءِ بِمَا قَدْ جَعَلَهُ فِي الْإِبِلِ وَذٰلِكَ حَيَوَانٌ كُلُّهُ يَجِبُ فِي الذِّمَّةِ فَلِمَ لَا يَكُونُ الْحَيَوَانُ أَيْضًا كَذٰلِكَ۔

قِيلَ لَهُ قَدْ حَكَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدِّيَةِ وَالْجَنِينِ بِمَا ذَكَرْتَ وَمَنَعَ مِنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً عَلَى مَا قَدْ ذَكَرْنَا وَصَحَّحْنَا فِي هٰذَا الْبَابِ فَثَبَتَ النَّهْيُ فِي وُجُوبِ الْحَيَوَانِ فِي الذِّمَّةِ بِأَبْدَالِ أَمْوَالٍ وَأُبِيحَ وُجُوبُ الْحَيَوَانِ فِي الذِّمَّةِ بِغَيْرِ أَمْوَالٍ۔

فَهٰذَانِ أَصْلَانِ مُخْتَلِفَانِ نُصَحِّحُهُمَا وَنَرُدُّ إِلَيْهِمَا سَائِرَ الْفُرُوعِ فَنَجْعَلُ مَا كَانَ مِنْ تَمْلِيكِ مَالٍ بِمَالٍ حُكْمُهُ حُكْمُ الْقَرْضِ الَّذِي وَصَفْنَا وَمَا كَانَ بَدَلًا مِنْ غَيْرِ مَالٍ حَكَمْنَا لَهُ بِحُكْمِ الدِّيَاتِ وَالْغُرَّةِ الَّتِي ذَكَرْنَا مِنْ ذٰلِكَ التَّزْوِيجُ عَلَى أَمَةٍ وَسَطٍ أَوْ عَلَى عَبْدٍ وَسَطٍ وَالْخُلْعُ عَلَى أَمَةٍ وَسَطٍ أَوْ عَلَى عَبْدٍ وَسَطٍ۔

وَالدَّلِيلُ عَلَى صِحَّةِ مَا وَصَفْنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَعَلَ فِي جَنِينِ الْحُرَّةِ غُرَّةً عَبْدًا أَوْ أَمَةً وَأَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ أَنَّ ذٰلِكَ لَا يَجِبُ فِي جَنِينِ الْأَمَةِ وَأَنَّ الْوَاجِبَ فِيهِ دَرَاهِمُ أَوْ دَنَانِيرُ عَلَى مَا اخْتَلَفُوا فَقَالَ بَعْضُهُمْ عُشْرُ قِيمَةِ الْجَنِينِ إِنْ كَانَ أُنْثَى وَنِصْفُ عُشْرِ قِيمَتِهِ إِنْ كَانَ ذَكَرًا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ ہم دیکھتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناتمام بچے (کو ضائع کرنے) میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا حکم دیا اور دیت میں سو اونٹ دینے اور اسی طرح اعضاء کی دیت کا بھی حکم فرمایا اور یہ تمام جانوروں میں جو ذمہ میں واجب ہوتے ہیں تو تمام جانوروں کا حکم اسی طرح کیوں نہیں ہوگا۔

اس شخص کو جواب کہا جائے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت اور ناتمام بچے کے تاوان میں وہ حیوان دینے کا حکم دیا جس کا تم نے ذکر کیا اور حیوانات کو ایک دوسرے کے بدلے بطور ادھار بیچنے سے منع فرمایا جیسا کہ ہم نے اس باب کو خوب شرح کے ساتھ بیان کیا تو کسی کے ذمہ مال کے بدلے حیوان کو واجب کرنے کی ممانعت ثابت ہوگئی اور غیر مال کے بدلے حیوان کا وجوب جائز قرار پایا۔

یہ دو مختلف قاعدے ہیں ہم انہیں صحیح قرار دیتے ہیں اور تمام فروع کو ان کی طرف لوٹاتے ہیں جو چیز مال کے بدلے ہو اس کو ہم اس قرض کا حکم دیتے ہیں جو ہم نے بیان کیا اور جو چیز غیر مال کا بدلہ ہو اس کا حکم دیت اور غرہ (ناتمام بچے کا بدل) کا حکم قرار دیتے ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اسی سے ہے درمیانے قسم کی لونڈی یا غلام کے عوض نکاح کرنا نیز درمیانے قسم کی لونڈی یا غلام کے بدلے خلع کرنا۔

جو کچھ ہم نے بیان کیا اس کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد عورت کے جنین (ناتمام بچے) میں ایک غرہ یعنی غلام یا لونڈی مقرر فرمائی اور مسلمانوں کا اجماع ہے کہ لونڈی کے جنین میں یہ واجب نہیں اس میں درہم یا دینار واجب ہیں جیسا کہ اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اگر لڑکی ہو تو جنین کی قیمت کا دسواں حصہ اور لڑکا ہو تو اس کی قیمت کا بیسواں حصہ ہے۔

وممن قال ذلك ابو حنيفة وابو يوسف ومحمد رحمة الله عليهم اجمعين.

حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہ اللہ بھی ان قائلین میں شامل ہیں۔

وقال آخرون نصف عشر قيمة أم الجنين واجمعوا في جنين البهائم ان فيه ما نقص أم الجنين وكانت الديات الواجبة من الابل على ما اوجبها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم تجب في انفس الاحرار ولا تجب في انفس العبيد فكان ما حكم فيه بالحيوان المجعول في الذمم ما ليس ببدل من مال ومنع من ذلك في الابدال من الاموال فثبت بذلك ان القرض الذي هو بدل من مال لا يجب فيه حيوان في الذمم وهذا قول ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم اجمعين.

دوسرے حضرات نے فرمایا جنین کی ماں کی قیمت کا بیسواں حصہ ہے جانوروں کے جنین کے سلسلے میں اتفاق ہے کہ جنین کی ماں میں جتنا نقصان ہو وہ واجب ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں سے جو دیت واجب فرمائی ہے وہ آزاد جانوں میں واجب ہے غلاموں میں نہیں تو جن کے بدلے میں حیوانات کو رکھا گیا ہے وہ اموال نہیں ہیں جبکہ مالوں کے بدلے میں اسے منع کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ قرض جو مال کا بدلہ ہے اس میں کسی کے ذمے حیوان واجب نہ ہوں گے یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وقد روي ذلك عن نفر من المتقدمين

حدثنا سليمان بن شعيب الكيساني قال ثنا عبد الرحمن بن زياد قال ثنا شعبة عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب قال اسلم زيد بن خليدة الى عتريس بن عرقوب في قلائص كل قلوص بخمسين فلما حل الاجل جاء يتقاضاها فاتى ابن مسعود يستنظره فنهاه عن ذلك وامره ان ياخذ راس ماله.

اس سلسلے میں متقدمین سے بھی مروی ہے حضرت طارق بن شہاب سے مروی ہے فرماتے ہیں زید بن خلیدہ نے عتریس بن عرقوب کے ساتھ اونٹوں میں بیع سلم کی ہر اونٹ پچاس کے بدلے میں، جب میعاد پوری ہو گئی تو وہ اونٹوں کا تقاضا کرنے آئے عتریس بن عرقوب، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ان سے مہلت طلب کریں تو انہوں نے ان کو منع کر دیا اور حکم دیا کہ اپنا اصل مال لے لیں۔

۱۳۶۷ - حدثنا ابو بشر الرقي قال ثنا شجاع بن الوليد عن سعيد بن ابي عروبة عن ابي معشر عن ابراهيم عن ابن مسعود قال السلف في كل شيء الى اجل مسمى لا باس به ما خلا الحيوان.

حضرت ابراہیم، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ایک مقررہ وقت تک حیوان کے علاوہ ہر چیز میں بیع سلم ہو سکتی ہے۔

۱۳۶۸ - حدثنا مبشر بن الحسن قال

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

[illegible] قَالَ ثنا شُعْبَةُ عَنْ عَمَّارِ الدُّهْنِيِّ [illegible] قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ يَكْرَهُ [illegible] بْنِ جُبَيْرٍ [illegible] فِي الْحَيَوَانِ.

فرماتے ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حیوان میں بیع سلم کو ناپسند فرماتے تھے۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثنا [illegible] قَالَ ثنا حَمَّادٌ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي [illegible] قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ السَّلَفِ فِي [illegible] فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ. قُلْتُ فَإِنَّ أُمَرَاءَنَا [illegible] عَنْ ذٰلِكَ قَالَ فَأَطِيعُوا أُمَرَاءَكُمْ [illegible] أُمَرَاؤُنَا يَوْمَئِذٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ [illegible] أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

حضرت ابونضرۃ سے مروی ہے فرماتے ہیں انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لونڈیوں اور غلاموں میں بیع سلم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کوئی حرج نہیں فرماتے ہیں میں نے عرض کیا آپ کے امراء ہمیں اس سے منع کرتے ہیں آپ نے فرمایا تو اپنے امراء کی اطاعت کرو اور ان دنوں ہمارے امراء حضرت عبدالرحمٰن ابن سمرہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔

۱۶

كِتَابُ الصَّرْفِ

بیع صرف کا بیان

بَابُ الرِّبٰو ۲۵۴

۱۳۷۰ - حَدَّثَنَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ يَحْيٰى قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَصْبَهَانِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا الرِّبٰوا فِي النَّسِيْئَةِ.

سود کا بیان

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود ادھار میں ہوتا ہے۔

۱۳۷۱ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيْبُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ.

حضرت عمرو بن دینار، حضرت ابن عباس سے اور وہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثل فرمایا۔

۱۳۷۲ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ خَالِدٍ هُوَ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِبٰوا اِلَّا فِي النَّسِيْئَةِ.

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس سے وہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا سود، ادھار ہی میں ہوتا ہے۔

۱۳۷۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ ثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ لَقِيَ ابْنَ عَبَّاسٍ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی تو پوچھا بتائیے سونے کی سونے کے بدلے زیادتی

أَرَأَيْتَ قَوْلَكَ فِي الصَّرْفِ يَعْنِي الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَبَيْنَهُمَا فَضْلٌ أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَوْ شَيْءٌ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَّا كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا أَعْلَمُهُ وَأَمَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي وَلٰكِنْ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا الرِّبٰوا فِي النَّسِيئَةِ.

کے ساتھ بیع کے بارے میں آپ کا مذہب کیا ہے کیا آپ نے اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے یا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کچھ پایا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کتاب اللہ کے بارے میں مجھے علم نہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں البتہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود ادھار میں ہوتا ہے۔

۱۳۶۴۔ **حَدَّثَنَا** يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَرَأَيْتَ الَّذِي تَقُولُ الدِّينَارَيْنِ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمَيْنِ بِالدِّرْهَمِ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ فَإِنِّي لَمْ أَسْمَعْ هٰذَا إِنَّمَا أَخْبَرَنِيهِ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَنَزَعَ عَنْهَا ابْنُ عَبَّاسٍ.

حضرت عطاء بن یسار حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ مجھے بتائیے ایک دینار کے بدلے دو دیناروں اور ایک درہم کے بدلے درہموں کی بیع کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا دینار کے بدلے دینار اور درہم کے بدلے درہم (یوں فروخت کیا جائے کہ اس) میں کوئی زیادتی نہ ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا آپ نے یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا "جی ہاں" حضرت ابن عباس نے فرمایا میں نے یہ بات نہیں سنی مجھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اس کی خبر دی ہے حضرت ابوسعید فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کر لیا۔

۱۳۶۵۔ **حَدَّثَنَا** ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ أَخْبَرَنَا قَيْسٌ وَهُوَ ابْنُ الرَّبِيعِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ أَنْتَ تَنْهٰى عَنِ الصَّرْفِ وَابْنُ عَبَّاسٍ يَأْمُرُ بِهِ فَقَالَ قَدْ لَقِيتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِي تُفْتِي بِهِ فِي الصَّرْفِ أَشَيْءٌ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ

حضرت ابوصالح سمان سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے عرض کیا آپ بیع صرف سے روکتے ہیں جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کا حکم دیتے ہیں انہوں نے فرمایا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی تو پوچھا کہ آپ بیع صرف کے بارے میں یہ کیا فتویٰ دیتے ہیں کیا آپ نے قرآن مجید میں کچھ پایا یا کوئی بات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا آپ

أَوْ شَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ أَقْدَمُ صُحْبَةً لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنِّي وَمَا أَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا مَا تَقْرَءُونَ وَلٰكِنْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِبًا إِلَّا فِي الدَّيْنِ۔

صحابیت میں مجھ سے مقدم ہیں میں قرآن پاک میں سے وہی پڑھتا ہوں جو تم پڑھتے ہو البتہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود قرض میں ہوتا ہے۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ بَيْعَ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ مِثْلَيْنِ بِمِثْلٍ جَائِزٌ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِمَا قَدْ رَوَيْنَاهُ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ دو مثل چاندی کی ایک مثل کے بدلے اور دو مثل سونے کی ایک مثل سونے کے بدلے بیع جائز ہے جب کہ ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایات سے استدلال کیا ہے۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذٰلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا لَا يَجُوزُ بَيْعُ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَلَا الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَدًا بِيَدٍ۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا چاندی کے بدلے چاندی اور سونے کے بدلے سونے کی بیع برابر برابر اور ہاتھوں ہاتھ کے علاوہ جائز نہیں۔

۱۳۰۶ - وَكَانَتِ الْحُجَّةُ لَهُمْ فِي تَأْوِيلِ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الَّذِي ذَكَرْنَا فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ أَنَّ ذٰلِكَ الرِّبَا إِنَّمَا عُنِيَ بِهِ رِبَا الْقُرْآنِ الَّذِي كَانَ أَصْلُهُ فِي النَّسِيئَةِ وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَكُونُ لَهُ عَلَى صَاحِبِهِ الدَّيْنُ فَيَقُولُ لَهُ أَجِّلْنِي مِنْهُ إِلَى كَذَا وَكَذَا بِكَذَا وَكَذَا دِرْهَمًا أَزِيدُكَهَا فِي دَيْنِكَ فَيَكُونُ مُشْتَرِيًا لِأَجَلٍ بِمَالٍ فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ ذٰلِكَ بِقَوْلِهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ثُمَّ جَاءَتِ السُّنَّةُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِتَحْرِيمِ الرِّبَا فِي التَّفَاضُلِ فِي الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو کچھ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے یہ حضرات اس کی تاویل کرتے ہوئے دلیل پیش کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں اس میں وہ سود مراد ہے جس کا قرآن پاک میں ذکر ہے جو دراصل ادھار میں ہوتا ہے وہ یوں کہ ایک آدمی کا دوسرے پر قرض ہوتا ہے وہ کہتا کہ اتنے درہموں کے بدلے جو مجھ پر تیرے قرض میں اضافہ کروں گا، اس کی میعاد فلاں تاریخ تک بڑھا دے تو اس طرح وہ مال کے بدلے میعاد کا سودا کرتا اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ارشاد خداوندی ہے "ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سود میں سے جو باقی ہے اسے چھوڑ دو اگر تم مومن ہو" اس کے بعد[2] سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سونے کے بدلے سونے چاندی کے بدلے چاندی اور دیگر تمام کیلی اور وزنی اشیاء میں کمی زیادتی کی صورت میں سود کو حرام قرار دیا گیا جیسا کہ حضرت

وَبِسَائِرِ الْأَشْيَاءِ الْمَكِيلَاتِ وَالْمَوْزُونَاتِ عَلَى مَا ذَكَرَهُ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا قَدْ رَوَيْنَاهُ عَنْهُ فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ كِتَابِنَا هٰذَا فِي بَابِ بَيْعِ الْحِنْطَةِ بِالشَّعِيرِ فَكَانَ ذٰلِكَ رِبًا حُرِّمَ بِالسُّنَّةِ وَتَوَاتَرَتْ بِهِ الْآثَارُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قَامَتْ بِهَا الْحُجَّةُ وَالدَّلِيلُ عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ الرِّبَا الْمُحَرَّمَ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ هُوَ غَيْرُ الرِّبَا الَّذِي رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رُجُوعُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِلٰى مَا حَدَّثَهُ بِهِ أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِمَّا قَدْ ذَكَرْنَاهُ فِي هٰذَا الْبَابِ فَلَوْ كَانَ مَا حَدَّثَهُ بِهِ أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ فِي مَعْنَى الَّذِي كَانَ أُسَامَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ إِذًا لَمَا كَانَ حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ عِنْدَهُ أَوْلٰى مِنْ حَدِيثِ أُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ عِلْمُهُ بِتَحْرِيمِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الرِّبَا حَتّٰى حَدَّثَهُ بِهِ أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَعَلِمَ أَنَّ مَا كَانَ حَدَّثَهُ بِهِ أُسَامَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي رِبًا غَيْرِ ذٰلِكَ الرِّبَا۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اسے ہم اس سے پہلے جو کے بدلے گندم کی بیع کے سلسلے میں ذکر کر چکے ہیں تو یہ سود سنت سے حرام ہوا اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر روایات آئی ہیں حتیٰ کہ ان کے ساتھ حجت قائم ہوئی اس بات کی دلیل کہ ان روایات میں جس حرام سود کا ذکر ہے وہ اس کا غیر ہے جسے حضرت ابن عباس نے حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہم) سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرف رجوع کیا جسے ہم نے اسی باب میں ذکر کیا ہے پس اگر حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے حدیث کا بھی وہی مفہوم ہوتا جو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا ہے تو اس صورت میں ان کے نزدیک ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اولیٰ نہ ہوتی لیکن انہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سود کو حرام قرار دینے کا علم اس وقت تک حاصل نہ ہوا جب تک حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان نہ کیا تو معلوم ہوا کہ جو کچھ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے ان سے بیان کیا وہ اس سود کے علاوہ ہے۔

١٣٢٨۔ **فِيمَا** رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْوِ مَا ذَكَرَهُ أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت کی مثل مروی روایات یہاں سے ہیں۔

١٣٧٨ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ وَقَالَ ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَمِّهِ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيعُوا الدِّينَارَ بِالدِّينَارَيْنِ وَلَا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ.

١٣٧٩ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ قَيْسٍ حَدَّثَهُ عَنْ مُجَاهِدٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ صَائِغًا سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ إِنِّي أَصُوغُ ثُمَّ أَبِيعُ الشَّيْءَ مِنْ ذٰلِكَ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهِ وَأَسْتَفْضِلُ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ عَمَلِي فَنَهَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ فَجَعَلَ الصَّائِغُ يَرُدُّ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ وَيَأْبَاهُ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى دَابَّتِهِ أَوْ إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا هٰذَا عَهْدُ نَبِيِّنَا إِلَيْنَا وَعَهْدُنَا إِلَيْكُمْ.

١٣٨٠ - وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا عَفَّانُ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ مُسْلِمٍ الْمَكِّيِّ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةَ عُبَادَةَ أَنَّهُ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ كَيْلًا بِكَيْلٍ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الشَّعِيرِ بِالْبُرِّ وَالتَّمْرُ أَكْثَرُهُمَا يَدًا بِيَدٍ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى.

١٣٨١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حَفْصٍ الْأَصْبَهَانِيُّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے اور ایک درہم کو دو درہموں کے بدلے نہ بیچو۔

حضرت مجاہد مکی فرماتے ہیں زیورات بنانے والے ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں عرض کیا کہ میں زیورات بناتا ہوں پھر میں اس میں سے کوئی چیز اس کے وزن سے زیادہ کے بدلے بیچتا ہوں اور اپنی محنت کے مطابق زیادہ لیتا ہوں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے منع فرما دیا زیورات بنانے والا بار بار پوچھتا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما انکار فرماتے حتیٰ کہ وہ اپنے جانور یا مسجد کے دروازے تک چلا گیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا ایک دینار ایک دینار کے بدلے اور ایک درہم ایک درہم کے بدلے ہو ان دونوں کے درمیان اضافہ نہ ہو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہی حکم دیا اور ہم بھی تمہیں اسی بات کا حکم دیتے ہیں

حضرت ابو اشعث صنعانی فرماتے ہیں کہ وہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں حاضر ہوئے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ سونا سونے کے بدلے برابر برابر وزن، چاندی، چاندی کے بدلے برابر برابر وزن، گندم گندم کے بدلے برابر پیمانہ، اور جو، جو کے بدلے برابر پیمانے کے ساتھ ہوں، کھجور کے بدلے جو اس طرح بیچنے میں کوئی حرج نہیں کہ کھجوریں زیادہ ہوں لیکن یہ سودا نقد ہو کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک برابر برابر ہوں جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا وہ سود میں پڑ گیا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

حدثنا ... عن أبي الأشعث عن عبادة بن الصامت قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول الذهب بالذهب والفضة بالفضة وزنا بوزن والبر بالبر مثلا بمثل والشعير بالشعير مثلا بمثل والتمر بالتمر مثلا بمثل والملح بالملح مثلا بمثل فمن زاد أو ازداد فقد أربى۔

سنا آپ نے فرمایا سونے کے بدلے سونا برابر برابر وزن چاندی کے بدلے چاندی برابر برابر وزن، گندم کے بدلے گندم برابر برابر جو کے بدلے جو برابر برابر، کھجور کے بدلے کھجور برابر برابر اور نمک کے بدلے نمک برابر برابر ہو جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا وہ سود خور ہے۔

۱۳۸۱۔ حدثنا علي بن عبد الرحمن ... ثنا يحيى بن معين قال ثنا الفضل بن حبيب السراج قال ثنا حيان أبو زهير عن أبي بريدة عن أبيه أن نبي الله صلى الله عليه وآله وسلم اشتهى تمرا فأرسل بعض أزواجه ولا أراها إلا أم سلمة بصاعين من تمر فأتوا بصاع من عجوة فرآه النبي صلى الله عليه وآله وسلم أنكره فقال من أين لكم هذا قالوا بعثنا بصاعين فأتينا بصاع فقال ردوه فلا حاجة لي فيه۔

حضرت ابو بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوروں کی خواہش ہوئی تو آپ کی ازواج مطہرات میں سے ایک نے (راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے حضرت ام سلمی رضی اللہ عنہا نے) دو صاع کھجوریں بھیجیں تو صحابہ کرام ایک صاع عجوہ کھجوریں لائے (عجوہ ایک عمدہ قسم کی کھجور ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو انکار فرمایا اور فرمایا یہ تمہارے پاس کہاں سے آئیں انہوں نے بتایا کہ ہم دو صاع کھجوریں بھیج کر ایک صاع لائے ہیں آپ نے فرمایا نہیں واپس کر دو مجھے اس کی حاجت نہیں۔

۱۳۸۲۔ حدثنا أبو بكرة قال ثنا عاصم أبو يونس قال ثنا عاصم بن محمد قال حدثني أبي محمد بن زيد قال حدثني نافع قال مشى عبد الله بن عمر إلى رافع بن خديج في حديث بلغه عنه في شأن الصرف فأتاه فدخل عليه فسأله عنه فقال رافع سمعته أذناي وأبصرته عيناي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لا تشفوا الدينار على الدينار ولا الدرهم على الدرهم ولا تبيعوا غائبا منها بناجز وإن استنظرك حتى يدخل عتبة بابه۔

حضرت نافع سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک حدیث کے سلسلے میں حضرت رافع بن خدیج کے پاس گئے وہ حدیث انہیں بیع صرف کے بارے میں رافع سے پہنچی تھی ان کے پاس پہنچے اندر داخل ہوئے اور سوال کیا تو حضرت رافع نے فرمایا میں نے اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا دینار کو دینار کے بدلے اور درہم کو درہم کے بدلے زیادتی کے ساتھ فروخت نہ کرو اور ان میں سے حاضر کے بدلے غائب کا سودا نہ کرو (یعنی سونے چاندی کے سودے میں ادھار نہ کرو) اگرچہ وہ تم سے صرف اس قدر مہلت طلب کرے کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ میں داخل ہو جائے (یعنی بالکل قلیل وقت کیلئے بھی ادھار نہ ہو)

۱۳۸۴ - حدثنا ابن مرزوق قال ثنا عارم قال ثنا حماد بن زيد عن ايوب عن نافع قال انطلقت مع عبد الله بن عمر الى ابى سعيد فذكر بمثله غير قوله فان استنظرك الى اخر الحديث فانه لم يذكره -

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے پاس گیا پھر انہوں نے اسی کی مثل ذکر کیا البتہ انہوں نے اگرچہ وہ اتنی مہلت مانگے والا جملہ ذکر نہیں کیا۔

۱۳۸۵ - حدثنا بحر بن نصر قال ثنا اسد بن موسى قال ثنا حماد بن سلمة عن عبيد الله فذكر باسناده مثله -

حضرت حماد بن سلمہ حضرت عبیداللہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اسی کی مثل ذکر کیا۔

۱۳۸۶ - حدثنا على بن شيبة قال ثنا يزيد بن هارون قال اخبرنا اسمعيل بن ابى خالد عن حكيم بن جابر عن عبادة بن الصامت قال سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول الذهب بالذهب مثلا بمثل الكفة بالكفة والفضة بالفضة مثلا بمثل الكفة بالكفة والبر بالبر مثلا بمثل يدا بيد والشعير بالشعير مثلا بمثل يدا بيد والتمر بالتمر مثلا بمثل يدا بيد حتى ذكر الملح -

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے سونا، سونے کے بدلے برابر برابر، ترازو کا ایک پلڑا دوسرے پلڑے کے برابر، چاندی، چاندی کے بدلے برابر، پلڑا، پلڑے کے بدلے گندم، گندم کے بدلے برابر برابر، ہاتھوں ہاتھ، جو، جو کے بدلے برابر برابر ہاتھوں ہاتھ، کھجور، کھجور کے بدلے ہاتھوں ہاتھ یہاں تک کہ آپ نے نمک کا ذکر فرمایا۔

۱۳۸۷ - حدثنا يونس قال اخبرنا ابن وهب قال اخبرنى يعقوب بن عبد الرحمن ان سهيل بن ابى صالح اخبره عن ابيه عن ابى سعيد الخدرى ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال لا تبيعوا الذهب بالذهب والورق بالورق الا وزنا بوزن مثلا بمثل سواء بسواء -

حضرت سہیل بن ابی صالح اپنے والد سے خبر دیتے ہیں وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا سونے کے بدلے اور چاندی، چاندی کے بدلے نہ بیچو مگر برابر وزن ہو۔

۱۳۸۸ - حدثنا ابراهيم بن مرزوق قال ثنا ابو عاصم عن ابن ابى داود عن نافع عن ابن عمر عن ابى سعيد الخدرى قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم الدرهم بالدرهم لا زيادة والدينار

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درہم کے بدلے درہم میں زیادتی نہ ہو دینار کے بدلے دینار میں اضافہ نہ ہو بعض کو بعض پر زیادہ نہ کرو اور ان میں سے موجود کو غائب کے بدلے (ادھار کے طور پر)

بِالذَّهَبِ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا غَائِبًا مِنْهَا بِنَاجِزٍ۔

نہ بیچو۔

۱۳۸۹۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ أَنَّ نَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

حضرت ابن وہب فرماتے ہیں مجھے اہل علم نے خبر دی جن میں حضرت مالک بن انس بھی شامل ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہوئے ان سے بیان کیا اور وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

۱۳۹۰۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ اشْتَرِ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا۔

حضرت سعید بن المسیب حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر پر عامل مقرر کیا وہ جنیب کھجور لائے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہے ہم یہ کھجوریں دو صاع کھجوروں کے بدلے ایک صاع اور تین کے بدلے دو صاع لیتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو تمام کھجوروں کو درہموں کے بدلے بیچو پھر ان دراہم کے ساتھ جنیب کھجور خریدو۔

۱۳۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ قَالَ ثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ الرَّازِيُّ قَالَ ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ وَهُوَ عَلَيْنَا أَمِيرٌ مَنْ أَعْطَى بِالدِّرْهَمِ مِائَةَ دِرْهَمٍ فَلْيَأْخُذْهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ فَهُوَ رِبًا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ فَسَلْ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنْ ذٰلِكَ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ذٰلِكَ

حضرت عبید اللہ بن حنین فرماتے ہیں کہ اہل عراق میں سے ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اور وہ ہم پر امیر ہیں کہ جس شخص کو ایک درہم کے بدلے ایک سو درہم دیئے جائیں وہ لے لے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا، سونے کے بدلے برابر برابر وزن دیا جائے جو زیادہ ہو وہ سود ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر تمہیں شک ہو تو اس سلسلے میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھو انہوں نے ان سے پوچھا تو حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ

مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَقَالَ إِنَّمَا هُوَ رَأْيٌ مِنِّي۔

١٣٩٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ ثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيَى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ أَنْكَرَهُ فَقَالَ أَنَّى لَكَ هٰذَا قَالَ اشْتَرَيْتُهُ بِصَاعَيْنِ مِنْ تَمْرٍ فَقَالَ أَضْعَفْتَ أَرْبَيْتَ أَوْ أَرْبَيْتَ أَضْعَفْتَ۔

١٣٩٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خُشَيْشٍ قَالَ ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِصَاعِ تَمْرٍ رَيَّانٍ وَكَانَ تَمْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَعْلًا فَقَالَ أَنَّى لَكُمْ هٰذَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِعْنَا صَاعَيْنِ مِنْ تَمْرٍ بِصَاعٍ مِنْ هٰذَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوا وَلٰكِنْ بِيعُوا تَمْرَكُمْ وَاشْتَرُوا مِنْ هٰذَا۔

١٣٩٤ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دِينَارٌ بِدِينَارٍ وَدِرْهَمٌ بِدِرْهَمٍ وَصَاعُ تَمْرٍ بِصَاعِ تَمْرٍ وَصَاعُ بُرٍّ بِصَاعِ بُرٍّ وَصَاعُ شَعِيرٍ بِصَاعِ شَعِيرٍ لَا فَضْلَ بَيْنَ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ۔

١٣٩٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ ثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ

عنہما کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بات بتائی گئی تو انہوں نے اپنے رب سے مغفرت طلب کی اور فرمایا وہ تو صرف میری اپنی رائے تھی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لایا جو آپ کے لیے غیر معروف تھیں آپ نے فرمایا یہ کہاں سے آئی ہیں اس نے عرض کیا میں نے دو صاع کھجوروں کے بدلے خریدی ہیں آپ نے فرمایا تم نے دوچند کیا سودی کاروبار کیا یا فرمایا تم نے سودی کاروبار کیا دوچند کیا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ریان درخت کی کھجوریں لائی گئیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھجوریں بعل درخت کی تھیں آپ نے فرمایا یہ کہاں سے لائے ہو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے ان کھجوروں کے ایک صاع کے بدلے دو صاع کھجوریں بیچی ہیں آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ اپنی کھجوریں فروخت کر کے یہ خریدو۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار ایک دینار کے بدلے درہم ایک درہم کے بدلے، ایک صاع کھجوریں ایک صاع کھجوروں کے بدلے ایک صاع گندم ایک صاع گندم کے بدلے ایک صاع جو، ایک صاع جو کے بدلے (بیچے جائیں) ان میں سے کسی میں زائد نہ ہو۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک صاع

قال ثنا يحيى قال حدثني عقبة بن عبد الغافر قال حدثني أبو سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا صاع تمر بصاعين ولا صاع حنطة بصاعين ولا درهم بدرهمين.

کھجوریں، دو صاع کے بدلے نہ ہوں ایک صاع گندم دو صاع کے بدلے نہ ہو اور ایک درہم دو درہموں کے بدلے بیچا جائے۔

۱۳۹۶ـ حَدَّثَنَا ابن مرزوق قال أخبرنا عثمان بن عمر قال أخبرنا إسرائيل عن أبي إسحاق عن مسروق عن بلال قال كان عندي تمر للنبي صلى الله عليه وآله وسلم فوجدت أطيب منه صاعا بصاعين فاشتريته فأتيت به إلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال من أين لك هذا يا بلال فقلت اشتريته صاعا بصاعين فقال رده ورد علينا تمرنا.

حضرت مسروق، حضرت بلال رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھجوریں تھیں میں نے ان سے اچھی کھجوریں ایک صاع، دو صاع کے بدلے پائیں تو میں نے خرید لیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا تو آپ نے فرمایا اے بلال! یہ کہاں سے لائے ہو؟ میں نے عرض کیا میں نے ایک صاع کے بدلے دو صاع کھجوریں خریدی ہیں آپ نے فرمایا ان کو لوٹا دو اور ہماری کھجوریں ہمیں واپس کرو۔

۱۳۹۷ـ حَدَّثَنَا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني ابن لهيعة عن عامر بن يحيى وخالد بن أبي عمران عن حنش بن عبد الله السبائي عن فضالة بن عبيد قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوم خيبر نبايع اليهود أوقية الذهب بالدينارين والثلاثة فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا تبيعوا الذهب بالذهب إلا وزنا بوزن.

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم خیبر کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو ہم ایک اوقیہ سونے (چھٹانک کا چوتھا حصہ) کی دو یا تین دیناروں کے بدلے بیع کرتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کو سونے کے بدلے برابر برابر بیچو۔

۱۳۹۸ـ حَدَّثَنَا علي بن معبد قال ثنا إسحاق بن منصور قال أخبرنا عباد وعبد العزيز بن المختار عن يحيى بن أبي إسحاق عن عبد الرحمن بن أبي بكرة يعني عن أبيه قال نهانا النبي صلى الله عليه وآله وسلم أن نبيع الفضة بالفضة و

حضرت یحییٰ بن ابی اسحٰق حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے یعنی ان کے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چاندی کے بدلے چاندی اور سونے کے بدلے سونے کی برابر برابر کے علاوہ خرید و فروخت سے منع فرمایا اور ہمیں اجازت دی کہ سونے کو چاندی کے بدلے اور چاندی کو سونے

الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَأَمَرَنَا أَنْ نَبِيْعَ الذَّهَبَ فِي الْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ فِي الذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا۔

کے بدلے جیسے چاہیں فروخت کریں۔

۱۳۹۹۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ أَخْبَرَنَا رَبِيْعَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ حَسَّانَ التُّجِيْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ حَنَشًا الصَّنْعَانِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ فِي غَزْوَةِ أُنَاسٍ قِبَلَ الْمَغْرِبِ يَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تَتَبَايَعُوْنَ الْمِثْقَالَ بِالنِّصْفِ وَالثُّلُثَيْنِ وَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ إِلَّا الْمِثْقَالُ بِالْمِثْقَالِ وَالْوَزْنُ بِالْوَزْنِ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن حسان تجیبی کے آزاد کردہ غلام ربیعہ بن سلیمان فرماتے ہیں کہ انہوں نے مغرب کی جانب غزوۂ اناس میں حنشا صنعانی سے سُنا وہ حضرت رویفع سے روایت کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں فرمایا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم ایک مثقال کا سودا نصف اور دو تہائی سے کرتے ہو یہ صحیح نہیں مثقال، مثقال کے بدلے ہو یعنی برابر برابر وزن ہو۔

۱۴۰۰۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِي مُوْسَى ابْنُ أَبِي تَمِيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار، دینار کے بدلے ہو زیادتی نہ ہو اور درہم، درہم کے بدلے ہو زیادتی نہ ہو۔

۱۴۰۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِي تَمِيْمٍ فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهٖ مِثْلَهُ۔

حضرت زہیر بن محمد، حضرت موسیٰ بن ابی تمیم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَثَبَتَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ مُتَفَاضِلًا وَكَذٰلِكَ سَائِرُ الْأَشْيَاءِ الْمَكِيْلَاتِ الَّتِيْ قَدْ ذُكِرَتْ فِي هٰذِهِ الْآثَارِ الَّتِيْ رَوَيْنَاهَا فَالْعَمَلُ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ان متواتر روایات سے ثابت ہوا کہ آپ نے چاندی کے بدلے چاندی اور سونے کے بدلے سونے کو کمی زیادتی کے ساتھ فروخت کرنے سے منع فرمایا دیگر کیلی اشیاء جن کا ہم نے ان روایات میں ذکر کیا ہے کا حکم بھی یہی ہے لہذا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت جس

فكان ما روينا من العمل بحديث أسامة قد يجوز أن يكون تأويله على ما ذكرنا في هذا الباب.

ثم هذا أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من بعده قد ذهبوا في ذلك إلى ما تواترت به الآثار عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أيضًا.

کا وہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے جو ہم نے اس باب میں ذکر کیا ہے اس کے مقابلے میں ان روایات پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے صحابہ کرام سے بھی تواتر کے ساتھ وہ بات مروی ہے جو آپ سے متواتر روایات میں منقول ہے۔

١٤٠٢- حدثنا ابن مرزوق قال أخبرنا وهب قال ثنا شعبة عن جبلة بن سحيم قال سمعت ابن عمر يقول خطب عمر فقال لا يشتري أحدكم دينارًا بدينارين ولا درهمًا بدرهمين ولا قفيزًا بقفيزين إني أخشى عليكم الرماء وإني لا أوتى بأحد فعله إلا أوجعته عقوبة في نفسه وماله.

حضرت جبلہ بن سحیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا تم میں سے کوئی شخص دو دیناروں کے بدلے ایک دینار، دو درہموں کے بدلے ایک درہم اور دو قفیزوں کے بدلے ایک قفیز (غلہ) نہ خریدے مجھے تم پر سود کا ڈر ہے اگر مجھے کسی شخص کے بارے میں خبر ملی کہ اس نے یہ کام کیا ہے تو میں اسے اس کی جان اور مال میں سزا دوں گا۔

١٤٠٣- حدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب عن شعبة عن الأشعث عن أبيه عن ابن عمر قال قال عمر لا يأخذ أحدكم درهمًا بدرهمين فإني أخشى عليكم الرماء.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک درہم، دو درہموں کے بدلے نہ لے کیونکہ مجھے تم پر سود کا ڈر ہے۔

١٤٠٤- حدثنا ابن مرزوق قال أخبرنا وهب قال ثنا أبي قال سمعت نافعًا قال حدثني ابن عمر قال خطب عمر فقال لا تبيعوا الذهب بالذهب ولا الورق بالورق إلا مثلًا بمثل ولا تشفوا بعضها على بعض إني أخاف عليكم الرماء.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا سونے کو سونے کے بدلے اور چاندی کو چاندی کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر اس میں بعض کو بعض پر زیادہ نہ کرو مجھے تم پر سود کا خوف ہے۔

١٤٠٥- حدثنا ابن مرزوق قال ثنا عارم قال ثنا حماد بن زيد عن أيوب عن نافع عن ابن عمر عن عمر مثله.

حضرت ایوب، حضرت نافع سے وہ حضرت ابن عمر سے اور وہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہم) سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

قال أبو جعفر فهذا عمر بن الخطاب

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت

رضی اللہ عنہ یخطب بھذا علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحضرۃ أصحابہ رضوان اللہ علیھم لا ینکرہ علیہ منھم منکر فدل ذلک علی موافقتھم لہ علیہ.

عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر صحابہ کرام کے سامنے اس قسم کا خطبہ دیتے ہیں اور کوئی بھی ان پر اعتراض نہیں کرتا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ وہ سب اس مسئلے میں ان کے متفق ہیں۔

۱۴۰۶- ثم قد روی فی ذلک أیضا عن أبی بکر وعلی وغیرھما من أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما یوافق ذلک أیضا.

پھر حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی المرتضیٰ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اس کے موافق مروی ہے۔

۱۴۰۷- حدثنا بحر بن نصر عن شعیب بن اللیث عن موسی بن علی حدثنا عن أبیہ عن أبی قیس مولی عمرو بن العاص قال کتب أبو بکر الصدیق إلی أمراء الأجناد حین قدم الشام أما بعد فإنکم قد ھبطتم أرض الربوا فلا تتبایعوا الذھب بالذھب إلا وزنا بوزن ولا الورق بالورق إلا وزنا بوزن ولا الطعام بالطعام إلا کیلا بکیل قال أبو قیس قرأت کتابہ.

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوقیس فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب شام تشریف لائے تو آپ نے افواج کے افسروں کو لکھا "حمد و صلوٰۃ کے بعد تم سودی زمین میں اترے ہو پس تم سونے کو سونے کے بدلے، چاندی کو چاندی کے بدلے برابر برابر وزن کے ساتھ بیچنا اور غلہ، غلہ کے بدلے برابر پیمانے کے ساتھ ہو" حضرت ابوقیس فرماتے ہیں ان کا مکتوب گرامی میں نے پڑھا تھا۔

۱۴۰۸- حدثنا فھد قال ثنا الحسن بن الربیع قال ثنا أبو إسحاق الفزاری عن المغیرۃ بن مقسم عن أبیہ عن أبی صالح السمان قال کنت جالسا عند علی بن أبی طالب فأتاہ رجل فقال یکون عندی الدراھم فلا تنفق عنی فی حاجتی فأشتری بھا دراھم تجوز عنی وأحضم فیھا قال فقال علی لا تشتر بدراھمک ذھبا ثم اشتر بذھبک ورقا ثم أنفقھا فیما شئت.

حضرت ابوصالح سمان سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا تو اس نے کہا کہ میرے پاس درہم ہوتے ہیں وہ میری ضرورت میں خرچ نہیں اگر میں ان کے بدلے دوسرے دراہم خرید دوں تو یہ جائز ہے جب کہ میں بخوشی کچھ کم بھی کر دوں (یعنی کم لوں) راوی فرماتے ہیں انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ اپنے درہموں کے بدلے سونا خریدو پھر اس سونے کے بدلے چاندی خریدو اور جہاں چاہو خرچ کرو۔

۱۴۰۹- حدثنا حسین بن نصر قال ثنا

حضرت شریح، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے

قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ الدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ فَضْلُ مَا بَيْنَهُمَا رِبًا قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ سُفْيَانَ الدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ قَالَ الْحُسَيْنُ قَالَ لِي أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ إِمَامُ مَسْجِدِ حَمَّادٍ۔

روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا درہم کے بدلے درہم کے سودے میں کمی زیادتی ہو تو وہ سود ہوتا ہے ابونعیم کہتے ہیں ہمارے بعض اصحاب نے حضرت سفیان سے نقل کیا کہ درہم درہم کے بدلے فروخت کیا جائے وہ فرماتے ہیں مجھ سے یہ بات حماد کی مسجد کے امام احمد بن صالح نے فرمائی ہے۔

١٣١٠۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعَبْدُ اللَّهِ يَنْهَيَانِ عَنْ بَيْعِ الدِّرْهَمَيْنِ بِالدِّرْهَمِ وَيَقُولَانِ الدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ وَالدِّينَارُ بِالدِّينَارِ۔

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک درہم کے بدلے دو درہموں کو نقد ا بیچنے سے منع فرماتے تھے اور فرماتے ایک درہم، ایک درہم کے بدلے اور ایک دینار، ایک دینار کے بدلے (بیچا جائے)

١٣١١۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ قُرِئَ عَلَى شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ مَرَّ بِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَمَعَهُ وَرِقٌ فَقَالَ اصْنَعْ لَنَا أَوْضَاحًا لِصَبِيٍّ لَنَا فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عِنْدِي أَوْضَاحٌ مَعْمُولَةٌ فَإِنْ شِئْتَ أَخَذْتُ الْوَرِقَ وَأَخَذْتَ الْأَوْضَاحَ فَقَالَ عُمَرُ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَوَضَعَ الْوَرِقَ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ وَالْأَوْضَاحَ فِي الْكِفَّةِ الْأُخْرَى فَلَمَّا اسْتَوَى الْمِيزَانُ أَخَذَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ وَأَعْطَى بِالْأُخْرَى۔

حضرت ابورافع فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو آپ کے پاس چاندی تھی انہوں نے فرمایا ہمارے بچوں کے لیے زیور بنا دیں میں نے عرض کیا امیر المومنین! میرے پاس تیار زیورات ہیں اگر آپ چاہیں تو زیورات لے لیں اور میں چاندی لے لوں آپ نے فرمایا برابر برابر ہوں میں نے عرض کیا "جی ہاں" تو انہوں نے چاندی کو ترازو کے ایک پلڑے میں اور زیورات کو دوسرے پلڑے میں رکھا جب وزن برابر ہو گیا تو ایک ہاتھ سے لیا اور دوسرے ہاتھ سے دیا۔

١٣١٢۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْقِذٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ عَنْ غِيَاثِ بْنِ رَزِينٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُلَيُّ بْنُ رَبَاحٍ اللَّخْمِيُّ قَالَ كُنَّا فِي غَزَاةٍ مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ فَقَالَ

حضرت غیاث بن رزین فرماتے ہیں مجھ سے علی بن رباح لخمی نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم فضالہ بن عبید کے ہمراہ غزوات میں تھے میں نے ان سے سونے کے بدلے سونا بیچنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا برابر برابر ہوں

بِمِثْلٍ بِمِثْلٍ لَيْسَ بَيْنَهُمَا فَضْلٌ.

۱۴۱۳ - وَمِمَّا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي رُجُوعِهِ عَنِ الصَّرْفِ مَا قَدْ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا الْخَصِيبُ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي الصَّهْبَاءِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ نَزَعَ عَنِ الصَّرْفِ فَهَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَهُوَ الَّذِي رَوَى عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ وَتَأَوَّلَ ذَلِكَ عَلَى إِجَازَةِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ مِثْلَيْنِ بِمِثْلٍ وَأَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَدْ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهِ ذَلِكَ فَإِمَّا أَنْ يَكُونَ رُجُوعُهُ لِعِلْمِهِ أَنَّ مَا كَانَ أُسَامَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ إِنَّمَا هُوَ رِبَا الْقُرْآنِ فَعَلِمَ أَنَّ رِبَا النَّسِيئَةِ بِغَيْرِ ذَلِكَ أَوْ يَكُونَ ثَبَتَ عِنْدَهُ مَا خَالَفَ حَدِيثَ أُسَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِمَّا لَمْ يَثْبُتْ مِنْهُ حَدِيثُ أُسَامَةَ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ نَقَلَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَامَتْ عَلَيْهِ بِهِ الْحُجَّةُ وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ فِي حَدِيثِ أُسَامَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ لِأَنَّهُ خَبَرٌ وَاحِدٌ فَرَجَعَ إِلَى مَا جَاءَتْ بِهِ الْجَمَاعَةُ الَّذِينَ تَقُومُ بِنَقْلِهِمُ الْحُجَّةُ وَتَرَكَ مَا جَاءَ بِهِ الْوَاحِدُ الَّذِي قَدْ يَجُوزُ عَلَيْهِ السَّهْوُ وَالْغَلَطُ وَالْغَفْلَةُ وَهَذَا الَّذِي بَيَّنَّا فِي الصَّرْفِ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ.

زیادہ نہ ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (کمی زیادتی کے ساتھ) بیع صرف کے عدم جواز سے رجوع کے سلسلے میں روایات آئی ہیں ان میں سے ایک حضرت ابو الصہباء سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیع صرف (کمی زیادتی کے ساتھ سود نہ ہونے کے قول) سے رجوع کر لیا تو یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جنہوں نے بواسطہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا سود صرف ادھار کی صورت میں ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکالا کہ چاندی کے بدلے چاندی اور سونے کے بدلے سونے کی بیع ایک مثل کے بدلے دو، زیادہ مثل کی صورت میں جائز ہے اور انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تو ان کا رجوع یا تو اس بات کا علم حاصل ہونے کی وجہ سے تھا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ان سے بیان کیا کہ اس سے مراد وہ ربا ہے جس کا قرآن پاک میں ذکر ہے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ ادھار والا سود اور ہے یا ان کے نزدیک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے خلاف روایت اس طریقے پر ثابت ہوئی کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت اس طرح ثابت نہ ہوئی کیونکہ دوسری روایت حضور علیہ السلام سے نہایت کثرت سے منقول ہے حتی کہ یہ روایت ان کے لیے حجت بن گئی اور یہ بات حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں نہ تھی کیونکہ وہ خبر واحد ہے چنانچہ انہوں نے اس حدیث کی طرف رجوع کیا جسے اتنی بڑی جماعت نے نقل کیا کہ ان کا نقل کرنا حجت بن جاتا ہے اور خبر واحد کو چھوڑ دیا کیونکہ اس میں بھول نے غلطی اور غفلت کا امکان ہے، یہ جو کچھ بیع صرف کے بارے میں ہم نے بیان کیا ہے یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

بَابُ الْقِلَادَةِ تُبَاعُ بِذَهَبٍ وَفِيهَا خَرَزٌ وَذَهَبٌ

سونے کے بدلے ایسا ہار بیچنا جس میں سونا اور موتی ہوں

۱۲۱۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَ ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ أَصَبْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ افْصِلْ بَعْضَهَا مِنْ بَعْضٍ ثُمَّ بِعْهَا كَيْفَ شِئْتَ

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں غزوۂ خیبر کے دن مجھے ایک ہار ملا جس میں سونا اور جواہرات تھے میں نے اسے بیچنے کا ارادہ کیا تو حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر کے بیچو۔

۱۲۱۵- حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ قَالَ ثَنَا أَسَدٌ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو شُجَاعٍ سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ فَضَالَةَ ابْنِ عُبَيْدٍ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ بِاثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَفَصَّلْتُهَا فَإِذَا الذَّهَبُ أَكْثَرُ مِنِ اثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تُبَاعُ حَتَّى تُفَصَّلَ

حضرت خالد بن ابی عمران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے خیبر کے دن ایک ہار جس میں سونا اور جواہرات تھے بارہ دینار کے بدلے خریدا اس (سونے) کو الگ کیا تو وہ بارہ دینار سے زیادہ کا تھا میں نے یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے فرمایا الگ کئے بغیر نہ بیچا جائے۔

۱۲۱۶- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ أَبِي عِمْرَانَ يُحَدِّثُ عَنْ حَنَشٍ عَنْ فَضَالَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ بِقِلَادَةٍ فِيهَا خَرَزٌ مُعَلَّقَةٌ بِذَهَبٍ

حضرت حنش، حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں خیبر کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہار لایا گیا جس میں جواہرات سونے کے ساتھ لٹکے ہوئے تھے ایک شخص نے اسے سات یا نو دینار کے بدلے خریدا جب حضور علیہ السلام کی خدمت میں لایا گیا اور یہ بات عرض کی گئی

ابْتَاعَ مِنْهَا رَجُلٌ بِسَبْعَةٍ أَوْ بِتِسْعَةٍ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَا حَتّٰى تُمَيِّزَ مَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ إِنَّمَا أَرَدْتُ الْحِجَارَةَ فَقَالَ لَا حَتّٰى تُمَيِّزَ بَيْنَهُمَا فَرَدَّهُ.

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ الْقِلَادَةَ إِذَا كَانَتْ كَمَا ذَكَرْنَا لَمْ يَجُزْ أَنْ تُبَاعَ بِالذَّهَبِ لِأَنَّ ذٰلِكَ الثَّمَنَ وَهُوَ ذَهَبٌ يُقْسَمُ عَلٰى قِيْمَةِ الْخَرَزِ وَعَلَى الذَّهَبِ فَيَكُوْنُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَبِيْعًا بِمَا أَصَابَهُ مِنَ الثَّمَنِ كَالْعَرَضَيْنِ يُبَاعَانِ بِذَهَبٍ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَبِيْعٌ بِمَا أَصَابَ قِيْمَتَهُ مِنْ ذٰلِكَ الذَّهَبِ.

قَالُوْا فَلَمَّا كَانَ مَا يُصِيْبُ الذَّهَبَ الَّذِيْ فِي الْقِلَادَةِ إِنَّمَا يُصِيْبُهُ بِالْحَزْرِ وَالظَّنِّ وَكَانَ الذَّهَبُ لَا يَجُوْزُ أَنْ يُبَاعَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ لَمْ يَجُزِ الْبَيْعُ إِلَّا أَنْ يُعْلَمَ أَنَّ ثَمَنَ الذَّهَبِ الَّذِيْ فِي الْقِلَادَةِ مِثْلُ وَزْنِهِ مِنَ الذَّهَبِ الَّذِي اشْتُرِيَتْ بِهِ الْقِلَادَةُ وَلَا يُعْلَمُ بِقِسْمَةِ الثَّمَنِ إِنَّمَا يُعْلَمُ بِأَنْ يَكُوْنَ عَلٰى حِدَةٍ بَعْدَ الْوُقُوْفِ عَلٰى وَزْنِهِ وَذٰلِكَ غَيْرُ مَوْقُوْفٍ عَلَيْهِ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تُفْصَلَ مِنَ الْقِلَادَةِ. قَالُوْا فَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ هٰذِهِ الْقِلَادَةِ بِالذَّهَبِ إِلَّا بَعْدَ أَنْ يُفْصَلَ ذَهَبُهَا مِنْهَا كَمَا قَدْ ذَكَرْنَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ [وَسَلَّمَ]

وَخَالَفَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ آخَرُوْنَ فَقَالُوْا إِنْ كَانَتْ هٰذِهِ الْقِلَادَةُ لَا يُعْلَمُ مِقْدَارُ ذَهَبِهَا أَهُوَ مِثْلُ وَزْنِ جَمِيْعِ الثَّمَنِ أَوْ أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَكْثَرُ إِلَّا بِأَنْ تُفْصَلَ الْقِلَادَةُ فَيُوْزَنَ ذٰلِكَ الذَّهَبُ الَّذِيْ فِيْهَا فَيُوْقَفَ عَلٰى وَزْنِهِ لَمْ يَجُزْ بَيْعُهَا بِذَهَبٍ إِلَّا بَعْدَ

کر دی اس نے کہا میں نے تو صرف جواہرات کی نیت کی تھی آپ نے فرمایا جائز نہیں جب تک دونوں کو الگ الگ نہ کیا جائے چنانچہ آپ نے اسے رد کر دیا۔

تو آپ نے فرمایا فروخت نہیں کر سکتے حتی کہ دونوں چیزوں کو الگ الگ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ اگر ہار کی وہ صورت ہو جو ہم نے ذکر کی ہے تو اسے سونے کے بدلے بیچنا جائز نہیں کیونکہ قیمت یعنی سونا، جو اہرات اور سونے پر تقسیم کیا جائے تو وہ دونوں اس قیمت میں فروخت شدہ مال ہوگا جیسا کہ دو چیزیں سونے کے بدلے بیچی جائیں تو اس سونے میں سے جس چیز کے حصے میں جتنا آئے گا وہ اس کے بدلے بیع (بکنے والی چیز) ہو گی۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ ہار کے سونے کی قیمت محض اندازے اور گمان سے ہو گی اور سونے کو سونے کے بدلے صرف برابر بیچ سکتے ہیں تو صرف اسی صورت میں یہ بیع جائز ہو گی جب یہ معلوم ہو کہ ہار والے سونے کی قیمت اس سونے کے وزن کے برابر ہو جس کے ساتھ ہار خریدا گیا اور یہ بات قیمت کو تقسیم کرنے سے معلوم نہیں ہوتی وہ اسی صورت میں معلوم ہو گی جب ہار کے سونے کا وزن کر کے اس کی قیمت علیحدہ مقرر کی جائے اور یہ اسی وقت معلوم ہو گا جب اسے ہار سے الگ کر دیا جائے وہ فرماتے ہیں اس ہار کو سونے کے بدلے بیچنا جائز نہیں جب تک اس کا سونا الگ نہ کر دیا جائے جیسا کہ ہم نے حضور علیہ السلام سے نقل کیا اور اس حدیث سے جو ہم نے قیاس سے استدلال کیا۔

اور دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس ہار کے سونے کے بارے میں معلوم نہیں کہ وہ تمام قیمت کے برابر ہے یا اس سے کم یا زیادہ ہے مگر یہ کہ اس کو ہار سے الگ کر کے وزن کیا جائے اور اس وزن سے آگاہی حاصل کی جائے تو اب اس کی بیع اس وقت جائز نہ ہو گی جب تک وہ سونا الگ نہ کیا جائے اور معلوم ہو کہ وہ اس قیمت

ذهبها منها فيعلم أنه أقل من الثمن وإن كانت القلادة لا يحيط العلم بذلك وزن ما فيها من الذهب ويعلم أنه أقل من الذهب الذي بيعت به أو لا يحيط العلم بوزنه إلا أنه يعلم أنه في الحقيقة أقل من الثمن الذي بيعت به القلادة وأنها ذهب فالبيع جائز وذلك أنه يكون الذهب بمثله وما بقي من الذهب الثمن فيها بما فيها من الخرز بما بقي من الثمن ولا يحتاج في ذلك إلى قسمة الثمن على القيم كما يحتاج إليه في العروض المبيعة بالثمن الواحد.

والدليل على ذلك أنا رأينا الذهب لا يجوز أن تباع بذهب إلا مثلا بمثل ورأيناهم لا يختلفون في دينارين أحدهما في الجودة أفضل من الآخر بيعا صفقة واحدة بدينارين مساويين في الجودة أو بذهب غير مضروب جيد أن البيع جائز ولو كان ذلك مردودا إلى حكم القيمة كما ترد العروض من غير الذهب والفضة إذا بيعت بثمن واحد لأفسد البيع لأن الدينار الردي يصيبه أقل من وزنه إذ كانت قيمته أقل من قيمة الدينار الآخر.

فلما أجمع على صحة ذلك البيع وكانت السنة قد ثبتت عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بأن الذهب تبره وعينه سواء ثبت بذلك أن حكم الذهب في البيع إذا كان بذهب على غير القسمة على القيم وأنه مخصوص في ذلك

سے کم ہے اور اگر ہار کے سونے کا علم حاصل ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ وہ اس سونے سے کم ہے جس کے بدلے اسے بیچا گیا یا اس کے وزن کا علم حاصل نہ ہو لیکن یہ معلوم ہو کہ فی الواقع اس کا سونا ہار کی قیمت سے کم ہے اور وہ سونا ہے تو اب سودا جائز ہوگا اور یہ اس لیے کہ ہار کا سونا قیمت والے سونے سے اس کی مقدار کے برابر ہوگا اور جواہرات باقی سونے کے مقابلے میں ہوں گے۔ اور وہ اس صورت میں قیمت کے سونے کو ان میں سے ہر ایک کی قیمت پر تقسیم کرنے کی ضرورت نہ ہوگی جیسا کہ ایک قیمت پر بیچے جانے والی اشیاء میں ضرورت پڑتی ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں سونے کو سونے کے بدلے برابر ہی بیچ سکتے ہیں اور ہم نے دیکھا کہ فقہاء کا اس بارے میں اختلاف نہیں کہ ایسے دو دیناروں کو جن میں سے ایک دوسرے کے مقابلے میں زیادہ کھرا ہو ایک ہی عقد میں ان دو دیناروں کے بدلے میں بیچنا جائز ہے جبکہ یہ ان میں برابر ہوں یا اس سونے کے بدلے میں جس کا سکہ نہ بنایا گیا اور وہ کھرا ہو جائز ہے اگر ان کو بھی قیمت کی طرف لوٹایا جاتا جیسے سونے چاندی کے علاوہ سامان کو لوٹایا جاتا ہے جبکہ ایک ہی قیمت میں سودا ہو تو اس صورت میں فاسد ہو جاتا کیونکہ ردی دینار کے حصے میں کم سونا آئے گا جب اس کی قیمت دوسرے دینار کے مقابلے میں کم ہو۔

تو جب انہوں نے اس بیع کے صحیح ہونے پر اجماع کیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے کہ سونے کو جب سونے کے بدلے میں بیچا جائے تو اسے قیمتوں پر تقسیم نہیں کیا جائے گا اور یہ حکم اس کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے اسباب میں یہ حکم نہیں ہے اس کے مقابلے میں جو قیمت ہوگی وہ وزن کے لحاظ سے ہوگی قیمت

بحكم دون حكم سائر العروض المبيعة صفقة واحدة وانما يصيبه من الثمن هو وزنه ما لا يصيب قيمته فهذا هو ما يشهد هذا القول من النظر.

کے اعتبار سے نہیں قیاس بھی اسی قول کی تائید کرتا ہے۔

وقد اضطرب علينا حديث فضالة الذي ذكرنا فرواه قوم على ما ذكرنا في اول هذا الباب ورواه آخرون على غير ذلك.

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہم نے روایت کی ہے اس میں اضطراب ہے ایک جماعت نے اسے اسی طرح روایت کیا ہے جس طرح ہم نے باب کے شروع میں روایت کیا اور دوسرے حضرات نے اس کے علاوہ روایت کیا۔

١٣١٧ - حدثنا يونس قال ثنا ابن وهب قال حدثني ابو هانئ انه سمع علي بن رباح اللخمي يقول سمعت فضالة بن عبيد الانصاري يقول اتي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وهو بخيبر بقلادة فيها ذهب وخرز وهي من المغانم تباع فامر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بالذهب الذي في القلادة فنزع وحده ثم قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الذهب بالذهب وزنا بوزن.

حضرت علی بن رباح لخمی فرماتے ہیں انہوں نے حضرت فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر میں ایک ہار لایا گیا اس میں سونا اور جواہرات تھے وہ مال غنیمت سے تھا جسے بیچا جا رہا تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہار میں لگے ہوئے سونے کو الگ کرنے کا حکم دیا پھر فرمایا سونے کے بدلے سونا وزن کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

١٣١٨ - حدثنا ربيع المؤذن قال ثنا اسد قال ثنا ابن لهيعة قال ثنا حميد بن هانئ عن فضالة عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثله غير انه لم يقل بخيبر.

حضرت حمید بن ہانی، حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں البتہ انہوں نے خیبر کا ذکر نہیں کیا۔

١٣١٩ - حدثنا بكر بن ادريس قال ثنا المقرئ قال ثنا حيوة عن ابي هانئ فذكر باسناده مثله.

حضرت حیوہ، حضرت ابو ہانی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند سے اس کی مثل ذکر کیا۔

ففي هذا الحديث غير ما في الحديث الاول في هذا ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نزع الذهب فجعله على حدة ثم قال الذهب بالذهب وزنا بوزن يعلم

تو اس مسئلے کے بارے میں اس حدیث میں جو کچھ ہے وہ پہلی حدیث میں نہیں ہے وہ یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کو اتار کر الگ کیا پھر فرمایا سونے کے بدلے سونا وزن کے اعتبار سے ہوتا ہے

...كيف حكم الذهب بالذهب۔ فقد يجوز أن يكون رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فصل الذهب لأن صلاح المسلمين كان في ذلك ففعل ذلك لصلاحهم لا لأن بيع الذهب قبل أن يفصل مع غيره في صفقة واحدة غير جائز وهذا خلاف ما روى من روى أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لا تباع حتى تفصل۔

وقد رواه آخرون على خلاف ذلك

تاکہ معلوم ہو جائے کہ سونے کے بدلے سونے کا حکم کیا ہے۔ تو یہ بھی جائز ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا اس سے الگ کیا ہو کہ اس میں مسلمانوں کا فائدہ تھا تو جس میں ان کی بہتری تھی وہ عمل کیا یہ بات نہیں کہ سونے کو الگ کئے بغیر ایک ہی سودے میں اس کا بیچنا جائز نہ تھا اور یہ آپ کی اس حدیث کے خلاف ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ جدا کئے بغیر نہ بیچا جائے۔

دوسرے حضرات نے بھی اس کے خلاف روایت کیا ہے۔

۱۲۰ - فحدثنا ربيع المؤذن قال ثنا أسد قال ثنا ابن لهيعة قال ثنا خالد بن أبي عمران قال حدثني حنش بن عبد الله الصنعاني أنه كان في البحر مع فضالة بن عبيد الأنصاري قال حنش فاشتريت قلادة فيها ذهب وياقوت وزبرجد فأتيت فضالة بن عبيد فذكرت له ذلك فقال لا تأخذ التبر بالتبر إلا مثلا بمثل فإني كنت مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بخيبر فاشتريت قلادة بسبعة دنانير فيها ذهب وجوهر فسألت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عنها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تأخذ التبر بالذهب إلا مثلا بمثل۔

حضرت خالد بن ابی عمر فرماتے ہیں مجھ سے حضرت حنش بن عبد اللہ صنعانی نے بیان کیا کہ وہ دریا کے سفر میں حضرت فضالہ بن عبید انصاری کے ہمراہ تھے حضرت حنش فرماتے ہیں میں نے ایک ہار خریدا جس میں سونا یاقوت اور زبرجد جڑے ہوئے تھے میں حضرت فضالہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ بات ذکر کی تو انہوں نے فرمایا سونے کو سونے کے بدلے برابر برابر لو میں خیبر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا میں نے ایک ہار سات دینار میں خریدا جس میں سونا اور جواہرات تھے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا سونے کو سونے کے بدلے برابر برابر ہی لے سکتے ہو۔

ففي هذا الحديث غير ما تقدمه من الأحاديث وذلك أن ما حكى فضالة في هذا الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هو التبر بالذهب

اس حدیث میں پہلی حدیث کے علاوہ مضمون ہے وہ یوں کہ اس حدیث میں حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا وہ یہ ہے کہ سونے کو سونے کے بدلے برابر لیا جائے اور جس

مِثْلًا بِمِثْلٍ وَنَحْنُ نَعْلَمُ فَسَادَ الْبَيْعِ فِي الْقِلَادَةِ الْمَبِيْعَةِ بِذَهَبٍ اِذْ كَانَ فِيْهَا ذَهَبٌ وَغَيْرُهُ فَهٰذَا خِلَافُ الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ۔

وَقَدْ رَوَاهُ اٰخَرُوْنَ اَيْضًا عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ۔

۴۲۳۱۔ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ قُرَّةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ عَامِرَ بْنَ يَحْيَى الْمَعَافِرِيَّ اَخْبَرَهُمَا عَنْ حَنَشٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ فِيْ غَزْوَةٍ فَطَارَتْ لِيْ وَلِاَصْحَابِيْ قِلَادَةٌ فِيْهَا ذَهَبٌ وَوَرِقٌ وَجَوْهَرٌ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِيَهَا فَسَاَلْتُ فَضَالَةَ فَقَالَ انْزِعْ ذَهَبَهَا فَاجْعَلْهُ فِي الْكِفَّةِ وَاجْعَلْ ذَهَبَكَ فِي الْكِفَّةِ الْاُخْرٰى ثُمَّ لَا تَاْخُذَنَّ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَاْخُذَنَّ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ۔

فَهٰذَا خِلَافُ لِمَا فِي الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ لِاَنَّ فِيْهِ اَمْرَ فَضَالَةَ بِنَزْعِ الذَّهَبِ وَبَيْعِهٖ وَحْدَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاِنَّمَا ذُكِرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ هُوَ نَهْيُهٗ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ اِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ۔

فَهٰذَا لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ وَالْاَمْرُ بِالتَّفْصِيْلِ مِنْ قَوْلِ فَضَالَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

فَقَدْ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ اَمَرَ بِذٰلِكَ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ عِنْدَهُ الْبَيْعُ فِيْهَا فِي الذَّهَبِ حَتّٰى تُفَصَّلَ۔

وَقَدْ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ اَمَرَ بِذٰلِكَ

ہار کو سونے کے بدلے بیچا گیا اس کی بیع کے فاسد ہونے کا ذکر نہیں کیا جب کہ اس میں سونا اور دوسری چیزیں بھی تھیں تو یہ پہلی احادیث کے خلاف ہے۔

کچھ دوسرے حضرات نے اس کے علاوہ بھی روایت کیا ہے۔

حضرت حنش سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم ایک غزوہ میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے تو مجھے اور میرے ساتھیوں کو ایک ہار ملا جس میں سونا اور جواہرات تھے میں نے اسے خریدنا چاہا تو حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا انہوں نے فرمایا اس کا سونا الگ کر دو اور اسے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھو اور دوسرے پلڑے میں بھی سونا رکھو پھر برابر برابر کے علاوہ نہ لو۔ کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ برابر برابر ہی لے۔

تو یہ پہلی احادیث کے خلاف ہے کیونکہ اس میں حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے سونا اتارنے اور اسے الگ بیچنے کا حکم دیا اور یہ بات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل نہیں کی جو کچھ حضور علیہ السلام سے (نقل کرتے ہوئے) ذکر کیا اس میں سونے کو سونے کے بدلے برابر برابر بیچنے سے ممانعت ہے۔

تو اس بات میں کوئی اختلاف نہیں سونے کو الگ کرنے کا حکم حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کے قول سے ثابت ہے تو ہو سکتا ہے انہوں نے اس بات کا حکم اس لیے دیا ہو کہ ان کے نزدیک ہار میں جڑے ہوئے سونے کو الگ کیے بغیر بیچنا جائز نہ ہو۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس بات کا حکم

لم يعلم أن تلك القلادة لا يوصل إلى مقدار ما فيها من الذهب ولا إلى مقداره إلا بعد أن يفصله منها.

اس لیے دیا ہو کہ وہ جانتے تھے اس ہار میں جڑے ہوئے سونے کی مقدار کا علم اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اسے الگ نہ کیا جائے۔

فقد اضطرب هذا الحديث فلم يوقف على ما أريد منه فليس لأحد أن يحتج بمعنى من المعاني التي روي عليها إلا احتج مخالفه عليه بالمعنى الآخر وقد ثبت ما ذكرناه في هذا الباب كيف وجه النظر في ذلك فإنه على ما ذهب إليه الذين جعلوا حكم الذهب المبيع مع غيره بالذهب لا على قسم الثمن على القيم ولكن على أن الذهب مبيع بوزنه من ذهب الثمن وما بقي مبيع بما بقي من الثمن وهذا قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين.

تو اس حدیث میں اضطراب ہوا اور یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس سے کیا مراد ہے پس جو شخص بھی ان معانی میں سے کسی معنی کو دلیل بنائے گا مخالف دوسرے معنی سے استدلال کرے گا اور ہم اس باب میں پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس میں قیاس کا طریقہ کیا ہے اور یہ ان لوگوں کے مسلک کے مطابق ہے جنہوں نے فروخت شدہ سونے کو دوسرے سونے کے مقابلے میں قرار دیا نہ کہ قیمت کو ان دونوں کی قیمت پر تقسیم کرنا بلکہ سونا قیمت میں سے اپنے ہم وزن سونے کے مقابلے میں ہو گا اور جو باقی ہو گا وہ اس چیز کی قیمت ہو گی جو سونے کے ساتھ جڑی ہوئی تھی یہ حضرت امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے۔

١٢٢٢ - حدثنا يونس قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني ابن لهيعة عن عبد الله بن هبيرة السبائي عن أبي تميم الجيشاني قال اشترى معاوية بن أبي سفيان قلادة فيها تبر وزبرجد ولؤلؤ وياقوت بستمائة دينار فقام عبادة بن الصامت حين صعد معاوية المنبر وحين صلى الظهر فقال ألا إن معاوية اشترى الربا وأكله ألا إنه في النار إلى حلقه.

حضرت ابو تمیم جیشانی سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے ایک ہار جس میں سونا زبرجد جواہرات اور یاقوت لگا ہوا تھا چھ سو دینار کے بدلے خریدا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے یا انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی تو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا سنو! حضرت معاویہ نے سود کے طور پر سودا کیا اور اسے کھایا سنو! وہ حلق تک جہنم میں ہو گا۔

فقد يجوز أن تكون تلك القلادة كان فيها من الذهب أكثر مما اشتريت به فكان من عبادة ما كان لذلك ويجوز أن يكون بيعت بنسيئة فإنه قد روي عن معاوية أنه لم يكن يرى بذلك بأسا.

تو ہو سکتا ہے کہ اس ہار میں جڑا ہوا سونا اس سونے سے زیادہ ہو جس کے بدلے اسے خریدا گیا تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے اسی وجہ سے یہ کلام کیا اور ہو سکتا ہے اسے ادھار کے طور پر بیچا گیا ہو تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تھے۔

١٣٢٣ - وَقَدْ رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ وَفِي السَّبَبِ الَّذِيْ مِنْ أَجْلِهٖ عُبَادَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْكَرَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فِيْ ذٰلِكَ مَا أَنْكَرَ.

١٣٢٤ - مَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ ابْنُ يَحْيَى الْمُزَنِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ عَنْ أَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ قَالَ كُنَّا فِيْ غَزَاةٍ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ فَأَصَبْنَا ذَهَبًا وَفِضَّةً فَأَمَرَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا يَبِيْعُهَا النَّاسَ فِيْ أُعْطِيَاتِهِمْ قَالَ فَتَنَازَعَ النَّاسُ فِيْهَا فَقَامَ عُبَادَةُ فَنَهَاهُمْ فَرَدُّوْهَا فَأَتَى الرَّجُلُ مُعَاوِيَةَ فَشَكَا إِلَيْهِ فَقَامَ مُعَاوِيَةُ خَطِيْبًا فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يُحَدِّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ أَحَادِيْثَ يَكْذِبُوْنَ فِيْهَا عَلَيْهِ لَمْ نَسْمَعْهَا فَقَامَ عُبَادَةُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَنُحَدِّثَنَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَرِهَ مُعَاوِيَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ وَلَا الْبُرَّ بِالْبُرِّ وَلَا الشَّعِيْرَ بِالشَّعِيْرِ وَلَا التَّمْرَ بِالتَّمْرِ وَلَا الْمِلْحَ بِالْمِلْحِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَدًا بِيَدٍ عَيْنًا بِعَيْنٍ.

١٣٢٥ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ يَحْيَى قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيْسَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ نَاسٌ فِيْ إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ يَبِيْعُوْنَ آنِيَةَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ إِلَى الْعَطَاءِ فَقَامَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ

اس سلسلے میں اور اس سبب کے بارے میں جس کی وجہ سے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا، یہ روایت مروی ہے۔

حضرت ایوب سختیانی، حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت ابو الاشعث سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں ہم ایک غزوہ میں تھے جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہمارے امیر تھے ہمیں سونا اور چاندی حاصل ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اسے لوگوں پر عطیات پر بیچے اس سلسلے میں لوگوں کا اختلاف ہوا تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ان کو روکا تو انہوں نے اسے لوٹا دیا وہ شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے شکایت کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (منسوب) احادیث روایت کرتے ہیں اور اس سلسلے میں آپ پر جھوٹ باندھتے ہیں ہم نے ان احادیث کو نہیں سنا اس پر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ کی قسم ہم ضرور بضرور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث نقل کریں گے اگرچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ناپسند کریں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کو سونے کے بدلے، چاندی کو چاندی کے بدلے گندم کو گندم کے بدلے، جو کو جو کے بدلے، کھجور کو کھجور کے بدلے اور نمک کو نمک کے بدلے نہ بیچو مگر یہ کہ برابر برابر ہو ہاتھوں ہاتھ (نقد) عین کو عین کے ساتھ (یعنی ادھار نہ ہو)

حضرت ابو الاشعث صنعانی فرماتے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کچھ لوگ آئے جو سونے اور چاندی کے برتن عطیات کے ملنے تک کے وعدے پر بیچتے تھے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا بے شک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کو سونے کے بدلے، چاندی کو چاندی کے بدلے، گندم کو گندم کے بدلے، کھجور کو کھجور کے بدلے، جو کو جو کے

الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى.

بدلے اور نمک کو نمک کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا مگر یہ کہ وہ برابر برابر ہوں جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا اس نے سود کھایا۔

قَالَ أَبُوْجَعْفَرٍ فَدَلَّ ذٰلِكَ أَنَّ مَا كَانَ مِنْ إِنْكَارِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ إِنَّمَا هُوَ عَلٰى بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلٰى أَجَلٍ لَا غَيْرُ ذٰلِكَ. وَأَمَّا الْقِلَادَةُ الَّتِي فِيْهَا الذَّهَبُ الْمَبِيْعَةُ بِالذَّهَبِ أَوِ الْقِلَادَةُ الَّتِي فِيْهَا الْفِضَّةُ الْمَبِيْعَةُ بِالْفِضَّةِ فَلَا دَلَالَةَ فِيْمَا رَوَيْنَا عَنْهُ عَلٰى حُكْمِهِ إِذَا بِيْعَ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِ ذَهَبِهِ أَوْ فِضَّتِهِ مِنَ الذَّهَبِ أَوِ الْفِضَّةِ.

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض سونے کو سونے کے بدلے میعاد تک بیچنے کی وجہ سے تھا جہاں تک اس ہار کا تعلق ہے جس میں جڑا ہوا سونا سونے کے بدلے بیچا گیا یا وہ ہار جس میں جڑی ہوئی چاندی، چاندی کے بدلے بیچی گئی تو ان روایات میں اس کے حکم پر کوئی دلالت نہیں جب اس (ہار) کے سونے کو اس سے زیادہ سونے یا اس کی چاندی کو اس سے زیادہ چاندی کے بدلے بیچا جائے۔

۱۳۳۰- وَقَدْ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ ثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اشْتَرِ السَّيْفَ الْمُحَلّٰى بِالْفِضَّةِ.

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا چاندی سے مرصع تلوار کو چاندی کے بدلے خریدو۔

۱۳۳۱- فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ أَجَازَ بَيْعَ السَّيْفِ الَّذِيْ حِلْيَتُهُ فِضَّةٌ بِالْفِضَّةِ.

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس تلوار کو چاندی کے بدلے خریدنے کی اجازت دی جو چاندی سے مرصع تھی۔

وَقَدْ رُوِيَ فِيْ مِثْلِ ذٰلِكَ أَيْضًا عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ التَّابِعِيْنَ اخْتِلَافٌ.

تابعین کی جماعت سے بھی اس قسم کے مسئلے میں اختلاف مروی ہے۔

۱۳۳۲- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حَيْوَةُ وَابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِيْ عِمْرَانَ أَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ اشْتِرَاءِ الثَّوْبِ الْمَنْسُوْجِ بِالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ فَقَالَا لَا يَصْلُحُ اشْتِرَاؤُهُ بِالذَّهَبِ.

حضرت خالد بن ابی عمران فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت قاسم بن محمد اور حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے سونے کے بدلے سونے سے بُنا ہوا کپڑا خریدنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اسے سونے کے بدلے خریدنا صحیح نہیں۔

۱۳۳۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا أَبُوْعَامِرٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ

حضرت عثمان بن اسود، حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ سونے کو سونے کے بدلے اور چاندی کو

بِي الْاَسْوَدِ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بَاْسًا اَنْ يَّشْتَرِيَ ذَهَبًا بِذَهَبٍ اَوْ فِضَّةً بِفِضَّةٍ وَذَهَبٍ.

چاندی کے بدلے یا سونے کے بدلے فروخت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

۱۳۳۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مُبَارَكٍ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بَاْسًا اَنْ يَّبْتَاعَ السَّيْفَ الْمُفَضَّضَ بِالدَّرَاهِمِ بِاَكْثَرَ مِمَّا فِيْهِ تَكُوْنُ الْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالسَّيْفُ بِالْفَضْلِ.

حضرت مبارک، حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اس تلوار کو جس میں درہم جڑے ہوئے ہوں زیادہ چاندی کے بدلے ہوگی اور تلوار زائد چاندی کے بدلے ہوگی۔

۱۳۳۱ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ اَبِيْ مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ قَالَ فِيْ بَيْعِ السَّيْفِ الْمُحَلّٰى اِذَا كَانَتِ الْفِضَّةُ الَّتِيْ فِيْهِ اَقَلَّ مِنَ الثَّمَنِ فَلَا بَاْسَ بِذٰلِكَ.

حضرت ابومعشر، حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جس تلوار میں چاندی لگی ہوئی ہو اس کو چاندی کے بدلے بیچنے میں کوئی حرج نہیں جب کہ یہ چاندی قیمت والی چاندی سے کم ہو۔

۱۳۳۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَا بَاْسَ بِبَيْعِ السَّيْفِ الْمُحَلّٰى بِالدَّرَاهِمِ لِاَنَّ فِيْهِ حَمَائِلَهُ وَجَفْنَهُ وَنَصْلَهُ.

حضرت حصین ابن عبدالرحمٰن، حضرت عامر شعبی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں دراہم (چاندی) سے مرصع تلوار کو بیچنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس میں اس کا پرتلہ، میان اور پھل بھی ہے۔

۱۷

كِتَابُ الْهِبَةِ وَالصَّدَقَةِ

ہبہ اور صدقہ کا بیان

بَابُ الرُّجُوعِ فِي الْهِبَةِ — ہبہ واپس لینا

۱۴۲۰ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ ثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ ... عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ... ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ.

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینے والا قے کر کے اسے لوٹانے والے کی طرح ہے۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الْوَاهِبَ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ فِيمَا وَهَبَ ... وَاحْتَجُّوا فِي ذَلِكَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَقَالُوا لَمَّا جَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الرُّجُوعَ فِي الْهِبَةِ كَالرُّجُوعِ فِي الْقَيْءِ وَكَانَ رُجُوعُ الرَّجُلِ فِي قَيْئِهِ حَرَامًا عَلَيْهِ كَانَ كَذَلِكَ رُجُوعُهُ فِي هِبَتِهِ.

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ ہبہ کرنے والا دی ہوئی چیز کو واپس نہیں کر سکتا انہوں نے اس سلسلے میں اس (مندرجہ بالا) حدیث سے استدلال کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبہ میں رجوع کرنے والے کو قے کر کے واپس لوٹانے والے کی طرح قرار دیا اور قے کر کے واپس کرنا حرام ہے تو ہبہ میں رجوع بھی اسی طرح ہوگا۔

وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ فَقَالُوا لِلْوَاهِبِ أَنْ يَرْجِعَ فِي هِبَتِهِ إِذَا كَانَتْ قَائِمَةً عَلَى حَالِهَا لَمْ تُسْتَهْلَكْ أَوْ تَزِيدُ فِي بَدَنِهَا بَعْدَ أَنْ تَكُونَ الْمَوْهُوبُ

دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا ہبہ کرنے والا اپنے ہبہ کو واپس لے سکتا ہے جب تک وہ چیز اپنی حالت پر قائم ہو ہلاک نہ ہوا ہو اور نہ اس کے بدن میں کوئی اضافہ کیا گیا ہو موہوب لہ (جس کو ہبہ کیا گیا) اس کا رشتہ دار بھی

لَهُ لَيْسَ بِذِي رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنَ الْوَاهِبِ وَبَعْدَ أَنْ يَكُونَ لَمْ يُثِبْهُ مِنْهَا ثَوَابًا فَإِنْ كَانَ أَثَابَهُ مِنْهَا ثَوَابًا وَقَبِلَ ذَلِكَ الثَّوَابَ مِنْهُ أَوْ كَانَ الْمَوْهُوبُ لَهُ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنَ الْوَاهِبِ فَلَيْسَ لِلْوَاهِبِ أَنْ يَرْجِعَ فِيهَا فَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْوَاهِبُ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ لِلْمَوْهُوبِ لَهُ وَلَكِنَّهَا امْرَأَةٌ وَهَبَتْ لِزَوْجِهَا أَوْ زَوْجٌ وَهَبَ لِامْرَأَتِهِ فَهُمَا فِي ذَلِكَ كَذِي الرَّحِمِ الْمَحْرَمِ وَلَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنْ يَرْجِعَ فِيمَا وَهَبَ لِصَاحِبِهِ۔

وَكَانَ مِنَ الْحُجَّةِ لَهُمْ فِي ذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ الْعَائِدَ فِي هِبَتِهِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا مَنِ الْعَائِدُ فِي قَيْئِهِ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ الرَّجُلَ الْعَائِدَ فِي قَيْئِهِ فَيَكُونُ قَدْ جَعَلَ الْعَائِدَ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِيمَا هُوَ حَرَامٌ عَلَيْهِ فَثَبَتَ بِذَلِكَ مَا قَالَهُ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ الْكَلْبَ الْعَائِدَ فِي قَيْئِهِ وَالْكَلْبُ غَيْرُ مُتَعَبَّدٍ بِتَحْرِيمٍ وَلَا تَحْلِيلٍ فَيَكُونُ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ عَائِدًا فِي قَذَرٍ كَالْقَذَرِ الَّذِي يَعُودُ فِيهِ الْكَلْبُ وَلَا يَثْبُتُ بِذَلِكَ مَنْعُ الْوَاهِبِ مِنَ الرُّجُوعِ فِي الْهِبَةِ۔

فَنَظَرْنَا فِي ذَلِكَ هَلْ نَجِدُ فِي الْآثَارِ مَا يَدُلُّنَا عَلَى مُرَادِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ مَا هُوَ۔

۴۳۳۔ فَإِذَا فَهْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

نہ ہو اور نہ اس کی طرف سے اسے کوئی بدلہ ملا ہو اگر اس نے اس کے بدلے میں کچھ دے دیا اور اس نے قبول بھی کر لیا یا موہوب لہ اس کا قریبی رشتہ دار ہے تو واہب (ہبہ کرنے والا) واپس نہیں لے سکتا اگر موہوب لہ اس کا رشتہ دار نہ ہو بلکہ بیوی نے اپنے خاوند کو کوئی چیز ہبہ کی یا خاوند نے اپنی بیوی کو کوئی چیز ہبہ کی تو یہ دونوں بھی اس معاملے میں قریبی رشتہ دار کی طرح ہیں ان میں سے ایک بھی دوسرے کو دی ہوئی چیز واپس نہیں کر سکتا۔

ان لوگوں کی دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبہ کر کے واپس کرنے والے کو قے کر کے اسے واپس لوٹانے والے کی طرح قرار دیا اور قے کر کے اسے واپس لوٹانے والے کے بارے میں نہیں بتایا کہ اس سے کون مراد ہے تو ممکن ہے وہ شخص مراد ہو جو قے کر کے اسے واپس لوٹاتا ہے تو آپ نے ہبہ کر کے لوٹانے والے کو قے کر کے اسے چاٹنے والے کی طرح قرار دیا اور یہ حرام ہے اس سے پہلے قول والوں کی بات ثابت ہو جائے گی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد وہ کتا ہو جو قے کر کے اسے چاٹتا ہے اور کتا حرام و حلال کا مکلف نہیں لہذا ہبہ کو لوٹانے والا گندگی کو لوٹانے والا ہے جیسے وہ گندگی جسے کتا لوٹاتا ہے اس سے یہ بات ثابت نہ ہوگی کہ واہب کو ہبہ سے رجوع کرنا منع ہے۔

تو ہم نے دیکھا کہ کیا روایات میں کوئی ایسی بات ملتی ہے جو اس پہلی حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد پر دلالت کرے۔

تو حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے ہمارے سامنے بری صفت کی مثال بیان فرمائی کہ ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو

قال ليس لنا مثل السوء الراجع في هبته كالكلب يعود في قيئه.

اپنی قے کو چاٹتا ہے۔

۱۲۳۹- حدثنا محمد بن خزيمة قال ثنا معلى بن أسد قال ثنا وهيب عن عبد الله بن طاؤس عن أبيه عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال العائد في هبته كالكلب يقيء ثم يعود في قيئه.

حضرت عبد اللہ بن طاؤس اپنے والد سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہبہ کر کے اسے لوٹانے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے اسے چاٹتا ہے۔

فدل هذا الحديث أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إنما أراد بالتمثيل في الحديث الأول لتنزيه أمته عن أمثال الكلاب لا أنه أبطل أن يكون لهم الرجوع في هباتهم.

تو یہ اس حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہلی حدیث میں جو ہم نے ذکر کی اپنی امت کو کتوں کے اوصاف سے بچانے کا ارادہ فرمایا یہ بات نہیں کہ ہبہ کی ہوئی اشیاء کو واپس کرنے کو باطل قرار دیا۔

۱۲۴۰- وقد روي هذا الكلام أيضا النبوي عن ابن عباس عن أبي هريرة رضي الله عنهم عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم حدثنا أبو بكرة قال ثنا روح بن عبادة قال ثنا عوف عن الحسن عن النبي صلى الله عليه وسلم ح وحدثنا أبو بكرة قال ثنا روح قال ثنا عوف عن خلاس بن عمرو عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال مثل الذي يعود في عطيته كمثل الكلب أكل حتى إذا شبع قاء ثم عاد في قيئه فأكله.

یہ کلام جو ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے حضرت خلاس بن عمرو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو شخص اپنے عطیہ کو لوٹاتا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو کھاتا ہے جب سیر ہوتا تو قے کر دیتا ہے پھر اسے چاٹ کر واپس کر لیتا ہے۔

وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثل هذا الكلام في معنى غير هذا المعنى.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کا کلام ایک دوسرے مفہوم میں بھی مروی ہے۔

۱۲۴۱- حدثنا نصر بن مرزوق وابن أبي داود قالا ثنا أبو صالح قال حدثني الليث قال حدثني عقيل عن ابن شهاب قال أخبرني سالم بن عبد الله أن عبد الله بن عمر كان يحدث أن عمر تصدق بفرس في سبيل الله فوجده يباع بعد ذلك فأراد أن

حضرت سالم بن عبد اللہ فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) روایت کرتے تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صدقہ کیا اس کے بعد اسے فروخت ہوتا ہوا پایا تو اسے خریدنے کا ارادہ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا اپنے صدقہ کو واپس نہ کرو اسی

أن يشتريه فأتى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاستأمره في ذلك فقال له رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا تعد في صدقتك فلذلك كان ابن عمر لا يرى أن يبتاع مالا جعله صدقة۔

بنیاد پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو جائز نہیں سمجھتے تھے کہ آدمی جس مال کو صدقہ کرے اسے خریدے۔

۱۴۳۸۔ **حدثنا** يونس قال أخبرنا ابن وهب أن مالكا حدثه عن زيد بن أسلم عن أبيه قال سمعت عمر بن الخطاب يقول حملت على فرس في سبيل الله فأضاعه الذي كان عنده فأردت أن أبتاعه منه وظننت أنه بائعه برخص فسألت عن ذلك رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال لا تبتعه وإن أعطاكه بدرهم واحد ولا تعد في صدقتك فإن العائد في صدقته كالكلب يعود في قيئه۔

حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے ایک شخص کو جہاد کے لیے گھوڑے پر سوار کیا اس نے اس کو ضائع کر دیا تو میں نے اسے خریدنے کا ارادہ کیا اور سوچا کہ وہ اسے سستا بیچے گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اسے نہ خریدو اگرچہ وہ تمہیں ایک درہم کے بدلے دے اور اپنا صدقہ واپس نہ کرو کیونکہ صدقہ واپس کرنے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے اسے چاٹ لیتا ہے۔

۱۴۳۹۔ **حدثنا** إسمعيل بن يحيى قال ثنا محمد بن إدريس قال ثنا سفيان عن زيد بن أسلم عن أبيه عن عمر أنه أبصر فرسا تباع في السوق وكان تصدق به فسأل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أشتري به فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا تشتره ولا شيئا من نتاجه۔

حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بازار میں ایک گھوڑے کا سودا ہوتے دیکھا اور وہ اسے صدقہ میں دے چکے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اسے خرید لوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ اسے خریدو اور نہ اس کی اولاد کو۔

۱۴۴۰۔ **فمنع** رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عمر رضي الله عنه أن يبتاع ما كان تصدق به أو شيئا من نتاجه وجعله إن فعل ذلك كالكلب يعود في قيئه فلم يكن ذلك بموجب حرمة ابتياع الصدقة على المتصدق بها ولكن تركه ذلك أفضل له۔

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس چیز کے خریدنے سے منع کر دیا جسے انہوں نے صدقہ کیا اسی طرح اس کی اولاد کے خریدنے سے بھی منع فرمایا اور اس فعل کو اس کتے (کے فعل) کی طرح قرار دیا جو قے کر کے لوٹاتا ہے تو اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ صدقہ کرنے والے کے لیے صدقہ کے مال کو خریدنا حرام ہے بلکہ اس کو چھوڑنا افضل ہے۔

فَكَذٰلِكَ مَا ذَكَرْنَا قَبْلَ هٰذَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الرُّجُوْعِ فِي الْهِبَةِ لَيْسَ عَلٰى تَحْرِيْمِهٖ وَلٰكِنَّهٗ لِأَنَّ تَرْكَهٗ أَفْضَلُ.

تو جو کچھ ہم نے پہلے ذکر کیا اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبہ کو واپس لینے کے سلسلے میں جو کچھ فرمایا اس سے حرام ہونا مراد نہیں بلکہ اسے چھوڑنا افضل ہے۔

وَقَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عِمْرَانَ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِلْوَاهِبِ أَنْ يَّرْجِعَ فِيْ هِبَتِهٖ إِلَّا الْوَالِدَ لِوَلَدِهٖ.

حضرت طاؤس، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہبہ کرنے والے کے لیے جائز نہیں کہ وہ ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس کرے البتہ باپ اپنے بیٹے سے واپس لے سکتا ہے۔

فَقَالَ قَائِلٌ فَقَدْ دَلَّ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَلٰى تَحْرِيْمِ الرُّجُوْعِ فِي الْهِبَةِ مِنَ الرَّجُلِ لِغَيْرِ وَلَدِهٖ.

تو کسی معترض نے کہا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا کہ کسی شخص کا اولاد کے علاوہ کسی سے ہبہ واپس لینا حرام ہے۔

قِيْلَ لَهٗ مَا دَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا ذَكَرْتَ فَقَدْ يَجُوْزُ أَنْ يَّكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَصَفَ ذٰلِكَ الرُّجُوْعَ بِأَنَّهٗ لَا يَحِلُّ لِتَغْلِيْظِهٖ إِيَّاهُ وَكَرَاهَتِهٖ أَنْ يَّكُوْنَ لِأَحَدٍ مِّنْ أُمَّتِهٖ مَثَلُ السَّوْءِ.

تو اس شخص کو (جواباً) کہا جائے گا کہ اس میں تمہاری مذکورہ بات پر کوئی دلالت نہیں ممکن ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کہ یہ حلال نہیں سختی کے طور پر ہو کیونکہ آپ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ آپ کے کسی امتی میں بری مثال پائی جائے۔

وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عَلٰى مَعْنٰى أَنَّهَا تَحْرُمُ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ وَلٰكِنَّهَا عَلٰى مَعْنٰى لَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ حَيْثُ تَحِلُّ لِغَيْرِهٖ مِنْ ذَوِي الْحَاجَةِ وَالزَّمَانَةِ فَكَذٰلِكَ مَا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ أَيْضًا لَا يَحِلُّ لِوَاهِبٍ أَنْ يَّرْجِعَ فِيْ هِبَتِهٖ إِنَّمَا هُوَ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَحِلُّ لَهٗ ذٰلِكَ كَمَا يَحِلُّ لَهُ الْأَشْيَاءُ الَّتِيْ قَدْ أَحَلَّهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِعِبَادِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْ لِمَنْ فَعَلَهَا مَثَلًا كَالْمَثَلِ الَّذِيْ جَعَلَهٗ رَسُوْلُ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی تندرست ٹھیک ٹھاک آدمی کے لیے صدقہ حلال نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس پر اس طرح حرام ہے جس طرح مالدار لوگوں پر حرام ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دیگر حاجت مند لوگوں کے لیے حلال ہے اس طرح اس کے لیے کہ نہیں تو اسی طرح جو کچھ ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے نقل کیا۔ ہے کہ ہبہ کرنے والے کے لیے دی ہوئی چیز واپس لینا حلال نہیں کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لیے یہ اس طرح حلال نہیں جس طرح دیگر اشیاء ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے حلال قرار دیا اور ان کو حاصل کرنے والوں کے لیے ایسی مثال بیان نہیں

الله صلى الله عليه وآله وسلم للعائد في هبته.

وقد دخل في ذلك العود فيها بالرجوع والابتياع وغيره ثم استثنى من ذلك ما وهب الوالد لولده فذلك عندنا والله أعلم على إباحته للوالد أن يأخذ ما وهب لابنه في وقت حاجته إلى ذلك وفقره إليه لأن ما يجب للوالد من ذلك ليس بمعنى يفعله فيكون ذلك رجوعا فيه يكون مثله فيه كمثل الكلب الراجع في قيئه ولكنه شيء أوجبه الله عز وجل له لفقره فلم يضيق ذلك عليه كما قد روي عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أيضا في غير هذا الحديث.

۱۲۲۳- حدثنا يونس قال ثنا علي بن معبد قال ثنا عبيد الله ابن عمرو عن عبد الكريم بن مالك عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رجلا أتى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا رسول الله إني أعطيت أمي حديقة وإنها ماتت ولم تترك وارثا غيري فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وجبت صدقتك ورجعت حديقتك.

قال أبو جعفر أفلا ترى أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قد أباح للمتصدق صدقته لما رجعت إليه بالميراث ومنع عمر بن الخطاب رضي الله عنه من ابتياع صدقته.

فثبت بهذين الحديثين إباحة

فرمائی جو ہبہ کر کے واپس کرنے والے کے لیے بیان فرمائی۔

اس رجوع کرنے میں ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینا، اسے خریدنا اور دوسری صورتیں شامل ہیں پھر اس سے والد کا بیٹے کو دیا ہوا مال مستثنیٰ کیا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن ہمارے نزدیک اس کا جواز باپ کی حاجت اور فقر کے وقت ہے کیونکہ اس سلسلے میں جو کچھ باپ کے لیے واجب ہے وہ ایسا فعل نہیں ہے جس کے کرنے سے وہ واپس کتے کے اپنی قے کو چاٹنے کی طرح ہو بلکہ یہ وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس (باپ) کے فقر کی وجہ سے اس کے لیے واجب کیا اور اس سلسلے میں اسے کسی تنگی میں نہیں ڈالا جیسا کہ دوسری احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنی والدہ کو ایک باغ کا عطیہ دیا اب اس کا انتقال ہو گیا اور اس نے میرے علاوہ کوئی وارث نہیں چھوڑا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا صدقہ (عطیہ) واجب ہو گیا (ادا ہو گیا) اور تیرا باغ تیری طرف لوٹ گیا۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے والے کے لیے وہ صدقہ جائز قرار دیا جب وہ بطور وراثت اس کی طرف واپس ہوا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنا عطیہ خریدنے سے منع فرمایا:

تو ان دو حدیثوں سے ثابت ہوا کہ صدقہ کرنے والے

الصَّدَقَةِ الرَّاجِعَةِ إِلَى الْمُتَصَدِّقِ بِفِعْلِ اللهِ
وَالصَّدَقَةِ الرَّاجِعَةِ إِلَيْهِ بِفِعْلِ نَفْسِهِ
وَكَذَلِكَ وُجُوبُ النَّفَقَةِ لِلْأَبِ مِنْ مَالِ الِابْنِ
لِحَاجَتِهِ وَفَقْرِهِ وَجَبَتْ لَهُ بِإِيجَابِ اللهِ
إِيَّاهَا لَهُ، فَأَبَاحَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ ارْتِجَاعَ هِبَتِهِ وَ
إِنْفَاقَهَا عَلَى نَفْسِهِ وَجَعَلَ ذَلِكَ كَمَا رَجَعَ
إِلَيْهِ بِالْمِيرَاثِ لَا كَمَا رَجَعَ بِالِابْتِيَاعِ وَ
بِالِارْتِجَاعِ

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ فَقَدْ خَصَّ النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ
الْوَالِدَ الْوَاهِبَ دُونَ سَائِرِ الْوَاهِبِينَ
فَيَكُونُ حُكْمُ الْوَلَدِ فِيمَا وَهَبَ لِأَبِيهِ
بِخِلَافِ حُكْمِ الْوَالِدِ فِيمَا وَهَبَ لِوَلَدِهِ
قِيلَ لَهُ بَلْ حُكْمُهُمَا فِي هَذَا سَوَاءٌ
وَذِكْرُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ أَحَدَهُمَا عَلَى الْمَعْنَى الَّذِي ذَكَرْنَا
يُجْزِئُ مِنْ ذِكْرِهِ إِيَّاهُمَا وَمِنْ ذِكْرِ غَيْرِهِمَا
مِمَّنْ حُكْمُهُ فِي هَذَا مِثْلُ حُكْمِهِمَا

وَقَدْ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حُرِّمَتْ
عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ
وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ
الْأُخْتِ فَحَرَّمَ هَؤُلَاءِ جَمِيعًا بِالْأَنْسَابِ
ثُمَّ قَالَ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَ
أَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي
التَّحْرِيمِ بِالرَّضَاعَةِ غَيْرَهُمَا فَكَانَ
التَّحْرِيمُ بِالرَّضَاعِ عَنْ ذِكْرِ مَنْ سِوَاهُمَا
فِي ذَلِكَ إِذْ كَانَ قَدْ جَمَعَ بَيْنَهُنَّ جَمِيعًا
فِي التَّحْرِيمِ بِالْأَنْسَابِ فَجَعَلَ حُكْمَهُنَّ

کی طرف صدقہ کی واپسی تب جائز ہے جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے واپس ہو اور جب اپنے ذاتی فعل سے ہو تو مکروہ ہے اسی طرح باپ کے لیے بیٹے کے مال میں نفقہ اس کی ضرورت اور فقر کی وجہ سے واجب ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے واجب قرار دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہبہ کی واپسی اور اسے اپنے اوپر خرچ کرنے کو جائز قرار دیا اور اسے اسی طرح قرار دیا جس طرح وراثت کے طور پر لوٹتا ہے ایسے نہیں کہ خریدنے یا خود واپس کرنے کی وجہ سے لوٹے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبہ کرنے والے والد کو مختص فرمایا باقی ہبہ کرنے والوں کے لیے یہ حکم نہیں تو اگر بیٹا باپ کو کوئی چیز ہبہ کرے تو اس کا حکم باپ کے بیٹے کو ہبہ کرنے کے خلاف ہوگا۔

تو اس شخص کو جواب کہا جائے گا کہ اس سلسلے میں دونوں کا حکم ایک جیسا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سبب سے جسے ہم نے ذکر کیا ایک کا ذکر کرنا دونوں کے ذکر کو کفایت کرتا ہے بلکہ ان دونوں کے علاوہ کو جن کے لیے اس قسم کے مسئلہ میں یہی حکم ہے بھی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا "تم پر تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، بھتیجیاں اور بھانجیاں حرام کی گئیں" تو ان سب کو نسبی اعتبار سے حرام فرمایا پھر فرمایا "اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں (بھی حرام ہیں)" دودھ کے سلسلے میں ان دو کے علاوہ کا ذکر نہیں فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا ان دو کا ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تمام عورتیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں دودھ سے حرام ہونے میں ان کا حکم وہی ہے اور دودھ کی وجہ سے ان دو کے حرام ہونے کے ذکر نے باقی کے ذکر سے بے نیاز کر دیا کیونکہ نسب کی وجہ سے حرام ہونے کے سلسلے

حُكْمًا وَاحِدًا فَدَلَّ تَحْرِيمُهُ بَعْضَهُنَّ أَيْضًا بِالرَّضَاعِ أَنَّ حُكْمَهُنَّ فِي ذٰلِكَ حُكْمٌ وَاحِدٌ. **فَكَذٰلِكَ** رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَالَ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَرْجِعَ فِي هِبَتِهِ نَعَمَّ بِذٰلِكَ النَّاسَ جَمِيعًا ثُمَّ قَالَ إِلَّا الْوَالِدَ لِوَلَدِهِ عَلَى الْمَعْنَى الَّذِي ذَكَرْنَا دَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّ مَنْ سِوَى الْوَالِدِ مِنَ الْوَاهِبِينَ فِي رُجُوعِ الْهِبَاتِ إِلَيْهِمْ بِرَدِّ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِيَّاهَا كَذٰلِكَ وَأَغْنَاهُ ذِكْرُ بَعْضِهِمْ عَنْ ذِكْرِ سَائِرِهِمْ فَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ هٰذِهِ الْآثَارِ مَا يَدُلُّنَا عَلَى أَنَّ لِلْوَاهِبِ أَنْ يَرْجِعَ فِي هِبَتِهِ بِنَقْضِهِ إِيَّاهَا حَتَّى يَأْخُذَهَا مِنَ الْمَوْهُوبِ لَهُ وَيَرُدَّهَا إِلَى مِلْكِهِ الْمُتَقَدِّمِ الَّذِي أَخْرَجَهَا مِنْهُ بِالْهِبَةِ.

فَنَظَرْنَا هَلْ نَجِدُ فِيمَا رُوِيَ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا.

۱۴۳۴ - **فَإِذَا** إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ مَنْ وَهَبَ هِبَةً فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا حَتَّى يُثَابَ مِنْهَا بِمَا يَرْضَى.

۱۴۳۵ - **وَإِذَا** يُونُسُ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي غَطَفَانَ بْنِ طَرِيفٍ الْمُرِّيِّ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ وَهَبَ هِبَةً لِصِلَةِ رَحِمٍ أَوْ عَلَى وَجْهِ صَدَقَةٍ فَإِنَّهُ لَا يَرْجِعُ فِيهَا وَمَنْ وَهَبَ هِبَةً يَرَى أَنَّهُ إِنَّمَا

میں تمام کا ذکر کیا اور ان سب کے لیے ایک ہی حکم قرار دیا یعنی حرام ہونا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ رضاعت کی وجہ سے بعض کے حرام ہونے سے دوسری رشتہ دار عورتوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہوگا۔ اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ کسی شخص کے لیے ہبہ میں رجوع کرنا صحیح نہیں تو یہ حکم تمام لوگوں کو شامل ہوا پھر فرمایا سوائے باپ کے جو اپنے بیٹے کو ہبہ کرے اس معنیٰ کی بنیاد پر جو ہم نے ذکر کیا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ والد کے علاوہ ہبہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے حکم سے رجوع کریں تو یہی حکم ہوگا تو اس (والد) کے ذکر نے دوسروں کے ذکر سے بے نیاز کر دیا لہٰذا ان روایات میں ایسی کوئی بات نہیں جو اس بات پر دلالت کرے کہ ہبہ کرنے والا اپنے ہبہ کو توڑ کر موہوب لہٗ سے واپس لے اور اسے اپنی اس ملکیت میں لائے جس سے اس ہبہ کی وجہ سے نکالا تھا۔

تو ہم نے دیکھا کہ کیا اس سلسلے میں صحابہ کرام سے کوئی بات مروی ہے۔

حضرت سالم فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ہبہ کرے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے حتیٰ کہ اسے اس کے حسب منشاء بدلہ مل جائے۔

مروان بن حکم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا جو شخص صلہ رحمی کے طور پر یا صدقہ کی صورت میں ہبہ کرے وہ اسے واپس نہ لے اور جو شخص کسی بدل کے حصول کے لیے ہبہ کرے تو پسند نہ آنے کی صورت میں واپس کر سکتا ہے

لِلْوَاهِبِ الثَّوَابُ فَهُوَ عَلَى هِبَتِهِ يَرْجِعُ فِيهَا إِنْ لَمْ يُرْضَ مِنْهَا.

فَهٰذَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ فَرَّقَ بَيْنَ الْهِبَاتِ وَالصَّدَقَاتِ فَجَعَلَ الصَّدَقَاتِ لَا يُرْجَعُ فِيهَا وَجَعَلَ الْهِبَاتِ عَلَى ضَرْبَيْنِ فَضَرْبٌ مِنْهَا صِلَةُ الْأَرْحَامِ فَرَدَّ ذٰلِكَ إِلَى حُكْمِ الصَّدَقَاتِ وَمَنَعَ الْوَاهِبَ مِنَ الرُّجُوعِ فِيهَا وَضَرْبٌ مِنْهَا خِلَافُ ذٰلِكَ فَجَعَلَ لِلْوَاهِبِ أَنْ يَرْجِعَ فِيهِ مَا لَمْ يُرْضَ مِنْهُ.

تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہبوں اور صدقات میں فرق کیا صدقات کو ناقابل واپسی قرار دیا اور ہبہ کی دو قسمیں کیں لیکن ایک قسم وہ ہے جس میں صلہ رحمی ہے اس کا حکم صدقات کے حکم جیسا قرار دیا اور ہبہ کرنے والے کو رجوع سے منع فرمایا اور دوسری قسم کو اس کے خلاف قرار دیتے ہوئے ہبہ کرنے والے کو اجازت دی کہ اگر اس کی مرضی کے مطابق اجابت نہ ہو تو رجوع کر سکتا ہے۔

۱۴۳۸ - حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَزْرَقُ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ قَالَ مَنْ وَهَبَ هِبَةً لِذِي رَحِمٍ جَازَتْ وَمَنْ وَهَبَ هِبَةً لِغَيْرِ ذِي رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا مَا لَمْ يُثَبْ مِنْهَا.

حضرت اسود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا جس نے اپنے کسی قریبی رشتہ دار کو کوئی چیز ہبہ کی تو جائز ہے یعنی واپس نہیں لے سکتا اور جس نے کسی غیر ذی رحم (جو قریبی رشتہ دار نہ ہو) کو کوئی چیز ہبہ کی تو وہ اس کا زیادہ حق رکھتا ہے جب تک اس کا معاوضہ نہ ملے۔

۱۴۳۹ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْوَاهِبُ أَحَقُّ بِهِبَتِهِ مَا لَمْ يُثَبْ مِنْهَا.

حضرت عبد الرحمن بن ابزی، حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہبہ کرنے والا اپنے ہبہ کا زیادہ حق دار ہے جب تک اس کا معاوضہ نہ ملے۔

۱۴۴۰ - فَهٰذَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ جَعَلَ لِلْوَاهِبِ الرُّجُوعَ فِي هِبَتِهِ مَا لَمْ يُثَبْ مِنْهَا فَذٰلِكَ عِنْدَنَا عَلَى الْوَاهِبِ الَّذِي جَعَلَ لَهُ عُمَرُ الرُّجُوعَ فِي هِبَتِهِ عَلَى مَا ذُكِرَ فِي الْحَدِيثِ الَّذِي رَوَيْنَاهُ عَنْهُ قَبْلَ هٰذَا حَتَّى لَا يَتَضَادَّ قَوْلُهُمَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي ذٰلِكَ.

تو یہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں جو معاوضہ نہ ملنے کی صورت میں واہب کے لیے ہبہ کو واپس کرنا جائز قرار دیتے ہیں تو ہمارے نزدیک اس سے وہی ہبہ کرنے والا مراد ہے جسے حضرت عمر فاروق نے ہبہ میں رجوع کی اجازت فرمائی اور ہم نے اسے ذکر کیا ہے تاکہ دونوں حدیثیں باہم متضاد نہ ہوں۔

۱۴۴۱ - وَقَدْ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الْقَاسِمِ

حضرت شعبہ، حضرت جابر سے اور وہ حضرت قاسم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنی سند

فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ عَلَى مَا رَوَيْنَا عَنْ سُلَيْمَانَ.

۱۳۵۱- وَقَدْ رُوِيَ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِنَحْوٍ مِنْ هٰذَا.

۱۳۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الدِّمَشْقِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ الْيَحْصُبِيِّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ فَأَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ إِلَيْهِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّيْ وَهَبْتُ لِهٰذَا بَازِيًا عَلَى أَنْ يُثِيْبَنِيْ فَلَمْ يَفْعَلْ فَقَالَ الْآخَرُ وَهَبَ لِيْ وَلَمْ يَذْكُرْ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ فَضَالَةُ ارْدُدْ إِلَيْهِ هِبَتَهُ فَإِنَّمَا يَرْجِعُ فِي الْهِبَةِ النِّسَاءُ وَسِقَاطُ الرِّجَالِ.

۱۳۵۳- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ الْيَحْصُبِيِّ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ إِذْ جَاءَهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ إِلَيْهِ فِيْ بَازٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا وَهَبْتُ لَهُ بَازِيًا وَأَنَا أَرْجُوْ أَنْ يُثِيْبَنِيْ مِنْهُ فَقَالَ الْآخَرُ نَعَمْ قَدْ وَهَبَ لِيْ بَازِيًا مَا سَأَلْتُهُ وَلَا تَعَرَّضْتُ لَهُ فَقَالَ لَهُ فَضَالَةُ ارْدُدْ إِلَيْهِ هِبَتَهُ فَإِنَّمَا يَرْجِعُ فِي الْهِبَاتِ النِّسَاءُ وَشِرَارُ الْأَقْوَامِ.

۱۳۵۴- وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ ذٰلِكَ أَيْضًا مَا قَدْ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ الْمَوَاهِبُ ثَلَاثَةٌ رَجُلٌ وَهَبَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُسْتَوْهَبَ فَهِيَ كَسَبِيْلِ الصَّدَقَةِ فَلَيْسَ

سے حضرت سلیمان کی روایت (نمبر ۱۳۴۸) کی طرح روایت کیا

حضرت فضالہ بن عبید سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

حضرت ربیعہ بن یزید، حضرت عبداللہ بن عامر یحصبی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں حضرت فضالہ بن عبید کے پاس تھا کہ آپ کے پاس دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر آئے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے اسے ایک باز اس شرط پر ہبہ کیا تھا کہ وہ مجھے اس کا عوض دے گا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا دوسرے نے کہا اس نے مجھے ہبہ کیا لیکن کوئی شرط ذکر نہیں کی حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا ہبہ واپس کر دو ہبہ تو عورتیں اور گھٹیا قسم کے مرد واپس لیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عامر یحصبی فرماتے ہیں کہ میں حضرت فضالہ بن عبید کے پاس تھا کہ ان کے پاس دو آدمی ایک باز کے بارے میں اپنا جھگڑا لے کر آئے ایک نے کہا میں نے اسے یہ باز ہبہ کیا تھا اور مجھے امید تھی کہ وہ مجھے اس کا عوض دے گا دوسرے نے کہا ہاں اس نے مجھے باز بطور ہبہ دیا تھا لیکن میں نے اس سے مانگا تھا اور نہ ہی اس کے لیے کوئی پیش رفت کی تھی حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ اس شخص کا ہبہ واپس کر دو ہبہ کی ہوئی چیزوں کو عورتیں اور قوم میں سے بدترین لوگ واپس لیا کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے حضرت راشد بن سعد حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا ہبہ کرنے والے تین قسم کے آدمی ہیں ایک وہ شخص جو کسی عوض کے بغیر ہبہ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کی طرح ہے اس آدمی کو اپنا ہبہ واپس لینے کا حق نہیں دوسرا

...أَنْ يَرْجِعَ فِي صَدَقَتِهِ وَرَجُلٌ اسْتَوْهَبَ يَبْتَغِي مِنْهُ الثَّوَابَ فَإِنْ قُبِلَ عَلَى مَوْهِبَتِهِ وَإِلَّا فَلَيْسَ لَهُ إِلَّا ذٰلِكَ وَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ فِي هِبَتِهِ مَا لَمْ يُثَبْ وَرَجُلٌ وَهَبَ وَاشْتَرَطَ الثَّوَابَ فَهُوَ دَيْنٌ عَلَى صَاحِبِهَا فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَ وَفَاتِهِ.

وہ شخص جس سے ہبہ طلب کیا جاتا ہے اس نے ہبہ کیا تو اس کے لیے بدلا ہے اگر وہ اسے لے لے تو اس کے لیے صرف یہی ہے اور جب تک اس کو عوض نہ ملے وہ اپنا ہبہ واپس لے سکتا ہے تیسرا وہ شخص جو ہبہ کرتے وقت بدلے کی شرط رکھتا ہے وہ ہبہ لینے والے پر اس کی زندگی میں اور اس کی وفات کے بعد بھی قرض ہے۔

فَهٰذَا أَبُو الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ جَعَلَ مَا كَانَ مِنَ الْهِبَاتِ مَخْرَجُهُ مَخْرَجَ الصَّدَقَاتِ فِي حُكْمِ الصَّدَقَاتِ وَمَنَعَ الْوَاهِبَ مِنَ الرُّجُوعِ فِي ذٰلِكَ كَمَا يَمْنَعُ الْمُتَصَدِّقَ مِنَ الرُّجُوعِ فِي صَدَقَتِهِ وَجَعَلَ مَا كَانَ مِنْهَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ الْوَجْهِ مِمَّا لَمْ يُشْتَرَطْ ثَوَابٌ مِمَّا يَرْجِعُ فِيهِ مَا لَمْ يُثِبِ الْوَاهِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مَا شَرَطَ فِيهِ الْعِوَضَ فِي حُكْمِ الْبَيْعِ فَجَعَلَ الْعِوَضَ لِوَاهِبِهِ وَاجِبًا عَلَى الْمَوْهُوبِ لَهُ فِي حَيَاتِهِ.

تو یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اس ہبہ کے لیے صدقے کا حکم دیا جو صدقہ کی طرح ہے اس کو واہب واپس نہیں لے سکتا جس طرح صدقہ کرنے والا صدقہ واپس نہیں لے سکتا اور جو اس کے علاوہ ہے لیکن اس میں بدلے کی شرط نہیں تو جب تک اس کا بدلہ نہ ملے اسے لوٹانا درست ہے اور جس میں عوض کی شرط رکھی گئی ہو اسے فروخت شدہ چیز کے حکم میں رکھا کر موہوب لہ پر اس کی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی اس کا عوض واجب ہے۔

فَهٰذَا حُكْمُ الْهِبَاتِ عِنْدَنَا فَأَمَّا مَا ذَكَرْنَا مِنِ انْقِطَاعِ رُجُوعِ الْوَاهِبِ فِي هِبَتِهِ بِمَوْتِ الْمَوْهُوبِ لَهُ أَوْ بِاسْتِهْلَاكِهِ الْهِبَةَ فَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ.

ہمارے نزدیک ہبہ کی ہوئی چیزوں کا یہ حکم ہے اور وہ جو ہم نے ذکر کیا کہ موہوب لہ کے مرجانے یا اس چیز کے ہلاک ہو جانے کی صورت میں ہبہ کرنے کا حق رجوع ختم ہو جاتا ہے تو اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۵۷۲۱- حَدَّثَنَا صَالِحٌ قَالَ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا يَحْيَى عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُمَرَ مِثْلَهُ يَعْنِي مِثْلَ حَدِيثِهِ الَّذِي ذَكَرْنَا فِي الْفَصْلِ الَّذِي قَبْلَ هٰذَا الْفَصْلِ وَزَادَ أَوْ يَسْتَهْلِكُهَا أَوْ يَمُوتُ أَحَدُهُمَا.

حضرت حکم حضرت ابراہیم سے اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں یعنی اس حدیث کی مثل جو ہم نے اس سے پچھلی فصل میں ذکر کی اور اس میں اضافہ کیا کہ اس کو ہلاک کر دے یا ان میں سے کوئی ایک مرجائے۔

۵۷۲۲- فَجَعَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ اسْتِهْلَاكَ الْهِبَةِ يَمْنَعُ وَاهِبَهَا مِنَ الرُّجُوعِ فِيهَا وَجَعَلَ مَوْتَ أَحَدِهِمَا يَقْطَعُ مَا لِلْوَاهِبِ

تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہبہ کو ہلاک کرنے کی وجہ سے واہب کو ہبہ میں رجوع سے منع فرمایا اور ان میں سے ایک کی موت کو بھی رجوع کے لیے قاطع

فِيهَا مِنَ الرُّجُوعِ أَيْضًا فَكَذَلِكَ نَقُولُ.

١٣٥٧- وَقَدْ رُوِيَ عَنْ شُرَيْحٍ فِي الْهِبَةِ نَظِيرُ مَا قَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ.

١٣٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يُحَدِّثُ أَنَّ شُرَيْحًا قَالَ مَنْ أَعْطَى فِي قَرَابَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ صِلَةٍ فَعَطِيَّتُهُ جَائِزَةٌ وَالْجَانِبُ الْمُسْتَغْرِبُ يُثَابُ مِنْ هِبَتِهِ أَوْ تُرَدُّ عَلَيْهِ.

١٣٥٩- حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ شُرَيْحٍ مِثْلَهُ.

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ وَأَمَّا هِبَةُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الزَّوْجَيْنِ لِصَاحِبِهِ.

١٣٦٠- فَإِنَّ أَبَا بَكْرَةَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا أَبُو عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ امْرَأَةً وَهَبَتْ لِزَوْجِهَا هِبَةً ثُمَّ رَجَعَتْ فِيهَا فَاخْتَصَمَا إِلَى شُرَيْحٍ فَقَالَ لِلزَّوْجِ شَاهِدَاكَ أَنَّهَا وَهَبَتْ لَكَ مِنْ غَيْرِ كُرْهٍ وَلَا هَوَانٍ وَإِلَّا فَيَمِينُهَا لَقَدْ وَهَبَتْ لَكَ عَنْ كُرْهٍ وَهَوَانٍ.

١٣٦١- فَهَذَا شُرَيْحٌ قَدْ سَأَلَ الزَّوْجَ الْبَيِّنَةَ أَنَّهَا وَهَبَتْ لَهُ لَا عَنْ كُرْهٍ بَعْدَ ارْتِجَاعِهَا فِي الْهِبَةِ فَدَلَّ ذَلِكَ أَنَّ الْمَرْأَةَ لَوْ ثَبَتَتْ عِنْدَهُ عَلَى ذَلِكَ لَرَدَّ الْهِبَةَ إِلَيْهِ وَلَمْ يُجِزْ لَهَا الرُّجُوعَ فِيهَا وَقَدْ كَانَ مِنْ رَأْيِهِ أَنَّ لِلْوَاهِبِ الرُّجُوعَ فِي هِبَتِهِ إِلَّا مِنْ ذِي الرَّحِمِ الْمَحْرَمِ فَجَعَلَ الْمَرْأَةَ فِي هَذَا كَذِي الرَّحِمِ الْمَحْرَمِ فَهَكَذَا نَقُولُ.

١٣٦٢- وَأَمَّا هِبَةُ الزَّوْجِ لِامْرَأَتِهِ فَإِنَّ أَبَا بَكْرَةَ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا أَبُو عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا

قرار دیا پس اس طرح ہم کہتے ہیں۔

حضرت شریح سے بھی ہبہ کے سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرح مروی ہے۔

حضرت جریر بن حازم فرماتے ہیں میں نے حضرت محمد سے سُنا وہ بیان کرتے تھے کہ حضرت شریح رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص قرابت داری یا نیکی یا صلہ رحمی کے طور پر عطیہ دے تو اس کا عطیہ نافذ ہو جاتا ہے اور جس جانب سے بدلا مقصود ہو تو وہ اس کا عوض دے یا وہی لوٹا دے۔

حضرت ایوب حضرت ابن سیرین سے اور وہ حضرت شریح رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جہاں تک میاں بیوی کے ایک دوسرے کو ہبہ دینے کا تعلق ہے۔

تو حضرت ایوب، حضرت محمد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کو کوئی چیز ہبہ کی پھر اس سے واپس لے لی ان دونوں نے اپنا مقدمہ حضرت شریح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے خاوند سے فرمایا تم دو گواہ پیش کرو جنہوں نے دیکھا ہو کہ اس عورت نے تمہیں کسی جبر و اکراہ اور سستی کے بغیر ہبہ کیا ورنہ وہ قسم اٹھائے گی کہ اس نے تمہیں یہ عطیہ مجبوراً اور کمزوری کے بغیر دیا تھا۔

تو حضرت شریح رضی اللہ عنہ نے خاوند کو گواہ پیش کرنے کا حکم دیا کہ اس کی بیوی نے یہ عطیہ کسی مجبوری یا سستی کے تحت نہیں دیا تھا اور یہ ہبہ واپس کرنے کے بعد کی بات ہے تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اگر ان کے نزدیک اس سلسلے میں کوئی حدیث ثابت ہوتی تو وہ ہبہ خاوند کی طرف لوٹا دیتے اور عورت کے لیے رجوع جائز نہ ہوتا اور یہ ان کی رائے تھی کہ ذی رحم محرم کے علاوہ سے ہبہ واپس لیا جا سکتا ہے تو آپ نے اس سلسلے میں بیوی کو ذی رحم کی طرح قرار دیا تو ہم بھی یہی بات کہتے ہیں۔

جہاں تک خاوند کے بیوی کو ہبہ کرنے کا تعلق ہے تو منصور فرماتے ہیں حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر عورت خاوند

حدثنا أبو عوانة عن أبي منصور قال قال إبراهيم إذا وهبت المرأة لزوجها أو وهب الرجل لامرأته فالهبة جائزة وليس لواحد منهما أن يرجع في هبته.

٦٣١ - حَدَّثَنَا سليمان بن شعيب عن أبيه عن محمد بن الحسن عن أبي حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال الزوج والمرأة بمنزلة ذي الرحم المحرم إذا وهب أحدهما لصاحبه لم يكن له أن يرجع.

فَجَعَلَ الزوجان في هذه الأحاديث كذي الرحم المحرم فمنع كل واحد منهما من الرجوع فيما وهب لصاحبه فهكذا نقول.

وَقَدْ وصفنا في هذا ما ذهبنا إليه في الهبات وما ذكرنا من هذه الآثار إذا لم نجد عن أحد مثل من رويناها عنه خلافا لها فتركنا النظر من أجلها وقلدناها وقد كان النظر لو خلينا وإياه بخلاف ذلك وهو أن لا يرجع الواهب في الهبة لغير ذي الرحم المحرم كما لا يرجع في الهبة لذي الرحم المحرم لأن ملكه قد زال عنه بالهبة إياها وصار للموهوب له دونه فليس له نقض ما قد ملك عليه إلا برضاء مالكه ولكن اتباع الآثار وتقليد أئمة أهل العلم أولى فلذلك قلدناها واقتدينا بها وجميع ما بينا في هذا الباب قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمة الله عليهم أجمعين.

کو ہبہ کرے یا خاوند اپنی بیوی کو ہبہ کرے دونوں طرح جائز ہے اور ان میں سے ایک بھی واپس نہیں کر سکتا۔

حضرت امام ابوحنیفہ حضرت حماد سے اور وہ حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا خاوند اور بیوی ذی رحم کی طرح ہیں جب ان میں سے ایک دوسرے کو ہبہ کرے تو اس کو لوٹانے کا حق نہیں۔

تو ان احادیث میں شوہر اور بیوی کو ذی رحم محرم کی طرح قرار دیا گیا جب ان میں سے ایک دوسرے کو ہبہ کرے تو اسے واپس لینے سے ممانعت ہے ہم بھی یہی بات کہتے ہیں۔

ہبہ کی ہوئی اشیاء کے بارے میں ہم نے اپنا مذہب بیان کیا جو روایات ہم نے ذکر کی ہیں جب ہم ان کے خلاف اس قسم کی روایات نہیں پاتے تو اس وجہ سے ہم نے قیاس کو چھوڑ دیا اور ان کو اپنایا اگر صرف قیاس ہی کا اعتبار کیا جائے تو وہ ان روایات کے خلاف جاتا ہے وہ یوں کہ ہبہ کرنے والا جس طرح ذی رحم محرم کو دی ہوئی چیز واپس نہیں کر سکتا اسی طرح وہ غیر ذی رحم محرم سے واپس نہ کرے کیونکہ ہبہ کرنے کی وجہ سے اس چیز سے اس کی ملک زائل ہو گئی اور وہ موہوب لہ کی ملک ہو گئی اس کی نہیں تو اب اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کی ملکیت کو توڑے البتہ اس کے مالک کی مرضی سے ایسا کر سکتا ہے لیکن روایات کی اتباع اور اہل علم ائمہ کرام کی تقلید زیادہ بہتر ہے اس لیے ہم نے ان روایات کو اپنایا اس باب میں جو کچھ ہم نے بیان کیا وہ حضرت امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَنْحَلُ بَعْضَ بَنِيهِ دُونَ بَعْضٍ

باپ کا کسی بیٹے کو عطیہ دینا اور کسی کو نہ دینا

۱۳۶۴ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ نَحَلَنِي أَبِي غُلَامًا فَأَمَرَتْنِي أُمِّي أَنْ أَذْهَبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِأُشْهِدَهُ عَلَى ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَكُلَّ وَلَدِكَ أَعْطَيْتَهُ فَقَالَ لَا قَالَ فَارْدُدْهُ۔

حضرت محمد بن نعمان اور حمید بن عبدالرحمٰن خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں مجھے میرے والد نے ایک غلام کا عطیہ دیا تو میری ماں نے مجھے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا تاکہ میں آپ کو اس پر گواہ بناؤں (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے باپ سے) فرمایا کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو عطیہ دیا ہے انہوں نے عرض کیا نہیں فرمایا پھر اسے لوٹا دو۔

۱۳۶۵ - حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ إِنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَارْجِعْهُ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان کے والد ان کو لے کر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بطور عطیہ دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو اس قسم کا عطیہ دیا ہے انہوں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا اسے واپس کرو۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا نَحَلَ بَعْضَ بَنِيهِ دُونَ بَعْضٍ إِنَّ ذٰلِكَ بَاطِلٌ وَاحْتَجُّوا فِي ذٰلِكَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَقَالُوا قَدْ كَانَ النُّعْمَانُ فِي وَقْتِ مَا نَحَلَهُ أَبُوهُ صَغِيرًا فَكَانَ أَبُوهُ قَابِضًا لَهُ لِصِغَرِهِ عَنِ الْقَبْضِ لِنَفْسِهِ فَلَمَّا قَالَ النَّبِيُّ

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جب کوئی شخص بعض بیٹوں کو چھوڑ کر دوسروں کو عطیات دے تو یہ باطل ہے انہوں نے اس سلسلے میں اس (مندرجہ بالا) حدیث سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو ان کے والد نے عطیہ دیا اس وقت وہ چھوٹے تھے اور چونکہ وہ چھوٹے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارددہ بعد ما کان الحکم ما قبض وذلک ان ھذا النحل من الاب لبعض ولدہ دون بعض لا یملکہ المنحول ولا یستحق لہ علیہ ھبۃ۔

وخالفھم فی ذلک آخرون فقالوا ینبغی للرجل ان یسوی بین ولدہ فی العطیۃ لیستووا فی البر ولا یفضل بعضھم علی بعض فیوقع ذلک لہ الوحشۃ فی قلوب المفضولین منھم فان نحل بعضھم شیئا دون بعض وقبضہ المنحول لنفسہ ان کان کبیرا او قبضہ لہ ابوہ من نفسہ ان کان صغیرا باعلامہ ایاہ والاشھاد بہ فھو جائز۔

وکان من الحجۃ لھم فی ذلک ان حدیث النعمان الذی ذکرنا قد روی عنہ علی ما ذکرنا ولیس فیہ دلیل انہ کان حینئذ صغیرا ولعلہ قد کان کبیرا ولم یکن قبضہ۔

وقد روی ایضا علی غیر ھذا المعنی الذی فی الحدیث الاول۔

۳۲۲- **حدثنا** نصر بن مرزوق قال ثنا الخصیب بن ناصح قال ثنا وھیب عن داود بن ابی ھند عن عامر الشعبی عن النعمان بن بشیر قال انطلق بی ابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحلنی نحلا لیشھدہ علی ذلک فقال اکل ولدک نحلتہ مثل ھذا فقال لا قال ایسرک ان یکونوا الیک فی البر کلھم سواء قال بلی قال فاشھد علی ھذا غیری۔

فکان الذی فی ھذا الحدیث من قول

ہونے کی وجہ سے خود قبضہ نہیں کر سکتے تھے اس لیے ان کا باپ ان کی طرف سے قابض تھے جب کہ ان کا قبضہ ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد انہیں واپس لوٹانے کا حکم دیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب باپ اولاد میں سے بعض کو عطیہ دے تو وہ اس منحول (جس کو عطیہ دیا گیا) کے قبضہ میں نہیں جاتا۔

لیکن دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ باپ کو چاہیے کہ وہ عطیہ دینے میں اولاد میں مساوات قائم کرے تا کہ بھلائی میں وہ سب برابر ہو جائیں اور بعض کو بعض پر فضیلت حاصل نہ ہو اس طرح جن کو فضیلت حاصل نہیں ہو گی ان کے دلوں میں دوسروں کے لیے نفرت پیدا ہو گی لیکن اس کے باوجود اگر بعض اولاد کو چھوڑ کر دوسروں کو کوئی چیز عطیہ دے اور منحول (جس کو عطیہ دیا گیا) بڑا ہونے کی صورت میں ذاتی طور پر قبضہ کرے اور چھوٹا ہونے کی وجہ سے اس کا باپ اس کی طرف سے قبضہ کرے اور اس کو بتا دے اور گواہ بھی بنا لے تو یہ جائز ہے۔

اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت نعمان کی جو روایت ہم نے ذکر کی ہے وہ ان سے اسی طرح مروی ہے لیکن اس میں اس بات کی دلیل نہیں کہ اس وقت وہ چھوٹے تھے ہو سکتا ہے وہ بڑے ہوں اور اس پر قبضہ نہ کیا ہو۔

پہلی حدیث سے مختلف مفہوم کے ساتھ بھی یہ حدیث مروی ہے۔

حضرت عامر شعبی، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میرے والد مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور انہوں نے مجھے ایک عطیہ دیا تھا وہ حضور علیہ السلام کو گواہ بنانا چاہتے تھے آپ نے فرمایا کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو اس قسم کا عطیہ دیا ہے انہوں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا کیا تمہیں پسند ہے کہ بھلائی میں وہ سب تمہارے نزدیک برابر ہوں انہوں نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں آپ نے فرمایا پھر میرے علاوہ کسی کو گواہ بنا لو۔

تو اس حدیث میں حضرت نعمان کو عطیہ دینے پر حضرت بشیر

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِبَشِيْرٍ فِيْمَا كَانَ نَحَلَهُ النُّعْمَانَ أَشْهِدْ عَلَى هٰذَا غَيْرِيْ.

فَهٰذَا دَلِيْلٌ أَنَّ الْمِلْكَ كَانَتْ لِأَنَّهُ لَوْ لَمْ يَثْبُتْ لَا يَصِحُّ قَوْلُهُ.

فَهٰذَا خِلَافُ مَا فِي الْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ لِأَنَّ هٰذَا الْقَوْلَ لَا يَدُلُّ عَلَى فَسَادِ الْعَقْدِ الَّذِيْ كَانَ عَقَدَهُ النُّعْمَانُ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ يَتَوَقَّى الشَّهَادَةَ عَلَى مَا لَهُ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْهِ وَعَلَى الْأُمُوْرِ الَّتِيْ قَدْ كَانَتْ وَكَذٰلِكَ لِمَنْ بَعْدَهُ لِأَنَّ الشَّهَادَةَ إِنَّمَا هِيَ أَمْرٌ يَتَضَمَّنُهُ الشَّاهِدُ لِلْمَشْهُوْدِ لَهُ فَكَانَ لَا يَتَضَمَّنُ ذٰلِكَ.

رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں کہ اپنے علاوہ کسی کو گواہ بنالو۔

اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے لیے ملک ثابت ہے کیونکہ اگر ان کی ملک ثابت نہ ہوتی تو آپ کا یہ فرمانا کہ گواہ بناؤ صحیح نہ ہوتا۔

تو یہ پہلی حدیث کے مضمون کے خلاف ہے کیونکہ حضور علیہ السلام بعض اوقات ان امور پر گواہ بننے سے احتراز فرماتے تھے جن پر آپ کو گواہ بننا جائز ہوتا اسی طرح وہ امور جو ہو چکے ہوتے نیز آپ کے بعد والے حضرات کے لیے بھی ایسا کرنا جائز تھا کیونکہ شہادت ایک ایسا امر ہے جس میں شاہد، مشہود کے لیے ضامن بنتا ہے اور آپ کو حق تھا کہ ضامن نہ بنتے۔

وَقَدْ يَحْتَمِلُ غَيْرُ هٰذَا أَيْضًا يَكُوْنُ قَوْلُهُ أَشْهِدْ عَلَى هٰذَا غَيْرِيْ أَيْ أَنِّيْ أَنَا الْإِمَامُ وَالْإِمَامُ لَيْسَ مِنْ شَأْنِهِ أَنْ يَشْهَدَ وَإِنَّمَا مِنْ شَأْنِهِ أَنْ يَحْكُمَ وَفِيْ قَوْلِهِ أَشْهِدْ عَلَى هٰذَا غَيْرِيْ دَلِيْلٌ عَلَى صِحَّةِ الْعَقْدِ.

اس کے علاوہ کا بھی احتمال ہے یعنی آپ کا یہ فرمانا کہ میرے سوا کسی کو گواہ بناؤ اس لیے تھا کہ میں امام و حاکم ہوں اور گواہ بننا امام کی شان نہیں بلکہ اس کا کام فیصلہ کرنا ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ "میرے غیر کو گواہ بناؤ" عقد کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

١٢٦٧ - وَقَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ثَنَا آدَمُ قَالَ ثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ عَلَى مِنْبَرِنَا هٰذَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ كَمَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يُسَوُّوْا بَيْنَكُمْ فِي الْبِرِّ.

حضرت شعبی فرماتے ہیں میں نے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے سنا وہ ہمارے منبر پر فرما رہے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اولاد کو عطیہ دینے میں برابری کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہارے درمیان بھلائی میں برابری ہو۔

قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ فَكَانَ الْمَقْصُوْدُ إِلَيْهِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْأَمْرَ بِالتَّسْوِيَةِ بَيْنَهُمْ فِي الْعَطِيَّةِ لِيَسْتَوُوْا جَمِيْعًا فِي الْبِرِّ وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ مِنْ ذِكْرِ فَسَادِ الْعَقْدِ الْمَعْقُوْدِ عَلَى التَّفْضِيْلِ.

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں جو بات مقصود ہے وہ یہ ہے کہ عطیہ دینے میں ان کو برابر رکھا جائے تاکہ بھلائی میں وہ سب برابر ہو جائیں اس حدیث میں اس عقد کے فساد پر کوئی دلیل نہیں جو عقد بعض کو فضیلت دینے کے ساتھ منعقد ہوا۔

١٢٦٨ - حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ

حضرت شعبی فرماتے ہیں میں نے حضرت نعمان بن بشیر

قال ابی شیبة قال ثنا عباد بن العوام عن حصین عن الشعبی قال سمعت النعمان بن بشیر یقول اعطانی ابی عطیة فقالت امی عمرة بنت رواحة لا ارضی حتی تشهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انی قد اعطیت ابنی من عمرة عطیة وانی اشهدک قال اکل ولدک اعطیت مثل هذا قال لا قال فاتقوا اللہ واعدلوا بین اولادکم۔

رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے میرے والد نے مجھے عطیہ دیا تو میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے فرمایا مجھے یہ پسند نہیں حتیٰ کہ تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤ وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی عمرہ کے بطن سے اپنے ایک بیٹے کو عطیہ دیا اور میں آپ کو گواہ بناتا ہوں آپ نے فرمایا تم نے اپنے ہر بیٹے کو اس کی مثل عطیہ دیا ہے انہوں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف قائم کرو۔

فلیس فی هذا الحدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امرہ برد الشیء وانما فیہ الامر بالتسویة۔

تو اس حدیث میں یہ بات نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی چیز واپس کرنے کا حکم فرمایا بلکہ اس میں برابری قائم کرنے کا حکم ہے۔

۱۲۶۹- حدثنا ابن ابی داود قال ثنا ابو عمر الحوضی قال ثنا مرجی قال ثنا داود عن الشعبی عن النعمان بن بشیر قال انطلق بی ابی یحملنی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ اشهد انی قد نحلت النعمان من مالی کذا وکذا فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکل ولدک نحلتہ قال لا قال اما یسرک ان یکونوا لک فی البر سواء قال بلی قال فلا اذا۔

حضرت شعبی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میرے والد مجھے اٹھا کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ گواہ رہیں میں نے اپنے مال میں سے نعمان کو اتنا اتنا دیا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو عطیہ دیا ہے انہوں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا کیا تم پسند کرتے کہ تمہارے لیے وہ سب بھلائی میں برابر ہوں انہوں نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں آپ نے فرمایا تو میں اس صورت میں گواہ نہیں بنتا۔

فقد اختلف لفظ حدیث داود هذا فیما روی عنہ مرجی ههنا وفیما روی عنہ وهیب فیما قد تقدم فی هذا الباب هکذا رواہ الشعبی عن النعمان۔

تو حضرت داؤد (حضرت شعبی سے روایت کرنے والے راوی) کی یہ روایت جیسے ان سے مرجی نے روایت کیا، کے الفاظ اس حدیث کے خلاف ہیں جیسے ان سے حضرت وہیب نے روایت کیا حضرت شعبی نے حضرت نعمان سے اس طرح روایت کیا۔

۱۲۷۰- وقد رواہ ابو الضحی عن النعمان ایضا۔

اور حضرت ابوالضحیٰ نے بھی حضرت نعمان سے روایت کیا۔

۱۲۷۱- حدثنا محمد بن خزیمة قال ثنا مسدد قال ثنا یحیی عن فطر ح وحدثنا فهد

حضرت فطر فرماتے ہیں ہم سے ابوالضحیٰ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے سنا

قال ثنا ابو نعيم قال ثنا فطر قال ثنا ابو الضحى قال سمعت النعمان بن بشير يقول ذهب بي ابي الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يشهده على شيء اعطانيه فقال الك ولد غيره؟ قال نعم فقال بيده الا سويت بينهم.

وہ فرماتے تھے کہ میرے والد مجھے لے کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کو اس چیز پر گواہ بنائیں جو انہوں نے مجھے عطا کی تھی آپ نے پوچھا کیا تمہارا کوئی اور بیٹا بھی ہے انہوں نے عرض کیا "جی ہاں" آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا، کہ ان کے درمیان برابری کرو۔

فلم يخبر في هذا الحديث انه امره برده وانما قال الا سويت بينهم على طريق المشورة وان ذلك لو فعله كان افضل.

تو اس حدیث میں واپس لوٹانے کے حکم کی خبر نہیں بلکہ آپ کا ارشاد گرامی کہ ان کے درمیان برابری کرو بطور مشورہ ہے اور اگر وہ ایسا کریں تو افضل ہے

۱۴۷۲- وقد روي عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم في قصة النعمان هو اخلاف كل ما روينا عن النعمان.

اس قصے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حضرت نعمان سے مروی ان تمام (گزشتہ) روایات کے خلاف مروی ہے۔

۱۴۷۳- حدثنا فهد قال ثنا النفيلي قال ثنا زهير قال ثنا ابو الزبير عن جابر قال قالت امرأة بشير لبشير انحل ابني غلامك واشهد لي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عليه قال فاتى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا رسول الله ان بنت فلان سألتني ان انحل ابنها غلامي وقالت اشهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال له اخوة؟ قال نعم قال افكلهم اعطيت؟ قال لا قال فان هذا لا يصلح واني لا اشهد الا على حق.

حضرت ابو الزبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے ان سے کہا کہ میرے بیٹے کو ایک غلام دیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ بنائیں وہ فرماتے ہیں چنانچہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں کی بیٹی (بیوی) کے بارے میں انہوں نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں اس کے بیٹے کو غلام کا عطیہ دوں اور اس نے کہا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ بناؤ آپ نے فرمایا کیا اس کے اور بھائی بھی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے پوچھا کیا تم نے سب کو عطیہ دیا ہے انہوں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا یہ بات تو صحیح نہیں اور میں تو صرف حق بات پر گواہ بنتا ہوں

فهي هذا الحديث ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم انما كان امره لبشير بالرد قبل انفاذ بشير الصدقة فاشار النبي صلى الله عليه وآله وسلم عليه بما

تو اس حدیث کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ کے نفاذ سے پہلے حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کو واپس کرنے کا حکم دینا اس بات کی طرف اشارہ ہے جسے ہم نے ذکر کیا اور یہاں روایات کے خلاف ہے جو حضرت نعمان سے مروی ہیں ان روایات میں

...وَهٰذَا اخْتِلَافُ جَمِيعِ مَا رُوِيَ عَنِ النُّعْمَانِ فِي تِلْكَ الْأَحَادِيثِ أَنَّهُ نَحَلَهُ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا كَذَا وَأَخْبَرَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ فَعَلَ۔

ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے سے پہلے عطیہ دیا اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو فلاں عطیہ دیا تو انہوں نے خبر دی کہ وہ ایسا کر چکے ہیں۔

وَفِي حَدِيثِ جَابِرٍ هٰذَا إِخْبَارُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِسُؤَالِ امْرَأَتِهِ إِيَّاهُ فَكَانَ كَلَامُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ بِمَا كَلَّمَهُ بِهِ عَلَى طَرِيقِ الْمَشُورَةِ وَعَلَى مَا يَنْبَغِي أَنْ يَفْعَلَ عَلَيْهِ النَّحْلَ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَفْعَلَهُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کے مطابق انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیوی کے سوال کی خبر دی تو حضور علیہ السلام نے ان سے جو بھی کلام فرمایا وہ بطور مشورہ تھا اور یہ کہ اگر وہ عطیہ دینا چاہیں تو کیا طریقہ اختیار کریں۔

وَقَدْ رَوَى شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ مُوَافِقًا لِهٰذَا الْمَعْنَى۔

حضرت شعیب بن ابی حمزہ کے واسطے سے حضرت زہری سے بھی یہ روایت اس مفہوم کے مطابق مروی ہے۔

۱۳۴۲۔ حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ نَحَلَنِي أَبِي غُلَامًا ثُمَّ مَشَى بِي حَتَّى أَدْخَلَنِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي غُلَامًا فَإِنْ أَذِنْتَ أَنْ أُجِيزَهُ لَهُ أَجَزْتُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ۔

حضرت شعیب حضرت زہری سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت حمید بن عبد الرحمٰن اور محمد بن نعمان نے بیان کیا ان دونوں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میرے والد نے مجھے ایک غلام بطور عطیہ دیا پھر وہ مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنے بیٹے کو ایک غلام کا عطیہ دیا ہے اگر آپ مجھے اس کے نفاذ کی اجازت دیں تو میں اسے نافذ رکھوں، پھر آگے حدیث ذکر کی۔

فَدَلَّ مَا ذَكَرْنَا عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَحْلٌ كَمُلَتْ فِيهِ مِنْ حِينَ نَحَلَهُ إِيَّاهُ إِلَى أَنْ أَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِرَدِّهِ۔ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَسَمَ شَيْئًا بَيْنَ أَهْلِهِ

تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے جب عطیہ دیا تو وہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لوٹانے کا حکم دیا۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب گھر والوں میں کوئی چیز تقسیم فرماتے تو ان سب کے درمیان برابری

سَوّٰى بَيْنَهُمْ جَمِيْعًا فَاَعْطَى الْمَمْلُوْكَ مِنْهُمْ كَمَا يُعْطِى الْحُرَّ.

فرماتے اور ان میں سے غلام کو بھی اسی طرح عطا فرماتے جس طرح آزاد کو دیتے۔

۱۴۷۵ - حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ يُوْنُسُ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِى ابْنُ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِظَبْيَةٍ خَرَزٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْحُرَّةِ وَالْاَمَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَذٰلِكَ كَانَ اَبِىْ يَقْسِمُ لِلْحُرِّ وَالْعَبْدِ.

حضرت عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صاف شفاف موتی آئے تو آپ نے ان کو آزاد خواتین اور لونڈیوں کے درمیان برابر برابر تقسیم فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے والد بھی اسی طرح آزاد اور غلام کے درمیان تقسیم فرماتے تھے۔

فَكَانَ هٰذَا مِمَّا كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ بَعْضُ عَطَايَاهُ جَمِيْعَ اَهْلِهٖ حُرَّهُمْ وَعَبْدَهُمْ لَيْسَ عَلٰى اَنَّ ذٰلِكَ وَاجِبٌ وَلٰكِنَّهُ اَحْسَنُ مِنْ غَيْرِهٖ فَكَذٰلِكَ كَانَتْ مَشُوْرَتُهٗ فِى الْوَلَدِ اَنْ يُسَوّٰى بَيْنَهُمْ فِى الْعَطِيَّةِ لَيْسَ عَلٰى اَنَّهٗ وَاجِبٌ وَلَا عَلٰى اَنَّ غَيْرَهٗ اِنْ فُعِلَ لَمْ يَثْبُتْ وَهٰذَا قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَاَبِىْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ.

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل کہ آپ عطیات کو اپنے تمام گھر والوں کے درمیان آزاد ہو یا غلام برابر برابر تقسیم کرتے تھے آپ پر واجب نہ تھا بلکہ دوسرے طریقوں سے زیادہ بہتر تھا اسی طرح آپ کا مشورہ کہ عطیات کے سلسلے میں بچوں کے درمیان برابری قائم کی جائے وجوب کے طور پر نہ تھا اور نہ یہ کہ اگر دوسرا راستہ اختیار کیا تو وہ ثابت نہ ہوگا یہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وَقَدْ فَضَّلَ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَضِىَ عَنْهُمْ بَعْضَ اَوْلَادِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الْعَطَايَا.

بعض صحابہ کرام نے عطیات کے سلسلے میں اپنی اولاد میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

۱۴۷۶ - فَحَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهٗ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ نَحَلَهَا جُدَادَ عِشْرِيْنَ وَسْقًا مِنْ مَالِهٖ بِالْغَابَةِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ وَاللّٰهِ يَا بُنَيَّةُ مَا مِنْ اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ

حضرت عروہ بن زبیر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے مال میں سے جو مقام غابہ میں تھا، بیس وسق[1] توڑی ہوئی کھجوریں ان کو عطا فرمائیں جب ان کی وفات کا وقت ہوا تو فرمایا بیٹی! اللہ کی قسم! مالداری کے لحاظ سے تم سے بڑھ کر مجھے کوئی پسند نہیں اور تیری محتاجی سے بڑھ کر میرے لیے کسی کی محتاجی زیادہ پریشان کن نہیں

بعدي غنى منك ولا أعز الناس علي فقرا بعدي منك وإني كنت نحلتك جداد عشرين وسقا فلو كنت جددتيه واحتزتيه كان لك وإنما هو اليوم مال وارث وإنما هما أخواك وأختاك فاقتسموه على كتاب الله تعالى فقالت عائشة والله يا أبت لو كان كذا وكذا لتركته إنما هي أسماء فمن الأخرى قال ذو بطن بنت خارجة أراها جارية.

میں نے تمہیں بیس وسق اتاری ہوئی کھجوریں دی تھیں اگر تم ان کو الگ کر کے قبضہ کر لیتی ہوتیں تو وہ تمہاری ہوتیں لیکن آج جو کچھ ہے وہ وارثوں کا ہے اور وہ تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں انہیں قرآن پاک کے حکم کے مطابق تقسیم کر لینا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابا جان! اللہ کی قسم اگر مال اس قدر (یعنی بہت زیادہ) بھی ہوتا تو میں چھوڑ دیتی میری تو ایک بہن حضرت اسماء ہیں دوسری کون سی ہے انہوں نے فرمایا خارجہ کی بیٹی (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ) کے پیٹ میں جو کچھ ہے میرے خیال میں وہ لڑکی ہوگی۔

١٤٧٧ - حدثنا فهد قال ثنا عمر بن حفص بن غياث قال ثنا أبي عن الأعمش عن شقيق قال ثنا مسروق قال كان أبو بكر الصديق قد أعطى عائشة نحلى فلما مرض قال لها اجعليه في الميراث وذكروا القبض والهبة والصدقة.

حضرت شقیق سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم سے حضرت مسروق نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک عطیہ دیا جب آپ بیمار ہوئے تو ان سے فرمایا اس کو میراث بنا دو اور انہوں نے قبضہ، ہبہ اور صدقہ کا ذکر کیا۔

١٤٧٨ - حدثنا يونس قال ثنا سفيان عن عمرو قال أخبرني صالح بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف أن عبد الرحمن فضل بني أم كلثوم بنحل قسمه بين ولده.

حضرت صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اولاد کے درمیان عطیات تقسیم کرتے ہوئے ام کلثوم کی اولاد کو فضیلت دی۔

فهذا أبو بكر رضي الله تعالى عنه قد أعطى عائشة رضي الله عنها دون سائر ولده ورأى ذلك جائزا ورأته هي كذلك ولم ينكره عليهما أحد من أصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم ورضي عنهم.

تو یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عطیہ دیا اور باقی اولاد کو چھوڑ دیا اور اسے جائز سمجھا ام المومنین نے بھی اسی طرح سمجھا اور کسی صحابی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔

١٤٨٠ - وهذا عبد الرحمن ابن عوف رضي الله تعالى عنه قد فضل بعض أولاده أيضا فيما أعطاهم على بعض ولم ينكر

اور یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اولاد کو عطیات دیتے وقت بعض کو بعض پر فضیلت دی اس پر بھی کسی معترض نے اعتراض نہیں کیا تو

ذٰلِكَ عَلَيْهِ مُنْكَرٌ فَكَيْفَ يَجُوْزُ لِاَحَدٍ اَنْ يَحْمِلَ بَشِيْرًا عَلٰى خِلَافِ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عِنْدَنَا فِيْمَا ذَكَرْنَا مِنْ ذٰلِكَ اِنَّمَا كَانَ عَلَى الْاِسْتِحْبَابِ كَمَا اسْتَحَبَّ التَّسْوِيَةَ بَيْنَ اَهْلِهٖ فِي الْعَطِيَّةِ وَتَرْكَ التَّفْضِيْلِ لِاَحْرَارِهِمْ عَلٰى مَمْلُوْكِهِمْ لَيْسَ عَلٰى اَنَّ ذٰلِكَ مَا لَا يَجُوْزُ غَيْرُهٗ وَلٰكِنْ عَلَى اسْتِحْبَابِهٖ لِذٰلِكَ وَغَيْرُهٗ فِي الْحُكْمِ جَائِزٌ۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ اَصْحَابُنَا فِيْ عَطِيَّةِ الْوَلَدِ الَّتِيْ تُتَّبَعُ فِيْهَا اَمْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَشِيْرٍ كَيْفَ هِيَ فَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يُسَوِّيْ بَيْنَ الْاُنْثٰى فِيْهَا وَالذَّكَرِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ بَلْ يَجْعَلُهَا بَيْنَهُمْ عَلٰى قَدْرِ الْمَوَارِيْثِ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ.

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فِيْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَوُّوْا بَيْنَهُمْ فِي الْعَطِيَّةِ كَمَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَسْتَوُوْا لَكُمْ فِي الْبِرِّ دَلِيْلٌ عَلٰى اِرَادَةِ التَّسْوِيَةِ بَيْنَ الْاِنَاثِ وَالذُّكُوْرِ لِاَنَّهٗ لَا يُرَادُ مِنَ الْبِنْتِ شَيْءٌ مِنَ الْبِرِّ اِلَّا الَّذِيْ يُرَادُ مِنَ الْاِبْنِ مِثْلُهٗ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَرَادَ مِنَ الْاَبِ لِوَلَدِهٖ مَا يُرِيْدُ مِنْ وَلَدِهٖ لَهٗ وَكَانَ مَا يُرِيْدُ مِنَ الْاُنْثٰى مِنَ الْبِرِّ مِثْلَ مَا يُرِيْدُ مِنَ الذَّكَرِ كَانَ مَا اَرَادَ مِنْهُ لَهُمْ مِنَ الْعَطِيَّةِ لِلْاُنْثٰى مِثْلَ مَا اَرَادَ لِلذَّكَرِ.

وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِي الضُّحٰى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلَكَ وَلَدٌ غَيْرُهٗ

کسی شخص کے لیے کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ ان حضرات کے عمل کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے خلاف قرار دے لہٰذا ہمارے نزدیک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے محض اس کا مستحب ہونا مراد ہے جیسے گھر والوں کے درمیان عطیات کی تقسیم میں برابری کرنا اور آزاد کو غلام پر فضیلت دینے کو چھوڑ دینا مستحب ہے یہ بات نہیں کہ کوئی دوسری صورت ناجائز ہے بلکہ یہ طریقہ مستحب ہے اور دوسرے طریقے محض جائز ہیں۔

ہمارے اصحاب (احناف) نے اس عطیہ کے بارے میں اختلاف کیا جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی پیروی کی جاتی ہے جو آپ نے حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کو دیا تھا کہ وہ کیسا ہے؟ تو حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ لڑکیوں اور لڑکوں کے درمیان مساوات قائم کی جائے جبکہ حضرت محمد بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسے وراثت کے انداز سے تقسیم کیا جائے یعنی لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصے کے برابر دیا جائے۔

حضرت امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں کہ ان کے درمیان برابر کرو جیسے تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے لیے بھلائی میں مساوات قائم کریں، اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے لڑکیوں اور لڑکوں کے درمیان برابری کا ارادہ فرمایا اس لیے کہ بیٹی سے بھی وہی بھلائی چاہی جاتی ہے جس قسم کی بھلائی بیٹے سے مقصود ہوتی ہے تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ سے بیٹے کے لیے اس چیز کا ارادہ فرمایا جس کا وہ اپنے بیٹے سے ارادہ کرتا ہے اور وہ بیٹی سے جو بھلائی چاہتا ہے وہ اس کی مثل ہے جو بیٹے سے چاہتا ہے تو آپ نے عطیات کے سلسلے میں لڑکی کے لیے اسی چیز کا ارادہ فرمایا جس کا لڑکے کے لیے ارادہ کیا۔

اور ابو الضحیٰ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہاری کوئی اور اولاد بھی ہے انہوں نے عرض کیا

قال نعم فقال ألا سويت بينهم ولم يقل ألك ولد غيره ذكرا أو أنثى وذلك لا يكون إلا والحكم للأنثى فيه كحكم الذكر ولولا ذلك لما ذكر التسوية إلا بعد علمه أنهم ذكور كلهم فلما أمسك عن البحث عن ذلك ثبت استواء حكمهم في ذلك عنده فهذا أحسن عندنا مما قال محمد رحمة الله عليه

وقد روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يدل على ذلك أيضا

١٤٨١ - حدثنا أحمد بن داود قال ثنا يعقوب بن حميد بن كاسب قال ثنا عبد الله بن معاذ عن معمر عن الزهري عن أنس قال كان مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم رجل فجاء ابن له فقبله وأجلسه على فخذه ثم جاءت بنت له فأجلسها إلى جنبه قال فهلا عدلت بينهما.

أفلا يرى أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قد أراد منه التعديل بين الابنة والابن وأن لا يفضل أحدهما على الآخر فذلك دليل على ما ذكرنا في العطية أيضا.

بچہ ہاں تو آپ نے فرمایا تو ان کے درمیان مساوات قائم کرو لیکن یہ نہیں پوچھا کہ اس کے علاوہ تمہارا کوئی بیٹا یا بیٹی ہے اور یہ بات اسی صورت میں ہو سکتی ہے (یعنی مرد و عورت کی تمیز کے بغیر مطلقاً پوچھنا) جب بیٹی کا حکم بیٹے کے حکم جیسا ہو اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ اس وقت تک برابری کا ذکر نہ فرماتے جب تک آپ کو علم نہ ہو جاتا کہ وہ تمام لڑکے ہیں جب آپ اس بحث میں نہ پڑے تو ثابت ہوا کہ آپ کے نزدیک ان سب کا حکم ایک جیسا ہے ہمارے نزدیک حضرت امام محمد رحمہ اللہ کے قول کی نسبت یہ زیادہ اچھا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مفہوم پر دلالت کرنے والی روایت بھی مروی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک شخص تھا اس کا بیٹا آیا تو اس نے اسے چوما اور اپنی ران پر بٹھا لیا پھر اس کی بیٹی آئی تو اس نے اسے اپنے پہلو میں بٹھایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ان کے درمیان مساوات کیوں قائم نہیں کی۔

تو کیا وہ شخص (مخالف) نہیں دیکھتا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد کے ذریعے بیٹی اور بیٹے کے درمیان برابری اور ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دینے کا ارادہ فرمایا تو یہ اس بات کی بھی دلیل ہے جسے ہم نے عطیہ کے ضمن میں ذکر کیا۔

الحمد للہ! آج مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۹۳ء بروز اتوار بوقت ساڑھے سات بجے شام تیسری جلد کا ترجمہ مکمل ہوا۔

محمد صدیق ہزاروی لاہور

کتاب النکاح

باب: نکاح کے پیغام پر پیغام دینا اور بھاؤ پر بھاؤ لگانا

اگر کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو کیا اس دوران کوئی دوسرا شخص بھی اس کو پیغام دے سکتا ہے اسی طرح اگر کوئی آدمی کسی چیز کو خریدنے کے لیے بھاؤ لگاتا ہے تو اس حالت میں دوسرے شخص کا بھاؤ لگانا جائز ہے؟

اس سلسلے میں دو مذہب ہیں:

ایک یہ ہے کہ جب تک پہلا شخص اپنا پیغام واپس نہ لے یا اس کے پیغام کو رد نہ کر دیا جائے دوسرے کے لیے پیغام نکاح دینا یا بولی لگانا جائز نہیں۔

دوسرے مذہب کے مطابق اگر وہ لوگ جن کو پیغام نکاح دیا گیا یا جو سودے کا مالک ہے اس پہلے شخص کی طرف رجحان رکھتا ہے تو دوسرے کے لیے پیغام دینا یا بولی لگانا جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔ پہلے قول والوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اس کے پیغام نکاح پر پیغام دے۔

اسی مضمون کی روایات حضرت عقبہ بن عامر، حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں دوسرے حضرات نے اپنے موقف پر حضرت فاطمہ بنت قیس کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب تمہاری عدت ختم ہو جائے تو مجھے مطلع کرنا وہ فرماتی ہیں حضرت معاویہ اور حضرت ابو الجہم (عامر بن حذیفہ) رضی اللہ عنہما نے مجھے منگنی کا پیغام دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مفلوک الحال ہیں اور حضرت ابو جہم عورتوں کو بہت مارتے ہیں تم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نکاح کرو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا علم حاصل ہونے کے باوجود کہ حضرت معاویہ اور حضرت ابو جہم نے پیغام نکاح دیا ہے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لیے پیغام دیا تو اس سے معلوم ہوا کہ پہلے قول والوں نے جو احادیث پیش کی ہیں ان میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ رد عمل معلوم نہیں ہوا جب معلوم ہو جائے کہ پہلے شخص کے پیغام کی طرف توجہ نہیں ہے تو دوسرا شخص پیغام دے سکتا ہے۔ سودے پر سودا کرنے کے سلسلے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ ایک انصاری نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر فاقے کی شکایت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کے گھر بھیجا تاکہ کوئی چیز لائے وہ ایک کمبل اور ایک پیالہ لایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کون شخص ایک درہم کے بدلے خریدے گا ایک شخص

نے عرض کیا میں خریدتا ہوں آپ نے فرمایا ایک درہم سے زائد کون دے گا تو دوسرے شخص نے عرض کیا میں دو درہم دیتا ہوں (آخر تک مکمل حدیث اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں)

اس سے معلوم ہوا کہ بیک وقت دو آدمیوں یا زیادہ کی طرف سے بھاؤ لگایا جاسکتا ہے جب کہ مالک اس شے کا بیچنا چاہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی اس طرح کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔

باب ۱۷۲، عصبہ ولی کے بغیر نکاح کرنا

ولی کی اجازت کے بغیر عورت خود بخود نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اس سلسلے میں دو قول ہیں حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح نہیں کر سکتی۔ جب کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عورت اپنا نکاح کرنے میں خود مختار ہے۔ البتہ اگر غیر کفو میں نکاح کرے تو ولی کو فسخ نکاح کا حق ہوگا اسی طرح اگر وہ مہر مثل سے کم مہر رکھے تو ولی کو اعتراض کرکے مہر پورا کروانے کا حق حاصل ہے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا پہلا قول یہ تھا کہ نکاح کرنے کا اختیار خود عورت کو حاصل ہے اور اگر وہ مہر مثل سے کم بھی رکھے تو ولی کو اعتراض کا حق نہیں لیکن اب وہ حضرت امام محمد رحمہما اللہ سے متفق ہیں کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔

ان حضرات نے حضرت ابن شہاب زہری کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ بواسطہ حضرت عروہ حضرت عائشہ صدیقہ سے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو عورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے" (آخر تک)

اس حدیث پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اس مسئلے میں ان کے ہم مسلک حضرات نے دو طرح اعتراض کیا ہے وہ فرماتے ہیں یہ حدیث ثابت نہیں اور اگر ثابت بھی ہو تو اس میں کئی معانی کا احتمال ہے۔

اس حدیث کو حضرت ابن جریج سلیمان بن موسیٰ سے اور وہ حضرت زہری سے روایت کرتے ہیں لیکن ابن علیہ، ابن جریج سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اس کے بارے میں حضرت زہری سے پوچھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار فرمایا۔ حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں۔

محدثین اس سے کم بات پر حدیث کو ساقط کر دیتے ہیں تو اس وجہ سے بدرجہ اولیٰ ساقط ہو گئی۔ ایک سند میں حجاج بن ارطاۃ، حضرت زہری سے نقل کرتے ہیں حالانکہ انہیں حضرت امام زہری سے سماع حاصل نہیں اور یہ حدیث مرسل ہے جب کہ یہ حضرات حدیث مرسل سے استدلال نہیں کرتے ایک سند میں ابن لہیعہ راوی ہیں تو اس حدیث سے استدلال کرنے والے اپنے مخالف سے ابن لہیعہ کی روایت قبول نہیں کرتے تو خود کیسے استدلال کریں گے۔ لہٰذا یہ حدیث حضرت ابن شہاب زہری سے ثابت نہ ہو سکی اور اگر ان سے ثابت بھی ہو جائے تو خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو اس حدیث کی راویہ ہیں کا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی عدم موجودگی میں ان کی بیٹی کا نکاح کر دیا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ "ولی کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا" ان کے علم میں ہو اور وہ اس کے

باوجود اپنی بھتیجی کا نکاح ولی کی عدم موجودگی اور اس کی اجازت کے بغیر کر دیں۔

ان حضرات نے ایک دوسری روایت سے بھی استدلال کیا ہے وہ یوں ہے کہ اسرائیل نے ابواسحق سے انہوں نے حضرت ابو بردہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا"۔

اس حدیث پر اعتراض یہ ہے کہ اسرائیل کے مقابلے میں زیادہ مضبوط اور احفظ حضرات مثلاً حضرت سفیان اور حضرت شعبہ نے اس حدیث کو ابواسحق سے منقطع روایت کیا یعنی حضرت ابو بردہ براہ راست حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں درمیان میں ان کے والد کا واسطہ نہیں ہے۔

لہذا اصل حدیث حضرت ابو بردہ سے ہے اور اس کے راوی سفیان اور شعبہ الگ الگ اسرائیل پر مقدم ہیں جب دونوں جمع ہو گئے تو یہ روایت زیادہ مستند ہو گئی۔

انہوں نے ابو عوانہ سے مرفوعاً حدیث پیش کی لیکن اس کی سند میں اسرائیل ہیں یعنی اصل حدیث ابو عوانہ نے بواسطہ اسرائیل ابواسحق سے روایت کی لہذا یہ بھی کمزور ہے۔

پھر وہ حضرات اس حدیث کو بواسطہ قیس بن ربیع حضرت ابواسحق سے روایت کرتے ہیں لیکن محدثین کے نزدیک قیس تو اسرائیل سے بھی کمزور ہیں۔ انہوں نے حضرت سفیان کے بعض اصحاب سے روایت پیش کی تو جواب دیا گیا کہ آپ لوگ اپنے مخالف سے اس قسم کی روایت یعنی اصحاب سفیان کی روایت قبول نہیں کرتے تو خود اس سے کیسے استدلال کر رہے ہیں۔

اس حدیث سے استدلال کو ایک دوسرے طور پر یوں رد کیا گیا کہ اس حدیث کو اگر صحیح مان بھی لیا جائے تو اس میں کئی احتمال ہیں۔

ایک احتمال وہی ہے جو ان حضرات کا موقف ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر عورت نکاح نہیں کر سکتی۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ ولی سے مراد وہ شخص ہے جسے نا کحہ عورت خود مقرر کرے وہ قریبی رشتہ دار ہو یا دور کا رشتہ دار، اس احتمال کی بنیاد پر ان لوگوں کا قول صحیح ہو گا کہ عورت چاہے کسی کی دلیہ بھی ہو نکاح کر کے دینے کا اختیار نہیں رکھتی۔

تیسرا احتمال یہ ہے کہ ولی سے مراد وہ ذات ہے جسے ولایت بضع حاصل ہے چاہے وہ چھوٹی بچی کا باپ ہو، لونڈی کا مالک ہو یا آزاد بالغہ عورت خود ہو جو اپنے نفس پر ولایت رکھتی ہے۔

ان حضرات نے قرآن پاک کی آیت سے بھی استدلال کیا ہے "تم ان عورتوں کو نہ روکو اگر وہ اپنے (پہلے) خاوندوں سے نکاح کرنا چاہیں" معلوم ہوا کہ اختیار ولی کو حاصل ہے اسی لیے ان حضرات کو مخاطب کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں یقیناً اس بات کا بھی احتمال ہے لیکن دیگر احتمالات بھی ہیں۔ دوسرے حضرات نے اپنے موقف پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ثیبہ عورت اپنے نفس پر ولی کی نسبت زیادہ حق رکھتی ہے باکرہ سے اس کے نفس کے بارے میں اجازت مانگی جائے اور خاموشی اس کی اجازت ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو خود نکاح کرنے کا اختیار ہے۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح آپ کے حکم پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کیا حالانکہ وہ ان کے ولی نہیں تھے۔
اگر کہا جائے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر مومن کے ولی ہیں لہٰذا یہ واقعہ مستثنیٰ ہے تو یہ بات اپنی جگہ ٹھیک لیکن اس مسئلے میں یہ بات درست نہ ہوگی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ کی طرف سے ولی ہوتے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کی طرف سے وکیل قرار پاتے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے عرض کیا کہ میرا کوئی ولی موجود نہیں تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں تمہارا ولی ہوں۔
قیاس بھی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کو ترجیح دیتا ہے وہ یوں کہ لڑکی جب تک نابالغہ ہوتی ہے اس کا والد اس کے نفس اور مال دونوں کا اختیار رکھتا ہے بالغ ہونے کے بعد اسے اپنے مال کا اختیار مل جاتا ہے تو نفس کے اختیارات بھی حاصل ہونے چاہئیں کیونکہ دونوں کا حکم ایک جیسا ہے۔

باب ۱۷۲: مخطوبہ عورت کو دیکھنا

نوٹ: جس عورت کو نکاح کا پیغام دیا جائے اسے مخطوبہ کہتے ہیں۔
جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اسے دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض حضرات اسے ناجائز قرار دیتے ہیں جب کہ بعض علماء کے نزدیک اسے دیکھنا جائز ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے۔
ناجائز قرار دینے والوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی! تمہارے لیے جنت میں خزانہ ہے اور تم اس جنت کے دو کناروں کے مالک ہو ایک نظر کے بعد دوبارہ نہ دیکھنا۔ بے شک پہلی نظر تمہارے لیے ہے اور دوسری تمہارے لیے نہیں ہے۔
حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی یا محرم عورت کے علاوہ کسی عورت کو قصداً دیکھنا حرام ہے۔
جواز کے قائلین نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو اسے اس کا جو حصہ پسند ہے اس کو جس حد تک ممکن ہو دیکھ لے۔ حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت ابو حمید، حضرت ابوہریرہ، بکر بن عبداللہ مزنی اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس مضمون کی روایات آئی ہیں پہلے مسلک والوں کی پیش کردہ حدیث کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ممانعت اس صورت میں ہے جب بلا ضرورت ہو جب کسی ضرورت کے تحت ہو تو دیکھنا جائز ہے۔
مثلاً گواہی کے سلسلے میں کسی عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا جائز ہے اسی طرح جو شخص کسی لونڈی کو خریدنا چاہتا تو وہ اس کے سینے کی طرف دیکھ سکتا تھا۔

لہٰذا نکاح کرنے کے لیے عورت کو دیکھنا بھی جائز ہوگا کیونکہ یہ ایک جائز سبب کے تحت دیکھنا ہے اسی طرح نکاح کے علاوہ بھی اگر کسی ایسے مقصد کے لیے نہ دیکھے جو حرام ہے بلکہ کسی ضرورت کے تحت ہو تو جائز ہے۔

باب ۱۲۷۔ قرآن کی کسی سورت پر نکاح کرنا

کیا عورت کو بطور مہر قرآن پاک کی کوئی سورت سکھائی جا سکتی ہے یا نہیں۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ قرآن پاک کی سورت سکھانے پر نکاح ہو سکتا ہے یعنی جب خاوند بیوی کو قرآن کی کوئی سورت سکھا دے گا تو وہ مہر کی جگہ کفایت کرے گا۔

ان حضرات نے حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں ایک عورت بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنے آپ کو حضور کی خدمت میں بطور ہبہ پیش کیا وہ کافی دیر کھڑی رہی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ کو حاجت نہیں تو اس سے میرا نکاح کر دیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہارے پاس ادائیگی مہر کے لیے کچھ ہے اس نے عرض کیا میرے پاس صرف یہ تہبند ہے آپ نے فرمایا اگر تو یہ چادر اسے دے گا تو اس کے بغیر بیٹھ جائے گا کچھ اور تلاش کرو اس نے عرض کیا مجھے کچھ بھی نہیں ملتا آپ نے فرمایا تلاش کرو اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی ہو۔ راوی فرماتے ہیں اس نے تلاش کی لیکن نہ پائی حضور علیہ السلام نے پوچھا تجھے قرآن پاک سے کچھ یاد ہے اس نے عرض کیا فلاں فلاں سورتیں مجھے آتی ہیں آپ نے فرمایا قرآن پاک سے جو کچھ تیرے پاس ہے اس کے سبب میں نے تیرا نکاح کر دیا۔

دوسرے حضرات کے نزدیک قرآن پاک کی تعلیم مہر نہیں بن سکتی وہ فرماتے ہیں اگر اس طریقے پر نکاح کیا گیا تو نکاح جائز ہوگا اور یہ ایسے ہی ہوگا جیسے مہر مقرر نہ کیا جائے اس صورت میں اگر جماع کے بعد طلاق دے یا خاوند فوت ہو جائے تو مہر مثل دینا ہوگا اور اگر جماع سے پہلے طلاق دے دی تو متعہ (کپڑوں کا جوڑا) دینا پڑے گا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ قرآن کی اجرت لینے سے حضور علیہ السلام نے منع فرمایا حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اہل صفہ کو قرآن پاک سکھایا کرتا تھا تو ان میں سے ایک نے مجھے ایک کمان دی کہ میں اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں قبول کروں میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا اگر تو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے آگ کا طوق ڈالے تو اسے قبول کرے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن شبل انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی اس مضمون کی حدیث مروی ہے لہٰذا قرآن پاک کی تعلیم مہر کی جگہ نہیں ہو سکتی کیونکہ مہر مال سے ادا کیا جاتا ہے جہاں تک پہلے مسلک والوں کی پیش کردہ حدیث کا تعلق ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن پاک کی عظمت کے پیش نظر تمہارے ساتھ نکاح کیا جیسے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے اسلام کی وجہ سے ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان سے نکاح کیا۔

اگر اس حدیث کو ظاہر پر محمول کیا جائے تو اس میں قرآن پاک کی تعلیم کا سرے سے ذکر ہی نہیں اور نہ

ئے مہر ہی رکھا گیا۔
یہاں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ نے مہر کے بغیر عورتوں سے نکاح کو جائز رکھا اور یہ بات کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

وامرأۃ مومنۃ ان وھبت نفسھا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحھا خالصۃ لک من دون المومنین۔

اگر کوئی مومنہ عورت اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرے تو وہ آپ کے لیے حلال ہے اگر آپ نکاح کا ارادہ کریں اور اے محبوب! یہ آپ کے ساتھ خاص ہے دوسرے مسلمانوں کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔ تو یہاں لفظ خالصۃ میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ کسی عورت کا مہر کے بغیر نکاح میں آنا حضور علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کسی اور کو بھی اس عورت کا مہر کے بغیر مالک بنا سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے یہاں اس خاتون سے مشورہ کیے بغیر سائل سے نکاح کر دیا لہٰذا یہ خصوصی واقعہ ہے اور اس میں تعلیم قرآن مہر نہ تھی اور نہ اب کسی کو اس بات کا اختیار ہے۔ قیاس بھی احناف کے موقف کی تائید کرتا ہے کیونکہ اگر مجہول مہر مقرر کیا جائے تو وہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ مہر مثل لازم ہوتا ہے۔ جس طرح سودے میں قیمت غیر معلوم ہو یا اجارے میں اجرت غیر معلوم ہو تو بیع اور اجارہ جائز نہیں ہوتے۔

قاعدہ یہ ہے کہ اجارہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک یہ کہ کام معلوم ہو مثلاً اس کپڑے کی سلائی کرو اتنی رقم لے گی یا وقت معلوم ہو مثلاً ایک گھنٹے کے لیے اجارہ ہو اور اس کی اجرت معلوم ہو اس میں چاہے جتنا کام کرے۔ لیکن قرآن پاک کی تعلیم میں یہ دونوں باتیں نہیں ہو سکتیں کیونکہ بعض اوقات آدمی تھوڑا پڑھانے سے سیکھ لیتا ہے۔ اور بعض اوقات زیادہ پڑھانا پڑتا ہے اسی طرح کچھ لوگ تھوڑے وقت میں سیکھ لیتے ہیں اور کچھ لوگ دیر سے سیکھتے ہیں لہٰذا وقت اور عمل کی جہالت کے پیش نظر یہ اجارہ صحیح نہیں اور جو چیز بھی مال یا نفع ملک بضع کا بدل بنتا ہے جو بیع اور اجارے میں صحیح قرار پاتا ہے لہٰذا جب تعلیم قرآن کا اجارہ صحیح نہیں ہوتا تو وہ مہر بھی نہیں بن سکتا۔

باب ۱۷۵، لونڈی کی آزادی کو اس کا مہر قرار دینا

اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرے اور اس کی آزادی کو ہی مہر قرار دے دے تو کیا یہ صحیح ہے؟ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ایسا کرنا صحیح ہے ان کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس آزادی کو ہی ان کا مہر قرار دیا حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کی روایت کے مطابق حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح اسی طریقہ پر ہوا حضرت سفیان ثوری کا بھی یہی مسلک ہے۔
جبکہ حضرت امام ابو حنیفہ، امام محمد اور امام زفر رحمہم اللہ کے نزدیک یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے دوسروں کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا اختیار دیا کہ اگر کسی عورت سے نکاح

کرنا چاہیں تو مہر کے بغیر کر سکتے ہیں لہذا آپ کسی لونڈی کو آزاد کر کے اس آزادی کو مہر قرار دے سکتے ہیں۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فتویٰ دیا کرتے تھے کہ اس قسم کے نکاح کی تجدید کی جائے اور اس عورت کے لیے مہر ہوگا۔

لہذا اس بات کا احتمال ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو یا آپ نے قرآن پاک سے استدلال کرتے ہوئے اسے حضور علیہ السلام کی خصوصیت قرار دیا۔

چنانچہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے سلسلے میں یوں مروی ہے کہ وہ بنو مصطلق کے قیدیوں میں تھیں اور حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچازاد بھائی کے حصے میں آئیں انہوں نے مکاتبت کی اور بدل کتابت کے سلسلے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعاون حاصل کرنے حاضر ہوئیں آپ نے ان کی لئے معلوم کرنے کے بعد بدل کتابت ادا کر کے ان سے نکاح کر لیا چنانچہ صحابہ کرام نے اس رشتہ کی عظمت کا لحاظ کرتے ہوئے بنو مصطلق کے تمام قیدی رہا کر دیئے تو یہاں آپ کا نکاح بدل کتابت کے بدلے ہوا لیکن کوئی دوسرا شخص ایسا نہیں کر سکتا یعنی بدل کتابت کو مہر قرار نہیں دے سکتا لہذا یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اپنے مسلک کو قیاس سے ثابت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی شخص لونڈی کو اس شرط پر آزاد کرے کہ وہ اس سے نکاح کرے پھر اگر عورت اس بات سے انکار کر دے تو اسے محنت مزدوری کر کے اپنی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے معلوم ہوا کہ نکاح کرنے کی صورت میں قیمت ادا نہیں کرے گی اس لیے کہ وہ آزادی مہر قرار پائے گی۔

امام زفر رحمہ اللہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔ اس صورت میں اگر وہ عورت نکاح کرنے سے انکار کرے تو اس پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔ اور وہ اس غلام کی طرح ہو جائے گی جسے مالک نے ایک ہزار روپے کے بدلے اس شرط پر آزاد کیا کہ وہ ایک سال تک اس کی خدمت کرے گا غلام نے یہ بات مان لی پھر اس نے خدمت سے انکار کر دیا تو اس پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا کیونکہ اگر وہ خدمت کرتا تو مالک سے اس کی اجرت کا مستحق ہوتا اسی طرح لونڈی کی آزادی نکاح کرنے کی شرط پر ہوئی۔ لہذا اگر لونڈی سے اس کا نکاح ہو جاتا تو مہر لازم ہوتا کیونکہ آزادی مہر کے بدلے میں نہیں بلکہ نکاح کرنے کی شرط پر ہوئی اس لیے وہ مہر کا بدل نہیں ہے۔

حضرت ہشام بن حسان نے اپنی ایک ام ولد کو آزاد کر کے آزادی کو مہر قرار دیتے ہوئے اس سے نکاح کیا تو حضرت ایوب سختیانی نے اس کو تسلیم نہ کیا جب حضرت ہشام کو یہ بات بتائی گئی تو انہوں نے اس سے دوبارہ نکاح کر کے چار سو (درہم) مہر مقرر کیا حضرت ایوب سختیانی نے اس موقعہ پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بارے میں فرمایا کہ وہ آپ کی خصوصیات سے ہے۔

باب ۱۲۷: نکاح متعہ

ایک خاص مدت کے لیے مخصوص رقم پر کسی عورت سے نفع اٹھانا متعہ کہلاتا ہے۔ آغاز اسلام میں یہ حلال تھا بعض حضرات اسے اب بھی حلال سمجھتے ہیں اور ان کا کہنا یہ ہے کہ ایک خاص مدت کے لیے مخصوص رقم پر کسی عورت سے نکاح کیا جا سکتا ہے مقررہ مدت کے ختم ہونے پر وہ عورت اس شخص پر حرام ہو جائے گی لیکن یہ حرمت طلاق کی صورت میں نہیں ہوگی۔ ان حضرات کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہم کی روایات ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی اجازت دی، غزوات میں صحابہ کرام کے ساتھ ان کی بیویاں نہیں ہوتی تھیں انہوں نے خصی ہونے کی اجازت مانگی تو آپ نے منع فرمایا اور کپڑے (وغیرہ) کے بدلے ایک خاص مدت تک کے لیے اجازت عطا فرمائی۔

لیکن اہل سنت و جماعت بالخصوص حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک نکاح متعہ جائز نہیں، یہ حضرات فرماتے ہیں کہ مخالفین نے جن روایات سے استدلال کیا ہے وہ اپنی جگہ درست ہیں لیکن یہ پہلے کی بات ہے بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے منع فرما دیا۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے اور وہ عورتوں سے متعہ کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے دن متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کو کھانے سے منع فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے متعہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا حرام ہے اس نے عرض کیا فلاں صاحب تو اس کے بارے میں یہ بات کہتے ہیں (یعنی جائز قرار دیتے ہیں) انہوں نے فرمایا خدا کی قسم! انہیں معلوم ہے کہ خیبر کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور ہم زنا کار نہیں تھے۔

تو اس بات کا احتمال ہے کہ پہلے اجازت ہو اور پھر اسے منسوخ کر دیا ہو لہٰذا اس سلسلے میں چھان بین کی گئی تو روایات سے معلوم ہوا کہ نہی والی احادیث ناسخ ہیں چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ تبوک کے لیے نکلے، آپ ثنیۃ الوداع کے پاس اترے تو چراغ اور روتی ہوئی عورتوں کو دیکھا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جن سے ان کے خاوندوں (متعہ کرنے والوں) نے متعہ کیا اور اب ان کو چھوڑ دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے طلاق، نکاح، عدت اور میراث کے ذریعے متعہ کو حرام کر دیا یا آپ نے فرمایا اسے باطل کیا۔

صحابہ کرام سے بھی اسی طرح مروی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں متعہ کو حرام قرار دیا لیکن کسی صحابی نے بھی انکار نہ کیا گویا صحابہ کرام کا اجماع اس کے نسخ پر واضح دلیل ہے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پہلے حلت متعہ کے قائل تھے فرماتے ہیں یہ اس وقت جائز تھا جب عورتیں کم تھیں جب زیادہ ہو گئیں تو علت ختم ہونے سے یہ حکم بھی اٹھ گیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نکاح متعہ باطل ہے اور اس سے نکاح بھی منعقد نہیں ہوتا اور ان لوگوں کی یہ بات
کہ نکاح برقرار رہے گا شرط باطل ہو جائے گی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات ضرور فرماتے اور
لوگوں کے پاس ان عورتوں میں سے کوئی ہو جن سے متعہ کیا جاتا ہے تو وہ ان کو جدا کر دے یہ اس بات کی واضح
دلیل ہے کہ متعہ کرنے والے نے جو عقد کیا وہ جائز نہیں لہذا اس سے اس شخص کو عورت کی ملک بضع حاصل نہیں ہوگی

باب۲۲، باکرہ اور ثیبہ عورتوں کے پاس کتنے کتنے دن ٹھہرے

اگر کسی شخص نے ثیبہ عورت سے نکاح کیا اور اس سے پہلے بھی اس کی بیویاں ہیں تو اب اس نئی عورت کے
پاس کتنے دن ٹھہرے اس سلسلے میں اختلاف ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس شخص کو اختیار ہے اگر اس کے پاس سات دن قیام کرے تو دوسری بیویوں
کے پاس ایک ایک دن یا ایک ایک رات قیام کرنا ہوگا۔ ان حضرات کی دلیل حضرت عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمن
کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس
تشریف لے گئے تو ان سے فرمایا تمہارے خاندان کے لیے رسوائی کی بات نہیں ہے اگر تم چاہو تو میں تمہارے
پاس سات دن رہوں ورنہ تین دن قیام کروں پھر (دوسری بیویوں کے پاس) چکر لگاؤں۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ پھر میں دوسری بیویوں کے پاس چکر لگاؤں
گا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ تین دن ان کا حق ہے دوسری ازواج کا نہیں۔

لیکن دوسرے حضرات کا موقف یہ ہے کہ اگر اس بیوی کے لیے تین دن مقرر کرے تو باقی بیویوں کے لیے
بھی تین تین دن مقرر کرنا ہوں گے اور اگر اس بیوی کے لیے سات دن مقرر کرے تو دوسری بیویوں کے لیے
بھی سات سات مقرر کرے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔

ان حضرات نے بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت سے استدلال کیا ہے حضرت عمر بن ابی سلمہ
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے پاس تشریف لے
گئے تو فرمایا اگر تم چاہو تو تمہارے لیے سات دن مقرر کروں اور اگر تمہارے لیے سات دن مقرر کروں گا تو
دوسری ازواج کے لیے بھی سات دن ہی مقرر کروں گا۔

تو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ان کے درمیان مساوات ضروری ہے لہذا اگر نئی ثیبہ بیوی کے پاس تین
دن ٹھہرے تو دوسری ازواج کے پاس بھی تین تین دن ٹھہرے گا۔

جہاں تک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کا تعلق ہے کہ پھر میں دوسری بیویوں کے پاس
چکر لگاؤں گا تو اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ میں ان کے پاس بھی تین تین دن چکر لگاؤں گا کیونکہ اگر تین
دن صرف اسی بیوی کا حق ہوتا تو سات دن قیام کی صورت میں تین دن شمار نہ ہوتے اور اس طرح ہر ایک کے
لیے چار چار دن ضروری ہوتے لیکن جب اس کے پاس سات دن ٹھہرنے کی صورت میں ہر ایک کے لیے
سات سات دن مقرر ہیں تو معلوم ہوا کہ اس کے پاس تین دن ٹھہرنے کی صورت میں باقی بیویوں کے لیے بھی

... ہوں گے۔

باب ۵۸: عزل کا حکم

عزل کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کرتے ہوئے انزال کے وقت اس سے الگ ہو جائے
... آیا یہ عمل شریعت میں جائز ہے یا ناجائز؟ اس سلسلے میں تین قول ہیں۔
پہلا قول یہ ہے کہ عزل مکروہ ہے اس کی دلیل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے حضرت جدامہ
رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس عزل کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ خفیہ
طور پر زندہ درگور کرنا ہے۔
دوسرا مسلک یہ ہے کہ عزل میں کوئی حرج نہیں جبکہ عورت خاوند کو اجازت دے اگر وہ انکار کرے
تو عزل کرنا جائز نہیں۔ احناف کا یہی مسلک ہے۔
تیسرا قول یہ ہے کہ عورت چاہے یا نہ چاہے مرد کو عزل کا حق حاصل ہے۔
احناف کے نزدیک اگر اس کی بیوی کسی دوسرے آدمی کی لونڈی ہو تو اس کے مالک کی اجازت کے
بغیر نہیں ہو سکتا۔ البتہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے اس کے خلاف بھی ایک قول مروی ہے وہ فرماتے
ہیں لونڈی اپنے خاوند کو ترک جماع کی اجازت دے تو اس کا مالک، خاوند کو جماع پر مجبور نہیں کر سکتا اسی
طرح اگر وہ عزل کرنا چاہے تو اس کا اختیار بھی لونڈی کو حاصل ہے اس کے مالک کو نہیں۔
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک لونڈی ہے میں نہیں چاہتا کہ وہ حاملہ ہو
لیکن میں اس سے خواہشات بھی پوری کرتا ہوں اس لیے میں عزل کرتا ہوں لیکن یہودی کہتے ہیں کہ یہ
چھوٹے طور پر زندہ درگور کرنا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی جھوٹ کہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ
اس کو پیدا کرنا چاہے تو تم اسے روک نہیں سکتے
معلوم ہوا کہ پہلے قول والوں کی پیش کردہ روایت صحیح نہیں جہاں تک عزل کے جواز کا تعلق ہے تو اس
سلسلے میں متعدد روایات مروی ہیں
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر کو فتح
کیا (مال غنیمت میں) کچھ عورتیں حاصل ہوئیں ہم ان سے وطی کرتے اور عزل کرتے تھے ہم میں سے بعض
لوگ دوسروں سے کہنے لگے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس موجود ہیں لیکن تم ان سے پوچھے
بغیر عزل کرتے ہو چنانچہ انہوں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا ہر پانی سے بچہ پیدا نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ جب
کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ لہٰذا اگر تم عزل نہ بھی کرو تو کوئی
حرج نہیں۔
یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے اس سے معلوم ہوا کہ عزل مکروہ نہیں ہے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کو جب اس بات کی خبر ملی تو آپ نے اس پر اعتراض نہیں فرمایا اور نہ ہی ان کو منع فرمایا بلکہ یہی بتایا کہ جس نے پیدا ہونا ہے وہ عند اللہ مقدر ہے اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی اگر کسی بچے نے پیدا ہونا ہے تو عزل کے باوجود کوئی نہ کوئی قطرہ رحم تک پہنچ جائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مفہوم کی حدیث مروی ہے بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ عہد رسالت میں ہم عزل کرتے تھے لیکن حضور علیہ السلام ہمیں منع نہ فرماتے تو جب یہ بات ابھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو گئی کہ عزل خفیہ طور پر زندہ درگور کرنا نہیں تو ثابت ہو گیا کہ عزل کر لے ہیں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب ۱۷۹ حائضہ عورت سے نفع اٹھانا

اس بات پر تو سب علماء کا اتفاق ہے کہ حالت حیض میں عورت سے جماع کرنا جائز نہیں۔ اس بات پر بھی سب متفق ہیں کہ اس نے چادر باندھی ہوئی ہے تو نفع اٹھانا مثلاً بوسہ لینا یا ساتھ لیٹنا وغیرہ جائز ہے لیکن کیا چادر کے نیچے سے جماع کے علاوہ فائدہ اٹھانا جائز ہے؟ اس سلسلے میں اختلاف ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورت نے کپڑا پہنا ہوا ہو مثلاً چادر باندھی ہوئی تو نفع اٹھا سکتے ہیں اس کے علاوہ نہیں۔

حضرت امام محمد اور دیگر علماء کے نزدیک کپڑے کے نیچے سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ البتہ جماع کرنا جائز نہیں حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے بھی اس مسلک کو ترجیح دی لیکن بعد میں غور و فکر سے ان پر واضح ہوا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک اولیٰ ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا استدلال یوں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم (ازواج مطہرات) میں سے کسی ایک کو حکم دیتے کہ وہ چادر باندھیں جبکہ وہ حائضہ ہوتیں پھر اس کے ساتھ لیٹ جاتے ایک دوسری حدیث میں ہے۔

آپ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ لیٹتے اور میں حائضہ ہوتی لیکن میں نے چادر باندھی ہوتی۔

حضرت میمونہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بھی اس مضمون کی روایات آتی ہیں۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ یہ احادیث ہماری بھی دلیل ہیں کیونکہ ہم چادر کے اوپر اوپر نفع اٹھانے کے خلاف نہیں لیکن ان روایات میں چادر سے نیچے کی ممانعت نہیں۔ یہ حدیث تو ان لوگوں کے خلاف ہے جو عورت سے حالت حیض میں کسی طریقے پر بھی نفع اٹھانے کے منکر ہیں۔

یہ حضرات اپنے موقف پر حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہی روایت پیش کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹتے اور میں حائضہ ہوتی لیکن آپ کو اپنے اوپر بہت کنٹرول تھا۔

اسی طرح ایک حدیث میں حضور علیہ السلام نے فرمایا جماع کے علاوہ سب کچھ کر سکتے ہو۔ حضرت امام طحاوی

اس مسلک کو قیاس سے بھی ثابت کرتے ہیں کہ حیض سے پہلے عورت سے جماع کے طور پر بھی نفع اٹھایا جا سکتا
ہے اور اس کے علاوہ کپڑوں سے اوپر اور نیچے دونوں طرح نفع اٹھا سکتے ہیں پھر حیض کی حالت میں بالاتفاق جماع
حرام اور چادر کے اوپر سے نفع اٹھانا جائز ہے چادر سے نیچے کے بارے میں اختلاف ہے اب دیکھنا یہ
ہے کہ چادر کے نیچے سے نفع اٹھانا جماع کے مشابہ ہے یا چادر کے اوپر سے نفع اٹھانے کی طرح ہے تو
غور کرنے سے معلوم ہوا کہ جماع کی صورت میں حد واجب ہوتی ہے (یعنی زنا کی صورت میں) مگر اور غسل بھی
واجب ہوتا ہے لیکن شرمگاہ کے علاوہ جسم سے نفع حاصل کرنے کی صورت میں کچھ بھی واجب نہیں ہوتا
اور اس سلسلے میں چادر کے اوپر اور نیچے دونوں کا حکم یکساں ہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ چادر کے نیچے سے فائدہ
اٹھانا جماع کی طرح نہیں بلکہ چادر باندھے ہونے کی صورت میں نفع اٹھانے کی طرح ہے۔

حضرت امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہمیں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ روایات کے معانی کی تصحیح
سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک ثابت ہوتا ہے امام محمد رحمہ اللہ کا نہیں کیونکہ احادیث تین قسم کی
ہیں۔

(۱) وہ احادیث جن کے مطابق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے حالت حیض میں چادر کے
اوپر اوپر نفع اٹھاتے۔ ان روایات میں چادر سے نیچے نفع اٹھانے کی ممانعت نہیں ہے۔

(۲) یہ حدیث حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عورت
حالت حیض میں ہو تو مرد کے لیے اس سے کس قدر نفع اٹھانا جائز ہے۔ آپ نے فرمایا چادر سے اوپر
اوپر، تو یہ ان کے سوال کا بلا کم و کاست جواب ہے۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس کے مطابق عورت سے شرمگاہ کے علاوہ نفع اٹھانا
جائز ہے اگرچہ چادر سے نیچے ہو۔

اب غور کیا کہ ان میں سے مؤخر کونسی روایت ہے تاکہ اسے ناسخ قرار دیا جائے تو حضرت انس رضی اللہ
عنہ کی روایت میں یہودیوں کے عمل کی خبر ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جن مسائل
میں اہل کتاب کے خلاف حکم نازل نہ ہوتا تو آپ ان کی موافقت فرماتے قرآن پاک میں بھی یہی فرمایا گیا کہ
آپ ان لوگوں کے راستے پر چلیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ یہودی
حائضہ عورت سے کلام نہیں کرتے تھے نہ ان کے ساتھ کھانا کھاتے اور نہ ہی ان کے ساتھ ایک کمرے
میں ٹھہرتے یہ سب باتیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہیں اور ان کی روایت میں ہی ہے کہ شرمگاہ
کے علاوہ نفع اٹھانا جائز ہے جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق چادر کے اوپر
اوپر نفع اٹھانا جائز اور اس کے نیچے ناجائز ہے۔ تو یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت
سے مقدم نہیں ہوسکتی کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق یہودیوں کے بعض امور منسوخ ہیں
لہٰذا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت مؤخر ہے اور یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے
لیے ناسخ قرار پائے گی اس سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک ثابت ہو گیا۔

باب [۱۸]۔ عورتوں سے غیر فطری فعل

بعض حضرات کے نزدیک عورت سے غیر فطری فعل جائز ہے جب کہ دوسرے حضرات جن میں حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بھی شامل ہیں کے نزدیک یہ عمل ناجائز ہے۔

پہلے قول والوں نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ ایک شخص[1] نے اپنی بیوی سے غیر فطری فعل کیا تو لوگوں نے اسے ناپسند کیا اور کہا کہ تم اسے بے شوہر کر رہے ہو جب اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی "تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں پس اپنی کھیتیوں میں جیسے چاہو آؤ"۔

دوسرے حضرات نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا وہ فرماتے ہیں کہ یہودیوں نے کہا جو شخص اپنی بیوی کی شرمگاہ میں پچھلی طرف سے ہو کر جماع کرتا ہے اس کے ہاں بھینگا بچہ پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

تو یہ آیت یہودیوں کے رد میں نازل ہوئی اور اس میں اس بات کی اجازت ہے کہ جماع تو شرمگاہ کے اندر ہو لیکن اس کے لیے جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے جائز ہے۔ لہٰذا پہلے قول والوں کا اس آیت سے استدلال صحیح نہیں۔

پھر اس کا ایک دوسرا مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں اگر تم عزل کرنا چاہو تو کر سکتے ہو اور نہ کرنا چاہو تو اس کا بھی تمہیں اختیار ہے۔

پہلے قول والوں نے حضرت سعید بن یسار رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کیا وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عورتوں کے ساتھ غیر فطری فعل کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

لیکن امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے خلاف بھی مروی ہے بلکہ ان کے صاحبزادے حضرت سالم رضی اللہ عنہ اس روایت کا ان سے انکار کرتے ہیں۔

حضرت ام سلمہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس آیت کی یہی تفسیر منقول ہے کہ یہاں غیر فطری فعل مراد نہیں بلکہ صرف جماع کی اجازت ہے البتہ اس کے لیے جو طریقہ چاہے اختیار کر سکتا ہے۔

پھر متعدد روایات سے غیر فطری فعل کی حرمت ثابت ہے حضرت خزیمہ بن ثابت، حضرت ابوہریرہ، حضرت جابر، حضرت علی بن طلق اور دیگر صحابہ کرام سے اس مضمون کی روایات مروی ہیں۔

پہلے قول والوں نے قرآن پاک کی اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے "کیا تم دنیا والوں میں سے مردوں کے پاس جاتے ہو اور تمہارے رب نے جو عورتیں تمہارے لیے پیدا کی ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہو بلکہ تم زیادتی کرنے

---

[1] یعنی اس عورت کے ساتھ یہ طریقہ کر رہے ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کوئی خاوند نہیں۔ جو فطری انداز میں شہوت کو پورا کرتا۔ ۱۲ ہزاروی

جن کو یہ حضرات کہتے ہیں کہ اس میں بتایا گیا کہ تمہاری عورتوں کے پاس دبر کی چیز ہے تم ان سے شہوت
اور غیر فطری فعل کر سکتے ہیں۔
اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کی یہ تفسیر جو تم نے کی ہے صحیح نہیں بلکہ صحیح تفسیر یہ ہے کہ تمہاری عورتوں سے جو
جماع جائز ہے وہ اختیار کرو چنانچہ یہی تفسیر صحابہ کرام سے مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اس
شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی سے غیر فطری فعل کرتا ہے، فرماتے ہیں یہ چھوٹی لواطت ہے۔
لہٰذا متواتر روایات نیز صحابہ کرام اور تابعین کے ارشادات سے ثابت ہوا کہ عورتوں سے غیر فطری فعل اسی
طرح ناجائز ہے جس طرح مردوں سے حرام ہے۔

باب ۱۸۱، حاملہ عورتوں سے جماع کرنا

بعض حضرات کے نزدیک بیوی یا لونڈی سے حالتِ حمل میں جماع کرنا مکروہ ہے جبکہ احناف کے نزدیک
جائز ہے۔
پہلے موقف پر حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے استدلال کیا گیا ہے وہ
فرماتی ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا اپنی اولاد کو خفیہ طور پر قتل نہ کرو حالتِ حمل
میں جماع کرنا ایک نوجوان گھڑ سوار کو اس کی پیٹھ سے گرا دیتا ہے (یعنی اس حالت میں جماع سے پیدا ہونے
والا بچہ کمزور ہوتا ہے)
احناف نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن کے مطابق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی
اجازت دی ہے اور وہ احادیث مندرجہ بالا احادیث کے لیے ناسخ ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حمل کی حالت میں جماع کرنے سے منع کرنے لگے تھے پھر فرمایا اگر اس سے نقصان
ہوتا تو ایرانیوں اور رومیوں کو ہوتا (کیونکہ وہ یہ عمل کرتے تھے)
معلوم ہوا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت منسوخ ہے بعض احادیث کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ حمل کی حالت میں جماع کرنے سے منع کروں لیکن مجھے بتایا گیا کہ ایرانی
اور رومی ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کچھ ضرر نہیں ہوتا۔ آپ نے وحی سے نہیں بلکہ اپنے خیال کے مطابق یہ
ارادہ فرمایا تھا لیکن اس کے بعد اجازت دے دی گویا آپ کی طرف سے ممانعت کا سبب بچے کے کمزور ہونے
کا خطرہ تھا جب معلوم ہو گیا کہ ایسا نہیں ہوتا تو آپ نے اجازت دے دی۔

باب ۱۸۲، نکاح کے موقعہ پر لوٹ مار

شادی بیاہ کے موقعہ چھوہارے وغیرہ یا پیسے پھینکے جاتے ہیں ان کو لوٹنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض حضرات
کا قول ہے کہ یہ جائز نہیں ان کی دلیل حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں ہم
نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی کہ ہم لوٹ مار نہیں کریں گے۔

حضرت عمران بن حصین، حضرت انس، زید بن خالد جہنی، ثعلبہ بن حکم رضی اللہ عنہم سے بھی اس مضمون کی روایات مروی ہیں۔ لیکن دوسرے حضرات کے نزدیک ان چیزوں کی لوٹ مار جائز ہے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا حدیث میں ناجائز لوٹ مار سے منع کیا گیا جبکہ شادی بیاہ کے موقعہ پر جو کچھ لٹایا جاتا ہے وہ اسی مقصد کے لیے ہوتا ہے لہٰذا جہاں اجازت ہو وہاں اس میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت عبداللہ بن قرط فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین دن قربانی کا دن ہے پھر دسویں ذوالحجہ کا دن ہے فرماتے ہیں ہیں نے پانچ یا چھ اونٹ حضور علیہ السلام کے قریب کیے تو ان میں سے ہر ایک آپ کے قریب ہوتے لگا تا کہ آپ اس سے ابتدا فرمائیں حضور علیہ السلام نے ان کو نکیل ڈال کر ایک کلمہ کہا جسے میں سمجھ نہ سکا میں نے پاس والے آدمی سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے اس نے جواب دیا کہ آپ نے فرمایا جس کا دل چاہے اس کا گوشت کاٹ لے۔ تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جہاں اس قسم کی لوٹ مار کی اجازت ہو وہاں ممانعت نہ ہوگی۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری نوجوان کی شادی میں شریک ہوئے آپ نے نکاح کے بعد ان کے لیے الفت و محبت اور وسعت رزق کی دعا فرمائی پھر فرمایا اپنے ساتھی کے سر پر دف بجاؤ تھوڑی دیر میں لڑکیاں بادام اور شکر کے تھال لے کر آئیں حاضرین نے اپنے ہاتھ روک لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوٹتے نہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو لوٹ مار سے روکتے تھے آپ نے فرمایا وہ لشکروں میں لوٹ مار کرنا ہے شادی بیاہ کے موقعہ پر منع نہیں ہے چنانچہ حضور علیہ السلام خود بھی ان کے ساتھ چھیننے میں شریک ہوئے۔

متقدمین کی ایک جماعت کے درمیان بھی اس سلسلے میں اختلاف ہے لیکن امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قیاس اور غور و فکر کے مطابق جواز کا قول زیادہ مناسب ہے۔

طلاق کا بیان

باب ۱۸۳، حیض کی حالت میں طلاق دینے کے بعد سنت طلاق کا ارادہ کرنا

حیض کی حالت میں طلاق دینا بدعت ہے اس لیے ایسے شخص کو رجوع کا حکم دیا گیا تاکہ وہ حالتِ طہر میں طلاق دے اب اختلاف یہ ہے کہ اگر وہ دوبارہ طلاق دینا چاہے تو اس حیض کے بعد والے طہر میں طلاق دے یا اس کے بعد مزید ایک اور حیض گزرے اور پھر حالت طہر میں طلاق دے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ جس حیض میں طلاق دی ہے اس کے بعد آنے والے

طلاق دے۔ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زوجہ کو حالتِ حیض میں طلاق دی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا ان سے کہیں کہ رجوع کریں پھر حالت طہر یا حالت حمل میں طلاق دیں۔

حضرت امام ابو یوسف اور دیگر حضرات کا موقف یہ ہے کہ اس حیض سے پاک ہونے کے بعد دوبارہ حیض آئے پھر اس سے پاک ہو جائے تو اب طلاق دے۔ انہوں نے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے اس روایت کے مطابق سرکار دو عالم نے فرمایا ان سے کہیں کہ رجوع کریں اور روکے رکھیں یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے پھر حیض آئے پھر پاک ہو اس کے بعد اگر چاہیں تو طلاق دیں۔

امام طحاوی فرماتے ہیں چونکہ اس روایت میں اضافہ ہے اس لئے یہ اس سے اولیٰ ہے نیز امام طحاوی رحمہ اللہ قیاس کے ذریعے بھی اس مسلک کو ترجیح دیتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حیض کی حالت میں طلاق دینے سے منع کیا گیا ہے نیز جس طہر میں طلاق دی ہو اس میں دوسری طلاق دینا بھی منع ہے پھر اس بات پر سب کا اتفاق ہے اگر کوئی شخص حالتِ حیض میں جماع کرے پھر اسے سنت طلاق دینا چاہے تو جب تک اس حیض سے جس میں جماع کیا ہے نیز بعد والے حیض سے پاک نہ ہو جائے طلاق نہیں دے سکتا انہوں نے حالتِ حیض میں جماع کو اس حیض کے بعد آنے والے طہر میں جماع کی طرح قرار دیا ہے۔

تو جب جماع کے بعد طلاق دینے کے سلسلے میں ہر طہر پہلے والے حیض کے حکم میں ہے اور جو شخص حیض کی حالت میں جماع کرے وہ اس کے بعد طلاق نہیں دے سکتا جب تک جماع اور طلاق کے درمیان ایک کامل حیض نہ آجائے تو اسی طرح قیاس کا تقاضا ہے کہ اگر حیض کی حالت میں طلاق دے پھر دوبارہ طلاق دینا چاہے تو پہلی اور دوسری طلاق کے درمیان ایک مستقل حیض ہونا چاہیے۔ گویا سنت طلاق کا حکم ہے کہ ایک طہر میں دو طلاقیں جمع نہ ہوں حضرت امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تینوں اس بات کے قائل ہیں۔

باب ۱۸۷: بیک وقت تین طلاقیں دینا

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں بیک وقت دے تو تینوں طلاقیں واقع ہوں گی یا ایک؟ بعض حضرات کے نزدیک ایک ہی طلاق واقع ہو گی جب کہ ایسے طہر میں طلاق دی ہو جس میں جماع نہ کیا ہو۔

ان لوگوں کی دلیل یہ ہے حضرت ابو الصہباء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں تین طلاقیں ایک ہی طلاق قرار پاتی تھیں جب کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں تین طلاقیں شمار ہوتی تھیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "ہاں" (اسی طرح ہے)

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ چونکہ بیک وقت تین طلاقیں حکم خداوندی کے خلاف ہیں لہٰذا یہ اسی طرح ہے

کہ اگر کوئی شخص کسی کو وکیل بنا کر ایک خاص وقت اور خاص صفت کے مطابق طلاق دینے کو کہے اور وہ اس کے خلاف الٹے پر طلاق دے کر طلاق دے تو وہ نہیں ہوگی اسی طرح جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرے تو وہ طلاق واقع نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ ان کو خاص وقت میں خاص طریقے پر طلاق دی جائے (یعنی یک وقت تین طلاقیں نہ دی جائیں)

دوسرے حضرات کا موقف یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں خاوند پر لازم ہے کہ حیض کی حالت میں طلاق نہ دے بلکہ حالت طہر یا حالت حمل میں طلاق دے اسی طرح تین طلاقیں یک وقت نہ دے بلکہ متفرق طور پر دے لیکن اس کے باوجود اگر وہ حکم شرعی کی مخالفت کرتے ہوئے حیض کی حالت میں طلاق دے یا یک وقت تین طلاقیں دے تو وہ گناہ گار ہوگا لیکن طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور ان کو وکالت پر قیاس نہیں کر سکتے کیونکہ وکیل اپنے موکل کے لیے طلاق دیتا ہے۔ اس لیے اگر اس کے حکم کے خلاف ورزی ہوگی تو نافذ نہ ہوگی لیکن یہ شخص اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں بلکہ اپنی ذات کے لیے طلاق دیتا ہے اس لیے وہ جس طرح بھی طلاق دے گا نافذ ہو جائے گی۔

چنانچہ بعض ایسے امور ہیں جن سے منع کیا گیا لیکن اس کے باوجود وہ نافذ ہو جاتے ہیں مثلاً ظہار کو بری بات قرار دیا گیا لیکن اس سے عورت حرام ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگرچہ یک وقت تین طلاقیں دینا ناجائز کام ہے لیکن وہ واقع ہو جاتی ہیں۔

اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور بے شمار امور ایسے ہیں کہ صحابہ کرام نے ان پر اجماع کیا اور وہ اجماع حجت ہے مثلاً پہلے ام ولد (لونڈی) کو بیچا جاتا تھا لیکن بعد میں صحابہ کرام نے بالاجماع منع کر دیا شراب کی حد کے طور پر سو کوڑے بھی اجماع صحابہ سے مقرر ہو گئے۔ چنانچہ تین طلاقوں کے وقوع کے سلسلے میں تمام صحابہ کرام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے اتفاق کیا۔

بلکہ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جن کی روایت سے مخالفین نے استدلال کیا ہے اسی طرح فتویٰ دیتے تھے ایک شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں انہوں نے فرمایا تیرے چچا نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور شیطان کی پیروی کی ہے لیکن آپ نے اس سے نکلنے کی اجازت نہ دی اس نے پوچھا آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اس عورت کو اس کے لیے حلال قرار دیتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دھوکہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اس کا بدلہ دے گا۔

اسی طرح ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں اس کا کیا حکم ہے تو انہوں نے فرمایا جب تک وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے اس کے لیے حلال نہ ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمرو اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی یہی بات مروی ہے۔

اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ جس طرح عدت کے دوران نکاح کیا جائے تو وہ منعقد نہیں ہوتا اسی

یہاں بھی تین طلاقیں نہیں ہونی چاہیں تو اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اصل طور پر کسی کام کے شروع کرنے کے ذریعے جو شرط ہوتی ہے وہ کام شروع نہیں ہوتا لیکن اس کام سے فراغت اس بات کے بغیر بھی ہو جاتی ہے جس کا حکم دیا گیا ہے مثلاً نماز کو شروع کرنے کے لیے طہارت اور تکبیر تحریمہ ضروری ہے اس کے بغیر نماز کا آغاز نہیں ہوتا اور نماز سے باہر آنے کے لیے سلام کا حکم ہے لیکن اگر کوئی شخص تعمداً گفتگو کے ذریعے نماز سے باہر آنا چاہے تو آ سکتا ہے۔ اسی طرح نکاح کے انعقاد کو باتیں ضروری ہیں ان کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ لیکن نکاح ان امور سے بھی ٹوٹ جاتا ہے جن سے منع کیا گیا ہے اس لیے اس بات کو نکاح کے انعقاد پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

باب ۱۸۵: قروء سے کیا مراد ہے

مطلقہ عورتوں کی عدت کے سلسلے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "اور مطلقہ عورتیں اپنے نفسوں کو تین قروء تک روکیں"۔ چونکہ لفظ قروء حیض اور طہر دونوں معنوں میں مشترک ہے اس لیے اختلاف ہوا کہ یہاں قروء سے مراد حیض ہے یا طہر؟ چنانچہ اس سلسلے میں خود صحابہ کرام کے درمیان اختلاف رہا۔ احناف کے نزدیک اس سے تین حیض مراد ہیں جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک طہر مراد ہیں۔

دونوں طرف کے لوگ احادیث اور اقوال صحابہ سے استدلال کرتے ہیں لیکن امام طحاوی نے دونوں قسم کی احادیث نقل کر کے احناف کے مسلک کی ترجیح کو واضح فرمایا ہے۔

جو حضرات قروء سے طہر مراد لیتے ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ قرآن پاک میں فرمایا گیا "اور ان عورتوں کو ان کی عدت کے حساب سے طلاق دو" تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی زوجہ کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کو کہیں کہ رجوع کریں پھر چھوڑ دیں یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے پھر اگر چاہیں تو طلاق دیں تو یہ وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس کے لیے طلاق دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وطلقوهن لعدتهن" اور ان کو ان کی عدت سے طلاق دی جائے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طہر کی حالت میں طلاق دینے کا حکم دیا اور اسی کو عدت قرار دیا حیض کو عدت قرار نہیں دیا۔ اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واقعے سے متعلق مکمل حدیث اس طرح ہے کہ

آپ نے فرمایا ان کو رجوع کا حکم دیں پھر وہ چھوڑ دیں یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے پھر اسے حیض آ جائے پھر پاک ہو جائے تو اب اگر چاہیں تو طلاق دیں اور فرمایا یہ وہ عدت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا۔ تو جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طہر میں طلاق دینے کی اجازت نہیں دی بلکہ دوسرے طہر تک انتظار کرنے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ اس عدت سے مراد طلاق کی عدت نہیں بلکہ اس سے مراد وہ وقت ہے جس میں طلاق دینا جائز ہے گویا ان حضرات کو عدت کے مفہوم میں مغالطہ ہوا کیونکہ عدت سے مراد وہ دن بھی ہیں جو طلاق کے بعد نکاح کے بغیر گزارے

جاتے ہیں اور اس سے مراد وقت ہی ہے۔ تو جس آیت سے استدلال کیا گیا اس میں عدت سے مراد طلاق کا وقت ہے۔

چونکہ اہل عرب کے نزدیک قروء سے طہر اور حیض دونوں مراد ہو سکتے ہیں اس لیے بعض حدیث سے کسی مسلک کو ترجیح نہیں دی جا سکتی تو ہم دیکھا کہ طلاق کے بعد عدت حیض کی صورت میں گزاری جا سکتی تین حیض مکمل ہو سکتے ہیں کیونکہ طلاق طہر کی حالت میں دی جائے گی اور اگر طہر مراد ہیں تو دو طہر مکمل اور ایک کا کچھ حصہ ہوگا تین طہر مکمل نہیں ہوں گے جب کہ قرآن پاک کا لفظ ثلٰثۃ خاص ہے اور تین کی گنتی کو پورا کرنا ضروری ہے۔

مخالفین کی طرف سے احناف پر اعتراض کیا گیا کہ حج کے سلسلے میں فرمایا گیا۔ حج کے مہینے معلوم ہیں۔ اور اس سے تین مہینے مکمل مراد نہیں ہوتے

بلکہ دو مہینے پورے اور تیسرے مہینے کا کچھ حصہ ہوتا ہے۔ تو یہاں بھی ایسا ہو سکتا ہے

تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں تین کا عدد مذکور نہیں جب کہ یہاں تین قروء فرمایا گیا اور اس پر عمل ضروری ہے۔

ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ تمیز مذکر ہو تو ممیز مؤنث ہوتا ہے اور اگر تمیز مؤنث ہو تو ممیز مذکر ہوگا چونکہ یہاں ممیز پر تائے تانیث ہے لہٰذا تمیز مذکر ہوگی اور وہ طہر ہے حیض نہیں۔

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ جب کسی چیز کے دو نام ہوں ایک مذکر ہو اور دوسرا مؤنث تو مذکر کی جمع لانے کی صورت میں تائے تانیث کو باقی رکھا جاتا ہے اور مؤنث کی جمع لانے کی صورت میں اسے گرایا جاتا ہے۔

مثلاً "ہذا ثوب، ہذہ ملحفۃ، اب "ثوب" کی جمع لائیں تو ثلاثۃ اثواب کہیں گے اور اگر "ملحفۃ" کی جمع لائیں تو ثلاث ملاحف" کہتے ہیں اسی طرح "ہذہ دار" اور "ہذا منزل" ہیں کرتے ہیں "حیضۃ" اور "قرء" ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اب اگر "حیضۃ" کی جمع لائیں تو تائے تانیث نہیں آئے گی بلکہ "ثلث حیض" کہیں گے اور اگر قرء کی جمع لائیں تو تائے تانیث آئے گی مثلاً "ثلثۃ قروء"

لہٰذا اس سے مخالف کا استدلال ختم ہو گیا۔

پھر قیاس کا تقاضا ہے کہ قروء سے حیض مراد ہوں کیونکہ اگر لونڈی کو طلاق دی جائے اور اسے حیض نہ آتا ہو تو آزاد عورت کی عدت کا نصف یعنی ڈیڑھ مہینہ عدت گزارے گی اور اگر اسے حیض آتا ہو تو وہ دو حیض گزارتی ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور چونکہ لونڈی کی عدت آزاد عورت کی عدت کا نصف ہوتی ہے تو جب لونڈی کی عدت بصورت حیض ہے تو آزاد کی عدت بھی تین حیض ہوں گے طہر نہیں ہوں گے۔

باب: مطلقہ بائنہ کی عدت کے دوران نفقہ اور رہائش کا حکم

جس عورت کو طلاق بائن دی گئی کیا اسے عدت کے دوران نفقہ اور رہائش دی جائے؟ اس سلسلے میں تین مسلک ہیں۔

پہلا مسلک یہ ہے کہ عدت کے دوران یہ عورت نفقہ اور رہائش کی مستحق نہیں کیونکہ یہ دونوں چیزیں اس عورت کے لیے واجب ہیں جسے طلاق رجعی دی جائے۔

دوسرا مسلک یہ ہے کہ اس عورت کو رہائش دی جائے گی لیکن اسے نفقہ کا حق حاصل نہیں ہے۔

تیسرا مسلک یہ ہے کہ مطلقہ عورت نفقہ اور رہائش دونوں کی مستحق ہے اور اس کے خاوند پر یہ دونوں چیزیں لازم ہیں اس سلسلے میں طلاق رجعی اور بائن دونوں کا حکم ایک جیسا ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

پہلے مسلک والوں نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتی ہیں میرے خاوند نے مجھے طلاق بائن دی میں نے ان کے ساتھ (ان کے وکیل کے ساتھ) نفقہ اور رہائش کے متعلق اپنا جھگڑا بارگاہ نبوی میں پیش کیا تو حضور علیہ السلام نے میرے لیے رہائش اور نفقہ کا حکم نہ دیا اور مجھے حکم فرمایا کہ میں حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر عدت گزاروں۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا اے قیس کی بیٹی! رہائش اور نفقہ اس کے لیے ہے جسے طلاق رجعی دی گئی ہو۔

یہ حدیث مختلف طرق سے اور مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے لیکن مفہوم یہی ہے۔

دوسرے حضرات نے اس سلسلے میں یوں استدلال کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ بن زید حضرت عائشہ اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہم نے اس کا انکار فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک عورت کے کہنے پر کہ اس کے لیے رہائش اور نفقہ نہیں ہے اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ نہیں سکتے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا استدلال یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو ان کے وقت پر دو" پھر فرمایا "شاید اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی بات ظاہر فرما دے" اور اس بات پر اجماع ہے۔ اس "بات" سے رجوع کرنا ہے پھر ارشاد فرمایا "پھر ان کو وہاں ٹھہراؤ جہاں تم خود ٹھہرتے ہو" رہائش تمہارے لیے ہیں جو اس کے بعد فرمایا "اور انکو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں یعنی عدت کے دوران نہ نکلیں"

اب ایک شخص عورت کو سنت طریقے کے مطابق دو طلاقیں دیتا ہے پھر وہ رجوع کر لیتا ہے اس کے بعد ایک اور طلاق سنت طریقے پر دیتا ہے جس سے وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اس پر وہ عدت واجب ہو جاتی ہے جس میں اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے رہائش مقرر کی اور حکم دیا کہ وہ باہر نہ جائے اور خاوند کو حکم دیا کہ وہ بھی اسے نہ نکالے۔

اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے طلاق رجعی اور بائن کا فرق نہیں کیا لہٰذا حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا قول قرآن پاک کے خلاف ہے اور حضور علیہ السلام کی سنت کے بھی خلاف ہے کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک عورت کے قول پر سنت رسول کو ترک نہیں کر سکتے معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ مطلقہ عورت کو نفقہ اور رہائش ملے گی۔

ایک روایت میں ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

سنا آپ نے فرمایا اس عورت کے لیے رہائش اور نفقہ ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا یہ مفہوم بیان کیا کہ چونکہ وہ اپنے خاوند کے رشتہ داروں سے جھگڑا وغیرہ کرتی تھیں اس لیے ان کو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرنے کا حکم دیا۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے قیاس سے بھی فقہ حنفی کی ترجیح ثابت کی ہے وہ فرماتے ہیں قرآن پاک کے مطابق حاملہ مطلقہ کے لیے نفقہ کا حکم ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ "اگر وہ حمل والی ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک ان پر خرچ کرو"۔

اب یہاں دو باتوں کا احتمال ہے یا تو اس کو بچے کی وجہ سے خرچ دیا جاتا ہے یا عدت کی وجہ سے؟ اگر بچے کی وجہ سے نفقہ دیا جاتا ہو تو صرف اسی کے لیے ثابت ہوگا اور اگر عدت کی وجہ سے ہو تو دوسری مطلقہ (غیر حاملہ) کے لیے بھی عدت کے دوران نفقہ ثابت ہوگا۔

جب ہم نے اس سلسلے میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ باپ چھوٹے بچے پر اپنا مال خرچ کرتا ہے جب تک اس بچے کو اس کی حاجت ہوتی ہے۔ اور اگر بچے کے پاس اپنا مال ہو جو اسے وراثت یا ہبہ وغیرہ کے ذریعے ملا ہو تو باپ پر خرچ کرنا لازم نہیں اور اگر باپ بچے کے فقیر ہونے کے باعث قاضی کے حکم سے خرچ کرے پھر معلوم ہو کہ اس سے پہلے بچے کو کہیں سے مال حاصل ہوا تھا تو باپ وہ مال واپس لے سکتا ہے۔ جو اس نے خرچ کیا ہے۔

اور اگر مطلقہ حاملہ پر خرچ کرے پھر بچہ پیدا ہو اور اس سے پہلے اس بچے کا ماں کی طرف سے بھائی فوت ہوا جس کی وراثت اسے اس وقت حاصل ہوئی جب وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھا تو اب وہ مال واپس نہیں لے سکتا جو حاملہ پر خرچ کیا معلوم ہوا کہ یہ نفقہ اس کے مطلقہ ہونے کی وجہ سے تھا اگر بچے کی وجہ سے ہوتا تو واپس لے سکتا لہٰذا جب حاملہ کو نفقہ مطلقہ ہونے کی وجہ سے ملتا ہے تو ہر وہ عورت نفقہ کی مستحق ہوگی جس کو طلاق دی گئی طلاق بائن ہو یا رجعی۔

باب ۱۸۷: بیوہ کا عدت کے دوران گھر سے باہر نکلنا

کیا مطلقہ عورت اور وہ عورت جس کا خاوند مرجائے عدت کے دوران گھر سے باہر نکل سکتی ہیں؟

اس سلسلے میں بعض لوگوں کا موقف یہ ہے کہ مطلقہ ہو یا بیوہ دونوں کو سفر کرنے یا گھر سے باہر جانے کی اجازت ہے۔

ان حضرات نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں میری خالہ کو طلاق ہوگئی وہ عدت کے دوران اپنے کھجوروں کے درختوں کی طرف جانے لگیں تو ایک شخص نے کہا تمہیں اس کی اجازت نہیں ہے پھر وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے فرمایا تم جاؤ اور کھجوریں توڑو شاید تم صدقہ یا کوئی نیکی کرو۔

جبکہ دوسرے حضرات کے نزدیک بیوہ عورت دن کے وقت باہر جاسکتی ہے لیکن رات اپنے گھر میں گزارنا ہوگی۔ جب کہ طلاق والی عورت عدت کے دوران گھر سے باہر نہیں جاسکتی نہ دن کو اور نہ ہی رات کو۔ یہ حضرات فرماتے ہیں مطلقہ عورت کو عدت کے دوران رہائش اور نفقہ خاوند کی طرف سے ملتا ہے لہٰذا اسے باہر جانے کی ضرورت نہیں جب کہ بیوہ عورت کے لیے نفقہ نہیں ہوتا لہٰذا وہ دن کی روشنی میں باہر جاسکتی ہے تاکہ وہ رزق حاصل کرسکے۔

حضرت امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

پہلے مسلک والوں کی پیش کردہ حدیث کا جواب انہوں نے یوں دیا ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب ان عورتوں کے لیے باہر جانا جائز تھا بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تین دن سوگ کریں پھر جو چاہیں کریں لیکن اس کے بعد چار مہینے دس دن عدت گزارنے کا حکم دیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے البتہ بیوی اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ منائے۔

اس مضمون کی احادیث حضرت زینب بنت ابوسلمہ، حضرت ام سلمہ، حضرت حفصہ، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہن سے بھی مروی ہیں۔

پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح الفاظ میں مروی ہے کہ آپ نے حضرت فریعہ کو عدت کے دوران گھر سے باہر جانے سے منع فرمایا وہ فرماتی ہیں کہ مجھے اپنے خاوند کی وفات کی اطلاع ملی اور میں انصار کے ایک گھر میں رہتی تھی، میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے خاوند نے میرے لیے کوئی نفقہ وغیرہ نہیں چھوڑا مجھے اپنے بھائی کے پاس جانے کی اجازت دیں تو حضور علیہ السلام نے اجازت دے دی فرماتی ہیں میں خوش خوش باہر نکلی تو آپ نے بلاکر دوبارہ ماجرا سنا پھر فرمایا جس گھر میں خاوند کی موت کی اطلاع ملی ہے اسی جگہ ٹھہرو یہاں تک کہ عدت پوری ہوجائے چنانچہ وہ چار مہینے دس دن وہاں ٹھہری رہیں۔

خود حضرت جابر رضی اللہ عنہ جن کی روایت سے پہلے گروہ نے استدلال کیا ہے مطلقہ اور بیوہ کو عدت کے دوران باہر جانے کی اجازت نہیں دیتے چنانچہ حضرت ابوالزبیر رضی اللہ عنہ کے سوال پر انہوں نے فرمایا کہ وہ باہر جاسکتی ہیں اور نہ اپنی مرضی کے مطابق کسی جگہ عدت گزار سکتی ہیں۔

پہلے گروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک عمل سے بھی استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں جنگ جمل کے دن جب طلحہ بن عبید اللہ قتل ہوگئے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ چلی گئیں تو انہوں نے اپنی بہن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا (جن کے خاوند طلحہ قتل ہوئے تھے) کو مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ بلایا اور ان کے ہمراہ حج کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ فتنے کا دور تھا اس لئے انہیں وہاں سے منتقل ہونے کی اجازت

تھی لہٰذا اب بھی ایسے حالات ہوں اور خاوند کے گھر عدت گزارنے میں فتنے کا خوف ہو تو مطلقہ یا بیوہ دوسری مناسب جگہیں جا سکتی ہیں۔

باب ۱۸۸، آزاد کردہ لونڈی کا خاوند آزاد ہو تو اسے اختیار ہو گا یا نہیں۔

اگر لونڈی کسی شخص کے نکاح میں ہو اور اسے آزاد کر دیا جائے تو دیکھا جائے گا اگر اس کا خاوند غلام ہے تو لونڈی کو اختیار ہے چاہے تو نکاح کو فسخ کر دے۔ اور چاہے تو برقرار رکھے۔

اور اگر اس کا خاوند آزاد ہو تو اختلاف ہے بعض حضرات کے نزدیک عورت کو اختیار نہ ہو گا جبکہ دوسرے حضرات اس صورت میں بھی آزاد ہونے والی لونڈی کو اختیار دیتے ہیں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

اس سلسلے میں دونوں فریقوں نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے استدلال کیا ہے۔

حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہم) سے مروی ہے کہ ان کا خاوند غلام تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند سیاہ فام غلام تھا اور اس کا نام مغیث تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو اختیار دیا اور انہیں عدت گزارنے کا حکم دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند آزاد تھا جب ان کو آزاد کیا گیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اختیار دیا۔

چونکہ دونوں قسم کی احادیث ثقہ راویوں سے مروی ہیں اس لیے ان کے درمیان تطبیق دی جائے گی تاکہ ان کے درمیان تضاد نہ ہو لہٰذا نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کا خاوند پہلے غلام تھا پھر اسے آزاد کر دیا گیا اور جب حضرت بریرہ آزاد ہوئیں۔ اس وقت وہ آزاد تھا بنابریں خاوند غلام ہو یا آزاد، آزاد ہونے والی عورت کو نکاح توڑنے یا برقرار رکھنے کا اختیار ہو گا۔

قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ خاوند کے آزاد ہونے کی صورت میں عورت کو اختیار ہونا چاہیے کیونکہ مالک اپنی لونڈی کو کسی شخص کے نکاح میں دینا چاہے تو وہ آزاد یا غلام دونوں میں سے کسی سے بھی اس کا نکاح کر سکتا ہے۔ لہٰذا فسخ نکاح کی صورت میں بھی عموم ہونا چاہیے۔

حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ اگر لونڈی کسی قریشی کے نکاح میں بھی ہو تو آزاد ہونے کی صورت میں اسے اختیار ہو گا۔ لہٰذا احادیث کی تطبیق اور قیاس سے احناف کا مذہب ثابت ہوا۔

باب ۱۸۹، لیلۃ القدر سے مشروط طلاق

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ لیلۃ القدر میں تجھے طلاق ہے تو یہ طلاق کب واقع ہو گی؟ اس سلسلے

یہی حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے لیلۃ القدر کے بارے میں مروی مختلف احادیث کو جمع کر کے ان پر
سیر حاصل بحث کی ہے اس کے بعد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک اور حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے تین قول
ذکر کر کے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔

لیلۃ القدر کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ وہ رمضان المبارک کے پورے مہینے میں کوئی رات
ہوتی ہے یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

انہی سے نیز حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک
کی آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔

حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے تیئسویں رات کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مروی
ہے ظاہر ہے کہ سات راتوں میں تلاش کرنے اور تیئسویں رات کو لیلۃ القدر کے وقوع میں مطابقت اسی صورت
میں ہو سکتی ہے جب مہینہ انتیس دن کا ہو یا یہ ایک خاص سال سے متعلق ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے رمضان المبارک کے آخری
دس راتوں میں تلاش کرنے کا حکم فرمایا سات راتوں اور دس راتوں کے۔

قول میں ایک دوسری حدیث سے مطابقت ثابت ہوتی ہے وہ یوں کہ آپ نے فرمایا آخری دس
راتوں میں تلاش کرو اور اگر اس سے عاجز ہو جاؤ تو سات راتوں ہی میں تلاش کرو۔ حضرت بلال اور حضرت ابی
بن کعب رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستائیسویں رات کے بارے
میں بھی فرمایا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ لیلۃ القدر کے بارے میں امکان ہے کہ وہ رمضان المبارک کی کوئی بھی رات ہو سکتی ہے اگرچہ
آخری دس راتوں میں زیادہ امکان ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک ہی میں ہوتی ہے
کیونکہ قرآن پاک نے بیان کیا کہ یہ قرآن رمضان المبارک میں نازل ہوا اور یہ بھی فرمایا کہ ہم نے اسے لیلۃ القدر
میں اتارا لہٰذا لیلۃ القدر رمضان المبارک میں ہوئی۔

اب جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس کی بیوی کو لیلۃ القدر میں طلاق ہے تو اگر اس نے یہ بات رمضان المبارک
سے پہلے کہی ہے تو رمضان المبارک کے ختم ہونے پر طلاق ہوگی کیونکہ وہ کوئی بھی رات ہو سکتی ہے اب
مہینے کے اختتام پر یقین ہو گیا کہ طلاق واقع ہو گئی کیونکہ یقیناً اس مہینے میں کوئی رات لیلۃ القدر تھی۔

اور اگر وہ مہینے کے دوران یہ بات کہے تو ممکن ہے لیلۃ القدر پہلے گزر چکی ہو لہٰذا اب آنے والی لیلۃ
القدر میں طلاق واقع ہو گی اس لیے جب دوسرا رمضان المبارک آکر ختم ہو جائے گا تو طلاق ہو گی کیونکہ یقیناً
لیلۃ القدر کا وقوع ہو چکا ہے یہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ایک قول تو یہی ہے جو حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا ہے اور ایک قول یہ ہے
کہ اگر وہ مہینے کے دوران کہے تو آئندہ سال اس تاریخ پر طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ سال پورا ہو گیا۔
امام طحاوی فرماتے ہیں یہ قول کمزور ہے کیونکہ ہو سکتا ہے لیلۃ القدر ان راتوں کے بعد کوئی رات ہو اور ادھر

طلاق کو معلق کرنے سے پہلے لیلۃ القدر گزر چکی ہو

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا تیسرا قول یہ ہے کہ جب ستائیسویں رات گزر جائے گی تو طلاق واقع ہو جائے گی حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں یہ قول درست ہو سکتا ہے۔ کیونکہ بعض روایات کے مطابق ستائیسویں رات لیلۃ القدر ہوتی ہے۔

باب ۱۹، زبردستی کی طلاق

اگر کسی شخص کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے اور یوں وہ طلاق دے دے تو کیا یہ طلاق واقع ہو گی؟ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک یہ طلاق واقع ہو جاتی ہے جبکہ کچھ حضرات کے نزدیک یہ طلاق واقع نہیں ہوتی۔

جن لوگوں کے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوتی انہوں نے دو قسم کی احادیث سے استدلال کیا ہے پہلی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت سے غلطی، بھول اور اس عمل کو معاف کر دیا۔ جس پر اسے مجبور کیا جائے۔

اس حدیث کا جواب احناف کی طرف سے یوں دیا گیا ہے کہ یہ صرف شرک کے بارے میں ہے کیونکہ آغاز اسلام میں کفار مسلمانوں کو کلمہ کفر پر مجبور کرتے تھے تو وہ اپنی زبانوں سے ایسا کلمہ نکالتے جب کہ ان کے دل مطمئن ہوتے اسی طرح بعض اوقات وہ بھول کر اس قسم کے کلمات کہہ دیتے تو ان کے لیے معافی کا ذکر کیا گیا۔

ان حضرات نے دوسری دلیل یہ دی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کے لیے وہی ہوگا جس کی اس نے نیت کی ہو اگر اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی تو وہ اسی طرف شمار ہو گی اور اگر حصول دنیا یا کسی عورت سے نکاح کے لیے ہجرت کرے گا تو وہ اسی طرح ہو گی۔ لہذا جب وہ شخص طلاق دینے پر مجبور کیا گیا تو نیت کے نہ پائے جانے کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہو گی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہجرت کرے گا اسے ثواب ملے گا گویا آپ سے دونوں طرح کی ہجرت کا حکم پوچھا گیا تو آپ نے اس کا یوں جواب دیا جہاں تک عمل کا تعلق ہے تو اس میں رکاوٹ نہیں ہوتی چنانچہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے غزوۂ بدر میں حاضری سے اس لئے رکاوٹ ہوئی کہ میں اور میرے والد نکلے تو مجھے اور میرے والد کو کفار قریش نے پکڑ کر پوچھا کہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کا ارادہ کرتے ہو؟ تو ہم نے کہا کہ ہم تو مدینہ طیبہ جا رہے ہیں تو انہوں نے ہم سے وعدہ لیا کہ ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ جائیں اور حضور علیہ السلام کے ہمراہ لڑائی میں بھی شریک ہوں وہ فرماتے ہیں ہم نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تو آپ نے ہمیں غزوہ بدر میں شرکت سے روک دیا اور فرمایا ہم وعدہ پورا کریں گے اور ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد چاہیں گے۔

تو حضور علیہ السلام نے اس وعدہ کو قابل عمل قرار دیا حالانکہ یہ وعدہ زبردستی لیا گیا تھا۔ قیاس بھی احناف کے

مسلک کی تائید کرتا ہے کیونکہ جس آدمی کو کسی کام پر مجبور کیا جائے تو دیکھا جائے گا کہ کیا یہ شخص کام کرنے والے کے حکم میں ہے یا مجبور کرنے والوں کے حکم میں؟ تو ہم دیکھتے ہیں کہ اگر عورت کو روزے کی حالت میں جماع پر مجبور کیا جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح اگر وہ حج کر رہی ہو تو مجبور کر کے جماع کرنے سے حج بھی فاسد ہو جائے گا اسی طرح اگر جماع کرنے والے کو مجبور کیا جائے تو مہر اسی پر لازم ہوگا مجبور کرنے والے پر نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مکرہ (جسے مجبور کیا جائے) کا عمل، معتبر ہوتا ہے لہذا مکرہ کی طلاق معتبر ہوگی۔

اس پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ جس شخص کو سودا کرنے یا اجارہ پر مجبور کیا جائے تو اس کا یہ عمل جائز نہیں ہوتا لہذا یہاں بھی طلاق واقع نہیں ہونی چاہیے۔

تو احناف نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ بیع اور اجارہ میں خیار رویت اور خیار عیب وغیرہ حاصل ہوتا ہے لہذا وہاں یہ گنجائش ہے لیکن طلاق دینے آزاد کرنے اور رجوع کے سلسلے کوئی اختیار حاصل نہیں ہوتا۔ لہذا یہاں اکراہ معتبر نہیں ہوگا یعنی یہ افعال نافذ ہو جائیں گے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور مذاق بھی سنجیدگی وہ نکاح، طلاق اور رجوع کرنا ہے معلوم ہوا کہ جب یہ امور مذاق میں بھی نافذ ہو جاتے ہیں اور بیع وغیرہ مذاق سے عمل میں نہیں آتے تو دونوں میں فرق ہے پھر حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں نشے والے اور مکرہ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے یہ بھی احناف کی تائید ہے۔

باب ۱۹۱: بیوی کے حمل کی نفی کرنا

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے بارے میں کہے کہ جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے وہ اس (خاوند) کا نہیں تو کیا اسے قذف (الزام زنا) قرار دے کر لعان کیا جائے گا یا نہیں؟

بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ زنا کا الزام ہے لہذا لعان ہوگا حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا غیر معروف قول بھی یہی ہے۔

ان حضرات نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل کی وجہ سے لعان کا حکم دیا۔

دوسرے حضرات جن میں حضرت امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحہم اللہ بھی شامل ہیں کے نزدیک محض حمل کی نفی سے لعان نہیں ہوگا کیونکہ حمل کے بارے میں یقین نہیں ہو سکتا ممکن ہے وہ حمل نہ ہو اور محض اس کا وہم کیا جا رہا ہو۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ جس حدیث سے فریق مخالف نے استدلال کیا ہے درحقیقت وہ حدیث مختصر نقل کی گئی اصل میں یہ طویل حدیث ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے ان کے درمیان لعان کیا تو وہ عورت حاملہ تھی لعان حمل کی وجہ سے نہیں ہوا حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم شام کے وقت مسجد میں تھے کہ ایک شخص نے کہا اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو پائے

اور اسے قتل کردے تو تم اس کو قتل کرتے ہو اگر وہ کوئی کلام کرے (یعنی اسے زانی کہے) تو تم اسکو کوڑے لگاتے ہو اور اگر وہ خاموش رہے تو غصے کی حالت میں خاموش رہے گا میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور پوچھوں گا۔ چنانچہ اس نے آپ سے پوچھتے ہوئے بھی مندرجہ بالا الفاظ کہے تو اللہ تعالیٰ نے لعان کا حکم نازل فرمایا حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں۔ سب سے پہلے یہی شخص لعان میں مبتلا ہوا۔

ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ایک انصاری بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور اس نے اپنی بیوی سے لعان کیا جب عورت لعان کرنے لگی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا شاید وہ سیاہ رنگ اور گھنگھریالے بالوں والا بچہ جنے چنانچہ اس نے ایسا ہی بچہ جنا۔

تو اصل حدیث یہ ہے جس کے مطابق لعان کا سبب الزام لگانا ہے اور اس وقت وہ عورت حاملہ تھی یہ مطلب نہیں کہ حمل کی وجہ سے لعان ہوا۔ اسی مضمون کی احادیث حضرت ابن عباس حضرت انس بن مالک اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔

ایک حدیث کے مطابق حضور علیہ السلام نے فرمایا دیکھنا اگر بچہ سفید رنگ اور سیدھے بالوں والا ہو اور سرخ آنکھوں والا ہوا تو وہ ہلال بن امیہ کا ہوگا اور اگر سرمگیں آنکھوں گھنگھریالے بالوں اور باریک پنڈلیوں والا ہوا تو شریک بن سحماء کا ہوگا۔

ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کے ساتھ شریک بن سحماء پر الزام لگایا تھا کہ اس نے ہلال کی بیوی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ چنانچہ بچہ شریک کی شکل پر پیدا ہوا حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کا حکم (حکم لعان) نہ آچکا ہوتا تو میں اس عورت کو سزا دیتا۔

پہلے مسلک والے فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ اگر بچہ اس شکل پر ہو تو فلاں کا ہوگا اور فلاں شکل کا ہو تو فلاں کا ہوگا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اصل مقصود حمل ہے لہٰذا حمل کی نفی کے سبب لعان ہونا چاہیے۔

احناف نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ اگر حمل کی نفی کے سبب لعان ہوتا تو خاوند سے بچے کی نفی ہو جاتی چاہے وہ اس کے مشابہ ہوتا یا نہ مثلاً اگر بچہ پہلے پیدا ہو پھر خاوند الزام لگائے کہ وہ اس کا بچہ نہیں ہے۔ حالانکہ وہ اس کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہو پھر بھی لعان کیا جائے اور میاں بیوی کے درمیان تفریق کر کے بچے کو ماں کے حوالے کیا جائے گا اور محض مشابہت کی وجہ سے باپ کو نہیں دیا جائے گا۔ لہٰذا جب مشابہت کے وجود سے نسب کا وجود ثابت نہیں ہوتا اور عدم مشابہت سے نسب کی نفی نہیں ہوتی اور حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ ایسا ایسا پیدا ہو تو وہ لعان کرنے والے کا ہوگا تو یہ اس بات پر دلالت ہے کہ لعان اس کی نفی نہیں کرتا کیونکہ اگر لعان سے نفی ہوتی تو اس کے ساتھ مشابہت ثبوت نسب کی دلیل اور عدم مشابہت عدم ثبوت کی دلیل نہ ہوتی۔

معلوم ہوا کہ لعان حمل کی وجہ سے نہیں بلکہ قذف کی وجہ سے ہے۔

باب ۱۹۲ ، بچے کی نفی سے لعان

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ہاں پیدا ہونے والے بچے کی نفی کرے یعنی وہ کہے کہ وہ اس کا (خاوند کا) نہیں ہے تو اب لعان ہوگا یا نہیں ؟

ایک جماعت کہتی ہے کہ بچہ باپ ہی کا ہوگا اور لعان نہیں ہوگا ۔ ان حضرات نے حضرت عثمان بن عفان ، حضرت مالک ، حضرت ابوہریرہ ، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے مروی ایک ہی مفہوم کی احادیث سے ، استدلال کیا ہے وہ یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ بچہ بستر والے (خاوند) کا ہے نیز آپ نے فرمایا کہ زانی کے لیے پتھر ہے ۔

دوسرے حضرات کے نزدیک اس صورت میں لعان ہوگا باپ سے بچے کے نسب کی نفی کی جائے گی اور اسے ماں کے حوالے کیا جائے گا البتہ وہ بچے کا اقرار کرے تو اسے دیا جائے گا ۔

ان حضرات نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والے مرد و عورت کے درمیان تفریق کر دی اور بچہ اس کی ماں کے حوالے کیا ۔

اس حدیث کے خلاف یا اس کو منسوخ کرنے والی کوئی حدیث نہیں ۔ سنت یہی ہے صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے تابعین نے بھی اس پر اتفاق کیا کہ صحابہ کرام نے اس بچے کو اس کی ماں کی قوم سے قرار دیا لہٰذا حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی کہ بچہ بستر والے کے لیے ہوتا ہے ۔ لعان کی نفی نہیں کرتا ۔

احناف کا یہی مسلک ہے ۔

آزاد کرنے کا بیان

باب ۱۹۳، مشترک غلام کی آزادی

اگر ایک غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے ایک شخص اپنا حصہ آزاد کر دے تو اس صورت میں کیا وہ دوسرے شریک کے لیے ضامن ہوگا یا نہیں نیز کیا اس طرح تمام غلام آزاد ہو جائے گا یا اتنا ہی آزاد ہوگا جتنا حصہ آزاد کیا گیا؟

یہاں تین قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ جس آدمی نے غلام میں اپنا حصہ آزاد کیا تو وہ قیمت کر کے باقی قیمت دوسرے شرکاء کو دے اور غلام مکمل طور پر آزاد ہو جائے گا۔ چاہے آزاد کرنے والا خوشحال ہو یا تنگدست۔

انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے غلام میں اپنا حصہ آزاد کیا وہ باقی شرکاء کے حصوں کا ضامن ہوگا۔ یہ حضرات فرماتے ہیں جب کوئی شخص کسی کا نقصان کرے تو وہ مالدار ہو یا تنگدست اس مال کا ضامن ہوتا ہے اسی طرح یہ شخص بھی اپنے شرکاء کا نقصان کرنے کی وجہ سے ضامن ہے چاہے خوشحال ہو یا تنگدست۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اگر وہ خوشحال ہے تو ضامن ہوگا ورنہ نہیں یہ حدیث بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے لہٰذا پہلی روایت کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر وہ خوشحال ہے تو باقی شرکاء کا ضامن ہوگا۔ اس طرح دونوں قسم کی احادیث باہم متفق ہو گئیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر آزاد کرنے والا تنگدست ہو تو کیا حکم ہوگا۔ تو اس سلسلے میں دو قول ہیں۔

ایک یہ کہ غلام کا باقی حصہ بدستور غلامی میں رہے گا۔

جب کہ دوسرے حضرات کے نزدیک نصف قیمت کے لیے غلام سے محنت مشقت کرائی جائے اور اس طرح مکمل غلام آزاد ہو جائے گا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا جس نے غلام میں اپنا حصہ آزاد کیا تو اس پر لازم ہے کہ تمام غلام کو اپنے مال سے آزاد کرے اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو غلام سے محنت کروائی جائے لیکن اس پر زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے یعنی آزاد کرنے والا کشادہ دست ہو تو وہ دیگر شرکاء کو باقی قیمت ادا کرے ورنہ غلام سے محنت کروائی جائے۔ غلام بہر صورت مکمل طور پر آزاد ہو جائے گا حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس قول کو ترجیح دی ہے کیونکہ اسے احادیث سے تائید حاصل ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر آزاد کرنے والا خوشحال ہو تو دوسرے حضرات کو بھی اختیار ہے کہ اپنا اپنا حصہ اپنی طرف سے آزاد کریں اور ان سب کو ولاء حاصل ہوئی اور اگر

سے غلام سے مشقت کروائے اور نصف قیمت وصول کرے جب ادا کرے گا تو آزاد ہو جائے گا اور دونوں آزاد کرنے والوں کو ولاء حاصل ہو جائے گی اور اگر چاہے تو آزاد کرنے والے سے نصف قیمت وصول کرے اب وہ آزاد ہو جائے گا اور جس نے دوسرے شریک کو باقی قیمت ادا کی ہے وہ غلام سے مشقت کروائے اور رقم وصول کرے جب غلام رقم ادا کرے گا تو ولاء دونوں کو حاصل ہو جائے گی۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن یزید کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں ہمارا ایک غلام تھا جو میرے، میری ماں اور میرے بھائی اسود کے درمیان مشترک تھا وہ فرماتے ہیں ان سب نے آزاد کرنے کا ارادہ کیا اور میں چھوٹا تھا حضرت اسود نے یہ بات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے فرمایا تم آزاد کر دو عبدالرحمٰن کے بالغ ہونے کے بعد اگر اسے اس بات کی رغبت ہوئی جو تمہیں ہوئی ہے تو وہ آزاد کرے گا ورنہ تم اپنے حصے کا مال لے لو گے۔

باب ۱۹۴، ذو رحم محرم کی آزادی

اگر کوئی شخص اپنے کسی ایسے قریبی رشتہ دار کو خریدتا ہے جس کے ساتھ اس کا نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہے تو وہ خریدتے ہی آزاد ہو جائے گا یا آزاد کرنے سے آزاد ہوگا؟

بعض لوگوں کے نزدیک اسے آزاد کرنا پڑے گا محض خریدنے سے آزاد نہیں ہوگا۔ ان کی دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بیٹا اپنے باپ (کے احسانات) کا بدلہ نہیں دے سکتا مگر یہ کہ اسے غلام پائے تو خرید کر آزاد کرے۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ محض مالک ہو جانے سے ہی وہ آزاد ہو جائے گا آزاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی ذو رحم محرم کا مالک ہو تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔

یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے صحابہ کرام کے اقوال سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے چنانچہ حضرت عمر فاروق حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عطاء بن ابی رباح وغیرہم رضی اللہ عنہم سے بھی یہی بات مروی ہے۔ لہٰذا پہلے قول والوں کی روایت کردہ حدیث اور ان احادیث کو یوں جمع کیا جا سکتا ہے کہ وہاں آزاد کرنے سے مراد آزاد کرنا نہیں بلکہ آزاد ہونا ہوگا۔ یعنی اگر باپ کسی کی ملک میں ہو تو اس کی آزادی کے لیے اس کو خریدے۔

حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

باب ۱۹۵، مکاتب کب آزاد ہوگا

اس سلسلے میں تین مذہب ہیں بعض حضرات کے نزدیک مکاتب جب تک تمام مال (بدل کتابت) ادا نہ کرے غلام ہی رہتا ہے اس سلسلے میں حضرت عمرو بن شعیب بواسطہ اپنے والد ان کے دادا سے روایت

کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکاتب پر اگر ایک درہم بھی باقی ہو، وہ مکاتب ہی کہلاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق کا ایک قول یہی ہے۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ وہ جتنی رقم ادا کرے گا اس حساب سے آزاد اور باقی رقم کے حساب سے غلام شمار ہوگا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور علیہ السلام سے روایت کیا آپ نے فرمایا مکاتب نے جتنا حصہ ادا کیا اس کے حساب سے آزاد کی دیت اور جتنی رقم ادا نہیں کی اس کے حساب سے غلام کی دیت ادا کرے۔

تیسرا مذہب یہ ہے کہ بعض رقم ادا کرنے سے وہ آزاد ہو جائے گا اور باقی رقم اس کے ذمہ قرض ہوگی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک قول اسی طرح ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک جب تک ایک درہم بھی باقی ہے وہ غلام ہی رہتا ہے حضرت ابن عمر، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی نظریہ ہے۔

تینوں اقوال کے سلسلے میں روایات پائی جاتی ہیں لیکن اتنی بات تو ثابت ہے کہ عقد کتابت کے ساتھ ہی وہ آزاد نہیں ہوگا۔ بلکہ بعد میں آزاد ہوگا۔ اب کسی کے نزدیک بعض رقم کی ادائیگی سے مکمل آزاد ہوگا کچھ کے نزدیک پوری رقم ادا کرنے پر آزاد ہوگا اور بعض کے نزدیک جتنی رقم ادا کرے گا اس حساب سے آزاد ہوگا۔

لہٰذا مال پر آزاد ہونے والے سے اس کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ عقد سے ہی آزاد ہو جاتا ہے رقم بعد میں ادا کرتا ہے۔ اب ان اشیاء سے اس کا موازنہ کیا جائے گا جو عقد سے لازم نہیں آتیں بلکہ دوسرے مرحلہ میں ان کا لزوم ہوتا ہے جو حکم ان کا ہوگا وہ کتابت کا بھی ہوگا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص دوسرے آدمی پر اپنا غلام ہزار روپے کے بدلے میں بیچتا ہے تو نفس عقد سے خریدار کے لیے قبضہ ثابت نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ مکمل قیمت ادا نہ کرے اسی طرح قیمت کا کچھ حصہ ادا کرنے سے بھی وہ قبضہ کا مستحق نہیں ہوتا۔ یوں ہی جب تک مقروض تمام قرض ادا نہ کرے رہن رکھی ہوئی چیز کو واپس نہیں لے سکتا تو اس طرح مکاتب بھی اس چیز کے حکم میں ہوگیا جسے کسی چیز کی ادائیگی کے لیے روکا جاتا ہے لہٰذا جب تک وہ تمام رقم ادا نہ کرے آزاد نہ ہوگا حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۱۹۶ ، لونڈی کے ہاں بچے کا پیدا ہونا

اگر کوئی شخص اپنی لونڈی سے جماع کرے پھر اس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو کیا وہ بچہ اسی مالک کا ہوگا اور وہ لونڈی اس کی اُم ولد قرار پائے گی یا نہیں؟

بعض حضرات کے نزدیک وہ بچہ اسی مالک کا ہوگا وہ دعویٰ کرے یا نہ کرے؟

لیکن دوسرے حضرات کے نزدیک اگر وہ اس کا اقرار کرے تو بچہ اس کا ہوگا اور اگر وہ اقرار کیے بغیر مر جائے تو اس کا نہیں ہوگا احناف کا یہی مسلک ہے اور قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے اس سلسلے میں دونوں فریق زمعہ کی لونڈی

ہونے والے بچے سے متعلق حضور علیہ السلام کے فیصلے سے استدلال کرتے ہیں۔
واقعہ یوں ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی سے پیدا ہونے والا بچہ میرا ہے لہٰذا تم اسے حاصل کرنا فتح مکہ کے موقعہ پر جب انہوں نے ایسا کیا تو زمعہ کے بیٹے عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرے باپ کے گھر پیدا ہوا لہٰذا میرا بھائی ہے جب حضور علیہ السلام کے پاس مقدمہ گیا تو آپ نے عبد بن زمعہ سے فرمایا یہ تمہارے لیے ہے پھر حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم اس لڑکے سے پردہ کرو کیونکہ حضور علیہ السلام نے اس میں عتبہ بن ابی وقاص کے ساتھ مشابہت پائی۔

اس سے استدلال کیا گیا کہ حضور علیہ السلام کا یہ فیصلہ عبد بن زمعہ کے دعویٰ پر نہیں کیا گیا بلکہ اس لیے یہ فیصلہ ہوا کہ وہ لونڈی زمعہ کی مملوکہ تھی اور انہوں نے اس سے وطی بھی کی تھی۔ لہٰذا محض لونڈی کے ان کے گھر میں ہونے کی وجہ سے زمعہ کے دعویٰ کے بغیر بچے کا نسب ان سے ثابت ہوا اور وہ لونڈی ام ولد قرار پائی۔

نیز ان حضرات نے حضرت عمر فاروق اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال سے بھی استدلال کیا یہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنی لونڈیوں سے وطی کرتے ہیں پھر ان کو چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ چلی جائیں جو لونڈی میرے پاس آئی اور اس کے مالک نے وطی کا اعتراف کیا تو میں اس بچے کو اس مرد کے حوالے کروں گا۔ اب تمہاری مرضی ہے ان کو چھوڑ دو یا روک رکھو۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے عبد بن زمعہ سے یہ نہیں فرمایا کہ وہ تمہارا بھائی ہے تو ممکن ہے ان کے قبضہ کی وجہ سے فرمایا کہ یہ تمہارے لیے ہے یعنی تمہاری ملک میں ہے آپ نے نسب کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا اگر آپ اسے زمعہ کا بیٹا قرار دیتے تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردے کا حکم نہ فرماتے ہیں کیونکہ بھائی سے پردہ کرنا صلہ رحمی کے خلاف ہے اور حضور ایسی بات کی تعلیم نہیں دیتے۔

ان حضرات پر ایک اعتراض یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا بچہ صاحب فراش کے لیے ہے (یعنی جس کی بیوی یا لونڈی ہے) اور زانی کے لیے پتھر ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ حضور نے حضرت زمعہ سے اس بچے کا نسب ثابت کیا تو اس کا جواب یوں دیا گیا کہ یہ تو حضرت سعد کو تعلیم کے لیے فرمایا کہ تم اپنے بھائی کے لیے دعویٰ کرتے ہو تمہارے پاس فراش کا ثبوت نہیں۔

دوسرا اعتراض یہ ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق آپ نے فرمایا یہ زمعہ کی میراث لے گا اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ نے نسب کا فیصلہ فرمایا تو اس کا جواب یوں دیا گیا کہ چونکہ زمعہ کے دو وارثوں عبد بن زمعہ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اسے بھائی تسلیم کر کے اپنے ساتھ شریک کر لیا تھا اس لیے وراثت کا حکم دیا اس سے نسب کا ثبوت لازم نہیں آتا جہاں تک شبہ کا تعلق ہے کہ عتبہ کے ساتھ مشابہت تھی۔ لہٰذا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پردے کا حکم دیا تو اس کا جواب یوں دیا گیا کہ محض رنگ یا مشابہت سے نسب نہیں ثابت ہوتا جس طرح ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے ہاں سیاہ رنگ کا بچہ پیدا ہوا ہے یعنی وہ میرا نہیں تو حضور علیہ السلام نے اس کا رد فرمایا کہ یہ بات کوئی دلیل نہیں۔

جہاں تک حضرت ابن عمر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے اقوال کا تعلق ہے تو حضرت ابن عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کا قول اس کے خلاف ہے وہ لونڈی سے وطی کرنے کے بعد بچے کو تسلیم نہیں کرتے تھے

لہٰذا قیاس کے ذریعے کسی ایک قول کو ترجیح دی جائے گی تو آزاد عورتوں کے بارے میں ضابطہ یہ ہے اگر کوئی شخص اقرار کرے کہ یہ بچہ اس کا ہے اس کی بیوی کے ہاں پیدا ہوا یا بیوی کے حمل کا اقرار کرے تو اس کے بعد نفی نہیں کر سکتا لیکن وطی کے اقرار سے نسب ثابت نہیں ہوگا بلکہ وطی کا اقرار کرنے کے باوجود بچے کی نفی کر سکتا ہے۔

معلوم ہوا کہ محض وطی سے بچے کا نسب ثابت نہیں ہوگا جب تک اقرار نہ ہو لونڈی کا حکم بھی یہی ہوگا اگر وطی کا اقرار کرتا ہے۔ تو یہ ایسے ہی ہے کہ اس نے اقرار نہیں کیا یعنی جب تک بچے کا اقرار نہ کرے نسب ثابت نہیں ہوگا۔

قسموں اور نذروں کا بیان

باب ۱۹۰، کفاروں میں ایک مسکین کا کھانا

قسم وغیرہ کے کفارہ میں ایک مسکین کو کھانے کی کتنی مقدار دی جائے اس سلسلے میں دو مسلک ہیں ایک یہ ہے ہر مسکین کو ایک مُد (صاع کا چوتھا حصہ) دیا جائے۔

دوسرا مسلک یہ ہے کہ گندم ہو تو دو مُد (نصف صاع) اور کھجوروں یا جَو کی صورت میں ایک ایک صاع دیا جائے۔ احناف کا یہی مسلک ہے

پہلے گروہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ رمضان المبارک میں (دن کے وقت) اس نے اپنی بیوی سے جماع کیا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ایک غلام آزاد کرو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں غلام نہیں پاتا آپ نے فرمایا دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو اس نے عرض کیا مجھے اس کی بھی طاقت نہیں آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں پھر حضور علیہ السلام کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا آیا جس میں پندرہ صاع کھجوریں تھیں آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور صدقہ کرو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اپنے اور اپنے گھر والوں سے زیادہ محتاج پر خرچ کروں حضور علیہ السلام نے فرمایا خود کھاؤ اور گھر والوں کو کھلاؤ اس کی جگہ ایک دن کا روزہ رکھو اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو۔

تو اس حدیث کے مطابق ساٹھ مسکینوں کو پندرہ صاع کھجوریں دی گئیں گویا ایک مسکین کے لیے صاع کا چوتھا حصہ یعنی ایک مُد ہوگا۔

حضرت ابن عباس، ابن عمر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

احناف نے یوں استدلال کیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کفارہ میں کھانے کی مقدار بیان فرمائی ہے وہ گندم کی دو مُد یعنی نصف صاع ہے۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر میں تکلیف کی وجہ سے حالت احرام میں سر منڈانے کی اجازت دی اور حکم دیا کہ قربانی کریں یا تین دن کے روزے رکھیں یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں ہر مسکین کو نصف صاع گندم دیں۔ تو جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کفارہ کی مقدار بیان فرما دی کہ وہ گندم کا نصف صاع ہے تو دوسرے کفاروں کا حکم بھی یہی ہوگا۔ پہلے قول والوں نے جو استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد ہر مسکین کے لیے صاع کا چوتھا حصہ نہیں بلکہ جو کچھ اس

وقت میسر ہو وہ عطا فرمایا وہ کل کفارہ نہیں تھا جس طرح کسی آدمی پر کچھ قرض ہو اور اس کو دس درہم دے دئیے جائیں تو یہ اس کی مدد ہوتی ہے اگرچہ تمام قرض کی ادائیگی نہیں ہو سکتی تو یہاں بھی محض مدد تھی پورا کفارہ نہ تھا حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

گویا اس مسلک کو خود حضور علیہ السلام کی بیان کردہ مقدار سے تائید حاصل ہے۔ پہلے مسلک والوں نے قیاس کیا اور بعض صحابہ کرام کے قول سے اپنا مسلک ثابت کیا اس سلسلے میں صریح مرفوع حدیث پیش نہیں کی۔

باب ۱۹۸ کسی سے مہینہ بھر کلام نہ کرنے کی قسم کھانا

اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں شخص سے ایک مہینے تک کلام نہیں کرے گا تو کتنے دن مراد ہوں گے۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ انتیس دن مراد ہوں گے لہذا اگر تیسویں دن کلام کرے تو حانث نہیں ہوگا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے تین مرتبہ ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ فرمایا کہ مہینہ اس طرح ہوتا ہے تیسری مرتبہ ایک انگلی کو ساتھ ملا لیا یعنی انتیس دن کا مہینہ ہوگا اسی طرح جب حضور علیہ السلام نے اپنی ازواج سے ایک مہینہ علیحدگی اختیار فرمائی تو انتیس دن کے بعد بالاخانے سے نیچے تشریف لائے۔

حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس حضرت ام سلمہ حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

احناف کا مسلک یہ ہے کہ اگر چاند دیکھتے ہی قسم کھائی تو وہ مہینہ مراد ہوگا انتیس دن ہوں یا تیس اور اگر مہینے کے دوران قسم کھائی تو تیس دن پورے کرنا ہوں گے۔

ان کا استدلال یوں ہے فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے اگر چاند دیکھو تو روزہ رکھو اسی طرح چاند دیکھو تو روزہ رکھنا ترک کر دو اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کرو۔

ازواج مطہرات سے بائیکاٹ کے سلسلے میں مروی حدیث میں حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پوچھنے پر کہ آپ نے مہینے کے لیے قسم کھائی تھی اور ابھی انتیس دن ہوئے ہیں آپ نے فرمایا یہ مہینہ مکمل نہیں ہوا۔

اس سے بھی واضح حدیث یہ ہے آپ نے فرمایا ہمارا یہ مہینہ انتیس راتوں کا ہوا ہے۔

حضرت عمر فاروق اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایات کے مطابق حضور علیہ السلام نے فرمایا مہینہ تیس دن کا بھی ہوتا ہے اور تیس دن کا بھی۔

لہذا احناف کے مسلک کے مطابق دونوں قسم کی احادیث پر عمل ہو سکتا ہے جبکہ دوسرا مسلک رکھنے والے حضرات کے نزدیک صرف بعض احادیث پر عمل ہوتا ہے اس لیے احناف کے مسلک کو ترجیح حاصل ہے۔

باب ۱۹۹، کسی جگہ نماز پڑھنے کی نذر

اگر کوئی شخص کسی جگہ نماز پڑھنے کی نذر مانے تو کیا اسی جگہ نماز پڑھنا لازم ہوگا یا کسی دوسری جگہ بھی پڑھ سکتا ہے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اگر وہ دوسری جگہ نذر والی جگہ سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور وہاں ثواب زیادہ ہے تو ایسا کر سکتا ہے لیکن جہاں کی نذر مانی ہے اس کی فضیلت زیادہ ہے تو اس سے کم درجے والی جگہ میں نہیں پڑھ سکتا وہ فرماتے ہیں بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نذر ماننے والا مسجد نبوی یا مسجد حرام میں پڑھ سکتا ہے کیونکہ ان دونوں مسجدوں میں نماز کا ثواب زیادہ ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک ہزار نمازوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے البتہ مسجد حرام میں ثواب زیادہ ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک کسی جگہ نماز پڑھنے کی نذر ماننے والا دوسری کسی بھی جگہ نماز پڑھ سکتا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے فتح مکہ کے دن ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ مکرمہ کی فتح عطا فرمائی تو میں بیت المقدس میں نماز پڑھوں گا حضور علیہ السلام نے فرمایا یہاں ہی پڑھو اس نے دوبارہ سوال کیا یا تیسری بار بھی کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا جیسے تمہاری مرضی۔

اگرچہ امام ابو یوسف اور طرفین سب نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے لیکن طرفین فرماتے ہیں یہاں کسی مسجد کی تخصیص نہیں کیونکہ مساجد میں ثواب برابر ہے مسجد حرام یا مسجد نبوی میں جو فضیلت کا ذکر کیا گیا وہ فرض نماز کے بارے میں ہے نوافل کے بارے میں نہیں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھے مسجد کی نسبت گھر میں (نفل) نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے نیز فرمایا آدمی کی فرض نماز کے علاوہ نماز گھر میں بہتر ہے۔

قیاس بھی طرفین کی تائید کرتا ہے وہ یوں کہ اگر کوئی شخص مسجد میں ایک گھڑی ٹھہرنے کی نذر مانے تو اگرچہ یہ باعث ثواب ہے لیکن اس پر لازم نہیں ہوتا اسی طرح نماز بھی قربت خداوندی کا باعث ہونے کے باوجود مسجد حرام میں پڑھنے کی نذر سے وہاں پڑھنا ضروری نہ ہوگا بلکہ جہاں چاہے پڑھ سکتا ہے۔

باب ۲۰۰، حج کے لیے پیدل جانے کی نذر ماننا

اگر کوئی شخص نذر مانے کہ وہ بیت اللہ شریف کی طرف پیدل جائے گا تو اس پر پیدل حج کرنا واجب ہوگا یا کیا صورت ہوگی۔

اس سلسلے میں تین قول ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ وہ سوار ہو کر بھی جا سکتا ہے اور اس پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔ ان حضرات نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو دو بیٹوں کے درمیان ان کے سہارے جاتے ہوئے دیکھا تو اس کے بارے میں پوچھا بتایا گیا کہ اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بات سے بے نیاز ہے کہ یہ اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرے اور آپ نے سوار ہونے کا حکم فرمایا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ وہ سوار ہو کر حج کے لیے جا سکتا ہے لیکن چونکہ "علیّ" کے الفاظ میں قسم کا معنیٰ بھی پایا جاتا ہے لہٰذا وہ کفارہ قسم بھی ادا کرے چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصے کی حالت میں نذر (کو پورا کرنا لازم) نہیں ہے اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔

حضرت عائشہ، عقبہ بن عامر، عبد اللہ بن مالک اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی اس مضمون کی روایات مروی ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اگر اس نے قسم کا ارادہ کیا ہے تو سواری پر حج کرے، قسم کا کفارہ دے اور قربانی بھی دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ ان کی بہن نے کعبہ شریف کی طرف پیدل ننگے پاؤں اور کھلے بالوں کے ساتھ جانے کی نذر مانی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا انہیں کہو کہ وہ سوار ہوں دوپٹہ اوڑھیں اور قربانی کا جانور بھیجیں۔

تو ان تمام احادیث کو جمع کرنے کے بعد نتیجہ یہ نکلا کہ جو شخص حج بیت اللہ شریف کے لیے پیدل چلنے کی نذر مانے وہ چاہے تو سوار ہو اور پیدل چلنے کو ترک کرنے کی وجہ سے قربانی دے اور قسم کو توڑنے کی وجہ سے قسم کا کفارہ دے۔ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

قیاس بھی ان حضرات کی تائید کرتا ہے وہ یوں کہ اسباب حج ہیں جیسے طواف زیارت عرفات اور مزدلفہ میں وقوف وغیرہ وہ حالت احرام کیے جاتے ہیں جبکہ طواف صدر احرام کھولنے کے بعد ہوتا ہے اب اگر کوئی شخص ان تمام امور کو پیدل کرنے کی نذر مانے پھر بلا عذر سوار ہو کر ادا کرے تو سب کے نزدیک وہ کوتاہی کرنے والا ہو گا اور اس پر قربانی واجب ہو گی اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کرے تو بعض کے نزدیک کچھ بھی لازم نہ ہو گا اور بعض کے نزدیک قربانی ہو گی۔ امام طحاوی اسی بات کو ترجیح دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ مجبوری کی وجہ سے کوئی کام کیا جائے تو ہتک حرمت کی وجہ سے جو گناہ لازم آتا تھا وہ ساقط ہو جائے گا لیکن کفارہ ساقط نہیں ہوتا۔ اسی طرح محرم حالت احرام میں عذر کے بغیر سر منڈائے تو اس پر گناہ بھی ہو گا اور کفارہ بھی لازم ہو گا اور اگر مجبور ہو تو کفارہ ہو گا گناہ نہیں ہو گا تو اسی طرح زیر بحث مسئلہ میں بھی اگر کمزوری وغیرہ کی وجہ سے اس شخص کو سوار ہونا پڑے تو کفارہ دینا ہو گا اگرچہ گناہ نہ ہو گا اور اس پر قربانی بھی لازم ہو گی جس دوسرے امور میں لازم ہوتی ہے۔

بعض حضرات نے اسے نماز پر قیاس کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر دو نفل پڑھنے کی نذر مانے پھر بیٹھ کر پڑھے تو اس پر دوبارہ نماز پڑھنا لازم ہوتا ہے۔

لہٰذا حج کے سلسلے میں بھی یہی حکم ہونا چاہیے کہ اگر وہ پیدل جانے کی نذر ماننے کے بعد سواری پر حج کرے

تو اسے آئندہ سال پیدل حج کرنا چاہیے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ حج کو نماز پر قیاس نہیں کر سکتے کیونکہ دونوں کا حکم مختلف ہے مثلاً ایک شخص فرض نماز کسی عذر کے بغیر بیٹھ کر پڑھے تو دوبارہ ادائیگی لازم ہوتی ہے لیکن جو شخص حج کے موقعہ پر سواری پر طواف کرے اور پیدل نہ چلے پھر واپس گھر آجائے تو اس کا حج ادا ہو جائے گا دوبارہ حج کرنا لازم نہ ہوگا البتہ قربانی دے گا۔ معلوم ہوا کہ حج اور نماز کے احکام الگ الگ ہیں۔

باب ۲۰۱ ۔ حالتِ کفر کی نذر کو حالتِ اسلام میں پورا کرنا

اگر کوئی شخص حالتِ کفر میں کسی نیکی کی نذر مانے پھر اسلام قبول کرے تو کیا اب اس نذر کو پورا کرنا ضروری ہے اس سلسلے میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد اس نذر کو پورا کرے جبکہ احناف کے نزدیک اسے پورا کرنا ضروری نہیں۔

پہلے قول والوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ دورِ جاہلیت میں، میں نے مسجد حرام میں اعتکاف کی نذر مانی تھی آپ نے فرمایا اپنی نذر کو پورا کرو۔

احناف نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا ہے وہ فرماتی ہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے تو اسے اطاعت خداوندی کرنی چاہیے اور جو آدمی گناہ کی نذر مانے تو گناہ نہ کرے یہ حضرات فرماتے ہیں چونکہ عبادت قربِ خداوندی ہے اور اس کے لیے اسلام شرط ہے کیونکہ کافر کا کوئی عمل بھی قرب کا ذریعہ نہیں ہوتا۔

لہٰذا حالتِ کفر کی نذر کو پورا کرنا ضروری نہ ہوگا جہاں تک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت کا تعلق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حالتِ کفر میں یہ عمل گناہ بنتا تھا اب طواف کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ اس نیکی کو حاصل کر سکیں، لہٰذا یہ وہ عمل نہیں ہوگا جو انہوں نے اپنے اوپر لازم کیا تھا۔

حدود کا بیان

باب۲۰: غیر شادی شدہ زانیہ کی سزا

حدود وہ سزائیں ہیں جو شریعت میں مقرر ہو اور جو سزا مقرر نہ ہو اسے تعزیر کہتے ہیں۔ زانی اگر غیر شادی شدہ ہو تو اسے کوڑے لگائے جاتے ہیں اور شادی شدہ ہو تو اسے رجم کیا جاتا ہے۔ احناف کا یہی مسلک ہے۔

لیکن بعض دوسرے حضرات کے نزدیک غیر شادی شدہ زانیہ کو کوڑے لگانے کے ساتھ ساتھ ایک سال کے لیے ملک بدر بھی کیا جائے اور وہ اسے شرعی حد کا حصہ قرار دیتے ہیں۔ ان کی دلیل حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے (شرعی حکم) حاصل کرو ان عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم مقرر فرمایا غیر شادی شدہ، غیر شادی شدہ کے ساتھ زنا کرے یا شادی شدہ کے ساتھ زنا کرے تو غیر شادی شدہ کو کوڑے لگائے جائیں اور ملک بدر کیا جائے اور شادی شدہ کو کوڑے لگائے جائیں اور رجم کیا جائے۔

احناف کی دلیل یہ حدیث ہے حضرت ابوہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ سے لونڈی کے بارے میں پوچھا گیا کہ اگر وہ غیر شادی شدہ ہو اور زنا کرے تو اس کا حکم کیا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا زنا کرے تو اسے کوڑے مارو پھر زنا کرے تو کوڑے مارو پھر زنا کرے تو کوڑے مارو اور پھر بیچ دو اگرچہ ایک رسی کے بدلے ہو۔ احناف کے نزدیک جن احادیث میں ملک بدر کرنے کا ذکر ہے وہ امام کی رائے پر موقوف ہے یعنی اگر وہ ضروری سمجھے تو ملک بدر کر سکتا ہے اور یہ بطور حد نہیں ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے لونڈی کی سزا بیان فرمائی اور اس کی سزا آزاد عورت کی سزا کا نصف ہوتی ہے اگر لونڈی کی سزا میں ملک بدر کرنا شامل ہوتا تو آزاد عورت کی سزا میں بھی ہوتا اور آزاد عورت کے لیے ملک بدر کرنا ہوتا تو زانی مرد کو بھی ملک بدر کیا جاتا۔ لہٰذا حدیث کی رُو سے ملک بدر کرنا حد میں شامل نہیں پھر عورت کے لیے محرم کے بغیر تین دن کی مسافت سے زائد سفر منع ہے اگر ملک بدر کیا جائے تو وہ کیسے سفر کرے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرعی احکام کو بالکل درست بیان فرمایا آپ کا بعض احادیث میں ملک بدر کرنے کا ذکر نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حد شرعی نہیں ہے جن احادیث میں ملک بدر کرنے کا ذکر ہے تو وہ سیاست پر محمول ہو گی اس طرح احادیث میں تضاد نہیں ہوگا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ ایک اعتراض نقل کر کے اس کا جواب بھی دیتے ہیں وہ یوں ہے کہ مخالف یہ کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے جب لونڈی کو کوڑے لگانے اور پھر بیچنے کا ذکر کیا تو اس میں ملک بدر کرنے کی نفی نہیں ہے تو اس کا جواب یوں دیا ہے کہ تمہاری یہ بات تمام متقدمین کے خلاف ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو بتایا کہ زنا کار لونڈیوں کے ساتھ کیا سلوک کریں تو اگر ملک بدر کرنا بھی سزا میں ہوتا تو آپ ضرور بیان فرماتے۔

پھر یوں بھی جواب دیا کہ تم خود کہتے ہو کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس عورت کے پاس جاؤ اگر وہ اقرار کرے تو اس کو رجم کرو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رجم کے ساتھ کوڑے نہیں لگائے جائیں گے حالانکہ حدیث میں کوڑوں کی نفی ظاہر نہیں ہے لیکن تم نفی مانتے ہو تو دوسرے حضرات جب حدیث کی روشنی میں ملک بدر کی نفی کرتے ہیں اگرچہ لفظاً یہ بات موجود نہیں تو تم ان پر کیوں اعتراض کرتے ہو کیونکہ یہی طریقہ تو تم خود اپناتے ہو۔

باب ۲۰۳: شادی شدہ زانی کی سزا

بعض حضرات کے نزدیک شادی شدہ زانی کی سزا کوڑے مارنا اور پھر رجم کرنا ہے کیونکہ ایک شخص نے زنا کیا حضور علیہ السلام کے حکم سے اسے کوڑے لگائے گئے پھر بتایا گیا کہ وہ محصن ہے تو آپ نے حکم فرمایا چنانچہ اسے رجم کیا گیا۔

نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے حکم حاصل کرو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے (زنا کے سلسلے میں) راستہ مقرر کر دیا غیر شادی شدہ، غیر شادی کے ساتھ کرے تو سو کوڑے اور ملک بدر کرنا ہے اور شادی شدہ، شادی شدہ سے زنا کرے تو کوڑے لگانا اور رجم کرنا ہے۔

احناف کے نزدیک شادی شدہ زانی کو صرف رجم کیا جائے گا کیونکہ حضرت انیس اسلمی کو حضور علیہ السلام نے اس عورت کے پاس بھیجا جس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ تو فرمایا اگر وہ اعتراف کرے تو رجم کرو۔ آپ نے کوڑے لگانے کا حکم نہیں فرمایا پھر حضرت ماعز کے واقعہ میں بھی صرف رجم کا ہی ذکر ہے۔

جہاں تک پہلے فریق کی پیش کردہ پہلی حدیث کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوڑے اس وقت لگائے گئے جب اس کا شادی شدہ ہونا معلوم نہ تھا پھر جب حضور علیہ السلام کو بتایا گیا تو آپ نے رجم کیا معلوم ہوا کہ پہلے حد نافذ ہی نہ ہوتی تھی۔

دوسری حدیث منسوخ ہے کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تمہاری جو عورتیں بےحیائی کا ارتکاب کریں تو ان پر چار گواہ طلب کرو اگر وہ گواہی دیں تو ان کو گھروں میں روک رکھو یہاں تک کہ انہیں موت اٹھا لے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی راستہ مقرر کر دے۔"

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے وہ حدیث بیان فرمائی جس میں رجم اور کوڑوں کا ذکر ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے راستہ مقرر کر دیا۔ معلوم ہوا کہ آیت کریمہ کے بعد اس سلسلے میں حضور علیہ السلام کا پہلا ارشاد یہی ہے پھر دیگر احادیث ارشاد فرمائی ہیں جن میں رجم کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث منسوخ ہے

قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ سزا صرف رجم ہو کیونکہ ہم دیکھتے ہیں چوری کی سزا صرف ہاتھ کاٹنا ہے۔ قذف کی سزا صرف کوڑے لگانا ہے تو زنا کی سزا بھی ایک ہی چیز ہونی چاہیے دو سزائیں نہیں ہونی چاہیں۔ بے شک یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے بعد کوڑے لگانے اور پھر رجم کرنے کا حکم دیا لیکن دیگر صحابہ کرام سے اس کے خلاف مروی ہے چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی صرف رجم کا حکم دیا لہٰذا یہ عمل اولیٰ ہے۔

باب ۲۰۴، حد زنا کے لیے کتنی بار اعتراف ضروری ہے

زنا کا ثبوت چار گواہوں کی گواہی سے ہوتا ہے یا خود زانی کے اقرار سے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اقرار کتنی بار ضروری ہے تو بعض حضرات کے نزدیک ایک بار اقرار کافی ہے جبکہ احناف کے نزدیک گواہی کی طرح اعتراف بھی چار بار کیا جائے۔ پہلے گروہ نے حضرت انیس والی روایت سے استدلال کیا کہ ایک شخص کا بیٹا دوسرے کے گھر ملازم تھا اس نے اس آدمی کی بیوی سے زنا کیا حضور علیہ السلام کے پاس مقدمہ پہنچا تو آپ نے فرمایا اے انیس! اس آدمی کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ اقرار کرے تو اسے رجم کرو چنانچہ اس کے اعتراف پر اس کو رجم کیا گیا۔ یہ حضرات فرماتے ہیں یہاں ایک بار ہی اعتراف ہوا اور حد نافذ کر دی گئی۔

احناف نے اس کا جواب یوں دیا ہے اس حدیث میں ایک بار اعتراف کا ثبوت نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے حضرت انیس کو علم ہو کہ چار بار اعتراف ضروری ہے لہٰذا انہوں نے چار بار اعتراف کروایا ہو کیونکہ دیگر روایات میں چار بار اعتراف کا ذکر موجود ہے چنانچہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے چار بار اقرار کیا تو حد نافذ ہوئی اس مضمون کی احادیث حضرت ابو بکر، حضرت ابوذر، حضرت ابن عباس اور حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔

پہلے فریق نے اعتراض کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے، کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کے پاس آیا اس نے زنا کا اقرار کیا تو حضور علیہ السلام نے اعراض فرمایا دو یا تین مرتبہ اعتراف کے بعد اسے رجم کیا گیا تو اس حدیث کے مطابق چار بار سے کم اعتراف پر رجم کیا گیا تو اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ دیگر احادیث میں چار مرتبہ کا ذکر ہے تو ممکن ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پہلے دو بار کا اقرار نہ سنا ہو اور وہ بعد میں تشریف لائے ہوں اور آخری دو بار کا اعتراف سنا ہو جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے چاروں بار کا اقرار سنا حضرت ابن عباس کی روایت مفصل ہے کیونکہ وہی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی انہی سے مروی ہے۔ تو دونوں حدیثوں میں موافقت ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شراحہ کو بھی چار بار لوٹایا اور اعتراف کرنے کا حکم دیا۔

لہٰذا چار بار اعتراف کرنے پر ہی حد نافذ ہوگی۔

باب ۲۵: بیوی کی لونڈی سے زنا کی سزا

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرے تو دیکھا جائے گا عورت کی مرضی نہیں تھی بعض حضرات کے نزدیک تو وہ آزاد ہو جائے گی اور مرد پر لازم ہوگا کہ بیوی کو اس کی مثل لونڈی خرید کر دے اور اگر عورت کی مرضی شامل تھی تو وہ اس مرد کی ملک میں آجائے گی اور وہ اپنی بیوی کو لونڈی خرید کر دے گا۔ ان حضرات نے حضرت سلمہ بن محبق کی روایت سے استدلال کیا کہ اس قسم کے واقعہ میں حضور علیہ السلام نے یہی فیصلہ فرمایا۔
نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کا فیصلہ فرمایا۔ دوسرے حضرات کے نزدیک دیکھا جائے اگر بیوی کی اجازت سے اس نے ایسا کیا ہے تو بطور تعزیر کوڑے لگائے جائیں گے یہاں حد واقع نہ ہوگی کیونکہ یہ وطی بالشبہ ہے اور اگر بیوی کی مرضی اور اجازت نہ تھی تو اس شخص کو رجم کیا جائے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا ایک فیصلہ اسی طرح نقل کیا ہے۔
اگر کہا جائے کہ سو کوڑے بطور تعزیر مارنا جائز نہیں تو امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ خود حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو سو کوڑے لگائے اس نے اپنے غلام کو قصداً قتل کیا تھا۔
جہاں تک حضرت سلمہ بن محبق کی روایت کا تعلق ہے تو وہ منسوخ ہے کیونکہ اس میں مالی سزا کا ذکر ہے اور وہ شروع شروع میں ہوتی تھی جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے ان اونٹ کے بارے میں فرمایا کہ اس کی قیمت اور اس کے ساتھ اس کی مثل دینا ہوگا جب سود حرام ہو گیا تو یہ سزا ختم ہو گئی جہاں تک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے عمل کا تعلق ہے تو حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عمل اس کے خلاف مروی ہے لہٰذا ممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حضرت سلمہ بن محبق کی روایت کے منسوخ ہونے کا علم نہ ہو سکا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے عمل کی مخالفت کی ہے بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے عمل پر سخت اعتراض فرمایا۔
خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سلمہ بن محبق کی روایت میں جو حکم بیان کیا گیا ہے وہ منسوخ ہے حضرت امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مسلک بھی یہی ہے۔

باب ۲۶: محارم سے نکاح کرنے والے کی سزا

اگر کوئی شخص (معاذ اللہ) اپنی سوتیلی ماں یا کسی ایسی عورت سے نکاح کرتا ہے جس سے نکاح کرنا اس کے لئے جائز نہیں پھر وہ جماع بھی کر لیتا ہے تو اس کی سزا کیا ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس پر زنا کی حد قائم ہوگی یعنی اگر وہ شادی شدہ ہے تو رجم کیا جائے اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو اس کو کوڑے لگائے جائیں۔
ان حضرات میں حضرت امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ بھی شامل ہیں۔
ان حضرات نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں مجھے میرے ماموں

ملے اور ان کے پاس جھنڈا تھا میں نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے مجھے حکم دیا گیا کہ میں اس کی گردن مار دوں یا فرمایا کہ میں اس کو قتل کردوں۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کو حد نہیں لگائی جائے گی بلکہ اسے بطور تعزیر سخت سزا دی جائے گی حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت سفیان ثوری رحمہما اللہ کا یہی مسلک ہے۔

انہوں نے فرمایا کہ پہلے گروہ نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے اس میں رجم یا حد قائم کرنے کا ذکر نہیں بلکہ محض قتل کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر اسے بطور حد سزا دی جائے تو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ محصن (شادی شدہ) ہونے کی صورت میں رجم کیا جائے گا تو جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کرنے کا نہیں بلکہ قتل کرنے کا حکم دیا تو ثابت ہوا کہ اس کی سزا بطور حد نہیں تھی۔ بلکہ دور جاہلیت کی طرح اس نے اس عمل کو حلال سمجھ کر کیا جس کی وجہ سے وہ مرتد ہو گیا اور مرتد کی سزا قتل ہے لہذا جب اس حدیث میں حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت سفیان ثوری کے مسلک کے خلاف کوئی بات نہیں پائی جاتی تو یہ حدیث ان کے خلاف دلیل نہیں بنے گی۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا گیا اور یہ جھنڈا ان لوگوں کو دیا جاتا تھا جو کافر محارب سے لڑنے جاتے تھے حد قائم کرنے والوں کے لیے یہ طریقہ نہ تھا۔

اگر وہ حضرات یہ فرمائیں کہ اس شخص نے نکاح کرنے کے بعد جماع بھی کیا اس لیے قتل کیا گیا تو جواباً یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ تمہارے مخالف کے نزدیک اس نے جائز سمجھ کر نکاح کیا اور جماع بھی کیا اگر وہ کہیں کہ حدیث میں حلال سمجھنے کا ذکر نہیں۔ تو جواباً کہا گیا کہ جماع کا بھی تو ذکر نہیں۔ لہذا جب بغیر مذکور جماع مراد لیا جا سکتا ہے تو تمہارا مخالف اس سے حلال سمجھنا بھی مراد لے سکتا ہے اگرچہ وہ مذکور نہیں۔

یہ حدیث ایک دوسرے طریقے سے بھی مروی ہے جس میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت براء فرماتے ہیں مجھے حضور علیہ السلام نے اس شخص کو قتل کرنے اور اس کا مال لینے کا حکم فرمایا پھر ایک دوسری روایت میں ایک دوسرے واقعہ سے متعلق یوں حکم ہے کہ آپ نے اس شخص کو قتل کرنے اور مال کا پانچواں حصہ لینے کا حکم دیا تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ وہ شخص مرتد ہے اور چونکہ وہ محارب ہے لہذا اسے قتل کرنے کا حکم دیا اور مال کا پانچواں حصہ بھی بالاتفاق محارب کافر سے ہی لیا جاتا ہے۔

سوال کیا گیا کہ چونکہ یہ نکاح جائز نہیں تھا لہذا ثابت نہیں ہوا اس لیے اسے اس شخص کی طرح قرار دیا جائے جو بغیر نکاح کے وطی کرتا ہے اور اس صورت میں حد نافذ ہوتی ہے اس کا جواب یوں دیا گیا کہ اگر یہ بات تھی تو بغیر نکاح ثابت نہ بھی ہو تو اس صورت میں حد نافذ نہیں ہو گی کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شخص نے عدت کے دوران نکاح کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دونوں کو تھوڑی تھوڑی سزا دے کر تفریق کر دی اگر نکاح ثابت نہ ہونے سے حد نافذ ہوتی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حد نافذ کرتے۔

یہ بھی سوال کیا گیا کہ محارم سے وطی کرنا زنا سے بھی سخت اور بڑا جرم ہے تو اس کے جواب یوں دیا گیا

بلاشبہ شریعت کی مقرر کردہ ہیں اس میں ہمارا قیاس نہیں چلتا مثلاً شراب نوشی کو بطور حد کوڑے لگائے جاتے ہیں لیکن خنزیر کھانے والے کو یہ سزا نہیں دی جاتی حالانکہ خنزیر کو کھانا شراب نوشی سے بڑا جرم ہے اسی طرح زنا کی تہمت پر حد قذف ہے لیکن کسی کو کافر کہنے سے حد قذف نہیں حالانکہ یہ بہت بڑا الزام ہے۔
تو قیاس کے مطابق بھی حضرت امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رحمہما اللہ کے مسلک کو ترجیح حاصل ہے۔

باب ۲۱۰، شراب نوشی کی سزا

بعض حضرات کے نزدیک شراب نوشی کو چالیس کوڑے مارے جائیں اور وہ اسے ہی سنت قرار دیتے ہیں جبکہ دیگر حضرات جن میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد رحمہم اللہ بھی شامل ہیں، کے نزدیک شراب نوشی کی حد (سزا) اسی کوڑے ہیں اور اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔

پہلے گروہ نے اپنے موقف پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت پیش کی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے پر چالیس کوڑے مارے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے مارے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مکمل فرمائے اور یہ سب سنت ہے۔

نیز حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ میں چالیس کوڑے مارے پھر وہی بات فرمائی جو پہلے مذکور ہے۔

احناف کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف مروی ہے ایک حدیث میں آپ نے فرمایا جو شخص شراب نوشی کرے گا ہم اسے کوڑے ماریں گے اور اگر وہ مر جائے تو اس کی دیت دیں گے۔

پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں کسی شخص کو کوئی حد لگاؤں اور وہ مر جائے تو مجھے کوئی پریشانی نہیں ہوتی لیکن شراب کے سلسلے میں سزا سے مرنے والے پر مجھے پریشانی ہوتی ہے کیونکہ اس سلسلے میں حضور علیہ السلام نے کوئی طریقہ بیان نہیں فرمایا (یعنی کوئی سنت متعین نہیں ہے)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک نجاشی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا جس نے رمضان شریف میں شراب پی تھی تو آپ نے سو کوڑے مارے پھر قید کر دیا اور دوسرے دن باہر نکال کر مزید بیس کوڑے مارے پھر فرمایا کہ یہ بیس کوڑے اس لیے مارے ہیں کہ تو نے رمضان شریف میں روزہ توڑا اور اللہ تعالیٰ پر جرأت کا مظاہرہ کیا۔

پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے شراب کی سزا کے سلسلے میں مشورہ کیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص شراب پیتا ہے تو بیہودہ گفتگو کرتا ہے اور جب بیہودہ گفتگو کرتا ہے تو افترا باندھتا ہے اور افترا باندھنے والے (قاذف) کو اسی کوڑے لگائے جاتے ہیں لہٰذا شرابی کو بھی اسی کوڑے لگائے جائیں چنانچہ اس پر صحابہ کرام کا اجماع منعقد ہو گیا۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایسے کوڑے سے چالیس کوڑے لگائے

جس کی دو شاخیں تھیں چنانچہ اس طرح یہ اسی کوڑے ہوگئے۔ اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی طریقہ مقرر نہ تھا بلکہ ایک مرتبہ شرابی کو لایا گیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے مارو تو کسی نے جوتوں سے مارا کسی نے لاٹھی سے مارا کسی نے تازہ شاخ سے مارا پھر حضور علیہ السلام نے مٹی لے کر اس کے منہ پر ماری۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب حضور علیہ السلام سے کوئی طریقہ متعین نہیں اور صحابہ کرام نے اسی کوڑوں پر اجماع فرمایا اور اس کی بنیاد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مشورہ ہے تو اس کے خلاف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت فاسد قرار پائی اور احناف کا مسلک ثابت ہوگیا۔

باب ٢١٨، چار بار شراب پینے والے کی سزا

اگر کوئی شخص چار مرتبہ شراب نوشی کرے تو اس کی سزا کیا ہے؟

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ بطور حد کوڑے لگائے جائیں چوتھی مرتبہ شراب نوشی کرے تو اسے قتل کیا جائے۔

ان حضرات نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا شراب پینے والوں کو کوڑے لگاؤ پھر پئیں تو کوڑے مارو پھر جب چوتھی مرتبہ شراب نوشی کریں تو انہیں قتل کر دو حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص حضرت ابو ہریرہ، حضرت جریر، ابو سلیمان (حضرت ام سلمہ کے غلام) رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

دوسرے علماء کے نزدیک چوتھی بار بھی شراب کی حد وہی ہے جو پہلی مرتبہ ہے ان کا استدلال اس طرح ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کا خون صرف تین وجہ سے بہانا جائز ہے۔ جان کے بدلے جان، شادی شدہ زانی اور دین کا تارک جماعت سے الگ ہونے والا یعنی مرتد۔

یہ حدیث حضرت عثمان غنی، حضرت مسروق، حضرت عبد اللہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کے واسطے سے سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ لہٰذا یہ روایات پہلی روایات کے خلاف ہیں تو ممکن ہے یہ روایات پہلی روایات کے لیے ناسخ ہوں چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شراب نوشی کرے اسے کوڑے مارو دوبارہ پیئے تو کوڑے مارو پھر پیئے تو کوڑے مارو۔ پھر ایک موقعہ پر حضور علیہ السلام کے پاس شرابی کو لایا گیا تین بار لایا گیا تو کوڑے مارے پھر چوتھی بار لایا گیا تو آپ نے کوڑے ہی مارے۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلا حکم منسوخ ہے۔ قیاس بھی اسی مسلک کی تائید کرتا ہے وہ یوں کہ غیر شادی شدہ زانی جتنی بار بھی زنا کرے اسے قتل نہیں کیا جاتا چوری کرنے والا پہلی بار چوری کرے اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے دوبارہ کرے تو بایاں پاؤں کاٹیں گے اس کے بعد چوری کرے تو اس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک دوسرا ہاتھ کاٹا جائے گا لیکن احناف کے نزدیک قید کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ توبہ کرے جس کی سزا قتل ہے یعنی مرتد، یا شادی شدہ زانی جسے رجم کیا جاتا ہے اس کے لیے انتظار نہیں کیا جاتا کہ

چوتھی بار یہ عمل کرے تو قتل یا رجم کیا جائے۔ اسی طرح قذف کی حد بھی کوڑے مارنا ہے یہ نہیں کہ چوتھی بار قذف سے قتل کیا جائے۔

لہٰذا احادیث کی تطبیق اور قیاس سے دوسرے مسلک کو ترجیح حاصل ہوئی۔ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

باب ۲۱۹: کتنی مقدار کی چوری پر حد نافذ ہوگی

کتنی مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے؟

اس سلسلے میں تین قول ہیں۔ بعض حضرات کے نزدیک کم از کم تین درہم مالیت کی چیز چوری کی جائے تو چور پر حد نافذ ہوگی۔ کچھ حضرات دینار کی چوتھائی کو کم از کم نصاب سرقہ قرار دیتے ہیں جبکہ احناف کے نزدیک کم از کم دس درہم مالیت کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

پہلے قول کے قائلین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے، وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا اور اس کی قیمت تین درہم تھی چونکہ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈھال کی قیمت کے برابر چوری ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا (یعنی کم پر نہیں کاٹا جائے گا) لہٰذا ان حضرات کے نزدیک کم از کم تین درہم کی چوری پر حد نافذ ہوگی کیونکہ ڈھال کی قیمت تین درہم ہے۔

جن حضرات کے نزدیک دینار کا چوتھا حصہ چوری کرنے پر حد نافذ ہوگی وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دینار کے چوتھے حصے یا زیادہ کی چوری پر ہاتھ کاٹتے تھے۔

اس کا جواب یوں دیا گیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک ڈھال کی قیمت دینار کا چوتھا حصہ ہو گا اس لیے آپ نے یہ بات فرمائی لہٰذا اصل چیز ڈھال کی قیمت ہے چاہے وہ تین درہم ہوں یا دینار کا چوتھا حصہ۔

ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ چور کا ہاتھ دینار کے چوتھے حصے یا اس سے زائد پر کاٹا جائے۔

معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قیمت لگا کر یہ بات نہیں فرمائی بلکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی نقل کیا ہے۔

حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں ام المومنین سے اس قسم کی جو روایت منقول ہے وہ اپنے راویوں کے اعتبار سے کمزور ہے لہٰذا اصل بات یہی ہے کہ انہوں نے خود اس کی قیمت دینار کا چوتھا حصہ بیان فرمائی۔

احناف نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ڈھال کی چوری پر ہاتھ کاٹا تھا اس کی قیمت دس درہم تھی حضرت ابن حبشی کے نزدیک

بھی ڈھال کی قیمت ایک دینار (دس درہم) تھی۔

اب چونکہ مقدار کے سلسلے میں مختلف احادیث وارد ہیں اور یہ بات واضح ہے کہ قرآن پاک نے چوری کی سزا بیان کرتے ہوئے ایک خاص مقدار مراد لی ہے اور چونکہ دس درہم پر سب کا اتفاق ہے لہذا یہی مقدار مراد ہوگی چونکہ تین درہم یا دینار کے چوتھے حصے کے سلسلے میں اختلاف ہے اور حدود میں احتیاط برتی جاتی ہے بنابریں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ جس مقدار پر اتفاق ہو اسے کم از کم مقدار مقرر کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت عطاء اور عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہم بھی یہی فرماتے ہیں کہ دس درہم سے کم کی چوری پر ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

باب ۳۲: چوری کے اقرار پر نفاذِ حد

اگر چور، چوری کا اقرار کرے تو حد نافذ کی جاتی ہے اب سوال یہ ہے کہ کتنی بار اقرار ضروری ہے حضرت امام ابو حنیفہ حضرت امام محمد اور کچھ دوسرے فقہاء کرام کے نزدیک ایک بار کا اقرار بھی کافی ہے جب کہ حضرت امام ابو یوسف اور کچھ دیگر فقہاء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک دو بار اقرار پایا جائے تو حد نافذ ہو گی حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے مسلک کو اپنایا اور اس کو ترجیح دی ہے۔

پہلے قول والوں کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چور لایا گیا صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے چوری کی ہے آپ نے فرمایا میرے خیال میں اس نے چوری نہیں کی چور نے کہا ہاں یا رسول اللہ! (میں نے چوری کی ہے) آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹو پھر اسے داغ دو (تاکہ خون بند ہو جائے) پھر میرے پاس لانا چنانچہ اسے لے جا کر ہاتھ کاٹا گیا پھر داغ دیا گیا اس کے بعد حضور علیہ السلام کی خدمت لایا گیا تو آپ نے فرمایا بارگاہ خداوندی میں توبہ کرو اس نے عرض کیا میں نے اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کی حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے۔

دوسرے حضرات کی دلیل یہ ہے حضرت ابو امیہ مخزومی سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے خیال میں اس نے چوری نہیں کی اس نے عرض کیا حضور میں نے چوری کی ہے حضور علیہ السلام نے دو یا تین بار یہی بات دہرائی باقی حدیث پہلی حدیث کی طرح ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں اس حدیث میں پہلی حدیث کی نسبت اضافہ ہے لہذا اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے اور اس کے مطابق حضور علیہ السلام نے پہلی بار کے اقرار پر ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں دیا۔

معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک حدیث منسوخ ہے تو دیکھا گیا کہ زنا کے سلسلے میں حضور علیہ السلام نے چار بار اقرار کے بعد نفاذ حد کا حکم دیا تو اس سے معلوم ہوا کہ گواہوں کی تعداد کے مطابق اقرار ہونا چاہیے چونکہ زنا کے سلسلے میں چار آدمیوں کی گواہی ضروری ہے اس لیے اقرار بھی چار مرتبہ ہوگا اور چوری کے ثبوت کے لیے دو مردوں کی گواہی ضروری ہے لہذا اقرار بھی دو مرتبہ ہونا چاہیے۔ اور حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ بھاگ جانے والے زانی کے سلسلے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر تم اس کو چھوڑ دیتے تو اچھا تھا اس سے

... ہو اگر اس کا اقرار سے رجوع کرنا مقبول ہے جب زنا میں رجوع قبول کیا جاتا ہے تو چوری میں بھی اسی طرح ہو اور اگر ایک بار اقرار کرنے پر وہ حد کا سزاوار ہو جائے تو رجوع کا کیا مطلب رہ جائے گا۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت امام محمد رحمہ اللہ کا ایک اعتراض نقل کر کے اس کا جواب دیا وہ ... ہے ہیں۔ اگر دو بار اقرار کئے بغیر حد نافذ نہ ہو تو پہلے اقرار سے وہ رقم اس پر قرض ہو جائے گی اور اس کے بعد ... کاٹنا واجب نہ ہوگا۔

حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ کی طرف سے یوں جواب دیا گیا ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو پھر جب زانی پہلی بار اقرار کرتا تو اس سے اس پر مہر واجب ہو جاتا کیونکہ ایسی وطی جس سے حد واجب نہ ہو اس سے مہر واجب ہوتا ہے ... اب باقی تین بار اقرار سے حد واجب نہیں ہونی چاہیے۔ اور چونکہ اس کو کوئی بھی تسلیم نہیں کرتا لہٰذا چوری کے ... میں بھی یہی بات ہوگی یعنی اقرار سے وہ مال قرض قرار نہیں پائے گا۔

حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ کے مسلک کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے بھی تائید حاصل ہوتی ہے آپ کے پاس ایک شخص نے چوری کا دو بار اقرار کیا تو آپ نے فرمایا تم نے اپنے نفس کے خلاف دو بار گواہی دی ہے چنانچہ آپ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹ کر گلے میں لٹکا دیا گیا۔

باب ۲۲ ۔ ادھار لے کر انکار کرنا چوری ہے یا نہیں

اگر کوئی شخص کسی سے ادھار کے طور پر کوئی چیز لے پھر واپس لوٹانے سے انکار کر دے تو کیا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا؟ بعض حضرات کے نزدیک اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔

بلکہ دوسرے حضرات کے نزدیک اس پر سرقہ (چوری) کی تعریف صادق نہیں آتی لہٰذا اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

پہلے قول والوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ ایک عورت زیورات ادھار کے طور پر لیتی پھر واپس نہ کرتی اسے حضور علیہ السلام کے پاس لایا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ اسی ضمن میں ... مخزومیہ عورت کا واقعہ بھی پیش کیا جاتا ہے جس نے چوری کی تو حضور علیہ السلام نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ... کے خاندان والوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی سفارش پیش کی تو آپ ... میں حضرت اسامہ سے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سفارش کرتے ہو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ خداوندی سے مغفرت ... کی شام کے وقت حضور علیہ السلام نے خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا تم سے پہلے لوگ اسی ... ہلاک ہوئے کہ جب کوئی طاقتور آدمی چوری کرتا تو چھوڑ دیتے اور کمزور شخص چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے ... کی ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہا) ... چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

پہلے قول والے کہتے ہیں کہ اس روایت میں اس عورت کے بارے میں یوں مذکور ہے کہ وہ زیورات ادھار ... لے کر انکار کر دیتی تو حضور علیہ السلام نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا دوسرے قول والوں نے اس حدیث سے ... استدلال کیا ہے کہ اسی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اس نے چوری کی لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ زیورات لے کر

انکار کرنا اس کی عادت تھی اور ہاتھ چوری کے سبب کاٹا گیا پھر دوسری احادیث میں حضرت علیہ السلام سے مروی ہے کہ خیانت کرنے والے جھپٹ کر چیز لے جانے والے اور اچکنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہاتھ اس چوری پر کاٹا جاتا ہے جب مال کسی کی حفاظت میں ہو اور چوری کیا جائے جبکہ ادھار لیا ہوا مال غیر محفوظ ہوتا ہے یعنی ادھار لینے والے کے پاس ہی ہوتا ہے لہٰذا اس کا انکار کرنا سرقہ (چوری) نہیں کہلائے گا، اس لیے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا حضرت امام ابوحنیفہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۲۳ پھل اور شگوفہ کی چوری

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پھل اور شگوفے کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (بلکہ تعزیر ہوگی) چاہے وہ کسی کے باغ سے چوری کرے یا اس کے کاٹنے کے بعد گھر سے چوری کرے اسی طرح ان کے نزدیک کھجور کی شاخوں اور لکڑیوں وغیرہ کی چوری پر بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا پھل اور شگوفہ (کی چوری) میں ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اگر پھل درخت پر ہے اور باغ سے چرا لیا گیا تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا لیکن جب اسے توڑ کر محفوظ کر لیا جائے تو اب یہ سرقہ ہے لہٰذا اس صورت میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ بشرطیکہ اس کی قیمت دس درہم سے کم نہ ہو چنانچہ حضور علیہ السلام سے لٹکے ہوئے پھلوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس پر ہاتھ کاٹنا نہیں ہے مگر یہ کہ اسے سٹور میں لایا جائے اور ڈھال کی قیمت (دس درہم) کو پہنچ جائے اس میں ہاتھ کٹے گا۔

دونوں حدیثوں پر اسی صورت میں عمل ہو سکتا ہے کہ درخت پر موجود پھل کی چوری پر ہاتھ نہ کاٹا جائے اور جب پھل کو محفوظ کیا جائے تو اس کی چوری پر ہاتھ کاٹا پڑے گا اس صورت میں دونوں حدیثوں کے درمیان تضاد ثابت نہیں ہوگا۔

جنایات کا بیان

باب ۲۲۳: قتل عمد اور زخمی کرنے کی سزا

اگر کوئی شخص کسی کو جان بوجھ کر قتل یا زخمی کرے تو اس کی سزا کیا ہے؟

ایک جماعت کے نزدیک مقتول کے ولی کو اختیار ہے معاف کر دے یا دیت وصول کرے یا قصاص میں قتل کرائے قاتل راضی ہو یا نہ۔

ان حضرات کی دلیل یہ ہے حضرت ابو شریح خزاعی فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا خون بہایا گیا یا اسے زخمی کیا گیا تو اس کے ولی کو تین باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے معاف کر دے قصاص لے یا دیت وصول کرے اگر چوتھا کام کرے تو اس کے ہاتھ روک دو اگر ان میں سے ایک چیز کو قبول کرنے کے بعد حد سے تجاوز کرے تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور اس طرح کی دیگر احادیث کے مطابق جان بوجھ کر قتل کرنے یا زخمی کرنے کی صورت میں مقتول کے ولی کو ان تین باتوں میں سے ایک کا اختیار ہوگا قاتل کی مرضی ہو یا نہ۔

دوسرے حضرات کے نزدیک دیت کی وصولی قاتل کی مرضی سے ہوگی یعنی قصاص کے سلسلے میں قاتل کو اختیار نہیں لیکن دیت لینے کی صورت میں قاتل کی رضامندی ضروری ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے ارشاد گرامی "یا دیت لے" میں یہ بھی احتمال ہے کہ قاتل کی رضامندی ضروری نہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ اگر وہ دیت دینے پر راضی ہو تو (مقتول کا ولی) وصول کرے جس طرح کسی قرض خواہ کو کہا جاتا ہے کہ اپنا قرض وصول کر دو جو لینا چاہو تو وہ لو یا دینار یا سامان لینا چاہو تو وہ لو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مقروض جس صورت میں ادائیگی کرنے پر راضی ہو وصول کرو۔

اب یہاں تین چیزیں ہیں معاف کرنا، قصاص لینا یا دیت وصول کرنا، معافی کے سلسلے میں تو اجازت کی بھی ضرورت نہیں لیکن قصاص کے بدلے میں دیت آ رہی ہے کیونکہ اصل چیز قصاص ہے اور جو چیز کسی کا بدل ہوتی ہے اس میں رضامندی ضروری ہوتی ہے۔ لہذا دیت کی وصولی کے لیے قاتل کی مرضی ضروری ہوگی۔

اس سلسلے میں دوسرے قول والوں نے حضرت انس بن مالک بن نضر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان کی پھوپھی ربیع نے ایک لڑکی کو تھپڑ مارا تو اس کے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے انہوں نے لڑکی کے اولیاء سے معافی مانگی تو انہوں نے انکار کر دیا دیت دینا چاہی تو بھی انکار کر دیا بلکہ قصاص پر اصرار کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ کیا گیا تو آپ نے قصاص

کا حکم دیا حضرت انس بن نضر نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ربیع کے دانت توڑے جائیں گے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس کے دانت نہیں توڑے جائیں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس! کتاب اللہ کا فیصلہ قصاص ہے۔ چنانچہ وہ حضرات راضی ہو گئے اور انہوں نے معاف کر دیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھائیں تو وہ اسے ضرور پورا کرتا ہے۔ وہ بعض کو بعض پر فضیلت دیتا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ قصاص اور دیت میں سے ایک کو اختیار کرنے کا حق نہیں دیا گیا بلکہ آپ نے فرمایا کتاب اللہ نے قصاص لازم کیا ہے۔

لہٰذا دونوں حدیثوں پر عمل کی صورت یہی ہے کہ جس حدیث میں حضور علیہ السلام نے دیت اور قصاص میں سے کسی ایک کا اختیار دیا وہاں قاتل کی مرضی سے دیت لینے کا حکم ہے۔

پہلے قول والوں نے اپنے موقف پر یوں بھی استدلال کیا ہے کہ انسان کے لیے اپنی زندگی بچانا ضروری ہے تو جب مقتول کا ولی دیت لینے پر راضی ہو تو قاتل کی رضامندی ضروری نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اس پر جان بچانا فرض ہے اور وہ دیت کی صورت میں بچ سکتی ہے۔

دوسرے قول والوں کی طرف سے یوں جواب دیا گیا کہ یہ بات اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن اگر مقتول کا ولی یہ بات کہے کہ اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو اپنا گھر مجھے دے دو میں تمہیں قتل نہیں کراؤں گا تو اس صورت میں قاتل پر جبر نہیں کیا جائے گا اسی طرح اگر وہ دیت دے کر جان بچائے تو اچھی بات ہے لیکن وہ دیت نہ دینا چاہے تو اس پر زبردستی نہیں کی جا سکتی۔

پھر یہ بھی کہا گیا کہ یہاں تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو قصاص اور دیت دونوں لازم ہوں۔ اور جب وہ قصاص معاف کر دے تو دیت لینے کا حق ہو یہ صورت باطل ہے۔

یا صرف قصاص واجب ہو اور وہ قصاص کی جگہ دیت لینے کا مجاز ہو۔

یا قصاص اور دیت دونوں میں سے ایک واجب ہو جسے چاہے اختیار کرے۔

پہلی صورت اس لیے باطل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فعل پر اس سے زائد سزا مقرر نہیں کی نفس کے بدلے نفس ہی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ قصاص میں قتل بھی کرتا اور اس کے بعد دیت بھی لیتا اور اگر یہ کہا جائے کہ دونوں میں سے ایک کا اختیار ہے چاہے قصاص کا مطالبہ کرے یا دیت لے تو اس صورت میں کسی ایک معین کو معاف نہیں کر سکتا کیونکہ دونوں کا حق برابر ہے جب صورت حال یہ ہے تو تیسری صورت ہو گی یعنی اصل میں قصاص واجب ہے اور دیت اس کا بدل ہے۔ پہلے قول والوں نے یہ سوال بھی کیا کہ جب وجوب اصلی قصاص ہے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت کا ذکر کیوں کیا تو اس کا جواب یوں دیا گیا کہ چونکہ بنی اسرائیل کے دور میں صرف قصاص تھا دیت نہیں لے سکتے تھے لہٰذا اب وضاحت کر دی کہ اب قصاص کی جگہ دیت بھی لی جا سکتی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ پہلے قول والوں نے جو حدیث پیش کی اس میں قاتل کی رضامندی کی نفی نہیں اور دوسرے قول والوں کی پیش کردہ حدیث اور قیاس کے مطابق دیت کی صورت میں قاتل کی رضامندی ضروری ہے لہٰذا پہلی حدیث میں بھی یہ قید ماننا ہوگی اس طرح دوسرے قول والوں کے مسلک کو ترجیح حاصل ہوگی۔ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۱۲۴۔ قاتل کو کیسے قتل کیا جائے

قاتل کو قصاص میں کیسے قتل کیا جائے؟

اس سلسلے میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ جس طرح اس نے مقتول کو ہلاک کیا اسی طرح اس کو بھی ہلاک کیا جائے احناف کا یہی مسلک ہے۔

پہلے قول والوں نے ایک حدیث اور قرآن پاک کی ایک آیت سے استدلال کیا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک یہودی نے ایک بچے کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اس کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان کچل دیا جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاتل نے جو طریقہ اختیار کیا وہی طریقہ قصاص میں بھی اختیار کیا جائے۔

دوسرے قول والوں نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ ہو سکتا ہے قاتل کا یہ قتل اولیاء مقتول کے حق کے طور پر نہ ہو بلکہ حقِ شرع کے طور پر ہو کیونکہ ایک حدیث کے مطابق یہودی نے بچی کا سر بھی کچلا اور اس کا زیور بھی اتارا لہٰذا یہ ڈاکو قرار پائے گا اور اس کی سزا شریعت کا حق ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اولیاء مقتول کے حق کے طور پر ہو اور محض خون بہانا مقصود ہو جس طرح مقتول کے ورثاء چاہیں اور یہ اس وقت کی بات ہے جب مُثلہ کرنا (شکل بگاڑنا) ناجائز تھا بعد میں جب حضور علیہ السلام نے مُثلہ کرنے سے منع کر دیا تو اب اس انداز میں قتل کرنا جائز نہیں مُثلہ کی ممانعت پر متعدد احادیث مروی ہیں پھر ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس یہودی کو رجم کرنے کا حکم دیا اور ظاہر ہے کہ سر کچلنے میں صرف سر پر ضرب آتی ہے اور رجم میں پورے جسم پر مار پڑتی ہے لہٰذا یہ مقتول کے قتل کے خلاف عمل ہوا۔

بنا بریں اس حدیث سے استدلال نہیں ہو سکتا کیونکہ اس سے مُثلہ معلوم ہوتا ہے اور وہ ناجائز ہے اسی طرح اس قسم کی سزا قیاس کے بھی خلاف ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کا ہاتھ کاٹے پھر وہ مر جائے تو قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اسی طرح اگر کوئی شخص تیر پھینک کر کسی کو قتل کرے تو قاتل کو باندھ کر نشانہ نہیں بنایا جائے گا کیونکہ حضور علیہ السلام نے جانور کو باندھ کر نشانہ باندھنے سے منع فرمایا اسی طرح اگر کوئی شخص کسی مرد سے غیر فطری فعل کر کے ہلاک کرے تو جواباً قاتل کے ساتھ یہ طریقہ اختیار نہیں کیا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے قول والوں کا استدلال صحیح نہیں انہوں نے ایک آیت سے بھی استدلال کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن پاک میں فرمایا گیا "اگر تم سزا دو تو اس کی مثل سزا دو جو تکلیف تمہیں دی گئی" اس آیت سے معلوم ہوا کہ قصاص میں مثلیت ضروری ہے، اس کا جواب یوں دیا گیا کہ اس آیت سے وہ بات مراد نہیں

جو تمہارا لفظ منتظر ہے بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر مجھے ان لوگوں پر کامیابی حاصل ہوئی تو میں ان کے ستر آدمیوں کو مثلہ کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتایا اگر تم بدلہ لینا چاہو تو ان کے جرم کے مطابق بدلہ لو اور اگر صبر کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے تو یہاں فضیلت سے مراد یہ ہے کہ تم بھی ان کے ایک آدمی کو قتل کرو زیادہ کو نہیں چنانچہ حضور علیہ السلام نے صبر فرمایا اور قسم کا کفارہ ادا فرمایا۔

احناف نے مخالفین کے استدلال کا جواب دینے کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے اپنے موقف کو ثابت کیا ہے حضرت نعمان فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قصاص تلوار کے بغیر نہیں ہوتا" یعنی قاتل جس طرح بھی قتل کرے قصاص کے لیے صرف تلوار استعمال کی جائے پھر ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا جب تم کسی کو (حکم شرع کے مطابق) قتل کرو تو اچھے طریقے سے کرو اور جب ذبح کرو تو بہتر طریقے سے کرو چھری تیز کرو اور ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ قصاص کے لیے ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جو قاتل کے لیے اذیت کا باعث ہو۔

باب ۳۳۵۔ شبہ عمد جس میں قصاص نہیں

قتل کی چند صورتیں ہیں (۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ عمد، قتل خطاء اور قتل قائم مقام خطاء

قتل شبہ عمد میں اختلاف ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بڑی لاٹھی یا پتھر سے ہلاک کرنا شبہ عمد میں آتا ہے لہٰذا اس میں قصاص کی بجائے دیت ہوگی جبکہ صاحبین کے نزدیک ایسی لاٹھی جس سے عام طور پر آدمی ہلاک نہیں ہوتا کسی کو ماری جائے اور وہ مر جائے تو یہ شبہ عمد ہے لیکن بڑی لاٹھی یا پتھر کے ساتھ ہلاک کرنا قتل عمد ہوگا اور اس کی سزا قصاص ہے حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا استدلال یوں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں خطبہ دیا فرمایا سنو! خطاء عمد (شبہ عمد) لاٹھی اور پتھر سے ہلاک کرنا ہے اور اس میں دیت مغلظہ ہے ایک سو اونٹ ہوں گے جن میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں۔

صاحبین فرماتے ہیں ممکن ہے اس حدیث میں جس لاٹھی کا ذکر ہے اس سے ایسی لاٹھی مراد ہو جس کے ساتھ عام طور پر ہلاکت واقع نہیں ہوتی جس طرح کوڑے کے ساتھ ہلاکت واقع نہیں ہوتی۔

یہ حضرات مزید فرماتے ہیں کہ اگر اس سے بڑی لاٹھی کے ساتھ قتل کرنا مراد ہو تو یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے خلاف ہوگا۔ جس کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی سے قصاص لیا جس نے ایک لڑکی کا سر کچلا تھا۔ اور حدیث سے وہ معنی مراد لینا جس کی وجہ سے کسی دوسری روایت کے ساتھ ٹکراؤ نہ ہو، اولیٰ ہوتا ہے اس لیے اگر یہاں چھوٹی لاٹھی سے مارنا مراد لیں تو دونوں حدیثوں کے درمیان تضاد نہ ہوگا۔

اس پر اعتراض کیا گیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ والی حدیث کو آپ منسوخ جانتے ہیں اس کا جواب صاحبین

احناف سے یوں دیا گیا کہ ہم قصاص کے وجوب کے سلسلے میں اس کو منسوخ نہیں مانتے بلکہ کیفیت کے سلسلے میں منسوخ مانتے ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے ان حضرات کو جواب دیا گیا کہ اس یہودی کا قتل قصاصاً نہیں تھا بلکہ ڈاکہ زنی کی طرح وہ اللہ تعالیٰ کا حق قرار پایا اس لیے قتل کیا گیا جس طرح کوئی شخص کسی کو بار بار گلا گھونٹ کر مار دے تو حق خداوندی کے طور پر قتل کیا جائے گا جبکہ ایک آدھ مرتبہ سے قتل واقع ہو تو دیت لازم ہوگی۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے موقف پر ایک حدیث پیش کی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہذیل قبیلے کی دو عورتوں نے باہم لڑائی کی تو ایک نے دوسری کو پتھر مار کر ہلاک کر دیا اور اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا وہ بھی مر گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت اور بچہ کے لیے الگ الگ دیت کا فیصلہ فرمایا لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اس کے خلاف حضرت حمل بن مالک کی روایت مروی ہے انہوں نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کی دیت ایک غلام دینا قرار دی اور عورت کی جگہ قاتلہ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب دونوں طرف سے باہم احادیث پیش کی گئیں تو قیاس کے ذریعے فیصلہ کیا جائے گا۔ وہ فرماتے ہیں اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کسی کو لوہے کے ہتھیار سے قتل کیا جائے تو قصاص ہوگا اور وہ گناہ گار بھی ہوگا لیکن کفارہ لازم نہیں ہوگا جب کہ قتل خطاء کی صورت میں دیت اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے لیکن گناہ نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ جہاں گناہ ہے وہاں کفارہ نہیں اور جہاں کفارہ ہے وہاں گناہ نہیں۔ اب اس مسئلے میں اتفاق ہے کہ شبہ عمد میں قصاص نہیں بلکہ دیت اور کفارہ ہے البتہ شبہ عمد کی کیفیت میں اختلاف ہے البتہ یہ بات واضح ہے کہ جو شخص کسی ایسی لاٹھی سے مارے جس سے قتل واقع ہو جاتا ہے تو وہ گناہ گار ہوگا یعنی قتل کا گناہ ہوگا۔ اور چھوٹی لاٹھی سے مارے تو گناہ ہوگا لیکن قتل کا نہیں بلکہ مارنے کا گناہ ہوگا تو جب قتل کا گناہ ہو تو کفارہ لازم نہیں ہوگا اور کفارہ اسی صورت میں لازم نہیں ہوتا جب وہ خطا نہ ہو بلکہ عمد ہو۔ بنا بریں بڑی لاٹھی یا پتھر سے ہلاک کرنا قتل عمد قرار پائے گا۔ اس طرح صاحبین کے قول کو ترجیح حاصل ہو گئی۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

باب ۲۶: قتل کے علاوہ بھی شبہ عمد ہے یا نہ

جو جرم ہلاکت نفس میں شبہ عمد ہے وہ اعضاء کے سلسلے میں عمد ہوگا یعنی اعضاء میں شبہ عمد نہیں ہے احناف کا یہی مسلک ہے جو لوگ اس کے خلاف ہیں انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا جو گزشتہ باب میں گزر چکی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کوڑے لاٹھی اور پتھر سے قتل شبہ عمد ہے اور اس کی دیت سو اونٹ ہے

حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں یہ حدیث صرف نفس کے بارے میں ہے اس سے کم کے سلسلے میں دوسری حدیث ہے وہ بھی گزر چکی ہے کہ حضرت ربیع نے ایک لڑکی کو تھپڑ مارا اور اس کے سامنے کے دانت توڑ دیئے

تو حضور علیہ السلام نے قصاص کا حکم دیا۔

معلوم ہوا کہ اعضاء کے سلسلے میں قصاص ہے جبکہ شبہ عمد میں دیت ہوتی ہے لہٰذا اعضاء کے سلسلے میں عمد ہوگا یا خطاء شبہ عمد نہ ہوگا۔

باب ۲۲: مرنے والے کے دعویٰ پر نفاذِ حد کا حکم

اگر کوئی شخص جسے زخمی کیا گیا پھر وہ اسی زخم سے مرگیا اور اس نے مرتے وقت کہا کہ فلاں شخص نے مجھے قتل کیا ہے تو کیا اس کے اس قول پر قاتل کو سزا ہوگی؟

بعض حضرات کے نزدیک اس کا یہ قول معتبر ہے اور قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا جبکہ دوسرے حضرات کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک بھی اس مقتول کے قول پر حد نافذ نہیں ہوگی۔

پہلے قول والوں نے یوں استدلال کیا ہے کہ ایک لڑکی کا سر پتھروں کے درمیان کچلا گیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرم کے بارے میں استفسار فرمایا ایک آدمی کا نام لیا تو اس نے سر کے اشارے سے بتایا کہ یہی شخص قاتل ہے تو آپ نے اس کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا۔

احناف کے نزدیک اس کا جواب یہ ہے کہ اس شخص کو سزا لڑکی کے دعویٰ پر نہیں بلکہ اس کے اپنے اقرار کی وجہ سے دی گئی تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں اسی طرح ہے وہ فرماتے ہیں اس نے لڑکی کے دعویٰ کے مطابق اقرار کیا تو آپ نے اس کے سر کو کچلا۔ نیز پہلے قول والوں کی بات دوسری حدیث کے بھی خلاف ہے جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو محض ان کے دعویٰ پر (مال) دیا جائے تو لوگ دوسروں کے خون اور مال کا دعویٰ کریں گے لیکن مدعیٰ علیہ پر قسم ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر قتل یا کسی اور بات کا دعویٰ کرے اور مدعیٰ علیہ سے سوال کیا جائے وہ سر کے اشارے سے تصدیق کرے تو اس سے وہ اقرار کرنے والا نہیں قرار پائے گا تو جب مدعیٰ علیہ کا اشارہ اقرار نہیں تو مدعی کا سر سے اشارہ کرنا بھی کسی حق کو ثابت نہیں کرے گا اسی طرح قیاس بھی احناف کی تائید کرتا ہے وہ یوں کہ اگر کوئی شخص موت کے وقت کسی دوسرے پر قرض کا دعویٰ کرے پھر مرجائے تو بالاتفاق یہ بات مقبول نہ ہوگی اور یہ اسی طرح ہے جیسے اس نے حالتِ صحت میں دعویٰ کیا ہو لہٰذا قیاس کا تقاضا ہے کہ قتل کا حکم بھی یہی ہو اور وہ محض دعویٰ سے ثابت نہ ہو۔

چنانچہ حضرت ابن ابی ملیکہ جو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے طائف میں عامل تھے ان کے دور میں دو عورتیں جو ریشم کی سلائی کر رہی تھیں ان میں سے ایک نے دوسری کو سوئی کے ساتھ زخمی کر دیا دوسری نے انکار کیا انہوں نے یہ مسئلہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا تو آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کہ اگر لوگوں کو محض ان کے دعویٰ پر دیا جائے تو وہ دوسروں کے خونوں اور مالوں کا دعویٰ کریں، کی روشنی میں اس عورت کے دعویٰ پر فیصلے کی اجازت نہ دی بلکہ لکھا کہ اسے

والا پاک کی آیت سنائیں " جو لوگ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی قیمت لیتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں چنانچہ یہ آیت سن کر اس عورت نے جرم کا اقرار کرلیا۔

باب ۳۲۸، کسی مسلمان کا کسی کافر کو جان بوجھ کر قتل کرنا

اگر کوئی مسلمان جان بوجھ کر کسی کافر کو قتل کرے تو کیا قصاص میں اس مسلمان کو قتل کیا جائے گا؟

بعض حضرات نے اس سلسلے میں ذمی اور حربی کافر کی تفریق کے بغیر یہ موقف اختیار کیا ہے کہ قاتل مسلمان کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا جب کہ دوسرے حضرات کے نزدیک ذمی کافر کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے مسلمان کو قصاص کے طور پر قتل کیا جائے گا لیکن حربی کافر کے قتل کا قصاص نہیں لیا جائے گا۔ احناف کا یہی مسلک ہے۔

پہلے قول والوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ احناف کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ کسی مسلمان اور کسی عہد والے کو اس کے عہد کے دوران کسی کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے " لا یقتل مومن بکافر ولا ذو عھد فی عھدہ " لہٰذا حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کافر کے بدلے کسی مسلمان اور ذو عہد (ذمی) کو قتل نہ کیا جائے جب ذمی کا ذکر الگ ہو تو معلوم ہوا کہ یہاں جس کافر کا ذکر ہے اس سے حربی کافر مراد ہے۔

اور اس سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں کہ حربی کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہ کیا جائے حضور علیہ السلام کے کلام میں تقدم و تاخر ہے جیسے قرآن پاک میں ہے " واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلاثۃ اشھر واللائی لم یحضن " اور تمہاری وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہو جائیں اگر تمہیں شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اسی طرح وہ جنہیں حیض نہ آتا ہو) یہاں بھی تقدم و تاخر ہے جو عورتیں ایسی کی عمر کو پہنچ جائیں اور وہ جنہیں حیض نہ آتا ہو دونوں کی عدت مہینوں کے حساب سے ہے۔

پہلے قول والوں نے کہا کہ یہاں دونوں جملے الگ الگ ہیں لا یقتل مومن بکافر الگ ہے اور ولا ذو عھد فی عھدہ الگ ہے۔ جس کا مطلب یہ کہ کسی معاہدہ والے کو معاہدہ کے دوران قتل نہ کیا جائے۔ احناف کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ یہاں کلام کو قصاص کے سلسلے میں چلایا گیا محض عہد ذمہ کی وجہ سے خون کے محفوظ ہونے کے سلسلے میں کلام کو نہیں چلایا گیا

لہٰذا یہ تاویل صحیح ہیں۔

احناف نے بطور دلیل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک فیصلہ بھی نقل کیا ہے حضرت عبید اللہ بن عمر کو معلوم ہوا کہ ہرمزان، ابولولوہ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قاتل) کے ہمراہ ہے اور ان کے پاس وہ خنجر ہے جس سے امیر المومنین کو شہید کیا گیا تھا تو حضرت عبید اللہ نے ہرمزان اور حفینہ (یہ دونوں عیسائی تھے) اور ابولولوہ کی بیٹی جو اسلام کا دعویٰ کرتی تھی تینوں کو قتل کر دیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قصاص کا حکم دیا جب

اختلاف زیادہ ہوا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ واقعہ آپ کی بیعت سے پہلے کا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے رہنے دیجئے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ذمی کافر کو قتل کرنے پر قصاص ہوگا ورنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یہ فیصلہ نہ فرماتے کیونکہ اگر حضور علیہ السلام کے ارشاد گرامی میں حربی کافر مراد نہ ہوتا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ آپ کے ارشاد گرامی کے خلاف ہوتا اس کی مزید تائید اس حدیث سے ہوتی ہے حضرت عبدالرحمٰن بن بیلمانی فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مسلمان کو لایا گیا جس نے ایک ذمی کو معاہدے کے دوران قتل کیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کی گردن مار دی گئی اور آپ نے فرمایا میں عہد کو پورا کرنے کا زیادہ پابند ہوں۔ قیاس بھی اس مسلک کی تائید کرتا ہے کیونکہ حربی کا خون اور مال حلال ہے جب وہ ذمی بن جاتا ہے تو مسلمان کے خون اور مال کی طرح اس کا خون اور مال بھی محفوظ ہو جاتا ہے پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ذمی کا اتنا مال چوری کرے جس پر ہاتھ کٹتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے جیسا کہ مسلمان کا مال چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو قیاس کا تقاضا ہے کہ جس طرح ذمی کا مال محفوظ ہے اس کی جان کی بھی حفاظت کی جائے اور اگر کوئی مسلمان اسے قتل کرے تو اس کو قصاص کے طور پر قتل کیا جائے۔

باب ۲۳۹، قسامت کس پر ہوگی

جب کسی علاقے میں لاش ملے اور قاتل کا پتہ نہ چلے تو اس علاقے کے پچاس افراد کو قسم دی جاتی ہے اسے قسامت کہتے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ اس علاقے میں رہنے والوں کو قسم دی جائے یا وہاں کے مالکوں کو؟

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہاں جو لوگ رہائش پذیر ہیں ان کو قسم دی جائے اگرچہ وہ اس جگہ کے مالک نہ ہوں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد بن حسن رحمہما اللہ کے نزدیک وہاں کے مالک حضرات کو قسم دی جائے۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا استدلال یوں ہے حضرت عبد اللہ بن سہیل رضی اللہ عنہ کو خیبر کے ایک کنویں میں مقتول پایا گیا تو ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن اور دو چچا حضرت حویصہ اور محیصہ رضی اللہ عنہم بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور یہودیوں کی عداوت کا ذکر کیا حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر یہودی پچاس قسموں کے ساتھ کہ انہوں نے قتل نہیں کیا تم سے جان چھڑائیں تو کیا خیال ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہم ان مشرکوں کی قسموں پر کیسے راضی ہوں گے آپ نے فرمایا تم میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ یہودیوں نے ان کو قتل کیا انہوں نے عرض کیا کہ جو کچھ ہم نے دیکھا نہیں اس پر کیسے قسم کھائیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اپنی طرف سے ان کی دیت ادا کی۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہودی وہاں کے مالک نہیں تھے بلکہ وہاں رہائش پذیر تھے اور حضور علیہ السلام نے ان سے قسم لینے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت امام ابو حنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں اس واقعہ کے بارے میں یہ بات مذکور نہیں کہ آیا وہ فتح خیبر کے بعد ہوا یا پہلے۔ اگر یہ بات ہو کہ فتح خیبر کے بعد

لیا ہو تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی بات صحیح ہوگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ واقعہ ان دنوں وقوع پذیر ہوا ہو جب یہود خیبر اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح تھی یعنی ابھی تک یہودی وہاں کے مالک تھے

چنانچہ ایک روایت میں واضح طور پر مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود ان دنوں خیبر تشریف لے گئے جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور یہودیوں کے درمیان صلح تھی اور یہودی وہاں کے مالک تھے۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اپنا موقف قیاس سے بھی ثابت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اجرت پر یا ادھار کے طور پر لیا ہوا مکان متاجر یا ادھار لینے والے کے قبضہ میں ہوتا ہے مالک کے قبضہ میں نہیں اب اگر وہاں کوئی پڑا مل جائے اور اس کے بارے میں مالک اور متاجر کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو مالک کی بات معتبر نہ ہوگی بلکہ رہائش پذیر (متاجر و مستعیر) کی بات مانی جائے گی اس سے بھی معلوم ہوا کہ قسامت رہائش پذیر لوگوں پر ہونی چاہیے مالکوں پر نہیں۔ حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر کوئی مرد اور عورت کسی مکان میں رہتے ہوں۔ اور وہ مکان خاوند کا ہو وہاں کوئی مقتول پایا جائے تو قسامت اور دیت خاوند کی عاقلہ (خاندان) پر ہوگی عورت کی عاقلہ پر نہیں ہوگی حالانکہ ان دونوں کا اس مکان پر قبضہ ہے تو اگر محض رہائش کی وجہ سے قسامت کا فیصلہ ہوتا تو مرد اور عورت دونوں پر قسامت بھی ہوتی اور دیت بھی کیونکہ وہ دونوں وہاں رہتے ہیں جب مرد پر قسامت اور دیت واجب ہوتی ہے عورت پر نہیں تو معلوم ہوا کہ خیبر میں بھی حکم ہوگا کہ وہاں کے باشندوں پر نہیں بلکہ مالکان پر قسامت لازم ہوگی۔

باب ۲۳۰، قسامت کا طریقہ

اگر کسی جگہ مقتول پڑا ہوا ہو اور قاتل کا پتہ نہ چلے تو پچاس آدمیوں سے قسم لی جاتی ہے پھر مقتول کے ورثاء کو دیت دی جاتی ہے اب اختلاف یہ ہے کہ قسم کی کیا صورت ہوگی بعض حضرات فرماتے ہیں مدعی علیہ حضرات کو قسم دی جائے؟ وہ قسم کھا کر کہیں کہ ہم نے قتل نہیں کیا اگر وہ انکار کریں تو مدعی قسم کھا کر اپنا حق حاصل کریں جبکہ احناف کا مذہب یہ ہے کہ قسم صرف مدعی علیہم پر ہوگی پہلے قول والوں نے حضرت سہل والی حدیث سے استدلال کیا کہ جب انصار نے یہودیوں کی قسم کا اعتبار نہ کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا پھر تم میں سے پچاس حضرات قسم کھائیں کہ انہوں نے (یہودیوں نے) قتل کیا ہے۔ احناف اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بطور انکار تھا گویا آپ کا مطلب یہ تھا کہ تم دعویٰ کر کے صرف قسم کے ذریعے اپنا حق حاصل کرو گے۔ اور یہ مفہوم اس لیے صحیح ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہی فیصلہ فرمایا تھا وداعہ اور ایک دوسرے قبیلے کے درمیان مقتول پایا گیا اور وہ وداعہ کے زیادہ قریب تھا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وداعہ والوں سے قسم لی پھر ان پر دیت بھی لازم کی۔ ایک دوسری حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے وہ یوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو محض ان کے دعویٰ پر دیا جائے تو کئی لوگ دوسروں کے خونوں اور مالوں پر دعویٰ کریں لیکن مدعی علیہ پر قسم ہے " معلوم ہوا کہ جان کا معاملہ ہو یا مال کا قسم مدعی علیہ پر ہوتی ہے مدعی پر نہیں۔

حضرت زہری سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعیٰ علیہم پر قسامت کا فیصلہ فرمایا اس حدیث سے بالکل واضح ہوگیا کہ قسمیں مدعیٰ علیہم سے لی جائیں گی۔ یہی احناف کا مسلک ہے اور احادیث و قیاس سے اسے تائید حاصل ہے۔

باب ۳۱۔ رات یا دن کو جانور کھیتی برباد کردے

اگر کسی شخص کا جانور دوسرے آدمی کی کھیتی برباد کردے تو اس پر تاوان آئے گا یا نہیں۔

بعض حضرات کے نزدیک اگر دن کو ایسا ہوا تو جانور کے مالک پر ضمان نہیں ہوگی بلکہ کھیتی یا باغ کے مالک کو اس کی حفاظت کا حکم دیا جائے گا اور اگر رات کو نقصان پہنچایا تو جانور کے مالک پر ضمان ہوگی ان حضرات نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری کی اونٹنی نے ایک باغ میں داخل ہوکر اسے نقصان پہنچایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ باغ والا دن کے وقت باغ کی حفاظت کرے اور رات کو نقصان پہنچے تو جانور کے مالک پر تاوان ہوگا۔

دوسرے حضرات کا مسلک یہ ہے کہ جانور دن کو نقصان پہنچائے یا رات کو جانور کے مالک پر کوئی ضمان نہیں ہوگی۔ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحہم اللہ کا یہی مسلک ہے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باہر چرنے والوں کا تاوان معاف ہے اور معدن (میں گرنے والے) کا تاوان معاف ہے۔ اس مضمون کی حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے متعدد اسناد سے مروی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث پہلی حدیث کے لیے ناسخ ہے بلکہ پہلے قول والوں کی پیش کردہ حدیث جسے حضرت مالک اور امام زہری کے دیگر ثقہ شاگردوں نے روایت کیا وہ منقطع ہے اگرچہ امام اوزاعی نے اسے اتصال کے ساتھ روایت کیا تاہم اس روایت سے استدلال کیا بھی جائے تو نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ منسوخ ہوگی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مبارکہ یہ تھا کہ جب تک کسی حکم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہ آتا آپ گزشتہ شریعتوں کے مطابق فیصلہ فرماتے تھے چنانچہ یہ فیصلہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے فیصلے کے مطابق کیا گیا اور بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا اور اب وہ جانور جو کھلے پھرتے ہیں ان کا نقصان، قابل تاوان نہیں ہوگا البتہ جو جانور خود مالک نے چھوڑ دیا تو اس نے جو نقصان کیا اس کی ضمان ہوگی۔

باب ۳۲۔ جنین کے بدلے غلام کس کو ملے گا

اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور کسی نے اس کو اس طرح مارا کہ حمل ضائع ہوگیا تو اس حمل کے بدلے غلام دینا پڑے گا۔

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ غلام کس کو دیا جائے گا۔ ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ یہ غلام اس بچے کی ماں کو دیا جائے گا جبکہ دوسرے حضرات کے نزدیک اس غلام کا مالک وہ بچہ ہوگا جو حمل کی صورت میں تھا اب چونکہ وہ مرگیا لہٰذا جو لوگ اس کے زندہ ہونے کی صورت میں وارث ہوتے یہ غلام بھی ان کو بطور وراثت ملے گا۔ احناف

کا بھی یہی مسلک ہے۔

اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہذیل قبیلے کی دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کو مارا تو اس کے پیٹ کا بچہ گر گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ ایک غلام یا لونڈی دی جائے۔

پہلے قول والے فرماتے ہیں چونکہ یہ بات معلوم نہیں کہ ماں کو مار پڑنے کے وقت وہ بچہ زندہ تھا لہذا بچے کو اس غلام یا لونڈی کا مستحق کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔ جب کہ دوسرے حضرات نے فرمایا کہ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی مذکور ہیں کہ جس کے خلاف فیصلہ ہوا اس نے کہا اس بچے کی دیت کیسے دی جائے جو نہ چلایا نہ اس نے کھایا اور نہ کچھ پیا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ اعراب کی طرف مسجع کلام کرتا ہے اس میں ایک غلام یا لونڈی واجب ہے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے تو عورت پر حکم لگایا ہے جنین پر نہیں۔

پھر دوسری حدیث میں یہ بھی ہے کہ وہ عورت مر گئی جسے مارا گیا تھا تو آپ نے غلام کے ساتھ ساتھ دیت بھی واجب فرمائی اب اگر وہ غلام یا لونڈی مقتولہ کے لیے ہوتے تو غلام واجب نہ ہوتا بلکہ اس عورت کا حکم اس عورت کے حکم کی طرح ہوتا جسے کوئی دوسری عورت مارے اور اس کی ضرب سے مر جائے تو اس (مارنے والی) پر دیت واجب ہوتی ہے اور مضروبہ کا تاوان اس پر واجب نہ ہوگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ تاوان اس جنین (بچے) کے لیے ہے اور اس کی طرف سے مال وراثت ہے لہذا یہ اس کے ورثا کو ملے گا۔ یہ موقف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر مبنی ہے۔

غزوات کا بیان

باب ۲۳، لڑائی سے پہلے دعوتِ اسلام

دشمنانِ اسلام پر حملہ کرنے سے پہلے انہیں دعوتِ اسلام دینا ضروری ہے یا نہیں؟
بعض حضرات کے نزدیک ایسا کرنا ضروری ہے جبکہ دوسرے حضرات کے نزدیک ایسا کرنا ضروری نہیں۔ احناف کا یہی مسلک ہے۔

دونوں فریق احادیث سے استدلال کرتے ہیں پہلے قول والوں نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو لشکر کا امیر بناتے تو فرماتے جب تمہارا دشمن سے آمنا سامنا ہو تو انہیں تین باتوں میں سے ایک کی طرف بلاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں اسلام کی دعوت دو اگر قبول کریں تو تم بھی ان کا اسلام لانا قبول کر کے ان سے ہاتھ روک لو۔ اگر قبول نہ کریں تو انہیں جزیہ ادا کرنے کا حکم دو مان جائیں تو قبول کر کے ہاتھ روک لو۔ اگر انکار کریں تو ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور ان سے لڑو۔

دوسرے فریق نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا "اُبنیٰ" پر صبح کے وقت حملہ کرو پھر جلا دو اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے وقت دشمن پر حملہ کرتے۔ اگر اذان کی آواز آتی تو رک جاتے ورنہ حملہ کرتے۔

جب دونوں قسم کی روایات پائی جاتی ہیں تو اب ان میں سے ناسخ و منسوخ کو تلاش کرنا پڑے گا۔ حضرت عبداللہ بن عون فرماتے ہیں میں نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر لڑائی سے پہلے دعوتِ اسلام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ اسلام کے پہلے دور کی بات ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق پر کسی دعوت کے بغیر حملہ کیا ان میں سے لڑنے والوں کو قتل کیا اور کچھ کو قیدی بنایا اسی دن حضرت ام المومنین جویریہ بنت حارث بھی قیدی بن کر آئی تھیں۔

معلوم ہوا کہ اسلام کی دعوت ابتداءِ اسلام میں تھی کیونکہ اس دور میں ان تک دعوتِ اسلام نہیں پہنچی تھی اور انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ ان سے لڑائی کیوں کی جاتی ہے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دینے کا حکم دیا تاکہ انہیں تبلیغ ہو جائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پہلے قول والوں کی پیش کردہ احادیث منسوخ ہیں۔

اس باب میں دوسرا مسئلہ مرتدین سے متعلق ہے بعض حضرات کے نزدیک انہیں بھی قتل کرنے سے پہلے توبہ کرنے

کیا جائے۔

احناف کا یہی مسلک ہے دوسرے حضرات کہتے ہیں وہ حربی کافر کی طرح ہے لہٰذا اس سے توبہ کا مطالبہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ابتداءً اسے اسلام کی بصیرت حاصل نہ ہو تو توبہ کا مطالبہ کرنا اور اسلام کی دعوت دینا ضروری ہے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ یہی بات فرماتے ہیں اس سلسلے میں صحابہ کرام کے درمیان بھی اختلاف رونما ہوا ہے حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما نے اسی بات کو پسند کیا کہ انہیں قتل کرنے سے پہلے اسلام کی دعوت دی جائے اور توبہ کی رغبت دی جائے۔ لیکن حضرت سعد اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما نے ایسے لوگوں سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل بھی یہی ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی انداز اختیار فرمایا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر امام کی رائے میں ان لوگوں سے توبہ کی امید ہو تو انہیں توبہ کے لیے کہا جائے نیز یہ بھی دیکھا جائے کیا اسے اسلام کی سمجھ ہے اور وہ جان بوجھ کر اسلام کی عظمت کو سمجھتے ہوئے مرتد ہوا تو اس پر اسلام کو پیش کرنا اور توبہ کی دعوت دینا ضروری نہیں لیکن دعوت دی جائے اور توبہ کے لیے کہا جائے تو اچھا ہے احناف کا یہی مسلک ہے۔

باب: مسلمان کی تعریف

بعض حضرات کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی توحید کا قائل مسلمان ہو جائے گا اور وہ حقوق و فرائض میں مسلمانوں کی طرح ہو گا۔ ان حضرات نے حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میرا کسی مشرک سے مقابلہ ہو وہ مجھے مارے اور میرا ہاتھ جدا کر دے پھر لا الٰہ الا اللہ کہے تو کیا میں اسے قتل کر دوں یا چھوڑ دوں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ انہوں نے عرض کیا اس نے میرا ہاتھ جدا کر دیا آپ نے فرمایا ہاں اگر تم اسے قتل کرو گے تو تم اس طرح ہو جاؤ گے جس طرح وہ کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا اور وہ ایسے ہو جائے گا جس طرح تم قتل کرنے سے پہلے تھے۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں اس حدیث سے تو صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ کلمہ پڑھنے سے وہ قتل سے محفوظ ہو جائے گا کیونکہ ممکن ہے وہ مسلمان ہو گیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ توحید کا قائل ہو لیکن دیگر جن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان کا منکر ہو لہٰذا شک پیدا ہو جاتا ہو لہٰذا شک کی بنیاد پر اسے قتل نہیں کیا جائے گا لیکن جہاں تک اس کے مسلمان یا مومن ہونے کا تعلق ہے تو جب تک تمام ضروریات دین پر ایمان نہ لائے محض توحید کے اقرار سے مومن نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن کفار سے لڑائی میں مصروف ہوتے ان کے کلمہ طیبہ پڑھنے سے آپ رک جاتے لیکن یہودی توحید کا اقرار کرنے کے باوجود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر تھے لہٰذا وہ مسلمان نہ کہلاتے اور اگر وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرتے تو اس سے ان کا یہودیت سے نکلنا تو ثابت ہوتا لیکن مسلمان ہونا ثابت نہیں ہوتا تھا کیونکہ ممکن ہے وہ ان لوگوں کا راستہ اختیار کر رہے ہوں جو کہتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اہل عرب کے رسول ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی طرف بھیجا تو انہوں نے عرض کیا میں

ان سے کس بنیاد پر لڑوں آپ نے فرمایا ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ توحید خداوندی اور میری رسالت کی گواہی دیں جب ایسا کریں تو تم سے ان کے خون اور مال محفوظ ہو جائیں گے البتہ اسلام کا حق باقی ہے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لڑنے کا حکم دیا یہاں تک کہ ان کا یہودیت سے نکلنا ثابت ہو جائے اس وجہ سے ان کے ساتھ لڑائی کو ترک کیا جائے گا لیکن ان کا اسلام پھر بھی ثابت نہ ہوگا جب تک تمام انبیاء کرام کی نبوت اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عامہ کو تسلیم نہ کریں چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری رسالت کی گواہی دیں جب یہ گواہی دیں اور ہماری طرح نماز پڑھیں، ہمارے قبلہ کی طرح رخ کریں ہمارا ذبیحہ کھائیں تو ان کے خون اور مال ہم پر حرام ہو جائیں گے البتہ اسلام کا حق باقی ہے ان کے لیے وہ کچھ ہوگا جو مسلمانوں کے لیے ہے اور ان کے ذمہ وہی کچھ ہوگا جو مسلمانوں کے ذمہ ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ کلمہ پڑھنے سے لڑائی بند ہو جائے گی لیکن ان کا مسلمان ہونا ثابت نہیں ہوتا جب تک وہ ان تمام باتوں پر ایمان نہ لائیں جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ احناف کا بھی یہی مسلک ہے۔

باب ۳۳۵ بچے کا بالغ ہونا

اس باب میں بچے کی بلوغت کے بارے میں اختلاف اور دلائل سے بحث کی گئی ہے بعض حضرات کے نزدیک بچہ اس وقت بالغ ہوتا ہے جب اسے احتلام آئے یا زیر ناف بال آجائیں۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ ان میں سے جو استرا استعمال کرتا ہے اسے قتل کر دیا جائے اور ان کے مال اور اولاد کو تقسیم کیا جائے یہ بات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا انہوں نے ایسا فیصلہ کیا جو ساتوں آسمانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے موافق ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ موئے زیر ناف صاف کرنے والوں کو بالغ قرار دے کر ان کے قتل کا فیصلہ کیا گیا۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ بلوغت دو طرح ہے علامت کے ساتھ ہوگی اور اگر علامت (احتلام اور زیر ناف بالوں کا اگنا) ظاہر نہ ہو تو عمر کے اعتبار سے بچہ بالغ ہوتا ہے۔

اب اس سلسلے میں حنفی ائمہ کے درمیان اختلاف ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اٹھارہ سال کی عمر میں بچہ بالغ ہوتا ہے جبکہ بچی سترہ سال کی عمر میں بالغ ہوتی ہے۔ حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بچہ یا بچی اگر علامت ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہوتے ہیں حضرت امام محمد رحمہ اللہ لڑکے کے سلسلے میں حضرت امام ابویوسف کے ساتھ ہیں جب کہ لڑکی کے بارے میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں غزوہ احد کے دن مجھے بارگاہ نبوی میں پیش کیا گیا اور اس وقت میں چودہ سال کا تھا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لڑائی کی اجازت نہ دی اور خندق کے دن جب میری عمر پندرہ سال تھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لڑنے کی اجازت دے دی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچہ پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہوتا ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جنگ میں شمولیت کی اجازت اور عدم اجازت کا تعلق بلوغت سے نہیں بلکہ اس کا تعلق طاقت اور کمزوری کے ساتھ ہے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بچوں کے لیے وظائف مقرر کیے تو حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے لیے مقرر نہ فرمایا گویا آپ نے انہیں کمزور سمجھا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے فلاں بچے کے لیے وظیفہ مقرر کیا اور میرے لیے مقرر نہیں کیا حالانکہ میں اسے پچھاڑتا ہوں پھر انہوں نے اسے پچھاڑ دیا تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔

اب اس بات کا امکان ہے کہ اس کی وجہ ان کی قوت ہو بلوغت نہ ہو اسی طرح حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے فرماتے ہیں مجھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو غزوہ بدر کے دن پیش کیا گیا تو حضور علیہ السلام نے ہمیں چھوٹا سمجھا پھر غزوہ احد کے دن اجازت دے دی حالانکہ گزشتہ حدیث کے مطابق غزوہ احد کے دن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عمر چودہ سال تھی اور اس روایت کے مطابق آپ کو اجازت نہیں ملی تھی۔ حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں اس صورت میں جبکہ بظاہر احادیث میں تعارض ہے ان سے فیصلہ نہیں ہو سکتا لہٰذا وہ قیاس کے ذریعے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

وہ فرماتے ہیں جس عورت کو حیض آتا ہو اس کی عدت تین حیض ہیں اور حیض نہ آنے کی صورت میں تین مہینے عدت گزارنا ہوتی ہے یعنی ایک حیض نہ آنے کی صورت میں تین مہینے عدت گزارنا ہوتی ہے گویا ایک حیض کا بدل ایک مہینہ ہے اب بعض اوقات عورت کو مہینے میں دو بار حیض آتا ہے اور بعض اوقات دو حیضوں کے درمیان دو یا زیادہ مہینے ہوتے ہیں۔ تو فیصلہ اکثر عورتوں کی حالت کو سامنے رکھ کر کیا گیا کیونکہ عام طور پر مہینے میں ایک بار حیض آتا ہے اس لیے تین حیضوں کی جگہ تین مہینے رکھے گئے۔

اور یہ بھی ثابت ہے کہ احتلام سے بچہ بالغ ہو جاتا ہے اب اس کے لیے عام مقام پر کچھ حصہ رکھا گیا ہے جن نے پندرہ سال اور بعض نے زیادہ مدت رکھی ہے تو عام طور پر پندرہ سال کی عمر میں احتلام آجاتا ہے لہٰذا قیاس کا تقاضا ہے کہ عام حالت کے مطابق فیصلہ کیا جائے بنابریں پندرہ سال کی عمر میں بچے بالغ ہو جاتے ہیں اس طرح حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کو قیاس سے ترجیح حاصل ہو گئی۔

باب ٢٣: جنگ کے دوران عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے دوران بچوں کو قتل نہیں کرتے تھے بلکہ آپ نے بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

اس موضوع پر بکثرت احادیث مروی ہیں ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض حضرات نے یہ موقف اختیار

اختیار کیا کہ لڑائی کے دوران کفار کے بچوں کو کسی حالت میں بھی قتل کرنا جائز نہیں حتیٰ کہ اگر ان کے بڑوں پر حملہ کرنے کی وجہ سے بچوں کی ہلاکت کا خطرہ ہو تو یہ حملہ بھی جائز نہ ہوگا۔

دوسرے حضرات نے فرمایا کہ جن روایات سے آپ نے استدلال کیا ہے ان کا انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن آپ کا استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس طرح ان احادیث کا ان دوسری احادیث سے تضاد لازم آئے گا جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بچوں کو ان کے بڑوں کی طرح قرار دیا ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہمارے لشکر نے مشرکین کے بچوں کو روند دیا تو آپ نے فرمایا وہ بھی ان ہی میں سے ہیں۔

معلوم ہوا کہ جن احادیث میں مشرکین کے بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے سے ممانعت ہے وہ قصد وارادہ پر محمول ہیں یعنی ان کو قصداً قتل کرنا جائز نہیں اگر حملے کے دوران وہ ہلاک ہوجائیں تو کوئی حرج نہیں اس طرح دونوں قسم کی احادیث پر عمل ہوسکے گا۔ احناف کا یہی مسلک ہے اور یہ قیاس کے بھی موافق ہے وہ یوں کہ اگر کوئی آدمی کسی کا ہاتھ کاٹے اور وہ اپنے ہاتھ کو باہر نکالنے کی کوشش کرے جس کے نتیجے میں اس دوسرے (کاٹنے والے) آدمی کے دانت ٹوٹ جائیں تو اس پر تاوان نہیں ہوگا کیونکہ اس نے دانت توڑنے کا قصد نہیں کیا تھا بلکہ اپنے ہاتھ کو بچانے کی کوشش کی تھی چنانچہ حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایسا واقعہ پیش آیا تو آپ نے دانتوں کا قصاص لینے سے روک دیا اور فرمایا کیا وہ اپنے ہاتھ کو تیرے منہ میں چھوڑ دیتا کہ تو اونٹ کی طرح اسے چبا جاتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اگر قصد نہ ہو اور مشرکین کو قتل کرنے کی وجہ سے ان کے بچے قتل ہوجائیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہاں بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا مقصود نہیں ہوتا۔

باب ۲۴، دار الحرب میں بہت بوڑھے آدمی کو قتل کرنا

لڑائی کے دوران ایسے بوڑھے کافر کو جو لڑائی میں شریک نہ ہو قتل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

بعض حضرات کہتے ہیں کہ لڑائی کے دوران بوڑھے شخص کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں انہوں نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو ابو عامر کو لشکر کا امیر بنا کر اوطاس کی طرف بھیجا انہوں نے درید بن صمہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھیوں کو بھگا دیا۔

دوسرے حضرات کے نزدیک یہ حکم مطلقاً نہیں اگر وہ بوڑھا شخص مسلمانوں کے لیے مضر نہیں تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور اگر لشکر کفار کو اس کی رائے مشورے اور تجربے سے تقویت پہنچتی ہے تو اسے قتل کیا جائے گا درید بن صمہ کا بھی یہی مسئلہ تھا۔ بوڑھے کفار کو قتل نہ کرنے کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں مروی ہے حضرت ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی لشکر بھیجتے تو فرماتے کسی بوڑھے کو قتل نہ کرنا۔

دونوں قسم کی احادیث پر اسی صورت میں عمل ہوسکتا ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقتولہ عورت کو دیکھا تو فرمایا اسے کیا ہوا یہ تو نہیں لڑتی تھی مطلب یہ ہوا کہ اگر بوڑھے مرد یا عورت

مسلمانوں کے مقابلے میں لڑائی میں شریک ہوں یا ان کو مشورے وغیرہ سے تقویت دیتے ہوں تو ان کو بھی قتل کیا جائے
ورنہ انہیں کچھ نہیں کیا جائے گا۔

باب ۳۶: دار الحرب میں مقتول کا سامان مسلمان مجاہد کو ملے گا یا نہ؟

اس مسئلے میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ جو مسلمان کسی کافر کو قتل کرے اس کا سامان اسی مجاہد کو ملے گا مال غنیمت میں شمار نہیں ہوگا۔

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کا سامان قاتل (مجاہد) کے لیے قرار دیا۔ اس مضمون کی روایات حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، ابن عباس، خالد بن ولید، ابو قتادہ، حضرت انس اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

دوسرے گروہ کے نزدیک اگر حکمران یہ اعلان کرے کہ جو شخص کسی کافر کو قتل کرے اسے اس کا سامان دیا جائے گا تو اس صورت میں وہ سامان اسی کو ملے گا۔ ورنہ مال غنیمت میں تقسیم ہوگا۔

ان حضرات نے فرمایا کہ پہلے گروہ نے جن روایات سے استدلال کیا ہے ان کا یہی مطلب ہے کیونکہ بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتول کا سامان قاتل کو نہیں دیا گیا چنانچہ ابو جہل کو حضرت معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہما نے قتل کیا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی تلواریں دیکھنے کے بعد فرمایا تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے لیکن اس کے باوجود اس کا سامان حضرت معاذ بن عمرو بن جموح کو دیا۔ اگر قاتل کو یہ سامان دینا ضروری ہوتا تو آپ دونوں کو عطا فرماتے اسی طرح اگر آپ نے یہ اعلان کیا ہوتا کہ جو آدمی کسی حربی کافر کو قتل کرے تو اس مقتول کا سامان اسے ملے گا تو لازماً دونوں میں تقسیم فرماتے غزوۂ بدر میں کفار کی شکست کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت کفار کے پیچھے گئی انہیں قتل کیا اور کچھ پیچھے سرکار دو عالم کے پاس رہے مقتولین کے مال و اسباب پر دونوں فریقوں نے دعویٰ کیا لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں گروہوں پر برابر تقسیم فرمایا۔

پہلے گروہ نے ابو جہل والے واقعہ پر اعتراض کیا کہ یہ بدر کے موقع پر ہوا اور آپ نے غزوۂ حنین کے موقع پر مقتول کا مال قاتل کے لیے قرار دیا۔ لہٰذا ابو جہل والے واقعہ سے استدلال نہیں ہو سکتا تو دوسرے گروہ نے ان کو جواب دیا کہ ہو سکتا ہے آپ کا یہ قول غزوۂ حنین سے مخصوص ہو جیسا کہ فتح مکہ کے دن آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اسے امن ملے گا تو یہ بات فتح مکہ سے مخصوص ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ غزوۂ حنین کے دن آپ کا یہ ارشاد پہلے عمل کے لیے ناسخ بھی ہو سکتا ہے اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ ناسخ نہ ہو۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت براء بن مالک نے مرزبان مزارہ کو قتل کیا اس کے سامان کی قیمت تیس ہزار کو پہنچی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے بطور خمس چھ ہزار وصول فرمایا۔ اگر مقتول کا مال قاتل کے لیے ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے خمس نہ لیتے حالانکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حنین کے موقع پر حضور علیہ السلام کے پاس تھے اور اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے لہٰذا صحابہ کرام

کے نزدیک غزوہ حنین کے دن آپ کا عمل پہلے حکم کے لیے ناسخ نہ ہوا۔

قیاس بھی اسی مسلک کی تائید کرتا ہے وہ یوں کہ اگر حاکم دار الحرب میں رہتے ہوئے ایک چھوٹا لشکر بھیجے اور خود پیچھے رہے باقی لشکر بھی حاکم کے ساتھ ہی رہے۔ اب وہ چھوٹا لشکر جو مال غنیمت لائے گا وہ تمام لشکر میں تقسیم ہوگا۔ اگرچہ یہ حضرات ان کے ساتھ قتل میں شریک نہیں ہوئے اور اگر حاکم ان کے لیے کوئی حصہ مختص کردے مثلاً خمس دے کر باقی ان کو دینا چاہے تو دے سکتا یعنی لشکر کو بھیجتے وقت ان کو ترغیب دینے کے لیے اعلان کرے کہ تمہیں یہ مال ملے گا تو اب دینا ہوگا۔ احناف بھی اسی دوسرے قول کے قائل ہیں۔

باب ۲۳۹۔ اہلِ قرابت کا حصہ

مال غنیمت اور مال فے سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتداروں کو جو حصہ ملتا تھا اس کے بارے میں تین قول ہیں بعض حضرات کے نزدیک یہ حصہ آپ کے ان قرابت داروں کے لیے تھا جو فقراء اور مساکین تھے جس طرح دوسرے مسلمانوں میں سے فقراء اور مساکین کو حصہ ملتا تھا امراء کے لیے نہیں تھا لہٰذا اب بھی ان کو جو حصہ ملے گا ان کے فقر کی وجہ سے ملے گا۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا اہل قرابت میں سے جسے چاہتے عطا فرماتے جس طرح آپ اپنے لیے کوئی چیز چُن سکتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد جس طرح آپ کا وہ منتخب حصہ (صفی) ختم ہو گیا اہل قرابت کا حصہ بھی ختم ہو گیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

تیسرا مذہب یہ ہے کہ مال غنیمت کے خمس کا خمس تمام اہل قرابت کے لیے نہیں تھا بلکہ صرف بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لیے تھا بنو امیہ اور بنو نوفل کو یہ حصہ نہیں ملتا تھا۔

پہلے قول والوں کا استدلال یوں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے حضرت خاتون جنت حاضر ہوئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غلام نہ دیا بلکہ ان کو ترغیب دی کہ تینتیس (۳۳) بار سبحان اللہ، تینتیس (۳۳) بار الحمد للہ اور چونتیس (۳۴) بار اللہ اکبر پڑھا کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں بھی اہل قرابت کے لیے حصہ نہیں تھا۔

احناف کا استدلال یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل قرابت میں سے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو عطا فرماتے تھے کیونکہ ان کی خدمات تھیں اس لیے بنو امیہ اور بنو نوفل کے مقابلے کو ان کو ترجیح حاصل تھی اور ان کے امراء اور فقراء سب کو عطا فرمائے تھے اگر اس عطیہ کی علت فقر ہوتا تو آپ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے امراء کو عطیہ فرماتے تھے جہاں تک حضرت خاتون جنت کو غلام عطا نہ کرنے کا تعلق ہے تو ممکن ہے اس وقت تک مال کی تقسیم نہ ہوئی ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ بیٹا یا بیٹی اہل قرابت میں سے نہیں ہوتے۔ قرآن پاک میں ہے، "فرما دیجئے جو کچھ تم مال خرچ کرو تو ماں باپ اور قرابت داروں کو دو۔" تو ماں باپ کو قرابت داروں سے الگ رکھا اسی طرح اولاد بھی قرابت داروں سے الگ ہے کیونکہ وہ قرابت سے زیادہ قریب ہیں۔

جہاں تک حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا اہل قرابت کو نہ دینے کا تعلق ہے تو وہ ان کا اجتہاد تھا اور صحابہ کرام نے ان کے اجتہاد پر اجماع کیا کیونکہ وہ عادل امام تھے۔ اس کے باوجود اختلاف بھی تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ حق مانگتے تھے۔ جہاں تک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو وہ فتنوں کا دور تھا اس زمانے میں مال غنیمت کے طور پر کسی قیدی کا آنا یا کسی دوسرے مال کی وصولی معروف نہیں ہے۔

بعض حضرات کا یہ بھی نظریہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ کے قرابت داروں یا خود خلیفہ کا حصہ رکھنا چاہیے تو امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لیے کچھ مال منتخب فرماتے تھے پھر اس بات پر اجماع ہے کہ آپ کے وصال کے بعد کسی خلیفہ کو اس کا حق نہیں ہے معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دوسرے حکمرانوں سے مختلف ہے تو قیاس کا تقاضا ہے کہ جس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ آپ کی حیات مبارکہ میں جاری تھا اور وصال کے بعد ختم ہو گیا اسی طرح قرابت داروں کا حصہ بھی آپ کی نسبت سے آپ کی حیات طیبہ میں تھا۔ بعد میں منقطع ہو گیا احناف کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۴۰۔ لڑائی سے فراغت اور غنیمت کو جمع کرنے کے بعد کسی کو زائد مال دینا

مال غنیمت میں سے چار حصے مجاہدین کے ہوتے ہیں اور پانچواں حصہ غیر تقسیم ہوتا ہے۔ لڑائی کے ختم ہونے سے پہلے اگر حکمران کسی کے لیے زائد مال (نفل) کا اعلان کرے تو جائز ہے کیونکہ اس میں جہاد کی ترغیب ہے جس طرح یہ کہا جائے کہ جو مسلمان کسی کافر سپاہی کو قتل کرے گا اس کافر کا ساز و سامان اسے دیا جائے گا لیکن لڑائی ختم ہونے کے بعد جب مال غنیمت اکٹھا کر لیا جائے تو اب امام کل مال میں سے کسی کو اس کے حصے سے زائد نہیں دے سکتا۔ البتہ وہ جو کچھ دے گا خمس میں سے دے گا کیونکہ باقی چار حصوں میں اس کا اختیار نہیں اور نہ ہی اب لڑائی کے لیے ترغیب ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے چنانچہ ان کی دلیل یہ ہے کہ حنین کے دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے پہلو سے ایک بال لے کر فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جو غنیمت کا مال تمہیں عطا کیا ہے۔ اس میں سے میرے لیے صرف پانچواں حصہ حلال ہے اور وہ بھی تمہاری طرف لوٹایا جاتا ہے پس سوئی اور دھاگے تک ادا کرو۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں چوتھائی حصہ اور واپسی پر تین حصے عطا فرمائے اس سے معلوم ہوا کہ مال غنیمت جمع کرنے کے بعد تہائی یا چوتھائی یا امام جس قدر چاہے کسی کو بطور زائد دے سکتا ہے اسی طرح وہ حضرت حبیب بن مسلمہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس کے بعد تہائی حصہ بطور نفل دیا اسی طرح کی دیگر احادیث بھی انہوں نے پیش کی ہیں تو انہیں جواب دیا گیا کہ خمس کے بعد کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تقسیم کے بعد خمس کو الگ کر کے اس میں سے تہائی حصہ دیا ایک روایت میں ہے کہ جب وہ نکلتے تو آپ ان کو چوتھائی حصہ دیتے اور لوٹنے پر تہائی حصہ دیتے تو اس کا جواب یوں دیا گیا کہ ممکن ہے لوٹنے سے مراد جہاد سے جہاد کی طرف لوٹنا یعنی پلٹ کر حملہ کرنا مراد ہو اب چونکہ اس سلسلے میں خود صحابہ کرام کا اختلاف ہے تو ہم نے غور کیا کہ قیاس کس مسلک کی تائید کرتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں

اگر حالتِ جنگ میں امام اعلان کرے کہ جو مسلمان کسی کافر حربی کو قتل کرے اس کے لیے مقتول کا سامان ہے تو ایسا کرنا جائز ہے اسی طرح اگر وہ کہے کہ جو کسی کافر کو قتل کرے گا اس کو اتنے اتنے درہم ملیں گے تو بھی جائز ہے اگر وہ کہے کہ جو کوئی کسی کو قتل کرے گا اسے اس مال کا دسواں حصہ ملے گا جو ہمیں حاصل ہوگا تو یہ جائز نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو تمام مال غنیمت میں باقی کا ہوتا اور خمس میں اللہ تعالیٰ کا حق باطل ہوجاتا اور مجاہد کو زائد مال اسی صورت میں ملتا ہے جب اس نے وہ مال اپنی تلوار کے ذریعے حاصل کیا ہو یا اس کے عمل کی وجہ سے اس کے لیے قرار دیا گیا ہو لیکن دوسروں نے جو مال حاصل کیا وہ اس کے لیے جائز نہیں تو قیاس کا تقاضا ہے کہ مال غنیمت کے جمع ہونے کے بعد اس مال میں سے جو دوسروں نے حاصل کیا اس کو دینا بدرجہ اولیٰ جائز نہ ہو اور اسے نفل کے طور پر کچھ دینے سے پہلے خمس میں اللہ تعالیٰ کا حق اور چار حصوں میں مجاہدین کا حق واجب ہوا اب اگر اس صورت میں اسے نفل اور چار حصوں میں مجاہدین کا حق واجب ہوا اب اگر اس صورت میں اسے نفل از زائد مال دیا جائے تو باقی مجاہدین کا حق بلکہ اللہ تعالیٰ کا حق بھی باطل ہوجائے گا لہٰذا تقسیم سے پہلے نفل کے طور پر مال دیا جاسکتا ہے بعد میں نہیں۔ احناف کا یہی مسلک ہے۔

باب ۳۲: لڑائی ختم ہونے کے بعد آنے والی فوج کا غنیمت میں حصہ

اگر لڑائی کے ختم ہونے کے بعد مسلمانوں کی فوج کا کوئی دستہ میدان جنگ میں پہنچے تو کیا اسے بھی مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا جائے گا؟ بعض حضرات کا خیال ہے کہ مال غنیمت سے صرف انہی لوگوں کو حصہ ملے گا جو شریک جہاد ہوں چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابان بن سعید کی قیادت میں ایک لشکر مدینہ طیبہ کی طرف سے نجد کی طرف بھیجا جب یہ لشکر واپس آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے اور خیبر فتح ہوچکا تھا انہوں نے بھی مال غنیمت میں سے حصہ طلب کیا

تو حضرت ابوہریرہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کو غنیمت میں سے کچھ نہ دیا جائے حضرت ابان نے عرض کیا کہ میں نجد سے تحائف لے کر آیا ہوں حضور علیہ السلام نے ان کو بٹھا دیا اور ان لوگوں کو کچھ نہ دیا۔

دوسرے حضرات کا مسلک یہ ہے کہ اگر یہ لشکر کسی ایسے مقصد کے لیے گیا ہو جو مسلمانوں کے مفاد سے تعلق رکھتا ہے اور ان کے جانے سے پہلے لڑائی کا فیصلہ نہیں ہوچکا ہو تو اب ان کو مالِ غنیمت میں سے حصہ ملے گا اور یہ جہاد کے موقع پر حاضر ہونے والوں میں شمار ہوں گے جس طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے بدر کے مال سے حصہ مقرر کیا گیا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عثمان، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی وجہ سے جہاد سے غائب ہیں، اس وقت آپ اپنی زوجہ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کی تیمارداری میں مصروف تھے۔ جہاں تک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ حضرت ابان رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت نجد کی طرف بھیجا جب خیبر کی طرف جانے کا فیصلہ نہ ہوا تھا۔

پہلے قول والوں نے ایک دوسری روایت سے بھی استدلال کیا ہے وہ یوں کہ اہل بصرہ نے نہاوند میں

جہاد کیا اور کوفہ والوں نے ان کی مدد کی کامیابی کے بعد اہل بصرہ نے ارادہ کیا کہ کوفہ والوں کو حصہ نہ دے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کوفہ والوں کے قائد تھے اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا گیا تو آپ نے لکھا غنیمت اسے ملے گی جو اس واقعہ میں حاضر تھا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں دو صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو کوفہ والوں کے آنے سے پہلے نہاوند فتح ہو کر دار الاسلام بن چکا تھا اور مال غنیمت تقسیم ہو گیا تھا اب اس سے استدلال نہیں ہو سکتا کیونکہ ہمارے نزدیک بھی وہ لوگ حاضرین میں شمار نہیں ہوتے۔

اور اگر کوفہ والے اختتام جنگ کے بعد اور دار الحرب سے کوچ کرنے سے پہلے پہنچے اور اہل کوفہ نے مطالبہ کیا تھا ان میں حضرت عمار بن یاسر اور کچھ دیگر صحابہ کرام بھی تھے اور صحابی ہونے کی وجہ سے ان کا قول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کے مقابل ہوا لہٰذا اب دونوں میں سے ایک کو ترجیح دینے کے لیے قرآن و سنت یا قیاس سے دلیل کی ضرورت ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ قیاس بھی دوسرے قول یعنی احناف کے مذہب کی تائید کرتا ہے وہ یوں کہ اگر دار الحرب ہی سے بعض چھوٹے لشکروں کو بعض لڑنے والوں کی طرف بھیجا جائے اور وہ مال غنیمت حاصل کریں تو وہ سب میں تقسیم ہوتا ہے اس چھوٹے لشکر میں جانے اور نہ جانے والے برابر ہوتے ہیں کیونکہ دونوں اپنی جانوں کو پیش کر رہے ہیں اگرچہ لڑائی ایک گروہ نے کی ہے اسی طرح جو لوگ جنگ میں حاضر ہیں وہ اور جو ان سے آکر ملے اور وہ بھی لڑائی کے لیے آئے دونوں ہی اپنی جانیں پیش کر رہے ہیں لہٰذا ان کو بھی حصہ ملنا چاہیے۔

باب ۳۲: مفتوحہ علاقہ میں مسلمان حکمران کی کاروائی

مسلمان حکمران جس علاقہ کو بطور غلبہ فتح کرے تو کیا مال غنیمت کی طرح وہ علاقہ بھی مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے یا کیا صورت اختیار کی جائے؟

بعض حضرات کا خیال ہے کہ وہ علاقہ مسلمانوں پر تقسیم کرنا ضروری ہے ان کا استدلال یوں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھے اس بات کا خیال نہ ہوتا کہ بعد والے لوگوں کے لیے کچھ نہیں رہے گا تو اللہ تعالیٰ مجھے جس بستی پر فتح عطا فرماتا میں اسے تقسیم کر دیتا جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم فرمایا۔

دوسرے حضرات جن میں حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بھی شامل ہیں فرماتے ہیں حاکم کی صوابدید پر ہے اگر ضروری سمجھے تو تقسیم کر دے اور اگر مسلمانوں کی بھلائی کے لیے اسے باقی رکھنا چاہے تو اس طرح بھی کر سکتا ہے۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کرنے کے بعد اس کا کچھ حصہ تقسیم فرمایا اور اسی سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا لیکن باقی خیبر کو کچھ حصہ پر اہل خیبر کے حوالے کر دیا کہ وہ کاشتکاری وغیرہ کریں گویا آپ نے جتنا حصہ تقسیم کرنا ضروری سمجھا تقسیم فرمایا اور جسے تقسیم کرنا ضروری خیال نہ کیا اسے تقسیم نہ فرمایا خیبر کے بارے میں یہ

روایت حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔
اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عراق کی زمین کو مسلمانوں کے لیے چھوڑ دیا تقسیم نہیں فرمایا تاکہ موجودہ لوگوں کی طرح آنے والے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔
جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر کو فتح کیا تو اس مسئلے میں اختلاف رونما ہوا چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا گیا تو آپ نے فرمایا اگر میں اسے تمہارے درمیان تقسیم کر دوں تو بعد والوں کے لیے کیا رہے گا۔

پہلے قول والوں نے اپنے موقف پر یوں بھی استدلال کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بجیلہ کو عراق کا چوتھائی حصہ دیا اس کا جواب یوں دیا گیا کہ آپ نے اس کا کچھ حصہ بجیلہ کے لیے تقسیم فرمایا لیکن پھر اسے مسلمانوں کے لیے واپس لے کر اس کا عوض عطا فرمایا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ حاکم کی صوابدید پر ہے اگر تقسیم کرنا ضروری سمجھے تو ایسا کرے اور اگر ضروری نہ ہو تو تقسیم نہ کرے جس طرح مخالفین کی پیش کردہ حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے ظاہر فرمائی کہ وہ بعد والوں کے لیے رکھنا چاہتے ہیں۔

باب ۲۴۳، مالِ غنیمت کی سواری پر سوار ہونا

مال غنیمت کی سواری ہتھیار یا لباس تقسیم سے پہلے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں۔
حضرت امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ جنگ کے دوران کوئی شخص غنیمت کے ہتھیاروں میں سے لے کر استعمال کرے اور ضرورت کی تکمیل پر واپس لوٹا دے تو کوئی حرج نہیں لیکن اسے واپس لوٹانے کے لیے لڑائی کے ختم ہونے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔
انہوں نے حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے سال فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ غنیمت سے سواری نہ لے کہ اس پر سوار ہو جائے اور جب نقص پیدا ہو تو مال غنیمت میں واپس لوٹا دے اسی طرح آپ نے کپڑے کے بارے میں بھی فرمایا۔
حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور دیگر حضرات کے نزدیک ضرورت کے تحت مال غنیمت استعمال کیا جا سکتا ہے حضرت امام ابو یوسف فرماتے ہیں امام اوزاعی نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے ہم اسے تسلیم کرتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی ضرورت کے بغیر لیتا ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرمایا ضرورت کے تحت لینے اور لڑائی کے اختتام تک اپنے پاس رکھنے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح جو شخص خیانت کے طور پر لیتا ہے اس کی مذمت کی گئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں اگر کچھ لوگوں کی تلواریں ٹوٹ جائیں اور دیگر مسلمانوں کے پاس زائد نہ ہوں تو کیا مال غنیمت کی تلواریں استعمال نہیں کی جائیں گی یقیناً استعمال ہوں گی اگرچہ جنگ ختم ہو جائے لیکن اس کے بعد ایک دو دن تک دشمن کی طرف سے حملے کا خطرہ ہو تو ہتھیار کے بغیر کیسے لڑیں گے۔ اسی طرح مال غنیمت کا کھانا حضور علیہ السلام کے زمانے میں استعمال ہوتا تھا

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی (صحابی) فرماتے ہیں ہم خیبر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ہم میں سے کوئی ایک آتا اور مال غنیمت میں سے ضرورت کے مطابق کھانا لے جاتا۔ تو جب مسلمانوں کی ضرورت کے لیے کھانا استعمال کیا جا سکتا ہے تو جانوروں، ہتھیاروں اور کپڑوں وغیرہ کو بھی ضرورت کے تحت استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر یہ مفہوم لیا جائے یعنی ضرورت کی قید لگائی جائے تو حضرت رویفع بن ثابت اور حضرت ابن ابی اوفی کی روایات باہم متفق ہوں گی اور تضاد ثابت نہیں ہوگا۔

باب ۲۴۳، اسلام لاتے وقت چار سے زائد بیویاں ہوں تو کیا حکم ہے

اسلام میں بیک وقت چار بیویاں رکھنا جائز ہے اس سے زائد جائز نہیں اب کوئی اسلام قبول کرے اور اس کے پاس چار سے زائد بیویاں ہوں تو کیا کرنا ہوگا۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان میں سے چار کو رکھ لے اور باقی کو چھوڑ دے چاہے سب سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا ہو یا الگ الگ نکاح کیا ہو۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ غیلان بن سلمہ نے اسلام قبول کیا تو ان کی دس بیویاں تھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے چار رکھ لو۔

حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام ابویوسف رحمہما اللہ فرماتے ہیں اگر ان عورتوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو سب کا نکاح باطل ہو جائے گا اور اس کے اور ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی اور اگر الگ الگ نکاح کیا تو پہلی چار سے نکاح باقی رہے گا باقی کو چھوڑنا پڑے گا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ پہلے قول والوں نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ منقطع روایت ہے اور اس سلسلے میں اصل روایت وہ ہے جو حضرت مالک نے امام زہری سے روایت کی ہے۔

تاہم اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو تو بھی امام محمد رحمہ اللہ کے موقف پر دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ غیلان بن سلمہ نے دور جاہلیت میں نکاح کیا تھا اور اس وقت اتنی تعداد سے نکاح جائز تھا پھر چار سے زائد عورتوں سے نکاح کو حرام کر دیا تو اب چونکہ ان دس عورتوں سے نکاح جائز تھا لہٰذا جن چار کو چاہے رکھ سکتا ہے لیکن اس نئے حکم کے نزول کے بعد اگر کوئی کافر دس عورتوں سے نکاح کرے تو چار سے زائد کا نکاح باطل ہے لہٰذا مسلمان ہونے کے بعد پہلی چار عورتوں کو اپنے پاس رکھے گا اور باقی سے تفریق ہو جائے گی۔

پہلے قول والوں نے ایک دوسری حدیث سے بھی استدلال کیا ہے حضرت حارث ابن قیس فرماتے ہیں جب میں اسلام لایا تو میرے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے چار کو اختیار کر لو۔ اس حدیث کا ایک جواب تو وہی ہے جو حضرت غیلان والی روایت کے سلسلے میں گزر گیا اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ تمام عورتیں نکاح سے نکل گئیں اب ان میں سے چار کو نکاح کے لیے اختیار کر لو یعنی جن چار سے چاہو نکاح کر لو۔ یوں حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کے مسلک کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

باب ۲۱۳: حربیہ عورت اور حربی مرد کا آگے پیچھے مسلمان ہونا اور ان کے نکاح کا حکم

حربیہ کافرہ عورت دار الحرب میں اسلام قبول کرے پھر دار الاسلام میں آجائے اس کے بعد اس کا خاوند مسلمان ہو کر آئے تو کیا پہلا نکاح کافی ہوگا۔ یا نئے سرے سے نکاح کرنا پڑے گا۔ اس سلسلے میں دو مذہب ہیں۔

ایک فریق کہتا ہے کہ اگر اس عورت کی عدت کے دوران خاوند بھی مسلمان ہو کر آجائے تو پہلا نکاح ہی کافی ہوگا اور اگر عدت ختم ہونے کے بعد آئے تو نئے سرے سے نکاح کرنا پڑے گا۔

ان حضرات نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے استدلال کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو تین سال بعد پہلے نکاح کے ساتھ حضرت ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹایا۔

دوسرے فریق کے نزدیک جب وہ دار الحرب سے نکل آئے تو خاوند بیوی کا رشتہ منقطع ہو جائے گا چاہے خاوند اس کی عدت کے دوران آجائے یا بعد میں آئے۔ ان حضرات نے بھی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے استدلال کیا ہے حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کی طرف جدید نکاح کے ساتھ لوٹایا۔

پہلے قول والوں کا استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں وضاحت نہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو عدت کے دوران لوٹایا تھا یا کیا صورت تھی پھر اس حدیث کے راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نصرانی مرد اور عورت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ نصرانیہ کے اسلام قبول کرتے ہی دونوں کے درمیان تفریق ہو جائے گی کیونکہ اسلام بلند ہے اور کوئی دوسرا دین اس پر غالب نہیں ہو سکتا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ نصرانیہ عورت کے اسلام لانے کی صورت میں اس کے خاوند کے مسلمان ہونے کا انتظار نہیں کیا جائے گا اور حربیہ عورت کے مسلمان ہونے کی صورت میں انتظار کیا جائے بلکہ دونوں کا ایک جیسا حکم ہوگا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے واقعہ کے بارے میں احادیث کے تضاد سے متعلق حضرت محمد بن حسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ سورۂ ممتحنہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنات کے کفار کی طرف لوٹنے کو حرام قرار دیا جب کہ پہلے یہ عمل جائز تھا حضرت عبد اللہ بن عمرو (عمرو بن شعیب کے والد کے دادا) کو یہ بات معلوم تھی پھر انہوں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹایا تو انہوں نے خود اندازہ لگا لیا کہ نئے نکاح کے ساتھ بھیجا ہوگا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس حرمت کا علم نہ ہو سکا جس کی وجہ سے انہوں نے سمجھا کہ پہلے نکاح کے ساتھ ہی لوٹایا گیا کیونکہ ان کے نزدیک نکاح فسخ نہ ہوا تھا بنا بریں پہلے قول والوں کا موقف ثابت نہیں ہو سکتا۔

قیاس کے طور پر بھی دوسرا موقف ثابت ہوتا ہے وہ یوں کہ اگر کوئی عورت مسلمان ہو جائے اور اس کا خاوند کافر رہے تو اب وہ باہم نکاح نہیں کر سکتے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اگر نکاح کی موجودگی میں ان میں سے ایک اسلام قبول کرے تو اس سلسلے میں کیا حکم ہوگا۔

تو یہاں دو قسم کی صورتیں ہیں بعض میں دونوں حالتوں کا حکم ایک جیسا ہے اور بعض میں دونوں حالتوں کے حکم میں تفاوت ہے۔

مثلاً رضاعی بہن سے نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی شخص چھوٹی بچی سے نکاح کرے اب لڑکے کی ماں اس بچی کو دودھ پلائے تو یہ حرام ہو جائے گی اور نکاح فسخ ہو جائے گا یعنی نئے سرے سے نکاح کرنے یا نکاح کے بعد دودھ پینے کی صورت میں ایک جیسا حکم ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی عورت کو طلاق دی گئی اب وہ عدت کے دوران اپنے خاوند سے بھی نکاح کر سکتی ہے لیکن عورت سے وطی بالشبہ ہو جائے تو عدت واجب ہو گی لیکن خاوند کے ساتھ اس کا نکاح برقرار رہے گا یہاں دونوں صورتوں کا حکم ایک جیسا نہیں ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا مطلوبہ مسئلہ ان دونوں میں سے کس کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔

تو یہ بات متفق علیہ ہے کہ نکاح پر طاری ہونے والے اسلام سے تفریق واجب ہو جاتی ہے لیکن بعض کے نزدیک عورت کے اسلام لاتے ہی نکاح ختم ہو جائے گا یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں جب تک خاوند پر اسلام پیش نہ کیا جائے اور وہ انکار نہ کرے تو تفریق نہ ہوگی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک جب تک وہ دار الہجرت سے نہ نکلے تفریق نہ ہو گی تو جب یہ ثابت ہو گیا اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ نکاح پر طاری ہونے والے اسلام سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے تو یہ رضاعت سے مشابہ ہو گیا، عدت سے نہیں اور رضاعت کی صورت میں دونوں حالتیں برابر ہیں یعنی رضاعی بہن سے نکاح کرنا بھی حرام ہے اور اگر نکاح کے بعد رضاعت پیدا ہو تو بھی حرام ہو جائے گی اسی طرح کافر مرد اور مسلمان عورت کا نکاح جائز نہیں تو نکاح کے بعد کسی ایک کے مسلمان ہو جانے سے بھی نکاح فی الفور فسخ ہو جائے گا۔

حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ نے قیاس کے خلاف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے قول کو اپنایا ہے وہ فرماتے ہیں عورت کے مسلمان ہو لینے کے بعد تین حیض آجائیں یا وہ دار الاسلام کی طرف ہجرت کرے تو تفریق ہو جائے گی۔ اس سے پہلے نہیں۔

باب ۲۲۶، قیدیوں کا تبادلہ

مسلمانوں کے پاس کفار کے جو لوگ قیدی بن کر آئے کیا ان کو ان مسلمان قیدیوں کے فدیہ کے طور پر دینا جائز ہے جو کفار مشرکوں کے پاس قید ہیں بعض حضرات کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔

ان کا استدلال حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے وہ فرماتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

نے مجھے فزارہ قبیلہ کی ایک عورت بطور نفل عطا فرمائی ہیں اسے مدینہ طیبہ لایا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے استعطاء ہبہ لے لیا پھر اسے کئی مسلمانوں کے فدیہ کے طور پر دیا۔

دوسرے حضرات کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اب ذمی بن چکے ہیں اب ان کو بطور فدیہ واپس کرنا گویا انہیں دوبارہ حربی بنانا ہے اور یہ جائز نہیں وہ فرماتے ہیں کہ پہلے قول والوں نے جن روایات سے استدلال کیا ہے ان میں اس وقت کے قیدیوں کا ذکر ہے جب کافر قیدی کے مسلمان ہونے کے بعد بھی انہیں کفار کے حوالے کر کے مسلمان قیدیوں کو چھوڑنا جائز تھا اب یہ حکم منسوخ ہو گیا لہٰذا اب یا تو وہ قیدی ذمی قرار پائے تو مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ امن دینے کے بعد ان کو کفار کے حوالے کریں اور وہ دوبارہ حربی بن کر مسلمانوں کی حفاظت سے محروم ہو جائیں اور اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو مسلمان کو کفار کے حوالے کرنا بھی جائز نہیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ثقیف نے دو صحابہ کرام کو قیدی بنایا اور صحابہ کرام نے بنو عامر بن صعصعہ کے ایک آدمی کو قیدی بنایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو وہ باندھا ہوا تھا اس نے عرض کیا میں مسلمان ہوں آپ نے فرمایا اگر یہ بات اس وقت کہتے جب تمہارا معاملہ تمہارے ہاتھ میں تھا تو مکمل فلاح پاتے بالآخر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسلمانوں کے دو قیدیوں کے بدلے رہا کر دیا۔

معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اس حکم کے منسوخ ہونے سے پہلے کا ہے اب یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اس سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی ترجیح ثابت ہو گئی۔

باب ۲۴: مسلمانوں کے مال پر مشرکین کا قبضہ اور ان کی ملکیت

مسلمانوں کا جو مال حربی کفار کے ہاتھ آجائے تو کیا اس سے مسلمانوں کی ملک زائل ہو جائے گی اور کافر اس کے مالک ہو جائیں گے؟

اس سلسلے میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ کفار کو ملک حاصل نہیں ہوتی چاہے کفار نے وہ مال تقسیم کر لیا ہو یا تقسیم نہ کیا ہو۔

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ مشرکین مدینہ طیبہ کی چراگاہ سے لوٹ مار کر کے جانور لے گئے ان میں عضباء ناقہ اونٹنی بھی تھی انہوں نے ایک عورت کو بھی قید کر لیا۔ ایک جگہ انہوں نے پڑاؤ کیا تو وہ ایک اونٹنی کو لے کر بھاگ گئی اور نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو نجات دی تو وہ اس اونٹنی کو ذبح کرے گی اتفاق سے یہ اونٹنی عضباء تھی، مدینہ طیبہ میں اسے پہچان لیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے برا بدلہ دیا بُرائی میں نذر نہیں اور نہ اس چیز میں نذر ہے جس کا آدمی مالک نہ ہو۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ وہ اونٹنی کفار کی ملک میں نہیں آئی تھی بلکہ وہ مسلمانوں کی ملک ہی رہی۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں اگر کفار اس مال کو لے جا کر اپنے گھر محفوظ کر لیں تو وہ اس کے مالک بن جاتے ہیں اور اگر اس سے پہلے پہلے مسلمان ان پر حملہ کر کے مال لے لیں تو اب دو صورتیں ہیں اگر مسلمانوں میں تقسیم ہو

جائے اور اس کا مالک آجائے تو قیمت دے کر حاصل کرے گا ورنہ بلا قیمت اسے مل جائے گا۔

ان حضرات کی دلیل یہ ہے حضرت تمیم بن طرفہ طائی سے مروی ہے۔ ایک شخص کے دشمن نے اونٹ لے لیا اس سے ایک آدمی نے خریدا وہ اسے لے کر آیا تو اس کے مالک نے پہچان لیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے فرمایا چاہو تو اس کی وہ قیمت دے دو جس پر اس نے خریدا ہے اس طرح یہ تمہارا ہو جائے گا ورنہ اسی کا ہو گا۔

متقدمین کی ایک جماعت سے بھی یہ بات مروی ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مشرکین جو مال اٹھا کریں پھر مسلمان اسے حاصل کریں اور اس کا مالک اسے پہچان لے اگر تقسیم سے پہلے اس نے اسے پایا تو واپس ہو جائے اور اگر مسلمانوں میں تقسیم ہو گیا تو اسے کچھ نہیں ملے گا۔

پہلے قول والوں کے استدلال کا جواب یوں دیا گیا کہ اس عورت نے دار الحرب میں نذر مانی تھی اور اس پر اتفاق ہے کہ جب تک وہ دار الاسلام میں نہ آئے وہ اس مال کو جمع کرنے والی شمار نہیں ہوتی لہذا اس نے اس وقت نذر مانی جب وہ اونٹنی اس کی ملکیت میں نہیں آئی تھی۔

قیاس پہلے قول والوں کی تائید کرتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں اگر مسلمان کفار کو قیدی بنائیں اور ان کے مال پر بھی قبضہ کریں تو وہ ان کے غلام بن جاتے ہیں۔ اور مال بھی مسلمانوں کی ملک میں آجاتا ہے اور اگر کفار مسلمانوں کو قیدی بنالیں تو یہ ان کی غلامی میں نہیں آتے تو قیاس کا تقاضا ہے کہ اس کا مال بھی کفار کی ملکیت میں نہ آئے۔

امام طحاوی ان حضرات کے قول کو ترجیح دیتے ہیں جو مشرکین کے لیے ملک کو ثابت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں اگرچہ یہ قیاس کے خلاف ہے لیکن ہم نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد والے مسلمانوں کے قول پر عمل کیا حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

باب ۲۲۷۔ مرتد کا وارث کون ہو گا

مرتد کو جب اس کے ارتداد کی وجہ سے قتل کیا جائے تو اس کا وارث کون ہو گا؟

بعض حضرات کے نزدیک یہ مال مسلمانوں کے بیت المال میں جمع ہو جائے گا کیونکہ مسلمان، کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی کافر کسی مسلمان کا اور کوئی مسلمان کسی کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔

دوسرے حضرات کے نزدیک مرتد کا مال اس کے مسلمان ورثاء کو ملے گا پہلے قول والوں کے استدلال کا جواب یوں دیا گیا کہ اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ مطلق کافر مراد ہے چاہے وہ کسی دین سے تعلق رکھتا ہو یا اس کا کوئی دین نہ ہو یا وہ کافر مراد ہے جو کسی دین سے تعلق رکھتا ہو۔ تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک دوسری روایت میں اس بات کی وضاحت پائی جاتی ہے کہ اس کافر سے مراد کسی ملت سے تعلق رکھنے والا کافر مراد ہے اور مرتد چونکہ کسی ملت سے تعلق نہیں رکھتا اس لیے اس کی میراث کا حکم وہی ہو گا جو مسلمان کی وراثت کا ہے چنانچہ حضرت ابن مسعود

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کی وراثت اس کے مسلمان ورثاء کے لیے ہوگی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فیصلہ فرمایا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ اس مسلک پر وارد ہونے والے ایک اعتراض کا بھی جواب دیتے ہیں وہ یوں کہ جس طرح مرتد مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا مسلمان بھی مرتد کا وارث نہیں ہو سکتا اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں طرف سے ایک جیسا حکم ضروری نہیں مثلاً باپ بیٹے کو زخمی کرے پھر باپ مرجائے اس کے بعد بیٹا بھی اسی زخم سے مرجائے تو باپ (جارح) اپنے (مجروح مقتول) بیٹے کا وارث ہوگا اور اگر بیٹا باپ کو قتل کرے تو وہ وارث نہیں بنتا اسی طرح مسلمان مرتد کا وارث ہو سکتا ہے لیکن مرتد مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔

قیاس بھی دوسرے قول کی تائید کرتا ہے وہ یوں کہ مرتد کے ارتداد سے پہلے اس کا خون اور مال محفوظ ہوتا ہے اور مرتد ہونے کی وجہ سے اس کا خون مباح ہو جاتا ہے لیکن مال محفوظ ہی رہتا ہے جبکہ دوسرے کفار کے مال اور جان کا حکم ایک جیسا ہے چاہے انہیں قتل کیا جائے یا نہ، جبکہ مرتد کا مال کفر کی وجہ سے حلال نہیں تو قتل کے سبب سے بھی حلال نہیں ہوگا۔ اور یہ بھی متفق علیہ بات ہے کہ حربی کفار کا مال غنیمت بننے کی وجہ سے حلال ہو جاتا ہے اگرچہ انہیں قتل نہ کریں جبکہ مرتد کا مال ارتداد کی وجہ سے غنیمت نہیں بنتا تو جب وہ غنیمت کے حکم میں نہیں تو دو صورتوں میں سے ایک پائی جائے گی یا تو اس کے وارث وہ لوگ ہوں گے جو اس کے حالت اسلام پر مرنے کی صورت میں وارث ہوتے یا اس کا مال تمام مسلمانوں کے لیے ہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان ہی مرتد کے وارث ہیں تو جب اس کے وارث مسلمان ہی ہیں تو اس کے وارث وہی ہوں گے جو اس کے مسلمان ہونے کی صورت میں وارث ہوتے حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

باب ۲۳۵ ، غیر آباد زمین کو آباد کرنا

اگر کوئی شخص ایسی زمین کو آباد کرے جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو اور ویران پڑی ہو تو وہ اس کا مالک ہو جائے گا یا نہیں؟

اس سلسلے میں دو قول ہیں حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک وہ اس کا مالک ہو جائے گا حاکم وقت اجازت دے یا اس کے لیے مختص کرے یا نہ۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مردہ زمین کو آباد کرے وہ اسی کے لیے ہے اور ظالم کے لیے کوئی حق نہیں اسی طرح فرمایا کہ آدمی کسی زمین کے گرد دیوار کھینچ لے وہ اسی کی ہوگی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ حاکم کو اختیار ہے اگر وہ اس کے لیے قرار دے تو اس کی ہوگی ورنہ نہیں۔

وہ فرماتے ہیں صاحبین نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے اس میں اس بات کی وضاحت نہیں کہ حاکم کی مرضی کے بغیر بھی ایسا کر سکتا ہے یا حاکم کی اجازت ضروری ہے لہٰذا دوسری احادیث کی طرف رجوع کیا جائے گا چنانچہ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین کی حدبندی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے قول والوں نے جس حدیث سے استدلال کیا اس میں یہ قید لگانا پڑے گی ورنہ احادیث میں تضاد ہوگا۔

صاحبین نے نہروں اور دریاؤں کے پانی نیز شکار پر قیاس کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح وہاں حاکم کی اجازت ضروری نہیں اور جو شخص ان میں سے کچھ لے لیتا ہے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اسی طرح یہاں بھی اجازت کی ضرورت نہیں تو امام اعظم رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ یہ قیاس صحیح نہیں اس لیے کہ پانی اور شکار کے سلسلے میں حاکم کو اختیار نہیں بلکہ زمین کے سلسلے میں حاکم کو اختیارات حاصل ہیں لہذا اسے شکار اور پانی پر قیاس کرنا صحیح نہ ہوگا۔

صاحبین نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایک قول سے بھی استدلال کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص زمین کو آباد کرے وہ اس کا مالک ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ اس حدیث میں بھی یہ قید ہے کہ جو شخص حاکم کی اجازت سے آباد کرے چنانچہ بصرہ کا ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ بصرہ میں ایک زمین ہے جس کا کوئی مالک نہیں اور وہ خراجی بھی نہیں اگر آپ چاہیں تو میرے لیے مختص کر دیں چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اگر وہ سرکاری زمین ہے تو ان کے نام کر دیں۔

معلوم ہوا کہ حاکم کی اجازت ضروری ہے ورنہ آپ فرماتے کہ مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے تم اسے آباد کرو اور مالک بن جاؤ۔

باب ۲۲۹۔ گھوڑی کو گدھے سے جفتی کرنا

اگر گھوڑی کو گدھے سے جفتی کیا جائے تو خچر پیدا ہوتی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ عمل جائز ہے یا نہ جائز؟

بعض حضرات کے نزدیک ایسا کرنا حرام ہے ان کی دلیل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے آپ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خچر پیش کی گئی اور آپ اس پر سوار ہوئے صحابہ کرام نے عرض کیا اگر ہم گھوڑی کو گدھے سے جفتی کریں تو ہمارے لیے ایسا جانور پیدا ہو آپ نے فرمایا ایسا وہ لوگ کرتے ہیں جو بے علم ہیں۔

دوسری حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (بنو ہاشم کو) تین چیزوں کے ساتھ خاص کیا وضو کامل طور پر کرنا صدقہ نہ کھانا اور گھوڑیوں کو گدھوں سے جفتی نہ کرنا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس عمل میں کوئی حرج نہیں حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خچر پر سواری کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی خچر پر سوار ہوئے اور اس سلسلے میں مروی روایات بے شمار ہیں۔ اگر یہ عمل حرام یا ناجائز ہوتا تو آپ خچر پر سوار نہ ہوتے اور نہ کسی اور کے لیے یہ سواری جائز ہوتی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ یہ عمل بے علم لوگ کرتے ہیں اس کی وجہ لوگوں کو گھوڑے پالنے کی طرف متوجہ کرنا تھا چنانچہ متواتر روایات میں گھوڑا رکھنے اور پالنے کی فضیلت مروی ہے تو آپ چاہتے تھے کہ گھوڑی اور گھوڑے کا ملاپ ہو تاکہ گھوڑے پیدا ہوں ان میں

ثواب بھی ہے اور دوسرے فوائد بھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے سلسلے میں حضرت عبداللہ بن حسن فرماتے ہیں کہ بنو ہاشم کے پاس گھوڑے کم تھے تو حضور علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گھوڑی کو گدھے سے جفتی نہ کریں جب گھوڑوں کی کثرت ہوگئی تو ممانعت کی علت ختم ہوگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ گھوڑی کو گدھے سے جفتی کرنا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں البتہ گھوڑی سے گھوڑے کا بچہ حاصل کرنا افضل ہے۔

احناف کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۵۔ فئی اور غنیمت کے خمس کی تقسیم

مسلمانوں کو کفار سے جو مال صلح کی صورت میں حاصل ہوتا ہے وہ مال فے کہلاتا ہے اور جنگ کی صورت میں جو مال حاصل ہوتا ہے وہ مال غنیمت ہے۔ مالِ غنیمت کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے چار حصے مجاہدین کو ملتے ہیں اور ایک حصہ اللہ تعالیٰ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے قرابتداروں، یتیموں، مساکین اور مسافروں میں تقسیم ہوتا ہے۔ مال فے کے پانچ حصے نہیں کیے جاتے بلکہ اس کا حکم وہی ہے جو غنیمت کے خمس (پانچویں حصہ) کا ہے غنیمت کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے "اور جان لو! جو چیز تم بطور غنیمت حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔"

مال فے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ بستیوں والوں سے جو مال جنگ کے بغیر اپنے رسول کو عطا فرمائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرابت داروں، یتیموں، مساکین اور مسافروں کے لیے ہے۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں طویل بحث کی ہے اور مندرجہ ذیل عنوانات کو سامنے رکھا ہے۔

(۱) "للہ" (اللہ تعالیٰ کے لیے) سے کیا مراد ہے کیا اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی حصہ مختص کیا جائے گا۔

(۲) للرسول (رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے) کا کیا مطلب ہے کیا آپ کے لیے بھی حصہ مقرر ہوگا۔

(۳) قرابتداروں سے کون کون لوگ مراد ہیں۔

(۴) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد قرابتداروں کا حصہ کیسے ملے گا۔

(۵) کیا قرابتداروں کو دینا آپ پر واجب تھا یا آپ کو اختیار تھا۔

للہ وللرسول، اس سلسلے میں تین قول ہیں پہلا قول یہ ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ کے لیے حصہ نکالا جائے گا اور وہ خانہ کعبہ پر خرچ کیا جائے گا۔ حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مال غنیمت حاصل ہوتا آپ اس میں ہاتھ ڈالتے جو کچھ اس میں آجاتا اسے کعبۃ اللہ پر خرچ کرتے تو یہ بیت اللہ شریف کا حق ہوتا پھر خمس کے باقی حصہ کے پانچ حصے کرتے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر افتتاح کلام کے لیے ہے گویا خمس کے چار حصہ کیے جاتے تھے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے الگ حصہ نہیں نکالا جاتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مال غنیمت پانچ حصوں میں تقسیم ہوتا تھا۔ ان میں سے چار حصے مجاہدین

کے لیے ہوتے اور ایک حصہ چار حصوں میں تقسیم ہوتا تھا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے قرابتداروں کے لیے ایک حصہ ہوتا دوسرا حصہ یتیموں تیسرا مساکین اور چوتھا حصہ مسافروں کے لیے ہوتا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو افتتاح کلام کے لیے ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حصہ مقرر تھا اور مالِ غنیمت کا خمس پانچ حصوں میں تقسیم ہوتا تھا حضرت قیس بن مسلم فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن بن محمد بن علی رضی اللہ عنہم سے آیت غنیمت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر دنیا اور آخرت میں افتتاحِ کلام کے لیے ہے لیکن رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اہل قرابت، یتیموں، مساکین اور مسافروں کے لیے خمس تقسیم ہوتا تھا گویا خمس پانچ حصوں میں تقسیم ہوتا تھا۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ ان تین اقوال میں سے تیسرے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ پہلی امتوں کے لیے غنیمت حلال نہ تھی جب بدر کا دن ہوا اور مسلمانوں میں اس سلسلے میں اختلاف پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو مال غنیمت تم نے حاصل کیا ہے۔ اس سے کھاؤ یہ حلال پاکیزہ ہے۔ پھر انفال کے بارے میں صحابہ کرام کے درمیان اختلاف ہوا تو ارشاد فرمایا "آپ سے انفال کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے انفال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے" تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے درمیان کسی ترجیح کے بغیر تقسیم فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا حصہ نہیں نکالا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر افتتاح کے لیے ہے۔ جو حضرات خمس کو چار حصوں میں تقسیم کرنے کے قائل ہیں۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں اگرچہ یہ حدیث منقطع ہے لیکن اہل علم نے اس سے استدلال کیا ہے لیکن کیا اس سے استدلال صحیح ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو آیتوں کے علاوہ ایک آیت میں مال فے کے کچھ حصے کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کی ہے ارشاد خداوندی ہے۔ "اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے جو فے عطا کیا تو یہ وہ ہے جس پر تم نے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے" اس سے ثابت ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ تھا لہٰذا تیسرا قول ثابت ہو گیا۔ اور پہلے دونوں قول باطل قرار پائے۔

اہلِ قرابت کون لوگ ہیں۔ اس سلسلے میں چار قول ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ اس سے بنو ہاشم مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔

دوسرے قول کے مطابق ان سے بنو مطلب اور بنو ہاشم دونوں مراد ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ تمام قریش مراد ہیں۔

اور چوتھے قول کے مطابق اہلِ قرابت وہ لوگ ہیں جو سرکار دو عالم کے ساتھ جد اعلیٰ اور جدہ علیا میں شریک ہیں حضرت امام طحاوی نے اس قول کو احسن قرار دیا ہے۔

پہلے قول والوں کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنو ہاشم کو صدقہ کے حرام ہونے کے ساتھ خاص کیا لہٰذا یہی لوگ آپ کے اہلِ قرابت ہیں امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ قول فاسد ہے کیونکہ جب بنو ہاشم پر صدقہ حرام ہوا تو آپ نے ان کے غلاموں پر بھی حرام قرار دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب ارقم بن ارقم کو صدقات پر عامل مقرر کیا گیا تو وہ اپنے ساتھ

حضرت ابورافع کو بھی لے جانے لگے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوکر پوچھا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابورافع! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر صدقہ حرام ہے اور کسی قوم کا غلام ان ہی میں سے ہوتا ہے۔ تو جب صدقہ کے حرام ہونے کے سلسلے میں بنوہاشم کے موالی ان کے ساتھ شامل ہیں جب کہ قرابتداروں کے حصے میں بالاتفاق غلام شامل نہیں ہیں تو معلوم ہوا کہ قرابتداری کی علت صدقات کا حرام ہونا نہیں۔ بنابریں یہ قول فاسد ہے۔

اس قول کے فساد کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر بنو ہاشم کے لیے صدقہ حلال ہوتا تو ان کے مالدار لوگوں کے لیے پھر بھی حرام ہوتا جبکہ اہل قرابت کے حصے میں یہ تفریق نہیں لہٰذا صدقہ کا حرام ہونا قرابت کی علت نہیں ہے۔

جن لوگوں کے نزدیک قرابتداروں سے مراد بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں ان کا استدلال حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے وہ فرماتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالقربیٰ کا حصہ تقسیم فرمایا تو بنوہاشم اور بنو مطلب کو عطا فرمایا لیکن بنوامیہ کو کچھ بھی نہ دیا۔ فرماتے ہیں میں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بنو ہاشم کو تو ہم پر فضیلت ہے لیکن بنو مطلب اور ہم میں تفریق کی وجہ کیا ہے؟ حالانکہ ہم سب کا ایک ہی نسب ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنو مطلب نے جاہلیت اور اسلام دونوں حالتوں میں مجھے نہیں چھوڑا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوہاشم اور بنو مطلب کو عطا فرمایا اور اوپر والوں کو چھوڑ دیا تو معلوم ہوا کہ وہ اہلِ قرابت سے نہیں ہیں

حضرت امام طحاوی فرماتے ہیں یہ قول بھی فاسد ہے کیونکہ بنوامیہ اور بنو نوفل کو جب حصہ نہ دیا گیا تو وہ قرابت سے خارج نہ ہوئے تو اوپر والے محض حصہ نہ ملنے کی وجہ سے قرابت سے کیسے خارج ہوں گے جبکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو بھی حصہ دیا جو بنو ہاشم اور بنو مطلب سے نہیں تھے لیکن آپ کے ساتھ ان کی قرابت تھی یعنی وہ قریش میں سے تھے اور وہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر کہا جائے کہ ان کے ساتھ والدہ کی طرف سے قرابت تھی کیونکہ ان کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ کئی دوسرے حضرات تھے جن کی والدہ ہاشمی سلسلے سے منسلک تھیں لیکن آپ نے والدہ کی وجہ سے ان کو حصہ نہیں دیا بلکہ محروم رہے مثلاً حضرت امامہ بنت ابی العاص حضور علیہ السلام کی نواسی ہیں اور ان کی والدہ یعنی حضور علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہاشمیہ ہیں لیکن چونکہ ان کے والد بنوامیہ سے تھے اس لیے حصہ نہیں دیا معلوم ہوا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حصہ والدہ کی وجہ سے نہیں ملا۔

جن لوگوں کے نزدیک قریش ذوالقربیٰ میں نیز جو شخص آپ کی ماؤں کی طرف سے ذی رحم قرار دیا ہے وہ بھی اس میں داخل ہے وہ حضرات قیاس سے استدلال کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ کوئی شخص باپ یا ماں کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ تو دونوں کی طرف سے نسب مختلف ہے لیکن اس کے باوجود وہ دونوں کا بیٹا کہلاتا ہے۔ پھر وہ جس طرح باپ کی طرف سے بھائیوں کا وارث بنتا ہے اسی طرح ماں کی طرف سے بھائیوں کا وارث بھی بنتا ہے اگرچہ ایک کی میراث دوسرے فریق کی میراث کے خلاف ہے لیکن یہ اختلاف قرابت سے مانع نہیں۔

اگر کوئی شخص اپنے تہائی مال کی وصیت اپنے قرابت داروں کے لیے کرے تو اس میں کون کون لوگ شامل ہوں گے؟ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہر ذی رحم محرم شامل ہوتا ہے۔ صاحبین فرماتے ہیں جب سے ہجرت ہوئی اسی وقت سے یہ شخص وصیت کرنے والا اور وہ جس کے لیے وصیت کی گئی دونوں کا جو جدِ اعلیٰ تھا اس کی اولاد (قرابتدار) کہلائیں گے حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مقابلے میں صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے وہ فرماتے ہیں یہ قول احسن ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں اس زمانے میں لوگ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہوتے اور بنو عباس کہلاتے ہیں اسی طرح آل علی، آل جعفر، آل عقیل، آل زبیر وغیرہ اپنے جدِ اعلیٰ کی طرف منسوب ہوئے ہیں گویا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت وہ ہیں جو اسلام میں آپ کے باپ سے اوپر والے دادا کی اولاد ہیں۔

تیسری بحث یہ ہے کہ کیا اہل قرابت کو حصہ دینا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا تو بعض حضرات کا خیال ہے کہ آپ پر لازم تھا آپ ان کو محروم نہیں کر سکتے تھے جس طرح مجاہدین کو چار حصے دینا ضروری تھا لیکن دوسرے حضرات کے نزدیک فے اور غنیمت کے خمس میں اہل قرابت کا حق اسی طرح تھا جس طرح مسلمان فقراء کا حق تھا کچھ حضرات کا خیال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا ان میں سے جس کو چاہیں عنایت فرمائیں وہ امیر ہو یا غریب وجوب کا قول فاسد ہے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض قرابتداروں کو عطا فرمایا اور بعض کو نہ دیا اگر آپ پر لازم ہوتا تو تمام قرابتداروں کو عطا فرماتے۔

چوتھی بحث یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا اور آپ کے اہل قرابت کا حصہ کس کو ملے گا؟ اس میں اختلاف ہوا بعض نے کہا ذوالقربیٰ کا حصہ خلیفہ کے قرابت داروں کو ملے گا کسی نے کہا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ خلیفہ کے لیے ہے۔ پھر صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہو گیا کہ یہ دونوں حصے جہاد کی تیاری پر خرچ کیے جائیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ بھی یہی بات فرماتے ہیں ان کا ارشاد ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے قرابتداروں کا حصہ بھی ختم ہو گیا۔ لہٰذا اب خمس تین حصوں میں تقسیم ہوگا اسی طرح فے بھی تین حصوں میں تقسیم ہوگا وہ تین حصے یتیموں، مساکین اور مسافروں کو دیتے جائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۲۵۱، مکہ مکرمہ کس صورت میں فتح ہوا

اس بات پر اجماع امت ہے کہ فتح مکہ سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل مکہ کے درمیان مصالحت ہوئی لیکن کیا فتح مکہ سے پہلے یہ عہد ٹوٹ گیا اور اسی صورت میں فتح حاصل ہوئی یا فتح کے وقت صلح برقرار تھی۔

حضرت امام ابوحنیفہ، امام اوزاعی، امام مالک، سفیان بن سعید ثوری، ابویوسف اور محمد بن حسن رحمہم اللہ کے نزدیک فتح مکہ سے پہلے عہد ٹوٹ گیا تھا اور مکہ مکرمہ دار الحرب بن گیا تھا جب کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فتح مکہ کے وقت صلح قائم تھی۔

دوسرے فریق کا استدلال یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل مکہ کے درمیان مصالحت ہوئی تھی اس

کرے تو بنو نفاثہ اور خزاعہ کے درمیان لڑائی ہوئی قریش کے کچھ افراد نے بنو نفاثہ کی مدد کی۔ لہذا بنو نفاثہ اور قریش کے چند افراد صلح سے خارج ہوئے باقی اہل مکہ کی صلح برقرار رہی۔ وہ فرماتے ہیں اگر یہ صلح برقرار نہ ہوتی تو اہل مکہ سے مال فے حاصل ہوتا اور تقسیم کیا جاتا اسی طرح ان لوگوں کو غلام بنایا جاتا حالانکہ ایسا نہیں ہوا پھر یہ کہ جب ابوسفیان صلح کے لیے گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پناہ دی معلوم ہوا کہ صلح برقرار تھی۔

احناف اور ان کے ہم مسلک حضرات نے حضرت عکرمہ اور حضرت محمد بن مسلم کی دو طویل روایات پیش کی ہیں جن کے مطابق بنو نفاثہ اور خزاعہ صلح میں داخل تھے لہذا جب انہوں نے نقض عہد کیا تو صلح ختم ہو گئی حضرت عکرمہ اور حضرت محمد بن مسلم وہ شخصیات ہیں کہ جہاد کے سلسلے میں اکثر خبریں ان حضرات ہی سے پہنچی ہیں۔

جہاں تک حضرت ابوسفیان کو پناہ دینے کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل مکہ کے درمیان صلح باقی تھی بلکہ کسی قوم کے نمائندے کو قتل نہیں کیا جاتا تھا چنانچہ مسیلمہ کذاب کے دو نمائندوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل نہیں فرمایا۔ لہذا ابوسفیان سے عدم تعرض کی وجہ یہ تھی۔

جہاں تک مال فے کے تقسیم نہ ہونے اور ان لوگوں کو غلام نہ بنانے کا تعلق ہے تو اس کے دو جواب ہیں جن حضرات کے نزدیک مکہ مکرمہ کو آپ نے بطور غلبہ فتح کیا وہ فرماتے ہیں آپ نے ان لوگوں پر احسان فرمایا حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے۔

بعض حضرات کے نزدیک سرزمین مکہ کسی کی ملک میں نہیں آسکتی لہذا اس سے غنیمت حاصل نہ ہوگی۔ حضرت امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے۔

دوسرے فریق نے یہ بھی اعتراض کیا کہ جن دو حدیثوں سے بنو نفاثہ اور خزاعہ کا مصالحت میں شامل ہونا ثابت کیا گیا ہے وہ دونوں حدیثیں منقطع ہیں اس کے جواب میں احناف فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متصل حدیث بھی مروی ہے۔

یہ حضرات مزید دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب ابوسفیان تجدید صلح کے لیے مدینہ طیبہ گئے تو ان کا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ پہلی صلح ختم ہو چکی تھی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان سے فرمایا کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح قریش پر حملہ کیا تو ان کی صبح اچھی نہ ہوگی تو کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جیسا ذہین و فہیم شخص یہ جانتے ہوئے کہ صلح برقرار ہے۔ ایسے الفاظ کہے معلوم ہوا کہ صلح ختم ہو گئی تھی پھر جب ابوسفیان حاضر ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ابوسفیان ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی عہد و پیمان کے بغیر انہیں ہمارے قابو میں دیا ہے لہذا مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان کی گردن مار دوں۔ یہ بھی صلح کے ختم ہونے کی دلیل ہے۔ پھر حضرت سفیان نے جب اہل مکہ کو پکارا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہوگا اسے امن ہے۔ اور جو شخص اپنا دروازہ بند کرے گا اسے بھی امن ملے گا۔ اس پر قریش نے یہ نہیں کہا کہ صلح برقرار ہے۔ لہذا اس امن کی کیا ضرورت ہے۔

معلوم ہوا کہ صلح ختم ہو چکی تھی۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے سسرال والوں میں سے دو آدمیوں کو پناہ دی جب کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ اگر صلح ہائی ہوتی تو پناہ دینے کی کیا ضرورت تھی۔

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ فتح کیا اس وقت صلح ختم ہو چکی تھی۔

اسی ضمن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا کر فرمایا قریش کے بدمعاشوں پر نظر رکھنا پھر ایک ہاتھ کو دوسرے پر مار کر فرمایا ان کو کاٹ دو حتیٰ کہ تم صفا پر مجھ سے ملو تو ہم میں سے جو شخص جس کو قتل کرنا چاہتا قتل کر دیتا پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر احسان فرمایا اور درگزر سے کام لیا۔

ان تمام دلائل سے احناف کے مسلک کی ترجیح ثابت ہوئی۔

خرید و فروخت کا بیان

باب ۲۵: گندم کے بدلے جو کا سودا

بعض حضرات کے نزدیک گندم اور جو کا تبادلہ کیا جائے تو دونوں کا برابر برابر ہونا ضروری ہے جبکہ دوسرے حضرات کے نزدیک گندم اور جو الگ الگ نوع ہیں لہذا ان میں کمی زیادتی ہو سکتی ہے احناف کا یہی مسلک ہے۔

پہلے قول والوں نے حضرت معمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے انہوں نے اپنے غلام کو گندم دے کر بھیجا اور فرمایا کہ اس کے بدلے جو خریدنا غلام گیا اور ایک صاع گندم کے بدلے ایک صاع اور کچھ زائد جو خرید سے حضرت معمر رضی اللہ عنہ کو بتایا تو انہوں نے فرمایا واپس لوٹاؤ اور برابر برابر کا لین دین کرو کیونکہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا غلہ، غلے کے بدلے برابر ہونا چاہیے اور ان دنوں ہمارا غلہ جو تھا ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ اس کی مثل نہیں ہے تو انہوں نے فرمایا مجھے اس کی مشابہت کا ڈر ہے۔

دوسرے حضرات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے آپ نے فرمایا سونے کو سونے کے بدلے، چاندی کو چاندی کے بدلے گندم کو گندم کے بدلے جو کو جو کے بدلے، کھجور کو کھجور کے بدلے اور نمک کو نمک کے بدلے برابر برابر بیچو۔ البتہ سونے کو چاندی کے بدلے، چاندی کو سونے کے بدلے گندم کو جو اور جو کو گندم کے بدلے کھجور کو نمک کے بدلے اور نمک کو کھجور کے بدلے نقد کے طور پر جیسے چاہو بیچو۔ یہ روایت حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مختلف اسناد کے ساتھ مروی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب نوع مختلف ہو تو کمی زیادتی کے ساتھ بیچ سکتے ہیں۔ چونکہ گندم اور جو بھی الگ الگ نوع ہیں لہذا ان کو باہم کمی زیادتی کے ساتھ بیچ سکتے ہیں۔

جہاں تک پہلے قول والوں کے استدلال کا تعلق ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی میں ایسی کوئی بات نہیں جو ان کے موقف کی تائید کرتی ہو وہ حضرت معمر رضی اللہ عنہ کی اپنی تاویل ہے اور اسے بھی انہوں نے بطور تقویٰ اختیار فرمایا اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت اس کے خلاف ہے۔

قیاس سے بھی احناف کے مذہب کو تائید حاصل ہوتی ہے وہ یوں کہ کفارہ میں گندم نصف صاع اور جو ایک صاع دیئے جاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ دونوں الگ الگ نوع ہیں ورنہ دونوں کی مقدار برابر برابر ہوتی۔

باب ۲۵۳۔ چھوہاروں کے بدلے کھجور کی بیع

کیا خشک کھجوروں (تمر) کے بدلے تر کھجوروں (رطب) کو برابر برابر بیچنا جائز ہے؟

اس مسئلے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین کے درمیان اختلاف ہے، صاحبین کے نزدیک یہ بیع جائز نہیں جبکہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے۔

صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ حضرت زید ابوعیاش نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے گندم اور جو کی باہم بیع کے بارے میں پوچھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ سے چھوہاروں کے بدلے کھجوروں کی بیع کے بارے میں پوچھا جارہا تھا آپ نے فرمایا کیا کھجوریں خشک ہو کر کم ہو جاتی ہیں؟ عرض کیا "جی ہاں" فرمایا پھر جائز نہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے ہم نوا فقہاء کرام ان دونوں کو ایک ہی نوع قرار دیتے ہیں لہذا ان کو برابر برابر بیچنا جائز ہے البتہ انہوں نے ادھار کو مکروہ قرار دیا ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ صاحبین اور ان کے ساتھ دوسرے حضرات نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے درحقیقت اس میں ادھار کا ذکر ہے چنانچہ حضرت ابوعیاش زید رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوہاروں کو کھجوروں کے بدلے بطور ادھار بیچنے سے منع فرمایا۔ تو اصل حدیث میں ادھار کا ذکر ہے حضرت عمران کی روایت میں بھی یہی بات ہے۔ لہذا یہ حدیث ثابت ہو گئی اور ممانعت کی علت ادھار ہے قیاس بھی اسی قول کی تائید کرتا ہے وہ یوں کہ اگر کھجوروں کے بدلے کھجوریں برابر برابر فروخت کی جائیں تو جائز ہے اسی طرح چھوہاروں کے بدلے چھوہاروں کو بھی برابر برابر بیچنا جائز ہے اگرچہ ایک طرف کی کھجوروں میں رطوبت ہو اور دوسری طرف نہ ہو تو اس سے بھی کمی واقع ہو سکتی ہے۔

لہذا ان کے خشک ہونے کی حالت کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے ان کا سودا جائز قرار دیا جاتا ہے اسی طرح کھجوروں اور چھوہاروں کی باہم بیع کے سلسلے میں سودے کے وقت کی حالت کو دیکھیں گے بعد میں پیدا ہونے والی تبدیلی کا اعتبار نہیں ہوگا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے اور حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔

باب ۲۵۴، تلقی جلب

جب دیہاتی اپنا سودا بیچنے شہر میں آتے ہیں تو کچھ لوگ ان کے بازار میں پہنچنے سے پہلے باہر جا کر ملاقات کرتے اور سامان خرید لیتے ہیں۔ اس کو تلقی جلب کہتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

اس سلسلے میں دو قول ہیں بعض لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ جو لوگ باہر جا کر دیہاتی سے سودا خریدتے ہیں ان کی بیع باطل ہے،

جبکہ دوسرے حضرات کا موقف یہ ہے کہ اگر اس قسم کی خرید و فروخت سے شہر والوں کو نقصان پہنچتا ہے تو ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن سودا جائز ہوگا اور اگر اس سے شہر والوں کو نقصان نہیں پہنچتا تو یہ عمل مکروہ بھی نہ ہوگا۔

پہلے قول والوں کی دلیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے آپ نے فرمایا سودا بیچنے والوں سے آگے جاکر نہ ملو۔

اس مضمون کی احادیث حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

دوسرے قول والے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہم (باہر سے آنے والے) سواروں سے ملتے اور ان سے اندازے کے ساتھ غلہ خریدتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم لے وہاں سے منتقل کئے بغیر بیچیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلہ وغیرہ لانے والوں سے باہر جاکر ملاقات کرنا اور خریدنا جائز ہے تو دونوں قسم کی احادیث کو ایسے معنی پر محمول کرنا ہوگا جس سے تضاد ثابت نہ ہو۔

یعنی ممانعت کی صورت وہ ہے جس میں شہریوں کو ضرر پہنچتا ہو اور نقصان کا خدشہ نہ ہو تو یہ سودا مکروہ بھی نہ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے جاکر نہ ملو شہری دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے اور جب وہ بازار میں داخل ہوں تو بائع کو اختیار ہے۔ تو اختیار اسی صورت میں ہوتا ہے۔ جب سودا صحیح ہو کیونکہ یہ بیع فاسد ہوتی تو خریدنے اور بیچنے والے دونوں کو فسخ بیع پر مجبور کیا جاتا۔

پہلے قول والوں نے اعتراض کیا کہ تم لوگ اس صورت میں بائع کو اختیار نہیں دیتے حالانکہ اس حدیث کے مطابق اختیار ثابت ہے۔ اس کا جواب یوں دیا گیا کہ متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ خرید و فروخت کرنے والوں کو اس وقت تک اختیار ہوتا ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں لہٰذا جب وہ جدا جدا ہو گئے تو اختیار ختم ہو گیا البتہ خیار رؤیت رہتا ہے۔

اس صورت میں سودا بیچنے والے کو بازار میں جانے کے بعد اختیار باقی رہنے کے خلاف بھی احادیث مروی ہیں مثلاً سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہری دیہاتی کے لیے نہ بیچے لوگوں کو چھوڑ دیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ بعض کو بعض سے رزق عطا فرمائے۔ تو اس کی علت یہ ہے کہ کیونکہ شہری کو بازار کے بھاؤ کا پتہ ہوتا ہے لہٰذا جب وہ دیہاتی سے مل کر بھاؤ بتا دے گا تو بازار والوں کو نفع نہ ہوگا اور دیہاتی بھاؤ سے لاعلم ہو تو بازار والوں کو فائدہ پہنچے گا۔

اب جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ شہری، دیہاتی سے باہر جاکر سودا کر سکتا ہے تو اس سے بائع کا اختیار ختم ہو گیا کیونکہ اگر اسے اختیار ہوتا تو خریدار کو کیا فائدہ ہوتا اور اس صورت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات نہ فرماتے کہ شہری، دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے۔ لہٰذا بائع کو اختیار نہیں ہوگا۔ حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۵۵: عاقدین کا اختیار

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ سودا کرنے والوں کا سودا مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ جدا نہ ہو جائیں یا ان کے درمیان خیار بیع ہو۔

اس حدیث کی روشنی میں واضح ہوتا کہ بائع اور مشتری کے افتراق سے سودا مکمل ہو جاتا ہے لیکن اختلاف یہ ہے کہ اس جدائی سے کلام کے ساتھ جدا ہونا مراد ہے یعنی جب ایجاب و قبول ہو جائے تو سودا مکمل ہو جائے گا اگرچہ وہ دونوں اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں یا یہ مطلب ہے کہ جب تک کہ وہ جسمانی طور پر ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں سودا مکمل نہ ہوگا۔

بعض حضرات کا مسلک یہ ہے کہ اس سے مراد ایجاب و قبول کا پایا جانا ہے یعنی جب بائع ایجاب کرے تو اس کا اختیار ختم ہو جاتا ہے لیکن خریدار کو خریدنے یا نہ خریدنے کا اختیار ہوتا ہے اور جب وہ قبول کر لیتا ہے تو اب دونوں کے لیے اختیار باقی نہیں رہتا البتہ یہ کہ وہ خود اختیار رکھیں۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ طلاق کے سلسلے میں فرماتا ہے اگر وہ دونوں (میاں بیوی) الگ الگ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر ایک کو دوسرے سے بے نیاز کر دے گا۔ اب خاوند یہ کہے کہ میں نے تجھے اتنے مال پر طلاق دی اور عورت قبول کر لے تو اگرچہ وہ اسی جگہ بیٹھے رہیں ان کے درمیان فرقت ہو جائے گی تو خرید و فروخت میں اسی طرح ہوگا۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جسمانی فرقت ہے لہٰذا ایجاب و قبول کے بعد بھی انہیں اختیار ہوگا جب تک مجلس برخاست نہ ہو جائے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایجاب و قبول کے وقت تو وہ محض بھاؤ لگانے والے ہوتے ہیں جب ایجاب و قبول ہو جائے گا تو اب وہ بائع اور مشتری کہلائیں گے اور اب ان کو اختیار حاصل ہوگا اور یہ اختیار اس وقت ختم ہوگا جب وہ جسمانی طور پر الگ الگ ہو جائیں گے۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں لغت کے اعتبار سے بعض اوقات بھاؤ لگانے والوں کو بھی بائع اور مشتری کہا جاتا ہے کیونکہ وہ سودے کے قریب ہوتے ہیں جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبیح اللہ کہا جاتا ہے حالانکہ ان کو ذبح نہیں کیا گیا لیکن چونکہ وہ ذبح کے قریب تھے اس لیے ان کو ذبیح کہا گیا اسی طرح یہاں ایجاب و قبول کے ساتھ ہی وہ بائع اور مشتری کہلاتے ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھاؤ لگانے اور بیع کو ایک ہی معنیٰ میں استعمال فرمایا آپ نے فرمایا کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ لگائے اور فرمایا کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔ تو یہاں دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے۔

بدن کے ساتھ فرقت مراد لینے والوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے عمل سے استدلال کیا وہ یہ کہ آپ جب کسی کے ساتھ سودا کرتے اور سودا توڑنا نہ چاہتے تو کھڑے ہوتے کچھ دور تک چلتے پھر لوٹ آتے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ آپ احتیاطاً ایسا کرتے ہوں کیونکہ اس طرح دونوں

تاویلوں پر عمل ہو جاتا ہے اور خود آپ کا اپنا مسلک یہی ہے کہ قول کے ساتھ تفریق ہو جائے گی آپ فرماتے ہیں جب سامان صحیح سالم ہو تو وہ خریدنے والے کے مال سے ہوتا ہے یعنی جب سودا ہو جائے اور پھر مال ہلاک ہو تو خریدنے والے کی طرف سے ہلاک ہوگا اس سے واضح ہوا کہ سودا مکمل ہو چکا تھا اور خریدار کو ملک حاصل ہو گئی تھی۔

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے ایک فیصلے سے استدلال کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر گھوڑا بیچا صبح ہوئی تو بائع نے اس پر زین ڈالنا شروع کر دی خریدار نے کہا تم نے اسے مجھ پر بیچا تھا حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ لے جایا گیا تو آپ نے فرمایا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ بائع اور مشتری کو اختیار ہوتا ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں اور میرے خیال میں تم جدا نہیں ہوئے اس روایت سے پتہ چلا کہ چونکہ وہ جسمانی طور پر جدا نہ ہوئے تھے اگرچہ کلام مکمل ہو چکا تھا اس لیے انہوں نے یہ بات فرمائی لہٰذا اس فرقت سے جسمانی فرقت مراد ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں چونکہ ان دونوں کے درمیان نزاع تھا لہٰذا حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ فرقت نہیں پائی گئی جو تکمیل بیع کے لیے ضروری ہے یعنی ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ دوسرے نے گھوڑا اس پر بیچا ہے اور بیچنے والا منکر ہے تو اس صورت میں ایجاب و قبول ہی ثابت نہیں لہٰذا اختیار باقی ہے۔ قیاس بھی ان حضرات کی تائید کرتا ہے جو ایجاب و قبول پر بیع کو مکمل مانتے ہیں اور اب اختیار باقی نہیں رہتا کیونکہ نکاح اور اجارہ میں جب فریقین کی طرف سے ایجاب و قبول ہو جاتا ہے تو معتبر پایا جاتا ہے اگرچہ وہ لوگ ابھی تک مجلس میں ہی ہوں۔ تو قیاس کا تقاضا ہے کہ خرید و فروخت کی صورت میں بھی اسی طرح ہونا چاہیے۔ احناف کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۵: مصراۃ کا سودا

بعض لوگ گائے بکری کے تھنوں میں کئی دن تک دودھ روک رکھتے ہیں پھر بیچتے ہیں تاکہ خریدار کو دھوکہ دیں اور وہ سمجھے کہ اس جانور کا دودھ زیادہ ہے اس قسم کے جانور کو "مصراۃ" اور "محفلہ" کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے جانور کو بیچنے سے منع فرمایا پھر اگر کوئی شخص اس کا سودا کرے اور خریدار کو معلوم ہو جائے کہ دھوکہ ہوا ہے تو اب کیا کرنا ہوگا۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ خریدار کو اختیار ہے چاہے تو اسے رکھ لے اور چاہے تو واپس کرے اور ایک صاع کھجوریں بھی بائع کو دے یہ اختیار تین دن تک رہے گا۔

ان حضرات کا استدلال یوں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بکری بیچنے سے منع فرمایا جس کے تھنوں میں دودھ روکا گیا ہو اگر کوئی شخص بیچے تو خریدنے والے کو تین دن تک کا اختیار ہے اگر ناپسند کرے تو واپس لوٹا دے اور اس کے ساتھ ایک صاع کھجوریں بھی دے۔

دوسرے حضرات کا مسلک یہ ہے کہ وہ عیب کی وجہ سے واپس نہ کرے بلکہ بائع سے اس کا نقصان وصول

کرے حضرت امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا یہی قول ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ پہلے قول والوں نے جن احادیث سے استدلال کیا ہے وہ منسوخ ہیں کیونکہ شروع شروع میں گناہ کی سزا میں مال لیا جاتا تھا پھر جب سود کی حرمت نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہوگیا۔

دوسرے قول کی وضاحت میں بعض حضرات نے فرمایا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بائع اور خریدار کو ایک دوسرے سے جدا ہونے تک اختیار دیا لہٰذا اب اختیار ختم ہوگیا اور بکری واپس نہ ہوگی حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ تاویل صحیح نہیں کیونکہ یہ خیار عیب ہے اور فریقین کے ایک دوسرے سے جدا ہونے کے بعد بھی باقی رہتا ہے بلکہ اس کی توجیہ یہ ہے کہ جو دودھ خریدار نے حاصل کیا اس میں سے کچھ دودھ وہ ہوگا جو سودے کے وقت بکری کے تھنوں میں تھا۔ وہ بائع کی ملک تھا اور جو دودھ اس کے بعد کا ہے وہ خریدار کی ملک ہے۔ چونکہ بکری پاکا سودے کے ساتھ ہی اس دودھ کا بھی سودا ہوا جو تھنوں میں موجود تھا لہٰذا اب جائز نہیں کہ وہ پورا نقصان کے ساتھ ہوئی چیز واپس لے سودا واپس کرنے کی بجائے بائع سے نقصان وصول کرے گا۔

نیز جب خریدار سودے کے وقت دودھ کا مالک ہوا اور اس کے بعد وہ اس کی جگہ ایک صاع کھجوریں دے گا تو یہ دین کے بدلے دین کا سودا ہوا جو جائز نہیں۔ لہٰذا ایسا کرنا صحیح نہیں ہوگا پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ نفع، ضمان کے بدلے میں ہے لہٰذا اگر اس نے دودھ حاصل کیا ہے تو اسے چارہ بھی تو دیا ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ طرفین کے قول کو ترجیح حاصل ہے یعنی خریدار کو جانور کی واپسی کا حق نہیں کیونکہ وہ اسے اصلی حالت میں واپس نہیں کر سکتا لہٰذا وہ بائع سے نقصان کی مقدار میں رقم وصول کرے گا۔

باب: پھلوں کا سودا کرنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ان کا سودا کرنے سے منع فرمایا ... صلاحیت کا اظہار ہے کہ اس سے کیا مراد ہے۔

تو بعض حضرات فرماتے ہیں کہ درخت پر موجود پھل جب تک سرخ یا زرد نہ ہو جائیں ان کو بیچنا جائز نہیں دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی صحیح ہے ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اس کا مطلب وہ نہیں جو تم نے بیان کیا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ پھل نہیں بن جاتا اس کا سودا جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں بائع ایسی چیز کا سودا کر رہا ہے جو ابھی تک وجود میں نہیں آئی لہٰذا ایسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا چنانچہ آپ نے کئی سالوں کی بیع سے منع فرمایا حضرت یحییٰ فرماتے ہیں حضرت سفیان نے ہمیں بتایا کہ پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے بیچنا منع ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب تک پھل وجود میں نہ آئے وہ معدوم ہے اس کا سودا جائز نہیں اور جب وہ وجود

وجود میں آجائے تو اگرچہ ابھی پکا نہ ہو اس کا سودا جائز ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ پھل کو روک دے تو تم میں سے ایک اپنے بھائی کا مال کس چیز کے بدلے لے گا تو اس حدیث کا مطلب بھی یہی ہے کہ اگر ابھی تک پھل بنا ہی نہیں اور تم نے پیسے لے لئے تو ممکن ہے کسی سماوی آفت کی وجہ سے پھل لگ نہ سکے اور پھلوں کے وجود میں آجانے کے بعد بیچنا جائز ہے

اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت دلیل ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جس شخص نے پیوندکاری کے بعد درخت بیچا تو اس کا پھل بائع کے لیے ہے البتہ یہ کہ خریدار اس کی شرط رکھے تو یہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے درخت کے اوپر پھل کا سودا جائز قرار دیا۔

پہلے قول والوں کی طرف سے اس پر اعتراض کیا گیا کہ یہ سودا دوسری چیز یعنی درخت کے ساتھ مل کر ہو رہا ہے اس میں اس بات کی دلیل نہیں کہ صرف پھل کی بیع بھی جائز ہے کیونکہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ دوسری اشیاء کے ساتھ مل کر ان کا سودا جائز ہوتا ہے جبکہ تنہا ان کا سودا جائز نہیں ہوتا مثلاً راستے وغیرہ کا الگ سودا نہیں ہو سکتا اور مکان وغیرہ کے ساتھ ہو جاتا ہے اس کا جواب یوں دیا گیا کہ راستے وغیرہ کسی شرط کے بغیر بھی سودے میں داخل ہوتے ہیں جب کہ پھل اس وقت تک درخت کے سودے میں داخل نہیں ہوتا جب تک اس کی شرط نہ رکھی جائے۔ لہٰذا اسے ان پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا یہی مذہب ہے جبکہ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب پھل کا بڑھنا ختم ہو جائے اور وہ ٹھہر جائے تو اب سودا جائز ہے ورنہ باطل ہے۔

اس سلسلے میں ایک تیسرا قول یہ ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی میں جو ممانعت ہے اس سے مراد حرام کرنا نہیں ہے بلکہ مشورہ ہے کیونکہ اس سلسلے میں لوگوں کے درمیان جھگڑا ہوتا تھا اس لیے آپ نے منع فرمایا۔

باب ۲۵۔ عرایا کا بیان

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی ہے اسی مضمون کی احادیث حضرت ابن عمر، حضرت جابر، حضرت سہل بن ابی حثمہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔

ان احادیث کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتاری ہوئی کھجوروں کے بدلے درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کے سودے سے منع فرمایا اور عرایا کی اجازت دی ہے۔ ان احادیث کی بنیاد پر تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ عرایا جائز ہے لیکن عرایا کی تعریف میں اختلاف ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے باغ میں دوسرے آدمی کے ایک یا دو درخت ہوتے تھے پھلوں کے زمانے میں اہل مدینہ اپنے گھر والوں سمیت باغ میں جاتے اور ایک دو درختوں کا

مالک اپنے اہل خانہ کے ساتھ آتا جس سے زیادہ درختوں والے کو اذیت پہنچتی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ وہ دو درختوں کے مالک کو اندازے کے ساتھ کھجوریں دے دے اور درخت والی کھجوریں خود لے لے اس کو عرایا کہتے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں عرایا کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ایک یا دو درختوں کا پھل کسی محتاج کو دے دیتا ہے پھر وہ اس کے حوالے اس وقت کرتا ہے جب پھل کی صلاحیت ظاہر ہو جائے تو حضور علیہ السلام نے اجازت دی کہ وہ اس کی جگہ اتری ہوئی کھجوریں دے دے۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس قول کو اولیٰ قرار دیا کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث میں پھل کی کھجوروں کے بدلے بیچنے کی ممانعت آئی ہے اگر حضرت امام مالک کے قول کو تسلیم کیا جائے تو درخت پر لگے ہوئے پھل کی درخت والے پھل کے بدلے بیع قرار پائے گی جبکہ وہ مالک جس نے کسی محتاج کو دو درختوں کا پھل دیا اگر اس پھل کی بجائے اتری ہوئی کھجوریں دیتا ہے تو وہ ہبہ ہے لہذا اس ممانعت کے تحت نہیں آئے گا اور یوں دونوں قسم کی احادیث پر عمل ہو سکے گا پھر عریہ کا معنی عطیہ احادیث سے بھی ثابت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ کرو کیونکہ مال میں عریہ بھی ہے اور وصیت بھی۔

معلوم ہوا کہ جس طرح کسی شخص کا دوسرے کو اپنے مرنے کے بعد مالک بنانا وصیت ہے اسی طرح اپنی زندگی میں اس کو اپنے مال کے کسی حصے کا مالک بنانا عریہ ہے۔ اس سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ثابت ہو گیا۔

حضرت امام صاحب کے مسلک پر اعتراض یہ کیا گیا کہ عرایا بھی پھل کی پھل کے بدلے بیع ہے کیونکہ حدیث میں دونوں کا اکٹھا ذکر ہوا اس کا جواب دیا گیا کہ بعض اوقات دو چیزوں کا اکٹھا ذکر ہوتا ہے لیکن دونوں کا حکم مختلف ہوتا ہے۔

پھر ایک سوال یہ ہوا کہ عرایا کی اجازت پانچ یا اس سے کم وسق میں دی گئی ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے تو اس کا جواب دیا گیا کہ ممکن ہے ایک خاص واقعہ میں اس مقدار کا ذکر ہوا ہو یہ اتفاقی بات ہے اس سے زائد کی اجازت نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ عقل و نقل سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک اولیٰ ہے۔

باب [illegible]۔ پھلوں میں نقصان ہو جانا

اگر کوئی شخص دوسرے پر پھل بیچے پھر کسی آسمانی آفت کے باعث نقصان ہو جائے تو یہ نقصان بائع کے مال سے شمار ہو گا یا خریدار کا نقصان قرار دیا جائے گا۔

بعض اہل علم کے نزدیک اگر پھلوں کا تہائی حصہ یا زیادہ ضائع ہوا ہے تو اس مقدار کے برابر قیمت خریدار ادا نہیں کرے گا اور اگر تہائی سے کم نقصان ہو تو وہ خریدار کا ہو گا اور اسے پوری قیمت دینا ہو گی۔

ان حضرات کا استدلال اس طرح ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اپنے (مسلمان) بھائی

پر کھجوریں بیچو پھر انہیں کوئی آفت آ پہنچے تو تمہارے لیے جائز نہیں کہ اس سے کچھ لو تم اپنے بھائی کا مال حق کے بغیر کیسے لوگے؟

نیز آپ نے کئی سالوں کی پیشگی بیع سے منع فرمایا اور نقصانات کو وضع کرنے کا حکم دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو نقصان ہوا اس کے مطابق رقم بائع کو نہیں دی جائے گی۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں جب خریدار نے قبضہ کر لیا تو اب جتنا نقصان ہوگا خریدار کے مال سے ہوگا کم ہو یا زیادہ۔ اگر بائع کے پاس نقصان ہوا تو اب خریدار کچھ نہیں دے گا بشرطیکہ مشتری نے قبضہ نہ کیا ہو۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ تم نے جو احادیث پیش کی ہیں وہ صحیح ہیں ہم ان کا انکار نہیں کرتے البتہ تم نے اس کا جو مفہوم بیان کیا ہے وہ صحیح نہیں۔ یہاں اس نقصان کے بارے میں ہے جو خراجی زمینوں کو پہنچتا ہے اب مسلمانوں کو کہا گیا کہ وہ خراج نہیں جہاں تک خرید و فروخت کا تعلق ہے تو یہ حدیث ان کے بارے میں نہیں ہے یہ جواب اس حدیث سے متعلق ہے جس میں نقصانات کو وضع کرنے کا حکم دیا۔ جس حدیث میں فرمایا کہ آفت کی صورت میں اپنے بھائی سے کچھ نہ لو تو اس میں سودے کا ذکر ہے قبضہ کا ذکر نہیں لہٰذا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جب تم نے کسی پر کوئی چیز بیچی اور پھر تمہارے پاس اس کو نقصان پہنچا تو خریدار سے کچھ نہ لو کیونکہ اب جو کچھ تم لو گے وہ کسی چیز کا بدل نہیں۔ قیاس کا بھی یہی تقاضا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسری حدیث بھی اسی مفہوم کی تائید کرتی ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے پھل خریدا پھر اس کے پھل کو نقصان پہنچا اس پر قرض زیادہ ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے صدقہ دو چنانچہ اس کو صدقہ دیا گیا لیکن اس سے قرض کی ادائیگی نہ ہو سکی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا جتنا تمہیں ملتا ہے وہ تمہارے لیے ہی ہے۔ تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے ضائع ہونے کی وجہ سے قرض کو ساقط نہیں کیا اور ان قرض خواہوں میں پھل کو بیچنے والے بھی تھے۔

تو معلوم ہوا کہ یہ نقصان خریدار کا ہی شمار ہوگا حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی مسلک ہے۔

باب ۲۶: خریدا ہوا سودا قبضہ کیے بغیر نہ بیچا جائے

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص غلہ خریدے تو جب تک اس پر قبضہ نہ کر لے اسے نہ بیچے اس حدیث کی روشنی میں بعض حضرات نے یہ موقف اختیار کیا کہ اگر غلہ خریدا ہو تو اسے قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں لیکن دوسری اشیاء کے لیے یہ حکم نہیں ہے بلکہ انہیں قبضہ سے پہلے بھی بیچ سکتا ہے۔

جب کہ دوسرے حضرات کا مسلک یہ ہے کہ کھانے کی اشیاء ہوں یا اس کے علاوہ دوسری چیزیں سب کے بارے میں یہی حکم ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بازار میں زیتون خریدا اور اسی وقت نفع پر سودا ہونے لگا تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک آپ اسے اپنی منزل میں نہ لے جائیں، آگے نہ بیچیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات قبول کر لی اور اس پر عمل کیا حالانکہ پہلے قول والوں کی پیش کردہ روایت بھی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے معلوم ہوا انہیں مسئلہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طعام کے بارے میں یہ حکم معلوم نہ ہو سکا اب جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بتایا تو انہوں نے اس پر عمل کیا۔ اس دوسرے قول کو ایک ایسی روایت سے بھی تائید حاصل ہے جس میں طعام کی بجائے مطلق اشیاء کا ذکر ہے۔

حضرت حکیم بن حزام فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جب تم کوئی چیز خریدو تو قبضہ کرنے سے پہلے نہ بیچو۔ تو اس حدیث نے مسئلہ بالکل واضح کر دیا۔

رہا یہ سوال کہ متعدد احادیث میں طعام کا ذکر ہے تو اس کی کیا وجہ ہے تو اس کا جواب یوں دیا گیا کہ خرید و فروخت کے سلسلے میں کھانے پینے کی اشیاء میں وسعت ہے حتیٰ کہ اس شئے کی بیع سلم بھی جائز ہے اگرچہ جس کے ساتھ سودا ہو رہا ہے اس کے پاس یہ غلہ موجود نہ ہو تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلے کا ذکر کر کے واضح فرمایا کہ جب اس میں قبضہ کرنے سے پہلے آگے سودا جائز نہیں تو دوسری اشیاء میں بطریق اولیٰ جائز نہ ہو گا پھر دوسری بات یہ ہے کہ جو چیز دوسرے کی ضمان میں ہو اس کا نفع جائز نہیں تو جس طرح کھانے کی اشیاء جب تک قبضہ میں نہ آئیں فروخت کرنے والے کی ضمان میں ہیں اور خریدار آگے بیچ کر ان سے نفع نہیں اٹھا سکتا اسی طرح دیگر اشیاء میں بھی یہی حکم ہوگا حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔ البتہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک غیر منقولہ اشیاء و شامل زمین وغیرہ کو قبضہ سے پہلے بھی بیچا جا سکتا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ سے اختلاف کیا ہے وہ فرماتے ہیں جس طرح طعام اور غیر طعام کے لیے ایک حکم ہے اسی طرح قیاس کے مطابق منقولہ اور غیر منقولہ دونوں قسم کی اشیاء کا ایک ہی حکم ہونا چاہیے۔

باب ۲۷ سودے میں غیر متعلق شرط رکھنا

اگر کوئی شخص اپنا گھوڑا (اونٹ) معلوم قیمت پر بیچتا ہے اور یہ شرط رکھتا ہے کہ وہ فلاں معلوم مقام تک اس پر سواری کرے گا تو کیا اس قسم کا سودا اور یہ شرط جائز ہے یا نہ؟

اس مسئلے میں تین قول ہیں۔

(۱) یہ سودا بھی جائز ہے اور شرط بھی۔

(۲) سودا جائز ہے اور شرط باطل ہوگی۔

(۳) بیع فاسد ہو جائے گی۔

احناف کا یہی مسلک ہے۔

پہلے قول والوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے ایک سفر میں وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ان کا اونٹ کمزور پڑ گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے پوچھا جابر پاس کوئی لکڑی وغیرہ ہے آپ نے اس لکڑی یا شاخ کے ساتھ اونٹ کو ضرب لگائی تو وہ پہلے سے زیادہ تیز ہو گیا آپ نے فرمایا اسے مجھ پر ایک اوقیہ سونے کے بدلے بیچ دو فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!

یہ آپ ہی کی سواری ہے چنانچہ سودا کر دیا اور گھر لے جانے تک سواری کی اجازت مانگی مدینہ طیبہ پہنچنے پر انہوں نے اونٹ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے فرمایا شاید تمہارا خیال تھا کہ میں تمہارا اونٹ لینا چاہتا ہوں پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں ایک اوقیہ سونا دیں اور اونٹ بھی واپس دے دیا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں سواری کی شرط رکھی گئی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تسلیم کیا اور سودا بھی برقرار رہا معلوم ہوا کہ اس صورت میں شرط اور بیع دونوں جائز ہوتے ہیں۔

دوسرے دونوں فریقوں نے ان کو یوں جواب دیا کہ دو وجہ سے یہ حدیث تمہاری دلیل نہیں بن سکتی۔

ایک وجہ یہ ہے کہ سودے میں یہ شرط نہیں رکھی گئی سودا مکمل ہو گیا تو اس کے بعد انہوں نے اجازت طلب کی لہٰذا یہ استثناء بیع سے الگ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ سودا تھا ہی نہیں کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ آنے کے بعد اونٹ واپس کر دیا اور فرمایا کہ تمہارا خیال تھا کہ میں تمہارا اونٹ روک لوں گا۔ بنابریں یہ شرط خود حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اپنی ملک میں تھی۔

جن حضرات کے نزدیک شرط باطل اور سودا جائز ہے ان کی دلیل اس طرح ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنے کا ارادہ فرمایا تاکہ انہیں آزاد کر دیں تو اس کے مالکوں نے کہا ہم اس شرط پر بیچیں گے کہ اس کی ولاء ہمیں حاصل ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا تمہیں یہ بات نہ روکے ولاء اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں اس حدیث کے مطابق شرط باطل ہو گئی اور سودا جائز ہوا۔

تیسرے قول والے حضرات فرماتے ہیں یہ حدیث اس طرح بھی مروی ہے لیکن اس کے خلاف بھی مروی ہے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت بریرہ میرے پاس آئیں اور کہا کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ پر مکاتبت کی ہے ہر سال ایک اوقیہ دینا ہے لہٰذا آپ میری مدد کریں انہوں نے ابھی تک بدل کتابت میں سے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم واپس جاؤ۔ اگر وہ لوگ پسند کریں کہ میں تمام مال دے دوں اور ولاء مجھے حاصل ہو تو میں ایسا کروں گی چنانچہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا ان لوگوں کے پاس گئیں انہوں نے انکار کر دیا اور کہا اگر وہ ثواب کی خاطر ایسا کریں تو ٹھیک ہے لیکن ولاء ہمیں حاصل ہو گی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ بات تمہیں منع نہ کرے خرید کر آزاد کر دو ولاء اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرائط رکھتے ہیں جو کتاب اللہ کے مطابق نہیں جو شرط کتاب اللہ کے مطابق نہیں وہ باطل ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ ولاء کی شرط سودے میں نہیں رکھی گئی بلکہ وہ کتابت کے سلسلے میں ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بدل کتابت میں مدد کی بجائے خریدنے اور آزاد کرنے کا حکم دیا گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداءً خریدنے کا ذکر فرمایا اور اس میں شرط مذکور نہیں۔

ایک روایت میں لفظ "خذی" ہے یعنی تم لے لو اور یہ لفظ بھی سودے کے معنی میں بولا جاتا ہے مثلاً

کہا جاتا ہے یہ چیز تم نے کتنے میں لی ہے یعنی خریدی ہے۔

ان حضرات نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مع قرض اور ایک بیع میں دو شرطوں سے منع فرمایا۔ قرض کے ساتھ بیع کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو قرض دے کر اس پر کوئی چیز زیادہ قیمت پر بیچی جائے تو سود بن جاتا ہے۔ اسی طرح بیع میں شرط سے منع فرمایا دو شرطوں سے اور یہاں محض شرط ہے۔ کیونکہ بیع بذاتِ خود ایک شرط ہے اور جب ایک اور شرط رکھ دی تو یہ دو شرطیں ہو گئیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ پر ایک لونڈی بیچی اور اس سے خدمت لینے کی شرط رکھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا (وہ یعنی حضرت عبد اللہ) اس لونڈی کے قریب نہ جائیں اور ان میں کسی کی شرط ہو جس کو میں دیکھتا ہوں گویا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس سودے کو باطل قرار دیا۔

قیاس بھی احناف کے مسلک کی تائید کرتا ہے معلوم یوں کہ سب حضرات کے نزدیک سودے میں صحیح خیار رکھی جا سکتی ہے مثلاً بائع یا مشتری کے لیے ایک معلوم مدت تک اختیار رکھنا اسی طرح قیمت کی ادائیگی کے لیے معلوم مدت مقرر کی جا سکتی ہے اگر یہ شرائط معلوم ہوں تو بیع کو لازم ہو جاتی ہیں اور اگر مجہول ہوں تو بیع فاسد ہو جاتی ہے۔ تو معلوم ہوا اگر شرط صحیح ہو تو سودا صحیح ہوتا ہے اور شرط فاسد ہو تو بیع باطل ہو جاتی ہے۔ اس سے احناف کا مسلک ثابت ہو گیا کہ اس قسم کی شرائط سے بیع سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتی۔

باب ۲۰۰، مکہ مکرمہ کی زمین کو بیچنا اور کرایہ پر دینا

اس سلسلے میں دو قول ہیں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، امام محمد اور امام سفیان ثوری رحمہم اللہ کے نزدیک مکہ مکرمہ کی سرزمین کو کرایہ پر دینا یا اسے بیچنا جائز نہیں۔

حضرت عطاء اور حضرت مجاہد بھی یہی بات فرماتے ہیں۔

جبکہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک دوسرے شہروں کی طرح مکہ مکرمہ میں مکہ کو بیچنا اور وہاں کے مکانات اور زمین کو کرایہ پر دینا جائز ہے۔

پہلے قول والوں نے یوں استدلال کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکہ مکرمہ کے گھروں کو بیچنا اور انہیں کرایہ پر دینا جائز نہیں اس مضمون کی احادیث حضرت عبد اللہ بن عمر اور علقمہ بن نضلہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پھر حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے زمانے میں مکانات کو کرایہ پر نہیں دیا جاتا تھا اور نہ بیچا جاتا۔ جو شخص حاجت مند ہوتا وہ رہائش پذیر ہو جاتا اور جسے ضرورت نہ ہوتی وہ دوسروں کو رہائش کے لیے دے دیتا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی

حضرت امام ابو یوسف اور ان کے ہم مسلک حضرات نے یوں استدلال کیا ہے

اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ مکہ مکرمہ میں اپنے گھر میں اتریں گے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا عقیل نے کوئی زمین یا گھر چھوڑا ہے عقیل اور طالب، ابوطالب کے وارث ہوئے جب کہ حضرت جعفر اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو وراثت نہ ملی کیونکہ وہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور طالب مسلمان نہ تھے۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ کی زمین اور مکانات میں ملکیت اور وراثت جاری ہوتی ہے۔

اب جب دونوں طرف سے احادیث پیش کی گئیں تو قیاس کے ذریعے فیصلہ کیا جائے گا وہ یوں کہ میدان عرفات، مسجد حرام اور منیٰ وغیرہ میں سب کا حق برابر ہے وہاں کوئی شخص ذاتی عمارت نہیں بنا سکتا لیکن اس کے علاوہ مکہ مکرمہ میں مکانات وغیرہ بک جاتے ہیں حتیٰ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا جو شخص حضرت ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اسے امن حاصل ہوگا اسی طرح جو شخص اپنا دروازہ بند کرے گا وہ بھی مامون ہوگا تو جب لوگوں کے ذاتی مکانات تھے تو معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ کی زمین اور مکانات میں ملکیت جاری ہوتی ہے جب یہ صورت حال ہے تو اس کا بیچنا اور کرایہ پر دینا بھی جائز ہے۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ کے مسلک کو اپنایا اور اس کی ترجیح ثابت کی ہے۔

باب ۲۳ کتے کی قیمت لینا

کیا کتے کی خرید و فروخت جائز ہے اور اس کی قیمت حلال ہے؟

اس سلسلے میں دو موقف ہیں ایک جماعت کے نزدیک کتے کی قیمت حرام ہے۔ انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث سے استدلال کیا ہے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت زانیہ کی کمائی اور کاہن (نجومی) کی اجرت سے منع فرمایا۔

اس مضمون کی احادیث متعدد طرق سے کئی صحابہ کرام سے روایت کی ہیں۔

دوسرا فریق کہتا ہے کہ جن کتوں سے نفع اٹھایا جاتا ہے ان کی قیمت لینے میں کوئی حرج نہیں یہ حضرات فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں ہر قسم کے کتے کو قتل کرنے کا حکم تھا اس لیے ان کی قیمت لینا جائز نہ تھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا اور مدینہ طیبہ کے اطراف میں صحابہ کرام کو بھیجا تاکہ وہ کتوں کو قتل کردیں۔

تو اس وقت چونکہ کتوں سے نفع حاصل کرنا جائز نہ تھا لہٰذا ان کی قیمت لینا اور اسے استعمال کرنا بھی حرام تھا پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا اور کتوں سے نفع اٹھانا جائز قرار دیا گیا چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے شکار یا جانوروں کی حفاظت کے علاوہ کتا رکھا اس کے عمل سے روزانہ دو قیراط کم ہوں گے تو اس حدیث کی روشنی میں بعض ضرورتوں کے تحت کتے رکھنے کی اجازت دی گئی اسی طرح شکار کے لیے

ہی کتا رکھنے کی اجازت دی گئی اور اس سلسلے میں متعدد روایات مروی ہیں بلکہ قرآن پاک میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔

تو ہم دیکھتے ہیں کہ جس چیز سے نفع اٹھانا جائز ہوتا ہے اس کی قیمت وصول کرنا بھی جائز ہے مثلاً گھریلو حیوانات کا کھانا حرام ہے لیکن ان سے نفع اٹھانا جائز ہے اسی بنیاد پر ان کی خرید و فروخت بھی جائز ہے تو یہاں اس طرح نفع اٹھانا ہے کہ کتوں کی قیمت حاصل کرنا اور اسے استعمال کرنا بھی جائز و حلال ہو۔ احناف کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۶۲: حیوان کو قرض کے طور پر لینا

کیا کوئی حیوان بطور قرض لیا جا سکتا ہے؟

اس سلسلے میں دو قول ہیں بعض حضرات کے نزدیک جائز ہے جبکہ دوسرے حضرات اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔

پہلے قول والوں نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ایک اونٹ بطور قرض لیا جب صدقہ کے اونٹ آئے تو آپ نے حضرت رافع کو قرض ادا کرنے کا حکم دیا جب انہوں نے دیکھا تو اس اونٹ سے اچھے اونٹ تھے آپ نے فرمایا وہی دے دو وہ لوگ بہت اچھے ہیں جو اچھی طرح ادائیگی کرتے ہیں۔

دوسرے فریق نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب سود حرام نہیں ہوا تھا جب سود حرام قرار دیا گیا تو ہر ایسا قرض جو نفع لائے وہ بھی حرام قرار دیا گیا۔ سود کے منسوخ ہونے سے پہلے جانور کو جانور کے بدلے ادھار کے طور پر بیچنا بھی جائز تھا لیکن بعد میں یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوان کو حیوان کے بدلے ادھار کے طور پر بیچنے سے منع فرمایا حالانکہ اس سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کے اونٹ آنے تک دو اونٹوں کے بدلے ایک اونٹ لیتے تھے۔ تو اب جب حیوان کی حیوان کے بدلے ادھار کے ساتھ بیع ناجائز ہو گئی تو اسے بطور قرض لینا بھی جائز نہ ہوا۔

پہلے قول والے حضرات نے گندم کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ گندم کو گندم کے بدلے ادھار کے طور پر بیچنا جائز نہیں لیکن قرض کے طور پر لینا جائز ہے لہٰذا حیوان کا بھی یہی حکم ہونا چاہیے حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوان کو حیوان کے بدلے بطور ادھار بیچنا حرام قرار دیا تو اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حیوانات کے ایک دوسرے کے مثل ہونے پر آگاہی نہیں ہو سکتی اگر یہ بات ہے تو دوسرے قول والوں کی بات ثابت ہو گئی کہ چونکہ حیوانات ایک دوسرے کی مثل نہیں ہوتے لہٰذا قرض کے طور پر حیوان کو لینا جائز نہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے قول والوں نے گندم کے سودے اور قرض میں جو فرق کیا ہے وہ بات یکجا ہو تو اب ہم نے کیلی اور وزنی اشیاء کو دیکھا کہ ان کو ادھار کے طور پر ایک دوسرے کے بدلے بیچنا جائز نہیں لیکن قرض کے طور پر لینا جائز ہے البتہ سونے اور چاندی کا حکم الگ ہے۔ اور اس کے علاوہ اشیاء مثلاً کپڑے وغیرہ کو

نقد بیچنا جائز ہے اگرچہ کم زیادہ ہوں۔ لیکن ادھار کے طور پر بیچنے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک ان میں سے جو ایک نوع ہیں۔ ان میں اس قسم کا سودا جائز نہیں اور جن کی انواع مختلف ہیں ان میں جائز ہے حضرت امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں ایک نوع ہوں یا الگ الگ نوع سے تعلق رکھتے ہوں ان کو ادھار اور نقد دونوں طرح بیچنا جائز ہے۔

تو حیوان کے علاوہ اشیاء کے یہ احکامات ہیں اب حیوان کو بطور ادھار حیوان کے بدلے بیچنا جائز نہیں اگرچہ جنس مختلف ہو مثلاً غلام کو اونٹ کے بدلے یا گائے بکری کے بدلے بطور ادھار بیچنا جائز نہیں تو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہی کی علت نوع کا ایک ہونا نہ ہوا تو غلام کے بدلے گائے کی بیع جائز ہوتی کیونکہ یہ الگ الگ انواع ہیں جس طرح اونی کپڑے کو سوتی کپڑے کے بدلے ادھار کے طور پر بیچ سکتے ہیں تو معلوم ہوا کہ ان کی بیع اس لیے ناجائز ہے کہ مثل پر واقفیت نہیں ہو سکتی جب اس وجہ سے حیوان کو حیوان کے بدلے بطور ادھار بیچنا جائز نہ ہوا تو اسے قرض کے طور پر لینا بھی جائز نہ ہوا۔ احناف کا یہی مسلک ہے۔

پہلے قول والوں کی طرف سے اعتراض کیا گیا کہ دیت وغیرہ میں اونٹ دیئے جاتے ہیں اور عام تمام بچہ گرانے پر غلام یا لونڈی لازم ہوتی ہے۔ تو یہ حیوان ذمہ میں لازم ہوتے ہیں تو اسی طرح دوسرے حیوانات کو بھی قرض کے طور پر لینا جائز ہونا چاہیے کیونکہ قرض میں بھی کوئی چیز لازم ہوتی ہے۔

اس کا جواب یوں دیا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت اور جنین میں حیوان کو لازم کیا ہے کہ حیوانات کی باہم بیع بطور ادھار ناجائز قرار دی اس سے معلوم ہوا کہ مال کے بدلے حیوان کے وجوب کی ممانعت ہے اور قرض کی صورت میں یہی ہوتا ہے جب مال کے بغیر واجب ہو جیسے دیت وغیرہ میں تو جائز ہوگا۔ یعنی دونوں صورتوں میں فرق ہے لہٰذا اسے دیت وغیرہ پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔

بیع صرف کا بیان

باب ۲۶۵۔ سود کا بیان

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ربوا (سود) ادھار میں ہے
اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سونے کو سونے کے بدلے اور چاندی کو چاندی کے بدلے کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز ہے مثلاً ایک درہم دو درہم کے بدلے بیچ سکتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ یہ سودا نقد ہو ادھار کے طور پر جائز نہیں۔

لیکن دوسرے حضرات نے اس کا رد کیا ہے وہ فرماتے ہیں ربوا کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ربوا (سود) ہے جس میں کیلی اور وزنی چیز کو ہم جنس ہونے کی صورت میں کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا ہے اگرچہ نقد ہو اس ربوا کا سنت میں ذکر ہے۔ عربوں میں یہ عادت تھی کہ جب کوئی شخص قرض لیتا تو وقت پورا ہونے پر قرض خواہ سے کہتا کہ مجھے مزید مہلت دو میں تم اتنی رقم زیادہ دوں گا تو اس طرح وقت کا پیسوں کے بدلے سودا ہوتا اس کو قرآن پاک نے حرام قرار دیا۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ربا الفضل کو بھی حرام قرار دیا آپ نے فرمایا ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے اور ایک درہم کو دو درہم کے بدلے نہ بیچو۔

ایک حدیث میں فرمایا سونا، سونے کے بدلے، برابر برابر وزن، چاندی، چاندی کے بدلے برابر برابر وزن ہو۔ اسی طرح گندم، جو، کھجور، اور نمک کا بھی ذکر فرمایا۔

یہ حدیث مشہور ہے اور مختلف طرق اور مختلف الفاظ سے مروی ہے اس میں دونوں قسم کا سود حرام ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اس کے موافق مروی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جنہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پہلی حدیث روایت کی ہے انہوں نے بھی اس دوسری حدیث سے ثابت ہونے والے حکم کی طرف رجوع فرمایا پھر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت خبر واحد ہے جبکہ اس دوسری حدیث کو ایک جماعت نے نقل کیا لہٰذا یہ مقدم ہے حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

باب ۲۶۶۔ سونے کا ہار جس میں موتی جڑے ہوں فروخت کرنا

اگر کسی شخص کے پاس سونے کا ہار ہو اور اس میں موتی وغیرہ لگے ہوئے ہوں تو اسے سونے کے بدلے

بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں دو مذہب ہیں۔

ایک مذہب یہ ہے کہ اس قسم کے ہار کو سونے کے بدلے بیچنا جائز نہیں کیونکہ قیمت کو ہار کے سونے اور موتیوں پر تقسیم کیا جائے گا اور چونکہ ایسا انداز سے اور تخمینے سے کیا جاتا ہے لہٰذا ممکن ہے ہار کے سونے کو خالص سونے کے بدلے کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز قرار دیا۔

ان حضرات نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا وہ فرماتے ہیں مجھے خیبر میں ایک ہار ملا جس میں سونا اور موتی تھے میں نے اسے بیچنے کا ارادہ کیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو الگ الگ کرو پھر بیچنا چاہو بیچو۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ اگر یہ معلوم نہ ہو کہ ہار کا سونا قیمت والے سونے کے برابر ہے یا کم زیادہ ہے اور جب تک سونے کو الگ نہ کریں اس کا وزن معلوم نہیں ہوتا تو اس صورت میں الگ کئے بغیر سودا جائز نہ ہوگا لیکن ہار والے سونے کا وزن معلوم ہو اور وہ قیمت والے سونے سے کم ہو تو یہ سودا جائز ہوگا کیونکہ ہار کے سونے کا جو وزن ہے قیمت والے سونے میں سے اتنا وزن اس کے بدلے میں ہو جائے گا اور باقی سونا موتیوں کے بدلے میں ہوگا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سونے کو سونے کے بدلے برابر بیچ سکتے ہیں لیکن اگر دو دینار کھرے ہوں اور ان کو ایسے دو دیناروں کے بدلے بیچا جائے جن میں سے ایک کھوٹا اور دوسرا کھرا ہو تو یہ سودا جائز ہے کیونکہ یہاں قیمت کا اعتبار نہیں ہوتا اگر قیمت کا اعتبار کریں تو وہ برابر برابر نہیں ہو سکتے۔

جہاں تک حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا تعلق ہے تو وہ مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے لہٰذا اس میں اضطراب ہونے کی وجہ سے اس سے استدلال صحیح نہ ہوا۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام کے حکم سے ہار کا سونا الگ کر دیا گیا تو ممکن ہے آپ نے مسلمانوں کی ضرورت کے تحت اسے الگ کرایا ہو اس وجہ سے نہیں کہ اس کا سودا جائز نہیں۔ دوسرے مذہب پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ عمل بھی دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے تلوار خریدی جس کے ساتھ چاندی لگی ہوئی تھی اور قیمت کے طور پر چاندی دی۔ معلوم ہوا کہ اس صورت میں یہ سودا جائز ہے جب اس سونے یا چاندی کا وزن معلوم ہو جو کسی دوسری چیز کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

ہبہ اور صدقہ کا بیان

باب ۲۶۷ ۔ ہبہ کرنے کے بعد واپس لینا

اگر کوئی شخص کسی کو کوئی چیز ہبہ کرے تو کیا اسے واپس لے سکتا ہے؟

بعض حضرات کے نزدیک ہبہ کرنے والا ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس نہیں لے سکتا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ کو واپس لینے والا قے کر کے اسے چاٹنے والے کی طرح ہے۔

لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں اگر ہبہ کیا ہوا مال ختم ہو گیا ہو خرچ کر دیا گیا ہو یا اس میں کوئی اضافہ کیا گیا ہو موہوب لہ، واہب کا قریبی رشتہ دار بھی نہ ہو یا اسے ہبہ کا بدلہ دے دیا گیا ہو تو ہبہ میں رجوع ہو سکتا ہے اور اگر موہوب لہ واہب کا قریبی رشتہ دار ہے یا مثلاً وہ بیوی خاوند ہیں تو رجوع کرنا جائز نہیں۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ پہلے قول والوں نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ واضح نہیں کیا مرے انسان پر واجب ہے جو قے کر کے چاٹتا ہے تو یہ کام حرام ہے لہٰذا ہبہ کی واپسی بھی حرام ہوگی اس طرح پہلے قول والوں کی بات درست ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قے چاٹنے والے سے کتا مراد ہو تو چونکہ کتا مکلف نہیں ہے تو اب کتے کا نجاست سے ملوث ہونا اگرچہ مکروہ ہوگا حرام و حلال سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔

اب جب اس سلسلے میں دیگر روایات کو دیکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بری مثال اس شخص کی ہے جو اپنے ہبہ کو واپس کرتا ہے وہ کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو چاٹتا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد امت کو اس قسم کے نامناسب کام سے بچانا ہے یہ مقصد نہیں کہ رجوع کرنا جائز ہی نہیں۔

چنانچہ اس مفہوم کی تائید دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ کیا پھر دیکھا کہ اسے بیچا جا رہا ہے تو خریدنے کا ارادہ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا اپنا صدقہ واپس نہ لو۔

ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا صدقہ کو واپس لینے والا کتے کی طرح ہے جو قے کر کے چاٹتا ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منع کرنا اس کے حرام ہونے کی طرف اشارہ نہ تھا بلکہ افضلیت کا بیان ہے کیونکہ ایک شخص نے اپنی ماں کو باغ دیا پھر وہ مر گئی یہ اکیلا وارث تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا صدقہ ثابت ہو گیا اور تیرا باغ تیری طرف لوٹ آیا۔ معلوم ہوا کہ صدقہ کسی نہ کسی صورت میں واپس ہو سکتا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص صلہ رحمی یا صدقہ کے طور پر ہبہ کرے تو وہ رجوع نہیں

کرسکتا اور جو آدمی اس کا بدلہ لینا چاہیے تو ناپسند ہونے کی صورت میں رجوع کرسکتا ہے۔ گویا ہبہ کی دو قسمیں ہیں صلہ رحمی کے طور پر ہو تو صدقہ کے حکم میں ہے واہب کو رجوع سے روکا جائے گا اور کوئی دوسری صورت ہو تو واپس لے سکتا ہے حضرت علی المرتضیٰ، حضرت فضالہ، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہم بھی یہی بات فرماتے ہیں۔

صلہ رحمی کے سلسلے میں میاں بیوی بھی داخل ہیں یہ بھی ایک دوسرے کو دیا ہوا ہبہ واپس نہیں لے سکتے۔

حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت حماد اور حضرت ابراہیم نخعی (رحمہم اللہ) سے اسی طرح نقل کرتے ہیں۔

احناف کا ہبہ کے رجوع کے سلسلے میں یہی مسلک ہے۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگرچہ قیاس تو یہ ہے کہ کسی قسم کے ہبہ کو واپس لینا جائز نہ ہو لیکن ہم نے یہاں روایات اور ائمہ دین کے اقوال کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیا۔

باب ۲۶: عطیہ میں اولاد کے درمیان امتیاز برتنا

اگر کوئی شخص اپنے بچوں میں سے بعض کو عطیات دے اور دوسروں کو نہ دے تو کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں اور کیا وہ عطیہ نافذ ہوگا یا نہیں؟

بعض حضرات کے نزدیک ایسا کرنے سے وہ عطیہ باطل ہو جائے جبکہ دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ عطیہ باطل نہ ہوگا البتہ والدین کو اولاد کے درمیان اس طرح کا امتیاز نہیں برتنا چاہیے۔ احناف کا یہی مسلک ہے۔

پہلے قول والوں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میرے والد نے مجھے بطور عطیہ ایک غلام دیا تو میری ماں نے مجھے حکم دیا کہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کو گواہ بناؤں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد سے پوچھا کیا آپ نے اپنی تمام اولاد کو اس طرح عطیہ دیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا واپس لو تو یہ حضرات فرماتے ہیں کہ چونکہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ اس وقت چھوٹے تھے لہٰذا ان کے والد نے خود ان کی طرف سے قبضہ کیا تو اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ واپس کرو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عطیہ باطل ہے۔

احناف فرماتے ہیں اگر اس قسم کا عطیہ دیا جائے تو جسے عطیہ دیا گیا اس نے بڑا ہونے کی وجہ سے خود قبضہ کیا یا وہ چھوٹا تھا اور اس کی طرف سے اس کے باپ نے قبضہ کیا اور اسے یہ بات بتا دی تو یہ جائز ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اس وقت چھوٹے تھے ممکن ہے وہ بڑے ہوں اور ابھی قبضہ نہ کیا ہو۔

پھر یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی اور کو گواہ بناؤ تو اگر یہ عطیہ باطل ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور کو گواہ بنانے کا حکم نہ دیتے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے اس لیے یہ بات فرمائی کہ آپ حاکم تھے گویا آپ نے واضح فرمایا کہ حاکم کا کام فیصلہ کرنا ہے۔ لہٰذا گواہ کسی اور کو بناؤ تو اس حدیث کو جن جن الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ان میں سے کوئی لفظ بھی اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ عطیہ باطل ہے مثلاً آپ نے فرمایا جس طرح

تم تمام اولاد سے نیکی کی توقع رکھتے ہو اسی طرح ان کے درمیان برابری قائم کرو تو یہ بھی افضلیت کی دلیل ہے
چنانچہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر والوں میں کوئی چیز تقسیم کرتے تو مساوات قائم کرتے ان میں
سے آزاد حضرات اور غلاموں سب میں برابری قائم کرتے (تلخیص البیان) آپ پر واجب نہ تھا بلکہ افضل
تھا۔ خود صحابہ کرام بھی بعض اوقات اولاد کو عطیہ دیتے ہوئے فرق کرتے تھے اگر یہ بات واجب ہوتی
اور اس کے خلاف کرنے سے عطیہ باطل ہوتا تو وہ ایسا نہ کرتے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
اپنی باقی اولاد کو چھوڑ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عطیہ دیا۔ تاہم بہتر یہی ہے کہ ان میں سے بعض کو عطیات
دے کر باقی کو چھوڑ نہ دیا جائے تاکہ ان کے دلوں میں نفرت پیدا نہ ہو بلکہ عطیات میں لڑکے اور
لڑکی کے درمیان بھی تفریق نہ کی جائے۔

واللہ اعلم بالصواب

الحمد للہ! آج بعد عصر ۱۷ فروری ۱۹۹۴ء / ۶ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ
بروز جمعرات یہ تلخیص مکمل ہو گئی۔

محمد صدیق ہزاروی غفرلہ